القرآن الكريم

آسان معانی قرآن

مختصر حواشی کے ساتھ

بلال عبدالحی حسنی ندوی

سید احمد شہید اکیڈمی

دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

طبع پنجم

رجب المرجب

۱۴۳۶ھ

Rs.450.00

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دارعرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾
(پس جب بھی آپ قرآن پڑھیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہیں)
أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ ﴿٣﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٥﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٦﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾

منزل ۱

سورۂ فاتحہ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اصل تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۱) بہت مہربان نہایت رحم والا ہے (۲) بدلہ کے دن کا مالک ہے[1] (۳) (اے اللہ) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں[2] (۴) ہمیں سیدھا راستہ لے چل[3] (۵) ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا[4] (۶) نہ کہ ان لوگوں کا جن پر غضب نازل ہوا اور نہ راستہ بھٹک جانے والوں کا[5] (۷)

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، وبهٖ نستعين.
وصلى اللّٰه على النبى وآله وصحبهٖ أجمعين.

بسم اللہ......الخ. طاقت کا ایک خزانہ ہے، رحمت الٰہی کے متوجہ کرنے کا بڑا ذریعہ ہے، جو کام اس کے ساتھ شروع ہوتا ہے وہ برکت وقبولیت کے ساتھ مکمل ہوتا ہے، یہ مستقل قرآن مجید کی ایک آیت ہے، ہر سورہ کے آغاز کے لیے اور دو سورتوں میں فصل کے لیے نازل ہوئی ہے۔

سورۂ فاتحہ: "فاتحہ" اس سورہ کو اس لیے کہتے ہیں کہ یہ پورے قرآن مجید کا مقدمہ ہے، اس کا دوسرا نام "اُمّ القرآن" بھی ہے اور اس کو شافیہ، وافیہ اور کافیہ بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ اس کو پڑھنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور یہ جامع اور مکمل بھی ہے (۱) اپنے اختیار سے حاصل کیے ہوئے کمالات پر جو تعریف کی جاتی ہے وہ حمد کہلاتی ہے اور اختیار سب اللہ ہی کا ہے، جس کسی کو بھی کوئی کمال حاصل ہوتا ہے وہ اسی کے دینے سے حاصل ہوتا ہے، تو اس طرح حمد کا اصل مستحق صرف اللہ ہی ہے، رب اس ذات کو کہتے ہیں جو ہر ضرورت کو پورا کرنے والی ہو، رحمٰن ورحیم اللہ کے نام ہیں، رحمٰن میں کمیت کے اعتبار سے رحمت کے عموم کی طرف اشارہ ہے اور رحیم میں اس کی انتہائی کیفیت مراد ہے، بدلہ کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے، جب ہر ایک کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا، اللہ صرف اس کا حاکم ہی نہیں بلکہ اس کا مالک بھی ہے (۲) اوپر کی تین آیتوں میں اللہ کی اس انداز سے حمد وثنا کی گئی ہے کہ اس کی تلاوت کرنے والوں کو ایک حضوری کیفیت نصیب ہو جاتی ہے، اسی لیے اب اللہ کو براہ راست خطاب ہو رہا ہے کہ عبادت کی مستحق بھی تیری ذات ہے اور استعانت کی مستحق بھی صرف تیری ہی ذات ہے، اس سے شرک کی ساری جڑیں کٹ کر رہ جاتی ہیں (۳) یہ پوری آیت ایک ہی جملہ ہے "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" میں دعوے کی صورت تھی، "اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" بڑھا دینے سے اس کی نفی ہو گئی کہ عبادت تو ہم کرتے ہیں مگر یہ عبادت بھی محض تیری ہی مدد اور توفیق کی بنا پر ہے، ورنہ اپنے کیے سے کیا ہو سکتا تھا، صراط مستقیم وہ سیدھا راستہ ہے جو اس نے اپنے نبیوں کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو بتایا ہے جس کی سب سے مکمل اور آخری شکل آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتا چکے، "اِهْدِنَا" کے معنی صرف راستہ بتانا نہیں بلکہ منزل تک پہنچا دینا ہے، یہ دنیا جس میں قدم قدم پر پھسل جانے کا خطرہ ہے اس میں ہر وقت اسی ہدایت ربانی کی ضرورت ہے (۴) اس میں اس کی وضاحت ہو گئی کہ یہ کوئی نیا راستہ نہیں ہے بلکہ اس پر پوری طرح چلنے والوں کے نمونے موجود ہیں اور وہ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین جیسا کہ دوسری آیت میں اس کی صراحت ہے "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" اس میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا کہ یہ انعام محض اللہ کے فضل سے ہی ملا کرتا ہے (۵) صحیح حدیث میں ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں جنھوں نے اللہ کی شان میں گستاخیاں کیں، انبیاء کو قتل کیا اور زمین میں بگاڑ کے درپے رہے اور ضآلّین سے نصاریٰ مراد ہیں، گمراہی کی کوئی شکل نہیں بچی جس کا وہ شکار نہ ہوئے ہوں جس میں سب سے بڑی گمراہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دینا ہے، یہ دونوں قومیں اس کا خاص مصداق ہیں اور جو بھی ان کے راستہ پر چلے وہ بھی اسی میں شامل ہے۔

منزل ۱

﴿سورۂ بقرہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلٓـمّٓ[1] (۱) یہ وہ کتاب[2] ہے جس میں شک کا کوئی گذر نہیں، راہ بتاتی ہے لحاظ رکھنے والوں کو[3] (۲) جو غیب کو مانتے ہیں[4] اور نماز قائم رکھتے ہیں[5] اور ہم نے ان کو جو کچھ رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں[6] (۳) اور جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا اور اس پر (بھی) جو آپ سے پہلے اتارا جا چکا[7] اور آخرت کو یہی (لوگ) یقین جانتے ہیں[8] (۴)

سورۂ بقرہ: یہ قرآن مجید کی سب سے طویل سورہ ہے، اسلام کی اہم تعلیمات خواہ وہ عقائد سے متعلق ہوں یا اعمال سے تقریباً سب ہی اس میں آ گئی ہیں، احادیث میں اس سورہ کی بڑی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں، مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے (۱) یہ 'حروف مقطعات' کہلاتے ہیں ان کا راز اللہ ہی کو معلوم ہے، پڑھنے والوں اور سننے والوں کو متوجہ کرنے کا یہ ایک ذریعہ بھی ہے، عربوں میں اس کا رواج رہا ہے (۲) اشارہ ہے قرآن مجید کی طرف کہ اصل کتاب کہلانے کی مستحق وہی ہے، جب اللہ کا کلام ہے اور اس کا ٹھیک ٹھیک اتارا ہوا ہے تو پھر شک وشبہ کا احتمال ہی ختم ہو گیا (۳) ہدایت نامہ ہے یہ تمام لوگوں کے لیے اور اس میں خطاب تمام دنیا کو ہے اس لیے دوسرے موقع پر "هُدًى لِّلنَّاسِ" (تمام لوگوں کے لیے ہدایت) بتایا گیا، لیکن چونکہ اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو اللہ کا لحاظ رکھتے ہیں اسی لیے یہاں "هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ" کہا گیا (۴) غیب کے معنیٰ بن دیکھی چیز کے ہیں، اس سے مراد ہر وہ مخفی چیز ہے جو آدمی اپنے حواس سے نہ پا سکے، نبی نے اس کے بارے میں بتایا ہو، اس کو ماننا ایمان کے لیے ضروری ہے، جیسے خود ذات باری تعالیٰ، اس کی صفات، جنت دوزخ، فرشتے، حشر ونشر وغیرہ (۵) یعنی اس کا حق ادا کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں یعنی طہارت کا اہتمام، جماعت کا اہتمام، خشوع پیدا کرنے کی کوشش اور اس کی سنتوں اور آداب کا خیال (۶) رزق عربی میں اللہ کی ہر دی ہوئی نعمت کو کہتے ہیں، اہل تقویٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ کسی چیز میں بخل نہیں کرتے اور ظاہر ہے جب سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے تو بخل کا سوال ہی کیسا (۷) یہود ونصاریٰ کی طرح وہ فرق نہیں کرتے بلکہ اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوئی تھیں البتہ جن پر وہ اتریں وہ ان کو محفوظ نہ رکھ سکے اور قرآن مجید پر خاص طور سے ایمان رکھتے ہیں کہ اس کا ایک ایک حرف اللہ کی طرف سے ہے اور پوری طرح محفوظ ہے اور وہ آخری کتاب ہے جس پر ایمان اور عمل ہر انسان پر ضروری ہے، آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ وحی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوگا جس پر وحی آنے والی ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی وحی کا ذکر نہیں فرمایا، اگر آپ کے بعد بھی کسی پر وحی آنی ہوتی تو اس کا بھی ذکر کیا جاتا۔ (۸) عقیدہ آخرت کو خاص طور سے بیان کیا جا رہا ہے جو اسلام کے تین بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے اور "يُوۡقِنُوۡنَ" کہہ کر وضاحت کر دی کہ وہ صرف اوپر سے نہیں بلکہ دل کے یقین کے ساتھ مانتے ہیں، دوسروں کا دعویٰ تو ہے مگر نہ وہ اس کی حقیقت سے واقف ہیں اور نہ اس کا پورا یقین رکھتے ہیں، اور آخرت کے سے مراد وہ زندگی ہے جو مرنے کے بعد حاصل ہوگی اور ہمیشہ کے لیے ہوگی اور اس میں ہر بندہ کو دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور اسی کی بنیاد پر اس کے جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ ہوگا، (غیب) بن دیکھی چیزوں پر ایمان میں اگرچہ آخرت بھی شامل ہے مگر الگ سے اس کا ذکر اس کی خاص اہمیت کی بنا پر کیا گیا ہے کہ آخرت کا یقین ہی انسان کو صحیح راستہ پر رکھتا ہے، اور گناہوں سے بچنا اس لیے قدرے آسان ہو جاتا ہے۔

أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾
إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلٰٓى
أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾
يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا قِيْلَ
لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوْٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾
أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَإِذَا
قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا أَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ
السُّفَهَآءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾
وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى
شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا إِنَّا مَعَكُمْ ۙ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾
اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾

ع ۲ — وقف لازم

منزل ۱

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے صحیح راستہ پر ہیں اور وہی لوگ اپنی مراد کو پہنچنے والے ہیں[1] (۵) یقیناً وہ لوگ جنھوں نے انکار ہی طے کرلیا ہے، ان کے لیے برابر ہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ نہ مانیں گے (۶) اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے، اور ان کی نگاہوں پر پردہ ہے[2]، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے (۷) اور لوگوں میں کچھ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئے ہیں جبکہ وہ مومن نہیں ہیں[3] (۸) وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں[4] اور (حقیقت میں) وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں رکھتے[5] (۹) ان کے دلوں میں روگ ہے تو اللہ نے ان کے روگ کو اور بڑھا دیا[6] اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس بناء پر کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں (۱۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے زمین میں بگاڑ مت کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں (۱۱) یاد رکھو یہی ہیں جو بگاڑ کرنے والے ہیں لیکن ان کو احساس بھی نہیں ہے[7] (۱۲) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لے آؤ، وہ کہتے ہیں کیا ہم بھی ویسے ہی ایمان لے آئیں جیسے احمق لوگ ایمان لائے ہیں، سن لو احمق تو یہی ہیں لیکن جانتے نہیں[8] (۱۳) اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں (ان ایمان والوں سے) تو ہم ہنسی کرتے ہیں[9] (۱۴) اللہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے اور ان کی سرکشی میں ان کو ڈھیل دیتا جاتا ہے (جس میں) وہ ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں[10] (۱۵)

---

(۱) گویا جو دعا سورۂ فاتحہ میں کی گئی یہ اس کی قبولیت ہے بتادیا گیا کہ جو مذکورہ بالا صفات کو اختیار کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا اور وہی ہر طرح کامیاب ہے (۲) خاص طور پر مدینہ کے یہود مراد ہیں جنھوں نے جانتے بوجھتے صرف ہٹ دھرمی سے انکار کیا اور مان کر نہ دیا تو ایسوں کے بارے میں اللہ کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ اسی گمراہی میں رہیں پھر کوئی بات ان پر اثر کرتی ہی نہیں، یہ آیت بتارہی ہے کہ ضد اور ہٹ دھرمی بڑی خطرناک چیز ہے، جو شخص اڑ جائے کہ کسی حالت میں بات نہیں ماننی ہے تو اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے (۳) یہ منافقوں کا تذکرہ ہے جو ظاہری فائدہ کے لیے زبان سے اسلام کا مظاہرہ کرتے تھے اور اندر سے کافر تھے (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، ان کے صحابہ کو دھوکہ دینا اللہ ہی کو دھوکہ دینا ہے (۵) اس سے بڑا دھوکہ کیا ہوگا کہ آخرت کی تباہی اٹھا رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں (۶) کفر و نفاق کا جو روگ تھا اسلام کے ظہور اور ترقی سے ان کی یہ بیماری اور بڑھ گئی (۷) جو دین دنیا میں اصلاح کے لیے آیا اس کو کمزور کرنا اور اس کو مٹانے کے لیے سازشیں کرنا، اس سے بڑھ کر فساد کیا ہوگا (۸) سفیہ اس کو کہتے ہیں جو اچھے برے میں فرق نہ کرسکے، ظاہر ہے کہ اس سے بڑا احمق کون ہوگا جو دنیا کے فانی نفع اور آخرت کے ہمیشہ رہنے والے فائدہ میں فرق نہ کرسکے (۹) دکھانے کے لیے اور دنیا کا فائدہ اٹھانے کے لیے ایمان والوں سے کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں پھر جب اپنے سرداروں سے ملتے ہیں تو ان سے وفاداری کا دم بھرتے ہیں ''اپنے شیطانوں'' سے مراد وہ سردار ہیں جو ان منافقین کی سازشوں میں ان کے لیڈر کی حیثیت رکھتے تھے (۱۰) پھر دنیا میں ان کو ہوش نہیں رہتا اور ان کی گمراہی بڑھتی جاتی ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾

منزل۱

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی ہے، تو نہ ہی ان کی تجارت فائدہ میں رہی اور نہ ہی ان کو صحیح راستہ مل سکا[1] (۱۶) ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی پھر جب اس (آگ) نے اس کے گردو پیش کو روشن کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کی روشنی ہی گل کر دی اور ان کو ایسی تاریکیوں میں چھوڑ دیا جس میں ان کو کچھ سجھائی نہیں دیتا (۱۷) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، بس اب وہ لوٹیں گے نہیں[2] (۱۸) یا (ان کی مثال) اوپر سے برسنے والی اس موسلا دھار بارش کی ہے جس میں تاریکیاں بھی ہیں اور گرج بھی ہے اور چمک بھی، مارے کڑک کے موت کے ڈر سے وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) نے منکروں کو گھیر رکھا ہے (۱۹) قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے جائے، جب جب ان کے لیے وہ چمکتی ہے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب وہ ان پر تاریک ہو جاتی ہے تو وہ کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور نگاہیں چھین لیتا، بیشک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[3] (۲۰) اے لوگو! اپنے اس رب کی بندگی کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو (بھی پیدا کیا) جو تم سے پہلے ہوئے ہیں[4] شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ (۲۱) جس نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور اوپر سے پانی اتارا، پھر تمہاری روزی کے لیے اس سے مختلف پھلوں کو پیدا کیا تو اللہ کے ساتھ کسی کو برابر مت ٹھہراؤ جبکہ تمہیں یہ سب معلوم ہے[5] (۲۲) اور اگر تم اس چیز کے بارے میں ذرا بھی شبہ میں ہو جس کو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ اور اللہ کے علاوہ اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو (۲۳)

---

(۱) ایمان لا سکتے تھے لیکن بجائے اس کے کفر و انکار کیا تو ہدایت بھی نہ مل سکی اور اپنی تجارت میں وہ نقصان اٹھا گئے (۲) اللہ تعالیٰ مثالوں کے ذریعہ بات سمجھاتا ہے یہ منافقوں کی مثال ہے کہ ایمان کی روشنی ہوئی اور منافق اس وقت اندھے ہو گئے، اور نرے اندھے ہوتے تو کسی کو پکارتے یا بات سنتے، طرہ یہ کہ وہ گونگے بہرے بھی بن گئے تو پھر حق پر آنے کی توقع ہی ختم ہو گئی (۳) یہ منافقین کی دوسری قسم کی مثال ہے جو پوری طرح منکر نہ تھے بلکہ شک میں رہتے تھے، اسلام کی ظاہری قوت و شوکت کو دیکھ کر چند قدم آگے بڑھاتے اور جب مسلسل فتح نظر نہ آتی تو پھر پیچھے ہٹ جاتے اور اپنے ظاہری بچاؤ کی فکر میں پریشان رہتے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی چھوڑنے والا نہیں، سورہ کی ابتداء سے یہاں تک تین طرح کے لوگوں کا ذکر ہوا، اول اہل ایمان کا پھر کافروں کا، اس کے بعد منافقوں کا (۴) اب توحید کی دعوت دی جا رہی ہے جو ایمان کی بنیاد ہے (۵) توحید کو مدلل کیا جا رہا ہے کہ سب کچھ خود بخود نہیں ہوا بلکہ سب اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور اسی نے یہ سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے تو تمہیں اسی کی عبادت کرنی چاہیے، "وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ" کہہ کر اہل عرب کے اس عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ ساری کائنات کو پیدا کرنا زمین و آسمان کی تخلیق، اوپر سے بارش برسانا اور پیداوار اگانا سب اللہ کے کام ہیں، اس کے باوجود وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس نے بہت سے کام بتوں کے سپرد کر دیئے ہیں، لہٰذا وہ بتوں کی عبادت اسی لیے کرتے تھے تا کہ وہ ان کی مدد کریں، اللہ فرماتا ہے کہ جب ہم نے سب کچھ پیدا کیا اور ہمیں کسی مدد کی ضرورت نہیں تو کسی اور کی عبادت کرنا کتنی بڑی ناانصافی اور بیوقوفی ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا
رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ
وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا
فَوْقَهَا ۭ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ
بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾
الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ
مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ ۭ أُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا
فَأَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى إِلَى
السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾

وقف لازم

ع ۳

منزل ۱

پھر اگر تم نے ایسا نہیں کیا اور یہ تم کر بھی نہ سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس کو کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے[1] (۲۴) اور آپ ان لوگوں کو خوشخبری دے دیجیے جو ایمان لائے اور نیک کام[2] کیے کہ یقیناً ان ہی کے لیے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب رزق کے طور پر ان کو وہاں سے کوئی پھل ملے گا وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے (بھی) دیا جا چکا ہے اور ان کو اس سے ملتے جلتے پھل دیئے جائیں گے[3] اور ان کے لیے وہاں پاک جوڑے ہوں گے اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵) اللہ اس سے نہیں شرماتا کہ وہ کوئی بھی مثال دے، مچھر کی یا اس سے اوپر (کسی چیز) کی پھر جہاں تک ایمان والوں کا تعلق ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ (مثال) ان کے رب کی طرف سے بہت موقع کی ہے، اور رہے وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا وہ کہتے ہیں (کہ) یہ مثال دے کر اللہ کیا چاہتا ہے[4]۔ اس کے ذریعہ سے وہ بہتوں کو گمراہ کرے گا اور بہتوں کو راستہ پر لے آئے گا اور اس کے ذریعہ سے گمراہ ان ہی کو کرے گا جو نافرمان ہیں[5] (۲۶) جو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں[6] اور اللہ نے جس چیز کو جوڑنے کا حکم فرمایا ہے اس کو وہ توڑتے ہیں[7] اور زمین میں فساد مچاتے ہیں وہی لوگ نقصان میں ہیں (۲۷) تم کیسے اللہ کا انکار کرتے ہو جبکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندگی بخشی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۸) وہی ہے جس نے جو کچھ بھی زمین میں ہے وہ تمہارے لیے پیدا کیا پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے ٹھیک ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز سے خوب خوب واقف ہے (۲۹)

---

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو دشمنان دین تھے انھوں نے ساری کوششیں کر ڈالیں لیکن زبان کے رمز شناس ہونے کے باوجود وہ یہ چیلنج قبول کر ہی نہ سکے، اس سے یہ بات کھل گئی کہ وہ انسانی کلام نہیں، وہ لوگ جن کی زبان سند تھی اس کی کوشش کریں بھی تو اس کی حیثیت ہی کیا، ان دشمنان دین کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ جب تم خوب سمجھتے ہو کہ یہ کلام تمہارے حدود سے باہر کا ہے پھر اس کو تسلیم نہ کرنا سوائے ڈھٹائی اور کیا ہے اور اس کا نتیجہ جہنم کی شکل میں تمہارے سامنے ہوگا، اور یہ اس کی انتہائی شکل ہوگی کہ لوگوں کو ہی ایندھن بنایا جائے گا اور آگ بھی پتھروں سے سلگائی جائے گی (۲) بغیر ایمان کے کوئی کام معتبر نہیں، ایمان کے ساتھ جب نیک اعمال ہوں گے تو ایسی جنتیں ملیں گی جن میں ہر خواہش پوری کی جائے گی جن کا تصور بھی انسان کے بس سے باہر ہے (۳) دنیا کے پھلوں سے ظاہری مشابہت ہوگی لیکن مزہ میں زمین و آسمان کا فرق اور مشابہت بھی اس لیے ہوگی تا کہ رغبت پیدا ہو، عام انسانی مزاج یہی ہے کہ جس کا لطف اٹھا چکا ہو وہ اس سے بہتر کا خواہشمند ہوتا ہے (۴) بعض یہودیوں اور منافقوں نے کہا کہ کہاں قرآن اور کہاں یہ چھوٹی چھوٹی مثالیں، اس کا جواب دیا جا رہا ہے (۵) محض عناد میں یہ کہتے تھے، خوب جانتے تھے کہ حقیر چیز کی مثال حقیر چیز سے ہی دی جا سکتی ہے (۶) جو خاص طور سے اہل کتاب سے ان کی کتابوں میں لیا گیا کہ اللہ کو ایک مانو گے، آخری نبی آنے والا ہے اس کو مانو گے اور اس سے مراد وہ ''عہد الست'' بھی ہو سکتا ہے جو تمام انسانوں سے اللہ نے لیا تھا، اس کا ذکر آگے آ رہا ہے (۷) اس سے مراد رشتہ داروں کے حقوق پامال کرنا اور قطع رحمی کرنا ہے، جس کے نتیجہ میں خاندانی نظام تباہ ہو جاتا اور معاشرہ بگڑ کر رہ جاتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا
اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِــُٔـوْنِيْ
بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ
بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝
وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَ
اسْتَكْبَرَ ڭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ
عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى
اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

منزل۱

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں[1] وہ بولے کہ تو ایسوں کو اس میں (خلیفہ) بنانے والا ہے جو اس میں بگاڑ کریں گے اور خون بہائیں گے[2] اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری بزرگی بیان کرتے ہیں، اس نے فرمایا کہ یقیناً میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۳۰) اور اس نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے[3] پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا کہ مجھے ان تمام (چیزوں) کے نام بتا دو اگر تم سچے ہو[4] (۳۱) وہ بول اٹھے کہ تیری ذات پاک ہے ہم کو تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہم کو سکھا دیا، بیشک تو بڑے علم والا حکمت والا ہے (۳۲) (اللہ نے) فرمایا اے آدم! ان کو ان چیزوں کے نام بتا دو، پھر جب وہ ان کو ان کے نام بتا چکے تو اس نے فرمایا کہ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں وں اور زمین کے ڈھکے چھپے سے واقف ہوں اور اس کو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور اس کو بھی جو تم چھپائے رہتے ہو[5] (۳۳) اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ میں گر گئے سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور غرور میں جا پڑا اور وہ کافروں میں ہو گیا[6] (۳۴) اور ہم نے کہا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی (دونوں) جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو مزے سے کھاؤ (پیو) اور اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے[7] (۳۵) پھر شیطان نے ان دونوں کو اس سے پھسلا دیا[8] تو ان کو ان سب (نعمتوں) سے نکال دیا جن میں وہ دونوں تھے اور ہم نے کہا کہ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن (بن کر) رہو گے اور زمین میں ایک مدت تک کے لیے تمہارا اٹھہرنا اور کچھ فائدہ اٹھانا (طے کر دیا گیا) ہے[9] (۳۶) پھر آدم نے اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمات حاصل کیے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی، بلاشبہ وہ تو بہت ہی توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[10] (۳۷)

---

(۱) جو میرے حکموں کو نافذ کرے، خلافت فی الارض کا مطلب یہی ہے اور یہ انسان کے لیے انتہائی شرف کی بات ہے (۲) اللہ نے فرشتوں کو معلوم کرا دیا ہوگا کہ نئی مخلوق میں ہر طرح کے لوگ ہوں گے (۳) یعنی سب چیزوں کے نام اور ان کی خاصیتیں (۴) تاکہ فرشتوں کے سامنے بات صاف ہو جائے کہ وہ کام خلافت ارض کا کچھ اور ہے (۵) اپنے اس خیال میں کہ تم ہر کام سے مناسبت رکھتے ہو (۶) انسان کی ابتدائے آفرینش کے موقع پر انتہائی اعزاز ہوا کہ فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا، کہاں یہ سرفرازی اور کہاں ڈارون کا نظریہ ارتقاء، ابلیس جنوں میں سے تھا، فرشتوں کے ساتھ عبادت میں لگا رہتا تھا اور شاید اس کا امیدوار تھا کہ زمین میں اس کو خلافت ملے، بس اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا (۷) حواء آدم کی بیوی تھیں جن کو اللہ نے آدم کی پسلی سے بنایا اور جس درخت سے ان کو روکا گیا تھا اللہ ہی جانے وہ کیا درخت تھا اور روکا جانا آزمائش کے لیے تھا (۸) شیطان آدم کو سجدہ نہ کرنے سے نکالا گیا، اس نے بدلہ لینے کی ٹھانی اور آدم کے پاس پہنچ کر قسمیں کھا کر باور کرایا کہ ممانعت اب نہیں رہی، بس آدم کو لغزش ہوئی (۹) دو سزائیں ملیں، ایک جنت سے نکالے جانے کی دوسری زمین میں باہمی دشمنی کی (۱۰) حضرت آدمؑ سخت ←

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۖ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

منزل ۱

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے نیچے (زمین میں) اتر جاؤ[1] پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت پہنچ جائے تو جو بھی میری (بھیجی ہوئی) ہدایت پر چلا تو ایسوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۳۸) اور جنھوں نے انکار کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہی لوگ آگ والے ہیں، ہمیشہ وہ اسی میں رہیں گے (۳۹) اے بنی اسرائیل[2]! میرے اس انعام کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور (دیکھو) میرے عہد و پیمان کو پورا کرو میں بھی تمہارے عہد[3] و پیمان کو پورا کروں گا اور صرف مجھی سے ڈرو (۴۰) اور میں نے جو اتارا ہے اس پر ایمان لاؤ جبکہ وہ تمہارے پاس جو (کتاب) ہے اس کی تصدیق ہے[4] اور اس کا سب سے پہلے انکار کرنے والے مت ہو جاؤ اور میری آیتوں کے بدلہ تھوڑی قیمت مول مت لو اور میرا ہی تقویٰ اختیار کرو (۴۱) اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ مت کرو کہ حق کو جانتے بوجھتے چھپا دو[5] (۴۲) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو[6] (۴۳) کیا تم لوگوں کو بھلائی کے لیے کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، بھلا کیا تم سمجھ نہیں رکھتے[7] (۴۴) اور صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو اور یقیناً[8] یہ (نماز) بھاری ہی ہے سوائے خشوع رکھنے والوں کے (۴۵) جن کو یہ خیال رہتا ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر[9] جانے والے ہیں (۴۶) اے بنی اسرائیل! میرے اس انعام کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور میں نے تم کو جہانوں پر فضیلت بخشی[10] (۴۷) اور اس دن سے ڈرو (جس دن) نہ کوئی کسی کے کچھ کام آ سکے گا اور نہ اس کی سفارش ہی قبول کی جائے گی اور نہ کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان لوگوں کی مدد کی جائے گی (۴۸)

← بے چین ہو کر فریاد کرنے لگے تو اللہ ہی نے کلماتِ معافی تلقین فرمائے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ–الخ. اس میں اولادِ آدم کو تلقین ہے کہ جب بھی لغزش ہو فوراً توبہ کریں۔

(۱) زمین میں اترنے کا پہلا حکم حاکمانہ تھا اور اب بخشش کے بعد جو ہدایت دی جارہی ہے وہ حکیمانہ ہے اور ساتھ ساتھ رہنے کے آداب بھی بتائے جارہے ہیں (۲) اب یہاں سے بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کو بیان فرما رہا ہے تاکہ شاید وہ شرما کر ہی ایمان کی طرف متوجہ ہوں، اسرائیل حضرت یعقوب کا لقب تھا ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں (۳) اس عہد کا ذکر دوسرے موقع پر آیا ہے، اس میں خاص طور پر بعد میں آنے والے رسولوں پر ایمان لانے اور ان کا ساتھ دینے کا بھی ذکر ہے (۴) قرآن مجید میں حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور سب نبیوں کی تصدیق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تورات و انجیل میں آپ کے ذکر کا مصداق ہے، یہودی سب جانتے تھے اسی لیے کہا جا رہا ہے کہ تم انکار کرنے کی ابتداء مت کرنا کہ سب کا وبال تم پر پڑے (۵) یہودیوں کا یہ طریقہ تھا کہ تورات کے احکامات اپنی خواہش کے مطابق توڑ مروڑ کے پیش کرتے تھے اور بہت سی چیزیں چھپا جاتے تھے (۶) یعنی باجماعت نماز پڑھا کرو، پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی اور یہود کی نماز میں رکوع نہیں تھا (۷) کہا جاتا ہے کہ بعض علمائے یہود چپکے چپکے دوسروں سے کہتے تھے کہ یہ سچے نبی ہیں، ان کو مان لو، اس لیے کہ وہ ←

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ
فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا
عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا
اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ
بَارِىِٕكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ
قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ
الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا
عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ
وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

منزل ۱

اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لاؤ لشکر سے نجات دی جو تمھیں سخت اذیت پہنچاتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی[1] (۴۹) اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر پھاڑ دیا پھر تمہیں نجات دی اور فرعون کے لاؤ لشکر کو ڈبو دیا اور تم سب کچھ دیکھ رہے تھے (۵۰) اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ ٹھہرایا پھر تم نے ان کے[2] بعد بچھڑا بنا لیا اور تم اس وقت بیجا کام کرنے والے تھے (۵۱) پھر اس کے بعد بھی ہم نے تم کو معاف کر دیا کہ شاید تم شکر گزاری کرنے لگو (۵۲) اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فیصلہ[3] کی چیز سے نوازا تا کہ تم راستہ پر آ جاؤ (۵۳) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم نے بچھڑا بنا کر یقیناً اپنے اوپر بڑا ظلم کیا، تو اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں توبہ کرو پھر اپنوں کو (اپنے ہاتھ سے) مارو، تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے یہی بہتر ہے، پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی، بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۵۴) اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم آپ کی بات اس وقت تک نہ مانیں گے جب تک ہم اللہ کو کھلی نگاہوں دیکھ نہ لیں تو تمہارے دیکھتے دیکھتے کڑک نے تمہیں آ دبوچا (۵۵) پھر تمہاری موت کے بعد ہم نے تم کو دوسری زندگی دی کہ شاید تم شکر کرنے لگ جاؤ (۵۶) اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر منّ وسلویٰ اتارا، کھاؤ ان پاک چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دیں، اور انھوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا، البتہ وہ خود اپنا ہی نقصان کرتے رہے[4] (۵۷)

← تورات میں آپ کا تذکرہ پڑھ چکے تھے، انھی کی طرف اشارہ ہے، البتہ حکم عام ہی ہے کہ کہنے والا سب سے پہلے عمل کا مکلّف ہے (۸) علاج بتایا ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ علاج وہی کرے گا جس کو توجہ ہوگی اور آخرت کی سوچے گا (۹) اپنے وقت میں افضل ترین امت وہی تھے پھر مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے لعنت و غضب کے مستحق ہوئے اور امت محمد یہ کو افضل ترین قرار دیا گیا "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ."

(۱) اب یہاں سے ایک ایک کر کے قدرے اجمال کے ساتھ بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات اور ان کی مسلسل نافرمانیوں کا تذکرہ ہے، ان کی تفصیلات مختلف سورتوں میں موجود ہیں، فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جہاں بنی اسرائیل آباد تھے اور فرعون کی غلامی میں زندگی بسر کر رہے تھے، کسی نے فرعون سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری بادشاہت کے لیے خطرہ ہوگا، بس اس نے حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل کے ہر لڑکے کو قتل کر دیا جائے، لڑکیوں سے اندیشہ نہ تھا اس لیے ان کو چھوڑ دیا جاتا تھا (۲) حضرت موسیٰ سے اللہ نے فرمایا تھا کہ وہ کوہ طور پر آ کر چالیس دن اعتکاف کریں تو انھیں تورات عطا کی جائے گی، حضرت موسیٰ وہاں تشریف لے گئے ادھر سامری نے بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل کو اس کی عبادت کرنے پر آمادہ کر لیا، حضرت موسیٰ تشریف لائے تو انھوں نے لوگوں کو سمجھایا اور توبہ کی تلقین کی، اسی کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جو لوگ شرک میں مبتلا ہوئے تھے ان کے قریبی لوگ شرک کرنے والوں کو قتل کریں (۳) اس سے مراد تورات کے ←

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٩﴾ ۞ وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾

منزل ۱

اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں چاہو آرام سے کھاؤ (پیو) اور دروازے سے سر جھکائے ہوئے داخل ہو جاؤ اور کہتے جاؤ کہ (ہم) معافی (چاہتے ہیں)، ہم تمہارے لیے تمہاری غلطیاں معاف کر دیں گے اور بہتر کام کرنے والوں کو آگے ہم اور دیں گے (۵۸) تو ان ناانصافوں نے جو کہا گیا اس کا کچھ کا کچھ کر دیا، بس جنھوں نے ظلم کیا ان پر ہم نے آسمان سے عذاب نازل کیا اس لیے کہ وہ سرتابی کرتے چلے آئے تھے (۵۹) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی کو پتھر پر مارو، بس اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، تمام لوگوں نے پانی لینے کی اپنی اپنی جگہ جان لی، اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو (۶۰) اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم (صرف) ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے تو آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ زمین سے پیدا ہونے والی چیزیں ہمارے لیے نکال دے یعنی اس کے ساگ اور ککڑی اور لہسن اور مسور اور پیاز، وہ بولے کہ جو چیز بہتر ہے کیا تم اسے چھوڑ کر اس کے بدلہ وہ چیز لینا چاہتے ہو جو کمتر ہے، کسی شہر جا اترو، بس جو مانگتے ہو وہ مل جائے گا، اور ذلت وخواری ان کے سر تھوپ دی گئی اور وہ اللہ کے غضب کو لے کر پلٹے، یہ اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے رہے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، یہ اس لیے ہوا کہ انھوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے تجاوز کرتے رہے تھے (۶۱)

← وہ احکام ہیں جن سے حق وباطل الگ ہوتا ہے اور وہ معجزات ہیں جن سے حق وباطل کا فیصلہ ہوتا ہے، فرقان کہتے ہیں حق وباطل میں فرق بتانے والی اور فیصلہ کرنے والی چیز کو، کتاب الٰہی کو فرقان اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیتی ہے (۴) انعامات الٰہیہ کی مسلسل ناقدری کر کے لعنت اور غضب الٰہی کے مستحق ہوئے اور اس سے بڑا نقصان کیا ہوگا، بادلوں سے سایہ اس وقت کیا گیا تھا جب وہ صحرائے سینا میں بھٹک رہے تھے اور من وسلویٰ دیا گیا، منّ ایک نہایت لذیذ میٹھی چیز ہوتی تھی جو خود بخود درختوں کے پتوں پر جم جاتی تھی اور سلویٰ بٹیریں ہوتی تھیں جن کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے اور ان کو کچھ بھی محنت نہ کرنی پڑتی۔

(۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر خوب وسیع اور پر رونق تھا، فلسطین کے قریب ہی کوئی شہر مراد ہے (۲) روایتوں میں آتا ہے کہ "حطة نغفر لكم" کہتے ہوئے داخلہ کا حکم دیا گیا لیکن جب وہ وادی تیہ میں عرصہ تک بھٹکنے کے بعد داخل ہوئے تو سروں کو اٹھائے ہوئے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے "حطة" کے بجائے "حنطة في شعيرة" (جو میں گیہوں) کہتے ہوئے دروازہ سے داخل ہوئے، بس اللہ کا عذاب آیا، بعض روایتوں میں ہے طاعون کی وبا پھیلی اور ایک وقت میں ستر ہزار لوگ مارے گئے (۳) وادی تیہ میں بھٹکتے بھٹکتے پیاس سے بے حال ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام سے مارنے مرنے پر تیار ہو گئے پھر حضرت موسیٰ نے دعا کی جو قبول ہوئی اور بارہ چشمے پھوٹ نکلے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ہر بیٹے کی اولاد ایک مستقل قبیلہ بن گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ہر قبیلہ کے لیے الگ چشمہ جاری کر دیا تاکہ کوئی الجھن پیش نہ آئے (۴) من وسلویٰ سے عاجز آ گئے اور لگے دال ترکاری مانگنے، حکم ہوا کہ کسی قریبی شہر میں چلے جاؤ، جوتو، بوؤ، محنت کرو، اللہ کے جس قدر انعامات ہوئے اتنی ہی انھوں نے نافرمانیاں کیں تو ان کے لیے ہمیشہ کی ذلت ورسوائی کا فیصلہ کر دیا گیا، اسرائیل کی موجودہ حکومت سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ذلت وخواری ان کا ←

إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٔينَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ؕ خُذُوا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِـِٔينَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۶۶﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖۤ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ؕ قَالُوٓا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجٰهِلِينَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِينَ ﴿۶۹﴾

منزل ۱

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابی لوگ سب میں جو بھی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا اور بھلے کام کرے گا تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر (محفوظ) ہے اور ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے[1] (۶۲) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور طور (پہاڑ) کو تمہارے اوپر کر دیا کہ ہم نے تم کو جو کچھ دیا ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور اس میں جو کچھ ہے اس کو دھیان میں رکھو تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ[2] (۶۳) پھر اس کے بعد تم پلٹ گئے، بس اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان اٹھا جاتے[3] (۶۴) اور تم اپنے ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو سنیچر میں حد سے آگے بڑھ گئے تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ ذلیل بندر بن جاؤ[4] (۶۵) تو اس کو ہم نے اس کے سامنے والوں کے لیے بھی عبرت بنا دیا اور اس کے پیچھے والوں کے لیے بھی اور تقویٰ والوں کے لیے نصیحت کی چیز (بنایا) (۶۶) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو، وہ بولے کہ کیا آپ ہماری ہنسی کرتے ہیں؟ (موسیٰ نے) کہا میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نادانوں میں سے ہو جاؤں[5] (۶۷) وہ بولے کہ آپ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کر دیجیے وہ ہمیں صاف صاف بتا دے کہ وہ کیسی ہو؟ انھوں نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ وہ بوڑھی ہو اور نہ بالکل نوجوان، دونوں کے درمیان ہو، اب تمہیں جو حکم دیا جا رہا ہے وہ کر ڈالو (۶۸) وہ بولے کہ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر دیجیے وہ اس کا رنگ (بھی) بتا دے، انھوں نے کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ زرد رنگ کی گائے ہو، اس کا رنگ شوخ ہو جو دیکھنے والوں کو بھاتی ہو (۶۹)

← کا مقدر ہے تو ان کو حکومت کیسے حاصل ہوئی، اس کا جواب سورۂ آل عمران میں استثناء کے ساتھ ہے کہ "إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ" یعنی وہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا کسی تیسری طاقت کا سہارا لیں تو ان کی ذلت دور ہو سکتی ہے، اور یہ سب جانتے ہیں کہ اسرائیل امریکہ اور انگریزوں کے سہارے پر قائم ہے۔

(۱) یہود کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی امت کو، اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی امت کو اور صابئین ایک فرقہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے اور فرشتوں کی بھی پرستش کرتا ہے، یہاں یہ بات صاف کر دی گئی کہ ایمان کسی فرقہ کی جاگیر نہیں اور اس میں خاص طور پر یہودیوں کی تردید کی گئی ہے جو خود کو خدا کا بیٹا اور محبوب کہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کے خاندان کے علاوہ اور کسی کی مغفرت نہ ہوگی، اس آیت میں یہ وضاحت ہوگئی کہ حق کسی ایک نسل میں محدود نہیں جو بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا اور عمل صالح کی بنیادی شرطیں پوری کرے گا، اللہ کے نزدیک وہ اجر کا مستحق ہوگا۔ ایمان باللہ ایک اصطلاح ہے جب اجمالاً اس کا ذکر کیا جائے گا تو اس میں ایمان بالرسل اور ایمان بالملائکہ سب داخل ہیں اور اس سے پورا سلسلہ ایمانیات مراد ہوتا ہے، لہٰذا نجات پانے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، پیچھے آیت نمبر ۴۱-۴۲ میں بنو اسرائیل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، اور متعدد آیات میں یہ حکم موجود ہے (۲) جب حضرت موسیٰ تورات لے آئے تو انھوں نے اس میں حیلے بہانے شروع کیے اور کہنے لگے کہ اللہ ہم کو خود حکم دے، حضرت موسیٰ ان میں ستر لوگوں کے ساتھ طور پر پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان کو براہ راست اس پر مکمل عمل کرنے کا حکم دیا، مگر اس کے باوجود انھوں نے من مانی شروع کر دی، اس پر پہاڑ ان کے اوپر کر دیا گیا، چار و ناچار ان کو ماننا پڑا ←

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا
وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا
قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَ
إِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ
تَكْتُمُونَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ
وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن
بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ
لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ
الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ
فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ
مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا
آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا
فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

ع ۸

منزل ۱

وہ بولے کہ اپنے رب سے ہمارے لیے یہ دعا بھی کر دیجیے کہ وہ صاف صاف بتا دے کہ وہ کیسی ہو یقیناً اس گائے نے ہمیں شبہ میں ڈال رکھا ہے اور اللہ چاہے گا تو ہم ضرور پتہ پا جائیں گے (۷۰) (موسیٰ نے) کہا کہ وہ یہ فرماتا ہے کہ وہ گائے کام کاج والی نہ ہو کہ زمین جوتتی ہو اور نہ سنچائی کرتی ہو، ہر عیب سے پاک ہو، اس پر کوئی داغ نہ ہو، بالکل صاف ستھری ہو اس پر کوئی دھبہ نہ ہو، وہ بولے کہ اب آپ ٹھیک ٹھیک بات لے کر آئے ہیں، پھر انھوں نے اس کو ذبح کیا اور لگتا نہ تھا کہ وہ ایسا کر لیں گے[1] (۷۱) اور جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو اس میں تم بات کو ایک دوسرے پر ڈالنے لگے اور تم جو کچھ چھپا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا تھا (۷۲) تو ہم نے کہا کہ اس کے کسی ٹکڑے کو مردہ پر مارو، اللہ تعالیٰ اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تمہارے اندر سمجھ پیدا ہو[2] (۷۳) پھر اس کے بعد (بھی) تمہارے دل سخت ہو گئے تو یہ پتھر کی طرح ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت، یقیناً بعض پتھر بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جب پھٹتے ہیں تو ان سے پانی نکل آتا ہے اور ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گرنے لگتے ہیں اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے (۷۴) کیا پھر تم اس کی خواہش رکھتے ہو کہ وہ تمہارے لیے ایمان لے آئیں گے جبکہ ان میں کچھ لوگ اللہ کا کلام سنتے ہیں اور پھر سمجھنے بوجھنے کے بعد بھی اس میں تحریف کر دیا کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں[3] (۷۵) اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (بھی) مسلمان ہوئے اور جب ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا تم ان لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تا کہ وہ اس سے تمہارے رب کے پاس تم پر دلیل قائم کر لیں، کیا تم سمجھ نہیں رکھتے[4] (۷۶)

---

(۳) اللہ کا فضل نہ ہوتا تو سب مٹا کر رکھ دیئے جاتے (۴) حکم تھا کہ سنیچر کو مچھلی کا شکار نہ کریں مگر مانتے نہ تھے، اس کی سزا میں بندر بنا دیئے گئے، تفصیل سورۂ اعراف میں آئے گی (۵) ایک شخص کو کسی نے مار ڈالا، قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا تو حکم ہوا کہ گائے ذبح کر کے اس کا ایک ٹکڑا مقتول پر مارو وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتا دے گا، یہ بات ان کے سمجھ میں نہ آئی تو کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتے ہو، حضرت موسیٰ بولے کہ ہنسی کرنا نادانوں کا کام ہے۔

(۱) گائے کا ذبح کرنا ان کی عقل میں نہ آتا تھا، بچھڑے کی تقدیس بھی کچھ ان کے مزاج میں داخل تھی، اس لیے بہت ردو قدح کے بعد ذبح کرنے پر آمادہ ہوئے اور گائے بھی جن صفات کی مطلوب تھی وہ ایسے شخص کے پاس ملی جو کہا جاتا ہے کہ ماں کی بہت خدمت کرتا تھا، اس سے سونے کے بھاؤ گائے خریدنی پڑی (۲) قتل کرنے والے اسی کے گھر کے لوگ تھے، دولت کی لالچ میں انھوں نے مارا تھا اور بات ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے، جب گائے کے گوشت کو مقتول پر مارا گیا تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو گیا اور اس نے سب بتا دیا، یہ اللہ نے اپنی قدرت کی ایک نشانی دکھائی تا کہ ان کے اندر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یقین بڑھے، لیکن ان کا حال یہ ہو گیا تھا

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ
مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا
يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ
يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ
لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ
اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ
تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

النصف — ع ۹

منزل ۱

کیا وہ جانتے نہیں کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے[۱] (۷۷) اور ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو کتاب کا علم نہیں رکھتے سوائے تمناؤں کے اور وہ تو صرف اٹکل مارتے رہتے ہیں[۲] (۷۸) بس ان لوگوں کے لیے تباہی ہے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے کچھ معمولی دام حاصل کرلیں، بس ان کے لیے تباہی ہے اس سے بھی جو انھوں نے اپنے ہاتھوں لکھ لیا اور ان کے لیے خرابی ہے اس سے بھی جو وہ کماتے ہیں[۳] (۷۹) وہ کہتے ہیں کہ چند گنے چنے دنوں کے علاوہ آگ ہم کو چھو ہی نہیں سکتی، آپ فرما دیجیے کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ اپنے معاہدہ کے خلاف نہیں کرے گا، یا تم اللہ کے ذمہ وہ بات لگا رہے ہو جس کا تمہیں کچھ پتہ نہیں (۸۰) کیوں نہیں جو بھی برائی کمائے گا اور اس کے گناہ اس کو گھیر لیں گے تو وہی لوگ آگ والے ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۸۱) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے وہ جنت والے ہیں، اسی میں ہمیشہ رہیں گے[۴] (۸۲) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پیمان لیا کہ تم بندگی صرف اللہ کی کروگے اور (ہاں) والدین کے ساتھ حسن سلوک (کا عہد لیا) اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، اور یہ کہ لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، پھر اس کے بعد سوائے چند لوگوں کے تم سب پلٹ گئے اور تم ہو بے رخی کرنے والے[۵] (۸۳)

← جیسا کہ اگلی آیت میں بتایا جارہا ہے کہ وہ اور سخت دل ہوگئے، لگتا تھا کہ ان پر کوئی چیز اثر ہی نہ کرے گی، پتھر بھی متاثر ہوتے ہیں، نہریں جاری ہوجاتی ہیں، چشمے پھوٹتے ہیں اور کچھ نہیں تو ان میں شگاف پڑتے ہیں اور ان یہودیوں کا حال یہ ہوا کہ کوئی چیز ان پر اثر نہیں کرتی تھی (۳) اپنی خواہشات کے مطابق ان میں تبدیلیاں کرنا ان کے لیے عام بات تھی (۴) یہود میں جو منافق تھے وہ کبھی کبھار اپنی سچائی جتلانے کے لیے تورات میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ تھا وہ بیان کردیا کرتے تھے، اس پر دوسرے یہودی ان کو ملامت کرتے کہ تم خود ان کو دلیلیں دے رہے ہو، یہ قیامت میں تمہارے خلاف اسی سے حجت قائم کریں گے کہ تم جانتے بوجھتے ایمان نہیں لائے۔

(۱) تورات میں موجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کو وہ مسلمانوں سے چھپا بھی لیں تو اللہ ان کو جانتا ہے، ان کے ظاہر کردینے یا چھپا لینے سے کیا فرق پڑنے والا ہے (۲) جاہلوں کو ان کے عالموں نے جو پڑھا رکھا ہے اسی پر خوش ہیں اور اٹکلیں لگا رہے ہیں کہ جنت میں تو صرف یہودی ہی جائیں گے اور ہم کچھ بھی کریں ہمارے باپ دادا ہمیں بخشوالیں گے، ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں، اللہ ہمیں عذاب دے گا ہی نہیں وغیرہ وغیرہ (۳) عوام کی خواہش کے مطابق وہ تبدیلیاں کرتے تھے اور اس کو حکم الٰہی قرار دیتے تھے، یہی چیز ان کی ہلاکت کے لیے کافی تھی، پھر مزید یہ کہ اس پر بھاری بھاری رقمیں وصول کیا کرتے تھے (۴) یہودیوں کا اللہ سے نہ کوئی رشتہ ہے نہ انھوں نے کوئی عہد و پیمان لے رکھا ہے، جو ہوگا وہ سب کے لیے یکساں ہوگا، مسئلہ کسی قوم یا خاندان سے وابستہ نہیں ہے، جو بھی اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور آخرت کے دن کو مانے گا اور اچھے کام کرے گا اس کے لیے جنت ہے خواہ وہ کسی قوم کو ہو کسی رنگ و نسل کا ہو، اور جس کو گناہ اس طرح گھیر لیں کہ دل میں بھی ایمان باقی نہ رہے تو وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈالا جائے گا اس کا تعلق کسی سے بھی ہو، حضرت ابراہیم جیسے محبوب نبی کے والد، ←

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ أَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَٰهَرُونَ عَلَيْهِم بِٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَٰرَىٰ تُفَٰدُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ ٱلْكِتَٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْىٌ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰٓ أَشَدِّ ٱلْعَذَابِ ۗ وَمَا ٱللَّهُ بِغَٰفِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا بِٱلْءَاخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ ٱلْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۸۶﴾ ع وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنۢ بَعْدِهِۦ بِٱلرُّسُلِ ۖ وَءَاتَيْنَا عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَيَّدْنَٰهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُكُمُ ٱسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا۟ قُلُوبُنَا غُلْفٌۢ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ ٱللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾

منزل ۱

اور جب ہم نے تم سے یہ پیمان لیا کہ تم نہ ایک دوسرے کا خون بہاؤ گے اور نہ اپنے شہروں سے اپنوں کو نکالو گے پھر تم نے اقرار کیا اور تم اس کے گواہ تھے (۸۴) پھر تم ہی وہ لوگ ہو کہ اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ہی کچھ لوگوں کو ان کے شہروں سے نکالتے ہو، گناہ اور زیادتی کر کے تم ان کے خلاف (دشمنوں کی) مدد کرتے ہو اور اگر وہ قیدی بن کر تمہارے پاس آتے ہیں تو تم ان کا فدیہ دے کر چھڑاتے ہو جبکہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام[1] تھا، تو کیا تم کتاب کے کچھ حصہ کو مانتے ہو[2] اور کچھ کو نہیں مانتے، بس تم میں جو ایسا کر رہا ہے اُس کا اِس کے سوا بدلہ ہی کیا ہے کہ دنیاوی زندگی میں بھی اس کے لیے رسوائی ہے اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور تم جو کچھ بھی کرتے رہتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے (۸۵) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا خرید لی ہے تو نہ ہی ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی[3] (۸۶) اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بعد مسلسل رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں[4] اور روح القدس سے ان کی تائید کی پھر بھی کیا (ایسا نہیں ہوا کہ) جب بھی کوئی رسول تمہارے پاس ایسی چیزوں کے ساتھ آیا جو تمہاری من چاہی نہ تھیں تو تم اکڑ گئے تو کچھ (نبیوں) کو تم نے جھٹلا دیا اور کچھ کو قتل کرنے پر لگ گئے[5] (۸۷) اور وہ بولے کہ ہمارے دل مہر بند ہیں، بات یہ ہے کہ ان کے انکار کی وجہ سے اللہ نے ان کو دھتکار دیا ہے تو اِکا دُکا ہی وہ ایمان لاتے ہیں[6] (۸۸)

← حضرت نوح نبی کا بیٹا، خود سب سے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جنھوں نے احسانات بھی کیے لیکن جب ایمان نصیب نہیں ہوا تو یہ خاندانی تعلقات دوزخ سے نکال نہیں سکتے، بس یہودیوں کا نبیوں کی اولاد میں ہونا ان کے کچھ بھی کام آنے والا نہیں (۵) احکام الٰہیہ سے اعراض کرنا ان کی طبیعت میں داخل ہو گیا تھا۔

(۱) مدینہ میں یہودیوں کے دو فریق تھے، ایک بنو قریظہ دوسرے بنو نضیر، یہ دونوں آپس میں لڑا کرتے تھے، اور مشرکوں کے بھی مدینہ میں دو فریق تھے ایک اوس دوسرے خزرج، یہ دونوں بھی ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہا کرتے تھے، بنو قریظہ کی دوستی قبیلہ اوس سے تھی اور بنو نضیر کی قبیلہ خزرج سے، لڑائیوں میں ہر کوئی اپنے دوست قبیلہ کا ساتھ دیتا تھا، اور غالب ہونے کی صورت میں جب اپنے ہی لوگ گرفتار ہو کر آتے تھے تو وہ خود ہی اس کے لیے مال جمع کر کے فدیہ دے کر اس کو چھڑاتے، گویا خود ہی نکالتے بھی تھے اور پھر خود ہی فدیہ دے دے کر احسان جتا کر آباد بھی کرتے تھے (۲) فدیہ دے کر چھڑانا تو حکم کے مطابق تھا لیکن جلاوطن کر دینا سراسر حکم کے خلاف (۳) یعنی آخرت کے مقابلہ دنیا کو ترجیح دی وہ اس کی سزا بھگتیں گے (۴) مردوں کا زندہ کر دینا، لاعلاج مریضوں کا صحت یاب ہونا وغیرہ اور روح القدس سے بظاہر جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں جو ان کی تقویت کے لیے ساتھ رہتے تھے (۵) حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کو بھی قتل کر ڈالا (۶) یہودی کہتے تھے کہ ہمارے دل غلاف میں محفوظ ہیں، ہمارے دین کے علاوہ اور کوئی بات اس پر اثر نہیں کرتی، اللہ فرماتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں، ان کے مسلسل انکار کی وجہ سے اللہ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا، اسی لیے وہ بہت کم مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آگئی جس میں ان کے پاس (موجود) کتابوں کی تصدیق بھی تھی اور وہ پہلے کافروں پر (اس کے ذریعہ) فتح چاہا کرتے تھے تو جب وہ چیز ان کے پاس پہنچ گئی جس کو انھوں نے پہچان لیا تو وہ اس کے منکر ہوگئے، بس انکار کرنے والوں پر اللہ کی پھٹکار ہے[1] (۸۹) بدترین سودا کیا انھوں نے اپنی جانوں کا کہ وہ اس چیز کا انکار کرنے لگے جو اللہ نے اتاری، محض جلن میں کہ اللہ اپنے فضل کو اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، تو غصہ پر غصہ لے کر وہ پھرے اور انکار کرنے والوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے[2] (۹۰) اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو اتارا ہے اس پر ایمان لے آؤ، وہ بولے کہ ہم پر جو اتر چکا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے پیچھے نازل ہونے والے (کلام) کا وہ انکار کرتے ہیں جبکہ وہ حق ہے، سچ بتاتا ہے اس کو بھی جو ان کے پاس ہے[3]، آپ ان سے پوچھئے کہ اگر تم ایمان والے تھے تو پہلے تم نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہتے تھے[4]؟ (۹۱) اور یقیناً موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر تم نے ان کے پیچھے بچھڑا بنالیا[5] اور تم تو ہو ہی حد سے گزر جانے والے لوگ (۹۲) اور جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور تمہارے اوپر طور (پہاڑ) کو اٹھا دیا کہ ہم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس کو مضبوطی سے تھام لو اور بات سنو، وہ بولے کہ ہم نے سن لیا اور نہ مانا اور ان کے انکار کی وجہ سے بچھڑے کی محبت ان کو گھٹی میں پلا دی گئی، آپ فرما دیجیے کہ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو تمہارا ایمان تمہیں کس قدر بدترین چیز کا حکم دیتا ہے[6] (۹۳)

---

(۱) ان کے پاس جو کتاب آئی وہ قرآن مجید ہے اور ان کے پاس پہلے جو کتاب موجود تھی وہ تورات ہے، اس میں آخری نبی اور آخری کتاب کی خبریں موجود تھیں، قرآن مجید اترنے سے ان چیزوں کی تصدیق ہوئی، اسی لیے قرآن مجید کو پہلے کی آسمانی کتابوں کا مصدق کہا گیا ہے، قرآن مجید کے اترنے سے پہلے یہودی جب کافروں سے شکست کھاتے تھے تو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب کا واسطہ دے کر فتح کی دعا کرتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی اور آخری کتاب اترنے لگی تو جانتے بوجھتے انکار کر بیٹھے اور لعنت کے مستحق ہوئے (۲) جس چیز کے بدلہ انھوں نے اپنا سودا کیا وہ کفر اور انکار ہے اور انکار بھی صرف اس ضد میں کہ یہ آخری نبی اسماعیل کی اولاد میں کیسے پیدا ہوا، اس کو ہماری نسل میں ہونا چاہیے تھا تو ایک غضب کتاب سے انکار کا ہوا اور دوسرا نبی سے انکار کا، اور انکار کرنے والوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے (۳) ان کے لیے تورات اتری اور بعد میں انجیل اور قرآن اترا، اس کا انکار کر دیا جبکہ قرآن کا انکار تورات کا بھی انکار ہے اس لیے کہ اس میں قرآن کا ذکر موجود ہے (۴) اب ان سے سوال ہو رہا ہے کہ تورات ہی کو اگر مانتے تھے تو پھر ان نبیوں کو کیوں قتل کیا جو تورات کو مانتے تھے جیسے حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ (۵) جب موسیٰؑ طور پر گئے تو ان کے جیتے جی تم بہک گئے (۶) بتایا جا رہا ہے کہ جس تورات کو ماننے کا تم دعویٰ کرتے ہو اس پر تمہارے ایمان کا یہ حال رہا ہے کہ جب تک زبردستی کی گئی مانا اور دل ہی دل میں نافرمانی پکاتے رہے یا بعد میں کہہ دیا کہ ہم تو نہیں مان سکتے، ہم نے سن لیا مگر ہم ماننے والے نہیں، گوسالہ پرستی اسی انکار کا نتیجہ تھی۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ
لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ
مِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ
مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُّعَمَّرَ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ
عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ
رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾
وَلَقَدْ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ إِلَّا
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ أَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا
الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

معانقة ۲ عند المتأخرين ۔ ع

منزل ۱

آپ فرما دیجیے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسروں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لیے ہے تو موت کی تمنا کر کے دکھاؤ اگر تم سچے ہو[1] (۹۴) اور وہ تو اپنے کرتوتوں کی بنا پر کبھی بھی اس کی تمنا کر ہی نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ ناانصافوں کو خوب جانتا ہے[2] (۹۵) اور آپ تو ان کو زندگی کا سب سے زیادہ لالچی پائیں گے یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی زیادہ، ان میں ایک ایک کی خواہش یہ ہے کہ کاش ہزار سال کی عمر اس کو دے دی جائے جبکہ یہ چیز اسے عذاب سے بچا نہیں سکتی کہ اس کی عمر بڑھا دی جائے اور جو بھی وہ کرتے ہیں اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے[3] (۹۶) آپ کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو تو (ہوا کرے) انھوں نے تو اللہ کے حکم سے اس کو آپ کے قلب پر اتارا پہلے (کلام) کی تصدیق کے طور پر اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور بشارت کے طور پر[4] (۹۷) جو کوئی دشمن ہوا اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو یقیناً اللہ بھی انکار کرنے والوں کا دشمن ہے[5] (۹۸) ہم نے آپ پر بہت ہی کھلی ہوئی آیتیں اتاری ہیں اور اس کا انکار وہی کرے گا جو نافرمان ہوگا (۹۹) کیا (ایسا نہیں ہوا کہ) جب جب انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان ہی کے کچھ لوگوں نے اس کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا بلکہ ان میں اکثریت مانتی ہی نہیں[6] (۱۰۰) اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آ گیا جو تصدیق کرتا ہے ان چیزوں کی جو ان کے پاس ہیں (یعنی آسمانی کتابیں) تو ان ہی اہل کتاب میں سے ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا گویا کہ وہ (اس کو) جانتے ہی نہیں[7] (۱۰۱)

(۱) یہود کہا کرتے تھے کہ جنت میں تو ہم ہی جائیں گے اللہ فرماتا ہے کہ پھر موت سے کیوں ڈرتے ہو (۲) یہ صرف زبانی باتیں تھیں اندر سے اپنی بے جا حرکتوں کو خوب جانتے تھے (۳) طویل عمر کی تمنا اس لیے تھی کہ جب تک ہو سکے سزا سے بچتے رہیں، اس سے ان کے دعوے کی پوری تکذیب ہوگئی کہ جنت میں ہم ہی جائیں گے (۴) جبرئیل سب سے بڑے فرشتے کا نام ہے جن کا کام انبیاء تک وحی پہنچانا تھا ان کے بارے میں یہودیوں کا تصور یہ تھا کہ وہ عذاب کے فرشتے ہیں اور ہمارے بڑوں کو انھوں نے بہت تکلیف پہنچائی ہے اس لیے ان سے کدورت رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کوئی اور فرشتہ وحی لائے تو ہم ایمان لائیں گے اسی کا جواب دیا جا رہا ہے (۵) میکال یا میکائیل بھی ایک بڑے فرشتے کا نام ہے جن کے ذمہ مخلوق کا رزق پہنچانا اور بارش وغیرہ ہے جیسا کہ روایتوں میں آتا ہے، یہاں صاف کہہ دیا گیا کہ اللہ سے نسبت رکھنے والوں سے دشمنی اللہ سے دشمنی کے مترادف ہے (۶) اللہ نے اور اس کے رسولوں نے کتنے عہد و پیمان ان سے لیے اور انھوں نے ان کی خلاف ورزی کی اور ان میں بہت سے وہ تھے جو تورات کو بھی نہیں مانتے (۷) جب انھوں نے تورات کو پس پشت ڈال دیا تو قرآن مجید پر کیا ایمان لاتے۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

ع ۱۲

منزل ۱

اور وہ ان (منتروں) کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کی بادشاہت (کے زمانہ میں) پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا البتہ کفر شیطانوں نے کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ اس چیز کے (پیچھے لگ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی تھی حالانکہ وہ دونوں بھی جب کسی کو سکھاتے تھے تو بتا دیتے تھے کہ ہم تو آزمائش (کے لیے) ہیں تو تم کفر میں مت پڑ جانا پھر (بھی) وہ لوگ ان دونوں سے (ایسا جادو) سیکھ لیتے تھے کہ اس کے ذریعہ سے وہ میاں بیوی میں تفریق کریں حالانکہ وہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو نقصان پہنچا ہی نہیں سکتے تھے اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان پہنچاتی تھی اور ان کو اس سے فائدہ نہ تھا، اور وہ خوب جان چکے تھے کہ جس نے بھی اسے مول لیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور کتنی بدترین چیز تھی جس سے انھوں نے اپنی جانوں کا سودا کرلیا تھا کاش کہ وہ سمجھتے (۱۰۲) اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرلیتے تو اللہ کے پاس سے ملنے والا ثواب بہت بہتر ہوتا، کاش کہ ان کو سمجھ ہوتی (۱۰۳) اے ایمان والو! "رَاعِـنَا" مت کہا کرو "اُنْـظُـرْنَا" کہا کرو اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے[2] (۱۰۴) کافروں میں اہل کتاب ہوں یا مشرک وہ یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف سے کچھ بھی بھلائی اترے جبکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرلیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے[3] (۱۰۵)

---

(۱) بجائے کتاب الٰہی کی پیروی اور نبی کی اتباع کے جادو کے چکر میں پڑ گئے جو شیطانی عمل تھا، یہ دو طرح سے پھیلا: ایک حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ جنات انسانوں سے ملے جلے رہتے تھے تو جناتوں سے لوگوں نے جادو سیکھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف نسبت کردی، اس کی نفی کی جارہی ہے، دوسرے بابل میں ہاروت ماروت نامی دو فرشتے تھے جو انسانوں کی شکل میں رہتے تھے، اللہ نے ان کو آزمائش کے لیے اتارا تھا، ان سے لوگ جادو سیکھتے تھے، وہ کہہ بھی دیتے تھے کہ ہم آزمائش کے لیے ہیں تو تم لوگ کفر میں مت پڑنا مگر اس کا چسکہ ایسا تھا کہ وہ سیکھتے تھے اور اس کے ذریعہ سے لڑائیاں جھگڑے کراتے، ہوتا سب اللہ کے کرنے سے تھا مگر وہ اس کے ذریعہ دوسروں کا بھی نقصان کرتے اور اپنا بھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف یہودیوں نے صرف جادو ہی کی نسبت نہیں کی بلکہ ان کی مقدس کتابوں میں ان کے کفر تک کا تذکرہ موجود ہے (سلاطین ۱۱/۴-۱۰۰۶) قرآن مجید ان کی براءت کا اعلان کرتا ہے (۲) یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے اور کچھ سن نہ پاتے تو "رَاعِـنَـا" کہتے، جس کے معنی ہیں ہماری رعایت کرو، مسلمان بھی کبھی یہ لفظ کہہ دیا کرتے تھے، اس سے منع کیا جارہا ہے اور حکم ہورہا ہے کہ اس کی جگہ "انْظُرْنَا" کہو اور توجہ سے سنا کرو "انْظُرْنَا" کے بھی وہی معنی ہیں، یہودی "رَاعِنَا" کو کھینچ کر "رَاعِيْنَا" کردیتے تھے اور اپنا خبث باطن نکالتے تھے، اس کے معنی ہیں اے ہمارے چرواہے یا احمق، مسلمانوں کو اسی لیے راعنا کے استعمال سے منع کیا گیا تھا (۳) یہودیوں کی دشمنی اسی لیے تھی کہ نبی ہماری نسل میں کیوں نہیں آیا۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ
تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٦﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔــلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا
سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ
اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا
وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ ھُوْدًا
اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّھُمْ ۭ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾ بَلٰي ۤ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ
اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع ١٣

منزل ۱

ہم جب بھی کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اتار دیتے ہیں، کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ ہر چیز پر زبردست قدرت رکھنے والا ہے (۱۰۶) کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور تمہارے لیے اللہ کے علاوہ کوئی بھی حمایتی اور مددگار نہیں[۱] (۱۰۷) کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسے ہی سوال کرو جیسے پہلے موسیٰ سے سوال کیے جاچکے[۲]، اور جو بھی ایمان کو کفر سے بدلے گا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا[۳] (۱۰۸) اہل کتاب میں سے بہت سے (لوگ) محض اپنے جی کے حسد کی بنا پر یہ خواہش رکھتے ہیں کہ کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافروں میں پلٹا دیں[۴] باوجودیکہ حق ان کے سامنے کھل کر آچکا، تو تم لوگ ان کو معاف کردو اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے[۵]، بیشک اللہ ہر چیز پر زبردست قدرت رکھنے والا ہے (۱۰۹) اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اپنے لیے تم جو بھی بھلائی آگے بھیج دوگے اس کو اللہ کے پاس پاؤگے، بیشک تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کو خوب خوب دیکھ رہا ہے[۶] (۱۱۰) اور وہ بولے کہ جنت میں تو وہی داخل ہوں گے جو یہودی یا عیسائی ہیں، یہ صرف ان کی تمنائیں ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کردو (۱۱۱) ہاں البتہ جو اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کردے اور وہ بہتر کام کرنے والا ہو تو اس کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے، اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے[۷] (۱۱۲)

---

(۱) یہودیوں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ تمہاری کتاب میں بعض آیتیں منسوخ ہوئی ہیں، اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوتی تو کیا جس عیب کی وجہ سے آیت منسوخ کی گئی اس کی خبر اللہ کو نہ تھی، فرمایا جارہا ہے کہ حاکم مطلق جانتا ہے کہ کون سی چیز کب مناسب ہے، وہ جس وقت جس چیز کا چاہے حکم کرے اور جب چاہے اس سے روک دے کہ پہلے وہی حکم مناسب تھا اور اب دوسرا حکم اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق حالات میں تبدیلیاں فرماتے رہتے ہیں اور حالات کی تبدیلی کے اعتبار سے حکم بھی بدلتے ہیں بس جو بھی حکم منسوخ کیا جاتا ہے اس کی جگہ ایسا حکم لایا جاتا ہے جو بدلے ہوئے حالات کے لیے زیادہ مناسب ہوتا ہے اور یہ تبدیلیاں اللہ نے جب تک چاہیں فرمائی بالآخر دین مکمل کردیا گیا اور قیامت تک کے لیے اس کو چن لیا گیا، اب کسی کو اس میں ادنیٰ تغیر کی اجازت نہیں ہے (۲) بظاہر اہل ایمان سے خطاب ہے کہ جس طرح یہودی حضرت موسیٰ سے گستاخانہ سوالات اور بیہودہ فرمائشوں کی بھرمار کرتے رہے ہیں جن کے تذکرہ سے بائبل کے صفحات بھرے پڑے ہیں کہیں تم اس روش پر نہ چل پڑنا (۳) جو کوئی بھی یہودیوں کی باتوں پر اعتماد کرے گا اس کا ایمان جاتا رہے گا (۴) خود تو حق کو مانتے نہیں اور جو مان چکے ان کے بارے میں کوشش کرتے ہیں کہ وہ بھی اس سے پھر جائیں، محض حسد میں (۵) یعنی جب تک ہمارا حکم نہ آئے ان کی باتوں پر صبر کیے جاؤ، آخر یہ حکم آگیا کہ یہود کو مدینہ سے نکال دیا جائے (۶) تم جو کچھ خیر کررہے ہو سب تمہارے خزانہ میں جمع ہورہا ہے اور اس کی بنیاد پر کامیابی تمہیں کو ملے گی (۷) یہ دین جس پر کامیابی کا انحصار ہے یہ کسی قوم کی جاگیر نہیں، جو بھی اس پر چلے گا خواہ وہ کسی رنگ ونسل کا ہو وہ کامیاب ہوگا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

منزل۱

اور یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کی کوئی بنیاد نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں کی کوئی بنیاد نہیں حالانکہ وہ (سب) کتاب (الٰہی) کی تلاوت کرتے ہیں، یہی بات وہ لوگ بھی کہتے ہیں جو علم نہیں رکھتے (بالکل) ان ہی کی بات کی طرح، بس اللہ (تعالیٰ) ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کردے گا ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں[1] (۱۱۳) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے اور ان کی بربادی کے لیے کوشاں رہے، ایسوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ وہاں داخل ہوں مگر ہاں ڈرتے ڈرتے، دنیا میں بھی ان کے لیے رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے[2] (۱۱۴) اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی تو تم جدھر بھی رخ کرو بس ادھر اللہ کی ذات ہے بیشک اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے[3] (۱۱۵) اور وہ کہتے ہیں اللہ نے ایک لڑکا تجویز کرلیا ہے[4]، اس کی ذات پاک ہے، بلکہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے، سب اسی کے فرماں بردار ہیں (۱۱۶) آسمانوں اور زمین کو وجود بخشنے والا ہے اور وہ جب کسی کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہوجا بس وہ ہوجاتا ہے[5] (۱۱۷) اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرلیتا، یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آجاتی، جو لوگ پہلے ہوئے ہیں وہ بھی یہی بات کہتے تھے جیسے یہ کہتے ہیں، ان (سب) کے دل ایک ہی جیسے ہیں، ہم تو نشانیاں ظاہر کرچکے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں (۱۱۸) ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور جہنم والوں کے بارے میں آپ سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی[6] (۱۱۹)

---

(۱) یہودیوں نے تورات دیکھ کر سمجھ لیا کہ جب عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو کافر ہوگئے اور عیسائیوں نے انجیل پڑھ کر یقین کرلیا کہ جب یہودی حضرت عیسیٰ کو نبی نہیں مانتے تو وہ کافر ہوگئے، یہی مشرکین مکہ کا بھی خیال تھا جن کے پاس کتاب بھی نہیں تھی، سب اپنے علاوہ دوسروں کو غلط سمجھتے تھے (۲) صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کو بیت اللہ جانے سے مشرکین مکہ نے روکا اور خود انھوں نے اللہ کے گھر کو بت خانہ بنا رکھا تھا، یہ ان کے آخری درجہ کے متکبرانہ اعمال تھے حالانکہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ ادب ملحوظ رکھتے اور اللہ کے گھر میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوتے اور اس کی عملی شکل فتح مکہ کے موقع پر پیش آئی جب مسلمان غالب آگئے تو ان مشرکوں کو ڈرتے ڈرتے بیت اللہ میں داخل ہونا پڑا (۳) ہر ایک اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا تھا یہاں بات صاف کردی گئی کہ مقصود قبلہ نہیں ہے اللہ کی ذات ہے جدھر بھی رخ ہو اللہ متوجہ ہوگا، البتہ کعبہ کی سمت رخ کرنے کا حکم اس لیے ہے تاکہ سب یکسوئی کے ساتھ یکساں طریقہ پر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوں اور کعبہ کی تعیین اس لیے کی گئی کہ پہلے سے اللہ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی (۴) یہودیوں نے حضرت عزیر کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتایا (۵) حضرت آدم کو بغیر ماں باپ کے حوا کو بغیر ماں کے پیدا کیا تو حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا کیا مشکل تھا (۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین دی جارہی ہے کہ آپ نے بات پہنچادی، اب ماننا یا نہ ماننا ان کا کام ہے، آپ پر کوئی الزام نہیں۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ
قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ
الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِ يْلَ
اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾
وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْــــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا
عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى
اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَـمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا
الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ
اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ
اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ
كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

وقف منزل
ع ۱۴/۱۴

منزل۱

اور یہودی اور عیسائی آپ سے اس وقت تک خوش ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپ ان کے مذہب کی پیروی نہ کرلیں، آپ فرمادیجیے کہ اللہ کی بتائی راہ ہی اصل راہ ہے اور اگر آپ اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آچکا ان کی خواہشوں پر چلے تو اللہ کی طرف سے آپ کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ مددگار[۱] (۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کو اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور جس نے اس کا انکار کیا تو وہی لوگ نقصان میں ہیں (۱۲۱) اے بنی اسرائیل! ہمارے اس انعام کو یاد کرو جو ہم نے تم پر کیا اور ہم ہی نے تم کو جہانوں پر برتری بخشی (۱۲۲) اور اس دن سے ڈرو جب نہ کوئی کسی کے کچھ کام آئے گا اور نہ اس سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش اس کو فائدہ دے گی اور نہ ہی اس کی مدد کی جائے گی[۲] (۱۲۳) اور جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انھوں نے ان سب کو پورا کر دکھایا[۳]، ارشاد ہوا کہ ضرور میں تمہیں لوگوں کے لیے پیشوا بنانے والا ہوں[۴] وہ بولے اور میری اولاد میں سے؟ اس نے فرمایا میرا وعدہ ناانصافوں کو حاصل نہ ہوگا[۵] (۱۲۴) اور جب ہم نے خانہ (کعبہ) کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ اور ابراہیم واسماعیل سے عہد لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک کردو (۱۲۵) اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنادے اور یہاں والوں کو پھلوں کا رزق دے جو ان میں اللہ کو اور آخرت کے دن کو مانیں۔ اس نے فرمایا: اور جو نہ مانے گا تو میں اس کو بھی کچھ (دنوں) لطف اٹھانے کا موقع دوں گا پھر اس کو گھسیٹ کر جہنم کے عذاب کی طرف لے جاؤں گا اور وہ کیسا بدترین ٹھکانہ ہے[۶] (۱۲۶)

---

(۱) یہود ونصاریٰ کی بڑی تعداد معاندین کی تھی، ان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ وہ ماننے والے ہیں ہی نہیں، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنا دین چھوڑ دیں۔ آگے ان میں اہل انصاف کا ذکر ہورہا ہے جو اپنی کتابوں کو پڑھتے رہے ہیں اور انھوں نے ان میں ردوبدل نہیں کیا تو اللہ نے ان کو آخری کتاب پر بھی ایمان کی توفیق بخشی (۲) بنی اسرائیل کو اپنے زمانہ میں جو فضیلت ملی اس کا تذکرہ کرنے کے بعد ارشاد ہورہا ہے کہ اس خیال میں مت رہنا کہ ہم جو بھی کریں ہماری سفارش ہوجائے گی اور کام بن جائے گا، ایسے لوگوں کے لیے وہاں کوئی معاوضہ، کوئی سفارش کام نہ آئے گی (۳) آگ میں ان کو ڈالا گیا، گھر بار چھوڑنے کا حکم ہوا، بیوی اور شیرخوار بچے کو مکہ میں چھوڑ آنے کا حکم ہوا جہاں نہ پانی تھا نہ کھانے کا سامان اور پھر محبوب فرزند کو ذبح کردینے کا حکم ہوا، حضرت ابراہیم ہر آزمائش میں کھرے اترے (۴) ان کے بعد سب انبیاء ان کی اولاد ہی میں ہوئے اور سب کو ان کی اتباع کا حکم ہوا (۵) بات صاف کردی گئی کہ نبوت وامامت ان ہی لوگوں کو ملے گی جو ان کے راستہ پر رہیں گے، عرصہ دراز تک بنواسحٰقؑ میں وہ سلسلہ رہا ہے پھر جب وہ بالکل منحرف ہوگئے تو آخری نبی حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہوئے (۶) حضرت ابراہیم کی دعا قبول ہوئی، البتہ پھلوں کی رزق کی دعا حضرت ابراہیم نے صرف اہل ایمان کے لیے کی تھی اللہ نے فرمایا کہ یہ دنیا میں ہم کافروں کو بھی دیں گے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ
اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ
وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ
قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ
يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا
وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ
الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ
اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ
وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

ع ۱۵

منزل ۱

اور جب ابراہیم واسماعیل گھر کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے (تو یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب ہم سے (یہ عمل) قبول فرمالے، بے شک تو بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے (۱۲۷) اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا مکمل فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایسی امت بنا جو پوری طرح تیری فرمانبردار ہو، اور ہمیں ہمارے مناسک[1] بتادے اور ہمیں معاف فرما، بے شک تو بہت معاف فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۲۸) اے ہمارے رب! اور ان میں ایک ایسا رسول بھیج دے جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو ہی ہے جو زبردست ہے بھرپور حکمت والا ہے[2] (۱۲۹) اور کون ابراہیم کی ملت سے منہ موڑے گا سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کر رکھا ہو، اور ہم نے تو دنیا میں ان کو چن لیا ہے اور آخرت میں وہ نیکوکاروں ہی میں ہوں گے[3] (۱۳۰) جب ان سے ان کے رب نے کہا کہ سر تسلیم خم کردو، وہ بولے کہ میں تو رب العالمین کا ہو چکا (۱۳۱) اور اسی کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا ہے تو تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو (۱۳۲) کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آپہنچا، جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میرے بعد کس کی بندگی کروگے؟ وہ بولے آپ کے معبود کی، آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود کی، ایک (ہی) معبود کی اور ہم تو اسی کے فرماں بردار ہیں[4] (۱۳۳) یہ وہ امت ہے جو گزر چکی، اس نے جو کمایا وہ اس کے لیے اور تم جو کماؤ گے وہ تمہارے لیے ہے اور وہ جو کچھ کیا کرتے تھے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی[5] (۱۳۴)

(۱) منسک کی جمع مناسک ہے، عبادات کو کہتے ہیں خاص طور پر اعمال حج مراد ہیں (۲) یہ دعا حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند اکبر حضرت اسماعیل نے کی اور ان دونوں کی نسل میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہوئے اس طرح یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبول ہوئی اور ان لوگوں کا رد ہوگیا جو نبوت کو صرف بنو اسحٰق ہی میں ہونا ضروری سمجھتے تھے، آیت میں تین باتوں کو مقصد بعثت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے: ۱-آیتوں کی تلاوت، ۲-اس کے معانی کی وضاحت اور قول وعمل سے اس کی تشریح، ۳-امت کے افراد کا تزکیہ یعنی ان کے باطن کی صفائی (۳) یہود ونصاریٰ نے اہل کتاب ہونے کے باوجود اپنے نوشتوں میں عصمت انبیاء کے داغدار بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، اسی لیے قرآن مجید جہاں جہاں حضرات انبیاء کا ذکر کرتا ہے، اکثر ان حضرات کی اخلاقی و روحانی عظمت پر بھی زور دیتا ہے (۴) اس میں ایک طرف یہودیوں کی تردید ہے جو یہ کہتے تھے کہ حضرت یعقوب نے یہودیت کی وصیت فرمائی تھی اور دوسری طرف مسلمانوں کو انتباہ ہے کہ وہ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی فکر رکھیں اور مطمئن ہوکر بیٹھ نہ رہیں (۵) یہود ونصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ باپ دادا کی برائیوں پر ان کی اولاد بھی پکڑی جائے گی اور ان کی اچھائیوں کا اولاد کو بھی بدلہ دیا جائے گا اس کی تردید کی جارہی ہے۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ
حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ
الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ
رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ
اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾
صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ
عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَاۗجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ
اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ
اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا
هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ
مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔـلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

منزل ۱

وہ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پر آ جاؤ گے، آپ فرما دیجیے بلکہ ہم تو یکسو رہنے والے ابراہیم کی ملت پر رہیں گے اور وہ تو شرک کرنے والوں میں نہ تھے[۱] (۱۳۵) تم کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور اس پر جو ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحٰق و یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر اتارا گیا اور جو موسیٰ وعیسیٰ کو دیا گیا اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں[۲] (۱۳۶) تو اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ پر آ گئے اور اگر وہ پھرے ہی رہے تب تو وہ بڑی دشمنی میں پڑے ہی ہیں، بس عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ان سے نمٹ لے گا اور وہ بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے[۳] (۱۳۷) (کہہ دو کہ ہم نے) اللہ کا رنگ (قبول کر لیا ہے) اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے اور ہم تو اسی کی بندگی کرنے والے ہیں (۱۳۸) آپ فرما دیجیے کہ کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں حجت کرتے ہو جبکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، اور ہمارے لیے ہمارے کام ہیں اور تمہارے لیے تمہارے کام، اور ہم نے تو اس کے لیے اپنے کو خالص کر لیا ہے[۴] (۱۳۹) یا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحٰق و یعقوب اور اولاد (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے، آپ فرما دیجیے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ[۵] اور اس سے بڑا ناانصاف کون ہوگا جو اپنے پاس موجود اس شہادت کو چھپائے جو اللہ کی طرف سے ہو، اور تم جو کچھ کرتے رہتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے[۶] (۱۴۰) یہ وہ امت ہے جو گزر چکی، اس نے جو کمایا وہ اس کے لیے ہے اور تم نے جو کمایا وہ تمہارے لیے ہے اور وہ جو کچھ کیا کرتے تھے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہیں ہوگی (۱۴۱)

(۱) اس میں یہ اشارہ بھی ہو گیا کہ یہود ونصاریٰ مشرک ہو چکے اور یہاں آپ کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا جا رہا ہے دوسری آیت میں "فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" کہہ کر دوسرے انبیاء کے راستہ پر رہنے کے لیے کہا گیا، اس لیے کہ تمام انبیاء ایک ہی راستہ پر ہیں، حضرت ابراہیم کا بطور خاص ذکر اس لیے ہے کہ وہ آپ کے جد اعلیٰ ہیں اور ان کی شریعت اور آپ کی شریعت میں بہت سی جزئیات بھی یکساں ہیں اور ان کو اس وقت یہود ونصاری اور مشرکین سب ہی مانتے تھے اور وہ ملت حنیفیہ کے بانی ہیں (۲) اہل حق کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہر نبی پر ایمان رکھتے ہیں، اہل کتاب کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے نبی کو تو مانتے تھے اور بہت سوں کا انکار کرتے تھے (۳) تمام انبیاء کو اور خاص طور سے آخری نبی کو ماننا ان کے لیے ضروری ہے اور اگر نہیں مانتے تو تم مت گھبراؤ، اللہ ان سے نمٹ لے گا اور کہہ دو کہ ہم نے تو وہ دین قبول کر لیا جو پاک کر دیتا ہے اسی کو "صِبْــغَةُ اللّٰهِ" اللہ کا رنگ کہا جا رہا ہے، اس میں عیسائیوں کی رسم بپتسمہ (Baptism) کی تردید بھی ہو گئی جسے وہ 'اصطباغ' بھی کہتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی شخص کو عیسائی بناتے وقت اس کو رنگین پانی کا غسل دیتے ہیں، ان کے خیال میں اس طرح اس پر عیسائیت کا رنگ چڑھ جاتا ہے (۴) یہودیوں کو دعویٰ تھا کہ صرف ہمارے کام مقبول ہیں باقی اللہ کے یہاں کسی کی کوئی حیثیت نہیں، اس کی تردید ہو رہی ہے (۵) ان انبیاء کے بارے میں یہود ونصاری اپنا اپنا دعویٰ کرتے تھے، اس کی نفی کی جا رہی ہے (۶) بات صاف کی جا رہی ہے کہ تورات وانجیل میں جو شہادتیں موجود ہیں یہ ان کے چھپانے کا نتیجہ ہے پھر ان کو ڈرایا جا رہا ہے کہ تمہارے سب کرتوت اللہ کو معلوم ہیں۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ
الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٤٢﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ
عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي
كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ
وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ
وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
يَعْمَلُونَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا
قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ
إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ
أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾

منزل ١

لوگوں میں بے وقوف اب یہ کہیں گے کہ کس چیز نے ان کو ان کے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر (اب تک) وہ تھے، آپ فرما دیجیے کہ مشرق بھی اللہ کا اور مغرب بھی، وہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ چلا دیتا ہے[1] (١٤٢) اور اسی طرح ہم نے تم کو مرکزی امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ رہیں[2] اور جس قبلہ پر آپ تھے وہ تو ہم نے اس لیے رکھا تھا کہ ہم دیکھ لیں[3] کہ پھر جانے والوں میں کون رسول کی پیروی کرنے والے ہیں اور یہ تو بھاری ہی تھا سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ نے راہ یاب کیا ہے[4] اور ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے[5]، بیشک اللہ لوگوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا نہایت رحیم ہے (١٤٣) ہم آسمان کی طرف بار بار آپ کے رخ کرنے کو دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو آپ کو پسند ہے، بس اب آپ اپنے رخ کو مسجد حرام کی طرف کر لیجیے[6] اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے رخ کو اسی کی طرف کر لیا کرو اور یقیناً جن کو کتاب مل چکی ہے وہ خوب واقف ہیں کہ وہ ان کے رب کی طرف سے سچ ہی ہے اور جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے (١٤٤) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر آپ ان کے سامنے ہر طرح کی نشانی لے آئیں (تو بھی) وہ آپ کے قبلہ کے پیچھے نہیں ہوں گے اور آپ بھی ان کے قبلہ کے پیچھے ہونے والے نہیں اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلہ کے پیچھے ہونے والے ہیں اور اگر آپ علم کے آجانے کے بعد بھی ان کی خواہشات پر چلے تب تو آپ یقیناً ناانصافوں میں ہو جائیں گے[7] (١٤٥) جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ آپ کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور یقیناً ان میں کچھ لوگ جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہیں (١٤٦)

(١) ہجرت کے بعد ڈیڑھ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے، اس کے بعد کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا تو اس وقت یہودیوں، مشرکوں اور منافقوں نے شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کیے تو یہ آیات نازل ہوئیں کہ کسی طرف رخ کر لینا اصل عبادت نہیں ہے، اللہ کی بات ماننا اصل عبادت ہے (٢) وسط اس کو کہتے ہیں جو درمیان میں ہو، مرکزیت رکھتا ہو، اور اعتدال کے ساتھ قائم ہو، یہ خصوصیت امت محمدیہ کی ہے، اسی لیے قیامت میں جب دوسری امتیں انبیاء کے آنے کا انکار کریں گی تو یہ امت ان کے آنے کی گواہی دے گی اور بتائے گی کہ ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر ملی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت پر گواہ ہوں گے (٣) اللہ کے علم میں سب کچھ ہے، یہاں اس سے مراد اس علم کا ظہور ہے، اسی لیے یہاں اس کا ترجمہ دیکھ لیں کیا گیا ہے (٤) یہ اصل قبلہ تو تمہارا قبلہ ہی تھا جو حضرت ابراہیم کے زمانہ سے چلا آرہا تھا کچھ عرصہ کے لیے بیت المقدس کو مقرر کیا گیا تو وہ صرف امتحان کے لیے تھا کہ کون تابعداری پر قائم رہتا ہے اور کون دین سے پھر جاتا ہے (٥) یہودیوں نے اعتراض کیا اور دلوں میں یہ خلجان پیدا ہوا کہ جن لوگوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں وہ سب ضائع گئیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ بھی حکم الٰہی کی اطاعت تھی اور یہ بھی اطاعت ہے (٦) آپؐ کا دل یہی چاہتا تھا ←

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ
مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ
حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ
نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ
يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا
لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ
الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ
اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

منزل ۱

حق وہی ہے جو آپ کے رب کی طرف سے (آیا) ہے تو آپ کہیں شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں[۱] (۱۴۷) اور ہر ایک کے لیے کوئی سمت ہوتی ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے تو تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تم سب کو حاضر کر دے گا[۲]، بیشک اللہ (تعالیٰ) ہر چیز پر زبردست قدرت رکھنے والا ہے (۱۴۸) آپ جہاں بھی جائیں اپنے چہرہ کو مسجد حرام کی طرف کر لیا کریں اور وہ آپ کے رب کی طرف سے بالکل حق ہے اور تم جو کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے[۳] (۱۴۹) آپ جہاں بھی جائیں اپنے رخ کو مسجد حرام کی طرف کر لیا کریں اور تم لوگ بھی جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہروں کو اس کی طرف کر لیا کرو تا کہ لوگوں کے لیے تمہارے خلاف کوئی دلیل نہ رہ جائے سوائے ان لوگوں کے جو ناانصافی کرنے والے ہیں تو تم ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو اور (یہ تحویل قبلہ اس لیے ہے) تا کہ میں تم پر اپنی نعمت تمام کر دوں اور تا کہ تم ٹھیک راستہ پر آجاؤ[۴] (۱۵۰) جیسے کہ ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے[۵] جو تم جانتے نہ تھے (۱۵۱) تو تم مجھے یاد کرتے رہو میں تمہیں یاد کرتا رہوں گا اور میرے شکر گزار بن کر رہو اور میری ناشکری مت کرو[۶] (۱۵۲) اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے[۷] (۱۵۳) اور جو اللہ کے راستہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ (وہ) زندہ ہیں البتہ تم محسوس نہیں کرتے[۸] (۱۵۴) اور ہم تم کو ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر سے کچھ بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کچھ کمی کر کے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے[۹] (۱۵۵) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں[۱۰] (۱۵۶)

← کہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آجائے، اسی لیے بار بار آسمان کی طرف رخ فرماتے تھے کہ شاید فرشتہ حکم لے کر آجائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنوسلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں تحویل قبلہ کا حکم آیا دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی جا چکی تھیں دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھی گئیں، اسی لیے اس مسجد کو "مسجد القبلتین" کہتے ہیں (۷) یعنی یہ سب ان کی ہٹ دھرمی ہے اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ آپ دوبارہ بیت المقدس کو قبلہ بنالیں تو ہم آپ کی اتباع کر لیں گے، یہ سب فریب ہے، آپ اس کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔

(۱) یعنی اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ کاش اہل کتاب بھی اس بات کو مان لیں تا کہ شبہ ڈالتے نہ پھریں تو جان لیجیے کہ وہ آپ کو پوری طرح جانتے ہیں کہ آپ نبی ہیں لیکن وہ محض ضد میں اس کو چھپاتے ہیں (۲) مختلف امتوں کے مختلف قبلے رہے ہیں اور تم بھی مختلف علاقوں سے جب کعبہ کی طرف رخ کرتے ہو تو کسی کا رخ مغرب کی طرف ہوتا ہے کسی کا مشرق کی طرف، ان چیزوں میں جھگڑا مت کرو، تم جہاں بھی ہوگے اللہ تم کو حشر کے میدان میں جمع کرے گا اور جس نے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ←

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾
إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ
شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ
مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَ
يَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا
فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ
الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ
اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾

ع

منزل ۱

یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے عنایتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ راہ یاب ہیں (۱۵۷) یقیناً صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں تو جو بھی بیت (اللہ) کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس کے لیے ان دونوں کا چکر لگانے (یعنی سعی کرنے) میں کوئی حرج نہیں اور جو خوشی سے کوئی بھلائی کرے تو بلاشبہ اللہ بڑا قدردان خوب جاننے والا ہے[۱] (۱۵۸) یقیناً وہ لوگ جو ہماری اتاری ہوئی کھلی نشانیوں کو اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے اس کو لوگوں کے لیے کتاب میں صاف صاف بیان کر دیا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں[۲] (۱۵۹) ہاں جنھوں نے توبہ کی اور درستگی کر لی اور بات صاف کر دی تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی توبہ میں قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہوں[۳] (۱۶۰) یقیناً جنھوں نے انکار کیا اور انکار کی حالت میں وہ مر گئے تو یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ کی (بھی) لعنت ہے اور فرشتوں کی بھی اور تمام لوگوں کی (۱۶۱) اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی (۱۶۲) اور تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے اس رحمٰن و رحیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں (۱۶۳)
بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں اور ان جہازوں میں جو سمندر میں ان چیزوں کو لے کر چلتے ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں اور اس پانی میں جو اللہ نے اوپر سے اتارا پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے اور ہوا کے چلانے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان کام پر لگے ہوئے ہیں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں[۴] (۱۶۴)

← عبادت کی ہے وہ قبول کی جائے گی (۳) تاکید بار بار اس لیے ہے کہ بات ہر ایک کے دل نشین ہو جائے اور اس کی مختلف علتیں بھی سامنے آجائیں (۴) تورات میں موجود ہے کہ حضرت ابراہیم کا قبلہ کعبہ ہے اور آخری نبی کو بھی اسی کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوگا، اگر یہ تحویل قبلہ نہ ہوتا تو یہودی بھی الزام دیتے، مشرکین مکہ بھی طعنہ زنی کرتے کہ دعویٰ ہے ابراہیم کی ملت کا اور رخ ہے دوسرے قبلہ کی طرف، اب دونوں کو حجت کرنے کا موقع نہ رہا پھر بھی جو ضدی لوگ مختلف اعتراضات کر رہے تھے ان کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، اللہ نے تم پر بڑا انعام کیا اور اصل راہ بتا دی (۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی نسل میں سے ہیں مبعوث کیے گئے اور حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں بعثت کے جن مقاصد کا ذکر کیا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے فرمائے اور یہی اس امت پر اللہ کا سب سے بڑا انعام ہے (۶) ان انعامات پر اللہ کا شکر کرو اور مزید انعامات کے مستحق بنو (۷) تعمیل ارشاد میں دشواری پیش آتی ہے تو صبر اور نماز سے قوت حاصل کرو (۸) اس زندگی میں اللہ ان کو کھلاتا ہے پلاتا ہے اور وہ مزے کرتے ہیں، تم اس کو محسوس نہیں کرتے (۹) شہادت صبر کی اعلیٰ شکل ہے پھر صبر کی اور قسموں کا بیان ہو رہا ہے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دی جا رہی ہے (۱۰) آخرت پر ان کے یقین کا تذکرہ ہے۔
(۱) صفا مروہ کی سعی شروع سے تھی پھر زمانہ جاہلیت میں ان پر دو بت رکھ دیئے گئے تھے اور مشرکین یہ سمجھنے لگے تھے کہ سعی ان بتوں کے لیے کی جاتی ہے جب ←

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ
اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ
يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾
اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَ
تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً
فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ
حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا
مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ
تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ
اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ
عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

ع

اورلوگوں میں وہ بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ اوروں کو (اللہ کے) برابر ٹھہراتے ہیں، ان سے اسی طرح محبت رکھتے ہیں جیسے اللہ کی محبت ہو اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے ہیں، اور اگر (وہ) ظالم اس عذاب کو دیکھ لیں جس کو وہ آگے دیکھیں گے (تو یقین کرلیں) کہ بلاشبہ طاقت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے[۱] (۱۶۵) جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی وہ پیروی کرنے والوں سے دامن جھاڑ لیں گے اور یہ سب لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے سب اسباب ٹوٹ کر رہ جائیں گے (۱۶۶) اور پیروی کرنے والے کہیں گے کہ اگر ہم کو ایک موقع اور مل جائے تو ہم بھی ان سے اپنا پیچھا چھڑا لیں جیسے انھوں نے ہم سے پیچھا چھڑایا ہے، اس طرح اللہ ان کے کاموں کو ان کے لیے سراپا حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ آگ سے نکالے جانے والے نہیں ہیں (۱۶۷) اے لوگو! زمین میں جو کچھ حلال طیب موجود ہے اس میں سے کھاؤ (پیو) اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے[۲] (۱۶۸) وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی پر آمادہ کرتا ہے اور اس پر (آمادہ کرتا ہے) کہ تم اللہ پر ایسی باتیں لگاؤ جو تم جانتے نہیں (۱۶۹) اور جب ان سے کہا گیا کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے اتاری ہے تو وہ بولے بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پر چلتے ہوں[۳] (۱۷۰) اور ان لوگوں کی مثال جنھوں نے کفر کیا اس شخص کی سی ہے جو ایسے آوازیں نکالے کہ سوائے چیخ پکار کے کچھ نہ سنے، بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں تو ان کی عقل میں کوئی بات آتی ہی نہیں[۴] (۱۷۱) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس کی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ (پیو) اور اللہ کے لیے شکر بجا لاؤ اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو[۵] (۱۷۲)

← لوگ مسلمان ہوئے اور بت پرستی سے توبہ کی تو خیال ہوا کہ صفا مروہ کی سعی بتوں کی تعظیم میں کی جاتی ہے اس لیے اب مناسب نہیں، ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ سعی تو حج کے اعمال میں سے ہے زمانہ جاہلیت میں وہ بت رکھے گئے تھے، اب وہ ہٹا دیئے گئے، اسی سلسلہ میں یہ آیت اتری کہ ان کی سعی میں کوئی گناہ نہیں، یہ تو حقیقت میں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، ان کی سعی کرنی چاہیے، یہ بھلائی کے کام ہیں جو خوشی سے کرے گا تو اللہ کے یہاں اس کا اجر ہے (۲) خاص طور پر یہودی مراد ہیں جو تورات میں آپ کی تصدیق کو اور تحویل قبلہ اور اس کے علاوہ چیزوں کو چھپایا کرتے تھے (۳) یعنی جو وہ چھپاتے تھے وہ انھوں نے صاف صاف بیان کردیا اور اپنی سابقہ برائیوں سے توبہ کرلی تو اللہ ان کو معاف فرمادے گا اور جنھوں نے توبہ نہیں کی اور اسی حال میں مرگئے وہ ہر طرح کی لعنت و پھٹکار کے مستحق ہیں ان کو ذرا مہلت نہ ملے گی (۴) اللہ نے قرآن مجید میں جابجا اپنی مخلوقات میں غور کرنے اور اپنی قدرت کا مشاہدہ کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ سب چیزیں اللہ کی ذات وصفات پر کھلے دلائل ہیں۔

(۱) ان سارے دلائل کے باوجود بہت سے لوگ عقل سے کام ہی نہیں لیتے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور ان سے اسی طرح ←

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ
لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَ
يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا
النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ
بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ
الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ
بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ
الْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي
الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ
إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ
الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

منزل۱

اس نے تم پر حرام کر دیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ (جانور) جن کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو[1]، پھر جو مجبور ہو جائے (اور وہ کھائے) نہ چاہتے ہوئے اور نہ حد سے تجاوز کرتے ہوئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں[2] یقیناً اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے[3] (۱۷۳) یقیناً جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اور تھوڑی قیمت میں اس کا سودا کر لیتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے[4] (۱۷۴) یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب کا سودا کیا ہے تو یہ آگ پر کتنے ڈھیٹ ہیں (۱۷۵) یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے اور یقیناً جن لوگوں نے کتاب میں اختلاف کیا وہ ضرور ضد میں دور جا پڑے ہیں[5] (۱۷۶) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ اصل نیکی تو اس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور مال کی چاہت کے باوجود مال خرچ کرے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کی آزادی میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیا کرے اور وہ جو اپنے معاہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب وہ معاہدہ کریں اور ہر حال میں صبر کرنے والے سختی میں بھی اور تنگی میں بھی اور جنگ کے وقت بھی، یہی وہ لوگ ہیں جو سچے اترے اور یہی لوگ ہیں پرہیزگار[6] (۱۷۷)

← تعلق کا مظاہرہ کرتے ہیں جس طرح کا تعلق صرف اللہ سے ہونا چاہیے جبکہ ایمان والے اللہ ہی کو اپنا خالق اور مربی حقیقی سمجھتے ہیں اور شرک کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ دنیا میں تو سب نشانیاں ہوتے ہوئے بھی بات ان کے سمجھ میں نہیں آتی، جب عذاب دیکھیں گے تب یقین آجائے گا کہ اصل طاقت اللہ ہی کی ہے لیکن اس وقت یہ سب کچھ کام نہ آئے گا، جن کو شریک کیا تھا وہ بھی لاتعلقی ظاہر کر دیں گے اور ان کی سب امیدیں ٹوٹ کر رہ جائیں گی اس وقت غصہ میں کہیں گے کہ جیسا ان شریکوں نے ہم سے لاتعلقی ظاہر کی ہے اگر ہم کو بھی موقع مل جائے تو ہم بھی ان کو بتا دیں لیکن وقت گزر چکا ہوگا ان کے اچھے کام بھی شرک کی وجہ سے کام نہ آئیں گے اور صرف حسرت ہی حسرت رہ جائے گی (۲) بہت سی حلال چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے، آیت میں اصول بتا دیئے گئے کہ جو حلال وطیب بتا دیا گیا اس کو کھاؤ اور شیطان کے چکر میں مت پڑو اس کا تو کام ہی تمہیں غلط راستہ پر ڈالنا ہے (۳) اہل باطل کا ہمیشہ یہی جواب ہوتا ہے کہ ہم باپ دادا کی ریت کو کیسے چھوڑ دیں، غور کرنے کا ان کو خیال ہی نہیں ہوتا (۴) انکار کرنے والے عقل سے کام ہی نہیں لیتے کوئی صحیح بات سوچتے ہی نہیں بجز آوازوں کے اس کا کوئی مطلب لگتا ہے کہ ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا جیسے کوئی بہرا گونگا اور اندھا ہو جائے کہاں سے اس کو بات سمجھائی جائے (۵) اوپر بھی حلال چیزوں کے کھانے کی اجازت تھی مگر انکار ہی کرنے والوں کے کیا سمجھ میں آتا، اب خطاب مسلمانوں کو ہو رہا ہے کہ یہ اللہ کے انعامات ہیں ان کو کھاؤ پیو اور اس کا شکر کرو۔

(۱) مراد وہ ہے جو خود مر جائے یا ذبح اور شکار کے شرعی طریقہ کے علاوہ کسی طریقہ پر اس کو مار دیا جائے یا کوئی جانور اس کو مار ڈالے بس وہ حرام ہے سوائے مچھلی اور ٹڈی کے جیسا کہ حدیث میں تفصیل ہے اور خون سے مراد وہ خون ہے جو رگوں سے بہتا ہے اور ذبح کے وقت نکلتا ہے، سور سراپا نجس ہے، اور جس جانور پر ذبح کرتے ←

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ
بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ
شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ
رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾ وَ
لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾
كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ
بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا
فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ
مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى
الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا
فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾

منزل ۱

ع ۲۲

اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے سلسلہ میں قصاص طے کیا گیا ہے؛ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت[1] پھر جس کو اپنے بھائی کی جانب سے کچھ معافی مل جائے تو مطالبہ بھی بھلائی کے ساتھ ہو اور اس کی ادائیگی بھی اچھی طرح سے کی جائے، یہ تمہارے رب کی جانب سے آسانی ہے[2] اور مہربانی ہے، تو جو اس کے بعد بھی تجاوز کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے[3] (۱۷۸) اور قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اے ہوش والو! تاکہ تم احتیاط کرنے لگو[4] (۱۷۹) جب تم میں کسی کی موت کا وقت قریب آجائے اور وہ مال چھوڑے تو تم پر والدین اور قرابت داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیت فرض کی جاتی ہے، پرہیزگاروں پر یہ لازم ہے[5] (۱۸۰) پھر جو سننے کے بعد بھی اس میں تبدیلی کر ڈالے تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں پر ہوگا جو تبدیلی کر دیتے ہیں، بیشک اللہ (تعالیٰ) خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے[6] (۱۸۱) ہاں جو وصیت کرنے والے کے بارے میں طرف داری یا گناہ کا اندیشہ کرے پھر وہ ان (وارثین) میں صلح کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم والا ہے[7] (۱۸۲) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں[8] پر فرض کیے گئے تھے، عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ[9] (۱۸۳) گنتی کے چند روز ہیں پھر تم میں جو مریض ہو یا وہ سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں سے گنتی (پوری) کرے اور جن لوگوں کے لیے اس کا بوجھ مشکل ہو جائے ان پر ایک مسکین کا کھانا فدیہ ہے پھر جو خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور تم روزہ رکھو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو[10] (۱۸۴)

← وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے وہ بھی حرام ہے (۲) اگر جان کا خطرہ ہو جائے اور کچھ کھانے کو نہ ملے تو حرام چیز بھی اتنی ہی کھائی جا سکتی ہے جتنے میں جان سلامت رہے، نہ وہ چیز مزے کے لیے کھائی جائے اور زیادہ کھائی جائے (۳) اللہ اس اضطراری گناہ کو ضرور معاف فرمائے گا (۴) یہودیوں کا ذکر ہے جن کا کام ہی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا اور تورات کے احکامات کو رقمیں لے لے کر چھپانا تھا، نذرانوں کے نام پر بھاری بھاری رشوتیں لیتے تھے (۵) یہ بھی ان کی ڈھٹائی ہی تھی کہ جو کتاب صحیح صحیح اتری تھی وہ اس میں اپنی خواہشات چلاتے تھے اور اس کے احکامات کو بدل ڈالتے تھے، اس سے بڑھ کر گمراہی کیا ہوگی؟! (۶) اہل کتاب کو یہ بھی ناز تھا کہ جب ہم صحیح قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں تو ہمیں پھر کیوں عذاب ہوگا، اس کی وضاحت کی جا رہی ہے کہ صرف قبلہ رو ہو جانا کافی نہیں ہے بلکہ عقیدہ اور اعمال کو درست کرنا بھی نجات کے لیے ضروری ہے۔

(۱) زمانہ جاہلیت کا عجیب رواج تھا مارتا کوئی اور مارا کوئی اور جاتا، کبھی ایک کے بدلہ دو مارے جاتے، عورت قتل کرتی تو اس کے بدلہ مرد کو قتل کیا جاتا، کوئی شریف آدمی قتل کرتا تو قصاص کسی معمولی آدمی سے لیا جاتا، اسی کی بیخ کنی کی جا رہی ہے کہ جو قتل کرے اسی کو قتل کیا جائے گا، عورت قاتل ہوگی تو قصاص میں عورت ہی کو قتل کیا جائے گا (۲) اگر مقتول کے وارثین قصاص نہ لیں اور دیت کا مطالبہ کریں تو مطالبہ میں بھی حد سے تجاوز نہ کیا جائے اور ادائیگی تو اچھی طرح ہونی ہی چاہیے (۳) اگر قتل کرنے والا جان بوجھ کر قتل کرے تو مقتول کے ورثاء کو اسلام نے تین حق دیئے ہیں چاہیں تو معاف کر دیں، چاہیں تو دیت لیں اور چاہیں تو قصاص لیں، ←

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ
بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا
سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا
دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾
اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ هُنَّ
لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْــٰٔنَ
بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ
عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

منزل ۱

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے[۱] اور اس میں راہ یابی اور (حق و باطل میں) امتیاز کی کھلی نشانیاں ہیں، تو جو اس مہینہ کو پا لے وہ اس میں روزہ رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے دنوں سے گنتی (پوری) کرے، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو، اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گزاری کرنے لگ جاؤ[۲] (۱۸۵) اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں تو قریب ہی ہوں ہر پکارنے والے کی پکار میں سنتا ہوں[۳] جب وہ مجھے پکارتا ہے ،تو ان کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر یقین رکھیں تاکہ وہ سعادت سے ہمکنار ہوں (۱۸۶) تمہیں روزہ کی رات کو اپنی عورتوں سے تعلق قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو، اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے جی سے خیانت کر رہے تھے، تو اس نے تم پر عنایت فرمائی اور تمہیں معاف کیا، تو اب ان سے مباشرت[۴] کرو اور اللہ نے تمہارے لیے جو لکھ دیا ہے اس کو طلب کرو اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے سامنے فجر کی سپید لکیر سیاہ لکیر سے الگ ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو، اور ان سے اس حال میں مباشرت مت کرنا کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو، یہ اللہ کے (طے کردہ) حدود ہیں تو ان کے قریب بھی مت جانا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے اپنی نشانیاں ایسے ہی کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ شاید وہ پرہیزگار ہو جائیں[۵] (۱۸۷)

← یہ اللہ کی مہربانی سے ہوا، ورنہ یہودیوں میں صرف قصاص کا اور نصاریٰ میں صرف دیت کا حکم تھا پھر اگر کوئی دیت لے کر قتل بھی کرتا ہے تو یہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی چیز ہے (۴) اسلام کے نظام حدود و قصاص پر انگلیاں اٹھائی گئیں مگر یہ کس نے دیکھا کہ اس سے کتنی جانیں بچ گئیں ورنہ ایک ایک قتل سے مارنے مرنے کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا (۵) جاہلیت میں دستور تھا کہ مرنے والے کا کل مال اس کی اولاد اور بیوی کو ملتا تھا، حکم دیا جا رہا ہے کہ ماں باپ اور دوسرے اعزہ کو بھی شریک کیا جائے اور اس کے لیے وصیت ضروری ہے پھر جب میراث کی آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا (۶) مرنے والے نے صحیح وصیت کی لیکن دینے والوں نے اس کی تعمیل نہ کی تو گناہ اس کو بدل دینے والوں پر ہی ہوگا (۷) یعنی اگر کسی کو یہ معلوم ہوا کہ وصیت کرنے والے نے وصیت میں غلطی کی ہے یا بے جا کسی کی رعایت کی ہے اور وہ اس کو درست کر کے وارثوں کو سمجھا بجھا دیتا ہے اور صلح صفائی کرا دیتا ہے تو ایسی تبدیلی میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بلکہ یہ ثواب کا کام ہے (۸) شروع ہی سے امتوں پر روزے فرض رہے ہیں اور اس کا تذکرہ اس لیے کیا جا رہا ہے تاکہ اس امت کو یہ احساس نہ ہو کہ اتنا مشکل کام جو کسی نے نہ کیا وہ کیسے ممکن ہے، روزہ کی فرضیت کے لیے یہ آیت نازل ہوئی، یہ ۲ھ کا واقعہ ہے (۹) جب جائز چیزیں اللہ کے حکم سے ایک مدت کے لیے چھوڑ دی گئیں تو حرام و ناجائز سے بچنا کس قدر آسان ہوتا جائے گا اور یہی تقویٰ ہے (۱۰) یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ روزہ کچھ مشکل نہیں، سب سے پہلے بتا دیا کہ یہ صرف چند ہی دن ہیں پھر اگر کوئی مریض ہے یا مسافر ہے تو بعد میں رکھ سکتا ہے اور جو اتنا کمزور ہو جائے کہ اس کا سہارنا اس کے لیے دشوار ہو جائے تو اس پر روزہ کی جگہ فدیہ ہے۔

(۱) قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی مہینہ میں اتارا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اسی مہینہ میں حضرت جبرئیل کے ساتھ قرآن مجید کے ←

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال[1] ناحق مت کھاؤ اور نہ مقدمہ حاکموں کے پاس لے جاؤ تاکہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ تم ہڑپ کر جاؤ جبکہ تم جانتے ہو (کہ اس میں تمہارا حق نہیں ہے[2]) (۱۸۸) وہ آپ سے نئے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں[3]، آپ فرما دیجیے کہ یہ لوگوں (کے مختلف معاملات) کے لیے اور حج کے لیے اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں[4] اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں پیچھے سے جاؤ البتہ نیکی تو یہ ہے کہ لوگ تقویٰ اختیار کریں اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ[5] (۱۸۹) اور اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے تجاوز مت کرنا، یقیناً اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[6] (۱۹۰) اور ان کو تم جہاں بھی پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انھوں نے تمہیں نکالا تم بھی ان کو نکال باہر کرو[7] اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہے اور ان سے تم مسجد حرام کے آس پاس مت لڑو یہاں تک کہ وہاں بھی وہ تم سے لڑنے لگیں، بس اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو مارو، یہی سزا ہے منکروں کی (۱۹۱) پھر اگر وہ باز آجائیں تو یقیناً اللہ بہت مغفرت فرمانے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے (۱۹۲) اور ان سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ نہ رہے اور دین صرف اللہ کا رہ جائے پھر اگر وہ باز آجاتے ہیں تو سختی تو ان ہی لوگوں پر ہے جو ظلم کرنے والے ہیں[8] (۱۹۳)

وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ
إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ
قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن
تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ
وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ
يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوٓا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم
مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا
تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ
فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَآءُ
الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٢﴾
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ
لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٩٣﴾

ع ۲۳

منزل ۱

← دور کرنے کا تھا اس لیے اس ماہ سے قرآن مجید کو بڑی مناسبت ہے اسی لیے تراویح کو اس میں سنت کیا گیا (۲) اللہ کی دی ہوئی ان سہولتوں پر اس کا جو بھی شکر ادا کیا جائے اور جتنی بھی اس کی بڑائی بیان کی جائے وہ کم ہے (۳) روزہ کے احکامات کے درمیان یہ آیت اس کی بھی علامت ہے کہ روزہ اور رمضان قبولیت دعا کے اوقات ہیں (۴) روزہ کی ابتدائی فرضیت کے وقت رات کو سو جانے کے بعد پھر بیویوں کے پاس جانے اور کھانے پینے کی ممانعت تھی، لوگوں کو اس میں سخت دشواری ہو رہی تھی، دو ایک واقعات ایسے بھی پیش آئے کہ بے خیالی میں مباشرت کا عمل بھی ہو گیا، تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس پر یہ آیت اتری، صبح صادق تک کھانے پینے اور بیویوں کے پاس جانے کی عام اجازت دے دی گئی، مباشرت کے ساتھ یہ فرما دیا گیا کہ جو اللہ نے تمہارے لیے اولاً دلوح محفوظ میں لکھ دی ہے اس کو طلب کرو، اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مباشرت کا مقصود صرف شہوت پورا کرنا نہ ہو، رات کا آغاز غروب آفتاب سے ہوتا ہے، یہ روزہ کی انتہا کا وقت قرار دیا گیا (۵) روزہ کے دنوں میں رات کو مباشرت کی اجازت دی گئی لیکن اعتکاف کی حالت میں اس کی مکمل ممانعت کر دی گئی۔

(۱) روزہ سے پرہیزگاری کا مزاج بنتا ہے، اب یہاں اس کی مزید وضاحت ہو رہی ہے کہ حلال مال کا روزہ تو صرف روزہ کے وقت ہی ہے لیکن حرام مال کا روزہ ساری عمر کا ہے سود، چوری، خیانت، رشوت، جوا، ناجائز خرید و فروخت کی شکلیں سب اس میں شامل ہیں (۲) حاکموں کے سامنے غلط گواہیاں گزار کر یا ان کو رشوت دے کر دوسرے کے مال کا اپنے حق میں فیصلہ کرا لینا مراد ہے (۳) رمضان کے لیے بھی چاند کا اہتمام کرنا ہوتا ہے اور حج کے لیے بھی، رمضان کا تذکرہ ہوا، حج کا ذکر آگے آتا ہے، درمیان میں چاند کے لیے جو سوال ہوا تھا اس کا جواب مذکور ہے (۴) لوگوں کی کتنی ضرورتیں اس پر منحصر ہیں، حج کے مہینہ اور اشہر حرم کا علم بھی اسی سے ہوتا ہے (۵) جاہلیت میں معمول تھا کہ احرام باندھ کر نکل جانے کے بعد گھروں میں دروازوں سے داخل ہونے کو غلط سمجھتے تھے، آیت میں اس فضول رسم کو بے بنیاد قرار ←

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ
اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ ۚ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ
سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ ۛۚ وَاَحۡسِنُوۡا ۛۚ اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنۡ
اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى
يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ
رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ صِيَامٍ اَوۡ صَدَقَةٍ اَوۡ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ ٚ
فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ فَمَنۡ
لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ ؕ تِلۡكَ
عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ اَهۡلُهٗ حَاضِرِى الۡمَسۡجِدِ
الۡحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلۡحَجُّ
اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ
وَلَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا
فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى وَاتَّقُوۡنِ يٰٓاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۷﴾

منزل ۱

اور محترم مہینہ محترم مہینہ کے بدلے ہے اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں بس جو تم پر زیادتی کرے تو تم اس کی اتنی ہی سرزنش کرو جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے[۱] (۱۹۴) اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو اور کام بہتر طریقہ پر کرو، بیشک اللہ اچھا کام کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے[۲] (۱۹۵) اور حج و عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر تمہیں روک دیا جائے تو جو بھی قربانی کا جانور میسر آجائے (اس کی قربانی کا نظم کرو) اور اپنے سروں کو مت منڈانا یہاں تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پہنچ جائے[۳] پھر جو تم میں مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزہ کا یا صدقہ کا یا قربانی کا فدیہ[۴] (اس کے ذمہ) ہے، پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے تو جو حج کے ساتھ عمرہ کا بھی فائدہ اٹھائے[۵] تو جو بھی اس کو قربانی کا جانور میسر آئے (اس کی قربانی کرے) اور جس کو نہ مل سکے تو ایام حج میں تین دن کے روزے رکھے اور سات دن اس وقت جب تم واپس ہو، یہ مکمل دس دن ہیں، یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ یقیناً اللہ کی سزا بہت سخت ہے (۱۹۶) حج کے چند جانے پہچانے مہینے ہیں تو جو ان میں حج طے کرلے تو حج میں نہ بے حیائی ہونے پائے نہ گناہ نہ لڑائی جھگڑا، اور تم جو بھی بھلائی کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے اور زادراہ لے لیا کرو، بس یقیناً بہترین زادراہ تقویٰ ہے، اور اے ہوش والو! میرا تقویٰ اختیار کرو[۶] (۱۹۷)

← دیا جارہا ہے (۶) صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کو عمرہ سے روک دیا گیا تھا اس لیے دوسرے سال عمرة القضاء کے موقع پر مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ وہ دوبارہ روک نہ دیں اور حرم اور اشہر حرم میں قتال ممنوع ہے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ کوئی اقدام کریں تو تم بھی ترکی بہ ترکی جواب دو حرم میں کفر وشرک وہاں قتال سے زیادہ سخت چیز ہے، زیادتی مت کرو کے معنی یہ ہیں کہ لڑائی میں عورتیں بچے اور بوڑھے نہ مارے جائیں، اور حرم میں اپنی طرف سے لڑائی شروع نہ کی جائے (۷) یعنی اگر وہ تم سے لڑتے ہیں تو جہاں بھی ملیں ان کو مارو، حرم میں ہوں یا حرم کے باہر، اور مکہ سے انھوں نے تم کو نکالا ہے تم ان کو نکال باہر کرو، فتح مکہ کے موقع پر اس پر عمل ہوا، اور حرم کو مشرکوں سے پاک کر دیا گیا (۸) یہاں جہاد کا حکم دیا گیا ہے مگر اس کا مقصد کسی کو اسلام پر مجبور کرنا نہیں ہے، اسی لیے اگر کوئی شخص کفر پر اصرار کرے تب بھی جزیہ کے ذریعہ اسلامی قوانین کے مطابق اپنے مذہب پر قائم رہ سکتا ہے، لیکن جزیرة العرب کا حکم مختلف ہے، یہ اسلام کا مرکز ہے، یہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اس لیے یہاں کوئی کافر مستقل شہری کی حیثیت سے نہیں رہ سکتا۔

(۱) محترم مہینہ میں اور حرم میں اگر کوئی تم سے لڑے تو تم بھی اس سے لڑ سکتے ہو لیکن حدود سے تجاوز نہ ہو (۲) جہاد میں شریک نہ ہونا اور اس راستہ میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے (۳) اس کو دم احصار کہتے ہیں یعنی کوئی احرام باندھ کر نکلا پھر اس کو روک دیا گیا تو اس پر دم لازم ہے اور وہ یہ ہے کہ کم از کم ایک بکری حرم میں ذبح کروائے اس کے بعد اس کا احرام ختم ہو جائے گا (۴) سر میں کوئی تکلیف ہو جائے تو بال منڈوائے جاسکتے ہیں لیکن دم دینا پڑے گا، یہ دم جنایت کہلاتا ہے، تین روزے یا چھ مسکینوں کا کھانا یا ایک جانور کی قربانی (۵) تمتع یہ ہے کہ ایک ہی سفر میں عمرہ کرے، احرام اتار دے پھر دوسرا احرام باندھ کر حج کرے اور ←

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

منزل ۱

تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو[۱] پھر جب عرفات سے کوچ کرو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اسی طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے اور اس سے پہلے یقیناً تم بھٹکے ہوئے تھے[۲] (۱۹۸) پھر (طواف کے لیے) اسی جگہ سے کوچ کرو جس جگہ سے لوگ کوچ کرتے ہیں اور اللہ سے مغفرت چاہو بیشک اللہ تعالیٰ بہت مغفرت فرمانے والا غایت درجہ رحم فرمانے والا ہے[۳] (۱۹۹) پھر جب تم اعمال حج پورے کرلو تو اللہ کا ذکر کرو اپنے باپ دادا کے تذکرہ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر[۴]، تو لوگوں میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں (بس) دنیا میں دے دے اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں (۲۰۰) اور ان میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے (۲۰۱) یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے لیے بڑا حصہ ہے اس میں سے جو انھوں نے کمایا ہے، اور اللہ بہت جلد حساب چکا دینے والا[۵] ہے (۲۰۲) اور ان گنے چنے دنوں میں اللہ کا ذکر کرتے رہو[۶] پھر جو دو ہی دن میں جلدی چلا گیا تو اس پر گناہ نہیں، اور جو ٹھہرا رہا تو اس پر گناہ نہیں ہے یہ اس کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرے[۷] اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان رکھو کہ تم اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے (۲۰۳)

← قِران یہ ہے کہ ایک ہی احرام سے پہلے عمرہ کرے پھر حج کرے یہ دور سے آنے والوں کے لیے ہے اس کے بعد قربانی ضروری ہے، نہ کرسکے تو دس روزے رکھے (۶) شوال کے آغاز سے دسویں ذی الحجہ کی صبح تک حج کے مہینے کہلاتے تھے اس لیے ان میں احرام باندھا جاتا ہے اگر کوئی پہلے سے حج کا احرام باندھ لے تو مکروہ ہے، حج مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ احرام باندھ لے۔ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ سفرِ حج میں توشہ لے جانا گناہ سمجھتے تھے اور وہاں پہنچ کر مانگ کر کھاتے تھے، حکم دیا جارہا ہے کہ زادراہ لے لیا کرو، ساتھ ہی تقویٰ کی بھی تلقین کی جارہی ہے کہ بیشک توشہ ضروری ہے مگر اصل لے جانے والی چیز تقویٰ کا مزاج ہے۔

(۱) فضل سے مراد تجارت یا مزدوری کرکے کمانا ہے، سفرِ حج میں ان چیزوں کو حرام سمجھا جاتا تھا، اس کی نفی کی جارہی ہے (۲) یہ مزدلفہ کا تذکرہ ہے، مشعر حرام اس میں ایک پہاڑی ہے، اس پر قیام کرنا بہتر ہے اور تمام مزدلفہ میں سوائے وادی محسّر کے کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے، وہاں مشرکین اللہ کا ذکر کرتے تو تھے مگر شرک کے ساتھ، اسی گمراہی کی طرف اشارہ ہے (۳) کفار مکہ کا خیال تھا کہ چونکہ عرفات حدود حرم سے باہر ہے اس لیے ہم حرم میں رہنے والوں کو وہاں جانا مناسب نہیں، وہ مزدلفہ ہی میں ٹھہرے رہتے اور باقی لوگ عرفات جاتے، یہاں حکم دیا جارہا ہے کہ جہاں جاکر لوگ پلٹتے ہیں تم بھی وہاں تک جاکر واپس ہو (۴) اعمال حج رمی، طواف، سعی اور حلق وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ میں قیام کا تذکرہ کیا جارہا ہے، مشرکین کا طریقہ یہ تھا کہ وہاں رہ کر بازار لگاتے اور اپنے باپ دادا کے مفاخر بیان کیا کرتے، اس سے روکا جارہا ہے اور اللہ کے ذکر کا حکم دیا جارہا ہے (۵) یہ دعاؤں کے دن ہیں تو دعا کرنے والوں کی دو قسموں کا بیان کیا گیا ہے اور یہ تلقین کی گئی ہے کہ آدمی صرف دنیا کے چکر میں نہ پڑے بلکہ آخرت کی خاص فکر رکھے، اس لیے کہ اللہ جلدی حساب بے باق کردینے والا ہے (۶) ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخیں مراد ہیں جن میں منیٰ میں قیام ہوتا ہے اور اس میں کثرت ذکر کا حکم ہے (۷) دو دن رہنا بھی کافی ہے لیکن افضل یہی ہے کہ تین دن قیام کیا جائے یہ تقویٰ کی بات ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ
اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى
فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ
الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ
اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ
ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ
اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

ع ۲۵ / ۹

منزل ۱

اورلوگوں میں وہ شخص بھی ہے جس کی بات دنیاوی زندگی میں آپ کو اچھی لگتی ہے اور اس کے دل میں جو کچھ ہے اس پر وہ اللہ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے (۲۰۴) اور جب وہ اٹھ کر جاتا ہے تو زمین میں اس کی دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے تاکہ اس میں بگاڑ کرے اور کھیتی اور نسل برباد کرے اور اللہ بگاڑ کو پسند نہیں فرماتا (۲۰۵) اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کو (جھوٹی) عزت گناہ میں جکڑ لیتی ہے، تو ایسے شخص کے لیے جہنم ہی بس ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے[1] (۲۰۶) اور (دوسری طرف) لوگوں میں وہ شخص بھی ہے جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے اپنی جان کا سودا کرلیتا ہے اور اللہ ایسے بندوں پر بڑا مہربان ہے[2] (۲۰۷) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے[3] (۲۰۸) پھر اگر تمہارے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی تم پھسلتے ہو تو جان لو کہ اللہ بڑا زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے (۲۰۹) کیا ان کی نگاہیں اس پر لگی ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبان میں ان کے پاس آجائے اور فرشتے بھی، اور معاملہ نمٹا دیا جائے؟ حالانکہ تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں[4] (۲۱۰) بنی اسرائیل سے پوچھیے کہ ان کو ہم نے کتنی نشانیاں کھلی ہوئی دیں اور جو اللہ کی نعمت ملنے کے بعد اس کو بدلتا ہے تو اللہ سخت سزا دینے والا ہے[5] (۲۱۱)

---

(۱) یہ منافقوں کا ذکر ہے، اوپر سے بہت اچھے اور اندر سے جھگڑا ڈالنے والے، کہا جاتا ہے کہ اخنس بن شریق نامی ایک منافق تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تو عقیدت سے ملتا اور واپس ہوتا تو لوگوں کو نقصان پہنچاتا، اس پر منافقین کی برائی میں یہ آیت اتری (۲) یہ آیت مخلصین کی تعریف میں نازل ہوئی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس سلسلہ میں نقل کیا جاتا ہے کہ جب وہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو مشرکوں نے ان کو روک لیا، انھوں نے فرمایا میرا سب کچھ مال و دولت لے لو اور مجھے جانے دو، جب وہ مدینہ منورہ اسی حالت میں پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رَبِحَ صُهَيْب" (صہیب فائدے میں رہے) (۳) بعض یہودی مسلمان ہوئے لیکن اپنے پرانے طرز عمل کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ظاہر و باطن کے ساتھ پوری طرح اسلام میں داخل ہوجاؤ (۴) جو لوگ نہیں مانتے ان کا کوئی علاج نہیں، اللہ ہی ان کا فیصلہ قیامت میں فرمادے گا، یہ ان لوگوں کا جواب ہے جو اس قسم کے مطالبات کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے آکر ہمیں ایمان کا حکم کیوں نہیں دیتا، کہا جارہا ہے کہ اصل قیمت ایمان بالغیب کی ہے، اللہ تعالیٰ اگر نظر آجائیں تو آزمائش کیا ہوئی اور اللہ کی سنت یہ ہے کہ جب غیب کی چیزیں انسان کو آنکھوں سے نظر آجائیں تو پھر ایمان معتبر نہیں ہوتا، اور ایسا اس وقت ہوگا جب یہ کائنات ختم کرکے سزا اور جزا کا مرحلہ آجائے گا، معاملہ چکانے سے یہاں یہی مراد ہے (۵) یہودیوں کا تو وطیرہ ہی یہی رہا کہ انھوں نے نعمتوں کی سخت ناشکری کی اور عذاب کے مستحق ہوئے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

وقف لازم

منزل ۱

کافروں کے لیے دنیاوی زندگی سجا دی گئی ہے اور وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں جبکہ وہ لوگ جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا وہ قیامت کے دن ان سے کہیں اوپر ہوں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے[1] (۲۱۲) لوگ (سب کے سب) ایک ہی امت تھے تو اللہ نے انبیاء بھیجے، بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ ٹھیک ٹھیک کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف رکھتے تھے اور اس میں اختلاف تو ان ہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب مل چکی تھی محض آپس کی ضد میں، کھلی نشانیاں ان کے پاس آنے کے بعد بھی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ایمان والوں کو وہ ٹھیک ٹھیک راستہ چلایا جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ چلا دیتا ہے[2] (۲۱۳) کیا تم سمجھتے ہو کہ جنت میں (یوں ہی) داخل ہو جاؤ گے اور تم پر وہ حالات نہیں گزریں گے جو تم سے پہلوں پر گزر چکے، سختی اور تنگی کا ان کو سامنا کرنا پڑا اور ان کو جھنجھوڑا گیا یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے کہہ اٹھے کہ آخر اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہی ہے[3] (۲۱۴) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، آپ کہہ دیجیے کہ تم جو بھی مال خرچ کرو تو اس میں والدین، قرابت داروں، یتیموں مسکینوں اور مسافر کا حق ہے اور تم جو بھی بھلائی کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے[4] (۲۱۵)

---

(۱) مشرکین کمزوروں کا مذاق بناتے تھے اس پر یہ آیت اتری (۲) حضرت آدم کے وقت سے ایک ہی سچا دین رہا پھر لوگوں میں اختلافات شروع ہوئے، اللہ نے کتابیں اتاریں تو ان میں بھی آپس کے عناد میں طرح طرح کی باتیں نکالی گئیں، ان پر پورا عمل نہیں کیا گیا بالآخر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کے افراط وتفریط سے ہٹ کر متوازن دین عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ نے ہدایت کا سامان کیا (۳) اہل ایمان کو تسکین دی جا رہی ہے کہ یہ حالات تم سے پہلے بھی ایمان والوں پر گزر چکے ہیں پھر اللہ کی مدد آ گئی (۴) یعنی تم جتنا چاہو خرچ کرو لیکن ان مصارف کا دھیان رکھو۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾

ع ۲۶

منزل ۱

تم پر جنگ فرض کی گئی ہے حالانکہ وہ تمہارے لیے سخت ناپسندیدہ ہے، اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بدتر ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے[1] (۲۱۶) وہ محترم مہینوں میں جنگ کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ ان میں جنگ بہت بڑی بات ہے (لیکن) اللہ کے راستہ سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ بڑی چیز ہے اور وہ برابر تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں، تو جو بھی تم میں اپنے دین سے پھرے گا پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مرے گا تو یہی وہ لوگ ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان کے سارے کام اکارت گئے اور یہی لوگ جہنم والے ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے[2] (۲۱۷) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، وہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوں گے اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے[3] (۲۱۸) وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں اور ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہے[4]، اور وہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو آپ فرما دیجیے کہ جو زائد ہو[5]، اللہ اسی طرح نشانیاں کھول کھول کر تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچو (۲۱۹)

(۱) جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے جنگ کی اجازت نہ ہوئی، ہجرت کے بعد اولاً ان لوگوں سے جنگ کی اجازت دی گئی جو حملہ آور ہوں پھر علی العموم اجازت دے دی گئی لیکن اس کی شرائط طے کردی گئیں اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ جان و مال کی قربانی مشکل ضرور ہے لیکن نتیجہ اسی کا بہتر ہوتا ہے (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کافروں کے مقابلہ کے لیے بھیجی وہ جمادی الثانیہ کی آخری تاریخ تھی مسلمان یہی سمجھ کر لڑے لیکن چاند ہوگیا اور رجب کی پہلی تاریخ آ گئی جو اشہر حرم میں داخل ہے، اس پر مشرکوں نے بہت برا بھلا کہا کہ اب تو اشہر حرم میں بھی مسلمان لڑنے لگے، مسلمان اس پر پریشان ہوئے اور آپ سے آ کر انھوں نے سوال کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں سے تو نادانستہ یہ عمل ہوا اور برا بھلا کہنے والوں کا یہ حال ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کو نہ حرم کا خیال رہا اور نہ اشہر حرم کا، ان کا مقصد تو مسلمانوں کو ورغلانا اور صحیح دین سے پھیرنا ہے پس تم اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہو (۳) مسلمانوں کو تردد تھا کہ ہمیں اس جہاد کا اجر بھی ملے گا یا نہیں، آیت میں بات صاف کردی گئی (۴) شراب جوئے کی برائیاں بیان کی جاتی رہیں بالآخر سورہ مائدہ میں اس کی حرمت کا اعلان کر دیا گیا (۵) یعنی جو اپنے ضروری اخراجات سے بڑھ کر ہو وہ خرچ کیا جائے، اگر سب دے دیا گیا تو اس کا تحمل مشکل ہے اور پھر خطرہ ہے کہ آدمی کسی خرابی میں نہ پھنس جائے۔

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾

ع

منزل۱

دنیا کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارے میں بھی[1] اور وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ہی بہتر ہے اور اگر تم ان کو ساتھ رکھتے ہو تو وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے بھلائی کرنے والا کون ہے اور بگاڑ کرنے والا کون اور اللہ چاہتا تو تمہیں دشواری میں ڈال دیتا، بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے[2] (۲۲۰) اور شرک کرنے والی عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں نکاح مت کر لینا اور ایک ایمان والی باندی شرک کرنے والی (آزاد عورت) سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھی لگے، اور نہ شرک کرنے والوں سے (کسی مومن عورت) کا نکاح کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں[3] اور ایک ایمان والا غلام مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا لگے وہ (مشرکین) جہنم کی طرف بلا رہے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلا رہا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیاں کھول رہا ہے کہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں[4] (۲۲۱) وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ وہ ایک گندگی ہے، تو حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور وہ جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت مت کرو، تو جب وہ پاک ہو جائیں تو جیسے اللہ نے تمہیں بتایا ہے اس کے مطابق تم ان سے تعلق قائم کرو، بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے[5] (۲۲۲) تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی (کی طرح) ہیں تو جہاں سے چاہو اپنی کھیتی کا استعمال کرو[6] اور اپنے حق میں آگے کے لیے کچھ کرتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو، اور آپ ایمان والوں کو بشارت دے دیجیے (۲۲۳) اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسموں کی آڑ مت بناؤ کہ (اس کے ذریعہ) نیکی اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح صفائی کرا دینے سے رک جاؤ اور اللہ خوب سنتا خوب جانتا ہے[7] (۲۲۴)

---

(۱) دنیا فانی مگر ضروریات کی جگہ ہے اور آخرت باقی اور ثواب کا گھر ہے، اس لیے دونوں کے بارے میں سوچ کر اس کے مناسب حال خرچ کرنا بہتر ہے (۲) یتیموں کے مال کے سلسلہ میں سخت آیات نازل ہوئی تھیں تو صحابہ نے ان کے کھانے پکانے کو بھی الگ کر دیا اور بڑی دشواریاں پیش آئیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ الگ کرنے کی ضرورت نہیں بس ان کے لیے بھلائی کا خیال رہے اور ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ نہ ہو، آخر میں اللہ نے احسان کا ذکر فرمایا کہ وہ چاہتا تو الگ کر دینے کا ہی حکم فرماتا لیکن اس نے احسان کیا کہ شرکت کی اجازت دی تو اس سے غلط فائدہ مت اٹھانا (۳) یعنی اپنی بیٹیوں یا بہنوں کا نکاح کسی مشرک سے نہ کر دینا (۴) شروع اسلام میں مشرکوں سے نکاح کی اجازت تھی، اس آیت میں اس کی ممانعت کا اعلان کیا جا رہا ہے اس کی وجہ بھی بیان کر دی گئی کہ ان کے اختلاط اور محبت سے شرک کی نفرت کم ہو گی اور رغبت پیدا ہو جائے گی جس کا انجام دوزخ ہے (۵) حالت حیض میں عورت سے مجامعت حرام ہے لیکن اس کے ساتھ کھانا پینا رہنا جائز ہے، یہودی مجامعت کو بھی جائز سمجھتے تھے اور نصاری ساتھ رہنے کو بھی حرام کہتے تھے (۶) فرج میں وطی کی جائے پھر جس انداز سے بھی ہو، جائز ہے ←

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ
بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ
مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ ۭ وَلَا
يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ
يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَـيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا ۚ
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

منزل۱

اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری گرفت نہیں فرمائے گا لیکن تمہارے دلوں کے عمل پر تمہارا مؤاخذہ کرے گا اور اللہ بہت مغفرت فرمانے والا بڑا حلم والا ہے[1] (۲۲۵) جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کے لیے چار مہینے انتظار کی مدت ہے پھر اگر وہ رجوع کر لیتے ہیں تو بیشک اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۲۲۶) اور اگر انھوں نے طلاق کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو بیشک اللہ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے[2] (۲۲۷) اور مطلقہ عورتیں اپنے بارے میں تین دَور تک انتظار کریں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو چیز پیدا کی ہو اس کو وہ چھپائیں اگر وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں، اور اس (مدت) میں ان کے شوہر ان سے رجوع کرنے کے زیادہ حق دار ہیں اگر انھوں نے (حالات کی) درستگی کا ارادہ کرلیا ہو[3] اور جس طرح ان کی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح دستور کے موافق ان کے حقوق بھی ہیں اور مردوں کو ان پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے[4] اور بیشک اللہ زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے (۲۲۸) طلاق تو دو ہی مرتبہ ہے (کہ اس میں) یا تو دستور کے موافق روک لے یا سلوک کر کے رخصت کردے اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم نے ان کو جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، الا یہ کہ دونوں کو اس کا ڈر ہو کہ وہ احکامات الٰہی قائم نہ رکھ سکیں گے سو اگر تمہیں اس کا ڈر ہو کہ وہ دونوں احکامات الٰہی قائم نہ رکھ سکیں گے تو (ایسی صورت میں) عورت جو مالی معاوضہ دے اس میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کے طے کردہ حدود ہیں تو ان سے تجاوز مت کرنا اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہی لوگ ناانصاف ہیں (۲۲۹)

← اس میں یہودیوں کے اس خیال کی نفی ہے کہ فرج میں پیچھے سے وطی کرنے سے اولاد بھینگی ہوتی ہے (۷) نیکی نہ کرنے کی قسم کھانا گناہ ہے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو قسم توڑنا اور کفارہ دینا ضروری ہے۔

(۱) بلاسوچے سمجھے زبان سے قسم کے الفاظ کہہ دے تو یہ قسم لغو کہلاتی ہے اور اس میں کفارہ نہیں ہے مگر انسان کو چاہیے کہ وہ قسم کھانے میں احتیاط سے کام لے اور ایسی قسم سے بھی پرہیز کرے، اور سوچ سمجھ کر کہے تو کفارہ لازم ہے (۲) بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لینے کو ایلاء کہتے ہیں، عربوں میں یہ رواج تھا کہ وہ بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتے تھے اور اس طرح اس کو لٹکا کر رکھتے تھے، نہ وہ کہیں شادی کرسکتی تھی اور نہ اس کو شوہر کی طرف سے بیوی کے حقوق ملتے تھے، اس آیت نے یہ قانون بنا دیا، اب اگر چار مہینے کے اندر اندر تعلق قائم کرلیا تو کفارہ ادا کرے اللہ معاف کردے گا اور اگر چار مہینے گزر گئے تو ایک طلاق پڑ گئی (۳) طلاق کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی جب تک یہ تین دور حیض کے پورے نہ ہوجائیں تاکہ اگر حمل ہو تو ظاہر ہوجائے اور نسب میں اختلاط نہ ہو، ہاں اگر شوہر خود رجوع کرنا چاہے اور اس کی نیت بری نہ ہو تو عدت ہی میں تعلق قائم کرلینا اس کے لیے درست ہے (۴) ساری ذمہ داری مرد ہی کے اوپر ہے اور اس کو اپنے اوپر عورت کی بہ نسبت قابو بھی زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کو فضیلت ہے اور اسی کو طلاق کا حق دیا گیا ہے مگر آگے آیت میں یہ ہدایت دی جارہی ہے کہ طلاق دینی ہی پڑ جائے تو زیادہ سے زیادہ ←

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٣١﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾

منزل۱

پھر اگر وہ اس کو طلاق دے دے[1] تو اس کے بعد اس کے لیے وہ عورت اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے تعلق نکاح قائم نہیں کر لیتی پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) طلاق دے دے تو دونوں پر رجوع کر لینے میں گناہ نہیں اگر وہ دونوں اس کا غالب گمان رکھتے ہوں کہ وہ اللہ کے حدود کو قائم کر لیں گے، یہ اللہ کے طے کردہ حدود ہیں جن کو وہ بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی (عدت کی) مدت کو پہنچیں تو یا تو بہتر طریقہ پر ان کو روک لو یا اچھی طرح سے رخصت کر دو اور ان کو نقصان پہنچانے کے لیے مت روکنا کہ تم زیادتی کرنے لگ جاؤ اور جس نے ایسا کیا تو اس نے اپنے ساتھ ظلم کیا[2]، اور (دیکھو) اللہ کی آیتوں کا کھلواڑ مت بناؤ اور اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو اور اس نے جو کتاب وحکمت تمہیں دی اس کو بھی کہ اس کے ذریعہ وہ تمہارے لیے موعظت کا سامان کرتا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان رکھو کہ بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (۲۳۱) اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دیدی پھر انھوں نے اپنی عدت پوری کر لی تو تم اپنے شوہروں سے نکاح کرنے میں ان کے آڑے مت آؤ اگر وہ بھلائی کے ساتھ آپس میں اس پر راضی ہوں[3]، اس کی نصیحت کی جاتی ہے ان لوگوں کو جو تم میں اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرائی کی بات ہے اور زیادہ پاکی کی اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲)

← دو طلاقیں دینی چاہئیں کیونکہ اس صورت میں میاں بیوی کے درمیان تعلقات بحال ہونے کا امکان رہتا ہے چنانچہ عدت کے دوران شوہر کو طلاق سے رجوع کرنے کا حق رہتا ہے، اور عدت کے بعد دونوں کی رضامندی سے نیا نکاح نئے مہر کے ساتھ ہو سکتا ہے، تین طلاقوں کے بعد دونوں کے لیے راستے بند ہو جاتے ہیں، یہ بھی ہدایت دی جارہی ہے کہ مرد طلاق کے بدلے مہر واپس کرنے یا معاف کرنے یا کسی اور مال کا مطالبہ کرنے کا مجاز نہیں ہے، الا یہ کہ عورت خود ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو وہ کچھ لے دے کر علاحدگی کر سکتی ہے، اور اس کو خلع کہتے ہیں۔

(۱) یہ تیسری طلاق ہے، اب عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہوگی، سوائے اس کے کہ وہ کسی دوسرے سے شادی کرے پھر وہ کسی وجہ سے طلاق دے دے تو وہ دوبارہ پہلے شوہر کے عقد میں نئے نکاح کے ساتھ آسکتی ہے۔ (۲) زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے اس کو کھلواڑ بنا لیا تھا، طلاق دیتے تھے پھر عدت پوری ہونے سے پہلے پہلے رجوع کر لیتے تھے مقصد صرف عورت کو پریشان کرنا ہوتا تھا اس پر نکیر کی جارہی ہے (۳) اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں اور عورت کی عدت پوری ہوگئی تو طلاق پڑ گئی، عدت کے بعد شوہر اگر دوبارہ عقد کرنا چاہے اور عورت بھی راضی ہو تو روکنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ زیادہ پاکیزگی کی بات ہے، ساتھ ساتھ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ شریعت نے رشتہ نکاح کے سلسلہ میں عورت کو پسند اور ناپسند کی آزادی بخشی ہے عورت کے سرپرستوں کو اس آزادی کا احترام کرنا چاہیے اور عاقل بالغ عورت پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا چاہیے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾

منزل ۱

مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے ہے جو رضاعت کی مدت پوری کرنا چاہے اور جس کا وہ بچہ ہو اس کے ذمہ دستور کے مطابق ان عورتوں کا کھانا کپڑا ہے[1]، کسی کو طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کیا جاتا، نہ تو ماں کو اپنے بچہ کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اپنے بچہ کی وجہ سے[2] اور وارث کے ذمہ بھی یہی ہے[3] بس اگر وہ آپس کی رضامندی اور مشورہ سے (مدت پوری ہونے سے پہلے) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو (کسی اور سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم کو جو دینا ہے وہ تم نے بھلائی کے ساتھ حوالہ کر دیا[4] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم جو کچھ کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے (۲۳۳) اور تم میں جو لوگ وفات پا جائیں اور وہ بیویاں چھوڑ جائیں وہ (بیویاں) چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روک کر رکھیں پھر جب وہ اپنی (عدت کی) مدت پوری کر لیں تو وہ اپنے لیے جو بھی بھلائی کے ساتھ کارروائی کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے[5] (۲۳۴) اور اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم ان عورتوں سے پیغام کے سلسلہ میں اشارہ کنایہ سے کام لو یا اپنے جی میں اس کو چھپا رکھو، اللہ جانتا ہے کہ تم ان کا دھیان ضرور لاؤ گے لیکن تم ان سے چپکے سے کوئی پیمان مت لو سوائے اس کے کہ تم کوئی بھلی بات کہہ دو اور اس وقت تک عقد نکاح کے ارادہ کو پختہ بھی مت کرنا جب تک متعین مدت پوری نہیں ہو جاتی، اور جان لو کہ جو کچھ تمہارے جی میں ہے[6] اس سے اللہ خوب واقف ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت مغفرت کرنے والا حلم والا ہے (۲۳۵)

---

(۱) اگر وہ بیوی ہے تو اس کا حق ہے اور اگر طلاق دے چکا ہے لیکن ابھی عدت میں ہے تو بھی نان نفقہ اس کے ذمہ ہے اور اگر عدت پوری ہو چکی لیکن وہ بچہ کو دودھ پلا رہی ہے تو بھی اس کے کھانے کپڑے کا خرچ کا دینا بچہ کے باپ پر لازم ہے اور دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے جس میں باپ کے ذمہ اس کی اجرت لازم ہوتی ہے اور والد کے بجائے **مولود له** کہہ کر اس کے اندر ذمہ داری کا احساس بیدار کیا جا رہا ہے (۲) مثلاً ماں بلاوجہ دودھ پلانے سے انکار کر دے یا باپ بلاوجہ بچہ کو ماں سے جدا کر دے یا کھانے کپڑے میں تنگی کرے (۳) یعنی اگر بچے کا باپ زندہ نہ ہو تو دودھ پلانے کے سلسلہ میں جو ذمہ داری باپ کی ہے وہ بچے کے وارثوں پر عائد ہوگی، یعنی جو لوگ بچے کے مرنے کی صورت میں اس کے ترکہ کے حقدار ہوں گے ان ہی پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ اس بچے کو دودھ پلانے اور اس کا خرچ برداشت کرنے کی ذمہ داری اٹھائیں (۴) کسی اور سے دودھ پلوانا تو جائز ہے مگر ماں کا حق نہ کاٹے (۵) یہ ان عورتوں کے لیے عدت کی مدت ہے جن کے شوہر انتقال کر گئے ہوں، عدت کے بعد زینت اختیار کرنے اور نکاح کرنے کی ان کو اجازت ہے بھلائی کے ساتھ کارروائی کرنے کا مطلب یہی ہے، اگر وہ دوسرا نکاح کر رہی ہے تو یہ مناسب ہے، ان کو روکنے کی ضرورت نہیں اور کسی پر کوئی گناہ نہیں (۶) عدت کے دوران پیام دینا درست نہیں البتہ اشارہ کنایہ میں بات پہنچائی جا سکتی ہے لیکن ارادہ پختہ کر کے اور اس کا اظہار کرنا جائز نہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ
تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ
عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٣٦﴾
وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ
لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّآ أَنْ يَّعْفُوْنَ أَوْ يَعْفُوَا
الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوْٓا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَ
لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٧﴾
حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ
قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَآ أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا
اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى
الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا
فَعَلْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤٠﴾
وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٤١﴾
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٤٢﴾ ع ۳۱ ۱۵

منزل ۱

اورتم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو جن کو تم نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور نہ ان کے لیے کوئی مہر متعین کیا طلاق دے دو اور ان کو معروف طریقے کے مطابق تحفہ دیدو، وسعت رکھنے والے کے ذمہ اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگدست کے ذمہ اس کی حیثیت کے مطابق، اچھے کام کرنے والوں کے لیے یہ لازم ہے (۲۳۶) اور اگر تم انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے ہی اس حال میں طلاق دیدو کہ تم نے ان کے لیے مہر متعین کر رکھا ہے تو جو تم نے طے کیا اس کا آدھا (تم پر لازم) ہے الا یہ کہ وہ معاف کر دیں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کر دے اور تم معاف کر دو یہ تمہارے لیے پرہیزگاری سے قریب تر ہے اور آپس کے احسان کو بھول مت جاؤ، تم جو بھی کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب دیکھتا ہے[1] (۲۳۷) تمام نمازوں اور (خاص طور سے) درمیانی نماز کی اچھی طرح دیکھ ریکھ رکھو اور اللہ کے لیے ادب کے ساتھ کھڑے ہوا کرو[2] (۲۳۸) لیکن اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ پا یا سوار (جس طرح بن پڑے پڑھ لو) پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے تو اسی طرح اللہ کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں بتایا ہے جو تم جانتے بھی نہ تھے[3] (۲۳۹) اور تم میں جو لوگ وفات پا جائیں اور وہ بیویاں چھوڑ جائیں ان کی وصیت اپنی بیویوں کے لیے بغیر ان کو نکالے ہوئے ایک سال کے نفقہ کی ہونی چاہیے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو جو وہ اپنے لیے بھلائی کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے[4] (۲۴۰) اور تمام مطلقہ عورتوں کے لیے معروف طریقہ پر کچھ فائدہ پہنچانا پرہیزگاروں پر لازم ہے[5] (۲۴۱) اللہ اسی طرح کھول کھول کر تمہارے لیے نشانیاں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہوش کے ناخن لو (۲۴۲)

(۱) اگر مہر متعین ہوا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق ہوگئی تو آدھا مہر ذمہ ہوگا، ہاں اگر بیوی معاف کر دے تو الگ بات ہے لیکن زیادہ بہتر ہے کہ مرد سلوک کر کے پورا ہی مہر دے دے اور اگر نکاح کے وقت پورا مہر دے چکا ہے تو آدھا واپس نہ لے اور معاف کر دے یہ تقویٰ سے قریب تر ہے، نکاح کی گرہ مرد ہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس لیے پھر ان کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ تم ہی سلوک کرو یہ بہتر ہے (۲) درمیانی نماز عصر کی ہے جیسا کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، شروع میں نماز کے دوران ضرورۃً گفتگو کر لینے کی اجازت تھی اس آیت میں اس کو بالکل منسوخ کر دیا گیا (۳) جنگ کے موقع پر جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لو لیکن امن کی حالت میں جو طریقہ بتایا گیا ہے وہی ضروری ہے (۴) بالکل ابتداء کی بات ہے جب عورت ایک سال تک عدت میں رہتی تھی اور وراثت میں اس کا کوئی حق نہیں تھا تو جس طرح دوسرے قرابت داروں کے لیے وصیت کا حکم تھا اسی طرح بیوی کے لیے ایک سال کے نفقہ کا حکم تھا، پھر جب آیت میراث نازل ہوگئی تو عورتوں کا حصہ بھی مقرر ہو گیا اور عورت کی مدت عدت بھی چار مہینے دس دن قرار دے دی گئی تو یہ قدیم حکم منسوخ ہو گیا (۵) پرہیزگاری کی بات ہے کہ طلاق شدہ عورتوں کو مہر کے علاوہ جوڑا بھی دیا جائے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

وقف لازم

منزل ۱

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے جبکہ وہ ہزاروں تھے تو اللہ نے ان سے کہا تم سب مر جاؤ پھر انھیں زندہ کیا بیشک اللہ لوگوں پر بہت فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکرگزار نہیں ہوتے[1] (۲۴۳) اور اللہ کے راستہ میں جنگ کرو اور جان لو کہ اللہ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے[2] (۲۴۴) کون ہے جو اللہ کو بہتر قرض دے تو وہ اس کے لیے بڑھا کر اس کو کئی گنا کر دے اور اللہ ہی تنگی بھی کرتا ہے اور فراخی بھی اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۴۵) بھلا آپ نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے عزت دار لوگوں کو دیکھا جب انھوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لیے کوئی بادشاہ کھڑا کیجیے ہم اللہ کے راستہ میں جنگ کریں گے، انھوں نے کہا کہ ایسا تو نہیں ہے کہ اگر تم پر جنگ فرض کر دی جائے تو تم جنگ نہ کرو، وہ بولے آخر ہم کیوں اللہ کے راستہ میں جنگ نہ کریں گے جبکہ ہم کو اپنے گھروں اور بال بچوں سے نکال باہر کر دیا گیا پھر جب ان پر جنگ فرض کر دی گئی تو سوائے چند لوگوں کے سب کے سب پیٹھ پھیر گئے اور اللہ ناانصافوں سے خوب واقف ہے[3] (۲۴۶) ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لیے بادشاہ کے طور پر طالوت کو کھڑا کیا ہے وہ بولے ان کو ہم پر بادشاہت کہاں سے حاصل ہوسکتی ہے اور ہم تو ان سے زیادہ بادشاہت کے حق دار ہیں اور ان کو تو مال کی وسعت بھی نہیں دی گئی (نبی نے) کہا کہ اللہ نے ان کو تم پر چن لیا ہے اور ان کے علم اور جسم میں زیادہ وسعت دی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بادشاہت دیتا ہے اور اللہ بہت وسعت والا خوب جاننے والا ہے[4] (۲۴۷)

---

(۱) پہلی امت کا قصہ ہے کہ وہ جنگ کے ڈر سے گھروں سے بھاگ نکلے تو اللہ نے ان پر موت کو مسلط کر دیا اور چند روز کے بعد زندہ کر دیا تا کہ وہ توبہ کر لیں اور جان لیں کہ زندگی اور موت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے (۲) پھر اس واقعہ کو بیان کر کے اگلی آیتوں میں جہاد اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ کے بعد فلسطین کی بت پرست قوم نے بنی اسرائیل پر حملہ کر کے انہیں سخت شکست دی اور ان کو ان کے علاقہ سے نکال دیا اور وہ متبرک صندوق بھی اٹھا لے گئے جس کو وہ جنگوں کے موقع پر حصول برکت کے لیے آگے رکھا کرتے تھے تو وہ سب بیت المقدس میں اس وقت کے نبی کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کوئی بادشاہ مقرر کر دیجیے تا کہ ہم جنگ کر سکیں اور اپنی زمین واپس لے سکیں، آگے آیتوں میں اسی واقعہ کو اور بنی اسرائیل کی حکم عدولیوں کو بیان کیا گیا ہے (۴) جب نبی نے طالوت کا نام لیا تو چونکہ وہ غریب آدمی تھے اور پہلے سے کبھی ان کے خاندان میں بادشاہت نہیں رہی تھی اس لیے قوم کو بادشاہت کے قابل معلوم نہ ہوئے تو انھوں نے اعتراض کیا۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ
سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ
تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾
فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ
فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ
اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ
هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ
قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا
بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ
أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ
وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا
يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ
الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ
آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٢﴾

منزل ۱

اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ ان کی بادشاہت کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینت ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں بھی ہیں جو آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ گئے ہیں اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے، یقیناً اس میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو[۱] (۲۴۸) جب طالوت لشکر کو لے کر بڑھے تو انھوں نے کہا کہ اللہ تمہیں ایک ندی کے ذریعہ آزمانے والا ہے بس اس میں سے جس نے پی لیا تو وہ ہمارا نہیں اور جس نے اس میں چکھا بھی نہیں تو وہی ہمارا ہے سوائے اس کے جو اپنے ہاتھ سے صرف ایک چلو بھر لے، بس اس میں سے سوائے چند لوگوں کے سب نے پی لیا پھر جب وہ اور ان کے ساتھ جو ایمان والے تھے (ندی) پار ہوئے تو وہ کہنے لگے کہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی آج ہم میں طاقت نہیں، جن لوگوں کو اللہ سے ملاقات کا یقین تھا انھوں نے کہا کہ کتنے چھوٹے لشکر ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑے لشکر پر غالب آئے ہیں اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۲۴۹) اور جب ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے سامنا ہوا تو انھوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! صبر ہم پر انڈیل دے اور ہمارے قدموں کو جما دے اور کفر کرنے والی قوم پر ہماری مدد فرما (۲۵۰) بس اللہ کے حکم سے انھوں نے ان کو (یعنی جالوت اور اس کے لشکر کو) شکست دے دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے ان کو بادشاہت اور حکمت (یعنی نبوت) سے نوازا اور جو چاہا ان کو سکھایا اور اللہ اگر لوگوں کو ایک دوسرے سے چلتا نہ کر دے تو زمین بگڑ کر رہ جائے لیکن اللہ جہانوں پر فضل کرنے والا ہے[۲] (۲۵۱) یہ اللہ کی وہ آیات ہیں جنھیں ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں اور یقیناً آپ رسولوں ہی میں سے ہیں (۲۵۲)

---

(۱) صندوق میں تبرکات تھے، وہ جنگوں میں اس کو آگے رکھتے تھے، اللہ اس کی برکت سے فتح عطا فرماتا تھا، اسی کی واپسی کو اللہ کے نبی نے طالوت کی بادشاہت کی علامت قرار دیا، چنانچہ جب وہ تابوت طالوت کے واسطے سے ان کو مل گیا تو ان کو طالوت کی بادشاہت کا یقین ہو گیا (۲) سخت گرمی کا موسم تھا، اللہ کو آزمانا مقصود تھا، طالوت نے کہا کہ جو کوئی زور آور جوان اور بے فکر ہو وہ ہمارے ساتھ چلے، اسّی ہزار کا لشکر تیار ہوا لیکن آزمائش میں پورے نہ اتر سکے اور اسی ہزار میں سے صرف چند سو ان کے ساتھ رہ پائے اور انھوں نے بھی جب جالوت کا لشکر دیکھا تو ہمت ہار دی اور صرف گنے چنے لوگ استقامت کے ساتھ رہے اور اللہ نے ان کو فتح عطا فرمائی، ان لوگوں میں حضرت داؤد بھی تھے، ان کے والد اور بھائی بھی تھے، حضرت داؤد ہی نے جالوت کو قتل کیا اور طالوت کے بعد وہی بادشاہ ہوئے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

منزل ۱

یہ وہ رسول ہیں جن میں بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی، ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعضوں کے درجات[1] بڑھائے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے ان کو مضبوطی بخشی اور اگر اللہ چاہتا تو ان (رسولوں) کے بعد والے جبکہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں آپس میں نہ لڑتے، لیکن انھوں نے اختلاف کیا تو ان میں کچھ ایمان لائے اور ان میں کچھ نے انکار کیا اور اللہ کی مشیت ہی ہوتی تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ تو جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے[2] (۲۵۳) اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی لین دین (کام آئے گا) نہ دوستی اور نہ سفارش اور کافر تو ہیں ہی ناانصاف[3] (۲۵۴) وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جیتا ہے اور سب اس کے سہارے جیتے ہیں، نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، کون ہے جو بغیر اس کی اجازت کے اس کے پاس سفارش کرسکے، ان کا اگلا پچھلا سب جانتا ہے، اس کے علم کے کسی حصہ کا بھی وہ احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو سموئے ہوئے ہے اور ان دونوں کی نگرانی اس کو تھکاتی نہیں اور وہی بلند و بالا بڑی عظمت والا ہے[4] (۲۵۵) دین میں کوئی زور زبردستی نہیں، حق باطل سے الگ ہوچکا، بس جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں اور یقیناً اللہ خوب سنتا خوب جانتا ہے[5] (۲۵۶)

---

(۱) حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا، حضرت عیسیٰ کو کھلے معجزے دیئے جن کا ذکر دوسری جگہ آیا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل اور محبوب بنایا اور معراج سے سرفراز فرمایا (۲) اللہ کی قدرت میں تھا کہ وہ تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور کردیتا اور اس صورت میں سب کا دین ایک ہوجاتا اور کوئی اختلاف پیدا نہ ہوتا لیکن اس سے وہ سارا نظام تلپٹ ہوکر رہ جاتا جس کے لیے یہ دنیا بنائی گئی ہے اور انسان کو یہاں بھیجا گیا ہے، انسان کو یہاں بھیجنے کا مقصد امتحان لینا ہے، اس نے صحیح اور سچا طریقہ بتادیا اور فرمادیا کہ جو اس پر چلے گا وہ کامیاب ہوگا تو کچھ لوگوں نے مانا اور اکثر نے انکار کیا (۳) انکار کرنے والے تو ہر چیز سے محروم رہیں گے، جو ماننے والے ہیں ان کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرکے تیاری رکھنی چاہیے (۴) یہ آیۃ الکرسی کہلاتی ہے جو قرآن مجید کی عظیم ترین آیت ہے اس میں اللہ کی توحید وصفات کا بیان جس انداز سے ہوا ہے اس کو غیروں نے بھی مانا ہے اس سے ہر قسم کے شرک کی نفی ہوجاتی ہے اور جو مذاہب والے اس میں کسی بھی حیثیت سے مبتلاء ہوئے ہیں ان کی تردید ہوجاتی ہے (۵) جب حق واضح ہوگیا اس کی دعوت دے دی گئی تو اب کسی زور زبردستی کی نہ ضرورت ہے نہ اجازت، حق کا راستہ کھلا ہوا ہے جو چاہے اس میں داخل ہو اور اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرکے اپنی مضبوطی کا سامان کرے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ۗ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ
اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا
اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ
الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ
هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ
قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ
عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ
اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى
الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ
لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

وقف لازم

منزل ۱

اللہ ان لوگوں کا حمایتی ہے جو ایمان لائے وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور جنھوں نے کفر کیا ان کے دوست طاغوت ہیں وہ ان کو روشنی سے تاریکیوں میں لے جاتے ہیں وہی لوگ جہنم والے ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵۷) کیا اسے آپ نے نہیں دیکھا جس کو اللہ نے بادشاہت دے دی تو وہ ابراہیم سے ان کے رب کے سلسلہ میں حجت کرنے لگا جب ابراہیم نے کہا میرا رب تو وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، وہ بولا میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیم نے کہا کہ یقیناً میرا رب سورج کو مشرق کی طرف سے لاتا ہے تو مغرب کی سمت سے اسے لے آ، بس وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا اور اللہ بے انصافوں کو راستہ نہیں دکھاتا[۱] (۲۵۸) یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی سے گزرا جو سائبانوں کے بل گری پڑی تھی وہ بولا کہاں سے اس کو مرنے کے بعد اللہ زندہ کرے گا تو اللہ نے خود اس کو سو سال مردہ رکھا پھر اٹھا کھڑا کیا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنی مدت (اس حال میں) رہا، وہ بولا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا کہ تُو پورے سو سال (اس حال میں) رہا، بس اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ وہ نہیں سڑا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کس طرح سڑ گل کر ہڈی چورا ہو گیا) اور یہ اس لیے ہے تاکہ ہم تجھے لوگوں کے لیے نشانی بنائیں اور (اب) ہڈیوں کو دیکھ کس طرح ہم ان کو ابھار کر جوڑ دیتے ہیں اور پھر اس پر گوشت چڑھاتے ہیں بس جب سب کچھ اس کے سامنے آ گیا تو بولا کہ مجھے تو یقین ہے کہ ضرور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے[۲] (۲۵۹)

---

(۱) اوپر حق اور باطل اور نور وظلمت کے دو راستہ بتائے گئے، اب اس کی مثالیں دی جارہی ہیں پہلی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے وہ نمرود کے پاس پہنچے تو سجدہ نہ کیا، وہ بولا مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا فرمایا کہ میں صرف رب کو سجدہ کرتا ہوں، بولا میں ہی تو رب ہوں، فرمایا میرا رب تو جلاتا اور مارتا ہے، اس بے وقوف نے دو قیدی بلائے ایک کو مار ڈالا اور ایک کو چھوڑ دیا اور بولا کہ میں بھی مارتا ہوں اور جلاتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سورج کو مغرب سے لے آ، بس وہ حیران رہ گیا

(۲) کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ ہے بخت نصر نے جب بیت المقدس کو ویران کیا اور یہ وہاں سے گزرے تو ان کی زبان سے نکلا کہ یہ بستی اب کہاں آباد ہوگی، اللہ نے ان کی روح قبض کر لی، سو برس کے بعد زندہ ہوئے تو کھانا پینا پاس ہی موجود تھا سواری کے گدھے کی ہڈیاں بھی پڑی تھیں، وہ ان کے سامنے زندہ ہوا اور اس مدت میں بیت المقدس دوبارہ آباد ہو چکا تھا انھوں نے زندہ ہو کر آباد ہی دیکھا، اس میں اہل ایمان کو تلقین بھی اور تسکین بھی ہے کہ ان کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، آج اگر وہ بے حیثیت نظر آتے ہیں تو کل ان کی شان ہوگی۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَّلَا أَذًى ۙ لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا أَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى ۙ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿۲۶۴﴾

منزل ۱

اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے رب مجھ کو دکھا دے تو کیسے مردوں کو زندہ کرتا ہے، اس نے فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں وہ بولے کیوں نہیں لیکن یہ اس لیے ہے تا کہ میرا دل سکون پا جائے، اس نے فرمایا تو پھر چار پرندے لے لو پھر ان کو اپنے سے مانوس کر لو پھر ہر پہاڑ پر الگ الگ ایک ایک ٹکڑا رکھ آؤ پھر ان کو آواز دو، وہ دوڑتے تمہارے پاس چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے[1] (۲۶۰) ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جو سات بالیاں اگائے اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے خوب اضافہ کر دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب واقف ہے[2] (۲۶۱) وہ جو اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد اس پر نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ اذیت (دیتے ہیں) ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۶۲) بھلی بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے اذیت دی جائے اور اللہ بے نیاز ہے[3] تحمل رکھتا ہے (۲۶۳) اے ایمان والو! احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنی خیرات کو اس شخص کی طرح برباد مت کرو، جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت کے دن پر تو اس کی مثال اس چٹان کی طرح ہے جس پر کچھ مٹی ہے پھر اس پر موسلا دھار بارش ہوئی تو اس نے اس کو بالکل چکنا چھوڑ دیا وہ اپنی کمائی سے کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں گے اور اللہ انکار کرنے والے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا[4] (۲۶۴)

---

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مختلف چار پرندے لے کر ذبح کیے اور اس کے مختلف اجزاء پہاڑوں پر رکھ دیئے پھر پکارا تو وہ سب اعضاء جڑ گئے، اور پرندے زندہ ہو کر ان کے پاس چلے آئے، ان کو یقین پورا تھا دیکھ کر حق الیقین حاصل ہوا، یہ مثالیں اللہ نے دیں کہ وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اب اس کے آگے پھر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور جہاد کرنے کا ذکر ہے (۲) جو دنیا میں ایک کے سات سو کر دیتا ہے وہ آخرت میں کتنا اضافہ فرمائے گا لیکن شرط وہی ہے جو آگے بیان ہو رہی ہے کہ یہ صرف اللہ کے لیے ہو، کسی پر احسان دھرنے اور تکلیف پہنچانے سے پورا احتراز کیا جائے (۳) کسی مانگنے والے کو نہ دینا لیکن بھلی بات کہہ دینا اور اچھے طریقہ پر معذرت کرنا اس دینے سے بہتر ہے جس کے بعد احسان جتایا جاتا ہے (۴) یہ مثال دی احسان رکھنے والوں کی کہ دانا بویا چٹان پر جس پر معمولی مٹی ہے، جہاں بارش ہوئی سب صاف، کچھ بھی حاصل نہ ہوا جو دانا ڈالا تھا وہ بھی گیا، اسی طرح اگر صدقے کے ساتھ ریاکاری یا احسان جتانے کی بیماری لگ جاتی ہے تو وہ صدقے کو بہا لے جاتی ہے اور ثواب کی امید باقی نہیں رہتی۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ
تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ
فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ
اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ
طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا
تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ
اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾
اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ
يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۖۙ
يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ
اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

منزل۱

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے اور دلجمعی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ کی طرح ہے جو ایک ٹیلے پر ہو اس پر موسلا دھار بارش ہوئی تو اس نے دوگنے پھل دیئے اور اگر موسلا دھار بارش نہ بھی ہو تو پھوار تو ہے ہی اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے[1] (۲۶۵) کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھجور اور انگور کا باغ ہو جس کے نیچے نہریں جاری ہوں، اس میں ہر طرح کے پھل اس کے لیے موجود ہوں اور وہ بوڑھا ہو چکا ہو اور اس کے بچے کمزور ہوں بس ایک آگ سے بھرا بگولا آ کر اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور وہ (باغ) جل کر رہ جائے اسی طرح اللہ نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچو[2] (۲۶۶) اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی میں سے اور ہم نے جو کچھ زمین سے تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے خرچ کیا کرو اور ناپاک مال کا ارادہ بھی نہ کرنا کہ اس میں سے خرچ کرنے لگو حالانکہ تم خود بھی اس کے لینے والے نہیں سوائے اس کے کہ اس میں تم چشم پوشی کر جاؤ اور جان لو کہ اللہ بے نیاز ہے قابل ستائش ہے[3] (۲۶۷) شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور بے حیائی پر آمادہ کرتا ہے اور اللہ اپنے پاس سے مغفرت اور انعام کا تم سے وعدہ کرتا ہے اور اللہ ہی وسعت والا خوب باخبر ہے[4] (۲۶۸) وہ جس کو چاہتا ہے سمجھ سے نوازتا ہے اور جس کو سمجھ مل گئی تو اس کو بہت کچھ خیر حاصل ہو گیا اور نصیحت تو ہوش والے ہی حاصل کرتے ہیں (۲۶۹)

(۱) خرچ کرنے کی مثال بارش سے دی اور اگر زیادہ خرچ نہ کر سکا لیکن اخلاص اور جمعیت خاطر کے ساتھ تھوڑا بھی دیا تو بھی بہت ہے، اللہ دل کی کیفیت کو خوب جانتا ہے اور احسان جتانے والے کی مثال ویسے ہی ہے جیسے کوئی چٹان پر بوئے، جتنا بھی دانا ڈالے ایک بارش میں سب ڈھل ڈھلا کر بیکار (۲) یہ مثال ہے ریاکاروں اور احسان جتا کر خرچ کرنے والوں کی کہ جب فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہوگی سب خاک ہو چکا ہوگا سوائے حسرت و یاس کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا (۳) خیرات قبول ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ حلال کمائی سے دے اور اچھا دے، جو چیز خود کسی مصرف کی نہ ہو اسے دوسرے کو دے کر کیا حاصل (۴) جب دل میں یہ خیال آئے کہ مال دوں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور اللہ کے حکم کے بعد بھی بے حیائی کے ساتھ نہ خرچ کرنے کا خیال ہو تو سمجھ لو یہ خیال شیطان نے ڈالا ہے اور جب خیال آئے کہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

منزل ۱

اورتم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یا جو بھی نذر مانتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے اور ظالموں[1] کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۲۷۰) اگر تم صدقات ظاہر کر کے دیتے ہو تو بھی اچھی بات ہے اور اگر تم چھپاتے ہو اور فقراء کے حوالہ کر دیتے ہو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، یہ تمہارے لیے تمہاری برائیوں کو مٹا دے گا اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے[2] (۲۷۱) ان کو راہ پر لے آنا آپ کے ذمہ نہیں ہے البتہ اللہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے[3] اور تم جو بھی مال خرچ کرتے ہو وہ تمہارے ہی (فائدہ) لیے ہے جبکہ تم صرف اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے خرچ کرتے ہو اور تم جو مال بھی خرچ کرو گے وہ پورا کا پورا تم کو لوٹا دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی (۲۷۲) یہ (حق ہے) ان مفلسوں کا جو اللہ کے راستہ میں گھِر گئے ہیں، وہ ملک میں کہیں چل پھر نہیں سکتے، ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف ان کو مالدار سمجھتا ہے، آپ ان کی علامت سے ان کو پہچان لیں گے، وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر نہیں مانگتے اور تم جو بھی مال خرچ کرتے ہو تو بیشک اللہ اس سے خوب واقف ہے[4] (۲۷۳) جو لوگ اپنے مالوں کو دن رات خرچ کرتے رہتے ہیں چھپ کر بھی اور کھل کر بھی تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۷۴)

(۱) خیرات دینے میں بھی صحیح طریقہ اختیار کیا جائے اور نذر طاعت کی ہے تو پوری کی جائے جو ایسا نہیں کرتا وہی ظالم ہے (۲) اگر نیت دکھاوے کی نہ ہو تو کھلی خیرات بھی بہتر ہے کہ دوسروں کو شوق ہو اور چھپی اور بھی زیادہ بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرمائے (۳) اس آیت کے شان نزول میں یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ بعض انصاری صحابہ کے غریب رشتہ دار تھے مگر وہ کافر تھے اور یہ حضرات منتظر تھے کہ وہ اسلام لے آئیں تو یہ ان کی مدد کریں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ ان کافروں پر بھی اگر اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا جائے گا تو اس کا بھی پورا پورا اجر ملے گا، اس انتظار کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اسلام لے آئیں تب ہی ان پر خرچ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ راہ دکھانا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ ہے لیکن راہ پر لانا اللہ کا کام ہے (۴) مجاہدین جو جہاد میں لگے ہیں، اصحاب صفہ جو سب کچھ چھوڑ کر دین سیکھنے میں مصروف ہیں ان کا سب سے پہلا حق ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے اپنی زندگی علم دین حاصل کرنے کے لیے وقف کر دی تھی اور مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترے پر آ کر پڑ گئے تھے، چبوترے کو عربی میں صفہ کہتے ہیں، اسی لیے ان حضرات کا نام اصحاب صفہ (چبوترے والے) پڑ گیا تھا، اور اس کی وجہ سے وہ کوئی معاشی مشغلہ نہیں اختیار کر سکتے تھے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٩﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾

وقف لازم

ربع

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ ایسے شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو، اس لیے کہ انھوں نے کہا تھا کہ خرید و فروخت سود ہی کی طرح ہے جبکہ اللہ نے خرید و فروخت کو جائز کیا ہے اور سود کو حرام فرمایا بس جس کے پاس اس کے رب کے پاس سے نصیحت پہنچ جائے پھر وہ باز آ جائے تو جو وہ پہلے کر چکا ہے وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ وہی کرے گا تو وہی ہیں دوزخ کے لوگ اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے[1] (۲۷۵) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا[2] (۲۷۶) بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے بھلے کام کیے اور نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے[3] (۲۷۷) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان رکھتے ہو (۲۷۸) اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جاؤ پھر اگر تم نے توبہ کر لی تو تمہارے مالوں کا اصل حصہ تمہارا ہی ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے[4] (۲۷۹) اور اگر کوئی تنگ دست ہے تو خوش حالی تک اس کو مہلت ہے اور اگر تم خیرات کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو[5] (۲۸۰) اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تمہیں اللہ کے پاس لوٹایا جائے گا پھر ہر شخص کو اس کے کاموں کا بدلہ پورا پورا دے دیا جائے گا اور ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی[6] (۲۸۱)

---

(۱) یہاں سے سود کی مذمت بیان ہو رہی ہے، حرمت سے پہلے جو لیا جا چکا ہے اس کی واپسی کا حکم نہیں اللہ چاہے گا تو اس کو معاف کر دے گا لیکن حرمت کے بعد جو ایسا کرتا ہے وہ جہنمی ہے، سود کھانے والے آخرت میں تو خبطی ہوں گے ہی، جو اس کے چکر میں پڑ جاتے ہیں وہ دنیا میں بھی سودائی اور خبطی بن جاتے ہیں (۲) دنیا میں بھی سود کا مال بے برکت ہوتا ہے اور ضائع جاتا ہے اور آخرت میں تو سوائے حرماں نصیبی کے اور کچھ نہیں اور جائز تجارت سراپا برکت ہے (۳) سود خور کے مقابلہ میں یہ اہل ایمان کی صفات بیان کی جا رہی ہیں (۴) سود کے سلسلہ میں جتنی سخت بات کہی گئی ہے وہ کم کسی منکر کے بارے میں کہی گئی، توبہ کر لینے کے بعد اگر دوسرا فریق حرمت سے پہلے لیے گئے سود کا مطالبہ کرے تو اس کی طرف سے ظلم ہے اور اگر پہلا فریق حرمت کے بعد بھی سود کا مطالبہ کرے تو یہ اس کی طرف سے ظلم ہے (۵) قرض دینے والے کا اصل مال اس کا حق ہے وہ اس کو لے سکتا ہے البتہ اگر مقروض مفلس ہے تو مہلت دینی چاہیے اور بہتر ہے کہ معاف کر کے اسی کو صدقہ کر دیا جائے (۶) اصل یہی آخرت کا یقین ہے جو انسان کو برائیوں سے بچنے میں مدد دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾

منزل۱

اے ایمان والو! جب تم کسی متعین مدت تک کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کیا کرو تو لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا جیسا کہ اللہ نے اس کو یہ علم دیا ہے لکھنے سے انکار نہ کرے تو وہ لکھے اور جس پر حق ہے وہ لکھوائے اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرتا رہے اور اس میں کچھ بھی کمی نہ کرے، پھر اگر وہ شخص جس پر حق ہے کم عقل یا کمزور ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے اور اپنے لوگوں میں سے دو کو گواہ بنالو پھر اگر دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ان گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو کہ ہوسکتا ہے ان میں کوئی گڑبڑا جائے تو ایک دوسری کو یاد دلا دے اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں اور (ادھار معاملہ) چھوٹا ہو یا بڑا جو متعین مدت سے وابستہ ہو تم اس کے لکھنے میں کاہلی مت کرو یہ اللہ کے یہاں زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کو زیادہ درست رکھنے والی ہے اور اس سے قریب تر ہے کہ تم شک میں نہ پڑو سوائے اس کے کہ وہ نقد تجارت ہو جس کو تم آپس میں کر رہے ہو تو تمہارے لیے کوئی حرج نہیں کہ تم اس کو نہ لکھو اور جب معاملہ کرو گواہ بنا لیا کرو اور نہ لکھنے والے کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو یقیناً وہ گناہ تمہارے ساتھ لگ جائے گا اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[1] (۲۸۲)

---

(۱) معاملات ہی عام طور پر نزاع کا ذریعہ بنتے ہیں اسلام نے ان کے ایسے اصول طے کر دیئے ہیں کہ جھگڑوں کی جڑ ہی کٹ جائے، یہاں اس طویل آیت میں ادھار معاملات کے بارے میں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ سب تحریر میں ضرور آنے چاہیے تاکہ بعد میں کوئی اختلاف ہو تو تحریر سے رجوع کر لیا جائے اور اس تحریر پر گواہ بھی بنا لیے جائیں تاکہ جعلی تحریر کا کوئی خدشہ نہ رہ جائے اور کوئی جھگڑا بعد میں نہ پیدا ہو، ہاں اگر نقد معاملہ ہو رہا ہے تو اس میں لکھنا ضروری نہیں، لکھنے والوں اور گواہوں کا خیال بھی رکھا جائے کہ کوئی فریق ان کو تنگ نہ کرے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ
اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ
رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۭ
وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ
اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ ع

منزل ۱

اور اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں لکھنے والا نہ ملے تو رہن کو قبضہ میں دے دیا جائے پھر اگر تمہیں ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو جس پر اعتماد کیا گیا ہے وہ اس امانت کو ادا کر دے اور اللہ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے اور تم گواہی کو مت چھپانا اور جو اس کو چھپاتا ہے تو اس کا دل گنہگار ہے اور تم جو بھی کرتے ہو اس سے اللہ بخوبی واقف ہے[1] (۲۸۳) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے اور تمہارے جی میں جو بھی ہے وہ تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جس کو چاہے گا معاف کرے گا اور جس کو چاہے گا مبتلائے عذاب کرے گا اور اللہ ہر چیز پر زبردست قدرت رکھنے والا ہے[2] (۲۸۴) جو کچھ رسول پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا رسول بھی اس پر ایمان لائے اور مسلمان بھی، سب کے سب اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں میں (ایمان کے اعتبار سے) فرق نہیں کرتے اور انھوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب ہم تیری مغفرت کے طلبگار ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے[3] (۲۸۵) اللہ (تعالیٰ) کسی کو طاقت سے بڑھ کر مکلّف نہیں بناتا جو وہ کرے گا وہ اس کے لیے ہے اور وہ جو (گناہ) کما لائے گا وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہماری گرفت نہ فرما اور وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب اور وہ بوجھ ہم سے نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگذر فرما اور ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا کارساز ہے بس انکار کرنے والی قوم پر ہماری مدد فرما دے (۲۸۶)

(۱) اگر سفر میں قرض اور ادھار کا معاملہ کیا جائے اور دستاویز کے لیے کوئی کاتب نہ ملے تو مدیون کو کوئی چیز رہن رکھ دینی چاہیے اور اگر اعتماد ہو تو اس کی ضرورت نہیں لیکن جس پر اعتماد کیا گیا ہے وہ بھی اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائے اور حق پورا پورا ادا کر دے (۲) یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ بہت گھبرائے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ حکم سخت مشکل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو بلکہ قبول رکھو اور اللہ سے مدد چاہو، وہ بیک زبان بولے "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" اللہ کو یہ بات بہت پسند آئی اور اگلی آیتیں اتریں اور اس میں حکم آیا کہ جو کام بس سے باہر ہوں جیسے گناہ کا خیال آ جانا یا بھول چوک وغیرہ اللہ ان پر مواخذہ نہیں کرے گا ہاں جو باتیں بندے کے ارادہ اور اختیار میں ہیں ان پر مواخذہ ہوگا (۳) ایمان سب پر لانا ضروری ہے، اس میں کوئی تفریق نہیں لیکن مراتب میں فرق ہے اس کا ذکر دوسری جگہ ہے "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" (یہ وہ رسول ہیں جن میں ایک کو دوسرے پر ہم نے فضیلت دی ہے)۔

سُورَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓ ۝۱ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝۲ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝۳
مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝۵
هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ
الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ
الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ
وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ
هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸

منزل ۱

﴿سورۂ آل عمران﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ (۱) اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے ہر چیز کو تھامے ہوئے ہے (۲) اس نے آپ پر ٹھیک ٹھیک کتاب اتاری ہے، پہلی (کتابوں) کے لیے وہ تصدیق ہے اور اسی نے تورات و انجیل اتاری (۳) (اس سے) پہلے لوگوں کے لیے ہدایت کے طور پر اور اسی نے فیصلہ کی چیز اتاری[1]، یقیناً جنھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب ہے انتقام لینے والا ہے (۴) یقیناً اللہ پر نہ زمین میں کچھ ڈھکا چھپا رہتا ہے اور نہ آسمان میں (۵) وہی ہے جو رحم (مادر) میں جیسے چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے، اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں (۶) وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری، اس میں محکم آیتیں ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگتے ہیں فتنہ کی خواہش میں اور اس کے (غلط) مطلب جاننے کی تلاش میں جبکہ اس کا مطلب صرف اللہ ہی جانتا ہے، اور پختہ علم رکھنے والے کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے اور سب ہی ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت ہوش والے ہی حاصل کرتے ہیں[2] (۷) (ایسے لوگ یہ دعا کرتے ہی ہیں کہ) اے ہمارے رب ہمیں صحیح راہ دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر، اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرمادے، بیشک تو خوب خوب دینے والا ہے (۸)

---

(۱) اس سے قرآن مجید مراد ہے جس کا دوسرا نام فرقان بھی ہے یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (۲) سورۂ بقرہ میں تفصیل سے یہودیوں کے عقائد و اعمال کا تذکرہ تھا اور اس سورہ میں خاص طور پر عیسائیوں کا ذکر ہے، قبیلہ نجران جہاں عیسائی آباد تھے وہاں سے ایک بڑا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، سورہ کا ابتدائی نصف حصہ اسی سلسلہ میں نازل ہوا تھا، نجران کا جو وفد آیا تھا اس نے حضرت عیسیٰ کے خدا کا بیٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ خود قرآن نے ان کو ''کلمۃ اللہ'' اور ''روح من اللہ'' فرمایا ہے، یہاں اس کی وضاحت کی جارہی ہے کہ قرآن مجید نے صاف صاف لفظوں میں بتلا دیا ہے کہ اللہ کے اولاد ہو نہیں سکتی اور حضرت عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا کفر ہے، ان واضح اور محکم آیتوں کو چھوڑ کر کلمۃ اللہ کی ایسی تاویلیں کرنا جو محکم آیتوں کے خلاف ہے دل کی کجی کی علامت ہے، کلمۃ اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بغیر باپ کے صرف اللہ کے کلمہ ''کُنْ'' سے پیدا ہوئے تھے، اب یہ بات انسان کی سمجھ سے اوپر ہے کہ ''کُن'' سے پیدا کرنے کی کیفیت کیا تھی اور براہ راست ان کی روح کس طرح پیدا کی گئی، یہ چیزیں متشابہات میں سے ہیں اس لیے ان کی کرید میں پڑنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، پختہ علم والے اس کو سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے حوالہ کرتے ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ
اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ
اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ
لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى
كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ
لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ
الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ
وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ
رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ
مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

منزل۱

اے ہمارے رب یقیناً تو لوگوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شبہ نہیں یقیناً اللہ کیے گئے وعدے کے خلاف نہیں کرتا (۹) بیشک جن لوگوں نے کفر کیا نہ ان کے مال ان کو اللہ سے بچانے کے لیے کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد، اور وہی لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے[1] (۱۰) فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کے حال کی طرح انھوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کی پکڑ کی اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۱۱) آپ کفر کرنے والوں سے کہہ دیجیے کہ جلد ہی تم ہار جاؤ گے اور تمہیں جہنم میں جمع کیا جائے گا اور وہ کیسا بدترین ٹھکانہ ہے[2] (۱۲) ان دو لشکروں میں تمہارے لیے نشانی ہے جن میں مڈبھیڑ ہوئی، ایک لشکر اللہ کے راستہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا منکر (خدا) تھا وہ کھلی آنکھوں دوسروں کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے اور اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے طاقت پہنچاتا ہے بیشک اس میں نگاہ رکھنے والوں کے لیے ضرور عبرت ہے[3] (۱۳) لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوش نما کردی گئی ہے عورتوں کی اور بچوں کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے اور چاندی کی اور نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتی کی، یہ دنیاوی زندگی سے لطف اٹھانے کے کچھ سامان ہیں اور بہترین ٹھکانہ صرف اللہ ہی کے پاس ہے[4] (۱۴) آپ فرما دیجیے کیا میں تم کو اس سے بہتر نہ بتادوں ان کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ان کے رب کے پاس وہ باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور صاف ستھری بیویاں ہیں اور اللہ کی طرف سے خوشنودی کا پروانہ ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے (۱۵)

---

(۱) نجران کا مذکورہ بالا وفد مدینہ روانہ ہوا تو ان کے سب سے بڑے پادری کے خچر نے ٹھوکر کھائی، اس کے بھائی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں گستاخانہ کلمات کہے، اس پر پادری نے ڈانٹا اور کہا یہی وہ نبی ہیں جن کا انتظار تھا، بھائی بولا پھر مانتے کیوں نہیں وہ بولا عیسائی بادشاہوں نے ہمیں بڑی دولت اور عزت دی ہے، اگر ہم نے محمدؐ کو مانا تو سب ہم سے چھن جائے گا، بھائی کے دل میں یہ بات اتر گئی اور بعد میں یہی چیز اس کے اسلام لانے کا سبب ہوئی، اس آیت میں اس پادری کا جواب بھی ہے (۲) دنیا میں ہار جیت لگی ہے لیکن آخرت میں ہار ہی اللہ کے منکروں کا مقدر ہے بس پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے (۳) یہ غزوہ بدر کا حال بیان ہوا، تفصیل سورہ انفال میں آئے گی، مشرکین کی تعداد ہزار سے اوپر تھی اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے لیکن اللہ نے فرشتوں کا لشکر بھیجا، کافروں کو دکھتا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر دوگنا ہے، اس سے وہ مرعوب ہو گئے اور مسلمانوں کو بھی کافروں کا لشکر دوگنا ہی لگتا تھا جبکہ وہ تین گنا تھا مگر مسلمان اللہ سے فتح کی امید رکھتے تھے بالآخر یہی ہوا (۴) ان چیزوں میں پھنس کر آدمی خدا سے غافل ہو جاتا ہے لیکن اگر ان چیزوں کا اعتدال کے ساتھ صحیح استعمال ہو تو مذموم نہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ
وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ
الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ
مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ
حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

النصف | ع

منزل ۱

جو کہتے ہیں اے ہمارے رب بیشک ہم ایمان لائے بس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے (۱۶) (یہ ہیں) صبر کرنے والے، سچائی کے خوگر، بندگی میں لگے رہنے والے، خرچ کرنے والے اور پچھلے پہروں میں استغفار کرنے والے[1] (۱۷) اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی، وہی انصاف کے ساتھ سب انتظام سنبھالے ہوئے ہے، اس زبردست، حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں[2] (۱۸) یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد جو اختلاف کیا وہ محض آپس کی ضد میں کیا، اور جو اللہ کی نشانیاں جھٹلاتا ہے تو بیشک اللہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے (۱۹) پھر بھی اگر وہ آپ سے حجت کریں تو آپ فرما دیجیے میں نے اور میری بات ماننے والوں نے اپنی ذات کو اللہ کے حوالہ کر دیا ہے اور آپ ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی اور ان پڑھ لوگوں سے پوچھئے کیا تم بھی اپنے آپ کو (اللہ کے) حوالہ کرتے ہو، بس اگر انھوں نے حوالہ کر دیا تو انھوں نے راہ پالی اور اگر پھر گئے تو آپ کا کام تو پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے (۲۰) یقیناً جو لوگ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے رہے ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کرتے رہے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے رہے ہیں جو لوگوں میں انصاف کی تلقین کرتے تھے تو آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے (۲۱) یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ان کے سب کام بے کار گئے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا[3] (۲۲)

---

(۱) ان صفات کو اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کا بیان اس سے پہلی والی آیت میں ہو چکا (۲) کائنات کا نظام جو عدل واعتدال کے ساتھ قائم ہے وہ گواہ ہے، فرشتے گواہ ہیں اور اصحاب علم یعنی انبیاء اور ان کی بات پر چلنے والے گواہ ہیں (۳) سچا دین شروع سے اسلام ہی تھا پھر لوگوں نے اپنے فائدہ کے لیے طرح طرح کی باتیں نکالیں اور محض آپس کی ضد سے اختلافات پیدا کیے، آپ کا کام صرف پہنچا دینا ہے اور بتا دینا ہے کہ ہم اسی دین پر قائم ہیں، پھر جنھوں نے پہلے بھی جھٹلایا اور انبیاء کو قتل کیا، ایمان نہ ہونے کی بناء پر ان کے سب کام بیکار گئے اور آخرت میں ان کو حقیقت معلوم ہو جائے گی جہاں ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَٰبِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَٰبِ
اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ
فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا
رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾
قُلِ اللَّهُمَّ مَٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ
إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ
فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ
وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ لَّا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ
الْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن يَفْعَلْ
ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَىٰةً ۗ
وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ إِن
تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا
فِي السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

منزل ۱

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا، ان کو کتاب الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے پھر ان میں ایک گروہ بے رخی کے ساتھ منہ موڑ لیتا ہے (۲۳) اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ آگ تو ہمیں گنے چنے دنوں کے لیے چھوئے گی اور جو کچھ وہ گڑھتے رہتے ہیں اس نے ان کو ان کے دین کے بارے میں فریب میں مبتلا کر رکھا ہے[۱] (۲۴) تو بھلا اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس دن کے لیے جمع کریں گے جس میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص کو اس کی کمائی پوری کی پوری دے دی جائے گی اور ان کے ساتھ ذرا ناانصافی نہ کی جائے گی (۲۵) آپ کہیے اے اللہ اے بادشاہت کے مالک! جس کو چاہے تو بادشاہت دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے، جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے، بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بیشک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے (۲۶) دن پر رات کو لے آئے اور رات پر دن کو لائے، زندہ کو مردہ سے نکالے اور مردہ کو زندہ سے نکالے اور جس کو تو چاہے بغیر حساب کے رزق دے[۲] (۲۷) ایمان والے ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اللہ کے یہاں کسی شمار میں نہیں سوائے اس کے کہ تم ان سے بچاؤ کے لیے تدبیر کے طور پر کچھ کرلو اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے خبردار کرتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے[۳] (۲۸) آپ فرما دیجیے کہ تم جو کچھ اپنے سینوں میں چھپاتے ہو یا اس کو ظاہر کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے اور جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[۴] (۲۹)

---

(۱) یہود و نصاریٰ مراد ہیں کہ جو کتابیں خود ان کو ملی ہیں ان کے مطابق بھی فیصلہ کرانے پر رضامند نہیں اور طرہ یہ ہے کہ یہودی اپنے کو خدا کا محبوب کہتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ان کو عذاب ہوگا ہی نہیں اور ہوگا بھی تو صرف سات دنوں کے لیے، اور عیسائیوں کے یہاں کفارہ کے عقیدہ نے ان کے سب گناہ معاف کردیئے تھے، آگے بات صاف کردی گئی کہ سب کو اپنے اپنے کاموں کا حساب دینا ہوگا اور اس کے مطابق سزا پانی ہوگی (۲) اس میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی ہے کہ سیادت و قیادت جو بنو اسرائیل میں تھی اب بنو اسماعیل کی طرف منتقل ہو رہی ہے اور یہ کسی کی جاگیر نہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عطا کرے (۳) جب سب قدرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے تو اللہ کے باغیوں اور منکروں کو دوست بنانا کب درست ہوا، ہاں تم اپنے بچاؤ کے لیے جو مدارات کرو وہ جائز ہے، اسی طرح ان کو اللہ کا بنانے کے لیے جو مواساۃ کی جائے وہ بہتر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پوری حیات طیبہ میں یہ رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمایا (۴) مواساۃ اور مدارات موالات تک نہ پہنچے کہ شرک کی نفرت کم ہونے لگے اور کافروں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کفر و شرک کے کاموں میں شرکت ہونے لگے، تو اللہ سب جانتا ہے اور پوری قدرت رکھتا ہے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ
سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ
نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝٣٠ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣١ قُلْ
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٢
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي
الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٣ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٣٤
اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ
مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٣٥ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا
قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَ
لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُھَا
بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝٣٦ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ
حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۭ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا
زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ ھٰذَا ۭ
قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٣٧

منزل۱

جس دن ہر شخص اپنے ہر بھلے عمل کو حاضر پائے گا اور جو برائی اس نے کی ہے (اس کو سامنے دیکھ کر) وہ چاہے گا کہ اس کے اور اس کی برائی کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمھیں اپنی ذات سے خبردار کرتا ہے اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے (۳۰) آپ فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری راہ چلو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۳۱) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ اور رسول کی بات مانو پھر اگر وہ منھ پھیر لیں تو اللہ انکار کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (۳۲) یقیناً اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران[2] کو تمام جہانوں میں چن لیا ہے (۳۳) یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے (۳۴) جب عمران کی بیوی نے دعا کی کہ اے میرے رب میرے پیٹ میں جو کچھ ہے میں نے اس کو آزاد کر دینے کی نذر مانی ہے بس تو میری طرف سے (یہ نذر) قبول کر لے بیشک تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے[3] (۳۵) پھر جب انھوں نے اس کو جنا تو بولیں کہ اے میرے رب میں نے تو لڑکی جنی - اور اللہ خوب جانتا ہے کہ انھوں نے کیا جنا - اور لڑکا (اس) لڑکی کی طرح ہو نہیں سکتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶) بس ان کے رب نے ان کو خوب خوب قبول کیا اور ان کو اچھی طرح پروان چڑھایا اور زکریا کو ان کا سرپرست بنایا، جب بھی زکریا حجرہ میں ان کے پاس آتے تو ان کے پاس کھانے پینے (کی چیزیں) موجود پاتے (ایک بار) انھوں نے کہا اے مریم تیرے پاس یہ چیزیں کہاں سے (آجاتی ہیں) وہ بولیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (آجاتی) ہیں، بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق پہنچاتا ہے (۳۷)

---

(۱) دشمنان خدا کی موالات ومحبت سے منع کرنے کے بعد اللہ سے محبت کرنے کا معیار اور اس کی کسوٹی بتائی جا رہی ہے کہ جو شخص جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار ہوگا وہ اتنا ہی دعوائے محبت میں کھرا ہوگا، اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیں گے اور اس کی مغفرت فرما دیں گے (۲) عمران حضرت مریمؑ کے والد کا نام تھا (۳) گزشتہ امتوں میں یہ دستور تھا کہ لڑکوں کو اللہ کے لیے دینے کی نذر مانتے تھے پھر جب لڑکا ہوتا تو اس سے دنیا کا کوئی کام نہ لیتے اور وہ ہر وقت عبادت کرتا، حضرت مریم کی والدہ نے ایسی ہی نذر مانی تھی، جب لڑکی ہوئی تو ان کو افسوس ہوا، اس پر اللہ نے فرمایا لڑکا بھی اس لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا، وہ لے کر مسجد گئیں، حضرت زکریا کی اہلیہ ان کی خالہ تھیں انھوں نے ان کا ذمہ لیا، جب وہ ان کے حجرہ میں جاتے تو دیکھتے کہ بے موسم کے پھل موجود ہیں، بس اس وقت انھوں نے دعا کی کہ جب اللہ مریم کو بے موسم میوہ دے سکتا ہے تو بڑھاپے میں مجھے اولاد کیوں نہیں دے سکتا؟!!

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ
يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ
اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۚ قَالَ
كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿٤٠﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ
كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿٤١﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى
نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٢﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ
مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا
كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا
كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ
اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۙ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾

ع

منزل ۱

وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی: اے میرے رب اپنے پاس سے مجھے اچھی اولاد عطا فرما بیشک تو دعا کا خوب سننے والا ہے (۳۸) (پھر ایک دن) جب وہ حجرہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو فرشتوں نے انہیں آواز دی کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلمہ کی تصدیق کریں گے[1]، پیشوا ہوں گے اور نفس پر بڑا قابو رکھنے والے ہوں گے اور نیکوں میں ایک نبی ہوں گے (۳۹) انھوں نے کہا کہ اے میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا جبکہ میں بوڑھا ہو چکا اور میری بیوی بانجھ ہے، اس نے فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (۴۰) انھوں نے کہا کہ اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی بنا دیجیے اس نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے سوائے اشارہ کے بات نہ کرسکو گے اور اپنے رب کا ذکر کثرت سے کرو اور شام اور صبح اس کی پاکی بیان کرو (۴۱) اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے آپ کو چن لیا ہے اور آپ کو پاکی بخشی ہے اور تمام جہانوں کی عورتوں پر آپ کا انتخاب کیا ہے (۴۲) اے مریم! اپنے رب کی عبادت میں لگی رہیے اور سجدے کیے جائیے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیجیے[2] (۴۳) یہ غیب کی وہ خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف بھیج رہے ہیں اور آپ ان کے پاس اس وقت نہ تھے جب وہ اس لیے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے گا اور اس وقت بھی آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے[3] (۴۴) جب فرشتوں نے مریم سے کہا تھا کہ اللہ آپ کو اپنے پاس سے کلمہ (کُن) کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، دنیا و آخرت میں وہ عزت والا ہوگا اور مقربین (بارگاہ الٰہی) میں سے ہوگا (۴۵)

---

(۱) اللہ کے کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بغیر باپ کے صرف کلمہ "کُن" سے پیدا ہوئے، حضرت یحییٰ ان سے پہلے ہوئے اور انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی تصدیق فرمائی (۲) حضرت مریم کی مناسبت سے درمیان میں حضرت زکریا کا قصہ بیان ہوا، اب دوبارہ حضرت مریم کا ذکر ہو رہا ہے (۳) حضرت مریم کی والدہ جب ان کو لے کر مسجد گئیں تو ان کے حالات سن کر سب کو ان کی کفالت کی خواہش ہوئی اور اس پر نزاع ہوا اور بات اس پر ٹھہری کہ وہ سب بہتے پانی میں اپنے اپنے وہ قلم ڈالیں جن سے وہ تورات لکھتے ہیں، سب ہی نے ڈالے وہ بہاؤ پر بہنے لگے، حضرت زکریا نے ڈالا وہ الٹا بہا بس ان ہی کے حق میں فیصلہ ہوگیا۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٥٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾

منزل ١

وہ گود میں لوگوں سے گفتگو کرے گا اور ادھیڑ عمر ہو کر بھی اور وہ نیکو کاروں میں ہوگا[1] (۴۶) وہ بولیں اے میرے رب! مجھے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے چھوا تک نہیں؟! اس نے کہا کہ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی چیز کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس سے کہتا ہے ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے (۴۷) اور وہ اُسے کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دے گا (۴۸) اور وہ بنی اسرائیل کے لیے پیغمبر ہوگا (جو لوگوں سے کہے گا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے لیے گارے سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہوں اور اللہ ہی کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں[2] اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو وہ سب میں تمہیں بتا دیتا ہوں بلاشبہ اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم مانتے ہو (۴۹) جبکہ میں اس چیز کو بھی سچ بتاتا ہوں جو میرے سامنے توراۃ (کی شکل میں موجود) ہے اور میں (اس لیے بھی آیا ہوں) تاکہ ان بعض چیزوں کو جو تم پر حرام کی گئی تھیں اب میں ان کو حلال کروں[3] اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لے کر آیا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۵۰) بلاشبہ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، تو اسی کی بندگی کرو یہی سیدھا راستہ ہے (۵۱) جب عیسیٰ نے ان کے انکار کو محسوس کیا تو انھوں نے کہا کون اللہ کی راہ میں میری مدد کرنے والے ہیں؟ حواریوں[4] نے کہا ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے (دین کے)، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں (۵۲) اے ہمارے رب تو نے جو کچھ بھی نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی بات مانی بس تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ دے (۵۳)

---

(۱) گود میں گفتگو کرنا ضرور خارق عادت ہے تاہم ادھیڑ عمر کے آدمی کے لیے بات کرنا کوئی خاص بات نہیں البتہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں اس کا تذکرہ قرآن مجید کا اعجاز ہے، اس میں ان لوگوں کی تردید کی جارہی ہے جو حضرت عیسیٰ کے سولی پر چڑھ جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کو سولی کے لیے لے جایا گیا تو وہ جوان تھے ادھیڑ عمر میں گفتگو کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اٹھا لیے گئے اب دوبارہ آئیں گے ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے، اس عمر میں گفتگو کرنے کا ذکر اسی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے کیا جارہا ہے، گود میں گفتگو کرنے کی قدرت اللہ نے ان کو اس لیے دی تھی تاکہ حضرت مریم کی پاکدامنی واضح ہو جائے (۲) اس زمانہ میں اطباء اور حکماء کا زور تھا اسی لیے حضرت عیسیٰ کو وہ معجزہ دیا گیا جو اس فن کے ماہرین پر ان کا امتیاز ثابت کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زبان و بیان کی گرم بازاری تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر قرآن مجید کا لافانی معجزہ دیا گیا (۳) بنی اسرائیل کے لیے موسوی شریعت میں اونٹ کا گوشت، چربی اور بعض پرندے اور مچھلیوں کی بعض قسمیں حرام تھیں، حضرت عیسیٰ کی شریعت میں ان کو جائز قرار دیا گیا (۴) مشہور ہے کہ پہلے دو شخص حضرت عیسیٰ کے پیرو ہوئے وہ دھوبی تھے، کپڑے صاف کرنے کی وجہ سے حواری کہلاتے تھے، حضرت عیسیٰ نے کہا کہ تم کپڑے کیا دھوتے ہو آؤ میں تمہیں دل دھونا سکھا دوں، وہ ساتھ ہو لیے، ان کے بعد سے ⟵

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَي الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

منزل ۱

اور ان (کافروں) نے چال چلی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ ہی سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے[1] (۵۴) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تمہیں بلانے والا ہوں اور اپنی طرف تمہیں اٹھانے والا ہوں اور کافروں سے تمہیں نجات دینے والا ہوں اور تمہاری بات ماننے والوں کو قیامت تک کافروں سے بلند رکھوں گا پھر میری ہی طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے، بس جن باتوں میں تم جھگڑا کرتے رہے ہو میں اس کا فیصلہ کردوں گا[2] (۵۵) بس جنھوں نے انکار کیا ان کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۵۶) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اللہ ان کو ان کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا اور اللہ ناانصافوں کو پسند نہیں کرتا (۵۷) یہ وہ آیتیں ہیں اور حکمت بھرا تذکرہ ہے جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں (۵۸) بلاشبہ اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے، اللہ نے ان کو مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہوجا تو وہ ہوگئے[3] (۵۹) سچی بات آپ کے رب ہی کی ہے تو آپ شبہ میں نہ رہ جائیں (۶۰) پھر جو اس سلسلہ میں آپ کے پاس علم یقینی آجانے کے بعد بھی جھگڑا کریں تو ان سے کہہ دیجیے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے لوگوں کو بلائیں اور تم اپنے لوگوں کو، پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں[4] (۶۱) یہی (واقعات کا) سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بلاشبہ اللہ ہی زبردست ہے حکمت والا ہے (۶۲)

← ان کے سب ماننے والے ساتھیوں کا لقب حواری پڑ گیا۔

(۱) یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کے قتل کی سازشیں شروع کیں، جا کر بادشاہ کے کان بھرے، اس نے گرفتاری کا حکم صادر کردیا، ادھر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اپنا کام کررہی تھی جس کا ذکر آگے آتا ہے، "مکر" خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں، اچھے کام کے لیے ہو تو اچھی، برے کام کے لیے ہو تو بری ہے، اردو میں البتہ مکر برے کام کی تدبیر کو کہتے ہیں (۲) اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ بحفاظت آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے، اپنی کہولت کی عمر وہ دوبارہ دنیا میں آکر پوری فرمائیں گے اور قیامت سے پہلے پہلے دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، یہودی چن چن کر مارے جائیں گے، اسلام کا بول بالا ہوگا، وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو حضرت عیسیٰ کی پیروی کریں گے اور وہ خود شریعت محمدی کے پابند ہوں گے، یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو ماننے والے ہی غالب رہے ہیں خواہ وہ صحیح طریقہ پر ماننے والے ہوں جیسے کہ مسلمان یا غلو کے ساتھ ماننے والے ہوں جیسے کرسچن (۳) مٹی سے ان کا قالب تیار فرمایا پھر ان کو چلتا پھرتا انسان بنادیا، یہ سب ارادہ الٰہی سے ہوگیا، عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ خدا کے بیٹے نہیں تو کس کے بیٹے ہیں، اس پر یہ آیت اتری کہ آدم کے نہ ماں نہ باپ، عیسیٰ اگر بغیر باپ حکم الٰہی سے پیدا ہوگئے تو کیا تعجب ہے (۴) یہ واقعہ نجران کے عیسائی علماء کے ساتھ ۹ھ میں پیش آیا، آپ نے وفد کا اعزاز کیا اور دلائل سے سمجھایا، جب انھوں نے انکار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی دعوت دی اور حضرت فاطمہ حضرت علی اور حضرات حسنین کو لے کر نکلے، جب وفد کے سب سے بڑے عالم نے دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم میں ایسے ←

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا
اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ
وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰٓاَنْتُمْ
هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ
تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّ
لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا
النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾
وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾

منزل ١

پھر بھی اگر وہ نہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ بگاڑ کرنے والوں سے خوب واقف ہے (٦٣) آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے (وہ یہ) کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنالے پھر اگر وہ نہ مانیں تو تم کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں[١] (٦٤) اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات وانجیل ان کے بعد ہی نازل ہوئیں کیا تم کو سمجھ نہیں ہے (٦٥) تم وہی تو ہو جو ان چیزوں میں جھگڑ چکے ہو جن کی تمہیں کچھ خبر تھی تو اب ایسی چیز میں کیوں جھگڑتے ہو جس کی تمہیں کچھ خبر نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (٦٦) ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی[٢] وہ تو خالص مسلمان[٣] تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں بھی نہ تھے (٦٧) ابراہیم کے زیادہ حقدار تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور جو (ان پر) ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے[٤] (٦٨) اہل کتاب کے کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم کو راستہ سے ہٹا دیں حالانکہ وہ خود اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور اس کا احساس بھی ان کو نہیں (٦٩) اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کر رہے ہو جبکہ تم دیکھ رہے ہو (٧٠)[٥]

← چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ ٹلنے کی دعا کریں تو ٹل جائے پھر وفد کو خطاب کر کے کہا کہ ان سے مباہلہ کرنا پوری قوم کو ہلاک کرنا ہے چنانچہ انھوں نے معذرت کر لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کا عذاب ان کے قریب آ گیا تھا اگر یہ مباہلہ کرتے تو ان کی صورتیں بھی مسخ ہو جاتیں۔

(١) اس آیت میں دو چیزیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں، ایک تو توحید کا دعویٰ کرنے والوں سے کہا جا رہا ہے کہ تنہا دعویٰ کافی نہیں بلکہ حقیقتاً اور عملاً اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دو، نہ اس کے سوا کسی کی بندگی کرو، نہ اس کی صفات خاصہ میں کسی کو شریک ٹھہراؤ اور نہ کسی پیغمبر، عالم اور پیر کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اللہ کے ساتھ کیا جاتا ہے، دوسری چیز یہ ہے کہ اس آیت میں دعوت کے حکیمانہ طریقہ کو بتایا گیا ہے، ایک داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت وتبلیغ کا آغاز ان چیزوں سے کرے جو مخاطب کے نزدیک بھی کسی درجہ مانوس ہوں، اس سے دروازہ کھل جاتا ہے اور کام آسان ہو جاتا ہے (٢) یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم یہودی تھے اور عیسائی ان کو عیسائی بتاتے تھے، مشرکین مکہ کا کہنا یہ تھا کہ وہی ابراہیم کے دین پر ہیں، یہاں بات صاف کی جا رہی ہے کہ یہودیت اور عیسائیت بعد کی پیداوار ہیں ابراہیم کا ان سے کیا تعلق، تورات بھی ان کے بعد اتری اور انجیل بھی (٣) مسلم کہتے ہی ہیں اس کو جو صرف اللہ کے لیے جھک جائے، دوسری جگہ ابراہیم علیہ السلام خود فرماتے ہیں "اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" یہی دین اسلام حضرت موسیٰ کا بھی تھا اور حضرت عیسیٰ کا بھی، یہودیت اور عیسائیت بعد والوں کے ساختہ پرداختہ مذاہب ہیں ورنہ تمام انسانوں کے لیے صرف ایک مذہب تھا "اسلام" یعنی اللہ کے سامنے جھک جانا، خود اللہ فرماتا ہے "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" مذہب تو اللہ کے یہاں صرف اسلام ہے (٤) ظاہر ہے کہ ان سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جو ان کا اتباع کرنے والا ہو اور یہ آخری امت نام میں بھی اور کام میں ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ مناسبت رکھنے والی ہے (٥) یعنی تم خود تورات وانجیل میں اس نبی امی کے بارے میں پڑھتے ہو پھر جان بوجھ کر انکار کرتے ہو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ
اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ
عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا
يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا
لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ
هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَـمَنًا
قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُھُمُ اللّٰهُ وَلَا
يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٧﴾

ع ۸

منزل ۱

اے کتاب والو! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں گڈمڈ کر دیتے ہو اور جانتے بوجھتے حق کو چھپا جاتے ہو[1] (۷۱) اہل کتاب میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ایمان والوں پر جو کچھ اترا ہے اس کو دن کے شروع میں مان لو اور اس کے آخری حصہ میں اس کا انکار کر دینا شاید یہ (مسلمان بھی اپنے دین سے) پلٹ جائیں[2] (۷۲) اور ماننا اسی کی جو تمہارے دین پر چلے، آپ کہہ دیجیے کہ اصل بتایا راستہ تو اللہ ہی کا راستہ ہے (اور یہ سب تم اس ضد میں کر رہے ہو) کہ تم کو جو کچھ ملا تھا وہ کہیں کسی اور کو نہ مل جائے یا وہ تم پر تمہارے رب کے پاس غالب نہ ہو جائیں، آپ فرما دیجیے کہ تمام تر فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے عنایت فرما دیتا ہے اور اللہ تو بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے[3] (۷۳) جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۷۴) اور اہل کتاب میں بعض وہ ہیں کہ آپ اگر ان کے پاس مال کا ڈھیر امانت رکھا دیں تو وہ آپ تک اس کو پہنچا دیں گے[4] اور بعض وہ ہیں کہ اگر آپ ایک دینار بھی ان کے پاس امانت رکھا دیں تو وہ آپ تک اس کو پہنچانے والے نہیں سوائے اس کے کہ آپ ان کے سر پر ہی کھڑے رہیں[5]، یہ اس لیے کہ انھوں نے کہہ رکھا ہے کہ اَن پڑھ لوگوں کے بارے میں ہماری کوئی پکڑ نہیں ہوگی اور وہ اللہ پر جانتے بوجھتے جھوٹ بولتے ہیں[6] (۷۵) (پکڑ) کیوں نہیں (ہوگی البتہ) جو اپنا اقرار پورا کرے گا اور پرہیزگاری اختیار کرے گا تو بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کو چاہتا ہے (۷۶) بیشک وہ لوگ جو اللہ سے اقرار کا اور اپنی قسموں کا معمولی قیمت پر سودا کر لیتے ہیں آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں، قیامت میں اللہ نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف نگاہ کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے[7] (۷۷)

---

(۱) تورات کے بعض احکام انھوں نے بالکل چھوڑ دیئے تھے بعض چیزیں بڑھا دی تھیں اور بہت سی چیزیں وہ سب کے سامنے چھپاتے تھے (۲) اہل کتاب صاحب علم سمجھے جاتے تھے اور اہل عرب پر ان کی کچھ دھاک بیٹھی ہوئی تھی انھوں نے طے کیا کہ ہم اسلام ظاہر کر کے دوبارہ یہودی ہونے کا اعلان کریں اور کہیں کہ غور وفکر اور مطالعہ تورات کے بعد اس دین کی تصدیق نہ ہو سکی تو بہت سے مسلمان بھی اکھڑ جائیں گے مگر ان کا یہ مکر چل نہ سکا (۳) ان کی ساری دشمنی اسی لیے تھی کہ نبی بنواسرائیل کے بجائے بنواسماعیل میں کیسے آ گیا (۴) سب برابر نہیں ان میں اچھے اور امانت دار لوگ بھی ہیں یہی لوگ بعد میں مسلمان ہوئے (۵) یہودیوں کی علمی و دینی خیانت کے بعد مالی خیانت کا تذکرہ ہے (۶) اہل مکہ کو وہ بہت گرا ہوا سمجھتے تھے اور ان کو جاہل کہتے تھے اور ان کا تصور یہ تھا کہ غیر یہودی کے ساتھ اور خاص طور پر اہل مکہ کے ساتھ ہر طرح کا سلوک روا ہے، ایک یہودی غیر یہودی کے ساتھ کچھ بھی کرے اس پر کوئی دارو گیر نہیں اور آج بھی یہودیوں کے پروٹوکول میں یہ سب کچھ موجود ہے (۷) اللہ نے یہودیوں سے اقرار لیا تھا اور قسمیں لی تھیں کہ ہر نبی کی مدد کرنا تمہارا فریضہ ہے مگر وہ دنیا کی خاطر اس سے پھر گئے، بار بار اس اقرار کو یاد دلایا جا رہا ہے۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٨٢﴾ أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾

منزل ۱

اور ان میں کچھ وہ بھی ہیں جو اپنی زبانوں سے کتاب میں توڑ مروڑ کرتے ہیں[۱] تاکہ تم اس کو کتاب ہی کا حصہ سمجھو جبکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور وہ اچھی طرح جانتے بوجھتے اللہ پر جھوٹ گڑھتے ہیں (۷۸) کسی انسان سے یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ نے اس کو کتاب اور حکمت و نبوت دی ہو پھر وہ لوگوں سے کہتا پھرے کہ اللہ کے بجائے میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا کہ) اللہ والے بن جاؤ، چونکہ تم کتاب کی تعلیم کرتے اور جیسے تم خود اس کو پڑھتے رہے ہو (۷۹) اور نہ وہ تم سے یہ کہے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب بنالو کیا وہ[۲] تمہیں مسلمان ہونے کے بعد کفر کے لیے کہے گا (۸۰) اور جب اللہ نے نبیوں سے یہ اقرار لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس اس چیز کو سچ بتانے والا رسول آجائے جو تمہارے پاس موجود ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور) فرمایا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے دی ہوئی ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ وہ بولے ہم اقرار کرتے ہیں، اس نے فرمایا تو تم گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں[۳] (۸۱) پھر جو کوئی اس کے بعد بھی منھ موڑے گا تو وہی لوگ نافرمان ہیں[۴] (۸۲) تو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ (کسی اور) دین کی تلاش میں ہیں جبکہ اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی خوشی یا طاقت سے اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے[۵] (۸۳)

---

(۱) ''لویٰ'' کے معنی موڑنے کے آتے ہیں یعنی اپنی زبانوں سے اپنی خواہشات کے مطابق تورات میں توڑ مروڑ کرتے رہتے ہیں (۲) نجران کے وفد کے سامنے بعض یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تمہاری پرستش کرنے لگیں جیسے نصاریٰ عیسیٰ کو پوجتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ ہم غیر اللہ کی پرستش کریں یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں، اس کے لیے اللہ نے ہم کو بھیجا ہی نہیں، اس پر یہ آیتیں اتریں (۳) ہر نبی سے اور نبی کے واسطے سے ہر امتی سے یہ عہد و پیمان لیا گیا کہ جو رسول آئے تمہیں اس کو ماننا ہے اور اس کی تائید کرنی ہے، اس میں خاص طور پر نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے جن کی بشارت ہر کتاب میں دی گئی اور ہر نبی نے اپنے امتیوں کو آپ کی بعثت کی خبر دی (۴) حضرات انبیاء سے تو روگردانی کا احتمال نہیں، امتوں کے افراد مراد ہیں، بائبل میں لکھا ہے موسیٰ نے کہا خداوند تمہارے لیے تمہارے بھائیوں میں سے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے وہ سننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس کی نہ سنے گا وہ امت میں نیست و نابود کر دیا جائے گا بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا ان سب نے ان دنوں کی خبر دی ہے (عہد نامہ جدید-اعمال رسل ب۳، ب۲۲، ۲۳ طبع لاہور) (۵) خدا کے دین سے مراد اسلام ہے، سب پیغمبروں کا دین یہی رہا ہے ''وَلَهٗ اَسْلَمَ'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور اس کی حقیقت کا بیان بھی کہ یہ دین سراپا انقیاد کا نام ہے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ
اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ
عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا
كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ
ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ
مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾

ع

منزل ۱

آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر جو ابراہیم واسمٰعیل اور اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی جانب سے دیا گیا، ہم ان میں باہم کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (اللہ) کے فرماں بردار ہیں[1] (۸۴) جو بھی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا (۸۵) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت دے سکتا ہے جنھوں نے ماننے کے بعد انکار کیا جبکہ انھوں نے مشاہدہ کرلیا کہ رسول برحق ہیں اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں اور اللہ ایسے ناانصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا[2] (۸۶) ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی پھٹکار ہے (۸۷) وہ اسی میں پڑے رہیں گے، نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی (۸۸) سوائے ان کے جنھوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور سدھار پیدا کرلیا تو بلاشبہ اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے (۸۹) جنھوں نے ماننے کے بعد انکار کیا پھر انکار میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور یہی وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہیں[3] (۹۰) بلاشبہ جنھوں نے انکار کیا اور منکر ہوکر مرے تو ہرگز ان میں کسی سے زمین بھر سونا بھی قبول نہ کیا جائے گا خواہ وہ اس کو فدیہ میں دے ڈالے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا[4] (۹۱)

---

(۱) ایمان لانے کے اعتبار سے سب برابر ہیں، سب پر ایمان لانا یکساں طور پر لازم ہے البتہ ان میں جو درجات کا فرق ہے وہ قرآن مجید سے ثابت ہے "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" یہ وہ رسول ہیں جن میں بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت بخشی (۲) جو سو رہا ہو اس کو جگایا جاسکتا ہے اور جو سوتا بنا ہو اس کو کون جگا سکتا ہے، متعدد واقعات حدیث میں ہیں کہ یہودیوں نے آپ کی خدمت میں آکر یقین کرلیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مان لو اور ایمان لے آؤ تو وہ مکر گئے اور ٹال کر نکل گئے (۳) یہودیوں نے خاص طور پر یہی کیا، انکار کیا پھر دشمنی میں سارے حدود پار کر گئے، ان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ ان کو توبہ کی بھی توفیق نہ ہوگی (۴) ایمان ہی کامیابی کی بنیاد ہے، اگر یہ نہ ہو تو نہ دنیا میں صدقات وخیرات قبول ہیں اور اگر آخرت میں کوئی پوری دنیا بھی بچاؤ کے لیے فدیہ میں دینا چاہے تو کچھ حاصل نہیں، یہاں بڑے خدم وحشم والے وہاں بے یار ومددگار پڑے ہوں گے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۬ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

منزل ۱

تم ہرگز پوری نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک تم اس چیز کو نہ خرچ کردو جو تمہیں پسند ہے اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے[1] (۹۲) تورات نازل ہونے سے پہلے سب کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے سوائے ان کے جن کو خود اسرائیل نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، آپ کہہ دیجیے تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو[2] (۹۳) پھر اس کے بعد بھی جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو وہی لوگ ناانصاف ہیں[3] (۹۴) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے تو بات سچ سچ کہہ دی بس اب تم ابراہیم کے دین کی پیروی کرو جو (اللہ کے لیے) یکسو تھے[4] اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھے (۹۵) سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے مبارک ہے اور تمام جہانوں کے لیے راہ نما ہے[5] (۹۶) اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن سے ہوا اور اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا ان لوگوں پر لازم ہے جو بھی وہاں تک راستہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ کو دنیا جہان کی پرواہ نہیں (۹۷) آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کی نشانیوں کے منکر ہوتے ہو حالانکہ تم جو بھی کرتے ہو وہ اللہ کے سامنے ہے (۹۸) آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کے راستہ میں کجی تلاش کرکر کے ایمان لانے والوں کو اس سے روکتے ہو جبکہ تم (خود) گواہ ہو اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے (۹۹) اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب میں سے کسی بھی گروہ کی بات مان لوگے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا کر چھوڑیں گے (۱۰۰)

---

(۱) صرف مال و دولت ہی مراد نہیں بلکہ عزت و راحت محبت ہر چیز کا انفاق اور قربانی اس میں داخل ہے اور اس میں یہودیوں کی طرف بھی اشارہ ہے جو ایمان کے لیے ریاست چھوڑنے پر تیار نہ تھے (۲) یہودیوں نے شگوفہ چھوڑا کہ تم ابراہیم کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہو جو چیزیں ابراہیم کے یہاں حرام تھیں ان کو حلال سمجھتے ہو، اسی کا جواب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے یہاں یہ سب چیزیں حلال تھیں پھر نزول تورات کے موقع پر بعض چیزیں حرام کی گئیں، اور اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام کو کوئی بیماری تھی تو انھوں نے نذر مانی کہ اگر میں شفایاب ہوگیا تو اپنی پسندیدہ چیزیں چھوڑ دوں گا، ان کو اونٹ کا گوشت اور دودھ بہت مرغوب تھا وہ انھوں نے چھوڑ دیا، اب اس امت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کا حکم لوٹ آیا اور جو چیزیں ان کی شریعت میں حلال تھیں وہ اس امت کے لیے بھی حلال ہیں (۳) ان سے کہا گیا کہ تورات لا کر دکھاؤ اگر تم سچے ہو، اس پر وہ اپنا سا منھ لے کر رہ گئے (۴) جب تمہاری بات غلط ہوئی تو اب ابراہیم کے صحیح طریقہ پر آجاؤ، تم شرک کرتے ہو اور وہ شرک سے پاک تھے، بس تم بھی شرک چھوڑ دو اور توبہ کرلو (۵) یہودیوں نے کہا تھا تمہیں ابراہیم سے کیا نسبت وہ تو عراق سے شام گئے اور ہاں انھوں نے بیت المقدس تعمیر کیا، تم نے اسے چھوڑ دیا، اسی کا جواب دیا جارہا ہے کہ سب سے پہلے کعبہ تعمیر ہوا پھر بیت المقدس، اللہ نے اس کو شروع سے برکت و ہدایت کا سرچشمہ بنایا، آج بھی وہ مقام ابراہیم وہاں موجود ہے جس پر حضرت ابراہیم کے قدموں کے نشانات ہیں، اس گھر کو اللہ نے قیامت تک کے لیے اسلام کا مرکز بنایا اور اس کے حج کو فرض کیا۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ
وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَلْتَكُنْ
مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٥﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ
فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾

منزل ۱

اورتم کس طرح کفر کر سکتے ہو جبکہ تمہارا حال یہ ہے کہ تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول تشریف فرما ہے، اور جو بھی اللہ کو مضبوطی سے پکڑے گا تو وہ سیدھے راستہ پر پڑ گیا[1] (۱۰۱) اے ایمان والو! اللہ سے اسی طرح ڈرتے رہو جیسے اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو (۱۰۲) اور اللہ کی رسی کو تم سب مل کر مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو اور پھوٹ مت ڈالو اور اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد رکھو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا تو اس کے احسان سے تم بھائی بھائی ہو گئے[2] اور تم جہنم کے گڑھے کی ڈھک پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا اسی طرح وہ تمہارے لیے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم راہ پر رہو (۱۰۳) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی طرف بلاتی رہے اور بھلائی کے لیے کہتی رہے اور برائی سے روکتی رہے اور یہی لوگ اپنی مراد کو پہنچنے والے ہیں[3] (۱۰۴) اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی پھوٹ ڈالنے لگے اور اختلاف میں پڑ گئے اور ایسے ہی لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے[4] (۱۰۵) جس دن کچھ چہرے روشن ہوں اور کچھ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے پھر جن کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) ایمان لا کر تم کافر ہو گئے بس اپنے کفر کی پاداش میں عذاب چکھو (۱۰۶) اور جن کے چہرے روشن ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں جگہ پائیں گے اسی میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے (۱۰۷) یہ اللہ کی وہ آیتیں ہیں جو ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ جہان والوں پر ذرا بھی ظلم نہیں چاہتا (۱۰۸)

---

(۱) مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ تم ان مفسدوں کی باتوں میں مت آنا، اگر ان کے اشاروں پر چلو گے تو ڈر ہے کہ نور ایمان سے محروم نہ کر دیئے جاؤ، پھر کہا جا رہا ہے کہ یہ ممکن بھی کیسے ہے کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچا ایمان لا کر ایمان سے پھر جائے جبکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف فرما ہیں، اس کے شان نزول میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس کا ذکر اگلے حاشیہ میں ہے (۲) مدینہ میں اوس وخزرج کی دشمنی بہت قدیم تھی، ذرا ذرا سی بات پر ایسی جنگ چھڑ جاتی جو برسوں چلتی رہتی، اسلام نے سب کو شیر وشکر کر دیا، دونوں قبیلوں کا یہ اتحاد یہودیوں کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا، ایک مرتبہ دونوں قبیلوں کے لوگ ایک مجلس میں جمع تھے، ایک یہودی شماس بن قیس وہاں سے گزرا تو اس نے پھوٹ ڈالنے کی یہ ترکیب کی کہ ایک شخص کو بھیجا اور اس سے کہا کہ مجلس میں جا کر وہ اشعار سنا دو جو دونوں قبیلوں کی جنگ کے موقع پر کہے گئے ہیں، اس نے اشعار سنانے شروع کیے تو پرانے جذبات بھڑک گئے اور از سر نو قتال وجدال کی باتیں ہونے لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر سمجھایا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، پہلے ان میں یہودیوں کو خطاب کیا گیا ہے کہ تمہیں خود ایمان لانا چاہیے تھا اور اگر اس سعادت سے محروم ہو تو دوسروں کے لیے تو رکاوٹ نہ بنو، پھر مسلمانوں کو نصیحت کی گئی اور ان پر اللہ کا فضل یاد دلایا گیا ہے (۳) جزوی طور پر تو یہ کام ہر امتی کا ہے لیکن امت میں ایک جماعت ایسی ضروری ہے جو مستقل یہ کام کرتی رہے اور اس کے آداب وضروریات سے واقف ہو اس کام کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ←

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿١١٢﴾ لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾

ع ۱۲

منزل ۱

اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جائیں گے (۱۰۹) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے برپا کی گئی ہے تم بھلائی کی تلقین کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا[۱] ان میں کچھ تو ایمان والے ہیں مگر اکثر ان میں نافرمان ہیں (۱۱۰) وہ تم کو تھوڑا بہت ستانے کے سوا ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو تمہیں پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی (۱۱۱) رسوائی ان کے سر تھوپ دی گئی خواہ وہ کہیں بھی پائے جائیں سوائے اللہ کی رسی کے سہارے اور لوگوں کی رسی کے سہارے اور وہ غضب کے مستحق ہو چکے اور پستی ان کے سر مڑھ دی گئی[۲] اس لیے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کر ڈالتے تھے[۳] یہ اس لیے ہوا کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حدود سے تجاوز کرتے رہتے تھے (۱۱۲) (ہاں) وہ سب یکساں نہیں، اہل کتاب میں ایک جماعت سیدھی راہ پر بھی ہے وہ رات کے حصوں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں (۱۱۳) اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں بھلائی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور بھلے کاموں کی طرف لپکتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا شمار صالحین میں ہے[۴] (۱۱۴) اور وہ جو بھی بھلائی کا کام کریں گے اس کی ہرگز ناقدری نہ کی جائے گی اور اللہ پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے (۱۱۵)

← آپس کے جھگڑے اس سے ختم ہوتے ہیں (۴) یعنی یہود ونصاری کی طرح جو اپنی خواہشات کے لیے تفرقہ کے شکار ہو گئے۔

(۱) ایمان لاتے تو وہ بھی خیر امت میں شامل ہو جاتے (۲) خاص طور پر یہودیوں کا تذکرہ ہے، ذلت جن کا مقدر ہے، سیکڑوں سال انھوں نے ذلت وخواری میں گزارے اور ہر جگہ دھتکارے گئے، "حَبْلٌ مِّنَ اللّٰهِ" اللہ کی رسی سے مراد اسلام ہے اور "حَبْلٌ مِّنَ النَّاسِ" لوگوں کی رسی وہ ہے جو ہر زمانہ میں انھوں نے تھامنے کی کوشش کی ہے، یہی دو راستے ہیں جن کو اختیار کر کے وہ ذلت سے بچ سکتے ہیں یا تو وہ اسلام قبول کر لیں یا کسی بڑی طاقت کا سہارا لیں، موجودہ دور میں انھوں نے امریکہ کی رسی تھام رکھی ہے اور اس کے بل بوتے پر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں، سیکڑوں سال کی ذلت کے بعد تاریخ میں یہ چند دہائیوں کی صرف ظاہری چمک دمک ہے (۳) نبی کا قتل جب بھی ہوگا ناحق ہی ہوگا، قرآن مجید نے اس بات کو واضح کرنے کے لیے اس کا ذکر کیا ہے کہ خود ان قاتلوں کے معیار سے بھی یہ قتل ناحق اور ناجائز تھے، خلاف عدل تو تھے ہی، قانون وقت کے لحاظ سے بھی خلاف قانون اور بے ضابطہ تھے، بنی اسرائیل کی اس مسلسل سرکشی کا تذکرہ صرف قرآن مجید ہی میں نہیں ہے بلکہ تورات وانجیل کے صفحات اس سے بھرے پڑے ہیں، تورات میں ہے: ''انھوں نے خدا کے پیغمبروں کو ٹھٹھوں میں اڑایا اور ان کی باتوں کو ناچیز جانا اور اس کے نبیوں کی ہنسی اڑائی۔'' (۲ تواریخ ۳۶:۱۷، پرانا عہد نامہ ص/۴۶۱ مطبوعہ لاہور) انجیل میں ہے: ''اے گردن کشو اور دل اور کان کے نامختونو تم ہر وقت روح القدس کی مخالفت کرتے ہو، جیسے تمہارے باپ دادا کرتے تھے ویسے ہی تم بھی کرتے ہو، نبیوں میں سے کس کو تمہارے باپ دادا نے نہیں ستایا۔'' ←

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾
مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا
صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا
ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا
عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ
اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ
تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ
قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ
تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا
بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ
تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾

منزل ۱

بلاشبہ جنھوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولا د اللہ کے آگے ان کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور وہی لوگ دوزخ والے ہیں، اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۱۱۶) وہ دنیا کی زندگی میں جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ہوا ہو، اس میں پالا ہو، وہ ان لوگوں کی کھیتی کو مار جائے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر رکھا ہے پھر وہ اس کو برباد کر جائے اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں[۱] (۱۱۷) اے ایمان والو! اپنے علاوہ کسی غیر کو بھیدی مت بناؤ وہ تمہاری تباہی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، تم جتنی بھی مشقت میں پڑ جاؤ یہی ان کی چاہت ہے، ان کی زبانوں سے بغض پھوٹا پڑتا ہے اور ان کے سینوں میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے، ہم نے تمہارے لیے نشانیاں کھول دی ہیں اگر تم عقل سے کام لیتے جاؤ[۲] (۱۱۸) اچھی طرح سن لو! تم ان کو دوست رکھتے ہو اور وہ تمہیں دوست نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو[۳] اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان والے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو غصہ میں تم پر انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ اپنی دشمنی میں خود ہی مرو، اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (۱۱۹) اگر تمہیں بھلائی حاصل ہوتی ہے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم پر کوئی برائی پڑتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر و تقوی پر قائم رہے[۴] تو ان کی کوئی چال تمہیں ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی بلاشبہ جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں سب اللہ کے احاطہ قدرت میں ہے (۱۲۰) اور (وہ وقت یاد کیجیے) جب آپ اپنے گھر والوں کے پاس سے صبح کو نکلے مسلمانوں کو جنگ کے ٹھکانوں پر ٹھہراتے ہوئے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے[۵] (۱۲۱)

← (اعمال ۷:۵۲، ۵۳ نیا عہد نامہ ص/۱۱۵) انجیل میں دوسری جگہ ہے: ''تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو- دیکھو میں نبیوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں ان میں سے تم بعض کو قتل اور مصلوب کرو گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر بہ شہر ستاتے پھرو گے۔'' (متی ۲۳:۳۲-۳۵ عہد نامہ جدید ص/۲۷، ۲۸ مطبوعہ لاہور) (۴) یہودیوں میں کچھ لوگ اگرچہ وہ معدودے چند تھے ایمان لائے اور دہرے اجر کے مستحق ہوئے، ان میں حضرت عبداللہ بن سلام مشہور ہیں جو بڑے یہودی عالم تھے پھر اسلام لا کر جلیل القدر صحابی بن گئے۔

(۱) جو لوگ دنیاداری میں روپیہ لگاتے ہیں وہ کس طرح ضائع جاتا ہے اس کی مثال بیان کی جا رہی ہے (۲) یہ منکرین خدا خواہ زبان سے کیسی ہی دوستی کا دم بھریں لیکن یہ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے، ان کے اندر اتنا بغض بھرا ہوا ہے کہ وہ کوئی موقع ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے اور ان کی زبانوں سے اس کا اظہار ہو ہی جاتا ہے (۳) تم ان کی آسمانی کتابوں کو بھی مانتے ہو اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے، اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ان کے دلوں میں تمہارے لیے نرم گوشہ ہوتا لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے (۴) صبر اور تقوی، حفاظت اور کامیابی کے دو جلی عنوانات ہیں، صبر سے مراد ہر طرح کی ثابت قدمی ہے اور تقوی سے مراد ←

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ أَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ أٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى ۙ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ أٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَآئِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ أٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوٓا أَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

منزل ۱

اور جب تم میں دو جماعتیں سوچنے لگی تھیں کہ وہ ہمت ہار جائیں[1] جبکہ اللہ ہی ان کا مددگار تھا اور ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں (۱۲۲) اور اللہ نے بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی حالانکہ تم بے حیثیت تھے تو تم اللہ کا لحاظ کرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ[2] (۱۲۳) اور جب آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے (۱۲۴) ہاں اگر تم جمے رہے اور پرہیزگار رہے اور وہ (دشمن) اچانک اسی دم تم پر حملہ آور ہوئے تو تمہارا رب ایسے پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو نشان (امتیاز) رکھتے ہوں گے (۱۲۵) اور یہ تو اللہ نے تمہاری خوش خبری کے لیے کیا اور اس لیے تاکہ اس سے تمہارے دلوں کو تسکین ہو اور مدد تو صرف اللہ ہی کے پاس سے آتی ہے جو غالب ہے حکمت رکھتا ہے[3] (۱۲۶) تاکہ کافروں کے ایک گروہ کو ہلاک کردے یا ان کو ذلیل وخوار کردے تو وہ نامراد واپس ہوں[4] (۱۲۷) آپ کو اس میں کوئی دخل نہیں اللہ چاہے ان کو توبہ سے نوازے یا چاہے تو عذاب دے وہ ہیں تو بلاشبہ ظالم[5] (۱۲۸) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے جس کو چاہے معاف کردے اور جس کو چاہے مبتلائے عذاب کرے اور اللہ تو بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۲۹) اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو[6] (۱۳۰) اور اس آگ سے بچاؤ کی تدبیر کرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (۱۳۱) اور اللہ اور رسول کی پیروی کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۱۳۲)

← ہر طرح کی احتیاط اور پرہیزگاری ہے (۵) یہاں سے غزوہ احد کا تذکرہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کی جگہیں متعین فرما رہے تھے کہ کون کہاں کھڑا ہوگا۔ (۱) رئیس المنافقین اچانک تین سو کی تعداد کو لے کر الگ ہوگیا، اس سے دو قبیلوں بنوسلمہ اور بنوحارثہ نے کچھ کمزوری محسوس کی لیکن اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کے دلوں کو جما دیا (۲) بدر کی مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے ایک ہی سال پہلے کی بات تھی، اس موقع پر مسلمانوں کی تعداد کم ہونے کے باوجود انتہائی صبر وتقویٰ کی بنا پر اللہ نے کیسی مدد فرمائی، تین سو تیرہ کے مقابلہ میں ایک ہزار شکست کھا گئے (۳) فرشتوں کو بھیجنے کی خبر بھی اس لیے دی گئی تاکہ مسلمانوں کو اطمینان حاصل ہوجائے ورنہ اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، اللہ کا فیصلہ تنہا کافی تھا (۴) بدر ہی کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے جن میں چن چن کر کفار اشرارتہ تیغ کیے گئے، باقی ذلیل ہوکر واپس ہوئے (۵) اللہ جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے کفر پر مارے اور عذاب دے (٦) حرمت سے پہلے مسلمان سودی معاملات کرلیا کرتے تھے یہاں یک لخت ان کو ختم کرنے کی ہدایت دی جا رہی ہے، غزوات کے ذیل میں اس کا تذکرہ اس لیے بھی ہے کہ سود کھانے سے کم ہمتی اور بخل پروان چڑھتے ہیں۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٣﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٣٧﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾

منزل ۱

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور ایسی جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے (۱۳۳) جو خوشی اور تنگی میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ بہتر کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (۱۳۴) اور وہ لوگ جو کبھی کھلی برائی کر جاتے ہیں یا اپنی جانوں کے ساتھ ناانصافی کر گزرتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں بس اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا ہے بھی کون جو گناہوں کو معاف کرے اور اپنے کیے پر جانتے بوجھتے وہ اصرار نہیں کرتے (۱۳۵) یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں ہمیشہ کے لیے اسی میں رہیں گے اور عمل کرنے والوں کا اجر کیا خوب ہے (۱۳۶) تم سے پہلے بھی واقعات گزر چکے ہیں تو زمین میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا (۱۳۷) یہ لوگوں کے لیے کھلی بات ہے اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے (۱۳۸) اور کمزور مت پڑو نہ غم کھاؤ اگر تم ایمان والے ہو تو سربلند تم ہی رہو گے (۱۳۹) اگر تمہیں کوئی زخم لگا ہے تو اسی طرح وہ لوگ بھی تو زخم کھا چکے ہیں اور یہ (آتے جاتے) دن ہم لوگوں میں ادل بدل کرتے رہتے ہیں اور اس لیے تاکہ اللہ ایمان والوں کی پہچان کر دے اور تم میں شہید بھی بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا[۱] (۱۴۰)

---

(۱) ابتدائی آیات میں مقصد اصلی کا تذکرہ تھا اور ان صفات کا بیان تھا جو رضائے الٰہی کا ذریعہ ہیں اور بعد کی آیات میں تسلی دی جا رہی ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر اگر تم نے نقصان اٹھایا تو پہلے غزوہ بدر کے موقع پر دشمن تو نقصان اٹھا چکے ہیں اور پھر تم زمین میں چل پھر کر دیکھو اللہ کا دستور یہی رہا ہے کہ اول اول نبیوں کے ماننے والوں نے تکلیفیں اٹھائی ہیں لیکن انجام ان ہی کے حق میں ہوتا ہے اور یہ ایک آزمائش بھی ہے تاکہ مخلصین اوروں میں ممتاز ہو جائیں اور منافقین کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے، بس یہ زمانے کے نشیب و فراز ہیں جن سے مایوس ہونے اور شکستہ دل ہونے کی ضرورت نہیں، انجام کار مخلصین ہی کے حق میں ہوتا ہے، اگر وہ صبر و تقویٰ پر قائم رہتے ہیں اللہ کے یہاں عزت و سربلندی ایسے ایمان والوں کا ہی مقدر ہے۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

ع ۱۴

منزل ۱

اور اس لیے تاکہ اللہ ایمان والوں کو نکھار دے اور کافروں کو مٹا دے[1] (۱۴۱) کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ یوں ہی تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی اللہ نے تم میں جہاد کرنے والوں کو پرکھا بھی نہیں اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو جانا[2] (۱۴۲) موت کا سامنا کرنے سے پہلے تو تم اس کی تمنا کیا کرتے تھے تو اب تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا[3] (۱۴۳) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں اگر وہ وفات پا جائیں یا ان کو شہید کر دیا جائے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو بھی الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا اور جلد ہی اللہ شکر گزاروں کو بہتر بدلہ عطا فرمائے گا[4] (۱۴۴) کسی جان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے اس کے لیے ایک مقرر وقت لکھا ہوا ہے، جو دنیا کا بدلہ چاہے گا اس کو ہم اس میں سے دے دیں گے اور جو آخرت کے اجر کا طلبگار ہوگا اس کو ہم اس میں سے دیں گے اور ہم جلد ہی احسان ماننے والوں کو بدلہ دیں[5] گے (۱۴۵) کتنے ایسے نبی ہوئے ہیں کہ ان کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے لڑائی لڑی تو ان کو اللہ کے راستہ میں جو بھی تکلیف پہنچی نہ اس سے انھوں نے ہمت ہاری نہ وہ کمزور پڑے اور نہ وہ دبے اور اللہ جمنے والوں کو پسند فرماتا ہے[6] (۱۴۶) اور وہ کچھ نہ بولے بس یہی کہتے رہے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کام میں جو زیادتی ہوئی (اس سے درگزر فرما) اور ہمارے قدموں کو جما دے اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما[7] (۱۴۷)

---

(۱) ایمان والے اس آزمائش میں کھرے اترے اور اللہ کی طرف متوجہ رہے اور کافروں کی سرکشی میں اور اضافہ ہوا جو بالآخر ان کے مٹ جانے کا ذریعہ بنا (۲) یعنی جنت کے جو بلند مقامات تمہارے لیے طے ہیں کیا تم ان میں یوں ہی بغیر آزمائش کے پہنچ جاؤ گے؟ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے، یہاں جاننے سے مراد اس کے علم کا اس دنیا میں ظہور ہے اللہ جانتا تھا کہ کون جمنے والے لوگ ہیں لیکن جب انھوں نے امتحان کی گھڑی میں ثابت قدم رہ کر دکھایا تو دنیا میں اس کا ظہور ہو گیا (۳) جو حضرات غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے ان کی تمنا تھی کہ ان کو بھی اللہ کے راستہ میں جہاد و شہادت کا موقع ملے اور ان ہی کے اصرار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے نکلے تھے، خاص طور پر ان ہی کو خطاب ہے (۴) غزوہ احد میں یہ خبر اڑ گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اس پر لوگوں میں طرح طرح کے گمان پیدا ہونے لگے اور بہت سے لوگ ہمت ہار بیٹھے، خاص طور پر ان سے کہا جا رہا ہے کہ آج نہیں تو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو کیا تم اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے (۵) جب ہر ایک کا وقت متعین ہے تو کسی بڑے یا چھوٹے کی موت سن کر مایوس اور بددل ہو کر بیٹھ نہ رہنا چاہیے (۶) یہ ان مسلمانوں کو غیرت دلائی جا رہی ہے جنھوں نے غزوہ احد میں کچھ کمزوری دکھائی کہ جب دوسری امتوں میں ایسے لوگ گزرے ہیں تو تم لوگ تو خیر الامم ہو (۷) ثابت قدمی کے ساتھ اللہ سے دعا بھی کرتے رہیے۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

ع ۱۵ ۵

منزل ۱

تو اللہ نے ان کو دنیا کا بدلہ دیا اور آخرت کا بہتر ثواب بھی اور اللہ بہتر کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (۱۴۸) اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی بات مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے پھر تم نقصان میں جا پڑو گے[1] (۱۴۹) بلکہ اللہ ہی تمہارا حمایتی ہے اور وہ مدد کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے (۱۵۰) عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے اس لیے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ ناانصافوں کے لیے بدترین ٹھکانہ ہے (۱۵۱) اور اللہ نے تم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا جب تم ان کو اللہ کے حکم سے تہ تیغ کر رہے تھے یہاں تک جب تم (خود ہی) کمزور پڑ گئے اور حکم (رسول) میں جھگڑنے لگے[2] اور جب اللہ نے تم کو تمہاری پسندیدہ چیز دکھا دی تو تم نے بات نہیں[3] مانی، تم میں کچھ دنیا چاہتے تھے[4] اور کچھ آخرت کے طالب تھے پھر اللہ نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے[5] اور وہ تو تمہیں معاف کر چکا اور اللہ تو ایمان والوں پر بہت فضل کرنے والا ہے[6] (۱۵۲) جب تم اوپر چڑھتے جا رہے تھے اور کسی کو مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے اور رسول پیچھے سے تمہیں آوازیں دے رہے تھے[7] تو اس نے تمہیں تنگ کرنے کی پاداش میں تنگ کیا تا کہ تم اس چیز پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس پر جو تمہیں مصیبت لاحق ہوئی اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے[8] (۱۵۳)

---

(۱) غزوہ احد کے بعد منافقوں نے مسلمانوں کو ورغلایا کہ آئندہ کسی جنگ میں مت آنا ورنہ ایسے ہی مارے جاؤ گے، اسی کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے لوگوں کی بات مانی تو نقصان اٹھاؤ گے (۲) وعدہ کے مطابق شروع میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کتنے کفار مارے گئے مگر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی ہوئی اور ایک پہاڑی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مجاہدین متعین کیے تھے اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ کسی صورت میں نہ ہٹیں وہ فتح دیکھ کر ہٹنے لگے، امیر نے منع بھی کیا مگر ان میں ایک تعداد نے نہ مانا تو مشرکوں کو ادھر ہی سے موقع مل گیا اور انھوں نے حملہ کر دیا (۳) یعنی جب فتح نظر آنے لگی اور مال غنیمت پر نگاہ پڑی تو تم پہاڑ سے اترنے لگے اور امیر کے منع کرنے کے باوجود تم نے بات نہیں مانی (۴) پہاڑی سے ہٹنے والوں میں ایک تعداد کو یہ بھی خیال ہوا کہ فتح ہوگئی ہے اب مال غنیمت کی باری ہے (۵) یعنی شروع میں تم مقابلہ کرتے رہے اور غالب آنے لگے اور تیر اندازوں کو جس پہاڑی پر متعین کیا گیا تھا وہ بھی اپنی جگہ جمع رہے پھر اللہ کا فیصلہ آزمائش کا ہوا اور تیر انداز فتح کو دیکھ کر پہاڑی سے اتر گئے اور مقابلہ سے پھر گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ پیچھے سے مشرکوں کے لشکر نے حملہ کر دیا اور جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، ستر صحابہ شہید ہو گئے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے، اس سے بڑھ کر آزمائش کیا ہوگی (۶) جو غلطی ہوئی تھی اللہ نے معاف کر دی، اب کسی کے لیے ان پر طعنہ زنی جائز نہیں (۷) یعنی تم بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھنے لگے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آواز دے رہے تھے مگر ہنگامہ میں سنائی نہیں پڑتی تھی بالآخر کعب بن مالک نے چلا چلا کر پکارا تو لوگ جمع ہوئے (۸) تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تنگ کیا تو اس کے بدلے تم پر تنگی آئی، آگے یاد رکھو کہ کچھ ہاتھ سے جائے یا کوئی مصیبت آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی مت کرنا ورنہ اسی طرح کی مصیبت میں پڑو گے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً
مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ
ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ
الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ
لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ
لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ
اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٥٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ
عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٥٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا
كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ
اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ
اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿١٥٧﴾

منزل ۱

پھراس نے غم کے بعدتم پرسکون کے لیے اونگھ اتاری وہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہورہی تھی اور ایک جماعت کو صرف اپنی جانوں ہی کی پڑی تھی وہ اللہ کے ساتھ جاہلیت کے ناحق گمان کررہے تھے وہ کہتے تھے کیا ہمارے اختیار میں بھی کچھ ہے، آپ کہہ دیجیے کہ سب کچھ اختیار اللہ ہی کا ہے، وہ اپنے جی میں وہ چھپا رکھتے ہیں جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ ہمارے بس میں کچھ بھی ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے، آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کے لیے مارا جانا مقدر ہو چکا تھا وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور اللہ کو تو جو کچھ تمہارے جی میں ہے اس کو آزمانا تھا اور تمہارے دلوں کو نکھارنا تھا اور اللہ دلوں کی بات سے خوب واقف ہے[1] (۱۵۴) دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ کے دن تم میں جو لوگ پیچھے ہٹے ان کو ان کے بعض کاموں کی بنا پر یقیناً شیطان نے پھسلایا اور بلاشبہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا بیشک اللہ بہت مغفرت کرنے والا بڑا حلم والا ہے[2] (۱۵۵) اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے کفر کیا اور جب ان کے بھائی زمین میں سفر کے لیے نکلے یا جہاد میں شامل ہوئے تو انھوں نے ان سے کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے کہ اللہ اس کو ان کے دلوں کی حسرت بنا دے جبکہ اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے کرتوتوں کو خوب دیکھ رہا ہے[3] (۱۵۶) اور اگر تم اللہ کے راستہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی مغفرت اور رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں (۱۵۷)

---

(۱) جنگ میں جو ہونا تھا ہوا پھر جو لوگ رہ گئے تھے ان پر اللہ کی طرف سے ایک اونگھ آئی اس کے بعد دہشت ختم ہوگئی اور سکون طاری ہو گیا پھر سب لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے اور لڑائی قائم کی، منافقین بولے کہ اب کیا ہوگا ہماری بات اگر مانی گئی ہوتی اور یہاں نہ آتے تو ہم مارے ہی کیوں جاتے، اللہ فرماتا ہے جن کا مرنا مقدر تھا وہ آکر رہتے اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مخلصین اور منافقین الگ الگ ہو گئے، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا (۲) ایک غلطی سے دوسری غلطی ہوتی ہے، پہاڑی پر ٹھہر نہ سکے اس کا یہ نقصان بھگتنا پڑا (۳) کفار و منافقین مسلمانوں کو ورغلاتے تھے کہ اگر آرام سے بیٹھے رہتے تو کیوں مارے جاتے تاکہ ان کو حسرت ہو مگر اللہ نے اس کو ان ہی کے دلوں کی حسرت بنا دیا کہ ایمان والوں کا یقین اللہ پر قائم رہا کہ وہی جلاتا اور مارتا ہے، آگے مزید فرمایا کہ اگر اس راستہ میں مارے بھی گئے تو اللہ کی مغفرت اور انعامات اس کا بدلہ ہے، کہاں اس کے مقابلہ میں ان کی دنیا کی یہ پونجی، بس جن کافروں نے چاہا تھا کہ یہ چیز اہل ایمان کے لیے باعث حسرت ہو وہ خود ان کافروں کے لیے باعث حسرت بنا دی گئی، لِيَجْعَلَ میں جو ''لامِ'' ہے وہ لام عاقبت کہلاتا ہے۔

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ
اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ
حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾
اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ
يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا
كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ
رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَ
بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ
اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾

النصف

منزل ۱

اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو یقیناً اللہ ہی کے پاس اکٹھے کیے جاؤ گے (١٥٨) بس اللہ ہی کی رحمت تھی کہ آپ نے ان کے ساتھ نرمی فرمائی اور اگر آپ تند خو سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے کب کے منتشر ہو گئے ہوتے بس آپ ان سے درگزر کیجیے اور ان کے لیے استغفار کیجیے اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیے پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کیجیے بیشک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[١] (١٥٩) اگر اللہ نے تمہاری مدد کی تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور اگر اس نے تمہیں چھوڑ دیا تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا اور ایمان والوں کو تو صرف اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (١٦٠) اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ کچھ چھپالے اور جو بھی چھپائے گا وہ چھپائی ہوئی چیز لے کر قیامت کے دن حاضر ہو جائے گا پھر جس نے جو بھی کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ اس کو دے دیا جائے گا اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا[٢] (١٦١) بھلا جو اللہ کی مرضی پر چلا ہو کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اللہ کی ناراضگی لے کر پلٹا ہو اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے[٣] (١٦٢) اللہ کے نزدیک ان لوگوں کے درجے ہیں اور اللہ ان کے کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے[٤] (١٦٣) بلاشبہ اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے[٥] (١٦٤) اور جس وقت تمہیں تکلیف پہنچی جبکہ تم (اپنے دشمن کو) دوگنی تکلیف پہنچا چکے تھے تو کیا تم یہ نہیں کہنے لگے کہ یہ (مصیبت) کہاں سے آئی، آپ کہہ دیجیے یہ تو خود تمہارے پاس سے آئی بلاشبہ اللہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے[٦] (١٦٥)

---

(١) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی کا تذکرہ ہے اور اسی پر قائم رہنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین بھی کی گئی ہے، اور یہ اشارہ بھی ہے کہ ایک مشورہ لوگوں کی طرف سے غلط آگیا کہ مدینہ سے نکل کر حملہ کیا جائے تو ہر مشورہ غلط نہیں ہوگا، آپ مشورہ کرتے رہیں اور جو رائے قائم ہو جائے اللہ کے بھروسہ پر اسے عمل میں لائیں (٢) اس میں تلقین کی جارہی ہے کہ وہ نبی کے بارے میں ذرا بھی بدگمان نہ ہوں ان کی شان بہت بلند ہے، مال غنیمت میں کوئی چادر نہیں مل رہی تھی، بعض لوگوں نے خیال ظاہر کیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ لی ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (٣) پیغمبر جو ہر حال میں اللہ کی مرضی کے تابع ہوتا ہے اور دوسروں کو اس کی مرضی کے تابع بناتا ہے کیا وہ ان لوگوں کے ایسے کام کرسکتا ہے جو غضب الٰہی کو دعوت دے (٤) نبی اور سب انسان برابر نہیں ہوسکتے، پست کام نبیوں سے ہو ہی نہیں سکتے، اللہ سب کو جانتا ہے اور سب کے کاموں کو دیکھتا ہے (٥) نبی کی بعثت کے مقاصد بیان فرمائے جارہے ہیں (٦) بدر میں تم نے ستر کو مارا اور ستر کو قیدی بنایا اب اگر تمہارے ستر مارے گئے تو بددل کیوں ہوتے ہو جبکہ یہ بھی تمہاری غلطی سے ہوا، نبی کا حکم نہ مانا اور پہاڑی سے ہٹ آئے اور بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جبکہ حکم الٰہی یہ تھا کہ اگر قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑا گیا تو اگلے سال اتنے ہی تم میں مارے جائیں گے، تو یہ سب تم نے خود ہی تو کیا۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ ۞ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٧١﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾

وقف لازم

ع ١٧

منزل ١

اور دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے دن تمہیں جس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا وہ اللہ ہی کے حکم سے ہوا تاکہ وہ ایمان والوں کو بھی پرکھ لے (١٦٦) اور ان کو بھی جان لے جنھوں نے نفاق کیا اور ان سے کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں قتال کرو یا (دشمن کو) دفع کرو، وہ بولے کہ لڑائی ہم کو معلوم ہوتی تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے[1]، اس دن وہ ایمان کے مقابلے کفر سے قریب تر ہیں، وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور جو کچھ بھی وہ چھپاتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے (١٦٧) جنھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور خود بیٹھ رہے کہ اگر وہ بھی ہمارا ساتھ دیتے تو مارے نہ جاتے، آپ فرما دیجیے بس اپنے اوپر سے موت کو ٹال کر دکھاؤ اگر تم سچے ہو (١٦٨) اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں نوازے جارہے ہیں (١٦٩) اللہ نے اپنے فضل سے ان کو جو کچھ دے رکھا ہے اس میں مزے کر رہے ہیں اور ان لوگوں سے بھی خوش ہو رہے ہیں جو ان کے بعد والے ابھی تک ان سے نہیں ملے کہ ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (١٧٠) وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل سے باغ باغ ہو رہے ہیں اور اللہ ایمان والوں کے اجر کو بیکار نہیں فرماتا[2] (١٧١) وہ لوگ جنھوں نے چوٹ کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی بات مانی ایسے بہتر کام کرنے والوں اور پرہیزگاروں کے لیے بڑا اجر ہے[3] (١٧٢) وہ لوگ کہ جن سے کہنے والوں نے کہا کہ (مکہ کے) لوگوں نے تمہارے خلاف بڑی جمعیت اکٹھا کر رکھی ہے تو ان سے ڈرو تو اس چیز نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بولے ہمیں تو اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے[4] (١٧٣)

---

(١) یہ منافقوں کا کلام ہے، اس کا مطلب تو بظاہر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہم جنگ کے طریقوں سے واقف ہوتے تو ہم شریک ہوتے، وہ جنگ کے طریقوں سے خوب واقف تھے، بلکہ بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جنگ ہمارے بتائے ہوئے اصول کے مطابق مناسب جگہ اور مناسب موقع پر ہوتی تو ہم ضرور چلتے، قِتَالاً سے بظاہر مراد مَكَاناً مُنَاسِباً لِلْقِتَالِ ہے، یعنی جنگ کے لیے مناسب جگہ، غرض یہ کہ حیلے بہانے کر کے چلے گئے، اور دل میں یہ تھا کہ مسلمان مغلوب ہوں تو وہ بغلیں بجائیں (٢) شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص زندگی حاصل ہوتی ہے جو اور مردوں کو نہیں ہوتی، وہ کھانے پینے اور عیش وخوشی میں رہتے ہیں، اللہ کے انعام پر خوشیاں مناتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی خوش ہوتے ہیں جن کو وہ دنیا میں اپنے پیچھے جہاد میں اور دوسرے امور خیر میں چھوڑ کر آئے ہیں (٣) غزوہ احد سے واپس ہوتے ہوئے لشکر کفار کے رئیس ابوسفیان کو خیال آیا کہ دوبارہ حملہ کر کے مسلمانوں کا کام تمام کر دینا چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ لڑائی میں شریک تھے وہ دشمنوں کے تعاقب کے لیے تیار ہو جائیں، سخت تکان اور زخموں سے چور ہونے کے باوجود مسلمانوں نے حمراء الاسد تک پیچھا کیا، اس کا ایسا رعب طاری ہوا کہ دشمن حملہ کا ارادہ فسخ کر کے مکہ کی طرف بھاگے، (٤) مکہ مکرمہ پہنچ کر ابوسفیان نے پھر خبر اڑائی کہ ہم لوگ مدینہ پر ایک زبردست لشکر کے ساتھ حملہ کی تیاری کر رہے ہیں، مسلمانوں کو خبر ملی تو ان کے ایمان میں اور اضافہ ہوا اور انھوں نے کہا "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ"۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا
رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ
يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾
وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ
لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ
الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ
لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ
وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا
لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ
لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع

منزل ۱

تو وہ اللہ کے فضل اور انعام کے ساتھ واپس ہوئے ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوا اور وہ اللہ کی مرضی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے[1] (۱۷۴) یہ تو شیطان ہے جو تم کو اپنے بھائی بندوں سے ڈراتا ہے تو تم ان سے خوف مت کرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو[2] (۱۷۵) اور آپ ان لوگوں کے غم میں نہ پڑیں جو کفر میں تیزی سے بڑھتے جاتے ہیں وہ اللہ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اللہ کی مشیت یہی ہے کہ ان کے لیے آخرت میں ذرا بھی حصہ باقی نہ رکھے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے[3] (۱۷۶) بلاشبہ جنھوں نے ایمان کے بدلے کفر کا سودا کیا وہ ہرگز اللہ کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۷۷) اور جنھوں نے کفر کیا وہ ہرگز یہ نہ سوچیں کہ ہم ان کو جو مہلت دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم تو ان کو ڈھیل اس لیے دے رہے ہیں تاکہ وہ گناہ میں بڑھتے چلے جائیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے (۱۷۸) تم جس حال میں ہو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس میں اس وقت تک چھوڑنے والا نہیں ہے جب تک پاک کو ناپاک سے جدا نہ کردے اور اللہ تعالیٰ تمھیں غیب پر مطلع بھی نہیں کرے گا ہاں وہ وہ اپنے رسولوں میں جس کا چاہتا ہے انتخاب فرماتا ہے تو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاتے ہو اور پرہیزگاری اختیار کرتے ہو تو تمہارے لیے بڑا اجر ہے[4] (۱۷۹) اور وہ لوگ جو اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ اس کو اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ تو ان کے لیے سراسر شر ہے جس چیز میں بھی انھوں نے بخل سے کام لیا قیامت کے دن اس کا طوق ان کو پہنایا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی پوری خبر رکھنے والا ہے[5] (۱۸۰)

---

(۱) حمراء الاسد میں مسلمانوں نے تجارتی نفع بھی حاصل کیا اور بغیر لڑائی کے واپس ہوئے، اس کی طرف بھی اشارہ ہے اور احد ہی میں ابوسفیان نے اگلے سال مقام بدر میں لڑائی کا اعلان کیا تھا، مسلمان وقت پر فوج لے کر وہاں بھی پہنچے لیکن دشمن پر رعب طاری ہوا اور وہ وہاں نہیں آئے، مسلمانوں نے وہاں بھی تجارت وغیرہ کی اور نفع کمایا اور سلامتی کے ساتھ واپس آگئے، اس کی طرف بھی اشارہ ہے (۲) جو شیطان کے کہنے پر چلے وہ خود شیطان ہے (۳) منافقوں کا کام تھا کہ مسلمانوں کو کچھ تکلیف پہنچتی تو فوراً کفر کی باتیں کرنے لگتے (۴) اللہ اسی طرح مومنوں اور منافقوں کو الگ الگ کردیتا ہے، وہ غیب کی باتیں نہیں بتاتا، ہاں جتنی باتیں چاہتا ہے اپنے نبی کو بتاتا ہے (۵) جو کوئی زکوٰۃ نہ دے گا اس کا مال اژدھا بن کر اس کے گلے میں پڑے گا اور اس کے کلّے چیرے گا اور وارث تو اللہ ہی ہے، آخر تم مرجاؤ گے اور مال اسی کا ہو کر رہے گا، بس اپنے ہاتھ سے دو تو ثواب پاؤ۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ
اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ
وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا
اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى یَاْتِیَنَا
بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ
وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۳﴾
فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ
بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ
الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ
زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا
الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ
اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِیْرًا ؕ
وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

وقف لازم

منزل ۱

اللہ نے ان لوگوں کی بات سن رکھی ہے جنھوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اور انھوں نے جو بھی کہا اور نبیوں کے جو ناحق خون کیے ہم سب لکھ رہے ہیں اور ہم کہیں گے کہ آگ کے عذاب کا مزہ چکھو[1] (۱۸۱) یہ سب تمہارے کرتوتوں کی سزا ہے اور اللہ بندوں کے لیے ذرا بھی ناانصاف نہیں ہے (۱۸۲) جنھوں نے کہا کہ اللہ نے ہم کو تاکید کر رکھی ہے کہ ہم کسی رسول کو اس وقت تک نہ مانیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ پیش کردے جس کو آگ کھالے، آپ فرما دیجیے کہ مجھ سے پہلے کتنے ہی رسول کھلی نشانیاں اور اس چیز کو لے کر آچکے جو تم کہہ رہے ہو تو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو تم نے ان کو کیوں قتل کیا[2] (۱۸۳) پھر اگر انھوں نے آپ کو جھٹلایا تو آپ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے جاچکے ہیں جو کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے[3] (۱۸۴) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تمہیں پورے کے پورے بدلے دے دیئے جائیں گے تو جو بھی جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں پہنچا دیا گیا تو اس کا تو کام بن گیا اور دنیاوی زندگی تو دھوکہ کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں (۱۸۵) تمہیں اپنے مالوں اور جانوں میں ضرور آزمایا جائے گا اور تم ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی اور مشرکوں سے بہت کچھ تکلیف کی باتیں سنو گے پھر اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کے ساتھ رہو تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں[4] (۱۸۶)

(۱) جب حکم آیا کہ اللہ کو اچھا قرض دو اس پر ان یہودیوں نے مذاق اڑایا کہ اللہ فقیر ہے ہم مالدار ہیں اسی لیے ہم سے قرض مانگا جارہا ہے اور اس سے پہلے کتنے نبیوں کو وہ قتل کرچکے تھے، آسمانی کتابوں کے حوالہ سے اس کی کچھ تفصیل اسی سورہ کی آیت/۱۱۲ میں گذر چکی ہے (۲) پہلی امتوں میں مال غنیمت کو آگ کھا جاتی تھی اور یہی اس کی قبولیت کی علامت تھی، اسی طرح وہ جو اللہ کے لیے قربانی پیش کرتا اس کی بھی قبولیت کی علامت یہی ہوتی تھی، یہودیوں نے اس کو بہانہ بنایا اور آکر کہا کہ جب تک آپ یہ چیز نہیں دکھائیں گے ہم نہیں مانیں گے، ان سے کہا گیا کہ جن نبیوں نے یہ معجزے دکھائے ان کو پھر تم نے کیوں قتل کیا (۳) یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ ان کے جھٹلانے پر آپ غم نہ کریں ہر نبی کے ساتھ یہ ہوا ہے (۴) یہ سب مسلمانوں کو خطاب ہے، بخاری کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت بدر سے پہلے نازل ہوئی تھی اور آگے جو شدائد و مصائب پیش آنے والے تھے ان کی طرف اس میں اشارہ ہے، ان کا علاج صبر اور تقویٰ سے بتایا گیا ہے اور یہ قیامت تک مسلمانوں کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ
لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَ
اشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ
يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا
خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾
رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ
مِنْ أَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي
لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾

منزل ۱

اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی یہ عہد لیا تھا کہ تم اس کو ضرور لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کردو گے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں تو انھوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض تھوڑے دام مول لیے تو کیسا بدترین سودا وہ کر رہے ہیں (۱۸۷) آپ ہرگز نہ سوچیں جو لوگ اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور بن کیے تعریف چاہتے ہیں آپ ان کے بارے میں بالکل یہ نہ سمجھیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے اور ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے[1] (۱۸۸) آسمانوں اور زمین پر بادشاہت تو اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہر چیز پر زبردست قدرت رکھنے والا ہے (۱۸۹) بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کی گردش میں عقل والوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں[2] (۱۹۰) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے) اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ان کو یوں ہی نہیں پیدا کیا، تیری ذات پاک[3] ہے بس تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے (۱۹۱) اے ہمارے رب تو نے جس کو بھی جہنم میں داخل کردیا بس تو نے اس کو رسوا ہی کردیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۱۹۲) اے ہمارے رب بیشک ہم نے ایک منادی کو ایمان کی ندا لگاتے سنا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ سو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب بس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں کو دھودے اور نیکوں کے ساتھ ہمیں موت دے (۱۹۳)

---

(۱) وہی یہود غلط مسائل بتاتے، رشوتیں کھاتے اور آخری نبی کے اوصاف کا جو تذکرہ تھا وہ چھپاتے پھر خوش ہوتے کہ ہمیں کوئی پکڑ نہیں سکتا اور اپنی تعریف کے امیدوار رہتے (۲) معجزات کی فرمائش کیا ضروری ہے، نبی جس چیز کی دعوت دیتا ہے یعنی توحید کی اس کی نشانیاں سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہیں (۳) آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی مخلوقات میں غور کرنا وہی قابل تعریف ہے جس کا نتیجہ خدا کی معرفت اور آخرت کی فکر ہو، باقی جو مادہ پرست ان مخلوقات کے تاروں میں الجھ جائیں اور خالق تک نہ پہنچیں وہ خواہ کیسے ہی محقق اور سائنسداں کہلائیں وہ قرآن کی زبان میں ''اولوا الالباب'' نہیں ہو سکتے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ
عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ
فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ
وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ
اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ
بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ
يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ
لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٢٠٠﴾

النصف

ع ۲۰

منزل ۱

اے ہمارے رب تو نے اپنے رسولوں کے واسطے سے ہم سے جو بھی وعدہ فرمایا وہ ہمیں عطا فرما دے اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ فرما بلاشبہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (۱۹۴) بس ان کے رب نے ان کی دعا سن لی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ہرگز ضائع نہ کروں گا وہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک[1] ہی تو ہو بس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے، لڑے اور مارے گئے ان سے میں ضرور ان کے گناہوں کو دھو دوں گا اور ایسی جنتوں میں ان کو داخل کر کے رہوں گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، بدلہ کے طور پر اللہ ہی کے پاس ہے اور اللہ کے پاس تو بہترین بدلہ ہے[2] (۱۹۵) جنھوں نے کفر کیا ملکوں میں ان کا دوردورہ ہرگز آپ کو دھوکہ میں نہ ڈال دے[3] (۱۹۶) یہ تھوڑا سا مزہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین رہنے کی جگہ ہے (۱۹۷) ہاں جنھوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ مہمانی ہے اللہ کے پاس سے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے سب سے بہتر ہے (۱۹۸) اور بلاشبہ اہل کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا اس پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے لیے ان کے دل لرزتے رہتے ہیں، وہ معمولی دام میں اللہ کی آیتوں کا سودا نہیں کرتے، یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا اجر ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے، بلاشبہ اللہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے (۱۹۹) اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوطی رکھو اور مورچوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ[4] (۲۰۰)

---

(۱) مرد ہو یا عورت کسی کی محنت ضائع نہیں جاتی، جو کام کرے گا اس کا پھل پائے گا، نیک عمل کر کے عورت بھی آخرت کے وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں، مرد اور عورت ایک نوع انسانی کے افراد ہیں، ایک رشتۂ اسلامی میں منسلک ہیں، اجتماعی نظام معاشرت میں شریک ہیں تو اعمال اور ان کے ثمرات میں بھی ان کو ایک ہی سمجھا جائے (۲) یہ تو بہت ہی بلند کام ہیں جن کی وجہ سے اللہ گناہوں کو دھو دیتا ہے (۳) دنیا میں اہل کفر وشرک کی طاقت، اس کے مظاہرے، ان کی حکومتیں اور ساری دنیا میں ان کی چلت پھرت تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے، یہ ان کے لیے صرف دنیا میں ہے پھر آخرت کا عذاب بہت سخت ہے (۴) سورہ کے اخیر میں ایک جامع نصیحت کی گئی ہے کہ اگر دنیا و آخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت میں لگے رہو، معصیت سے بچتے رہو اور حدود اسلام کی حفاظت کرتے رہو اور ہر وقت ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو تو سمجھ لو کہ تم مراد کو پہنچ گئے۔

﴿سورۂ نساء﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک اکیلی جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے[1]، اور اس اللہ کا لحاظ کرتے رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں کا (خیال رکھو) یقیناً اللہ تمہارا نگراں ہے (۱) اور یتیموں کو ان کے مال حوالہ کر دو اور برے (مال) کو اچھے (مال) سے بدل مت لو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں ملا کر مت کھاؤ یقیناً یہ بڑا گناہ ہے[2] (۲) اور اگر تمہیں یتیم لڑکیوں کے سلسلہ میں ناانصافی کا ڈر ہو تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں[3] ان میں دو اور تین اور چار تک سے نکاح کر سکتے ہو[4] اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم برابری نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر یا (باندیوں پر اکتفا کرو) جو تمہاری ملکیت میں ہوں، اس میں لگتا ہے کہ تم ناانصافی سے بچ جاؤ گے (۳) اور عورتوں کو خوشی خوشی ان کا مہر دے دیا کرو اور اگر وہ تمہارے لیے خوش دلی سے کچھ چھوڑ دیں تو اسے ذوق شوق سے کھاؤ[5] (۴) اور ناسمجھوں کو اپنے وہ مال حوالہ مت کر دو جن کو اللہ نے تمہارے لیے (زندگی کا) سرمایہ بنایا ہے اور ان کو اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے بھلائی کی بات کہتے رہو[6] (۵)

سُوْرَةُ النِّسَاۤءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا
وَّنِسَاۤءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۤءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ
وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ
اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ
النِّسَاۤءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝
وَاٰتُوا النِّسَاۤءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ
عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــــًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا
السُّفَهَاۤءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ
فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

منزل ۱

اس سورہ شریفہ میں عائلی قوانین اور سماجی اصلاحات کا تذکرہ ہے اور عورتوں کے سلسلہ میں بعض تفصیلی احکامات دیئے گئے ہیں، اس لیے اس کا نام سورہ نساء ہے۔
(۱) آدم کو پیدا کیا پھر ان کی پسلی سے حواء کو بنایا پھر ان دونوں کے ملنے سے دنیا کو مرد وزن سے آباد کر دیا بس جو اللہ تمام انسانوں کا خالق ہے اس کا لحاظ رکھو جس کے نام پر تم معاملات کرتے ہو، بات چیت پکی کرنے کے لیے قسمیں کھاتے ہو اور رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو کہ سب ہی آدم کی اولاد ہیں (۲) یتیم کے مال میں اشتراک تو جائز ہے مگر احتیاط کے ساتھ اگر بے احتیاطی ہوئی تو حرام مال شامل ہو گیا، ناپاک پاک سے مل گیا (۳) یتیم لڑکیاں کفالت میں ہوں تو ان کے جمال یا مال و دولت کی وجہ سے ان کو معمولی مہر دے کر یہ سوچ کر کہ اور کون پوچھنے والا ہے نکاح کر لینا ظلم ہے (۴) جاہلیت کے زمانہ میں بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی ایک شخص دس دس بیس بیس بیویاں رکھتا تھا، اس آیت میں اس کی حد مقرر کر دی گئی اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ انسان سب کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو ایک شادی سے زیادہ کی اجازت نہیں (۵) عورتوں کے مہر ہڑپ کر جانے کا رواج جاہلیت میں بھی تھا اور آج بھی ہے اس سے سختی کے ساتھ روکا جا رہا ہے (۶) یعنی یتیم لڑکا بے عقل ہے تو اس کا مال اس کے حوالہ نہ کرو، اس کا خرچ اس میں سے چلاؤ جب عاقل بالغ ہو جائے تو مال حوالہ کرو لیکن ہمیشہ بھلی بات کہتے رہو یعنی یہ مال تمہارا ہی ہے، ہم تمہاری خیر خواہی پر خرچ کرتے ہیں۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ
مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ
اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ
فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا
تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ
نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ
وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ
لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا
عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا
يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

ع

منزل ١

اور یتیموں کی دیکھ بھال رکھو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم ان میں عقل کی پختگی محسوس کر لو تو ان کے مال ان کے حوالہ کر دو اور اس ڈر سے کہ وہ بڑے نہ ہو جائیں تم اس کو فضول خرچی کے ساتھ جلدی جلدی اڑا مت ڈالو اور جو مالدار ہو تو اس کو پوری طرح بچنا چاہیے اور جو تنگدست ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے[1] پھر جب تم ان کے مال کو ان کے حوالہ کرو تو ان پر گواہ بنا لو اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے[2] (٦) ماں باپ اور قریبی رشتہ دار جو کچھ بھی چھوڑ جائیں اس میں مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اور ماں باپ اور قریبی رشتہ دار جو چھوڑ کر جائیں اس میں عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، حصہ طے شدہ ہے[3] (٧) اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتیم اور نادار آ جائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو اور ان سے اچھی بات کہو[4] (٨) اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ (خود) اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ کر جائیں تو انھیں ان کی (کیسی) فکر رہے تو انھیں چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور ٹھیک ٹھیک بات کہیں (٩) بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ جہنم سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور وہ جلد ہی بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑیں گے[5] (١٠)

(١) یتیموں کے سرپرست کو چونکہ بڑی ذمہ داریاں نبھانی پڑتی ہیں اس لیے اگر وہ تنگدست ہو تو بقدر ضرورت اس میں سے خود بھی استعمال کر سکتا ہے لیکن اگر مالدار ہو تو اس کے لیے معاوضہ لینا درست نہیں ہے (٢) یعنی آزما کر دیکھ لو کہ وہ معاملات میں پختہ ہو گئے ہیں تو مال حوالہ کر دو، اور اس سے پہلے اس ڈر سے کہ اب مال کے حوالہ کرنے کا وقت آ گیا ہے اس کو جلدی جلدی خرچ مت کر ڈالو (٣) جاہلیت میں رواج تھا کہ میراث صرف بالغ مردوں کو ملتی تھی، عورتیں اور بچے محروم رہتے تھے، اس کا ابطال کیا جا رہا ہے، آگے حصوں کی تفصیل بھی بیان کی جائے گی (٤) یہ عمل مستحب ہے کہ جو لوگ آ گئے ہوں تھوڑا بہت ان کو کھلا پلا دیا جائے اور وہ محروم نہ رہیں خواہ میراث میں ان کا حصہ نہ ہو اور اگر وہ مال یتیموں کا ہے تو ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا جائے (٥) اپنی اولاد کی کیسی فکر رہتی ہے اسی طرح یتیموں کی فکر کی جائے اور جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ آگ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ
نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا
النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ
كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ
فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي
بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ
نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ
نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ
لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا
أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ
كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ
وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ
مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا
أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿١٢﴾

منزل ۱

اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت[1]) کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور اگر دو سے اوپر صرف عورتیں ہیں تو (مورث) جو چھوڑ جائے اس کا دو تہائی ان کا ہے اور اگر صرف ایک ہی عورت ہے تو اس کے لیے آدھا (حصہ) ہے اور ماں باپ میں سے دونوں کے لیے اگر (مورث کے) اولاد ہے تو چھٹا حصہ ہے اور اگر اولاد نہیں ہے اور صرف ماں باپ ہی وارث ہیں تو ماں کا تہائی حصہ[2] ہے اور اگر اس کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے یہ (ساری تقسیم) اس وصیت کے نفاذ کے بعد ہوگی جو وہ کر گیا ہے اور قرض کی ادائیگی کے بعد، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹوں میں تم نہیں جانتے کہ تمہارے لیے نفع بخش کون زیادہ ہے، یہ اللہ کی طرف سے لازم کردہ ہے بیشک اللہ خوب جانتا بڑی حکمت رکھتا ہے[3] (۱۱) اور جو کچھ تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اگر ان کے اولاد نہ ہو تو تمہارا آدھا ہے اور اگر ان کے اولاد ہو تو وہ جو بھی چھوڑ جائیں اس کا چوتھائی تمہارا ہے اس وصیت (کے نکال لینے) کے بعد جو وصیت وہ کر جائیں یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد اور تم جو چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لیے چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو، اور اگر تمہارے اولاد ہو تو تم جو بھی چھوڑ جاؤ اس کا آٹھواں حصہ ان کا ہے، اس وصیت (کو نکالنے) کے بعد جو وصیت تم کر جاؤ یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد، اور اگر کوئی مورث مرد ہو یا عورت، ایسا ہو کہ اس کے اصول وفروع نہ ہوں اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو دونوں میں ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے اس وصیت (کے نفاذ) کے بعد جو کی جا چکی ہے یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد کسی کو نقصان پہنچائے بغیر، یہ اللہ کی طرف سے ایک تاکیدی حکم ہے اور اللہ خوب جانتا ہے بہت تحمل والا ہے[4] (۱۲)

---

(۱) یہ دونوں میراث کی آیتیں کہلاتی ہیں ان میں میراث کے حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے (۲) بقیہ دو تہائی باپ کا ہوگا، یہ اسی صورت میں ہے جب اولاد نہ ہو (۳) اس لیے تم اس میں دخل مت دو جو جس کا حصہ متعین کیا گیا ہے ادا کردو (۴) یہ پانچ میراثیں بیان فرمائی گئیں اور یہ سب ''ذوی الفروض'' یعنی متعین حصہ والے کہلاتے ہیں پھر اگر کچھ بچتا ہے تو وہ عصبہ کا ہوگا اور عصبہ سے مراد مرنے والے کے قریب ترین مرد ہیں، جن کے حصے آیتوں میں متعین نہیں کیے گئے مثلاً بیٹے، بیٹیاں اگرچہ براہ راست عصبات میں شامل نہیں ہیں لیکن بیٹوں کے ساتھ مل کر وہ عصبات میں شامل ہو جاتی ہیں، اس صورت میں شروع آیت ہی میں یہ ضابطہ بتا دیا گیا ہے کہ مرد کو عورت کا دوگنا ملے گا، اسی طرح اولاد نہ ہو اور بہن بھائی ہوں تو بھی اسی طرح تقسیم ہوگی جس طرح اولاد میں ہوتی ہے، تقسیم انصاف کے ساتھ کی جائے، کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے، اسی طرح مورث کو بھی چاہیے کہ وہ مرنے سے پہلے کوئی ایسی وصیت نہ کر جائے جس سے کسی کو نقصان پہنچتا ہو، چنانچہ ورثہ میں کسی کے لیے وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہے، شریعت نے جو جس کا حق رکھا ہے وہ ملے گا، اسی طرح کسی دوسرے کے لیے بھی تہائی مال سے زیادہ میں وصیت کرنا مناسب نہیں ہے، کلالہ اس کو کہتے ہیں جس کے نہ اوپر کوئی ہو نہ نیچے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ وَالّٰتِيْ
يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي
الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ
سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا
وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾
اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ
لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ
وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

ع ۳

یہ اللہ کے (طے کردہ) حدود ہیں اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے گا اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہی زبردست کامیابی ہے (۱۳) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کے (طے کردہ) حدود سے تجاوز کرے گا اللہ اس کو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرے گا اسی میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور اس کے لیے بڑا ذلت آمیز عذاب ہے (۱۴) اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں تو ان پر اپنے لوگوں میں سے چار گواہ کرلو، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان (عورتوں) کو گھروں میں روک رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے[1] (۱۵) اور تم میں سے دو اگر یہ عمل کر جاتے ہوں تو تم ان کو اذیت دو پھر اگر توبہ کرلیں اور اپنے کو سدھار لیں تو ان سے چشم پوشی کرو بلاشبہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[2] (۱۶) توبہ تو اللہ (تعالیٰ) ان لوگوں کی قبول کرتا ہے جو نادانی میں برا کام کر جاتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں تو ایسوں کی اللہ توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (۱۷) توبہ ان کے لیے نہیں ہے جو برائیاں کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں ایسوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے[3] (۱۸)

(۱) زنا کی سزا نازل ہونے سے پہلے کا یہ حکم تھا پھر اللہ نے راستہ یہ بیان فرمایا کہ شادی شدہ کو سنگسار کیا جائے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں (۲) مرد زنا کرے یا ہم جنسی کا عمل کرے اس کی سزا پہلے یہی تھی کہ اس کو سخت تکلیف دی جائے بعد میں زنا کی حد بیان کردی گئی (۳) جب موت یقینی ہوجائے اور آخرت نظر آنے لگے تو توبہ قبول نہیں ہوتی، سکرات طاری ہوجائیں یا قیامت کی کھلی علامت ظاہر ہوجائے یعنی سورج مغرب سے نکل آئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا
تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ
فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ
اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا
فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَ
كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ
مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ
سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ
اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ
الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ
اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫
وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ
الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ ۙ

ع ۳ / ۱۴

منزل ۱

اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم عورتوں کو زبردستی اپنی میراث بنالو اور نہ (یہ جائز ہے) کہ تم ان کو قید کرلو تاکہ تم ان کو جو دے چکے ہو اس میں سے کچھ وصول کرلو، سوائے اس کے کہ وہ کھلی برائی کریں، اور ان کے ساتھ اچھی گذر بسر رکھو، اور اگر تم ان کو پسند نہیں بھی کرتے تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اس میں اللہ نے بہت کچھ بہتری رکھی ہو[1] (۱۹) اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدل کرلانا چاہو اور تم ایک کوڈھیر سارا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو، کیا تم اس کو بہتان کے راستہ سے اور کھلا گناہ کرکے لوگے (۲۰) اور تم اس کو کیسے لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے دخیل رہ چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے مضبوط عہد لے رکھا ہے[2] (۲۱) اور تمہارے باپ جن عورتوں سے نکاح کرچکے ہوں تم ان سے نکاح نہ کرنا سوائے اس کے جو پہلے ہوچکا، یقیناً یہ بڑی بے حیائی ہے اور سخت ناراضگی کا کام ہے اور بدتر راستہ ہے[3] (۲۲) تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہارے زیر تربیت تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہے اور اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں[4] اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو سوائے اس کے جو ہوچکا (تو ہوچکا) بلاشبہ اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۲۳)

---

(۱) زمانہ جاہلیت کا رواج تھا کہ مرنے کے بعد میت کی بیوی کو میت کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا کوئی عزیز وقریب رکھ لیتا تھا، زبردستی نکاح کرلیتا یا بغیر نکاح کے ہی رکھے رہتا یا دوسری جگہ اپنی مرضی سے نکاح کردیتا اور مہر خود وصول کرلیتا، اس بیہودہ رسم کی بیخ کنی کی جارہی ہے اور حکم دیا جارہا ہے کہ عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے، اگر کوئی کمزوری بھی ان میں ہو تو صَرفِ نظر کیا جائے سوائے اس کے کہ وہ کھلی برائی کریں تو ان کی تنبیہ ضروری ہے (۲) یہ بھی جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتے تو بیوی پر طرح طرح کے عیب لگا کر اس کو مجبور کرتے تھے کہ وہ مہر واپس کردے پھر اسی مہر کو اگلے نکاح میں کام میں لاتے تھے، ارشاد ہورہا ہے کہ جب تم فائدہ اٹھا چکے تو اب تم مہر کس منہ سے واپس لے رہے ہو، وہ تمہارا کب رہا (۳) سوتیلی ماؤں سے نکاح کا عام رواج تھا اس کی حرمت کا بیان ہورہا ہے اور یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ جو حرمت سے پہلے ہوچکا اس پر کوئی گناہ نہیں اب اس سے بچنا ضروری ہے (۴) صحبت نہیں کی نہ خلوت ہوئی اور ان کو طلاق دے دی یا انتقال ہوگیا تو ایسی صورت میں ان کی بیٹیوں سے نکاح جائز ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ
مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ
الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ
غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ
لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

منزل ۱

اور وہ عورتیں بھی (تم پر حرام کی گئیں) جو دوسروں کے نکاح میں ہوں سوائے ان کے جن کے تم مالک ہوئے[1]، یہ تم پر اللہ کا طے شدہ حکم ہے، ان کے علاوہ (عورتیں) تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ تم اپنے مالوں کے بدلے (نکاح میں لانا) چاہو نکاح کا رشتہ قائم کرنے کے لیے، مستی نکالنے کے لیے نہیں[2]، پھر اس نکاح کے ذریعہ جب تم ان سے فائدہ اٹھاؤ تو ان کا طے شدہ حق ان کو ادا کردو[3] اور طے ہوجانے کے بعد بھی تم دونوں جس پر راضی ہوجاؤ اس میں کوئی حرج نہیں، بلاشبہ اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمتوں والا ہے[4] (۲۴) اور تم میں جو آزاد ایمان والی عورتوں سے نکاح پر قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ ان ایمان والی باندیوں سے نکاح کرلے جو تمہاری ملکیت میں ہوں[5] اور اللہ تمہارے ایمان سے خوب واقف ہے، تم آپس میں ایک ہی ہو تو ان کے مالکوں کی اجازت سے تم ان سے نکاح کرلو اور دستور کے مطابق ان کو ان کے مہر دے دو، اس طور پر کہ وہ (باقاعدہ) نکاح میں لائی جائیں وہ مستی نکالنے والی نہ ہوں اور نہ چوری چھپے آشنائی کرنے والی ہوں، تو جب وہ نکاح میں لے آئی جائیں پھر وہ بدکاری کریں تو آزاد عورتوں کے لیے جو سزا ہے اس کی آدھی سزا ان کے لیے ہے[6]، (باندیوں سے نکاح کی یہ اجازت) اس کے لیے ہے جو گناہ میں پڑ جانے کا ڈر محسوس کرے اور تم ضبط کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۲۵) اللہ چاہتا ہے کہ (سب چیزیں) تمہارے لیے کھول کھول کر بیان کردے اور گذشتہ لوگوں کے طریقے تم کو بتادے اور تم کو معاف کردے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمتوں والا ہے (۲۶) اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر توجہ فرمائے اور خواہشات کے پیچھے لگنے والے چاہتے ہیں کہ تم بڑے انحراف میں جا پڑو (۲۷) اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ کو ہلکا کردے جبکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے (۲۸)

---

(۱) یہ باندیوں کا ذکر ہے جو جہاد کے دوران قید کرکے لائی جاتی تھیں اور ان کے کافر شوہر دارالحرب میں رہ جاتے تھے، ان کا نکاح ان شوہروں سے ختم ہوجاتا تھا لہٰذا جب وہ دارالاسلام میں آنے کے بعد ایک حیض کی مدت پوری کرلیتی تھیں اور ان کو پچھلے شوہروں سے حمل نہیں ہوتا تھا تو ان سے نکاح کسی بھی مسلمان کے لیے جائز ہوتا تھا (۲) جن عورتوں کی حرمت بیان ہوچکی ان کے سوا باقی سب چار شرطوں کے ساتھ جائز ہیں، اول یہ کہ طلب کرو یعنی دونوں طرف سے زبانی ایجاب وقبول ہوجائے، دوسرے یہ کہ مہر دینا قبول ہو، تیسرے یہ کہ نکاح مقصود ہو صرف شہوت پوری کرنا مقصود نہ ہو، یہ نہ ہو کہ کچھ مدت طے کرلی جائے، چوتھی شرط یہ ہے کہ نکاح لوگوں کے سامنے ہو، کم ازکم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس پر گواہ بنیں، اس لیے کہ نکاح ایک دیرپا تعلق کا نام ہے جس کا مقصد صرف جنسی خواہش پوری کرنا نہیں ہے بلکہ یہ ایک مضبوط خاندانی نظام کا نام ہے (۳) یعنی صحبت کرلی یا خلوت حاصل ہوئی تو مہر لازم ہوگیا (۴) بعد میں دونوں رضامندی کے ساتھ مہر کم زیادہ کرنا چاہیں یا عورت معاف کرنا چاہے تو اجازت ہے مگر اس کا دھیان رہے کہ عورت یہ کام دباؤ میں نہ کررہی ہو بلکہ پوری اپنی مرضی سے کرے (۵) یعنی وہ کسی بھی مسلمان کی ملک میں ہوں مالک کی اجازت سے کوئی ان سے نکاح کرسکتا ہے لیکن اگر آزاد عورت نکاح میں ہے تو باندی سے نکاح جائز نہیں (۶) یعنی بہرصورت پچاس کوڑے۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٣٢﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٣٣﴾ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾

ع ۶

منزل ۱

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق مت کھاؤ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی سے کوئی تجارت ہو اور ایک دوسرے کا خون مت کرو، بلاشبہ اللہ تم پر بہت مہربان ہے (۲۹) اور جو بھی سرکشی اور ظلم کے ساتھ ایسا کرے گا تو ہم اس کو آگ میں جھونکیں گے اور یہ اللہ کے لیے کچھ مشکل نہیں[1] (۳۰) اگر تم ان بڑی چیزوں سے بچو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہاری خطاؤں پر پردہ ڈال دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے[2] (۳۱) اور اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر جو بڑائی دی ہے اس کی ہوس میں مت پڑو، مردوں کے لیے ان کے کیے کے مطابق حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کے کیے کے مطابق حصہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو، بلاشبہ اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[3] (۳۲) اور ہر مال کے ہم نے کچھ وارث مقرر کردیئے ہیں جو بھی ماں باپ اور قریب ترین رشتہ دار چھوڑ جائیں اور جن سے تمہارا معاہدہ ہے ان کو ان کا حصہ دے دو بلاشبہ ہر چیز اللہ کے سامنے ہے[4] (۳۳) مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے اور اس لیے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے تو نیک عورتیں وہ ہیں جو حکم بردار ہوں، اللہ کی حفاظت سے پیٹھ پیچھے حفاظت کرنے والی ہوں اور جن عورتوں کی بدخوئی کا تمہیں ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور ان کے بستر الگ کردو اور ان کو تنبیہ کرو پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کسی راستہ کی تلاش میں مت پڑو بیشک اللہ بہت ہی بلند اور نہایت بڑائی والا ہے[5] (۳۴)

(۱) اب کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ہم مسلمان ہیں تو دوزخ میں کیسے جائیں گے، اللہ تعالیٰ مالک ومختار ہیں ان کو عدل سے کون روک سکتا ہے (۲) بڑے گناہوں کے ارتکاب کے بعد توبہ ضروری ہے اور بڑے گناہ نہ ہوں تو چھوٹے موٹے گناہوں کو اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے بھی معاف فرمادیں گے (۳) عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ ہر جگہ مردوں سے خطاب ہوتا ہے عورتوں کا ذکر نہیں ہوتا اور میراث میں مرد کو دوہرا حصہ ملتا ہے، اسی کا جواب دیا گیا کہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق ہی بدلہ ملے گا اس میں کوئی فرق نہیں، باقی ہر ایک کو اس کی جسمانی ساخت کے اعتبار سے ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں (۴) شروع میں جب ایک ایک دو دو لوگ مسلمان ہوتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی کردیا، وہی ایک دوسرے کے وارث ہوتے، جب اقرباء مسلمان ہوئے تو حکم ہوا کہ رشتہ کی بنیادوں پر ہی میراث تقسیم ہو اور یہ آیت نازل ہوئی "وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ" کہ رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور یہ حکم ہوا کہ جن سے بھائی چارہ ہو چکا ہے ان کے ساتھ زندگی میں سلوک کیا جاتا رہے اور مرتے وقت کچھ وصیت کردی جائے (۵) مرد ذمہ دار ہیں تو عورت کو جائز چیزوں میں انکی بات ماننی چاہیے اگر عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے سمجھائے پھر اسی گھر میں الگ سوئے پھر نہ مانے تو تنبیہ کرے اگر ظاہر طور پر مان لے تو پھر کرید میں نہ پڑے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

وقف النبی علیہ السلام

منزل ۱

اور اگر تمہیں ان دونوں کے آپس کے توڑ کا ڈر ہو تو ایک فیصلہ کرنے والا مرد کے خاندان سے اور ایک فیصلہ کرنے والا عورت کے خاندان سے کھڑا کرو اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں میں جوڑ پیدا فرمادے گا، بیشک اللہ خوب جاننے والا پورا باخبر ہے[1] (۳۵) اور اللہ کی بندگی کرتے رہو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو اور قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، ساتھ بیٹھنے والے، مسافر اور غلاموں کے ساتھ (بھی حسن سلوک کرو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا[2] (۳۶) جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں اور ان کو اللہ نے جو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے انکار کرنے والوں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے[3] (۳۷) اور جو اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر اور شیطان جس کا دوست ہوا تو وہ بہت برا دوست ہوا (۳۸) اور ان کو کیا نقصان تھا اگر وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آتے اور ان کو جو اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے اور اللہ ان کو خوب جانتا ہے (۳۹) اللہ تعالیٰ ذرہ برابر کمی نہیں کرتا اور اگر نیکی ہوگی تو اس کا اجر دوگنا کردے گا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب[4] عطا فرمائے گا (۴۰) تو (کیا حال ہوگا) جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور ان پر آپ کو گواہ کریں گے[5] (۴۱)

---

(۱) پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ زوجین ہی اصلاح کی کوشش کریں یہ نہ ہو سکے تو طرفین کے سمجھ دار لوگ صلح کرانے کی کوشش کریں (۲) عام طور پر جو بڑائی کا احساس رکھتا ہے وہ دوسروں کے ساتھ صحیح برتاؤ نہیں کر پاتا (۳) یہ آیت خاص طور پر یہودیوں کے بارے میں اتری جو خود بھی بخل کرتے اور اس کی اچھائیاں بیان کرتے ہیں اور تورات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کو چھپاتے ہیں بس جو بھی ایسی مذموم حرکتیں کرے گا اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے (۴) جو خرچ تھوڑا بہت کرتے ہیں وہ بھی دکھاوے کے لیے، اگر وہ ایمان لاتے اور اللہ کے لیے خرچ کرتے تو اپنے کیے کا بھرپور بدلہ پاتے (۵) ہر امت کے انبیاء اور صالح لوگ اپنی اپنی امتوں کا حال بیان کرنے کے لیے لائے جائیں گے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کا حال بتائیں گے اور اس کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ ان گواہوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں گے، بعض روایتوں میں آتا ہے کہ امتیں صاف کہہ دیں گی کہ ہمارے پاس کوئی نبی آیا ہی نہیں تو امت محمدیہ گواہی دے گی کہ ہر قوم میں نبی آئے، اس سے پوچھا جائے گا تم کیسے گواہی دیتے ہو وہ کہیں گے کہ ہمارے نبی نے ہم کو بتایا۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى
بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا
مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ
الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا
صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ
يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا
لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَ
لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

منزل ۱

جنھوں نے انکار کیا اور رسول کی بات نہ مانی اس دن وہ تمنا کریں گے کہ کاش کہ وہ مٹی میں ملا دیئے گئے ہوتے اور اللہ سے وہ کوئی بات نہ چھپا سکیں گے (۴۲) اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی مت ہونا یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اس کو سمجھنے لگو اور نہ جنابت کی حالت میں جب تک کہ تم غسل نہ کرلو سوائے راہ چلنے کے (کہ اس کا حکم آگے آتا ہے) اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم میں کوئی استنجا کر کے آیا ہو یا تم بیویوں کے پاس جا چکے ہو پھر تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، بس اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو، بلاشبہ اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت مغفرت فرمانے والا ہے[۱] (۴۳) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا وہ گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ بھٹک جاؤ[۲] (۴۴) اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ کام بنانے کے لیے بھی کافی ہے اور اللہ مدد کے لیے بھی کافی ہے (۴۵) جو یہودی ہیں وہ باتوں کو اپنی جگہ سے ادھر ادھر کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور آپ سنیں سن نہ سکیں اور زبان کو موڑ کر اور دین میں طعنہ زنی کرتے ہوئے ''راعنا'' کہتے ہیں اور اگر وہی لوگ یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا آپ سن لیں اور ہمارا خیال فرمائیں تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کو ان کے انکار کی وجہ سے اپنی رحمت سے دور کردیا تو وہ اکّا دکّا ہی ایمان لاتے ہیں[۳] (۴۶)

(۱) اس آیت میں تین حکم بتائے گئے ہیں ایک تو یہ کہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھنا، شراب اس وقت تک حرام نہیں ہوئی تھی، اس کی کراہت دلوں میں بٹھائی جارہی ہے، دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ جنابت کی حالت میں نماز نہ پڑھنا، جب تک غسل نہ کرلو، اور تیسرا حکم تیمّم سے متعلق ہے کہ اگر پانی نہ ملے یا مرض کی وجہ سے اس کا استعمال مشکل ہو تو طہارت کا ذریعہ پاک مٹی کو قرار دیا گیا، اس پر ہاتھ مار کر چہرے پر پھیر لیا جائے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لیا جائے، وضو کی حاجت ہو یا غسل کی، دونوں میں تیمّم کا طریقہ یہی ہے (۲) یہاں سے یہود کا تذکرہ ہے (۳) یہودیوں کا کام ہی شرارت کرنا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تو ایسے الفاظ بولتے جن میں باہر کچھ ہوتا اور اندر کچھ ہوتا، کہتے کہ ہاں ہم نے بات سن لی پھر چپکے سے کہہ دیتے کہ مانی نہیں ہے، کہتے آپ سن لیں اور غیر مسمع بھی کہہ دیتے کہ سنایا نہ جائے، کوئی پوچھتا تو کہتے کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ کوئی بری بات آپ کو سنا نہ سکے اور اندر اندر دوسرا مطلب اس کا یہ لیتے کہ کوئی اچھی بات آپ نہ سنیں، راعنا کہتے تو کھینچ کر کہتے جس کے معنی ہیں ہمارے چرواہے اور عبرانی زبان میں گالی کی طرح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی ان خباثتوں کی وجہ سے اللہ نے ان کو اپنی رحمت اور ہدایت سے محروم کردیا تو بہت شاذ و نادر وہ ایمان لائیں گے، تاریخ بھی اس کی گواہ ہے کہ قوموں میں یہودیوں کی قوم وہ ہے جو سب سے کم مسلمان ہوئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۴۹ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۵۰ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝۵۱ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝۵۲ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝۵۳ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝۵۴

منزل ۱

اے وہ لوگو! جن کو کتاب دی جا چکی ہے اس چیز پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے اتارا جبکہ وہ اس چیز کو بھی سچ بتاتی ہے جو تمہارے پاس ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ دیں پھر ان کو پیچھے پھیر دیں یا ان پر ہم ویسی ہی پھٹکار برسائیں جیسی ہم نے سنیچر کے دن والوں پر پھٹکار کی اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے[1] (۴۷) بے شک اللہ اس کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو اس نے یقیناً بڑا طوفان باندھا (۴۸) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکی جھاڑتے ہیں جبکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے پاک فرما دیتا ہے اور دھاگہ کے برابر بھی ان کے ساتھ ناانصافی نہ کی جائے گی (۴۹) آپ دیکھئے کہ وہ کیسے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور کھلے گناہ کے لیے یہی کافی ہے (۵۰) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا پھر وہ بتوں اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ایمان والوں سے زیادہ صحیح راستہ پر ہیں (۵۱) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کرے تو آپ اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گے (۵۲) یا سلطنت میں ان کا کوئی حصہ ہے تب تو یہ لوگوں کو رائی برابر بھی نہ دیں گے (۵۳) یا یہ لوگوں سے اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو کیوں اپنے فضل سے دے رکھا ہے بس ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب وحکمت دی اور ہم نے ان کو بڑی سلطنت دی (۵۴)

---

(۱) شروع میں اہل کتاب سے اور خاص طور پر یہودیوں سے خطاب ہے اور ان کو قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی جارہی ہے اور مانوس کرنے کے لیے یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ قرآن مجید میں گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق ہے، پھر نہ ماننے پر ڈرایا بھی جارہا ہے کہ جس طرح سنیچر کے دن نافرمانی کرنے والوں کو سزا ہوئی ویسی ہی تمہیں سزا دی جاسکتی ہے (یہ پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ سورہ اعراف: ۱۶۳ میں آئے گا) پھر یہودیوں کے حسد کا ذکر ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی میں وہ اس حد تک چلے گئے کہ مشرکین مکہ کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ بہتر راستہ پر ہیں، حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ مکہ کے لوگ بت پرست ہیں اور کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے لہٰذا ان کے مذہب کو بہتر قرار دینا بت پرستی کی تصدیق کرنا ہے، اس سے بڑھ کر لعنت والا کام کیا ہوگا، پھر ان کے بخل کا ذکر ہے، پھر اخیر میں کہا جارہا ہے کہ سب ابراہیم ہی کی اولاد میں تو ہیں، تو یہ حسد کیسا ابراہیم کی اولاد کو اللہ نے ہر زمانہ میں نوازا، ایک عرصہ تک ان کے ایک فرزند اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں نبی ہوتے رہے اب ان کے دوسرے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اللہ نے سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا، نبوت سے سرفراز فرمانا اللہ کا کام ہے جس کو چاہے سرفراز فرمائے کسی اور کو اس میں کیا اختیار۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ
سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا
نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ
لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ
يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ
اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ
اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ
اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ
اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا
بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

ربع ع

منزل ۱

پھر ان میں کچھ لوگ ان پر ایمان لائے اور کچھ ان کے خلاف ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور دوزخ جلانے کے لیے کافی ہے (۵۵) یقیناً جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا آگے ہم ان کو آگ میں جھونکیں گے جب جب ان کی کھالیں گل جائیں گی تو ہم دوسری کھالوں سے ان کو بدل دیں گے[۱] تاکہ وہ عذاب چکھتے ہی رہیں، بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (۵۶) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے آگے ان کو ہم ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے، ان (باغات) میں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے (۵۷) تمہارے لیے اللہ کا ارشاد یہ ہے کہ تم امانتوں کو امانت والوں تک پہنچا دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، بلاشبہ کیا خوب نصیحت ہے جو اللہ تمہیں فرماتا ہے، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب نگاہ رکھنے والا ہے[۲] (۵۸) اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں ذمہ دار ہیں پھر اگر کسی چیز میں تم جھگڑ پڑو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیر دیا کرو اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے خوش تر ہے (۵۹) کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ آپ پر نازل کی ہوئی (کتاب) پر اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا جاچکا اس پر ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں جبکہ ان کو اس کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس کا انکار کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور جا پھینکے[۳] (۶۰)

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے جسم کی کھال میں ایسے خلیے اور باریک مسامات رکھے ہیں جن کے ذریعہ سے تکلیف کا احساس دماغ تک پہنچتا ہے، جب کھال جل جانے سے یہ خلیے نہیں رہ جاتے تو تکلیف کا احساس بھی اسی حساب سے کم یا ختم ہوجاتا ہے، آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ دوزخ کی آگ سے جب کھال گل جائے گی، اور تکلیف کا احساس کم ہونے لگے گا تو اللہ تعالیٰ فوراً ہی نئی کھال چڑھا دیں گے کہ مسلسل سخت تکلیف ہوتی رہے۔ (۲) فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ سے چابی لے کر کعبہ کو کھولا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے، واپسی پر عثمان بن طلحہ نے جو اس وقت تک مشرک تھے چابی مانگی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور چابی ان کو واپس کردی گئی (۳) بہت سے چھپے ہوئے منافقوں نے بھی یہ طرزِ عمل اختیار کر رکھا تھا کہ بجائے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے یہودیوں سے جا کر فیصلہ کراتے تاکہ دے دلا کر فیصلہ اپنے حق میں کرالیں اور کچھ دنیا حاصل ہوجائے، اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ یہ ایمان کے خلاف ہے اور شیطان اس کام میں لگا رہتا ہے، اور اگر وہ فیصلہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں تو دین و دنیا کے لیے بہتر ہے، اہل ایمان کو تلقین ہے کہ وہ ہمیشہ حق کے مطابق فیصلہ کریں، یہودیوں کی روش نہ اختیار کریں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ
رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ اِذَآ
اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿٦٢﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ
وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا
فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ
بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾

منزل۱

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی (کتاب) کی طرف اور رسول کی طرف آجاؤ تو آپ ان منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف (آنے میں) اٹک اٹک کر رہ جاتے ہیں (۶۱) پھر ان کا کیا حال بنتا ہے جب وہ اپنے کرتوتوں کی شامت میں مصیبت میں پڑتے ہیں تو آپ کے پاس وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہم نے تو صرف بھلائی کرنے اور جوڑ پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا (۶۲) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے حال سے خوب واقف ہے تو آپ ان سے اعراض فرمائیے اور ان کو نصیحت کیجیے اور ان سے ان کے حق میں دل کو لگتی ہوئی کوئی بات فرما دیجیے (۶۳) اور ہم نے تو رسول اسی لیے بھیجا تاکہ اللہ کے حکم سے ان کی بات مانی جائے اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا وہ اگر آپ کے پاس آجاتے پھر اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پاتے (۶۴) بس نہیں آپ کے رب کی قسم وہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک وہ اپنے جھگڑوں میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں پھر آپ کے فیصلہ پر اپنے جی میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور پوری طرح سر تسلیم خم کردیں[1] (۶۵) اور اگر ہم ان پر یہ لازم ہی قرار دے دیتے کہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال دو یا اپنے وطن سے نکل جاؤ تو ان میں بہت ہی کم لوگ اس پر عمل کرتے اور جس چیز کی نصیحت ان کو کی جارہی ہے اگر وہ اس پر عمل کرلیں تو ان کے لیے بہتر ہو اور زیادہ ثابت قدمی کا باعث ہو (۶۶) تب ہم ان کو ضرور اپنے پاس سے بڑے اجر سے نوازیں (۶۷) اور ضرور ان کو سیدھی راہ چلادیں[2] (۶۸)

(۱) یہ منافقوں کا ذکر ہے، ان کا کام ہی نہ ماننا اور حیلے بہانے تراشنا تھا، آپ کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کو نصیحت فرمادیں، اللہ دلوں کے حال سے واقف ہے اور اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہر مسئلہ میں فیصلہ کن نہ بنالیں اور پھر فیصلہ ہوجانے کے بعد دل و جان سے اس کو تسلیم کریں (۲) جو حکم بنی اسرائیل کو ہوا، ایک دوسرے کو قتل کرنے اور وطن چھوڑنے کا، اگر ان منافقوں سے یہ کہہ دیا جائے تو بغلیں جھانکنے لگیں تو انھیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور آسان احکامات کو مان لینے میں ذرا کوتاہی نہ کرنی چاہیے، اگر وہ اپنے حال کو درست کرلیں گے تو اللہ بھی ان پر انعام فرمائے گا، ان کے قدموں کو جمادے گا اور ان کو سیدھی راہ چلادے گا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَھُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

منزل ۱

اور جو لوگ اللہ اور رسول کی پیروی کریں گے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین وشہداء اور نیکوکار اور یہ کیا ہی خوب ساتھی ہیں[1] (۶۹) یہ فضل اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ ہی کا علم کافی ہے (۷۰) اے ایمان والو! اپنے لیے احتیاط کے سب سامان کرلو پھر دستے بنا کر نکلو یا ایک ساتھ ہی نکل پڑو[2] (۷۱) اور یقیناً تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو دیر لگا ہی دیتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر فضل کیا جو میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا (۷۲) اور اگر تمہیں اللہ کا فضل حاصل ہوتا ہے تو وہ ضرور اس طرح بول اٹھے گا گویا اس میں اور تم میں کوئی تعلق ہی نہ تھا کہ اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا[3] (۷۳) تو جو لوگ بھی آخرت کے لیے دنیا کی زندگی کا سودا کرتے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اللہ کے راستہ میں لڑیں اور جو بھی اللہ کے راستہ میں لڑے گا پھر وہ مارا جائے یا فتح پائے تو ہم اسے آگے بڑا اجر عطا کریں گے (۷۴) تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ کے راستہ میں ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر جنگ نہیں کرتے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی کھڑا کردے اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار بنادے[4] (۷۵)

---

(۱) نبی وہ جس پر وحی آئے، صدیق وہ جو نبی کی بھرپور تصدیق کرے، شہید وہ جس کا ایمان اتنا طاقتور ہو کہ اس کے لیے جان دے دے اور نیکوکار وہ جس کی طبیعت نیکی پر چلے اور جو اس کے لیے کوشاں رہے وہ بھی ان میں شامل ہے (۲) جہاد کا تذکرہ ہے (۳) یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر مسلمان کو نقصان پہنچتا ہے تو خوش ہوتے ہیں کہ ہم آرام سے رہے کہ گئے ہی نہیں، اور اگر مال غنیمت حاصل ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں کہ اگر ہم جاتے تو ہمیں بھی حصہ ملتا، گویا صرف دنیا ہی ان کا مقصد زندگی ہے، نہ ان کو اسلام سے دلچسپی ہے اور نہ مسلمانوں سے کوئی تعلق ہے، اسی لیے آگے اہل ایمان کو حکم ہے کہ اپنی نیتیں درست کرلیں (۴) ایک تو اللہ کے راستہ میں جنگ کرو، دوسرے ان لوگوں کے لیے جنگ ضروری ہے جو مکہ مکرمہ میں کافروں کی قید میں ہیں اور ستائے جارہے ہیں، ان کو چھڑانا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ
اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ
لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ
عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ
اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ
لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا
يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ
هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ
حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ
لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

ع

منزل ۱

جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں بس شیطان کے حمایتیوں سے لڑو، بلاشبہ شیطان کی چال ہی بودی ہے[۱] (۷۶) کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا کہ ہاتھوں کو روکے رکھو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو پھر جب ان پر قتال لازم کیا گیا تو ان میں ایک گروہ کو لوگوں کا ایسا ڈر محسوس ہونے لگا جیسے اللہ کا ڈر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر، اور انھوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آپ نے قتال کیوں لازم کیا کاش کہ آپ تھوڑی مہلت ہم کو اور دے دیتے، آپ کہہ دیجیے دنیا کا عیش تھوڑا ہی ہے اور جس نے اللہ کا ڈر اختیار کیا اس کے لیے آخرت ہی بہتر ہے اور بال برابر بھی تمہارے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی[۲] (۷۷) تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آکر رہے گی خواہ تم مضبوط قلعوں ہی میں کیوں نہ ہو اور اگر ان کو کچھ بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ تمہاری طرف سے ہے، آپ فرما دیجیے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہو گیا، یہ کوئی بات سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں (۷۸) تم کو جو کوئی بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے نفس کی جانب سے ہے اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ گواہ کافی ہے[۳] (۷۹) جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو پھر گیا تو ہم نے آپ کو ان پر کوئی داروغہ بنا کر نہیں بھیجا (۸۰)

---

(۱) جب اہل ایمان اللہ کے لیے لڑتے ہیں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے دوستوں سے مقابلہ کریں اور ان کو ڈرنے کی ضرورت نہیں، اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہے اور شیطان کا حیلہ اور فریب کمزور ہی ہے (۲) مکہ میں ہجرت سے پہلے کافر مسلمانوں پر بڑا ظلم کرتے تھے، مسلمان آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کی اجازت چاہتے، آپ فرماتے کہ مجھ کو ابھی اجازت نہیں، ابھی ہاتھ روکے رکھو، نماز پڑھتے رہو، صدقہ خیرات کرتے رہو، پھر جب مدینہ منورہ ہجرت ہوئی تو مقابلہ کی اجازت ملی پھر اس کا حکم ہوا تو بعض کمزور ایمان والوں کو ڈر محسوس ہوا اور انھوں نے چاہا یہ حکم اور مؤخر ہو جاتا تو بہتر تھا، اسی کا تذکرہ ہے اور دنیا کی بے حقیقتی کا بیان ہے اور آگے کہا جا رہا ہے کہ موت سے کیا ڈر وہ تو ہر حال میں اپنے وقت پر آکر رہے گی (۳) یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر مصیبت پڑی تو فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الزام دیتے کہ ان کی سوئے تدبیر کا نتیجہ ہے، ارشاد ہو رہا ہے کہ سب اللہ کے حکم ہی سے ہوتا ہے ہر چیز کا موجد وہی ہے اور آگے اس کی مزید وضاحت ہے کہ ہر بھلائی اور برائی کا موجد اللہ ہی ہے مگر بندہ کو چاہیے کہ نیکی اور اچھائی کو اللہ کا فضل سمجھے اور سختی اور برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا الزام نہ رکھے وہ نہ اس کے موجد ہیں اور نہ سبب، ان کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، اور سبب تمہاری بداعمالیاں ہیں۔

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨١﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ﴿٨٤﴾ مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا ﴿٨٥﴾ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿٨٧﴾ ع

منزل۱

اور وہ کہتے ہیں فرماں برداری قبول ہے پھر جب آپ کے پاس سے نکلتے ہیں تو ایک گروہ راتوں رات جو بات آپ کہہ رہے تھے اس کے خلاف مشورہ کرتا ہے اور وہ جو کچھ راتوں کو مشورے کرتے ہیں اللہ وہ سب لکھ رہا ہے، بس آپ ان سے اعراض کیجیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے اور کام بنانے کے لیے اللہ ہی کافی ہے (۸۱) بھلا کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے بس اگر وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بڑا فرق پاتے[۱] (۸۲) اور جب ان کے پاس امن یا ڈر کی کوئی خبر پہونچتی ہے تو اس کو پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اس کو رسول تک اور اپنے ذمہ داروں تک پہنچا دیتے تو ان میں جو تحقیق کرنے والے ہیں وہ اس کی تحقیق کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو سوائے چند کے سب شیطان ہی کے پیچھے ہو لیتے[۲] (۸۳) تو آپ اللہ کے راستہ میں جنگ کیجیے آپ کو صرف اپنی ذات کا مکلّف کیا گیا ہے اور ایمان والوں کو بھی آمادہ کیجیے شاید کہ اللہ کافروں کا زور روک دے اور اللہ بڑے زور والا اور بہت سخت سزا دینے والا ہے[۳] (۸۴) جو اچھی سفارش کرے گا اس کے لیے اس میں حصہ ہے اور جو برائی کی سفارش کرے گا اس کے لیے اس میں بوجھ ہے اور اللہ ہر چیز کو اس کا حصہ دینے کی قدرت رکھتا ہے[۴] (۸۵) اور جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے بہتر طریقہ پر سلام کرو یا انہیں (الفاظ) میں جواب دے دو، بلاشبہ اللہ ہر چیز کا حساب رکھنے والا ہے[۵] (۸۶) اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا اس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات آخر کس کی ہو سکتی ہے (۸۷)

---

(۱) منافقوں کا ذکر ہے کہ آ کر اطاعت کی باتیں کرتے ہیں اور چپکے چپکے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتے ہیں، جب کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم سب مان لیں لیکن قرآن اللہ کا کلام ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ اس کے جواب میں کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ انسانی کلام ہوتا تو اس میں ضرور تفاوت اور اختلاف ملتا، جو غور کرے گا حقیقت تک پہنچ جائے گا (۲) منافقوں اور ناسمجھ مسلمانوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ ہر چیز کو سنتے ہی اڑا نہ دیا کریں جب تک تحقیق نہ ہو جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے ایک قوم کے پاس بھیجا وہ استقبال کو نکل کر آئے تو کسی نے ان سے کہہ دیا کہ یہ تو تمہیں مارنے آرہے ہیں بس وہ صاحب واپس ہو گئے اور یہ خبر پھیل گئی کہ سب مرتد ہو گئے اور اکثر لوگوں نے بغیر تحقیق کے رائے دی کہ ان لوگوں سے فوراً مقابلہ کرنا چاہیے، مگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تھی کہ وہ حسب ضرورت ہدایات فرماتا رہتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو اکثر لوگ غلط راستہ پر پڑ جاتے اور ناحق ان پر حملہ کرتے (۳) غزوہ احد کے دوسرے سال بدر کے مقام پر حسب وعدہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے، اللہ نے ایسا رعب ڈالا کہ لشکر کفار کو آنے ہی کی ہمت نہ ہوئی، جاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نہ بھی گیا تو میں تنہا جاؤں گا لیکن اعلان ہی سے جاں نثاروں کی ایک جماعت تیار ہو گئی (۴) جس نے جہاد کی ترغیب دی اس کے لیے اجر ہے اور جس نے روکا اس پر وبال ہے (۵) سلام کا تذکرہ ہے مگر جو سلام کرے اتنا ہی جواب دے یا "رَحْمَتُهٗ" یا مزید "وَبَرَكَاتُهٗ" کا اضافہ کر دے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا
فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُهَاجِرُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا
الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ
جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا
قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ
اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى
الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ
السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾

ع ۱۲

منزل ۱

پھر تمہیں کیا پڑی ہے کہ تم منافقوں کے سلسلہ میں دو پارٹیوں میں بٹ گئے جبکہ اللہ نے ان کے کرتوتوں کی بناء پر انھیں الٹا پھیر دیا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ جس کو اللہ نے بے راہ کیا تم اس کو راہ پر لے آؤ حالانکہ جس کو اللہ بے راہ کردے آپ اس کے لیے ہرگز راستہ نہیں پاسکتے[۱] (۸۸) وہ تو چاہتے ہی ہیں کہ جیسے انھوں نے کفر کیا تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ پھر تم سب برابر ہو جاؤ تو تم ان میں سے کسی کو اس وقت تک دوست مت بنانا جب تک وہ اللہ کے راستہ میں ہجرت نہ کرلیں پھر اگر وہ نہ مانیں تو تم جہاں بھی پاؤ ان کو پکڑو اور ماردو اور ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار مت بناؤ[۲] (۸۹) سوائے ان لوگوں کے جو ایسی قوم سے مل جائیں جس سے تمہارا آپس کا معاہدہ ہے یا وہ اس حال میں تمہارے پاس آئیں کہ ان کے دل اس سے بھر چکے کہ وہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں اور اگر چاہتا تو اللہ ان کو تم پر قابو دے دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے، بس اگر وہ تم سے یکسو ہو جائیں اور نہ لڑیں اور صلح کی بات کہیں تو اللہ نے ان کے خلاف تمہارے لیے کوئی راہ نہیں رکھی[۳] (۹۰) کچھ دوسرے لوگ تمہیں ایسے بھی ملیں گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ بھی اطمینان سے رہیں اور اپنی قوم کے ساتھ بھی اطمینان سے رہیں (مگر) جب ان کو فتنہ کی طرف پھیرا جاتا ہے تو وہ اس میں پلٹ پڑتے ہیں بس اگر وہ تم سے یکسو نہ ہوں اور نہ صلح کی بات کہیں اور نہ اپنے ہاتھ روکیں تو تم ان کو جہاں بھی پاؤ ان کو پکڑو اور ماردو، یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہیں کھلا اختیار دے دیا ہے (۹۱)

---

(۱) یہ کھلے ہوئے منافقوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے، مسلمانوں میں سے کچھ لوگ کہتے تھے کہ اگر یہ آتے ہیں تو اپنوں ہی کی طرح ان سے برتاؤ کیا جائے، شاید یہ ایمان لے آئیں، اکثر لوگوں کا کہنا تھا کہ ان سے الگ ہی رہنا بہتر ہے، اللہ فرماتا ہے کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے تم ان کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو آگے بیان کیا جا رہا ہے (۲) یہ منافقین کفر پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ خود تو اسلام کیا قبول کریں گے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کر کے ان ہی جیسے ہو جاؤ، بس تمہیں چاہیے کہ جب تک وہ اسلام قبول کر کے اپنا وطن چھوڑ کر چلے نہ آئیں ان کو دوست نہ بناؤ اور پوری طرح الگ رہو اور اگر وہ ایمان اور ہجرت کو قبول نہیں کرتے تو ان کو قتل کرو اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں اور اندر سے مسلمانوں کی جڑیں کاٹتے ہیں، باغی کی سزا قتل ہی ہے (۳) اگر انھوں نے ایسے قبائل سے صلح کرلی جن سے تمہاری صلح ہے تو وہ بھی تمہاری صلح میں داخل ہو گئے یا خود آکر تم سے صلح کرلیں اور کہیں کہ نہ ہم اپنی قوم کے طرفدار ہو کر تم سے لڑیں گے اور نہ تمہارے طرفدار ہو کر اپنی قوم سے لڑیں گے تو ان کی صلح قبول کرلو، پھر آگے کہا جا رہا ہے کہ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو صلح کرنے کے بعد پھر پلٹ جاتے ہیں تو ان کی رعایت مت کرنا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً
فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَ
تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا
فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ
عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ
عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۚ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ
قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٩٤﴾
لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ
الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾

منزل ۱

اور مسلمان کا کام نہیں کہ وہ مسلمان کو مار ڈالے سوائے اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو جائے اور جس نے مسلمان کو غلطی سے مار دیا تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا (اس پر واجب ہے) اور خوں بہا ہے جو اس کے گھر والوں کے حوالہ کیا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں اور اگر وہ (مقتول) تمہاری دشمن قوم سے تھا اور وہ خود مسلمان تھا تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا (واجب ہے) اور اگر (مقتول) اس قوم سے تھا جس کا تم سے معاہدہ ہے تو خوں بہا ہے جو اس (مقتول) کے عزیزوں کے حوالہ کیا جائے اور ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہے پھر جس کو یہ میسر نہ آئے تو مسلسل دو مہینے کے روزے ہیں اللہ سے بخشوانے کے لیے، اور اللہ خوب جانتا ہے بڑی حکمت رکھتا ہے[1] (۹۲) اور جس نے جان بوجھ کر کسی مسلمان کو مار ڈالا تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اسی میں پڑا رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوا اور اس کی پھٹکار ہوئی اور اس کے لیے اس (اللہ) نے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے[2] (۹۳) اے ایمان والو! جب اللہ کے راستہ میں سفر کرو تو اچھی طرح دیکھ بھال لو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے دنیا کے سامان کی خواہش میں یہ مت کہہ دو کہ تم مسلمان نہیں، اللہ کے پاس تو بہت مال غنیمت ہے، تم بھی تو پہلے اسی طرح تھے تو اللہ نے تم پر احسان کیا تو (خوب) تحقیق کر لو، بلاشبہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کی پوری خبر رکھتا ہے[3] (۹۴) مسلمانوں میں سے بلا عذر بیٹھ رہنے والے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو اللہ نے مرتبہ میں فضیلت بخشی ہے اور بھلائی کا وعدہ اللہ نے سب سے کیا ہے اور اللہ نے بیٹھ رہنے والوں کے مقابلہ میں جہاد کرنے والوں کو بڑے اجر سے نوازا ہے[4] (۹۵)

---

(۱) یہ قتل خطا کے احکامات ہیں اس کی صورت یہ پیش آئی کہ بعض مسلمانوں نے مسلمانوں کو حربی سمجھ کر قتل کر دیا، بعد میں آگاہ ہوئے تو یہ حکم آیا، قتل خطا کی اور بھی صورتیں ہیں، شکار سمجھ کر مارا وہ انسان نکلا یا غلطی سے گولی چل گئی اور کسی کے لگ گئی، اس طرح جو بھی قتل ہو گا اس میں یہی حکم ہے، اب جس کو مارا گیا وہ کافر معاہد ہے تو بھی یہی حکم ہے اور معاہد نہیں ہے تو بس غلام آزاد کرنا ہے، خوں بہا نہیں دینا ہے اور جو غلام آزاد نہیں کر سکتا وہ دو مہینہ کے مسلسل روزے رکھے (۲) بدترین گناہ گار اتنے طویل عرصہ جہنم میں رہے گا کہ گویا ہمیشہ وہیں رہا (۳) ایک جنگ میں کافروں میں ایک مسلمان تھا، وہ سب مال لے کر الگ ہو گیا اور اس نے سلام کیا، مسلمانوں نے سمجھا کہ جان بچانے کی خاطر سلام کرتا ہے اس لیے اس کو مار ڈالا اور اس کا سب سامان لے لیا، اس پر تنبیہ کی گئی اور تحقیق کر لینے کا حکم دیا گیا (۴) ہو سکتا ہے کہ ذہن میں آتا کہ جہاد میں بھول چوک سے ہو سکتا ہے کوئی ناحق مارا جائے اس سے بہتر بیٹھ رہنا ہے تو فرمایا گیا کہ جہاد کتنی فضیلت اور اجر و ثواب کی چیز ہے اور جہاد سے بیٹھ رہنا بھی بلا عذر اسی وقت جائز ہے جب جہاد ہر شخص کے ذمہ فرض عین نہ ہو۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ
فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا
فِيْھَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾
فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ يُّھَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ
فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ
مِنْۢ بَيْتِهٖ مُھَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ
الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

ع ۱۳ ع ۱۴

منزل ۱

(یعنی) اپنے پاس سے (بلند) درجات اور مغفرت و رحمت سے، اور اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۹۶) بلاشبہ فرشتے جن لوگوں کی روح اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھ برا کر رہے تھے (ان سے) دریافت کرتے ہیں کہ تم کہاں پڑے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں بے بس تھے (فرشتے) کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے بس ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے[۱] (۹۷) سوائے ان کے جو مردوں عورتوں اور بچوں میں بے بس ہیں نہ وہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو راستہ مل رہا ہے[۲] (۹۸) ایسوں کے بارے میں امید ہے کہ اللہ ان کو معاف فرمادے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا بڑی بخشش والا ہے (۹۹) اور جو اللہ کے راستہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلا پھر اس کو موت آ گئی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگیا اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[۳] (۱۰۰) اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لیے کوئی حرج نہیں کہ تم نماز میں قصر کر لیا کرو اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ کافر تمہیں پریشان کریں گے، یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہی رہے ہیں[۴] (۱۰۱)

(۱) اپنی جان پر ظلم کرنا قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کرنا ہوتا ہے کیونکہ گناہ کر کے انسان اپنی جان ہی کو نقصان پہنچاتا ہے، اس آیت میں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے قدرت کے باوجود مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت نہیں کی تھی جبکہ اس وقت فتح مکہ سے پہلے پہلے تک مکہ سے مدینہ منورہ کی ہجرت ضروری قرار دی گئی تھی اور اس کو ایمان کا لازمی تقاضا قرار دیا گیا تھا (۲) یعنی معذور کمزور اور بے بس (۳) یہ مت سوچو کہ راستہ میں موت آ گئی تو نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے، موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، سفر کے بعد اگر موت مقدر ہی تھی تو ہجرت کے ثواب سے تو محرومی نہ ہوگی (۴) قصر کا حکم ہے، چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جائے گی، حکم کے نزول کے وقت کافروں کے خوف کا بھی ذکر کیا گیا تھا، آگے اس خوف کی نماز کی مزید تفصیل بھی بیان کی جارہی ہے، اب حکم عام ہے، سفر کی حالت میں نماز قصر کے ساتھ پڑھی جائے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّھُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ ۙ

منزل ۱

اور جب آپ ان کے درمیان ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کریں تو ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو اور وہ ہتھیار اپنے ساتھ لے لیں پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو وہ تمہارے پیچھے چلے جائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی ہے وہ آجائے پھر وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور ہتھیار ساتھ رکھیں، کفار تو چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحہ اور سامان سے غافل ہوجاؤ تو وہ یکبارگی تم پر ٹوٹ پڑیں[1] اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو یا تم مریض ہو تو تم اپنے ہتھیار اتار رکھو اور بچاؤ کے اسباب لیے رہو، بلاشبہ اللہ نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے[2] (۱۰۲) پھر جب نماز پوری کرلو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہو پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ تو نماز قاعدہ کے مطابق پڑھو، بلاشبہ نماز ایمان والوں پر مقررہ وقتوں کے ساتھ فرض ہے[3] (۱۰۳) اور دشمن قوم کا پیچھا کرنے میں ہمت مت ہارنا، اگر تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو جیسے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے ویسے ہی انھیں بھی پہنچتی ہے اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (۱۰۴) یقیناً ہم نے آپ پر ٹھیک ٹھیک کتاب اتار دی تاکہ جیسا اللہ نے آپ کو راستہ دکھایا اس کے مطابق آپ لوگوں میں فیصلے کرتے رہیں اور خیانت کرنے والوں کے طرف دار نہ ہوجائیں[4] (۱۰۵)

---

(۱) یہ نماز خوف کا بیان ہے، اس ترتیب سے پڑھ سکیں تو پڑھ لیں ورنہ جس طرح تنہا سوار پیادہ بن پڑے پڑھ لیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو قضا کریں (۲) کسی عذر سے ہتھیار اتار دیئے جائیں لیکن اسباب حفاظت نہ چھوڑے جائیں اور چوکنا رہا جائے (۳) خوف ختم ہوجائے تو نماز اسی طریقے پر پڑھی جائے جو مشروع ہے، نماز کے علاوہ ذکر کی کثرت کی جائے (۴) بشر نامی ایک منافق شخص نے چوری کی، آٹے کی بوری میں سوراخ تھا اس کو پتہ نہ چلا اپنے گھر لے گیا پھر ایک یہودی کے یہاں امانت رکھ آیا، نشان پر پہلے وہ خود پکڑا گیا مگر براءت کی قسمیں کھانے لگا اور یہودی کا پتہ بتادیا، بوری اس کے یہاں مل گئی تو اس نے کہا کہ میں نے امانت کے طور پر اس کو رکھا ہے، ادھر بشر کے برادری کے لوگ بنی ابیرق اس کے طرفدار ہوکر آگئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر اتنی پرزور وکالت شروع کردی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبہ ہونے لگا کہ بشر بری ہے، اور چوری یہودی نے کی ہے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور بشر کی چوری کا پردہ چاک کردیا گیا، جب اس کو اپنے راز فاش ہونے کا پتہ چلا تو وہ بھاگ کر کفار مکہ سے جاملا اور وہاں کفر کی حالت میں بری موت مرا۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ
عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ
كَانَ خَوَّانًا اَثِـيْمًا ﴿١٠٧﴾ۚۙ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا
يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى
مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ ھٰٓاَنْتُمْ
ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ
اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَ
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ
اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي
نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــــَٔةً
اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ۧ
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْھُمْ
اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ
شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾

منزل۱

اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہیے، بلاشبہ اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[۱] (۱۰۶) اور ان لوگوں کی طرف سے حجت نہ کیجیے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو دغا باز گنہگار ہو (۱۰۷) وہ لوگوں سے شرماتے ہیں اور اللہ سے ان کو شرم نہیں آتی حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ ہے جب وہ رات کو ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں[۲] جو اسے پسند نہیں اور وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ سب اللہ کے قابو میں ہے (۱۰۸) ہاں تم لوگوں نے دنیا میں ان کی طرف سے حجت کر بھی لی تو قیامت کے دن اللہ سے کون ان کی طرف سے حجت کرے گا یا کون ان کا کام بنانے والا ہوگا[۳] (۱۰۹) اور جو بھی برائی کرے گا یا اپنے ساتھ ناانصافی کرے گا پھر اللہ سے مغفرت چاہے گا تو وہ اللہ کو بڑا مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائے گا[۴] (۱۱۰) اور جو گناہ کماتا ہے وہ اسے اپنے ہی سر لیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (۱۱۱) اور جس نے خود غلطی یا گناہ کا ارتکاب کیا پھر اس کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس نے بہتان اور بڑا گناہ اپنے اوپر لاد لیا[۵] (۱۱۲) اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان کے ایک گروہ کا ارادہ تو یہ تھا کہ وہ آپ کو راستہ ہی سے ہٹا دے حالانکہ وہ تو اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور وہ آپ کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت اتاری اور جو آپ جانتے نہ تھے وہ آپ کو سکھایا اور آپ پر تو اللہ کا بڑا ہی فضل رہا ہے[۶] (۱۱۳)

---

(۱) چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں بات آئی تھی کہ شاید یہودی ہی غلطی پر ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام رفیع کے اعتبار سے اس پر استغفار کا حکم دیا جا رہا ہے (۲) جب بات کھل گئی تو ہوسکتا تھا کہ بکمال شفقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں مغفرت کی دعا فرماتے تو کہہ دیا گیا کہ ان نالائقوں کے بارے میں کیوں اللہ سے بکمال الحاح مغفرت مانگتے ہو یہ تو راتوں میں چھپ چھپ کر ناجائز مشورہ کرتے ہیں (۳) اس میں خطاب ہے چور کی قوم اور اس کے طرفداروں سے (۴) ظلم اور ناانصافی کرنے والوں کی طرفداری سے ان ظالموں کو کچھ حاصل نہیں ان کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کریں (۵) گناہ دوہرا ہوگیا چوری خود کی اور دوسرے کے سر الزام رکھا (۶) چور کے طرفداروں نے اس انداز سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی کہ آپ کو بھی ان کی سچائی کا خیال ہونے لگا اور لگتا تھا کہ وہ اپنے حق میں فیصلہ کرالیں گے لیکن آیت اتر آئی اور حق بات سامنے آگئی اور یہ نبی کی خصوصیت ہے کہ وہ کبھی غلط رائے پر قائم نہیں رہ سکتا۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

ع ۱۷ — وقف لازم

منزل ۱

ان کی اکثر سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے ہاں کوئی صدقہ کی بات یا بھلی بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کی بات کہے اور جو بھی اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے ایسا کرے گا تو ہم آگے اس کو بڑے اجر سے نوازیں گے[۱] (۱۱۴) اور جو صحیح راستہ سامنے آجانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے گا اور اہل ایمان کے راستہ سے ہٹ کر چلے گا تو وہ جدھر بھی رخ کرے گا اسی رخ پر ہم اس کو ڈال دیں گے اور اس کو جہنم رسید کریں گے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے[۲] (۱۱۵) اللہ اس کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا یقیناً وہ دور جا بھٹکا[۳] (۱۱۶) اللہ کو چھوڑ کر بس وہ عورتوں کو پکارتے ہیں اور وہ تو بس سرکش شیطان کی ہی دہائی دیتے ہیں (۱۱۷) جس پر اللہ نے پھٹکار کی اور اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں طے شدہ حصہ لے کر رہوں گا (۱۱۸) اور میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو تمناؤں میں رکھوں گا اور ان کو سکھا دوں گا تو وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹیں گے اور ان کو سکھا کر رہوں گا تو وہ ضرور اللہ کی بنائی صورت بدلیں گے اور جو اللہ کے علاوہ شیطان کو اپنا دوست بنائے گا اس نے کھلا نقصان اٹھایا (۱۱۹) وہ ان سے وعدہ کرتا اور ان کو تمناؤں میں رکھتا ہے اور شیطان ان کو جو بھی وعدہ دیتا ہے سب دغا ہے (۱۲۰) یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ پاسکیں گے[۴] (۱۲۱)

(۱) منافقوں کا یہ کام تھا کہ آپس میں بیہودہ سرگوشیاں کرتے رہتے تھے، کسی کی غیبت، کسی کی عیب جوئی، کسی کی شکایت (۲) آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ جو غلط راستہ پر پڑ کر اس کو صحیح سمجھتا ہے اور سچ کی تلاش نہیں کرتا وہ گمراہی میں بڑھتا جاتا ہے، دوسری یہ کہ ایمان والوں کے راستہ کو چھوڑنا انحراف میں پڑنا ہے، فقہاء نے اس سے اجماع پر بھی استدلال کیا ہے (۳) جب بات صاف ہوگئی تو بجائے اس کے کہ چور توبہ کرتا وہ ہاتھ کٹنے کے ڈر سے مکہ جاکر مشرکوں سے مل گیا، پہلے تو معافی کا امکان تھا اب وہ ختم ہوا، شرک ایسی چیز ہے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف ہوتی ہی نہیں (۴) مشرکوں نے بت بنا رکھے تھے جن کو عورتوں کے نام سے نامزد کیا تھا جیسے عزیٰ، لات، مناۃ وغیرہ، ان کو پوجتے تھے اور حقیقت میں شیطان ملعون کو پوجتے تھے، جس نے بہکا کر بت پرستی میں لگایا، جو پہلے دن سے انسانوں کا دشمن ہے، اور اس نے اللہ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکا کر رہوں گا، ان کو سبز باغ دکھاؤں گا، وعدہ کروں گا اور سب غلط کام کراؤں گا، اس وقت دستور تھا کہ بت کے نام پر جانور کا بچہ چھوڑتے تو اس کے کان کے ایک حصہ کو کاٹ دیتے یا سوراخ کر دیتے، اپنے جسموں کو گدواتے اور اس میں اپنے معبودوں کے نام بھرواتے، جب شیطان کی ساری خباثت اور عداوت معلوم ہوگئی پھر اس کے بعد اس کی بات ماننا اپنے آپ کو جہنم کے راستہ پر ڈالنا ہے، جس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَي النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰي بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِـيْمًا ﴿۱۲۷﴾

ع ۱۸ / ۱۵

منزل ۱

اور جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کو ہم جلد ہی ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اسی میں ہمیشہ کے لیے رہ پڑیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات کہنے والا اور کون ہوسکتا ہے[1] (۱۲۲) نہ تمہاری تمناؤں سے کچھ ہوگا اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کچھ ہوا ہے جو بھی برائی کرے گا اس کی سزا پائے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا کسی کو حمایتی اور مددگار نہ پاسکے گا[2] (۱۲۳) اور جو شخص بھی بھلے کام کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو وہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور ذرہ برابر ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی (۱۲۴) اور اس سے بہتر دین کس کا ہوسکتا ہے جو اپنی ذات کو اللہ کے حوالہ کردے اور وہ بہتر کام کرنے والا ہو اور یکسو ہو کر ملت ابراہیمی کی پیروی کرے[3] اور اللہ نے تو ابراہیم کو اپنا چہیتا بنایا ہے (۱۲۵) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے اور ہر چیز اللہ کے گھیرے میں ہے (۱۲۶) اور وہ عورتوں کے بارے میں آپ سے حکم پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں اجازت دیتا ہے اور کتاب میں جن یتیم لڑکیوں کے بارے میں جو تمہیں بتایا جاتا رہا ہے یہ وہ ہیں جن کو تم ان کا حق نہیں دیتے اور ان سے تم نکاح کرنا چاہتے ہو اور کمزور حال بچوں کے بارے میں (تمہیں بھلائی کی تاکید کی گئی ہے) اور یہ کہ تم یتیموں کے لیے انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھلائی انجام دوگے تو بلاشبہ اللہ اس کو جانتا ہی ہے[4] (۱۲۷)

---

(۱) جو شیطان کی چالوں سے بچے اور انھوں نے اللہ کو مانا اور اچھے کام کیے، ان کے لیے جنتیں ہیں، یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اس سے بڑھ کر سچی بات کس کی ہوسکتی ہے (۲) یہود ونصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ ہم کچھ بھی کریں ہمارے نبی ہم کو بچالیں گے، بہت سے مسلمانوں میں بھی یہ بدعقیدگی پیدا ہونے لگی، اسی کی نفی کی جارہی ہے، صاف صاف کہا جارہا ہے کہ اعمال پر مدار ہوگا، شرک کے بعد تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شفارش نہیں کریں گے، اور جس کی بھی آپ شفاعت فرمائیں گے اللہ کی اجازت سے فرمائیں گے (۳) یہ صفات حضرات صحابہ پر بدرجہ اتم منطبق ہوتی ہیں جو بھی ان کے راستہ پر چلے وہ بھی اس کا مستحق ہوگا (۴) سورہ کے شروع میں یتیموں کا حق ادا کرنے کی تاکید تھی اور کہا گیا تھا کہ یتیم بچی کا والی اگر یہ سمجھتا ہو کہ میں حق نہ ادا کرسکوں گا تو وہ نکاح نہ کرے، دوسرے سے کردے، اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح موقوف کردیا تھا مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ ولی کا نکاح کرلینا ہی بہتر ہوتا ہے جو رعایت وہ کرے گا دوسرا نہ کرے گا، تب صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت مانگی، اس پر آیت نازل ہوئی اور رخصت مل گئی اور فرمادیا گیا کہ پہلی ممانعت بھی اس صورت میں تھی جب ان کا حق ادا نہ کیا جاتا اور یتیموں کا حق ادا کرنے کی تاکید تھی، بس جو بھلائی کرنے کے ارادہ سے نکاح کرتا ہے تو اجازت ہے۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ
وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا
بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا
كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا
رَحِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ
اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ
اتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿١٣١﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿١٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ
أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ
قَدِيرًا ﴿١٣٣﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ
ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿١٣٤﴾

منزل ۱

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی جانب سے اکھڑے رہنے یا بے رخی کا ڈر ہو تو اس میں ان دونوں کے لیے کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ آپس میں کچھ صلح کرلیں اور صلح کر لینا ہی بہتر ہے اور طبیعتوں میں حرص پیش پیش رہتی ہے اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری رکھو تو یقیناً اللہ تمہارے سب کاموں کی خبر رکھتا ہے[۱] (۱۲۸) اور تم جتنا بھی چاہو بیویوں کے درمیان ہرگز برابری نہیں کر سکتے تو تمہارا جھکاؤ پوری طرح ایک طرف نہ رہے کہ دوسری کو معلق چھوڑ دو اور اگر تم موافقت کرلو اور پرہیزگاری کرو تو بیشک اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[۲] (۱۲۹) اور اگر دونوں الگ ہوجائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے نیاز کردے گا اور اللہ بڑی وسعت والا بڑی حکمت والا ہے[۳] (۱۳۰) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جاچکی ہے ہم ان کو بھی تاکید کرچکے اور تم کو بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم منکر ہوئے تو بلاشبہ جو بھی آسمانوں میں اور جو بھی زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ تو بڑا بے نیاز ستائش کے قابل ہے (۱۳۱) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کام بنانے کو اللہ ہی کافی ہے[۴] (۱۳۲) اور اگر وہ چاہے تو اے لوگو! وہ تم سب کو چلتا کردے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے[۵] (۱۳۳) جو کوئی دنیا کا انعام چاہتا ہو تو اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں جگہ کا انعام ہے اور اللہ خوب سنتا خوب نظر رکھتا ہے[۶] (۱۳۴)

---

(۱) عورت بے اعتنائی محسوس کرے اور وہ اپنے کچھ حق سے دستبردار ہو کر صلح صفائی کے ساتھ رہنا چاہے تو یہ علاحدگی سے بہتر ہی ہے، طبیعتوں میں حرص ہوتی ہے، مرد بوجھ ہلکا محسوس کرے گا تو راضی ہوجائے گا لیکن مردوں کو چاہیے وہ سلوک رکھیں اور تنگ نہ کریں (۲) اگر کئی بیویاں ہیں تو سب میں برابری لازم ہے البتہ دل کے تعلق پر مواخذہ نہیں ہے، یہ نہ ہو کہ جس سے تعلق نہیں ہے اس کو یوں ہی چھوڑ رکھے، نہ حق ادا کرے نہ علاحدہ کرے (۳) اگر نباہ ممکن نہ ہو رہا ہو تو علاحدگی کی بھی شکل موجود ہے اللہ سب کا کارساز ہے (۴) تین بار کہا گیا کہ اللہ ہی کا ہے جو آسمان و زمین میں ہے، پہلی مرتبہ اس کی وسعت کا ذکر ہے دوسری بار بے نیازی کا اگر تم نہیں مانتے تو اس سے اس کا کیا نقصان ہوگا وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور تیسری بار کارسازی کا، اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو وہ تمہارے کام بناتا چلا جائے گا (۵) اس میں بھی اس کے استغنا کا بیان ہے (۶) اگر تم اللہ کی فرمانبرداری کرو تو تمہیں دین و دنیا کی نعمتیں حاصل ہوں تو اس سے بڑھ کر احمق کون ہوگا جو دنیا کے لیے آخرت کو گنوائے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟ قَوَّٰمِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَٱللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلْهَوَىٰٓ أَن تَعْدِلُوا۟ ۚ وَإِن تَلْوُۥٓا۟ أَوْ تُعْرِضُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ٱزْدَادُوا۟ كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًۢا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ ٱلْمُنَٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ ٱلَّذِينَ يَتَّخِذُونَ ٱلْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ ٱلْعِزَّةَ فَإِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلْكِتَٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا۟ مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا۟ فِى حَدِيثٍ غَيْرِهِۦٓ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ جَامِعُ ٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱلْكَٰفِرِينَ فِى جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١٤٠﴾

منزل ۱

اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے، اللہ کے لیے گواہی دینے والے بن کر رہو خواہ وہ خود تم پر پڑے یا ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں پر پڑے، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان دونوں کا ان سے زیادہ خیر خواہ ہے تو تم خواہش پر مت چلو کہ انصاف نہ کرو اور اگر تم توڑ مروڑ کرو گے یا پہلو بچاؤ گے تو اللہ تمہارے کاموں کی خوب خبر رکھنے والا ہے[1] (۱۳۵) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری یقین پیدا کرو اور جس نے اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کو نہ مانا وہ دور جا بھٹکا (۱۳۶) بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر انکار میں بڑھتے چلے گئے اللہ ان کو ہرگز معاف کرنے والا نہیں اور نہ ہی ان کو راستہ دینے والا ہے[2] (۱۳۷) منافقین کو خوشخبری دے دیجیے کہ یقیناً ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۳۸) جو اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں، کیا ان کے پاس وہ عزت کی تلاش میں ہیں بس عزت تو سب کی سب اللہ ہی کے لیے ہے (۱۳۹) اور وہ تو تم پر کتاب میں یہ بات اتار چکا کہ جب بھی تم اللہ کی آیتوں کا انکار ہوتے اور ان کا مذاق بنتے سنو تو ایسوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ اس کے علاوہ دوسری گفتگو میں نہ لگ جائیں ورنہ تو تم بھی ان ہی کی طرح ہو جاؤ گے، یقیناً اللہ منافقوں اور کافروں کو ایک ساتھ جہنم میں اکٹھا کر کے رہے گا[3] (۱۴۰)

---

(۱) گواہی انصاف کے ساتھ دو اور اس میں امیر و غریب کا فرق بھی نہ کرو اور نہ اپنا اور پرایا دیکھو، جو بات سچ ہو وہ کہہ دو، اگر اس میں کسی غریب کو نقصان ہو بھی رہا ہو تو اللہ ان کا ان سے زیادہ خیر خواہ ہے اور اگر تم بات ادھر کی ادھر کرو گے اور سچی بات بتانے سے پہلو تہی کرو گے تو اللہ سب جانتا ہی ہے تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی (۲) ایمان والوں کو تلقین ہے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں، یقین پیدا کریں تا کہ کفر سے نفرت پیدا ہو جائے اور جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے محض دنیا کی ہوس میں اور ان کا کفر بڑھتا گیا تو یہ لوگ دور گمراہی میں جا پڑے، یہ منافقوں کا ذکر ہے اور یہودیوں کا کہ موسیٰ پر ایمان لائے پھر بچھڑا پوج کر کافر ہو گئے پھر توبہ کی پھر عیسیٰ کا انکار کر کے کافر ہوئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے کفر و انکار میں پختہ ہو گئے (۳) منافقوں کا کام ہی دین کا استہزاء کرنا تھا، ان کی مجلسیں اس سے خالی نہ ہوتی تھیں، مسلمانوں کو حکم ہے کہ ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے گریز کریں ورنہ ان ہی میں شمار ہوں گے۔

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا
أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ
نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿١٤١﴾
إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا
إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ
اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا
إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَن تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿١٤٤﴾
إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ
لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ
وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ
اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ
إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾

منزل ۱

جوتمہاری تاک میں رہتے ہیں، پھر اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح ہوتی ہے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کی قسمت یاوری کرگئی تو (ان سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تمہیں گھیر نہ رکھا تھا اور مسلمانوں سے بچایا نہ تھا؟ بس اللہ ہی قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کردے گا اور اللہ ہرگز مسلمانوں پر کافروں کو کوئی راہ نہ دے گا[1] (۱۴۱) بلاشبہ منافقین اللہ سے چال چل رہے ہیں حالانکہ اللہ ان ہی پر چالوں کو الٹ رہا ہے[2] اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بے دلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (صرف) لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو تو کچھ یونہی سا یاد کرتے ہیں (۱۴۲) اسی کے بیچ ڈانواڈول رہتے ہیں نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے اور اللہ جس کو گمراہ کردے آپ ہرگز اس کے لیے راستہ نہیں پاسکتے[3] (۱۴۳) اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف اللہ کی کھلی حجت قائم کرلو[4] (۱۴۴) یقیناً منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے اور آپ ان کا کوئی مددگار نہ پائیں گے (۱۴۵) سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے توبہ کی اور اصلاح کرلی اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کا سہارا پکڑا اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرلیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور آگے اللہ ایمان والوں کو بڑا اجر دینے والا ہے (۱۴۶) اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور مان لو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تو بڑا قدردان اور خوب جاننے والا ہے[5] (۱۴۷)

---

(۱) دنیا کے حریص ہیں مسلمانوں کو فتح ہوتی ہے تو ان میں شریک ہونا چاہتے ہیں مال غنیمت کی ہوس میں، اور کافروں کو فتح ہو تو ان کے پاس جا کر احسان جتاتے ہیں، کہ تم ہارنے والے تھے مگر ہم نے تمہیں بچایا لہٰذا ہمیں ان خدمات کا مالی صلہ دو اور ان کی اصل تمنا تو یہ ہے کہ مسلمان مٹ جائیں اور یہ قیامت تک نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ اس کا موقع نہیں دے گا (۲) اپنے کفر وانکار کو چھپا کر سمجھتے تھے کہ دھوکہ میں ڈالے رکھیں گے، اللہ نے سب کھول دیا کہ اب کسی قابل نہ رہے، اور خود ایسا دھوکہ کھائے کہ دنیا اور آخرت دونوں گنوا دیئے (۳) منافقوں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ نماز بھی دکھانے کے لیے پڑھتے ہیں تاکہ مسلمان سمجھے جائیں، نہ ان کو اسلام پر بھروسہ ہے اور نہ کفر وانکار پر، سخت تردد وحیرت میں ڈانواڈول ہو رہے ہیں (۴) کافروں سے دوستیاں رچانا منافقانہ عمل ہے، تو تم اس سے دور رہو تاکہ تمہارے خلاف کوئی ثبوت نہ قائم ہوجائے، اور منافقوں کا حال اگلی آیت میں بیان ہو رہا ہے (۵) جو بھی کافر یا منافق توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو اللہ عذاب کیوں دینے لگا، وہ تو بڑا ہی رحیم وکریم ہے، تم مان لو تو اس کی نعمتوں کا مزہ اٹھاؤ۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا
عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ
يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ
عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ
فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ
اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ
ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ
الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا
لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

منزل ۱

اللہ (کسی کی) بری بات کا چرچا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ خوب سنتا جانتا ہے[۱] (۱۴۸) تم اگر بھلائی کھول کر کرو یا چھپا کر کرو یا برائی سے درگزر کر جاؤ تو بلاشبہ اللہ تو بہت معاف کرنے والا قدرت رکھنے والا ہے[۲] (۱۴۹) بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ کچھ کو ہم مانتے ہیں اور کچھ کو نہیں مانتے اور وہ اس کے درمیان سے راستہ نکالنا چاہتے ہیں (۱۵۰) وہی لوگ حقیقت میں کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے[۳] (۱۵۱) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور ان میں کسی کے درمیان فرق نہیں کیا ایسوں کو اللہ جلد ہی ان کے اجر عطا فرما دے گا اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۵۲) اہل کتاب آپ سے فرمائش کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار دیں تو موسیٰ سے وہ اس سے بڑی فرمائش کر چکے ہیں تو انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں اللہ کھلم کھلا دکھا دیجیے تو ان کے ناحق اس کام کی وجہ سے بجلی ان پر آن گری پھر ان کے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی انھوں نے بچھڑا بنا لیا تو ہم نے اسے معاف کیا اور ہم نے موسیٰ کو کھلا اقتدار عطا کیا (۱۵۳) اور ان سے عہد و پیمان لینے کے لیے ہم نے ان کے اوپر طور پہاڑ کو اٹھا دیا اور ہم نے ان سے کہا کہ دروازہ سے سروں کو جھکا کر داخل ہونا اور ہم نے ان سے کہا کہ سنیچر میں حد سے تجاوز مت کرنا اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا[۴] (۱۵۴)

---

(۱) بے ضرورت لوگوں کے عیوب ظاہر نہ کیے جائیں، غیبت اللہ کو سخت ناپسند ہے، ہاں اگر کوئی مظلوم ہے تو وہ اپنے بچاؤ کے لیے ظالم کے ظلم کو بیان کرسکتا ہے، اور اللہ خوب سنتا جانتا ہے، اگر اس کو نہ بھی بیان کیا گیا تو اللہ مظلوم کا کارساز ہے (۲) اس میں تلقین ہے کہ اللہ قدرت کے باوجود معاف فرماتا ہے تو بندوں کے لیے بھی معاف کر دینا بہتر ہے (۳) خاص طور پر یہودیوں کا ذکر ہے جو موسیٰ کو مانتے تھے، عیسیٰ کا انکار کرتے تھے اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو یہودیوں اور عیسائیوں دونوں نے انکار کر دیا (۴) چند یہودی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ رسول ہیں تو آسمان سے لکھی لکھائی کتاب لا کر دیجیے جیسا کہ موسیٰ لائے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کیسی کیسی فرمائشیں کیں جو پوری ہوئیں پھر بھی انکار کر گئے اور بچھڑا پوجنے لگے، اور جو احکامات دیئے گئے ان کو نہ مانا، طور پہاڑ ان کے اوپر کر دیا گیا اور کہا گیا کہ مانو ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا تو مجبوراً مانا، جب کہا گیا کہ شہر میں عاجزی کے ساتھ داخل ہو تو اکڑتے ہوئے اور ہذیان بکتے ہوئے داخل ہوئے اور جب کہا گیا کہ سنیچر کے دن کا شکار نہ کرنا تو بھی نہ مانے اور حیلے بہانے کر کے شکار کرنے لگے، اللہ فرماتا ہے کہ ساری نشانیوں کو دیکھ کر بھی انھوں نے مان کر نہ دیا تو اب ان کے نئے مطالبہ پر نشانیاں دکھا بھی دی جائیں تو ان کو کیا حاصل۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا
عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ
الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا
حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ
بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ
الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ
الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ع ۲۲

منزل ۱

تو ان کے عہد و پیمان توڑنے، اللہ کی آیتوں کے انکار اور نبیوں کے ناحق قتل کی بنا پر اور ان کی اس بات پر کہ ہمارے دل مہر بند ہیں (اللہ نے ان پر پھٹکار کی) بلکہ ان کے انکار کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو بہت ہی کم وہ ایمان لاتے ہیں[1] (۱۵۵) اور ان کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے[2] (۱۵۶) اور ان کی اس بات پر کہ ہم نے اللہ کے رسول مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو قتل کیا جبکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی دی البتہ ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا اور جو لوگ بھی ان کے سلسلہ میں اختلاف میں پڑے وہ ضرور ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں، اٹکل مارنے کے سوا ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں اور یہ طے شدہ ہے کہ انھوں نے ان کو قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ اللہ نے ان کو اپنے پاس اٹھا لیا اور اللہ غالب ہے حکمت رکھتا ہے[3] (۱۵۸) اور اہل کتاب میں سے ہر ایک ان کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لا کر رہے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے[4] (۱۵۹) تو یہودیوں کی زیادتیوں کی بنا پر ہم نے کتنی ہی پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو ان کے لیے حلال کی جا چکی تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ اکثر اللہ کے راستہ کا روڑا بنتے تھے (۱۶۰) اور ان کے سود لینے کی وجہ سے جبکہ ان کو اس سے روکا جا چکا تھا اور ناحق لوگوں کے مال کھانے کی وجہ سے اور ہم نے ان میں انکار کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۶۱) لیکن ان میں علم میں گہرائی رکھنے والے اور ایمان والے اس کو بھی مانتے ہیں جو آپ پر اتارا گیا اور اس کو بھی جو آپ سے پہلے اتارا جا چکا اور ہر حال میں وہ نماز قائم رکھتے ہیں[5]، اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے یہ سب ایسے ہی لوگ ہیں جن کو ہم آگے بڑے اجر سے نوازیں گے (۱۶۲)

(۱) ان کا کام مسلسل نافرمانیاں کرنا ہے وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی (۳) یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ کو سولی پر چڑھا دیا، نصاریٰ مختلف باتیں کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے بدن کو سولی ہوئی روح مبارک اوپر چلی گئی، کوئی کہتا ہے کہ سولی کے تین روز کے بعد اٹھا لیے گئے اور صحیح بات یہ ہے کہ نہ ان کو قتل کیا جا سکا اور نہ سولی پر چڑھایا جا سکا بلکہ اللہ نے ان کو اپنے پاس اٹھا لیا، البتہ سولی دینے والوں کو شبہ میں ڈال دیا گیا اور وہ یہ کہ ان کو سولی کے لیے لے جایا جا رہا تھا تو جمعہ کا دن تھا اور سورج غروب ہونے والا تھا اس کے بعد ان کے سب کام بند ہو جاتے تھے اور سنیچر چھٹی کا دن تھا اس لیے ان کو پھانسی کی جلدی تھی، ان کے یہاں دستور تھا کہ جس کو پھانسی ہونی ہوتی تھی وہی پھانسی کا تختہ لے کر چلتا تھا، حضرت عیسیٰ کمزور ہو گئے تھے، تختہ اٹھا کر تیز چلنا مشکل ہو رہا تھا، ان میں ایک منچلے نے لکڑی ان سے لے لی اور تیز تیز آگے بڑھنے لگا، جب سولی کی جگہ پہنچے تو جو لکڑی لیے ہوئے تھا اسی کو پکڑ لیا گیا اور اللہ کا کرنا کہ وہ عیسیٰ کے مشابہ کر دیا گیا، بس سب نے اسی کو پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا اور اسی دوران حضرت عیسیٰ کو اٹھا لیا گیا، بس اپنی دانست میں انھوں نے عیسیٰ کو سولی پر لٹکایا اور حقیقت میں وہ کوئی اور تھا (۴) حضرت عیسیٰ زندہ ہیں، دجال کے زمانہ میں آئیں گے، اس کو ماریں گے پھر سب یہودی عیسائی ان پر ایمان لے آئیں گے ←

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ
وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ وَإِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ
وَٱلْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَـٰرُونَ وَسُلَيْمَـٰنَ ۚ
وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَـٰهُمْ عَلَيْكَ مِن
قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ
تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ
عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾
لَّـٰكِنِ ٱللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦ ۖ وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ
يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَ
صَدُّوا۟ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ قَدْ ضَلُّوا۟ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ
ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَظَلَمُوا۟ لَمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ
طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ
عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلرَّسُولُ بِٱلْحَقِّ
مِن رَّبِّكُمْ فَـَٔامِنُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا۟ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِى
ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾

منزل ۱

یقیناً ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے جیسا کہ ہم نے نوح اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی کی اور ہم نے ابراہیم واسمٰعیل اور اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور دی (۱۶۳) اور کتنے رسول ہیں جن کے واقعات ہم آپ کو پہلے ہی بتا چکے اور کتنے رسول ہیں جن کے واقعات ہم نے آپ کو ابھی تک نہیں بتائے اور اللہ نے موسیٰ کو شرف ہم کلامی بخشا (۱۶۴) یہ وہ رسول ہیں جو ہم نے بھیجے بشارت سنانے اور خبردار کرنے کے لیے تاکہ ان رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ پر کوئی الزام نہ رہ جائے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (۱۶۵) البتہ اللہ نے آپ پر جو اتارا وہ اس پر گواہ ہے، وہ اس نے اپنے علم کے ساتھ اتارا اور ملائکہ بھی گواہ ہیں اور اللہ ہی گواہی کے لیے کافی ہے[1] (۱۶۶) بلاشبہ جنھوں نے انکار کیا اور اللہ کے راستہ میں روڑا بنے وہ دور جا بھٹکے ہیں (۱۶۷) بے شک اللہ کافروں اور حق دبانے والوں کو ہرگز معاف کرنے والا نہیں اور نہ ہی ان کو راستہ دینے والا ہے (۱۶۸) سوائے جہنم کے راستہ کے اسی میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہ اللہ کے لیے بہت آسان ہے (۱۶۹) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے رسول حق لے کر آچکا، بس ایمان لے آؤ کہ تمہارا بھلا ہو اور اگر تم نہیں مانتے تو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے[2] (۱۷۰)

← اور مسلمان تو ان کو نبی مانتے ہی ہیں۔ (۵) اس سے نماز کی اہمیت بتانی بطور خاص مقصود ہے کہ اپنے تمام مطلوبہ اوصاف کے ساتھ کسی حال میں بھی نماز نہیں چھوڑتے۔

(۱) حضرات انبیاء پر جو اترا سب حق ہے سب پر ایمان اجمالی طور پر لازم ہے لیکن جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اس میں وہ علم ہے جو اللہ نے ظاہر کرنے کے لیے بھیجا، یہ خصوصیت اور کسی کتاب کی نہیں، یہ کتاب قیامت تک اسی طرح قائم رہے گی، اس کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کو ماننا لازم ہے (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب الٰہی کی تصدیق و توثیق اور یہود و نصاریٰ کی تضلیل کے بعد عام منادی کر دی گئی کہ سچ آچکا، سچے اور آخری رسول آچکے، آخری کتاب آچکی، مانو گے تو تمہارا بھلا ہے ورنہ اللہ میں سب قدرت ہے وہ ماننے والوں اور نہ ماننے والوں سب کو جانتا ہے اس کے مطابق وہ معاملہ کرے گا۔

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ۖ وَلَا تَقُولُوا۟ ثَلَٰثَةٌ ۚ ٱنتَهُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٌ ۘ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ﴿١٧١﴾ لَّن يَسْتَنكِفَ ٱلْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ٱلْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ﴿١٧٢﴾ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِۦ ۖ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسْتَنكَفُوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟ فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧٣﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَٰنٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَٱعْتَصَمُوا۟ بِهِۦ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِى رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَٰطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾

منزل ۱

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو اور اللہ کے بارے میں وہی بات کہو جو ٹھیک ہو، بیشک مسیح، مریم کے بیٹے عیسیٰ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم تک پہنچا دیا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں تو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو مانو اور (خدا کو) تین مت کہو اس سے باز آجاؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہوگا یقیناً اللہ تو صرف ایک ہی معبود ہے اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور کام بنانے کے لیے اللہ کافی ہے[1] (١٧١) مسیح کو اس سے ہرگز کوئی عار نہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہوں اور نہ ہی مقرب فرشتوں کو، جس کو بھی اس کی بندگی سے عار ہوگا اور اکڑے گا تو جلد ہی ان سب کو وہ اپنے پاس جمع فرمائے گا (١٧٢) بس جنھوں نے مانا اور نیک کام کیے تو وہ ان کو ان کا پورا پورا بدلہ دے دے گا اور اپنے فضل سے بڑھا کر دے گا اور جنھوں نے عار کیا اور اکڑے تو وہ ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی پاسکیں گے اور نہ کوئی مددگار[2] (١٧٣) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے کھلی دلیل آچکی اور ہم نے تمہاری طرف واضح روشنی اتار دی (١٧٤) تو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے اس کو مضبوط تھام لیا تو وہ جلد ہی ان کو اپنی خاص رحمت اور فضل میں داخل فرما دے گا اور ان کو اپنی طرف سیدھے راستہ پر پہنچا دے گا[3] (١٧٥)

(١) اہل کتاب اپنے نبیوں کی تعریف میں غلو کرتے اور حد سے نکل جاتے، خدا ہی بنا دیتے یا خدا کا بیٹا کہتے، اس پر سخت نکیر کی جارہی ہے اور حکم ہو رہا ہے کہ اللہ کی شان میں اپنی طرف سے باتیں مت کہو جو نبیوں نے سچ سچ بتایا وہ مانو، پھر خاص طور پر عیسائیوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ اللہ کی ذات اولاد سے پاک ہے، عیسیٰ اللہ کے رسول ہیں جن کو اللہ نے کلمہ "کُــنْ" سے روح ڈال کر خاص طریقہ پر پیدا کیا تو ان کو اور ان کی ماں کو خدائی میں شریک مت کرو اور تین خدا مت بتاؤ (٢) ساری مخلوق اللہ کی بندگی میں لگی ہے اور یہی سب کے لیے باعث شرف ہے، نہ عیسیٰ علیہ السلام کو بندگی سے عار ہے اور نہ فرشتوں کو البتہ ذلت دوسرے کی بندگی میں ہے جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا اور مشرکین مکہ نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا تو وہ شرک کے نتیجہ میں اللہ کے غضب اور عذاب کے مستحق ہوئے (٣) آخری کتاب بھی آچکی اور آخری رسول بھی آچکے اب وہی کامیاب ہوگا جو مانے گا اور ان کو مضبوطی سے تھام لے گا، ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت ہوگی۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۗ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ﴿١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢﴾

منزل۲

وہ آپ سے حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تم کو ''کلالہ'' کا حکم بتاتا ہے اگر کوئی شخص مرجائے اس کے اولاد نہ ہواوراس کی ایک بہن ہوتو جو بھی اس نے چھوڑا اس میں سے وہ آدھے کی حقدار ہوگی اور (اگر بہن پہلے مرجائے تو) وہ (بھائی) اس کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں تو وہ جو بھی چھوڑ جائے اس کا دوتہائی ان کا ہوگا اور اگر کئی بھائی بہن ہیں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی تو مرد کے لیے دوعورتوں کے حصے کے برابر ہے اللہ تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[۱] (۱۷۶)

﴿سورۂ مائدہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان کو پورا کرو[۲]، تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں[۳] سوائے ان چیزوں کے جو تمہیں آگے بتائی جائیں گی ہاں تم احرام کی حالت میں شکار کو جائز مت سمجھو بلاشبہ اللہ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے[۴] (۱) اے ایمان والو! اللہ کے شعائر[۵] کی بے حرمتی مت کرنا اور نہ محترم[۶] مہینہ کی اور نہ قربانی کے جانور کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلوں میں پٹے پڑے ہوں[۷] اور نہ محترم گھر کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے رب کے فضل اور خوشنودی کے طلب گار ہیں اور جب تم احرام اتار دو تو شکار کر سکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی کہ انھوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تم کو زیادتی پر آمادہ نہ کردے[۸] اور (دیکھو) نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور سرکشی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۲)
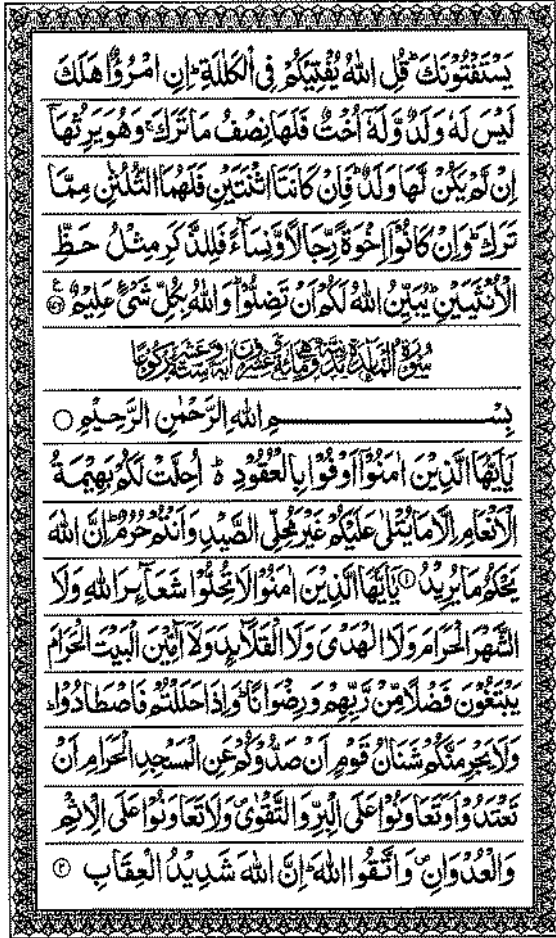
(۱) شروع سورت میں کلالہ کی میراث بیان ہوچکی ہے صحابہ نے اس کی تفصیل پوچھنی چاہی تو یہ آیت اتری کہ کلالہ وہ ہے جس کے نہ اولاد ہو نہ باپ ماں ہوں، اب اگر اس کے بھائی بہن ہیں تو ان کو اسی تفصیل سے ملے گا جس تفصیل سے اولاد کو ملتا ہے، صرف ایک بھائی ہے تو اس کو پورا، اگر صرف ایک بہن ہے تو اس کو آدھا، اگر کئی بہنیں ہیں تو ان کو دوتہائی اور اگر بھائی بھی ہیں اور بہن بھی ہیں تو بھائی کے دو حصے اور بہن کا ایک حصہ، اسی طرح اگر بہن مرجائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو بھائی عصبہ ہوکر وارث ہوگا (۲) ایمان درحقیقت تمام قوانین واحکام الٰہیہ کے ماننے اور جملہ حقوق ادا کرنے کا ایک مضبوط عہد ہے (۳) یہودیوں کی شرارتوں کا نتیجہ تھا کہ بہت سی حلال چیزیں ان پر حرام کردی گئیں، اس امت کے لیے وہ چیزیں حلال کی گئی ہیں مثلاً اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور اس جنس کے تمام پالتو جانور اور جنگلی جانور مثلاً ہرن، نیل گائے وغیرہ سوائے ان کے جن کو آگے اسی سورہ میں بیان کیا جائے گا (۴) اس جملہ نے ان اعتراضات کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی جو اپنی عقل سے کہتے ہیں فلاں جانور کیوں حلال ہے اور فلاں کیوں حرام ہے، اللہ جو چاہے حکم کرے ہر چیز اس کی حکمت سے بھری ہے وہ ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے (۵) شعائر اللہ یعنی وہ چیزیں جو اللہ کی عظمت کی خاص علامات قرار دی گئی ہیں یعنی حرم، بیت اللہ، صفا ومروہ، جمرات، مساجد، قربانی کا جانور، کتب سماویہ وغیرہ (۶) خاص طور پر ذی الحجہ اور دوسرے محترم مہینے ذوالقعدہ، محرم اور رجب، ان کا احترام یہ ہے کہ تقویٰ لازم پکڑے اور خاص طور پر حجاج کا خیال رکھے ←

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ
اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ
اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ
مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْــَٔـلُوْنَكَ
مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ
مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④
اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ
لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ⑤

ع ١

منزل ٢

تم پر حرام ہوا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا اور جو گھٹ کر مرا یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو درندے نے کھایا سوائے اس کے کہ تم نے (اس کو مرنے سے پہلے) ذبح کر لیا ہو[1] اور جس کو پوجے جانے والے پتھروں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ کہ تم جوے کے تیروں سے فال نکالو، یہ سب نافرمانی کی باتیں ہیں، آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے تو ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین کے طور پر تمہارے لیے اسلام کو پسند کر لیا[2]، پھر جو بھوک سے بیقرار ہو گیا گناہ کی طرف رغبت کیے بغیر تو بلاشبہ اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[3] (۳) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کیا چیزیں حلال ہیں، آپ فرما دیجیے کہ تمہارے لیے تمام پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سکھا سکھا کر سدھا لیا تو جو وہ تمہارے لیے رکھ چھوڑیں اس میں سے کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے[4] (۴) آج تمہارے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے جائز ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے جائز ہے اور (اسی طرح) ایمان والی پاکدامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاکدامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے (تمہارے لیے جائز ہیں) جب تم ان کو نکاح کی پاکی میں لیتے ہوئے ان کا مہر دے دو مستی نکالتے ہوئے نہیں اور نہ چوری چھپے آشنائی کرتے ہوئے اور جو کوئی ایمان سے انکار کرے گا تو اس کا سب کیا دھرا غارت ہوا اور وہ آخرت میں گھاٹا اٹھانے والوں میں ہے[5] (۵)

← (۷) قربانی کے جانور کے گلے میں علامت کے طور پر پٹہ ڈالتے تھے (۸) حدیبیہ کے موقع پر مشرکوں نے عمرہ سے روکا تو تم دشمنی میں حد سے آگے مت بڑھ جانا، اسلام میں ہر چیز کے حدود متعین ہیں دشمن کے ساتھ بھی کسی قسم کی زیادتی جائز نہیں۔

(۱) ذبح کے علاوہ جانور کسی بھی شکل میں مرجائے وہ حرام ہے (۲) کفار اس سے مایوس ہو چکے کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اور انصاب وازلام اور بت پرستی کی طرف لے جائیں، دین مکمل ہو چکا اب اس میں ترمیم کا امکان نہیں، اللہ کی نعمت پوری ہو چکی، اب کسی دوسری طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں اور قیامت تک کے لیے اسلام کو پوری انسانیت کے لیے پسند کر لیا گیا، اب کامیابی اسی میں منحصر ہے، ان حالات میں تمہیں خوف کرنے کی ضرورت نہیں وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، البتہ اس محسن حقیقی کی ناراضگی سے ڈرتے رہو جس کے ہاتھ میں تمہاری کامیابی اور ناکامی ہے، یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر اتری جب ایک لاکھ سے اوپر صحابہ آپ کے ساتھ تھے اور تیئیس سالہ محنت کے نتائج سامنے تھے، دن بھی عرفہ کا اور جمعہ کا تھا اسی لیے جب کسی یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے یہاں اترتی تو ہم عید مناتے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس دن یہ آیت اتری وہ دو عیدوں کا دن تھا عرفہ بھی تھا اور جمعہ بھی (۳) حلال و حرام کا قانون تو پورا ہو چکا اب اگر کوئی ←

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

منزل ٢

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھوتو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور پیروں کو ٹخنوں سمیت (دھولیا کرو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہوتو اچھی طرح پاک ہولو، اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی استنجاء کرکے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرلو، اللہ تمہیں بالکل تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا البتہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر مکمل کردے، شاید کہ تم شکر کرنے لگ جاؤ[1] (٦) اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو اور اس عہد کو یاد کرو جو اس نے تم سے لیا تھا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ دلوں کے حال کو خوب جانتا ہے[2] (٧) اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دینے کو اللہ کے لیے کھڑے ہوجایا کرو، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرتے رہو یہی تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے[3] (٨) ان لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے کہ ان کے لیے مغفرت ہے اور بہت بڑا ثواب ہے (٩)

← مضطر ہوتو وہ جان بچانے کی حد تک حرام کھا سکتا ہے اللہ اس کو معاف فرمادیں گے لیکن اگر اس میں رغبت کا دخل ہوا تو یہ سخت گناہ کی بات ہے (٤) حرام چیزوں کے بعد یہ سوال ہوا کہ حلال چیزیں کیا کیا ہیں، اس کا جواب ہوا کہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے جو بھی صاف ستھری چیز ہو اور اس میں کوئی نقصان نہ ہو وہ جائز ہے، بعض لوگوں نے شکاری جانور کے بارے میں سوال کیا تھا اس کا تفصیل سے جواب ہے اور چار شرطوں کے ساتھ شکاری جانور کے شکار کو جائز کہا گیا کہ وہ جانور سدھائے ہوئے ہوں، دوسرے یہ کہ شکار کے لیے چھوڑے جائیں، تیسرے یہ کہ وہ خود اس میں سے نہ کھائیں، چوتھے یہ کہ چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جائے (٥) اہل کتاب کے ساتھ دو خصوصیتیں برتی گئیں، ایک ان کے ذبیحہ کو حلال رکھا گیا دوسرے ان کی عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا لیکن موجودہ یہودی اور عیسائی چونکہ بالکل اپنے دین سے ہٹ گئے ہیں اس لیے احتیاط ہی بہتر ہے خاص طور پر ان کی عورتوں سے شادی ایمان کے لیے خطرہ بن سکتی ہے اس لیے اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے، ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی کی جارہی ہے کہ خاندانی نظام کو وجود میں لانا مقصود ہو شہوت رانی پیش نظر نہ ہو اور نہ بغیر نکاح کے غلط تعلقات قائم کیے جائیں۔

(١) وضو کی ضرورت بار بار پڑتی ہے اس لیے اس میں کھلے ہوئے اعضاء کو دھونے کا حکم ہے لیکن اگر جنابت ہوتو غسل ضروری ہے اور اگر غسل یا وضو کے لیے پانی نہ مل سکے یا اس کا استعمال مضر ہوتو تیمّم کی اجازت دی گئی، یہ اللہ کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے (٢) غالباً سورہ بقرہ کی آخری آیتوں کی طرف اشارہ ہے جس میں ایمان والوں نے کہا تھا کہ "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" ہم نے سب احکامات سن لیے اور ہم سب تسلیم کرتے ہیں (٣) ایسا عدل وانصاف جسے کوئی دوستی اور دشمنی نہ روک سکے اور جس کے اختیار کرنے سے متقی بننا سہل ہوجاتا ہے اس کے حصول کا واحد ذریعہ خدا کا ڈر اور اس کی شان انتقام کا خوف ہے اور یہ خوف "اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب جانتا ہے) کے بار بار استحضار سے پیدا ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ﴿١٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ
وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ
لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ
بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ
تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾

منزل ۲

اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنم والے ہیں (١٠) اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب ایک قوم نے تم پر ہاتھ اٹھانے چاہے تو اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں[1] (١١) اور یقیناً اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں بارہ ذمہ دار مقرر کیے تھے اور اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہی ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کو تقویت پہنچاؤ اور اللہ کو اچھی طرح قرض[2] دو تو میں ضرور تمہاری برائیوں کو تم سے مٹادوں گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، پھر اس کے بعد بھی جو انکار کرے تو وہ صحیح راستہ سے بھٹک گیا (١٢) پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہی ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا، وہ باتوں کو اپنی جگہ سے بدلنے لگے اور جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا (بڑا) حصہ انھوں نے فراموش کر دیا[3] اور ان میں تھوڑے لوگوں کو چھوڑ کر آپ کو برابر ان کی خیانت کا پتہ چلتا رہتا ہے تو آپ ان کو معاف کر دیجیے اور ان سے درگزر فرمائیے بیشک اللہ نیک کردار رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے[4] (١٣)

(١) کفار مکہ نے کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اللہ نے حفاظت کی، اب ان پر غلبہ کے بعد مسلمانوں کو عدل وانصاف ہی سے کام لینا ہے جس کی تلقین پہلی آیتوں میں کی جا چکی ہے، ہوسکتا ہے کہ اس سے کسی کے دل میں خیال ہو کہ اس نرم رویے سے تو پھر وہ جری ہو جائیں گے، اس لیے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اسی پر بھروسہ رکھو (٢) خدا کو قرض دینے سے مراد اس کے رسولوں کی حمایت میں دین کے راستہ میں خرچ کرنا ہے جس طرح قرض دینے والا واپسی کی امید رکھتا ہے اور لینے والا ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے راستہ میں خرچ کی ہوئی چیز ہرگز کم نہ ہوگی اس کی ادائیگی اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے (٣) بنی اسرائیل کی عہد شکنیوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، دلوں کی سختی اسی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی پھر انھوں نے کتابوں میں تحریفات کیں اور اس کا بڑا حصہ فراموش کر دیا اس کا اعتراف خود عیسائی مؤرخوں نے بھی کیا ہے (٤) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ ابھی آپ ان کے سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ کریں اپنے وقت پر اللہ ان سے خود نمٹ لے گا۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا
مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ
كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ
مُّبِيْنٌ ۝۱۵ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ
سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ
بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۶ لَقَدْ
كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ
قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ
الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ
مَا يَشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷

منزل۲

اور جو کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا تو ان کو جو بھی نصیحت کی گئی اس کا (بڑا) حصہ وہ بھلا بیٹھے تو ہم نے قیامت تک کے لیے ان میں آپس کی عداوت ونفرت ڈال دی اور جو کچھ بھی وہ کرتے رہتے ہیں اللہ آگے ان کو سب بتا دے گا[1] (۱۴) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے رسول آچکے، کتاب کی جو چیزیں تم چھپایا کرتے تھے ان میں بہت سی چیزیں وہ تمہارے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور بہت سی چیزوں سے درگذر بھی کر جاتے ہیں[2] تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کھلی کتاب آچکی ہے[3] (۱۵) جو بھی اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے اللہ ان کو سلامتی کی راہوں پر ڈال دیتا ہے اور اپنے حکم سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور ان کو سیدھا راستہ چلاتا ہے (۱۶) جنھوں نے بھی کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے وہ یقیناً کافر ہوگئے آپ فرما دیجیے کہ اگر وہ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں کو اور زمین کا سب کچھ ہلاک کرنا چاہے تو اللہ کے سامنے کون ہے جو کچھ بھی اختیار رکھتا ہو اور آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان جو بھی ہے اس کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے وہ پیدا فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[4] (۱۷)

(۱) نصاریٰ کا بھی وہی حال ہوا، انھوں نے بھی عہد کو بھلا دیا بس اللہ نے ان میں آپسی پھوٹ ڈال دی اور ان کے دسیوں فرقے ہوئے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے، عالمی جنگیں انھوں نے آپس ہی میں لڑیں جس میں لاکھوں لوگ مارے گئے (۲) جو حقائق انھوں نے چھپائے تھے ان میں جن کا بیان ضروری تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور جو غیر ضروری تھے ان سے اعراض فرمایا (۳) بظاہر ''روشنی'' سے مراد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جو پوری انسانیت کے لیے روشنی ہے اور ''کتاب مبین'' سے مراد قرآن مجید ہے جو ساری انسانیت کے لیے کھلی کتاب ہے (۴) اس میں توحید کا جلال ہے عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور مریم کو خدائی میں شریک کرنے والے سن لیں سب اللہ کے بندے ہیں وہ جو چاہے کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور سب سے سوال ہوگا، سب بادشاہت اللہ کی ہے وہ جس طرح جس کو چاہے پیدا کرے، آدم کو بغیر ماں باپ کے، حوا کو بغیر ماں کے اور عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا تو یہ اس عظیم وقدیر کی قدرت ہے جس آگے سب جھکے ہوئے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ
يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ⑱ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ
وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ⑲ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ڰ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا
لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ⑳ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ
الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ㉑ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ڰ
وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰي يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا
فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ㉒ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ
غٰلِبُوْنَ ڬ وَعَلَي اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ㉓

منزل۲ — ع ۴

اور یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اوراس کے چہیتے ہیں، آپ پوچھئے کہ پھر وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ کوئی نہیں! تم بھی اس کی مخلوقات میں سے (محض) ایک انسان ہو، وہ جس کی چاہے مغفرت کرے اور جس کو چاہے عذاب دے اور آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان کی حکومت اللہ ہی کی ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے[1] (۱۸) اے اہل کتاب رسولوں کے ایک (طویل) وقفہ کے بعد تمہارے پاس ہمارے رسول آگئے جو تمہیں صاف صاف بتاتے ہیں کہ کہیں تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری دینے والا آیا نہ ڈرانے والا، بس اب تو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا تمہارے پاس آچکا اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[2] (۱۹) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبی پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہ دیا تھا (۲۰) اے میری قوم اس پاک سرزمین میں داخل ہوجاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے طے کردی ہے اور الٹے پاؤں مت پھرو، ورنہ نقصان میں جا پڑو گے[3] (۲۱) وہ بولے اے موسی اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور وہ جب تک نہ نکل جائیں ہم اس میں داخل ہو ہی نہیں سکتے، ہاں اگر وہ نکل جاتے ہیں تو ہم ضرور داخل ہونے کو تیار ہیں (۲۲) ڈرنے والوں میں سے دو آدمی جن پر اللہ کا انعام تھا بول پڑے دروازہ سے حملہ کرکے داخل تو ہوجاؤ، پھر جب تم وہاں داخل ہوجاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو[4] (۲۳)

---

(۱) یہودیوں کا تصور تھا کہ یعقوب علیہ السلام کو اللہ نے اپنا بیٹا کہا اور عیسائی عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اس لیے اپنے بارے میں ان کا تقریباً یہی تصور تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں (۲) حضرت عیسیٰ کے بعد تقریباً چھ سو سال کوئی نبی نہیں آیا، پوری دنیا تباہی کے کنارے پہنچ گئی تو اللہ نے ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا (۳) ملک شام مراد ہے جس میں فلسطین بھی شامل تھا، وہاں عمالقہ آباد تھے جو بڑے ڈیل ڈول والے تھے، بنی اسرائیل حکم کے مطابق چلے جب قریب پہنچ کر ان کو عمالقہ کے ڈیل ڈول اور ان کی طاقت کا پتہ چلا تو مکر گئے اور کہنے لگے کہ ہم کیسے اس ملک میں داخل ہوسکتے ہیں (۴) حکم جو بھی دیا گیا پہلے اس پر عمل تو کرو پھر اللہ کی مدد بھی آجائے گی اور تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہوجائے گا، یہ بات کہنے والے دو لوگ بظاہر حضرت یوشع اور حضرت کالب علیہما السلام تھے، جو ہر ہر مرحلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے تھے، اور بعد میں ان کو نبوت سے بھی سرفراز فرمایا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ
اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ
لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ
الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ
يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ
مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۗ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۗ قَالَ
اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَىَّ يَدَكَ
لِتَقْتُلَنِىْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ
اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِىْ وَ
اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾
فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ
سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۗ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا
الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

وہ بولے اے موسیٰ جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز داخل نہیں ہوسکتے بس تم اور تمہارا رب دونوں جائیں اور لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں (۲۴) موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میں تو صرف اپنے اوپر اور اپنے بھائی پر بس رکھتا ہوں تو ہمارے اور نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرمادے (۲۵) اس نے فرمایا یہ (جگہ) ان پر حرام کردی گئی چالیس سال، وہ زمین میں مارے مارے پھریں گے بس تم اس نافرمان قوم پر ترس مت کھانا[1] (۲۶) اور آدم کے دونوں بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک ان کو سنا دیجیے[2] جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو وہ بولا کہ میں تو تمہیں قتل کرکے رہوں گا (پہلا) بولا کہ اللہ تو پرہیزگاروں ہی سے قبول فرماتے ہیں (۲۷) اگر تم نے میرے قتل کے لیے ہاتھ بڑھایا بھی ہو تو میں تمہیں قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھا سکتا میں تو اس اللہ سے ڈرتا ہوں جو جہانوں کا پالنہار ہے (۲۸) میں چاہتا ہی ہوں کہ تم میرے گناہ کا اور اپنے گناہ کا (دونوں کا) بوجھ اٹھاؤ پھر دوزخ والوں میں شامل ہوجاؤ اور ظالموں کی سزا یہی ہے[3] (۲۹) غرض اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کرلیا تو اس نے اس کو مار ڈالا بس وہ گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگیا (۳۰) پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اس کو دکھا دے کہ وہ اپنے بھائی کے لاشہ کو کیسے چھپائے، وہ بولا ہائے میرا ناس مجھ سے یہ بھی نہ ہوسکا کہ میں اس کوے ہی کی طرح ہوجاتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا، بس وہ پچھتانے لگا (۳۱)

---

(۱) انھوں نے نافرمانی کی اور حد درجہ گستاخانہ جملہ کہا تو اللہ نے اسی جزیرہ نمائے سینا میں ان کو سر مارتے چھوڑ دیا، چونکہ وہ حضرت موسیٰ کی قوم تھی اور نبی سراپا رحمت ہوتے ہیں اس لیے ان کو سزا ملنے پر حضرت موسیٰ کو رنج ہوا تو اللہ نے فرمایا کہ نافرمانوں پر رنج مت کرو (۲) یہ حضرت آدم کے دو بیٹوں کا قصہ ہے، قابیل کاشتکار تھا اس میں غرور تھا اور ہابیل گلہ بانی کرتا تھا اور متواضع تھا، دونوں نے قربانی پیش کی، ہابیل کی قربانی مخلصانہ تھی قبول ہوگئی، اور علامت قبولیت اس وقت یہ ہوتی تھی کہ آگ آکر قربانی کی چیز کو کھا لیتی تھی، آگ آئی اور اس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا بس قابیل غصہ میں بھر گیا اور اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا پھر پریشان ہوا کہ لاشہ کا کیا کرے، اللہ نے کوا بھیجا جو اس کو عملی تعلیم دے گیا اور اپنی حقیقت بھی اس کی سمجھ میں آگئی (۳) یعنی اگر تم نے مجھے قتل کیا تو مظلوم ہونے کی بنا پر میرے گناہ تو معاف ہوجانے کی امید ہے بلکہ میرے قتل کی وجہ سے کچھ میرے گناہ بھی تم پر لد جائیں تو بعید نہیں بس دونوں کے گناہوں کا وبال تم ہی پر پڑے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ
قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ
النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ
وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ
ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ
يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ
يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ
لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٣٣﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا
اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾

منزل ۲

اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل کے لیے یہ طے کر دیا کہ جس نے بھی بغیر کسی جان کے یا بغیر زمین میں بگاڑ کے کسی کو (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے کسی کی جان بچالی تو اس نے گویا تمام انسانوں کو بچالیا، ان کے پاس ہمارے رسول کھلی نشانیاں لے کر آچکے پھر اس کے بعد بھی ان میں سے زیادہ تر لوگ زمین میں زیادتی کرنے والے ہی رہے ہیں[۱] (۳۲) جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں بگاڑ کے لیے کوشاں رہتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر ڈالے جائیں یا ان کو سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مقابل سے کاٹ کر رکھ دیئے جائیں یا وہ ملک بدر کر دیئے جائیں، یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے[۲] (۳۳) ہاں جو تمہاری پکڑ میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں تو جان رکھو کہ بیشک اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۳۴) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستہ میں جان کھپاتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو[۳] (۳۵) بلاشبہ جنھوں نے کفر کیا اگر ان کے پاس زمین بھر چیزیں ہوں اور اتنا ہی اور بھی ہو، تاکہ وہ اس کو فدیہ میں دے کر قیامت کے دن عذاب سے چھوٹ جائیں تو بھی یہ سب چیزیں ان کی طرف سے قبول نہ ہوں گی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۳۶)

---

(۱) ایک آدمی کسی کو قتل کرتا ہے تو دوسروں کو بھی اس سے جرأت پیدا ہوتی ہے گویا کہ اس نے سب کو قتل کر دیا اسی طرح بچا لینے سے بچانے کا رواج وجود میں آتا ہے گویا وہ دوسروں کی حفاظت اور زندگی کا ذریعہ بنا (۲) جو بغاوت کرے یا ڈاکہ ڈالے، یہ اس کی سزائیں ہیں، ڈاکہ میں صرف قتل کیا تو اس کی سزا قتل ہے، قتل کے ساتھ مال بھی لوٹا تو اس کی سزا سولی اور اگر صرف مال ہی لوٹ سکا قتل نہیں کیا تو اس کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا اور اگر کوشش کی لیکن گرفتار ہو گیا نہ قتل کر سکا نہ لوٹ سکا تو اس کی سزا جلاوطن کر دینا ہے البتہ جلاوطن کرنے کی شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ اس کو ملک کے باہر نکال دیا جائے دوسرے یہ کہ اس کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے اور اگر پکڑ میں آجانے سے پہلے توبہ کر لے اور خود اپنے آپ کو قاضی کے حوالے کر دے تو معافی ہو سکتی ہے البتہ حقوق العباد ادا کرنے ضروری ہیں (۳) وسیلہ سے مراد ہر وہ نیک کام ہے جو اللہ سے قریب ہونے کا ذریعہ بن سکے، مطلب یہ ہے کہ اللہ سے قرب حاصل کرنے کے لیے نیک کاموں کو وسیلہ بناؤ، جہاد ہر وہ کوشش ہے جو اللہ کے دین کے لیے کی جائے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ
مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا
اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ
يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا
يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ
هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ
يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ
اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ
وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ
فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾

منزل۲

وہ چاہیں گے کہ جہنم سے نکل آئیں حالانکہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لیے مستقل عذاب ہے (۳۷) اور جو کوئی مرد اور عورت چور ہو تو ان کے کرتوت کے بدلہ میں ان کا ہاتھ کاٹ دو اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا کے طور پر اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے[1] (۳۸) پھر جو بھی اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اپنے حال کو درست کرلے تو بیشک اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے بلاشبہ اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۳۹) کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے جس کو چاہے معاف کرے اور جس کو چاہے مبتلائے عذاب کرے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[1] (۴۰) اے رسول آپ ان لوگوں کا غم نہ کریں جو تیزی سے کفر میں بڑھتے جارہے ہیں (خواہ) وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منھ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دل مومن نہیں اور (خواہ) وہ جو یہودی ہوں جو جھوٹ کے لیے کان لگائے رکھتے ہیں دوسرے لوگوں کے لیے سنتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آتے، کلام کو اس کی جگہوں سے ادھر ادھر کرتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ (حکم) ملے تو لے لینا اور اگر نہ ملے تو بچ رہنا اور اللہ جس کے لیے فتنہ کا ارادہ فرمالے تو اس کے لیے آپ اللہ کے یہاں کچھ نہیں کرسکتے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنے کا ارادہ ہی نہیں فرمایا ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے[2] (۴۱)

---

(۱) چوری کی یہ سزا ہے تاکہ اس کا سد باب ہوسکے جہاں یہ سزائیں نافذ ہوتی ہیں وہاں دو چار کو سزا ملتے ہی چوری کا دروازہ قطعاً بند ہوجاتا ہے، یہ حدود انسانوں کے لیے زحمت ومشقت نہیں بلکہ سراپا رحمت ہیں پھر سب اللہ ہی کے دیئے ہوئے احکامات ہیں جو ہر چیز کا مالک ہے اور حکمت رکھتا ہے (۲) یہودیوں میں ایک شادی شدہ مرد وعورت نے زنا کیا جو ان میں شریف لوگوں میں تھے تورات کا حکم رجم کا تھا انھوں نے سوچا کہ شاید قرآن کا حکم کوڑے مارنے کا ہو اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارت بھیجی کہ اگر کوڑے کی بات کہیں تو مان لینا اور رجم کی بات کہیں تو نہ ماننا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بات کہی جائے گی مانو گے تو انھوں نے اقرار کرلیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم فرمایا تو وہ مکر گئے اور کہنے لگے کہ تورات کا حکم تو یہ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات منگوائی جب وہ جگہ آئی تو ان کے ایک عالم نے اس پر انگلی رکھ لی تاکہ وہ حکم نگاہوں کے سامنے نہ آئے، حضرت عبد اللہ بن سلام نے انگلی اٹھائی اور وہ رسوا ہوئے، ان یہودیوں کا حال یہی تھا کہ ان کی خواہش کے مطابق غلط باتیں بھی کی جائیں تو بھی کان لگا لگا کر سنتے تھے اور ان کے علماء اپنی طرف سے احکامات بدلتے رہتے تھے اور اس کے لیے رشوتیں لیتے تھے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔـا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾

منزل ۲

جھوٹ کی طرف کان لگائے رکھنے والے اور جی بھر کر حرام کھانے والے ہیں، بس اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو یا آپ ان کا فیصلہ کر دیجیے یا ان سے اعراض فرمایئے اور اگر آپ ان سے اعراض کریں گے تو بھی وہ آپ کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر آپ کو فیصلہ کرنا ہے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۴۲) اور وہ آپ سے کیسے فیصلے کراتے ہیں جبکہ ان کے پاس تورات موجود ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ اس کے بعد بھی روگردانی کرتے ہیں اور وہ تو ایمان لانے والے ہیں ہی نہیں[1] (۴۳) ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور تھا اس کے ذریعہ وہ پیغمبر جو اللہ کے فرماں بردار تھے یہودیوں میں فیصلہ کرتے تھے اور (اسی طرح) درویش صفت اور علماء بھی اس لیے کہ ان کو اللہ کی کتاب کا محافظ ٹھہرایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ بھی تھے تو لوگوں سے مت ڈرو اور بس مجھ ہی سے ڈرو اور تھوڑی قیمت میں میری آیتوں کا سودا مت کرو اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ (کتاب) سے فیصلہ نہ کرے تو وہی ہیں انکار کرنے والے (۴۴) اور ہم نے اس میں ان کے لیے یہ لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلہ ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں برابر کا بدلہ ہے پھر جو اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے (گناہ کا) کفارہ ہے اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ (احکامات) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ناانصاف ہیں[2] (۴۵)

---

(۱) یعنی تعجب کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرانے آتے ہیں اور خود جس کو آسمانی کتاب مانتے ہیں اس کے فیصلہ پر راضی نہیں تو حقیقت میں ان کا ایمان کسی پر نہیں نہ تورات پر نہ قرآن پر، اگلی آیتوں میں تورات وانجیل کی تعریف فرمائی کہ وہ کیسی عمدہ کتابیں تھیں جن کی ان نالائقوں نے ناقدری کی اور ان کو ضائع کیا، ان کی حفاظت ان کے علماء ومشائخ کے ذمہ تھی بس کچھ دن انھوں نے ان سے فیصلے لیے پھر آہستہ آہستہ دوسرے راستہ پر پڑ گئے، بس اللہ نے آخری جامع اور مکمل کتاب اتار دی جو ان گزشتہ کتابوں کی تصدیق ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور فرما دیا کہ "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں

(۲) شریعت موسوی میں بھی احکامات تھے اور ہماری شریعت میں بھی یہی احکامات ہیں، ان احکامات میں بھی یہودیوں نے من مانی کر رکھی تھی، بنونضیر جو معزز تھے وہ پوری دیت وصول کرتے اور خود آدھی دیت دیتے، اتفاق سے بنوقریظہ کے ہاتھوں ان کا ایک آدمی مارا گیا انھوں نے پوری دیت مانگی، بنوقریظہ نے کہا وہ زمانے گئے جب تم ہم پر ظلم کرتے تھے اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دورہ ہے اب تمہارا ظلم نہیں چلے گا، جب مقدمہ آپ کی عدالت میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دیا اور یہودیوں میں جو ظلم ہو رہا تھا اس کا انسداد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوا۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۱۱

منزل ۲

اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ان سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے ہوئے اور ان کو ہم نے انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا اس طور پر کہ وہ بھی پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور ہدایت اور نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لیے[1] (۴۶) اہل انجیل کو چاہیے تھا کہ اس میں اللہ نے جو کچھ اتارا ہے اس کے مطابق ہی فیصلہ کرتے اور جو کوئی بھی اللہ کی نازل کی ہوئی چیز کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو وہی لوگ نافرمان ہیں (۴۷) اور ہم نے آپ پر بھی ٹھیک ٹھیک کتاب اتار دی جو گزشتہ کتابوں کی تصدیق بھی ہے اور ان پر نگراں[2] بھی تو آپ بھی جو اللہ نے اتارا اس کے مطابق ان کے درمیان فیصلے کیا کیجیے اور آپ کے پاس جو حق آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کی خواہشات پر مت چلئے، تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ہم نے ایک شریعت بنائی اور راستہ بنایا[3] اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن وہ تمہیں اس چیز میں آزمانا چاہتا ہے جو اس نے تمہیں دی ہے بس تم خوبیوں کی طرف لپکو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے ہو وہ تمہیں اس کی خبر کردے گا (۴۸) اور آپ تو ان کے درمیان جو اللہ نے اتارا اس کے مطابق ہی فیصلہ کرتے رہیے اور ان کی خواہشات پر مت چلئے اور اس سے چوکنا رہیے کہ کہیں وہ آپ کو اللہ کی نازل کردہ کسی چیز سے بہکا نہ دیں پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ جان لیجیے کہ اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں پر ان کی پکڑ کرے اور بے شک لوگوں میں اکثر تو نافرمان ہی ہیں (۴۹) کیا وہ (زمانہ) جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے جو یقین رکھتے ہیں[4] (۵۰)

---

(۱) خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زبان سے بھی تورات کی تصدیق کرتے تھے اور انجیل میں بھی اس کی تصدیق تھی اور ملتے جلتے احکامات تھے۔ آگے اہل انجیل کو کہا جارہا ہے کہ ان کو اس پر عمل کرنا چاہیے تھا اور خاص طور پر اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو بشارتیں ہیں ان کو مان کر ایمان لانا چاہیے (۲) مُهَيْمِن کے کئی معنی ہیں؛ غالب، حاکم، محافظ، نگراں اور ہر معنی کے اعتبار سے قرآن مجید گزشتہ کتابوں کے لیے مہیمن ہے، اللہ کی جو امانت ان کتابوں میں تھی وہ بدرجہ اتم قرآن مجید میں موجود ہے (۳) سب کے اصول ایک ہیں لیکن احکامات میں فرق ہے، شریعت جدا جدا ہے اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ آدمی جس طریقہ پر چلتا رہا ہے اور اس کا عادی ہوگیا ہے، اب اللہ کے حکم سے اس کو چھوڑنا اس کے لیے مشکل ہوجاتا ہے بس جو اللہ کے حکم پر چلنا چاہتا ہے وہ اس کی بات مانتا ہے (۴) یہودیوں میں آپس میں نزاع ہوا، ایک طرف ان کے بڑے بڑے علماء تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اگر ہمارے حق میں فیصلہ کردیں تو ہم سب یہودی مسلمان ہوجائیں گے یہ بہت بڑی پیشکش تھی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ٹھکرا دیا اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (٥١) فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ
تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ
فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ (٥٢) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ
لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ (٥٣) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ
يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (٥٤) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (٥٥) وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (٥٦)

منزل۲

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو ان کو دوست بنائے گا تو وہ انہیں میں شمار ہوگا، یقیناً اللہ ناانصافوں کو راستہ نہیں دکھاتا (۵۱) بس آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں روگ ہے وہ تیزی کے ساتھ ان ہی میں ملے جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم کسی مصیبت میں نہ گھر جائیں تو وہ دن دور نہیں کہ اللہ (مسلمانوں کو) فتح عطا فرمادے یا اپنے پاس سے کوئی خاص حکم بھیج دے پھر انھوں نے جو اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے اس پر ان کو پچھتاوا ہو[1] (۵۲) اور ایمان والے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور وشور سے اللہ کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں، ان کے سب کام بیکار گئے پھر وہ نقصان اٹھا گئے (۵۳) اے ایمان والو! تم میں جو بھی اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ آگے ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے، ایمان والوں کے لیے نہایت نرم اور انکار کرنے والوں کے لیے سخت ہوں گے، اللہ کے راستہ میں وہ جان کھپاتے ہوں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ان کو ڈر نہ ہوگا، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے بخشے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے (۵۴) تمہارا دوست تو اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور وہ خشوع رکھنے والے لوگ ہیں (۵۵) اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا تو غالب ہونے والی تو اللہ ہی کی جماعت ہے[2] (۵٦)

(۱) یہ منافقوں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کا ذکر ہے کہ وہ یہود ونصاری سے بھی دوستیاں رکھتے تھے اس خدشہ میں کہ اگر مسلمان مغلوب ہوگئے تو وہ ان کے کام آئیں گے، اللہ فرماتا ہے کہ ہوسکتا ہے مسلمانوں کی فتح قریب ہو اور اللہ کی طرف سے خاص حکم آنے والا ہو تب تو ان منافقوں کے صرف پچھتاوا ہاتھ آئے گا، فتح مکہ کے موقع پر پوری طرح یہ حقیقت سامنے آگئی (۲) بات صاف کردی گئی کہ اصل ایمان ہے اور ایمان والوں سے تعلق ہے، اللہ کا فیصلہ اس دین اور دین والوں کی حفاظت کا ہے جو اس میں مضبوطی کے ساتھ رہے گا اس کو کسی کا خوف اور پرواہ نہ ہوگی، وہی کامیاب ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾

منزل۲

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب ملی ان میں سے جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور کافروں کو تم دوست مت بنانا اور اللہ سے ڈرتے رہنا اگر تم ایمان رکھتے ہو (۵۷) اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اس کو مذاق اور کھیل بناتے ہیں، یہ اس لیے ہے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں (۵۸) آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب کیا تم کو ہم سے صرف اس لیے بیر ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہمارے لیے اترا اور جو پہلے اتر چکا جبکہ تم میں اکثر نافرمان ہیں (۵۹) کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں کہ اللہ کے یہاں اس سے بڑھ کر کس کی بری سزا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غصہ ہوا اور ان میں اس نے بندر اور سور بنادیئے اور جو طاغوت کے بندے بنے، وہ پرلے درجہ کے لوگ ہیں اور سیدھے راستہ سے بالکل ہی بھٹکے ہوئے ہیں (۶۰) اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے جبکہ وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے اور کفر ہی کے ساتھ نکل بھی گئے اور وہ جو چھپاتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے[۱] (۶۱) ان میں بہت سوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ گناہ پر سرکشی پر اور حرام کھانے پر لپکتے ہیں، کیسے برے ان کے کرتوت ہیں (۶۲) درویش اور علماء ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے کیسی بری روش انھوں نے اختیار کر رکھی ہے[۲] (۶۳)

(۱) اہل کتاب اور مشرکین کی موالات سے منع کیا گیا تھا، اب وضاحت کے ساتھ اس کی خرابیاں بیان کی جارہی ہیں اور اہل ایمان کی ایمانی حمیت کو بیدار کیا جارہا ہے کیا تم ایسوں سے دوستی کروگے جو عذاب کے مستحق ہو چکے اور وہ پرلے درجے کے لوگ ہیں، پھر منافقین کا حال بیان ہوا کہ وہ آکر اپنے ایمان کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ وہ کفر کے ساتھ ہی آئے اور کفر کے ساتھ ہی نکل گئے اور ان کے دل کے حال کو اللہ خوب جانتا ہے (۲) وہ برائیوں کی دلدل میں پھنستے جارہے ہیں اور علماء و مشائخ کا حال یہ ہے کہ وہ گونگے ہو گئے ہیں اس لیے کہ ان کے معاملات عوام سے وابستہ ہیں، صحیح بات کہنا ان کے لیے مشکل ہے، یہ یہودیوں کا حال تھا اور اس میں اس امت کو بھی تنبیہ کی جارہی ہے۔

وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت ايديهم ولعنوا بما
قالوا بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء وليزيدن كثيرا
منهم ما انزل اليك من ربك طغيانا وكفرا والقينا بينهم
العداوة والبغضاء الى يوم القيامة كلما اوقدوا نارا
للحرب اطفاها الله ويسعون في الارض فسادا والله لا
يحب المفسدين ﴿٦٤﴾ ولو ان اهل الكتب امنوا واتقوا لكفرنا
عنهم سياتهم ولادخلنهم جنت النعيم ﴿٦٥﴾ ولو انهم اقاموا
التورىة والانجيل وما انزل اليهم من ربهم لاكلوا من
فوقهم ومن تحت ارجلهم منهم امة مقتصدة وكثير
منهم ساء ما يعملون ﴿٦٦﴾ يايها الرسول بلغ ما انزل اليك
من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك
من الناس ان الله لا يهدي القوم الكفرين ﴿٦٧﴾ قل يا اهل
الكتب لستم على شيء حتى تقيموا التورىة والانجيل وما
انزل اليكم من ربكم وليزيدن كثيرا منهم ما انزل اليك
من ربك طغيانا وكفرا فلا تاس على القوم الكفرين ﴿٦٨﴾

منزل ۲

اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، ہاتھ تو خود ان کے بندھ گئے ہیں، اور اپنی بات پر وہ ملعون ٹھہرے[1] البتہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ خوب کھلے ہیں جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور آپ کے رب کی جانب سے آپ پر جو اتارا گیا اس سے ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور انکار میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے دشمنی اور بغض پیدا کر دیا ہے جب جب انھوں نے جنگ کے لیے آگ بھڑکائی وہ اللہ نے بجھادی اور زمین میں وہ فساد کے لیے کوشاں رہتے ہیں، اور اللہ فسادیوں کو پسند نہیں فرماتا[2] (٦٤) اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ضرور ہم ان کی برائیاں مٹادیتے اور ان کو نعمت کے باغوں میں ضرور داخل کرتے[3] (٦٥) اور اگر وہ تورات وانجیل کی اور جو بھی ان پر اترا اس کی پابندی کرتے تو ضرور ان کو کھانا ملتا اپنے اوپر سے اور اپنے پیروں کے نیچے سے، ان میں ایک جماعت ٹھیک راستہ پر چلنے والی بھی ہے اور ان میں بڑی تعداد کیسے بدترین کاموں میں لگی ہوئی ہے[4] (٦٦) اے رسول جو آپ پر اترا ہے اسے آپ پہنچا دیجیے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اس کا پیغام آپ نے نہ پہنچایا اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا بے شک اللہ انکار کرنے والے لوگوں کو راستہ نہیں دیتا[5] (٦٧) فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب تم اس وقت تک کسی راستہ پر نہیں جب تک تم تورات وانجیل کی اور اس کی جو تمہارے رب کے پاس سے تم پر اترا پابندی نہیں کرتے اور آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے جو بھی اترا اس سے ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے تو آپ انکار کرنے والے لوگوں پر ترس نہ کھائیں (٦٨)

---

(۱) یہودیوں کی گستاخیاں حد سے سوا تھیں، کبھی کہتے ہیں اللہ فقیر، ہم مالدار ہیں، کبھی کہتے اللہ کا ہاتھ بندھ گیا، اس لیے ہمیں کچھ ملتا نہیں، اللہ فرماتا ہے یہ ان کے ملعون ومقہور ہونے کا نتیجہ ہے (۲) محض ہٹ دھرمی میں بات نہیں مانتے اور ان کے انکار میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہیں اور مسلمانوں سے معاہدہ کے باوجود وہ مشرکوں سے ساز باز کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو شکست ہو مگر اللہ تعالیٰ ان کی ہر سازش کو ناکام کر دیتا ہے (۳) گزشتہ ساری خرابیوں کے باوجود اگر وہ توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ ہر طرح انعام سے ان کو نواز دے گا (۴) تورات وانجیل پر عمل کرتے تو ظاہر ہے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتے اور آپ ہی کی شریعت پر عمل کرتے (۵) یعنی آپ کا کام بے کم وکاست پہنچا دینا ہے، آپ کسی کا خیال نہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا اور ہدایت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے، آپ کا کام پہنچانا ہے اگر وہ ہدایت پر نہیں آتے تو آپ غم نہ کریں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ
مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ
رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا
وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ
تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا
يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ
وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ
مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ
وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ
ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ
لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى
اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا
رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ
الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾

منزل۲

البتہ جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابی اور نصرانی ان میں جو بھی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں گے اور نیک کام کریں گے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے[۱] (٦٩) ہم بنی اسرائیل سے عہد لے چکے اور ان کی طرف رسول بھیج چکے، جب جب ان کے پاس رسول ایسی چیز لے کر آئے جس کا ان کا جی نہ چاہتا تھا تو کتنوں کو انھوں نے جھٹلا دیا اور کتنوں کا خون کرنے لگے (۷۰) وہ سمجھے کہ کوئی آزمائش نہ پڑے گی بس وہ اندھے بہرے ہوگئے پھر اللہ ان پر متوجہ ہوا پھر بھی ان میں بڑی تعداد اندھی بہری ہی رہی اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے[۲] (۷۱) جنھوں نے بھی کہا کہ اللہ ہی مسیح بن مریم ہے وہ کافر ہی ہوگئے جبکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بلاشبہ جو بھی اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ناانصافوں کا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا (۷۲) یقیناً وہ بھی کافر ہوئے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے جبکہ ایک معبود کے سوا کوئی بھی معبود نہیں، اور اگر وہ اپنی باتوں سے باز نہیں آتے تو ان میں کفر کرنے والے ضرور دردناک عذاب کا مزہ چکھیں گے (۷۳) پھر بھلا کیوں اللہ کی طرف وہ رجوع نہیں کرتے اور اس سے مغفرت نہیں چاہتے جبکہ اللہ تو بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۷۴) مریم کے بیٹے مسیح تو صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے اور ان کی ماں ایک ولیہ (خاتون) تھیں، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھئے کہ ہم ان کے لیے کیسے نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر آپ دیکھئے کہ وہ کہاں الٹے پاؤں پھرے جاتے ہیں[۳] (۷۵)

---

(۱) کوئی مسلمانوں کے نام رکھ لینے سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا ایمان اللہ اور یوم آخرت پر نہ ہو (۲) یہودیوں نے ہمیشہ اللہ کے حکموں کو توڑا اور بدعہدی کی، نبی جب ان کی مرضی کے مطابق بات کہتا تو مانتے ورنہ اس درجہ جری ہوگئے تھے کہ کتنوں کو انھوں نے قتل کر ڈالا پھر ان پر آزمائش پڑی اور بخت نصر نے ان کو تاراج کیا، ایک عرصہ تک قید و بند میں رہے پھر اللہ نے انعام کیا اور بیت المقدس ان کو واپس ملا، کچھ عرصہ تو ٹھیک رہے لیکن پھر وہی حرکتیں شروع کردیں، حضرت زکریا حضرت یحییٰ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰ کے قتل کے درپے ہوئے (۳) اب یہ عیسائیوں کا بیان ہے ان میں ایک فرقہ حضرت عیسیٰ کو خدا ہی کہتا تھا اور ایک فرقہ تثلیث کا قائل تھا، اسی عقیدہ کی نفی کی جارہی ہے، ایک موٹی مثال دی جارہی ہے کہ وہ دونوں کھاتے پیتے تھے بشری تقاضے ان کو ہوتے تھے جو خود محتاج ہو وہ حاجت روا کیسے ہوسکتا ہے۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ع

منزل۲

آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہو جو تمہارے لیے کسی نفع نقصان کے مالک نہیں اور اللہ ہی ہے خوب سننے والا خوب جاننے والا (٧٦) آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو[1] اوران لوگوں کی خواہشات پر مت چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اورانھوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے (٧٧) بنی اسرائیل میں جنھوں نے کفر کیا وہ داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی ملعون ٹھہرے اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرتے رہتے تھے (٧٨) جو برائی وہ کرتے تھے اس سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے، بڑے ہی برے کاموں میں وہ مبتلا تھے (٧٩) ان میں بہتوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستی رچاتے ہیں[2]، بڑی ہی بری چیز ہے جو وہ اپنے لیے آگے بھیج چکے ہیں جس سے ان پر اللہ کا غضب ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب ہی میں پڑے رہیں گے (٨٠) اور اگر وہ اللہ پر اور نبی پر اور اس پر اتری چیز پر ایمان لائے ہوتے تو (کبھی) ان (کافروں) کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر نافرمان ہیں[3] (٨١) آپ لوگوں میں ایمان والوں کے ساتھ سب سے بڑھ کر دشمنی رکھنے والے یہودیوں اور مشرکوں ہی کو پائیں گے اور آپ پائیں گے کہ ایمان والوں کے لیے دوست داری میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں اس لیے کہ ان میں بہت سے عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے (٨٢)

(۱) عقیدہ کا غلو یہ ہوا کہ عیسیٰ کو خدا بنا بیٹھے اور عمل میں غلو یہ کیا کہ رہبانیت کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھ لیا (۲) ان یہودیوں کی طرف اشارہ ہے جو مدینہ منورہ میں آباد تھے اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر رکھا تھا مگر پھر بھی مشرکین مکہ سے در پردہ وہ دوستیاں گانٹھتے تھے اور ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے (۳) یہودیوں اور عیسائیوں کا مشترک حال بیان ہو رہا ہے کہ انھوں نے برائیوں میں کوئی کسر نہ چھوڑی، کافروں کو دوست بناتے ہیں اور ایمان والوں سے دشمنی کرتے ہیں، اگر وہ ایمان کو سمجھتے اور مانتے تو اللہ کے باغیوں سے دوستی نہ رچاتے پھر آگے بتایا جا رہا ہے کہ یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں اور ان کی بہ نسبت عیسائی ذرا نرمی رکھتے ہیں، اس لیے کہ ان میں علماء اور درویش لوگ بھی ہیں اور ان میں تکبر نہیں ہے، آج بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ یہودیوں کی دشمنی عیسائیوں سے حد درجہ بڑھی ہوئی ہے اور وہ عیسائیوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں اور عیسائیوں میں یہودی ذہنیت رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوگئی ہے جو مسلمانوں کی سخت دشمن ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ
تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ
الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾
فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا
يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَ
اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ
بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ
فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا
أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾

منزل۲

اور جب وہ اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو رسول پر اتری تو آپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اس لیے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم نے مان لیا بس تو ہمیں بھی گواہی دینے والوں میں لکھ دے (۸۳) اور ہم اللہ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس پہنچ چکا کیوں نہ ایمان لاتے جبکہ ہم یہ آرزو رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما دے (۸۴) بس اللہ نے ان کے اس کہنے پر ان کو ایسی جنتیں بدلہ میں عطا فرما دیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکی کرنے والوں کا بدلہ یہی ہے[۱] (۸۵) اور جنھوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنم والے ہیں (۸۶) اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال کر دیں ان کو حرام مت ٹھہراؤ اور تجاوز نہ کرو، تجاوز کرنے والوں کو اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا (۸۷) اور اللہ نے تمہیں جو حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ (پیو) اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے[۲] (۸۸) تمہاری بے فائدہ قسموں پر اللہ تمہاری پکڑ نہیں کرتا البتہ جو پختہ قسمیں تم کھاتے ہو ان پر اللہ تمہاری پکڑ کرتا ہے، بس اس کا کفارہ یہ ہے کہ جو اوسط کھانا تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو وہ دس مسکینوں کو کھلاؤ یا ان کو کپڑے دو یا ایک غلام آزاد کرو پھر جس کو یہ چیزیں نہ ملیں تو (وہ) تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم نے قسمیں کھالی ہوں اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر تمہارے لیے بیان کرتا ہے شاید کہ تم شکرگزار بن جاؤ[۳] (۸۹)

---

(۱) خاص طور پر اس میں عیسائی شاہ حبشہ کی طرف اشارہ ہے، جب مسلمان وہاں ہجرت کر گئے اور اس نے پناہ دے دی تو مشرکین مکہ اس کو ورغلانے پہنچ گئے، اس نے مسلمانوں کو بلایا، جب قرآن مجید اس کے سامنے پڑھا گیا تو موجود عیسائی علماء پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ مسلمان ہو گئے (۲) عیسائیوں نے دین میں جو غلو کیا تھا وہ رہبانیت تک پہنچ گیا تھا اس کی نکیر کی جا رہی ہے کہ جو چیزیں اللہ نے حلال کی ہیں وہ کھاؤ پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو اور تقویٰ کو ملحوظ رکھو، درمیانی راستہ اختیار کرنے کی تلقین ہے، نہ لذات دنیا میں انہماک ہو اور نہ رہبانیت اختیار کرتے ہوئے حلال چیزیں چھوڑ دی جائیں (۳) حلال کو آدمی قسم کھا کر حرام کر لیتا ہے اسی مناسبت سے قسم کی قسموں اور اس کے حکم کا بیان ہے اگر کوئی حلال کو حرام کر لیتا ہے تو قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے، بے فائدہ دوران گفتگو جو قسمیں کھائی جاتی ہیں ان پر کوئی کفارہ نہیں ہے لیکن حتی الامکان قسمیں نہ کھانی چاہئیں یہی قسموں کی حفاظت ہے اور اگر کھالے حتی المقدور پوری کرے اور اگر توڑے تو کفارہ ادا کرے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا
يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا
عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَ
رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ
ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ
حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ
يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ
عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

ع ۱۲/۲

منزل ۲

اے ایمان والو! یقیناً شراب، جوا، بت اور پانسے گندے شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ[1] (۹۰) شیطان تو چاہتا ہی ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تم میں دشمنی اور نفرت ڈال دے اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تمہیں روک دے بس اب تو تم باز آ جاؤ گے؟[2] (۹۱) اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور بچتے رہو پھر اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول کا کام تو صاف صاف پہنچا دینا ہے (۹۲) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان پر کوئی گناہ نہیں جو وہ پہلے کھا پی چکے جب کہ وہ ڈرے اور ایمان لے آئے اور انھوں نے اچھے کام کیے پھر وہ ڈرے اور انھوں نے یقین کیا پھر وہ ڈرے اور انھوں نے اعلیٰ کام کیے اور اللہ اعلیٰ کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[3] (۹۳) اے ایمان والو! اللہ تمہیں کچھ ایسے شکار سے ضرور آزمائے گا جو تمہارے ہاتھوں اور تمہارے نیزوں کی زد میں آ جائیں گے تاکہ اللہ جان لے کہ کون بن دیکھے اس سے ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد بھی زیادتی کی تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے[4] (۹۴) اے ایمان والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار مت مارو پھر تم میں جو جان بوجھ کر اس کو مار دے تو جو جانور اس نے مارا اسی طرح کا (جانور) اس کا بدلہ ہے، جس کا فیصلہ تم میں دو انصاف والے کریں گے، اس طور پر کہ وہ قربانی کا جانور کعبہ تک پہنچایا جائے یا غریبوں کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کیا جائے یا اس کے بقدر روزے رکھے جائیں[5] تاکہ وہ اپنے کیے کی سزا چکھ لے، جو کچھ ہو چکا وہ اللہ نے معاف کر دیا اور جو دوبارہ یہ حرکت کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا ہے[6] (۹۵)

---

(۱) شراب اور جوئے کے بارے میں پہلے بھی فرمایا جا چکا تھا "وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا" (ان کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ ہے) پھر آیت "لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ" (نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ) نازل ہوئی لیکن حرمت کا صریح حکم نہیں آیا تھا حضرت عمرؓ کہتے تھے "اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا بَيَانًا شَافِيًا" بالآخر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں بت پرستی کی طرح اس گندی چیز سے بھی بچنے کی ہدایت تھی "فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" سنتے ہی حضرت عمرؓ پکار اٹھے "اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا" لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے، خم خانے برباد کر دیئے گئے، مدینہ کی نالیوں میں شراب بہہ رہی تھی (۲) عام طور سے شراب اور جوا جھگڑوں کا ذریعہ بنتے ہیں پھر آدمی کو کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا (۳) خلجان پیدا ہوا کہ جو لوگ شراب پی کر شہید ہو گئے یا پہلے ان کا انتقال ہوا ان کا کیا ہوگا اس کا جواب ہے کہ جو تقویٰ کے مختلف مراتب پر فائز رہا اور حرمت سے پہلے اس نے شراب پی بھی لی تو ان کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا وہ تو اللہ کا محبوب ہے (۴) حدیبیہ کے موقع پر یہ حکم آیا، شکار اتنا زیادہ اور قریب تھا کہ ہاتھ سے پکڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ کے بندے ثابت قدم رہے (۵) مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی جانور مار دیا تو اسی جیسا کوئی جانور اونٹ بیل بکری میں سے لے کر حرم تک پہنچا کر ذبح کرے اور خود نہ کھائے یا اس جانور کے بقدر صدقہ کر دے اور اگر استطاعت نہ ہو تو جانور کی قیمت لگا کر دو سیر گیہوں کے حساب سے جتنے دن بنتے ہوں اتنے دن روزے رکھے (۶) جان بوجھ کر بھی پہلی غلطی اللہ معاف کر دے گا لیکن اگر کوئی دوبارہ جان بوجھ کر یہ غلطی کرے تو اللہ اس کو سخت سزا دے گا اور اگر بھول چوک کر شکار کر لیا تو کفارہ وہی ہے البتہ مواخذہ نہیں ہوگا۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ
عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ
تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ
وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾ قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ
أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن
تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ
لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ
مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن
بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾

ع ۱۴ / ۳

منزل ۲

سمندر کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے تاکہ وہ تمہارے لیے اور مسافروں کے لیے فائدے کا ذریعہ بنے اور جب تک تم احرام کی حالت میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام کردیا گیا اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تمہیں جمع کیا جائے گا (۹۶) اللہ نے کعبہ کو جو بڑی حرمت والا گھر ہے انسانوں کی بقاء کا مدار بنایا ہے[1] اور حرمت والا مہینہ اور حرم کی قربانی کا جانور اور وہ جانور جن کے گلوں میں پٹہ ڈالا جائے (یہ سب چیزیں اللہ نے قابل احترام بنائی ہیں) تاکہ تم سمجھ لو کہ جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے اللہ ان کو خوب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے[2] (۹۷) جان رکھو بلاشبہ اللہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور بلاشبہ اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۹۸) رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور تم جو بھی ظاہر کرتے ہو اور جو بھی چھپاتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے (۹۹) فرما دیجیے کہ گندا اور پاک برابر نہیں ہوسکتے خواہ گندے کی زیادتی تم کو اچھی لگتی ہو تو اے ہوش والو! اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پالو[3] (۱۰۰) اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر وہ تمہارے لیے کھول دی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم اس وقت ان کے بارے میں پوچھو گے جس وقت قرآن نازل ہو رہا ہے تو وہ تمہارے لیے کھول دی جائیں گی اللہ نے ان کو معاف کر رکھا ہے اور اللہ تو بڑی مغفرت فرمانے والا بڑا حلیم ہے[4] (۱۰۱) تم سے پہلے بھی ایک قوم ان کے بارے میں سوال کرچکی ہے پھر وہ اس کا انکار کرنے والے بن گئے[5] (۱۰۲) بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی میں سے اللہ نے کچھ بھی مشروع نہیں کیا البتہ کافر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں اکثر ناسمجھ ہیں[6] (۱۰۳)

---

(۱) جب تک وہ گھر قائم ہے انسان باقی ہیں اور جس دن وہ گھر نہ رہے گا قیامت آجائے گی (۲) یعنی کعبہ کو انسانوں کی بقا کا مدار بنانے میں جن دینی ودنیوی مصالح کی رعایت فرمائی اور بظاہر بالکل خلاف قیاس جو پیشین گوئی فرمائی یہ اس کی دلیل ہے کہ آسمان وزمین کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کے احاطہ سے باہر نہیں ہوسکتی (۳) ناپاک اور گندی چیزیں خواہ کتنی زیادہ اور دلفریب نظر آئیں لیکن ان کا استعمال ہلاکت کے مترادف ہے (۴) حلال اور حرام کو بتا دیا گیا، اب بلاوجہ کرید میں پڑنا مناسب نہیں، اگر بےضرورت سوال کیے گئے جبکہ قرآن مجید نازل ہو رہا ہے تو ہوسکتا ہے کوئی ایسا سخت قانون آجائے جس پر عمل مشکل ہو جیسے گزشتہ قوموں کے ساتھ ہوچکا ہے (۵) غالباً یہودیوں کی طرف اشارہ ہے جو شریعت کے احکام میں اسی قسم کی بال کی کھال نکالتے تھے اور جب پابندیاں اس کی وجہ سے لگائی جاتی تھیں تو عمل سے انکار کر بیٹھتے تھے (۶) یہ وہ جانور ہیں جن کو وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان سے انتفاع حرام سمجھتے تھے، بحیرہ اس جانور کو کہتے تھے جس کے کان چیر کر اس کا دودھ بتوں کے نام وقف کردیا جاتا تھا، سائبہ اس جانور کو کہتے تھے جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا حرام سمجھا جاتا تھا، وصیلہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جو لگاتار مادہ بچے جنتی تھی، اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور حامی وہ نر جانور ہوتا تھا جو خاص تعداد میں جفتی کرچکا ہو، اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَن تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٨﴾

ع ۱۴

منزل ۲

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے اتارا اس کی طرف اور رسول کی طرف آجاؤ (تو) وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہم کو کافی ہے خواہ ان کے باپ دادا ایسے ہوں کہ نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ صحیح راہ چلتے ہوں[1]! (۱۰۴) اے ایمان والو! اپنی فکر رکھو تم اگر راہ یاب ہوگئے تو جو بہک گیا وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے تھے[2] (۱۰۵) اے ایمان والو! جب تم میں کسی کو موت آپہنچے تو وصیت کے وقت تم میں سے دو معتبر گواہ ہوں یا اگر تم سفر پر ہو اور موت کی مصیبت پیش آجائے تو تمہارے علاوہ دوسرے (غیر مسلموں میں سے) دو (گواہ) ہوجائیں، اگر تمہیں شک گزرے تو نماز کے بعد تم ان دونوں کو روک لو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم کسی قیمت پر اس کا سودا نہیں کریں گے خواہ کوئی قرابت دار ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم اللہ کی گواہی چھپائیں گے ورنہ تو ہم ہی گنہگار ہیں[3] (۱۰۶) پھر اگر یہ پتہ چل جائے کہ گناہ ان دونوں کے ہی سر ہے تو (میت کے) قریب ترین لوگوں میں سے جن کا حق دبا ہے دو دوسرے ان دونوں کی جگہ کھڑے ہوں پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ درست ہے اور ہم نے تجاوز نہیں کیا ہے ورنہ تو ہم ہی ناانصاف ہیں[4] (۱۰۷) اس سے لگتا ہے کہ وہ صحیح صحیح گواہی دے دیں گے یا وہ ڈریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد قسمیں الٹی نہ پڑ جائیں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے رہو اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو صحیح راہ نہیں چلاتا[5] (۱۰۸)

(۱) غور نہ کرنے والوں اور نہ ماننے والوں کا جواب عام طور پر یہی ہوا کرتا ہے (۲) راہ یاب ہونا یہ ہے کہ آدمی ایمان وتقویٰ اختیار کرے، خود برائی سے بچے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کرے پھر اگر کوئی نہیں مانتا تو اس کا کوئی نقصان نہیں، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دوسروں کی فکر ہی نہ کرے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے (۳) اس آیت میں وصیت کا طریقہ بیان ہوا ہے، مسلمان مرتے وقت اگر کسی کو اپنا مال حوالے کرے تو بہتر ہے کہ دو مسلمانوں کو گواہ کرے، اگر سفر وغیرہ ہو اور مسلمان گواہ نہ ملیں تو غیر مسلم بھی وصی بنائے جاسکتے ہیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ وصی بات چھپائیں گے تو کسی نماز کے بعد مجمع میں ان سے قسم لی جائے کہ جو وصیت ہمیں کی جارہی ہے ہم اس میں سے کچھ چھپائیں گے نہیں (۴) میت کے ورثاء کو معلوم ہوجائے کہ اوصیاء نے کچھ چھپا لیا ہے اور وہ شہادت شرعی سے اپنی سچائی ثابت نہ کرسکیں تو میت کے وارثوں کو قسم دی جائے گی کہ ان کی گواہی اوصیاء کی گواہی سے زیادہ قبول کیے جانے کی مستحق ہے، اس کے شان نزول میں یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان ''بدیل'' نے دو عیسائیوں کے ساتھ سفر کیا، شام پہنچ کر بدیل بیمار پڑ گئے، انھوں نے اپنے سامان کی فہرست بنائی اور چپکے سے سامان میں رکھ دی اور جب مرض زیادہ بڑھا تو دونوں عیسائیوں کو وصی بنایا اور کہا کہ یہ مال ہمارے ورثہ کے حوالے کردینا، واپسی پر انھوں نے مال حوالہ کردیا لیکن ایک چاندی کا پیالہ چھپالیا، وارثوں کو فہرست ملی تو اس میں پیالہ کا بھی ذکر تھا پوچھنے پر انھوں نے انکار کردیا اور قسم کھائی کہ ہم نے کوئی ←

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ
لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ
الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ
كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَ
تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ
وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ
اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا
وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

منزل۲

جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا پھر (ان سے) پوچھے گا تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہمیں معلوم نہیں بلاشبہ آپ ہی ہیں جو ڈھکی چھپی چیزوں کو خوب جانتے ہیں[1] (۱۰۹) جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر میرے احسان کو یاد کرو جب میں نے روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کی، تم لوگوں سے گود میں بھی بات کرتے تھے اور ادھیڑ عمر[2] میں بھی اور جب میں نے تم کو کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دی اور جب تم میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی شکل بناتے تھے اور اس میں پھونکتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم میرے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیا کرتے تھے اور جب تم میرے حکم سے[3] مردوں کو نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روک کر رکھا تھا جب تم ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو ان میں انکار کرنے والوں نے کہا کہ کچھ نہیں یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (۱۱۰) اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ وہ بولے ہم ایمان لے آئے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہی ہیں (۱۱۱) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے بھرا خوان اتار سکتا ہے انھوں نے کہا اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو (۱۱۲) وہ بولے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو اطمینان ہو جائے اور یہ بھی ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ بتایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں (۱۱۳)

← خیانت نہیں کی، فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا، کچھ مدت کے بعد انھوں نے وہ پیالہ ایک سنار کے ہاتھ فروخت کیا جب وہ پکڑے گئے تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ پیالہ ہم نے میت سے خریدا تھا، میت کے وارثوں نے پھر مقدمہ کیا اب اوصیاء مدعی تھے ان سے گواہ طلب کیے گئے وہ پیش نہ کر سکے اس لیے دو وارثوں سے جو میت کے قریب تھے قسم لی گئی کہ پیالہ میت کی ملک تھا اور پھر پیالہ کی قیمت وارثوں کو دلوائی گئی (۵) وارثوں کو شبہ ہو تو قسم کا حکم رکھا تا کہ قسم کے ڈر سے اول ہی جھوٹ ظاہر نہ کریں پھر بھی اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھائیں، یہ بھی اس لیے کہ وہ قسم میں دھوکہ نہ کریں اور جانیں کہ آخر میں ہماری قسم الٹی پڑے گی۔

(۱) امتوں کے روبرو انبیاء سے سوال ہوگا کہ تمہاری دعوت کا تمہاری امت نے کیا جواب دیا تو وہ کہیں گے ہمیں معلوم نہیں ہم تو ظاہر کو جانتے تھے اور اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور اب فیصلہ حقیقت پر ہونے والا ہے اور حقیقت سے صرف تو ہی واقف ہے۔ (۲) ادھیڑ عمر میں بات کرنا بھی حضرت عیسیٰ کے لیے ایک معجزہ اس لیے ہے کہ وہ جوانی ہی میں دنیا سے اٹھا لیے گئے تھے اب قیامت کے قریب پھر اتریں گے اور عمر طبعی کو پہنچیں گے (۳) بار بار "بِاِذْنِی" (میرے حکم سے) کی تکرار سے بات صاف کی جارہی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے جن معجزات کا ظہور ہوتا ہے وہ ان کے ہاتھوں ہوتا تو ہے مگر اصل کرنے والی ذات اللہ کی ہے، دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب اسی کے کرنے سے ہوتا ہے، کوئی نبی اپنے اختیار سے معجزہ ظاہر نہیں کر سکتا جب تک اللہ کا حکم نہ ہو اور نہ وہ اپنی ہر خواہش پوری کر سکتا ہے جب تک اللہ کا حکم نہ ہو، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہہ دیا گیا کہ "اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَاۗءُ" (آپ جس کو چاہیں ←

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ
تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ
خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ
مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١١٥﴾
وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي
وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ
مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي
وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ
إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ
وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ
تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ
الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾
لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٢٠﴾

منزل ۲

عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی اے اللہ ہم پر آسمان سے بھرا خوان اتار دے کہ وہ ہمارے اگلوں پچھلوں کی عید ہو جائے اور تیری ایک نشانی ہو اور تو ہمیں رزق عطا فرمادے بلاشبہ تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱۴) اللہ نے فرمایا میں اس کو تم پر اتار تو ضرور دوں گا لیکن پھر بعد میں جو بھی تم میں انکاری ہوں گے تو ان کو میں ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا جہان میں ایسا عذاب میں کسی کو نہ دوں گا[۱] (۱۱۵) اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ معبود بنا لو[۲]، وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں اور اگر یہ بات میں نے کہی ہوتی تو وہ تیرے علم میں ہوتی، جو بھی میرے جی میں ہے تو اس سے واقف ہے اور تیرے جی میں جو بھی ہے وہ میں نہیں جانتا بلاشبہ تو سب ڈھکا چھپا خوب جانتا ہے (۱۱۶) میں نے ان سے تو وہی کہا تھا جو تو نے مجھے حکم کیا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگراں رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے (۱۱۷) اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت فرما دیتا ہے تو تو ہی زبردست ہے حکمت والا ہے (۱۱۸) اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ پہنچائے گی، ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، ہمیشہ کے لیے وہ اسی میں رہ پڑیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی بڑی کامیابی ہے[۳] (۱۱۹) آسمانوں اور زمین اور ان میں جو کچھ ہے اس کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے (۱۲۰)

← ہدایت نہیں دے سکتے اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں بار بار "بِـاِذْنِی" کی تکرار اس لیے بھی ہے کہ کوئی ان کو خدائی میں شریک نہ سمجھ لے جیسا کہ عیسائیوں کو دھوکہ ہوا، اور انھوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا اور بھٹک گئے۔

(۱) کہا جاتا ہے کہ وہ خوان اتوار کو اترا اس لیے وہ دن عیسائیوں میں عبادت کا ہے لیکن انھوں نے اس میں احکامات الٰہی کی رعایت نہ کی تو عذاب کے مستحق ہوئے گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر اور ان کی والدہ پر اپنے انعامات کا ذکر فرمایا ہے (۲) پچھلا رکوع حقیقت میں اس رکوع کی تمہید تھی، پچھلے رکوع کی ابتداء میں انبیاء کرام سے ان کی امتوں کے بارے میں سوال کا ذکر تھا، یہ خاص حضرت عیسیٰ سے سوال کا ذکر ہے جن کو لوگوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے، پہلے ان پر اللہ تعالیٰ اپنے احسانات بتائے گا پھر سوال ہوگا کہ کیا تم نے کہا تھا کہ ہم کو اور ہماری ماں کو بھی خدا کے سوا معبود بنا لو، حضرت مسیح اس سوال پر کانپ اٹھیں گے او روہ عرض کریں گے جو آگے آیات میں مذکور ہے، یہ سب قیامت میں پیش آئے گا جس کے یقینی ہونے کی وجہ سے اس کو بصیغۂ ماضی تعبیر کیا گیا ہے (۳) اللہ کی رضامندی ان کو اس طرح حاصل ہوگی کہ ان کے دل باغ باغ ہو جائیں گے اور کھل جائیں گے اور ہر خواہش ان کی ایسی پوری ہوگی کہ کوئی آرزو تشنہ نہیں رہے گی۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۶﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾

﴿سورۂ انعام﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اصل تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور روشنی کو بنایا پھر جنھوں نے انکار کیا وہ (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں[1] (۱) وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت طے کردی اور ایک متعین مدت اسی کے پاس (اس کے علم میں) ہے پھر بھی تم شبہ میں پڑتے ہو[2] (۲) وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، تمہارے چھپے اور کھلے کو جانتا ہے اور تمہارے کیے دھرے سے بھی واقف ہے (۳) اور جب بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو وہ منھ ہی پھیر جاتے ہیں (۴) بس حق جب ان کے پاس آیا تو انھوں نے جھٹلا ہی دیا تو آگے ان کے پاس وہ خبریں بھی آجائیں گی جن کا وہ مذاق بناتے رہے ہیں (۵) کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کردیا جن کو ہم نے زمین میں وہ پکڑ عطا کی تھی جو پکڑ ہم نے تمہیں بھی نہیں دی اور ان پر ہم نے اوپر سے موسلا دھار بارش برسائی تھی اور ان کے نیچے سے جاری نہریں بنائی تھیں پھر ان کے گناہوں کی پاداش میں ہم نے ان کو ہلاک کردیا اور ان کے بعد دوسری نسلوں کو ہم نے کھڑا کردیا[3] (٦) اور اگر ہم آپ پر کوئی ایسی کتاب اتار دیں جو کاغذ پر لکھی ہوئی ہو پھر وہ اپنے ہاتھوں سے اسے چھو بھی لیں تب بھی انکار کرنے والے یہی کہیں گے کہ کچھ نہیں یہ تو کھلا ہوا جادو ہے[4] (۷) اور وہ کہتے ہیں کہ ان پر فرشتہ کیوں نہ اترا اور اگر ہم فرشتہ اتار دیتے تو قصہ ہی ختم ہوجاتا پھر ان کو مہلت بھی نہ ملتی[5] (۸)

---
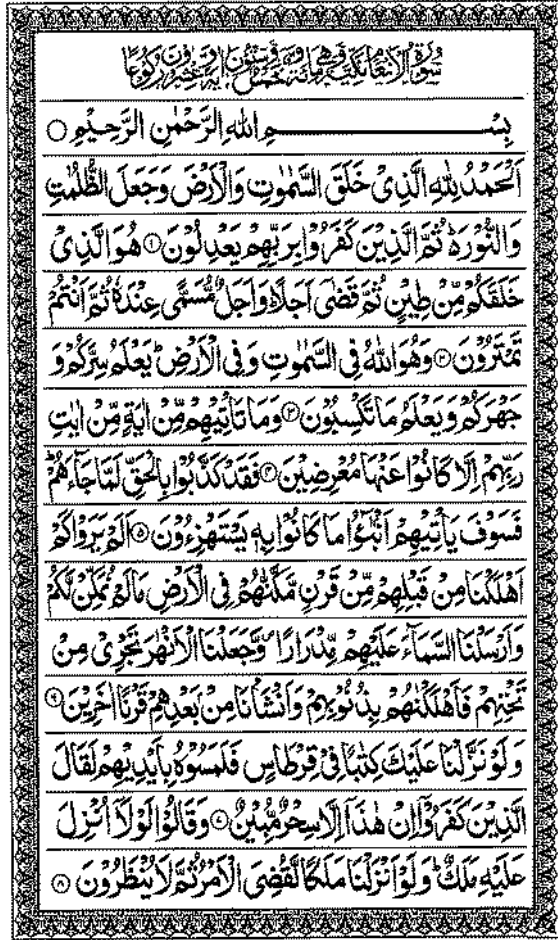
(۱) ہر مشرک قوم نے کسی نہ کسی کو خدائی میں شریک کیا، یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا (۲) آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر مرد وعورت کے ملاپ سے حمل ٹھہرتا ہے، بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کی عمر اللہ نے طے کردی ہے اور موت کا وقت بھی اللہ ہی کے علم میں ہے (۳) عاد وثمود کو کیسی طاقت حاصل تھی، سنگ تراشی میں ان کی مثال نہیں تھی لیکن جب انھوں نے انکار کیا تو وہ بھی ملیا میٹ کردیئے گئے (۴) مشرکین کہتے تھے کہ قرآن لکھا ہوا آئے، چار فرشتے ساتھ آئیں تو ہم مانیں گے۔ اسی کا جواب ہے کہ ہدایت جن کا مقدر نہیں وہ چھو کر بھی دیکھ لیں تو اسے جادو ہی کہیں گے (۵) سنتُ اللہ یہی ہے کہ فرمائشی نشانی آنے کے بعد اگر قوم ایمان نہ لائے تو پھر مہلت نہیں ملتی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا
يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ
بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾
قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي
نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ
اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

ع

منزل ۲

اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو یقیناً ایک آدمی ہی (کی صورت کا) بناتے اور ان پر وہی شبہ ڈالتے جس شبہ میں وہ اب مبتلا ہیں[1] (۹) اور بے شک آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق بنایا جا چکا ہے تو جو وہ مذاق بنایا کرتے تھے وہ ان مذاق اڑانے والوں ہی پر الٹ پڑا (۱۰) آپ کہہ دیجیے کہ زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا (۱۱) (ان سے) پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے، آپ کہہ دیجیے اللہ کا ہے، اس نے اپنی ذات پر رحمت لازم کر لی ہے، وہ قیامت کے دن تمہیں جمع کر کے رہے گا جس میں کوئی شک نہیں، جنھوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہے، بس وہی نہیں مانتے (۱۲) رات اور دن میں بسنے والی ہر چیز اسی کی ہے اور وہ سب سنتا جانتا ہے[2] (۱۳) آپ کہہ دیجیے کہ کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو کھلاتا ہے اور اس کو کھانے کی ضرورت نہیں، آپ کہہ دیں کہ مجھے حکم ہے کہ سب سے پہلے میں حکم مانوں اور آپ ہرگز شرک کرنے والوں میں شامل نہ ہوں (۱۴) آپ فرما دیجیے کہ اگر میں نے نافرمانی کی تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے[3] (۱۵) اس دن عذاب جس سے ٹل گیا تو اس پر اللہ نے رحم فرما ہی دیا اور یہی کھلی کامیابی ہے (۱۶) اور اگر اللہ آپ کو کسی تنگی میں ڈال دے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں اور اگر آپ کو بھلائی پہنچا دے تو وہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[4] (۱۷) اور وہ اپنے بندوں پر زور والا ہے اور وہ حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے (۱۸)

---

(۱) فرشتہ نبی بنایا جاتا تو آدمی ہی کی صورت میں ہوتا تا کہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں اور پھر ان کو وہی شبہات ہوتے جواب ہو رہے ہیں (۲) "لِمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالأرْضِ" میں مکان کے اعتبار سے عموم ہے اور یہاں "وَلَهٗ مَاسَكَنَ فِی اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ" میں زمان کے اعتبار سے عموم ہے یعنی ہر جگہ اور ہر زمانہ میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اسی کا ہے (۳) یہ آپ پر رکھ کر دوسروں کو سنایا گیا یعنی بفرض محال خدا کے معصوم اور برگزیدہ ترین بندے سے بھی کسی طرح کی نافرمانی سرزد ہو تو عذاب الٰہی کا اندیشہ ہوتا ہے (۴) سب اختیار اسی کو ہے وہ جو چاہے کرے۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۚ قُلِ اللّٰهُ ۚ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ
وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۚ اَئِنَّكُمْ
لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۚ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا
هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ
كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا
ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ
اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ
وَيَنْــــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲٦﴾

منزل۲

پوچھئے کہ کون سی چیز ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، کہہ دیجیے اللہ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور اس قرآن کی وحی مجھ پر اسی لیے کی گئی تا کہ اس کے ذریعہ میں تمہیں اور جس تک یہ پہنچے اسے خبردار کروں، کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اس کی گواہی نہیں دے سکتا، آپ فرما دیجیے وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے اور تم جو شرک کرتے ہو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں (۱۹) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (رسول) کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، جنھوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا بس وہی ایمان نہیں لاتے[۱] (۲۰) اور اس سے بڑھ کر ناانصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی نشانیوں کو جھٹلائے، ناانصاف تو کامیاب ہو ہی نہیں سکتے (۲۱) اور جب ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر شرک کرنے والوں سے پوچھیں گے وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا (۲۲) پھر ان سے کوئی شرارت بن نہ پڑے گی سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم مشرک تو نہ تھے (۲۳) دیکھئے کیسا اپنے اوپر جھوٹ بول گئے اور جو باتیں بنایا کرتے تھے وہ سب ان سے ہوا ہو گئیں[۲] (۲۴) اور ان میں وہ بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں کو بوجھل کر دیا ہے اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں[۳] یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس بحث کرنے کو آتے ہیں تو ان میں کفر کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں (۲۵) اور وہ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں اور وہ تو اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں لیکن ان کو اس کا احساس بھی نہیں (۲٦)

---

(۱) جس طرح اپنی اولاد کو پہچاننے میں ان کو کوئی دشواری نہیں ہوتی اسی طرح اہل کتاب کی متواتر شہادتوں سے وہ خوب جانتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں جن کی بشارت دی جا چکی ہے لیکن وہ جھوٹ کا طومار باندھتے ہیں (۲) دنیا میں اپنے شرک پر ناز تھا جب حقیقت کھلی تو کیسا جھوٹ بکنے لگے (۳) یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو عیب جوئی اور اعتراض کی غرض سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی طرف کان لگاتے تھے، اس سے فائدہ اٹھانا اور حق کو قبول کرنا مقصود نہ تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حق کے سمجھنے ہی سے ان کے دل محروم کر دیئے گئے، پیغام ہدایت کا سننا بھاری معلوم ہونے لگا، آنکھیں نظر عبرت سے ایسی خالی ہو گئیں کہ ہر قسم کے نشانات دیکھ کر بھی ایمان لانے کی توفیق نہیں ہوتی، یہ ساری مصیبت خود ان کے ہاتھوں لائی ہوئی ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ
بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا
یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ
هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓی
اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ
وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ
مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ
یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ
یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ
یَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰی
مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓی اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾

ع ۹

منزل ۲

اور اگر آپ دیکھیں جب وہ جہنم کے سامنے ٹھہرائے جائیں گے تو کہیں گے کاش کہ ہم دوبارہ بھیج دیئے جائیں اور ہم اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمان والوں میں ہو جائیں (۲۷) کچھ نہیں بلکہ وہ پہلے جو چھپاتے تھے وہ کھل گیا اور اگر وہ دوبارہ بھیج بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے ان کو روکا گیا اور وہ تو جھوٹے ہیں[۱] (۲۸) اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کو تو یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم کو پھر نہیں اٹھنا (۲۹) اور اگر آپ دیکھیں جب وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے، ارشاد ہوگا کیا یہ سچ نہیں ہے وہ کہیں گے ہمارے رب کی قسم کیوں نہیں، ارشاد ہوگا کہ تم جو انکار کرتے تھے اس کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو (۳۰) جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ گھاٹے ہی میں رہے یہاں تک کہ جب ان پر اچانک قیامت آ پہنچے گی تو وہ کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی اور وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے بوجھ لادے ہوں گے، دیکھو کیسا برا بوجھ ہے جو وہ ڈھوتے پھر رہے ہیں (۳۱) اور دنیا کی زندگی تو کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کا گھر ہی پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے، پھر کیا تم سمجھ سے کام نہیں لیتے (۳۲) ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ کو ضرور غم ہوتا ہے تو وہ (صرف) آپ ہی کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ ظالم لوگ تو اللہ کی نشانیوں ہی کا انکار کر دیتے ہیں[۲] (۳۳) اور آپ سے پہلے کتنے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں تو وہ جھٹلائے جانے اور تکلیف پہنچائے جانے پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد ان کے پاس آ پہنچی اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور آپ کو نبیوں کے حالات بھی معلوم ہو ہی چکے ہیں[۳] (۳۴)

---

(۱) پہلے حساب کتاب شروع ہوتے ہی کہہ چکے تھے کہ ہم مشرک نہیں ہے اب سب کھل گیا اور لگے اعتراف کرنے، دنیا میں بھی جو حق چھپاتے رہے تھے وہ بھی کھل کر سب سامنے آ جائے گا اور وہ تمنا کریں گے کہ دوبارہ ہم کو بھیج دیا جائے، ہم ایمان والوں میں ہو جائیں گے، اللہ فرماتا ہے سب جھوٹ ہے، ان کا خبث باطن پھر ابھر کر سامنے آ جائے گا (۲) دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے والوں کے سامنے حقیقت کھل جائے گی اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ کھیل کود کے سوا کچھ نہ تھا بس وہی لمحات کام آئے جو اللہ کی بندگی میں بسر ہوئے (۳) اللہ کی طرف سے یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے کلمات کہے جا رہے ہیں۔

وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾

منزل ۲

وقف لازم · وقف غفران · ع

اور اگر آپ کو ان کا اعراض بھاری ہی معلوم ہوتا ہے تو اگر آپ کے بس میں ہو تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر لیجیے پھر ان کے پاس کوئی نشانی لے آیئے اور اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر لے ہی آتا تو آپ نادانوں میں ہرگز شامل نہ ہوں[۱] (۳۵) قبول تو وہ لوگ کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے[۲] (۳٦) اور وہ بولے کہ ان کے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری، آپ کہہ دیجیے کہ بلاشبہ اللہ نشانی اتارنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن ان میں زیادہ تر لوگ جانتے نہیں[۳] (۳۷) اور زمین میں چلنے والے جو بھی جانور ہیں اور جو پرندے بھی اپنے دونوں پروں پر اڑتے ہیں وہ تمہاری طرح کی امتیں ہیں، ہم نے کتاب میں کچھ کمی نہیں کی، پھر وہ سب اپنے رب کے پاس جمع کیے جائیں گے (۳۸) اور جنھوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں وہ تاریکیوں میں بہرے اور گونگے پڑے ہیں، اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے راستہ پر کر دے[۴] (۳۹) آپ کہہ دیجیے کہ دیکھو اگر اللہ کا عذاب تم پر آ جائے یا قیامت تم پر آ پہنچے تو سچ سچ بتاؤ کہ کیا تم اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے (۴۰) نہیں بلکہ تم اسی کو پکارو گے پھر جس (تکلیف) کے لیے تم اس کو پکارتے ہو اللہ اگر چاہتا ہے تو اس چیز کو دور کر دیتا ہے اور تم سارے شریکوں کو بھول جاتے ہو[۵] (۴۱) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے پھر ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں جکڑ لیا کہ شاید وہ گڑگڑائیں (۴۲) پھر جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے بلکہ (ہوا یہ کہ) ان کے دل اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے کاموں کو ان کے لیے خوش نما بنا دیا (۴۳)

(۱) اللہ چاہتا تو بغیر نشانی سب کو مسلمان بنا دیتا لیکن یہ خدا کی مصلحت نہیں کہ سب کو ایمان پر مجبور کر دیا جائے، تو آپ کسی ایسی نشانی کے خیال میں نہ رہیں جس کا دکھانا اللہ کی مصلحت نہیں، اس لیے کہ مطلوبہ نشانی آ جانے کے بعد اگر اس کا انکار کیا جائے تو پوری قوم پر عذاب آتا ہے جیسا کہ گذشتہ قوموں کے ساتھ ہو چکا ہے اور اس وقت کے مشرکین کا حال بھی یہی ہے، اگر ان کی مانگی ہوئی نشانی آ بھی جائے تو بھی وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور پھر اس کا نتیجہ عمومی عذاب کی شکل میں آئے گا اور اللہ کو یہ منظور نہیں (۲) آپ سب سے ماننے کی توقع نہ رکھیں، جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیئے وہ سنتے ہی نہیں تو کیسے مانیں وہ تو مردوں کی طرح ہیں قیامت میں یقین آ جائے گا (۳) یعنی نہ ماننے کی نتیجہ میں اس کا کیا انجام ہوگا اس سے واقف نہیں ہیں (۴) یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہر جگہ ہیں ہر قسم کے جانوروں کا اپنا اپنا متعین نظام ہے، انسان کا اپنا نظام ہے، اللہ پیغمبروں کے ذریعہ ان کو راستہ بتاتا ہے، اگر دھیان کریں تو یہی نشانی بس ہے لیکن بہرا گونگا اندھا کیسے دیکھے کیا سمجھے، اور یہ جو فرمایا کہ ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں کی اس سے مراد لوح محفوظ ہے (۵) جب مصیبت آ پڑتی ہے تو اللہ ہی یاد آتا ہے، سارے شریک ہوا ہو جاتے ہیں بس قیامت کی مصیبت عظمیٰ کو یاد کرو اور اللہ کو مانو تا کہ یہ وہاں تمہارے کام آئے۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۵﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿۴٦﴾ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿۵۰﴾ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۵۱﴾

ع

منزل ۲

پھر جو نصیحت کی گئی تھی جب اس کو بھول گئے پھر ہم نے ان کے لیے ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ملی ہوئی چیزوں میں مست ہوگئے تو ہم نے اچانک ان کی پکڑ کی بس وہ مایوس ہوکر رہ گئے (۴۴) بس جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی گئی اور اصل تعریف تو اللہ کے لیے ہے جو جہانوں کا پالنہار ہے[1] (۴۵) آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر اللہ تمہارے کان اور بینائی لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگادے تو اللہ کے علاوہ کون ہے وہ معبود جو تمہیں یہ چیزیں لاکر دیدے، دیکھئے ہم باتیں کیسے الگ الگ پیرائے میں بیان کرتے جاتے ہیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں (۴٦) آپ کہہ دیجیے کہ دیکھو تو اگر تم پر بے خبری میں یا علی الاعلان اللہ کا عذاب آجائے تو سوائے ناانصاف لوگوں کے اور کون ہلاک ہوگا[2] (۴۷) اور ہم رسولوں کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں بس جو بھی ایمان لایا اور اس نے اپنے کو سنوار لیا تو ایسوں پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۴۸) اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو نافرمانی کرتے رہنے کی وجہ سے وہی عذاب کا شکار ہوں گے[3] (۴۹) آپ فرمادیجیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں ڈھکا چھپا جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں، بس میں تو جو وحی میرے پاس آتی ہے اسی پر چلتا ہوں[4]، آپ پوچھئے کیا اندھا بینا برابر ہوسکتے ہیں بھلا تم غور نہیں کرتے[5] (۵۰) اور اس (قرآن) کے ذریعہ سے جن کو ڈر ہے ان کو خبردار کردیجیے کہ وہ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے اور ان کے لیے اس کے سوا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی، شاید کہ وہ محتاط رہیں (۵۱)

---

(۱) گنہگار کو اللہ تھوڑا سا پکڑتا ہے، اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر پکڑ کو نہ سمجھا تو ڈھیل دی جاتی ہے یہاں تک کہ جب دنیا میں پوری طرح مست ہوجاتا ہے تو اچانک پکڑ ہوتی ہے عذاب سے یا موت سے (۲) توبہ میں دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل ہیں شاید پھر نہ ملیں یا اس دیری ہی میں عذاب آجائے، توبہ کرچکا ہے تو بچ جائے گا ورنہ ہلاکت ہے (۳) یعنی تم جو عذاب الٰہی سے بےفکر ہوکر بیہودہ فرمائشیں نبی سے کرتے ہو اور ان کی تصدیق کے لیے خودساختہ معیار تراشتے ہو خوب سمجھ لو دنیا میں نبی اس لیے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری الٹی سیدھی فرمائشیں پوری کرتے رہیں، ان کا کام تو انذار اور تبشیر ہے (۴) نبی کا یہ دعویٰ نہیں ہوتا کہ تمام خزانے اس کے پاس ہیں، وہ غیب کی سب باتیں جانتا ہے یا وہ نوع بشر کے علاوہ کوئی اور نوع ہے پھر اس کے بعد فرمائشی معجزات طلب کرنا اور اس کو تصدیق وتکذیب کا معیار بنانا کہاں صحیح ہوسکتا ہے (۵) اگرچہ پیغمبر نوع بشر سے الگ کوئی نوع نہیں لیکن اس کے اور باقی انسانوں کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے جیسے بینا اور اندھے کا فرق ہے، نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیات الٰہی اور تجلیات ربانی کے لیے کھلی رہتی ہیں جن کے بلاواسطہ مشاہدہ سے دوسرے انسان محروم ہیں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَ
مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ
الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ
مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٣﴾
وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ
رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذَٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ قُلْ إِنِّي
نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا
أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾
قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ ۚ مَا عِندِي مَا
تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ ۖ وَهُوَ
خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿٥٧﴾ قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ
لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٨﴾

ع

منزل۲

اور جو لوگ بھی صبح وشام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کو آپ دور مت کر دیجیے نہ ان کا کوئی حساب آپ کے ذمہ ہے اور نہ آپ کا ذرا بھی حساب ان کے ذمہ ہے بس آپ ان کو دور کر دیں گے تو ناانصافوں میں ہوجائیں گے[1] (۵۲) اسی طرح ہم نے ایک کو دوسرے سے آزمایا اس لیے وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم سب میں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے اپنا فضل کیا، کیا اللہ شکر گزاروں سے خوب واقف نہیں[2] (۵۳) اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کہیے کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے تو اپنے اوپر رحمت لازم کر رکھی ہے تم میں جو بھی نادانی میں کوئی برائی کر بیٹھے گا پھر اس کے بعد توبہ کر لے گا اور اصلاح کر لے گا تو یقیناً وہ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۵۴) اور اسی طرح ہم دلائل تفصیل کے ساتھ بیان کرتے جاتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ بھی کھل کر سامنے آجائے[3] (۵۵) آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اس سے روک دیا گیا کہ تم اللہ کے علاوہ جس کو پکارتے ہو میں اس کی بندگی کروں، آپ صاف کہہ دیجیے کہ میں تمہاری خواہشات پر نہیں چل سکتا ورنہ تو میں بہک جاؤں گا اور میں راہ پر نہ رہوں گا (۵۶) آپ کہہ دیجیے کہ میرے پاس تو میرے رب کی طرف سے دلیل موجود ہے اور تم اس کو نہیں مانتے، تمہیں جس چیز کی جلدی ہے وہ میرے پاس نہیں، اختیار سب اللہ ہی کا ہے وہی حق کو کھولتا ہے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۵۷) آپ فرما دیجیے کہ تم جس چیز کی جلدی مچاتے ہو اگر وہ میرے پاس ہوتی تو ہمارا تمہارا فیصلہ کب کا ہو چکا ہوتا اور اللہ ناانصافوں سے خوب واقف ہے[4] (۵۸)

---

(۱) کافروں میں بعض سرداروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کی بات سننے کو ہمارا دل چاہتا ہے مگر آپ کے پاس رذیل لوگ بیٹھتے ہیں، ہم ان کے برابر نہیں بیٹھ سکتے، اس پر یہ آیت اتری کہ ان کے اس ظاہری حال کی رعایت لازم ہے اگر آپ دولت مندوں کی ہدایت کی خواہش میں ان کو اپنے پاس سے ہٹائیں گے تو ناانصافی ہوگی، نہ ان کا حساب آپ کے ذمہ ہے اور نہ آپ کا حساب ان کے ذمہ ہے، تفتیش میں پڑنے کی ضرورت نہیں (۲) دولت مندوں کو غریبوں سے آزمایا، وہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں اور اللہ کے یہاں وہی معزز ہیں (۳) قریب میں "وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ......الخ" میں انذار کا عمل ہو چکا تھا اور یہاں اہل ایمان کے لیے بشارت وسلامتی اور رحمت کا ذکر ہے (۴) یعنی میں اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں، دلائل حق میرے پاس ہیں، تم کتنے ہی حیلے کرو میں تمہاری خواہش پر نہیں چل سکتا، اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے اور جس عذاب کی تم کو جلدی ہے میں اس کا مالک نہیں ہوں، وہ جس پر چاہے عذاب کرے اور جسے چاہے توبہ کی توفیق بخشے، اس کی مصلحتوں کو وہی جانتا ہے، سب فیصلے اسی کے اختیار میں ہیں۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ
يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ
ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ
فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ
مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ
يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ
اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ
مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓي
اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ
يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ
لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

منزل۲

اورغیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، وہی ان کو جانتا ہے، خشکی اور تری میں جو کچھ ہے اس سے وہ واقف ہے اور جو پتا بھی گرتا ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں جو دانہ ہے اور جو بھی خشک وتر ہے وہ سب کھلی کتاب میں موجود ہے[1] (۵۹) اور وہی ہے جو رات کو تمہیں وفات دے دیتا ہے اور تم دن میں جو کام کاج کرتے ہو اس سے بھی وہ واقف ہے پھر وہ دن میں تمہیں اٹھا دیتا ہے تا کہ متعین[2] مدت پوری ہو پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے (۶۰) اور وہی اپنے بندوں پر زور رکھنے والا ہے اور وہ تم پر حفاظت کے فرشتے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب کسی پر موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو ہمارے قاصد اس کو وفات دے دیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے (۶۱) پھر وہ اپنے حقیقی مالک اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے، اچھی طرح سمجھ لو کہ اختیار سب اسی کا ہے اور وہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے (۶۲) پوچھئے کہ خشکی اور تری کے اندھیروں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے، اسی کو تم گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر اس نے ہمیں اس سے بچالیا تو ہم ضرور احسان مانیں گے (۶۳) کہہ دیجیے کہ اللہ تو تمہیں اس سے بھی بچاتا ہے اور ہر تکلیف سے بچاتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو[3] (۶۴) کہہ دیجیے کہ وہ تو قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں ٹولیاں کر کے آپس میں بھڑا دے اور ایک کو دوسرے سے جنگ کا مزہ چکھا دے، دیکھئے کہ ہم آیتوں کو کس طرح الگ الگ پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ سمجھ لیں (۶۵) اور آپ کی قوم نے اس (قرآن) کو جھوٹ بتایا جبکہ وہ حق ہے کہہ دیجیے کہ میں تم پر کوئی داروغہ تو ہوں نہیں[5] (۶۶) ہر چیز کا ایک وقت متعین ہے اور آگے تمہیں پتہ چلا جاتا ہے (۶۷)

---

(۱) یعنی لوح محفوظ، غیب کی کنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں، وہی اس میں سے جتنا چاہے جس پر کھول دے، کسی کو قدرت نہیں کہ وہ آلات ادراک کے ذریعہ علوم غیبیہ تک رسائی حاصل کر سکے (۲) وہ چاہتا تو تم سوتے ہی رہ جاتے لیکن موت کا متعین وقت آنے سے پہلے وہ ہر نیند کے بعد تمہیں بیدار کرتا ہے، یہ نیند بھی حقیقت میں موت ہی کی ایک قسم ہے، فرق یہ ہے کہ نیند کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق قائم رہتا ہے اور موت سے روح کا جسم سے ہر طرح کا تعلق ختم ہو جاتا ہے (۳) مصیبت میں پھنستے ہو تو بے ساختہ اسی کو پکارتے ہو، جب نجات مل جاتی ہے اور راحت و آرام حاصل ہو جاتا ہے تو پھر سب فراموش کر دیتے ہو (۴) تین طرح کے عذاب بیان ہوئے؛ ایک آسمانی جیسے پتھر برسنا، آگ برسنا یا سخت طوفان، دوسرا زمینی جیسے زلزلہ وغیرہ یہ دونوں عذاب گذشتہ امتوں پر آئے، اس امت کو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس قسم کے عام عذاب سے محفوظ رکھا ہے، جزئی واقعات پیش آسکتے ہیں، اس کی نفی نہیں ہے، البتہ عذاب کی تیسری قسم اس ←

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى
يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ
بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ
مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ
ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ڰ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ
اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓي اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۠ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ
يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ

منزل ۲

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکتے ہیں تو آپ ان سے الگ ہو جائیں یہاں تک کہ وہ دوسری باتیں کرنے لگیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا ہی دے تو یاد آنے کے بعد پھر ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھیں[1] (۶۸) اور پرہیزگاروں کے ذمہ ان کا کچھ بھی حساب نہیں البتہ یاددہانی کرادینا ان کا کام ہے کہ شاید وہ بھی پرہیزگار ہو جائیں[2] (۶۹) اور ان لوگوں کو چھوڑ دیجیے جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو فریب میں مبتلا کر رکھا ہے اور اس قرآن سے نصیحت کرتے رہیے تاکہ کوئی اپنے کیے میں پھنس نہ جائے کہ اللہ کے سوا اس کا کوئی حمایتی رہے نہ سفارشی اور وہ پورا کا پورا فدیہ دینا بھی چاہے گا تو لیا نہ جائے گا، وہ لوگ تو اپنے کیے میں پھنس ہی چکے، ان کے لیے کھولتا پانی ہے اور دردناک عذاب ہے اس لیے کہ وہ انکار کرتے رہے ہیں (۷۰) فرما دیجیے کہ کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکاریں جو نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکے نہ نقصان اور ہمیں اللہ نے راہ دی اس کے بعد ہم الٹے پھریں، جیسے کسی کو شیطانوں نے زمین میں بھٹکا دیا ہو وہ سرگرداں ہو اور اس کے ساتھی اس کو راستہ پر آنے کے لیے آواز دے رہے ہوں کہ ہمارے پاس آجاؤ، بتادیجیے کہ اللہ کی بتائی راہ ہی اصل راہ ہے، اور ہمیں تو یہی حکم ہے کہ ہم جہانوں کے پروردگار کے فرماں بردار رہیں[3] (۷۱) اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اسی سے ڈرتے رہو، وہی وہ ذات ہے جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے (۷۲) اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا اور جس دن وہ کہے گا ہو جا بس وہ ہو جائے گا۔

← امت کے حق میں باقی رہی ہے اور وہ پارٹی بندی، جنگ وجدال اور آپس کی خونریزی کا عذاب ہے (۵) یعنی یہ میرا کام نہیں ہے کہ تمہاری تکذیب پر خود عذاب نازل کروں یا اس کا کوئی متعین وقت بتاؤں، میرا کام خبردار کرنا ہے باقی سب اللہ کے علم میں ہے۔

(۱) آپ کو خطاب کر کے پوری امت کو تلقین کی جاری ہے کہ ایسی بری مجلسوں سے بچیں (۲) بس اتنی ذمہ داری ہے کہ کہا جاتا رہے کہ شاید ان میں ڈر پیدا ہو (۳) یہ آیت ان مشرکین کے جواب میں اتری جنھوں نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست کی تھی، مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نصیحت کرے، سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرے، اس سے درحقیقت یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی ہستی کے آگے سر جھکائے اور اگر کوئی ایمان کی کمزوری کی بنا پر ایسا کرتا ہے تو اس کی مثال پیش کی گئی ہے کہ جب کوئی صحرا میں بھٹک رہا ہو اور اس کے ساتھی اس کو آواز دے رہے ہوں اور پھر بھی وہ خبردار نہ ہو۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٧٣﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ
أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٧٤﴾
وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ
مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا
رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا
قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ
مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي
هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾
إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا
أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ
وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ
وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا
أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ
سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾

منزل ٢

اسی کی بات سچ ہے اور اس دن اسی کی بادشاہت ہے جب صور پھونکی جائے گی، چھپے اور کھلے کو جانتا ہے اور وہی حکمت والا پورا باخبر ہے (۷۳) اور جب ابراہیم نے اپنے والد آزر سے کہا کیا آپ بتوں کو خدا بنائے بیٹھے ہیں میں تو آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں (۷۴) اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھاتے گئے اور اس لیے تاکہ ان کو یقین آجائے (۷۵) پھر جب رات ان پر چھا گئی تو انھوں نے ایک ستارہ دیکھا بولے یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غائب ہوگیا تو فرمایا کہ میں غائب ہوجانے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷۶) پھر جب انھوں نے چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو بولے یہ میرا رب ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو فرمانے لگے کہ اگر میرے رب نے مجھے راستہ نہ دیا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں ہوکر رہ جاؤں گا (۷۷) پھر جب سورج کو دمکتا ہوا دیکھا تو بولے یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو فرمایا اے میری قوم جس کو بھی تم شریک کرتے ہو میں اس سے بالکل بےتعلق ہوں (۷۸) میں نے تو اپنا رخ ہر طرف سے ہٹا کر اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں (۷۹) اور ان کی قوم ان سے حجت پر آگئی وہ بولے تم مجھ سے اللہ کے بارے میں حجت کرتے ہو جبکہ وہ مجھے راستہ پر لا چکا ہے، اور اس کے ساتھ تم جو بھی شریک کرتے ہو مجھے اس کا ڈر نہیں سوائے اس کے کہ میرے رب ہی کی کچھ مشیت ہو، میرے رب کا علم ہر چیز کو سمیٹے ہوئے ہے، پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے (۸۰) اور جس کو تم شریک کرتے ہو اس کا مجھے کیسے ڈر ہوسکتا ہے جبکہ تمہیں اس کا ڈر نہیں کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو جس کی کوئی دلیل اللہ نے تم پر نہیں اتاری، اب دونوں فریقوں میں کون زیادہ اطمینان کا حقدار ہے اگر تم کچھ جانتے ہو[۱] (تو بتاؤ) (۸۱)

(۱) گزشتہ آیات میں توحید کا اثبات، شرک کی نفی کی گئی تھی اور مسلمانوں کے ارتداد سے مایوس کیا گیا تھا، یہاں موحد اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے اس کی تاکید مقصود ہے اور ضمناً مسلمانوں کو بتانا ہے کہ مکذبین و معاندین کو کس طرح سمجھانا چاہیے اور پھر کس طرح ان سے علاحدگی کا اظہار ہونا چاہیے اور کس طرح ایک مومن کو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم نے ڈرایا تھا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو تو کہیں پاگل نہ بن جاؤ۔ اس پر انھوں نے فرمایا میں ان سے کیا ڈروں گا جن کے ہاتھ میں کچھ نہیں، ڈرنا تو تمہیں چاہیے کہ تم اس اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہو جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے، تو اب بتاؤ وہ زیادہ مطمئن ہوگا جس نے اپنی ذات کو اللہ سے جوڑا یا وہ جو کھوکھلے اور بے حقیقت معبودان باطلہ کی رسی پکڑے ہوئے ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ
وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ
نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا
لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ
وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَ
هَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ
وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ
وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾
ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ
أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ
فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُل لَّا
أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾

منزل۲

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں ذرا بھی شرک کی آمیزش نہ کی، امن تو ان ہی کے لیے ہے اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں[1] (۸۲) اور یہ ہے ہماری وہ دلیل[2] جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی، جس کے چاہیں ہم درجات بلند کریں بلاشبہ آپ کا رب حکمت والا خوب جاننے والا ہے (۸۳) اور ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عطا کیے سب کو ہدایت بخشی اور ان سے پہلے نوح کو ہم نے ہدایت بخشی اور ان کی اولاد میں داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو بھی اور نیک کام کرنے والوں کو ہم یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۸۴) اور (اسی طرح) زکریا اور یحییٰ کو اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی وہ سب صالح لوگوں میں تھے (۸۵) اور اسمٰعیل اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت بخشی (۸۶) اور ان کے باپ دادا میں سے اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بھی (بہتوں کو ہم نے ہدایت دی) اور ہم نے ان کو منتخب کیا اور ان کو سیدھے راستہ پر چلایا (۸۷) یہ اللہ کا بتایا راستہ ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے اس راستہ پر چلا دیتا ہے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کے سارے کام بیکار چلے جاتے[3] (۸۸) ان ہی لوگوں کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت دی پھر اگر ان چیزوں کو یہ لوگ نہ مانیں تو ہم نے اس کے ماننے کے لیے ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کا انکار کرنے والے نہیں ہیں[4] (۸۹) یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راستہ چلا دیا تو آپ بھی انھیں کے راستے چلیے، فرما دیجیے کہ میں اس پر تم سے اجرت کا سوال نہیں کرتا یہ تو تمام جہانوں کے لیے ایک نصیحت ہے[5] (۹۰)

---

(۱) صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ ظلم سے مراد شرک ہے اسی لیے ظلم کا ترجمہ یہاں شرک سے کیا گیا ہے (۲) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مکالمہ جو اوپر گذر چکا جو بطور دلیل کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا تھا (۳) واضح کر دیا گیا کہ شرک اتنی گندی چیز ہے کہ اگر ایسے ایسے مقربین سے بھی بفرض محال معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو ان کے سب کام بیکار چلے جائیں (۴) مشرکین مکہ نے نہیں مانا تو حضرات مہاجرین وانصار کو اللہ نے اس کام کے لیے لگا دیا، وہ کسی چیز سے انحراف نہیں کرتے (۵) اس میں بتا دیا گیا کہ تمام انبیاء کا اصولی طور پر راستہ ایک ہی ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ
مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ
هُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ
وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ
خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ
بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ
اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ
الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا
اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ
غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ
وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ
لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

منزل۲

اورانھوں نے اللہ کو جسے پہچاننا چاہیے تھا نہ پہچانا جب وہ بولے کہ اللہ نے انسانوں پر تو کچھ اتارا ہی نہیں آپ پوچھئے کہ موسیٰ جس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور روشنی کے لیے لے کر آئے وہ کس نے اتاری تم اس کو ورق ورق کر کے دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو اور اس سے تمہیں وہ علم ملا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا جانتے تھے[1]، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے (وہ کتاب اتاری) پھر ان کو چھوڑ دیجیے وہ اپنی بک بک میں لگے رہیں[2] (۹۱) اور یہ کتاب بھی ہم ہی نے اتاری جو سراپا برکت ہے اگلوں کی تصدیق ہے اور اس لیے (اتاری) تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس لوگوں کو ڈرائیں، اور جن کو آخرت کا یقین ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور وہ لوگ اپنی نمازوں کی دیکھ ریکھ رکھتے ہیں[3] (۹۲) اور اس سے بڑھ کر ناانصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے جبکہ اس پر کچھ بھی وحی نہیں کی گئی اور وہ جو یہ کہے میں بھی جلد ہی اسی طرح اتار دوں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے اور اگر آپ دیکھ لیں جب یہ ناانصاف موت کی کٹھنائیوں میں ہوں گے اور فرشتے ہاتھ پھیلائے (کہتے) ہوں گے کہ نکالو اپنی جان آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لیے کہ تم اللہ پر ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی نشانیوں سے اکڑتے رہتے تھے (۹۳) اور اب ایک ایک کر کے ہمارے پاس پہنچ گئے جیسے پہلی بار ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا تھا وہ سب پیچھے چھوڑ آئے اور ہمیں تمہارے ساتھ وہ سفارشی بھی نظر نہیں آتے جن کے بارے میں تمہارا خیال یہ تھا کہ وہ تمہارے معاملات میں (ہمارے) شریک ہیں، تم آپس میں ٹوٹ کر رہ گئے اور تم جو وعدے کیا کرتے تھے وہ سب تم سے ہوا ہو گئے[4] (۹۴)

---

(۱) یہودیوں نے تورات کو الگ الگ اوراق میں لکھ رکھا تھا جو چیزیں ان کی خواہش کی نہ ہوتی تھیں وہ چھپا لیتے تھے (۲) آپ بتا دیجیے کہ وہ کتاب اللہ ہی نے اتاری پھر وہ جانیں اور ان کا کام جانے (۳) ام القریٰ مکہ کا نام ہے یعنی تمام شہروں اور بستیوں کی بنیاد، کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے یہی جگہ بنی اور جغرافیائی اعتبار سے بھی اس کو مرکزیت حاصل ہے "وَمَنْ حَوْلَهَا" اس کے آس پاس سے مراد پورا عرب ہے پھر پوری دنیا، دعوت کا آغاز مکہ سے ہوا پھر یہ دعوت پوری دنیا میں پہنچی (۴) جن کو آخرت کا خیال ہے وہ مانتے ہیں اور جو ہٹ دھرمی میں ہیں وہ الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں "لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا" ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام کہہ دیں، اتار لائیں وغیرہ، ان کی سزا کا بھی آگے تذکرہ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ ۖ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠١﴾

ع ۱۲ / ۱۸

منزل ۲

بلاشبہ اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے بے جان سے جاندار کو نکالتا ہے اور جاندار سے بے جان کو نکالنے والا ہے وہ اللہ ہی ہے پھر تم کہاں الٹے پھرے جاتے ہو (۹۵) صبح کی پو پھوڑنے والا ہے، اس نے رات کو سکون کی چیز اور سورج اور چاند کو حساب کی چیز بنایا، یہ سب اس ذات کا طے کیا ہوا ہے جو زبردست، خوب جاننے والا ہے (۹۶) اور وہی وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ تم خشکی و تری کی تاریکیوں میں اس سے راہ پاسکو، ہم نے نشانیاں تفصیل سے بیان کردی ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں (۹۷) اور وہی ذات ہے جس نے تم کو ایک اکیلی جان سے پیدا کیا بس ایک جگہ ٹھہرنے کی ہے اور ایک جگہ سپرد ہونے کی ہے[۱]، ہم نے نشانیاں ان لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کردی ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں (۹۸) وہی ہے جس نے اوپر سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے ہر چیز کی کونپلیں پیدا کیں پھر اس سے ہم نے سبز مادہ نکالا جس سے ہم تہہ بتہہ دانے نکالتے ہیں[۲] اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگور اور زیتون اور انار کے باغات، ایک دوسرے سے مشابہ بھی اور الگ الگ بھی، جب وہ پھلتے ہیں تو ان کے پھلوں کو اور پکنے کو دیکھو، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو ایمان لائیں[۳] (۹۹) وہ اللہ کے ساتھ جنوں کو شریک ٹھہراتے ہیں[۴] جبکہ اللہ ہی نے ان کو پیدا کیا اور انھوں نے بغیر جانے بوجھے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں[۵]، اس کی ذات پاک ہے اور وہ ان کے بتائے ہوئے اوصاف سے بلند و بالا ہے (۱۰۰) آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود بخشنے والا ہے، اس کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں، ہر چیز کو اس نے پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے (۱۰۱)

---

(۱) اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں پھر آکر ٹھہرتا ہے دنیا میں پھر سپرد ہوگا قبر میں پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں (۲) علم نباتات کی تحقیق میں یہ بات آچکی ہے کہ جب نباتات پر پانی پڑتا ہے تو اس میں ایک سبز رنگ کا مادہ پیدا ہوتا ہے جسے انگریزی میں کلوروفل (Chlorophyll) کہتے ہیں، یہی وہ مادہ ہے جس کے ذریعہ سے نباتات میں دانے اور پھل پیدا ہوتے ہیں، جو بات آج سامنے آرہی ہے قرآن مجید اس کو چودہ سو سال پہلے بیان کرچکا (۳) یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں، قرآن مجید بار بار لوگوں کو ان میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے (۴) مشرکوں کی ایک بڑی تعداد جنوں سے استعانت کرتی تھی اور ان کو خدائی میں شریک سمجھتی تھی اور یوں بھی گمراہی شیطان ہی کے گمراہ کرنے سے ہوتی ہے اس لیے بھی گویا غیر اللہ کی عبادت اسی کی عبادت ہے (۵) یہودیوں نے حضرت عزیر کو نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا اور مشرکین نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دے رکھا تھا۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ
وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ
اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ
بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا
اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ
اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ وَاَقْسَمُوْا
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ
اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا
بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ع

ع ١٣ ١٩

منزل ٢

وہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز اسی نے پیدا کی بس اسی کی بندگی کرو اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے (١٠٢) نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں جبکہ نگاہیں اس کے گھیرے میں ہیں اور وہ بڑا باریک بیں پورا باخبر ہے (١٠٣) تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس روشن دلائل آچکے، بس جس نے آنکھیں کھول لیں اس نے اپنا ہی بھلا کیا اور جو اندھا بن رہا تو اس کا وبال اسی پر ہے اور میں تم پر کوئی داروغہ تو ہوں نہیں[1] (١٠٤) اور ہم اسی طرح آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اور اس لیے کہ وہ کہیں کہ آپ نے پڑھ رکھا ہے اور اس لیے کہ ہم اس کو جاننے والوں کے لیے کھول دیں[2] (١٠٥) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو وحی آتی ہے اس پر چلتے رہیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور شرک کرنے والوں سے اعراض کیجیے (١٠٦) اور اگر اللہ کی مشیت ہی ہوتی تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان پر کوئی داروغہ نہیں بنایا اور نہ ہی آپ ان کے کاموں کے ذمہ دار ہیں[3] (١٠٧) اور جن کو وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں تم ان کو برا بھلا مت کہو کہ وہ ناسمجھی میں حد سے آگے بڑھ کر اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں، اسی طرح ہر امت کے عمل کو ہم نے ان کے لیے خوش نما بنا دیا ہے پھر اپنے رب ہی کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہے پھر وہ بتا دے گا کہ وہ کیا کچھ کیا کرتے تھے[4] (١٠٨) اور انھوں نے بڑے زور شور سے اللہ کی قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آگئی تو وہ اس پر ایمان لے ہی آئیں گے کہہ دیجیے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں، اور تم کیا جانو اگر وہ آبھی گئیں تو یہ ایمان لانے والے نہیں[5] (١٠٩) اور ہم ان کے دلوں کو اور نگاہوں کو پلٹ دیں گے جس طرح وہ پہلی مرتبہ میں ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتا چھوڑ دیں گے (١١٠)

---

(١) یعنی خدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا مگر اس کے بصیرت افروز نشانات اور دلائل ہمارے سامنے موجود ہیں، جو آنکھ کھول کر دیکھے گا خدا کو پالے گا اور جو اندھا بن گیا اس نے اپنا نقصان کیا، میرے ذمہ نہیں کہ میں کسی کو دیکھنے پر مجبور کروں (٢) معاندین سب کچھ سن کر کہتے تھے کہ یہ امی ہیں یقیناً یہ سب باتیں کوئی ان کو سکھا پڑھا جاتا ہے اور حقیقت شناس لوگ کہتے کہ یقیناً یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اور یہ نبی برحق ہیں، آیت میں دونوں کا تذکرہ کر دیا گیا (٣) اگر اللہ کا فیصلہ ہی ہوتا تو سب مسلمان ہوتے لیکن اللہ کی مصلحت یہی ہے کہ اس نے دنیا کو امتحان کا گھر بنایا ہے، صحیح راستہ بتا دیا ہے جو کوشش کرے گا اس کو پالے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ پہنچا دینا ہے زبردستی مسلمان بنانا نہیں ہے (٤) یہ قرآن مجید کا حکم ہے دوسروں کے معبودان باطلہ اور مقتداؤں کو برا بھلا نہ کہا جائے، اس کا نقصان یہ ہے کہ وہ پلٹ کر ناسمجھی میں ''معاذ اللہ'' اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں گے (٥) انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ کوہ صفا سونے کا بن جائے بعض مسلمانوں کو بھی خیال ہوا کہ ان کی خواہش پوری کر دی جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں، اس کا جواب بھی ہے۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَىْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِى بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُونَ ﴿۱۱۳﴾ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِى حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِىٓ أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۱۵﴾ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِى الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ إِنْ يَّتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۱۱۶﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيلِهٖ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾

منزل ۲

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتے بھی اتار دیتے اور مردے ان سے گفتگو کرتے اور ہر چیز لا کر ہم ان کے سامنے کر دیتے تب بھی وہ ہرگز ایمان نہ لاتے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کی مشیت ہوتی لیکن ان میں زیادہ تر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں[۱] (۱۱۱) اور اسی طرح انسانی اور جناتی شیطانوں میں سے ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا رکھے تھے جو دھوکہ دینے کے لیے ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتوں کی تلقین کیا کرتے تھے اور اگر آپ کے رب کی مشیت ہوتی تو وہ ایسا نہ کر پاتے تو آپ ان کو چھوڑ دیجیے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ (۱۱۲) اور (وہ یہ ملمع سازیاں) اس لیے (کرتے ہیں) تاکہ آخرت کو نہ ماننے والوں کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اس میں مگن ہو جائیں اور وہی غلط کام کیے جائیں جو وہ کر رہے ہیں (۱۱۳) تو کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو منصف تلاش کروں جبکہ اسی نے تمہیں کھلی ہوئی کتاب دی، اور جن لوگوں کو ہم کتاب (پہلے) دے چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) بالکل ٹھیک ٹھیک آپ کے رب کی جانب سے اترا ہے تو آپ شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں (۱۱۴) اور آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے (۱۱۵) اور اگر آپ دنیا کے زیادہ تر لوگوں کی بات مان لیں گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستہ سے ہٹا دیں گے وہ تو گمان پر چلتے ہیں اور وہ صرف اٹکل ہی مارتے رہتے ہیں[۲] (۱۱۶) بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے ہٹا ہے اور وہ صحیح راستہ چلنے والوں سے بھی خوب واقف ہے (۱۱۷) تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو[۳] اسے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں کو مانتے ہو (۱۱۸)

---

(۱) اگر ان کی فرمائش کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر آسمان سے فرشتے بھی آ جائیں، تمام امتیں جو گزر چکی ہیں اور ان کے انبیاء سامنے لے آئے جائیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں تو بھی وہ ماننے والے نہیں سوائے چندان لوگوں کے جن کے بارے میں اللہ کی مشیت ہو چکی (۲) اللہ کا نظام یہی ہے کہ خیر وشر کی طاقتیں اپنا کام کرتی رہی ہیں انسانوں اور جناتوں میں شیطانی مزاج رکھنے والے ملمع سازیاں کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور دنیاوی زندگی میں غرق ہیں وہ ان کے بہکاوے میں آ جائیں، جہاں تک نبیوں اور ان کی بات ماننے والوں کا تعلق ہے وہ ایسے لوگوں سے بہت دور رہتے ہیں اور وہ ان کے دھوکہ کو خوب سمجھتے ہیں (۳) یہ آیتیں اس پر اتریں کہ کافر کہنے لگے کہ مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے، یہ شیطانی مزاج رکھنے والوں کی ملمع سازیاں تھیں، آگے صاف کہا جا رہا ہے کہ سب کو مارنے والا وہی ہے بس جس پر اس کا نام لیا جائے اور ذبح کیا جائے وہ کھاؤ، اس کی اور مصلحتیں بھی بیان کی جا سکتی تھیں کہ جس کو ذبح کیا جاتا ہے اس کا سب خون بہہ جاتا ہے اور وہ گندگی سے پاک ہو جاتا ہے اور جو اپنی موت مرتا ہے اس کی سب نجاست اس کے گوشت میں مل جاتی ہے اس لیے وہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ حکمتیں بیان کرنے کے بجائے یہ فرما دیا کہ مومن ہو تو بات مانو، اس کی حکمت تمہاری عقل میں آئے یا نہ آئے ←

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ
لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا
لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ
يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا
مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ
لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ
لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا
يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ
مِنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ
جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا
يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ
آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ
اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا
صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾

منزل ۲

اور کیا وجہ ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تم نہ کھاؤ جبکہ اس نے جو حرام کیا وہ بھی تفصیل سے تمہارے سامنے بیان کر دیا سوائے اس کے کہ تم اس کے لیے مجبور ہو جاؤ، یقیناً اکثر لوگ بغیر تحقیق کے اپنی خواہشات سے گمراہ کرتے ہیں، یقیناً آپ کا رب تجاوز کرنے والوں کو خوب جانتا ہے[1] (۱۱۹) اور کھلا گناہ بھی چھوڑ دو اور چھپا گناہ بھی[2]، بلاشبہ جو لوگ گناہ اپنے سر لیتے ہیں جلد ہی ان کو اپنے کیے کی سزا مل جائے گی (۱۲۰) اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس میں سے مت کھاؤ اور یہ تو نافرمانی کی بات ہے اور شیاطین تو اپنے دوستوں کو ورغلاتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے بحث کریں اور اگر تم نے ان کی بات مان لی تو یقیناً تم مشرک ہو گئے[3] (۱۲۱) وہ شخص جو مردہ تھا تو ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کو روشنی دے دی وہ اس سے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہو سکتی ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا! اسی طرح کافروں کے لیے ان کے کاموں کو خوش نما بنا دیا گیا ہے (۱۲۲) اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے بڑے بڑے مجرم رکھے ہیں تاکہ وہ وہاں فریب کرتے رہیں اور وہ حقیقت میں اپنے آپ کے ساتھ فریب کرتے ہیں اور ان کو احساس بھی نہیں ہوتا[4] (۱۲۳) اور جب ان کے پاس کوئی آیت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہم تو اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم کو بھی وہی نہ مل جائے گا جو اللہ کے رسولوں کو ملا، اللہ خوب جانتا ہے کہ کہاں کس کو اپنا رسول بنائے، جرم کرنے والے جلد ہی اپنی مکاریوں کی وجہ سے اللہ کے یہاں ذلت اور سخت عذاب سے دوچار ہونے والے ہیں[5] (۱۲۴)

← اس سے یہ اصول سامنے آ گیا کہ مصلحتیں تلاش کرنا غلط نہیں مگر اطاعت کو اس پر موقوف نہیں کیا جا سکتا۔

(۱) اللہ نے ان ہی جانوروں کو حلال کیا جو اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیے گئے ہوں، اب جو بھی ان سے تجاوز کرے گا تو اللہ اس سے سمجھ لے گا سوائے یہ کہ بھوک کی وجہ سے مرنے کا اندیشہ ہو تو ضرورتاً اس کو اجازت ہے (۲) یعنی کافروں کے بہکاوے پر نہ ظاہر میں عمل کرو اور نہ دل میں شبہ کرو، ظاہری زندگی بھی پاک ہو اور اندرون بھی پاک رہے (۳) اللہ کے حکم کو نہ ماننا بھی شرک ہے (۴) رؤسائے مکہ کا کام بھی یہی تھا اور ہر زمانے میں ایسے لوگ رہے ہیں جو حق سے روکنے کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے کرتے رہے ہیں، مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اس سے پریشان نہ ہوں یہ سارا مکر وفریب ان ہی پر پڑنے والا ہے (۵) ان کافروں کا حال یہ ہے کہ سچائی کی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس وقت مانیں گے جب ہم پر وحی آئے، اور ہم سنیں، اللہ ہمارے سامنے آ جائے اور طرح طرح کی خرافات بکتے ہیں نہ ماننے کا بہانہ۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾

منزل ٢

جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی اسے منظور ہوتی ہے اس کے سینے کو تنگ گھٹا ہوا کر دیتا ہے، جیسے اسے آسمان پر زبردستی چڑھنا پڑ رہا ہو، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں کے سر گندگی تھوپ دیتا ہے[1] (١٢٥) اور یہ آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے، ہم نے ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول دی ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں (١٢٦) ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کا دوست ہے، یہ بدلہ ہے ان کے کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں (١٢٧) اور جس دن وہ سب کو جمع فرمائے گا (اور کہا جائے گا) اے جناتوں کی جماعت تم نے انسانوں میں سے بہتوں کو گمراہ کیا اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے کہ ہم نے ایک دوسرے سے کام نکالا[2] اور تو نے ہمارے لیے جو وقت مقرر کیا تھا ہم اس وقت کو آ پہنچے، ارشاد ہوگا کہ جہنم ہی تمہارا ٹھکانہ ہے، اسی میں پڑے رہو مگر جو اللہ ہی چاہے، بے شک آپ کا رب حکمت والا اور خوب جاننے والا ہے (١٢٨) اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیں گے (١٢٩) اے جناتو اور انسانو کی جماعت[3]! کیا تم ہی میں سے تم میں بہت سے رسول نہیں آئے جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور اس دن کے آنے سے تمہیں ڈراتے تھے؟ وہ بولیں گے کہ[4] ہم خود اپنے اوپر گواہ ہیں اور ان کو تو دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں ڈالا اور وہ اپنے اوپر گواہی دیں گے کہ یقیناً انکار کرنے والے وہ خود تھے (١٣٠)

---

(١) عام تصور یہ تھا کہ آدمی جتنا اوپر جائے گا اس کو تازہ ہوا ملے گی مگر یہ قرآن مجید کا ایک اعجاز ہے کہ چودہ سو سال پہلے اس نے بتا دیا کہ اوپر جانے سے دم گھٹتا ہے، جس کا ثبوت اب سائنسی طریقہ پر بھی ہو چکا کہ اوپر اکسیجن کم ہونے کی وجہ سے دم گھٹنے لگتا ہے؟ یہ مثال دی گئی ہے نہ ماننے والوں کی کہ حق کو قبول کرنے کے لیے ان کے سینے تنگ ہو جاتے ہیں اور شرک ان کے سر تھپ جاتا ہے جو سب سے بڑی گندگی ہے (٢) شیاطین الجن اور شیاطین الانس پکڑے جائیں گے تو کہیں گے کہ یہ سب تو ہم نے دنیا کا کام نکالنے کے لیے کیا تھا، عبادت مقصود نہیں تھی (٣) اس آیت کی وجہ سے بعض حضرات کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جناتوں میں بھی بہت سے پیغمبر ہوئے ہیں اور بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ ان میں باقاعدہ پیغمبر نہیں آئے، انسانوں میں جو پیغمبر آئے وہی ان میں بھی تبلیغ کرتے تھے اور جو جنات مسلمان ہو جاتے وہ باقاعدہ نمائندے بن کر دوسرے جناتوں میں تبلیغ کیا کرتے تھے (٤) اسی سورہ میں آیت نمبر ٢٣ میں گزر چکا ہے کہ وہ پہلے جھوٹ بولنے کی کوشش کریں گے مگر جب خود ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دینے لگیں گے تو وہ بھی سچ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝۱۳۱ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۲ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳ ۭ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۳۵ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰي شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۱۳۶ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۗؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳۷

منزل ۲

یہ اس لیے کہ آپ کا رب ظلم سے بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں جبکہ وہاں کے لوگ بے خبر ہوں[1] (۱۳۱) اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے اعتبار سے مرتبے ہیں اور جو بھی وہ کرتے ہیں آپ کا رب اس سے غافل نہیں ہے (۱۳۲) اور آپ کا رب بے نیاز ہے رحمت والا ہے اگر چاہے تو تم سب کو چلتا کردے اور تمہارے بعد جس کو چاہے (تمہاری) جگہ پر لے آئے جیسے اس نے دوسری قوم کی نسل میں سے تمہیں کھڑا کردیا تھا (۱۳۳) بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ ہے وہ آنے ہی کو ہے اور تم (اللہ کو) ہرا نہیں سکتے (۱۳۴) کہہ دیجیے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرو، میں بھی کررہا ہوں آگے تمہیں پتہ چل جائے گا کہ انجام کار کس کے حق میں ہے، ظالم لوگ تو کامیاب ہو ہی نہیں سکتے (۱۳۵) اور اللہ نے جو بھی کھیتی اور مویشی پیدا کیے اس میں سے لوگوں نے اللہ کا ایک حصہ رکھا پھر وہ اپنے خیال کے مطابق کہنے لگے کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے، تو جو ان کے شریکوں کا ہوتا وہ اللہ تک نہ پہنچتا اور جو اللہ کا ہوتا وہ شریکوں تک پہنچ جاتا، کیسے برے فیصلے وہ کرتے رہتے ہیں[2] (۱۳۶) اسی طرح بہت سے مشرکوں کے لیے ان کے شریکوں نے ان کی اولاد کے قتل کو خوش نما بنا دیا ہے تاکہ وہ انھیں برباد کردیں اور ان کے دین کو ان کے لیے مشکوک بنا دیں اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو وہ ایسا نہ کرتے بس آپ ان کو چھوڑ دیجیے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ[3] (۱۳۷)

---

(۱) اوپر آیت میں آچکا کہ اللہ قیامت میں اعتراف کروائے گا کہ ہم میں نبی آئے تھے وہ بغیر خبردار کیے کسی کو عذاب نہیں دیتا (۲) کافر اپنے جانوروں اور کھیتی میں اللہ کا بھی حصہ لگاتے اور بتوں کا بھی پھر اگر اللہ کا حصہ بہتر دیکھتے تو وہ بتوں کی طرف کردیتے اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے، ان کے اسی فعل بد کا تذکرہ ہے (۳) شریکوں سے مراد شیاطین ہیں جو ان کو بہکاتے اور مختلف بہانوں سے وہ اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے، لڑکیوں کو قتل کرنا زیادہ تھا، لڑکوں کو بھی تقرب الی اللہ کے لیے قتل کرتے تھے اور اس کو سنت ابراہیمی و اسماعیلی بتاتے، بتایا جارہا ہے کہ یہ دین و دنیا کی بربادی ہے اور ملت ابراہیمی کے بالکل خلاف ہے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ
نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ
لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ
خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ
عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ
قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ
جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ
حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ وَ
مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ
لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾

منزل۲

وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے، ان کا خیال یہ ہے کہ کوئی اس کو کھا نہیں سکتا سوائے اس کے جس کو ہم چاہیں، اور بعض چوپائے ہیں جن پر سواری حرام ہے اور بعض چوپاؤں پر اللہ کا نام نہیں لیتے، اس پر جھوٹ باندھ کر، جلد ہی اللہ ان کی افتراء پردازیوں کی سزا ان کو دے گا (۱۳۸) اور وہ کہتے ہیں کہ ان چوپاؤں کے پیٹ میں جو ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری عورتوں کے لیے حرام ہے اور اگر بچہ مردہ (پیدا) ہو تو وہ سب اس میں شریک ہو جاتے ہیں، جلد ہی اللہ ان کے اس بیان کی سزا ان کو دے گا، یقیناً وہ حکمت والا ہے خوب جانتا ہے[1] (۱۳۹) جن لوگوں نے بغیر جانے بوجھے حماقت میں اپنی اولاد کو قتل کر دیا انھوں نے بڑا ہی نقصان اٹھایا اور جو اللہ نے ان کو عطا کیا وہ انھوں نے حرام کر لیا، اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے، وہ یقیناً بھٹک گئے اور وہ راستہ پر نہیں ہیں[2] (۱۴۰) وہی وہ ذات ہے جس نے ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے اور بغیر چڑھائے ہوئے باغات پیدا کیے[3] اور کھجور کے درخت اور کھیتی جس کے پھل کئی طرح کے ہیں اور زیتون اور انار ایک جیسے بھی اور الگ الگ بھی جب وہ پھل دیں تو اس کے پھل کھاؤ اور اس کی کٹائی کے وقت تم اس کا حق دو، اور بے جا مت اڑاؤ، فضول خرچی کرنے والے اس کو پسند ہی نہیں[4] (۱۴۱) اور چوپایوں میں سے بوجھ لادنے والے بھی اور چھوٹے قد کے بھی، جو اللہ نے تمہیں دیا اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے[5] (۱۴۲)

---

(۱) طرح طرح کے خود ساختہ مسائل انھوں نے گڑھ لیے تھے، کسی پر سواری حرام سمجھتے کسی پر اللہ کا نام لینا غلط کہتے، بعض مخصوص جانوروں کے حمل کے بارے میں خیال تھا کہ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا تو مرد کھا سکتے ہیں عورتیں نہیں کھا سکتیں اور اگر مردہ پیدا ہوا تو سب کھا سکتے ہیں، نہ جانے کیا کیا خرافات گڑھ رکھی تھیں (۲) مثلاً یہ کہ اگر مسلسل دس بیٹے پیدا ہوں تو دسویں کو قربان کر دینا ضروری سمجھتے تھے اور نادانی میں دین و دنیا کا نقصان کرتے تھے (۳) جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں جیسے مختلف بیلیں انگور وغیرہ کی اور جو ایسے نہیں مثلاً کھجور، آم، امرود وغیرہ (۴) مکہ میں بھی پیداوار میں سے کچھ دے دینے کا حکم تھا پھر مدینہ میں اس کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا، جس کو سینچنا پڑے اس میں بیسواں حصہ ورنہ دسواں حصہ وغیرہ (۵) بوجھ لادنے والے جیسے اونٹ وغیرہ اور چھوٹے قد کے جیسے بھیڑ بکری وغیرہ، جو اللہ نے جائز کیا وہ کھاؤ اپنی طرف سے حلال و حرام مت بتاؤ۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿۱۴۳﴾
وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ؏ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ
مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ
دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا
اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ
رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ
ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ
اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ
بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

منزل۲

آٹھ جوڑے (پیدا کیے) بھیڑ میں سے دو، بکری میں سے دو، پوچھئے کہ کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا (وہ بچہ) جو دونوں مادہ اپنے رحم میں لیے ہوئے ہیں، اگر سچے ہو تو دلیل کے ساتھ مجھے بتاؤ (۱۴۳) اور اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو، پوچھئے کہ دونوں نر اس نے حرام کیے یا دونوں مادہ یا (وہ بچہ) جو دونوں مادہ اپنے رحم میں لیے ہوئے ہیں، کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا تھا، تو اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو بغیر تحقیق کے اللہ پر جھوٹ باندھے تا کہ لوگوں کو بہکائے، بلاشبہ اللہ ناانصاف لوگوں کو راہ نہیں دیتا (۱۴۴) کہہ دیجیے کہ مجھ پر جو وحی آتی ہے اس میں تو میں کھانے والے کے لیے کوئی حرام چیز نہیں پاتا جسے وہ کھائے سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ بلاشبہ گندگی ہے یا گناہ (کا جانور) ہو جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پھر جو آخری درجہ میں مجبور ہو جائے اس طور پر کہ نہ وہ اس کی لذت حاصل کر رہا ہو اور نہ تجاوز کر رہا ہو تو بے شک آپ کا رب بہت معاف کرنے والا ہے، نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۱۴۵) اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والے (جانور) کو حرام کیا اور گائے اور بکری کی چربی حرام کی سوائے اس کے جو ان دونوں کی پیٹھ یا آنتوں میں ہو یا ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی ہو، یہ سزا ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی اور یقیناً ہم ہی سچے ہیں[2] (۱۴۶)

---

(۱) جو مضطر ہو جائے اور اس کو اپنی جان کا خطرہ ہو اس کے لیے مردار وغیرہ بقدر کفایت جائز ہے، اس میں دو باتیں کہی گئی ہیں: ایک تو یہ کہ وہ مزے کے لیے نہ کھائے دوسرے یہ کہ ضرورت سے زیادہ نہ کھائے یعنی صرف اتنا کھائے کہ اس کی جان بچ جائے (۲) یعنی جو چیزیں جائز ہیں وہ شروع سے جائز چلی آ رہی ہیں سوائے ان چیزوں کے جو یہودیوں کی بداعمالیوں اور مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے بطور سزا کے ان کے لیے حرام کر دی گئیں جیسے اونٹ شتر مرغ بطخ وغیرہ ہر کھر والا جانور جس کی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں یا وہ چربی جو پشت یا آنتوں میں لگی ہوئی نہ ہو۔

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ
بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا
لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ
كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَأْسَنَا ۗ
قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۖ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ
اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ
الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا
فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ
يَعْدِلُوْنَ ۝ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا
تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

منزل۲

پھر اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے کہ تمہارا رب تو بڑی وسیع رحمت والا ہے اور مجرم لوگوں سے اس کا عذاب ٹل نہیں سکتا[1] (۱۴۷) اب مشرک یہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہ لیتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور ہم کچھ حرام بھی نہ کرتے، اسی طرح ان سے پہلے والے بھی (تاویلیں کر کر کے) جھٹلا چکے ہیں یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ ان کو چکھنا پڑا، کہہ دیجئے کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے کہ اس کو ہمارے سامنے نکال کر لے آؤ، تم تو صرف گمان پر چلتے ہو اور صرف اٹکل مارتے رہتے ہو (۱۴۸) کہہ دیجئے کہ دلیل تو بس اللہ ہی کی ہے جو (دلوں کو) چھو جانے والی ہے تو اگر اس کی مشیت ہوتی تو تم سب کو ہدایت دے دیتا[2] (۱۴۹) فرما دیجئے اپنے ان گواہوں کو لے آؤ جو گواہی دیتے ہیں کہ اللہ نے یہ حرام کیا ہے بس اگر وہ گواہی دے بھی دیں تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیں اور ان لوگوں کی خواہشات پر نہ چلیں جنھوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں اور جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں[3] (۱۵۰) کہہ دیجئے آؤ جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا وہ میں تمہیں پڑھ کر سنا دوں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا، فاقہ کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کر دینا، ہم ہی تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انھیں بھی اور بے حیائیوں کے قریب بھی مت ہونا (خواہ وہ) کھلی ہوئی ہوں اور (خواہ) چھپی ہوئی، اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہو اس کو ناحق قتل مت کرنا، یہ وہ چیز ہے جس کی اس نے تم کو تاکید کر دی ہے، شاید کہ تم عقل کا استعمال کرو[4] (۱۵۱)

---

(۱) اب تک اس کی رحمت سے بچتے رہے ہو، یہ نہ سمجھنا کہ آگے عذاب ٹل ہی گیا (۲) اللہ نے دنیا میں دونوں راستے رکھے ہیں حق کا اور باطل کا اور اپنے نبیوں کے ذریعہ بندوں کو بتا دیا ہے کہ یہ راستہ حق کا ہے اور یہ باطل کا ہے، اب ماننا نہ ماننا بندوں کا کام ہے اللہ کی طرف سے حجت پوری ہو چکی (۳) اللہ نے جو حرام ہی نہیں کیا اس پر حرام ہونے کی گواہی کون دے سکتا ہے سوائے گستاخ جھوٹ گڑھنے والے کے، اگر ایسے لوگ جھوٹی گواہی دے بھی دیں تو ان کی بات تسلیم کرنے کے قابل کب ہے؟! آگے ان چیزوں کا بیان ہے جن کو اللہ نے حرام کیا اور مشرکین ان میں مبتلا رہے (۴) مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا ان میں عام تھا، حق کے ساتھ قتل یہ ہے کہ قاتل سے قصاص لیا جائے یا شادی شدہ زنا کرے تو اس کو رجم کیا جائے یا کوئی مرتد ہو جائے تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى
يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ
وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾
وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٣﴾
ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٤﴾
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ﴿١٥٥﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ
مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿١٥٦﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا
لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ
جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ
يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿١٥٧﴾

ع ١٩ ٤

منزل ٢

اور یتیم کے مال سے قریب بھی مت ہونا سوائے اس طریقہ کے جو بہتر ہو یہاں تک کہ وہ پختگی کی عمر کو پہنچ جائے[1] اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرنا، ہم کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ پابند نہیں کرتے اور جب بات کہنا تو انصاف ہی سے کہنا خواہ اپنا قریب ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرتے رہنا، اس نے تم سے اس کی تاکید کی ہے کہ شاید تم نصیحت پکڑو (۱۵۲) اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو تم اسی پر چلو اور راستوں پر مت پڑ جانا کہ وہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کردیں گے، یہ وہ چیز ہے جس کی تم کو تاکید کی گئی ہے شاید تم بچ نکلو (۱۵۳) پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، نیکی کرنے والوں کے لیے تکمیل (نعمت) کے طور پر اور ہر چیز کی تفصیل کے لیے اور ہدایت و رحمت کے طور پر، شاید وہ اپنے رب سے ملاقات کا یقین پیدا کریں[2] (۱۵۴) اور یہ جو کتاب ہے ہم نے اتاری ہے (سراپا) برکت ہے تو تم اسی پر چلو اور ڈرتے رہو تا کہ تم پر اس کی مہربانی ہو (۱۵۵) کہ تم کہیں یہ کہنے لگو کہ ہم سے پہلے تو دونوں گروہوں کو کتاب دی گئی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بےخبر ہی رہے (۱۵۶) یا کبھی یہ کہنے لگو کہ اگر ہم پر بھی کتاب اترتی تو ضرور ہم ان سے بہتر راہ چلتے تو بس تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل اور ہدایت ورحمت آچکی پھر اس سے بڑھ کر ناانصاف کون ہوگا جو اللہ کی نشانیاں جھٹلائے اور ان سے کترائے، جو لوگ بھی ہماری نشانیوں سے کتراتے ہیں ہم جلد ہی ان کو بدترین عذاب کی سزا دیں گے، اس لیے کہ وہ برابر کنارہ کرتے رہے[3] (۱۵۷)

---

(۱) یتیم کے مال میں بے جا تصرف کرنا حرام ہے پھر جب وہ جوان ہوجائے اور اپنے فرائض کو سنبھال سکے تو اس کا مال اس کے حوالہ کردیا جائے (۲) تورات میں بھی سب احکامات موجود تھے ان ہی کی طرف اشارہ ہے، اپنی خواہشات سے یہودی ان میں ردوبدل کرتے رہتے تھے (۳) آخری کتاب بھی نازل ہوچکی، اب عرب کے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع بھی نہیں رہا کہ ہم پر کتاب نہیں اتری تو ہم زیادہ بہتر عمل کرتے بس سب سے جامع مکمل کتاب تمہیں مل چکی، خود بھی اس پر عمل کرو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دو۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّآ أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ
بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا
إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيٓ إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ
انْتَظِرُوٓا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا
لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰىٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِي
هَدٰىنِي رَبِّيٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ
حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَ
مَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ
وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ
وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى ثُمَّ إِلٰى
رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِي
جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَبْلُوَكُمْ
فِي مَآ اٰتٰىكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٦٥﴾

وہ کون سی راہ دیکھ رہے ہیں سوائے اس کے کہ فرشتے ان کے پاس آجائیں یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں پہنچ جائیں جس دن بھی آپ کے رب کی بعض نشانیاں پہنچ گئیں تو کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں پہنچا سکتا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان میں رہ کر بھلائی نہ کمائی ہو، کہہ دیجیے کہ تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں[1] (١٥٨) جنھوں نے بھی اپنے دین کو بانٹ دیا اور خود بھی فرقوں میں بٹ گئے ان سے آپ کو کیا لینا دینا، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے پھر وہی ان کو جتا دے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے[2] (١٥٩) جو اچھائی لے کر آئے گا اس کو دس گنا ملے گا اور جو برائی کے ساتھ آئے گا تو اس کو اس کے بقدر ہی سزا ملے گی اور ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی (١٦٠) کہہ دیجیے میرے رب نے مجھے سیدھی راہ پر چلایا ہے (یعنی) کجی سے پاک دین پر ابراہیم کے طریقہ پر جو یکسو تھے اور شرک کرنے والوں میں نہ تھے[3] (١٦١) کہہ دیجیے میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو جہانوں کا پالنہار ہے (١٦٢) اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم بھی ہے اور میں سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں[4] (١٦٣) کہہ دیجیے کہ کیا میں اللہ کے علاوہ اور کوئی رب تلاش کروں جبکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور ہر شخص جو کرے گا وہ اپنے ہی سر لے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا پھر تم سب اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم آپس میں اختلاف کرتے رہے ہو[5] (١٦٤) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا اور ایک کے مرتبے دوسرے پر بلند کیے تاکہ اس نے جو تم کو دیا اس میں وہ تمہیں آزمائے، یقیناً آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بلاشبہ وہ تو بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحیم ہے[6] (١٦٥)

---

(١) انبیاء آچکے، آخری نبی آگئے، آخری کتاب نازل ہوگئی، اب کیا وہ اللہ کے اور فرشتوں کے یا کسی بڑی نشانی کے منتظر ہیں، بس وہ تو قیامت میں ہوگا اور قیامت یا علامات قیامت آنے کے بعد کسی کا ایمان معتبر نہیں (٢) دین سب کا ایک تھا، لوگوں نے اپنی خواہش سے اس کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا اور ایک اللہ کے علاوہ دسیوں معبود بنا لیے (٣) وہی دین صحیح سب کا تھا (٤) یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کی طرف اشارہ ہے (٥) مشرکین کہتے تھے کہ تم بھی ہمارے طریقہ پر آجاؤ جو تمہارا گناہ وہ ہمارے سر، اسی کا جواب دیا جا رہا ہے (٦) آزمائش یہ ہے کہ مالدار شکر کرتا ہے یا نہیں اور فقیر صبر کرتا ہے یا نہیں۔

سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ آيَاتٍ وَأَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ② اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

تَذَكَّرُوْنَ ③ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا

اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

غَآئِبِيْنَ ⑦ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ⑨ وَلَقَدْ

مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

تَشْكُرُوْنَ ⑩ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪

ع ۱

منزل ۲

﴿سورۂ اعراف﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ (۱) کتاب آپ پر اتاری گئی ہے تا کہ آپ اس کے ذریعہ لوگوں کو خبردار کریں تو آپ اس سے اپنے جی میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں[۱] اور یہ ایمان والوں کے لیے نصیحت کی چیز ہے (۲) تمہارے رب کی طرف سے تم پر جو کچھ اترا ہے اسی پر چلو اور اس کے علاوہ اور دوستوں کی بات مت مانو، کم ہی تم دھیان دیتے ہو (۳) اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر ڈالیں تو ہمارا عذاب راتوں رات یا دوپہر کو سوتے میں وہاں آپہنچا (۴) پھر جب ان پر ہمارا عذاب آگیا تو سوائے اس اقرار کے ان سے کچھ کہتے نہ بنا کہ ہم ہی ناانصاف تھے (۵) تو ہم یقیناً ان سے بھی پوچھیں گے جن کے پاس رسول بھیجے گئے اور ہم رسولوں سے بھی پوچھیں گے[۲] (۶) پھر ہم اپنے علم سے سب کچھ ان کو سنا دیں گے اور ہم غائب تو تھے نہیں (۷) اور وزن اس دن ٹھیک ہوگا پھر جن کے ترازو وزنی رہے تو وہی لوگ اپنی مراد کو پہنچے (۸) اور جن کے ترازو ہلکے رہے تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنا نقصان کیا اس لیے کہ وہ ہماری نشانیوں کے ساتھ انصاف نہ کرتے تھے[۳] (۹) اور ہم ہی نے تمہیں زمین میں قابو دیا اور اس میں تمہارے لیے زندگی کے سامان بنائے، کم ہی تم شکر کرتے ہو (۱۰) اور ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں[۴] پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب ہی نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا (۱۱)

---

(۱) دشمنوں کے طنز وتعریض اور بیہودہ سوالات سے آپ گھٹن محسوس نہ کریں آپ کا کام تو ڈراتے رہنا ہے (۲) جن امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ان سے سوال ہوگا "مَاذَا اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ" تم نے ہمارے پیغمبروں کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا تھا اور خود پیغمبروں سے سوال ہوگا "مَاذَا اُجِبْتُم" تمہیں امت کی طرف سے کیا جواب ملا؟ (۳) خود انسان نے جو اللہ کی مخلوق ہے ایسی حساس ترازویں بنادی ہیں کہ ایک ایک نقطہ میں تولا جاسکتا ہے، حرارت وبرودت کو ناپا جاسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی میزان کا حال کیا ہوگا جس میں اعمال اپنی کیفیات کے ساتھ تلیں گے (۴) انسانوں کی تخلیق کا ذکر کرکے اس کی ابتدائی تخلیق کا تذکرہ کیا جارہا ہے، جب اللہ نے آدم کے پتلہ خاکی کو بنایا اس کو صورت دی روح پھونکی پھر فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا یقیناً یہ نوع انسانی کا انتہائی اعزاز واکرام تھا جو اللہ نے فرشتوں سے کرایا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ﴿١٣﴾ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾

منزل۲

فرمایا کہ جب میں نے تجھے حکم دیا پھر تجھے سجدہ کرنے میں کیا رکاوٹ ہوئی، بولا میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا[1] (۱۲) فرمایا یہاں سے اتر جا، یہاں[2] تو تکبر نہیں کر سکتا، بس نکل جا، یقیناً تو ذلیل ہے (۱۳) بولا اس دن تک کے لیے مجھے مہلت دے دے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے (۱۴) فرمایا تجھے مہلت ہے (۱۵) بولا جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے میں ان کے لیے بھی تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھوں گا (۱۶) پھر میں ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آکر رہوں گا اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا[3] (۱۷) فرمایا یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا، جو کوئی تیری بات مانے گا میں تم سب سے جہنم کو بھر کر رہوں گا (۱۸) اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو جہاں سے چاہو کھاؤ (پیو) اور اس درخت کے قریب بھی مت جانا ورنہ ناانصاف قرار پاؤ گے (۱۹) پھر شیطان نے دونوں کو بہکایا تا کہ ان کی شرم کی جگہیں جو ان سے چھپائی گئی تھیں ان دونوں کے لیے کھول دے اور بولا تمہارے رب نے تو تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے نہ ہو جاؤ (۲۰) اور ان دونوں سے اس نے قسم کھائی کہ میں تو تم دونوں کا (سچا) خیر خواہ ہوں (۲۱) بس اس نے دھوکہ دے کر دونوں کو نیچے اتار ہی لیا[4] پھر جب ان دونوں نے اس درخت (میں) سے کھایا تو ان کے جسم کا چھپا حصہ ان پر کھل گیا اور وہ دونوں جنت کے پتے اپنے آپ پر جوڑنے لگے اور ان کے رب نے ان کو آواز دی کہ کیا میں نے تم کو اس درخت سے روکا نہیں تھا اور یہ بتایا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے (۲۲)

---

(۱) اس نے اپنے خیال سے جلد بازی میں یہ بات کہہ دی جو اس کی ہلاکت کا سبب ہوئی، آگ کا خاصہ ہی حدت، سرعت اور علو وافساد ہے ابلیس ناری الاصل تھا سجدہ کا حکم سن کر آگ بگولا ہو گیا تکبر کی راہ سے آتش حسد میں گر کر دوزخ کی آگ میں جا پڑا، اس کے برخلاف آدم علیہ السلام سے جب غلطی ہوئی تو عنصر خاکی نے خدا کے سامنے فروتنی وخاکساری کی راہ دکھائی چنانچہ ان کی استقامت وانابت نے "ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى" کا نتیجہ پیدا کیا (۲) آسمانوں میں وہی رہ سکتا ہے جو مطیع وفرماں بردار ہو (۳) یعنی جیسے اس پتلۂ خاکی کی وجہ سے میں راندۂ درگاہ ہوا میں بھی اس کی اولاد کو ہر طرف سے بہکاؤں گا اور اکثر کو خدا کا باغی بناؤں گا اور ابلیس کا یہ اندازہ صحیح تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقاً مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ" اور ابلیس نے ان پر اپنا اندازہ پورا کیا تو وہ اس کے پیچھے ہو لیے سوائے ایمان والوں کی ایک جماعت کے (۴) یعنی ان کے بلند مقام سے پھیلا کر ان کو نیچے اتار لیا۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي
الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا
تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا
يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ
كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا
عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ
وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ
لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَ
فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

ع

منزل ۲

وہ دونوں بول اٹھے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر (بڑا) ظلم کیا اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ کردی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم بڑے گھاٹے میں آ جائیں گے[1] (۲۳) فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک مدت تک کے لیے (تمہیں اس سے) فائدہ اٹھانا ہے (۲۴) فرمایا اسی میں تم جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے اٹھائے جاؤ گے (۲۵) اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا کہ وہ تمہاری شرم کی جگہوں کو چھپائے اور زینت بھی ہو اور تقوی کا لباس اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ کی نشانیاں ہیں شاید وہ دھیان دیں[3] (۲۶) اے آدم کے بیٹو! تمہیں شیطان اسی طرح فریب میں نہ ڈال دے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا، ان کے کپڑے اتروائے تاکہ ان کی شرم کی جگہیں ان کو دکھا دے، وہ اور اس کا لشکر تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے (۲۷) اور جب وہ بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی پر اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور اللہ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے، کہہ دیجیے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیا کرتا، کیا تم اللہ پر ایسی بات کہتے ہو جو جانتے نہیں[4] (۲۸) فرما دیجیے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم فرمایا ہے[5] اور یہ کہ ہر سجدہ کے وقت اپنے رخ کو ٹھیک رکھو اور صرف اسی کے فرماں بردار ہو کر اس کو پکارو جیسے اس نے تمہیں پہلے بنایا پھر دوبارہ بنائے جاؤ گے (۲۹) ایک گروہ کو اللہ نے راہ یاب کیا اور ایک گروہ پر گمراہی تھُپ گئی انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنایا اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں (۳۰)

---

(۱) یہ دعا اللہ ہی نے آدم علیہ السلام کو سکھائی جیسا کہ سورۂ بقرہ میں گزر چکا "فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ" آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات حاصل کیے (۲) بظاہر اس میں خطاب آدم وحواء کے ساتھ ابلیس کو بھی ہے، آگے انسان وشیطان کی دشمنی کا ذکر ہے (۳) ظاہری لباس کے ساتھ جس سے جسم چھپایا جاتا ہے ایک باطنی لباس بھی ہے جس سے انسان کی باطنی کمزوریاں جن کے ظاہر کرنے کی اس میں استعداد پائی جاتی تھی چھپی رہتی ہیں (۴) عربوں میں ایک بیہودہ رواج یہ تھا کہ برہنہ طواف کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ جن کپڑوں میں گناہ ہوتے ہیں ان میں طواف نہیں کیا جا سکتا، جب روکا جاتا تو اس کو اللہ کا حکم بتاتے اور باپ دادا کی طرف منسوب کرتے، اسی کی تردید کے لیے یہ آیتیں نازل ہوئیں (۵) قبیلہ قریش کے لوگ ''حمس'' کہلاتے تھے اور سمجھا جاتا تھا کہ صرف وہی لباس کے ساتھ طواف کر سکتے ہیں، دوسرا اگر لباس پہننا چاہتا ہے تو ان کا لباس پہنے، بلا وجہ کا یہ امتیاز تھا، شاید اسی لیے خاص طور پر ''انصاف'' کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا
تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ
اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ
الْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا
وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ
اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا
يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا
يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

منزل۲

اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنی زینت (کا سامان) لے لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور زیادتی مت کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[1] (۳۱) پوچھئے کہ کس نے اللہ کے (دیئے ہوئے) زینت (کے سامان) حرام کیے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیے ہیں اور صاف ستھری کھانے کی چیزیں، کہہ دیجیے کہ وہ دنیاوی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں، قیامت کے دن تو صرف ان ہی کے لیے ہیں، ہم ان لوگوں کے لیے اسی طرح نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو علم والے ہیں[2] (۳۲) کہہ دیجیے کہ میرے رب نے ہر قسم کی بے حیائیوں کو حرام کیا ہے وہ ان میں کھلی ہوئی ہوں یا چھپی ہوئی اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو اور اس کو کہ تم اس کے ساتھ شرک کرو جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ پر وہ باتیں لگاؤ جو تم جانتے نہیں (۳۳) اور ہر امت کے لیے ایک متعین وقت ہے بس جب ان کا وہ وقت آ پہنچتا ہے تو وہ ایک لحہ کے لیے بھی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے (۳۴) اے آدم کے بیٹو[3]! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئیں جو میری آیتیں تمہیں سناتے ہوں تو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کر لی تو ایسوں پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے (۳۵) اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور وہ ان سے اکڑے وہ جہنم والے ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۳۶) تو اس سے بڑھ کر ناانصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، ایسوں کو نوشتہ (تقدیر) سے ان کا حصہ مل کر رہے[4] گا یہاں تک کہ جب ہمارے فرشتے ان کو موت دینے کے لیے پہنچیں گے تو وہ کہیں گے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پکارا کرتے تھے وہ کہاں گئے، وہ کہیں گے وہ سب ہم سے ہوا ہو گئے اور وہ خود اپنے اوپر گواہ ہوں گے کہ انکاری وہ خود ہی تھے[5] (۳۷)

---

(۱) زینت کا سامان یعنی لباس (۲) مخصوص قبیلوں نے اپنے امتیاز کے لیے بعض چیزیں حرام کر رکھی تھیں صاف صاف بیان کیا جا رہا ہے کہ پاکیزہ چیزیں سب ایمان والوں کے لے جائز ہیں اور دنیا کی زندگی میں سب ہی ان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں البتہ آخرت میں وہ صرف مومن بندوں کے لیے ہیں دوسرے ان سے محروم کر دیئے جائیں گے (۳) خطاب کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا اسی کو یاد دلایا جا رہا ہے (۴) یعنی تقدیر میں اللہ نے جس کے لیے جو لکھ دیا ہے وہ رزق اس کو مل کر رہے گا دنیا میں اللہ نے کافر اور مومن میں کوئی تفریق نہیں فرمائی لہٰذا اگر دنیا میں کسی کو دولت کی فراوانی حاصل ہے تو یہ اس کے مقبول ہونے کی دلیل نہیں ہے (۵) ان آیات میں تلقین ہے کہ دنیا ہی دار العمل ہے جو یہاں صحیح راستہ پر چلے گا وہی کامیاب ہوگا آخرت میں سب حقائق کھل کر سامنے آ جائیں گے اور گمراہ لوگ اپنی گمراہی کا خود اعتراف کریں گے لیکن یہ ان کے کام نہ آ سکے گا۔

قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّى إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا
جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ
عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾
وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذَلِكَ
نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ
وَكَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ
وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾

ع

النصف

منزل ۲

ارشاد ہوگا کہ تم سے پہلے جناتوں اور انسانوں میں سے جو گروہ جہنم میں جا چکے ہیں تم بھی ان ہی میں داخل ہو جاؤ، جب بھی وہاں کوئی گروہ داخل ہوگا تو وہ دوسرے گروہ پر لعنت کرے گا یہاں تک کہ جب سب کے سب اس میں ایک ایک کر کے گر جائیں گے تو اگلے پچھلوں کے لیے بددعا کریں گے کہ اے ہمارے رب انھوں نے ہمیں گمراہ کیا تو ان کو جہنم کا دوہرا عذاب دے، ارشاد ہوگا ہر ایک کے لیے دوہرا عذاب ہے لیکن تم جانتے نہیں[۱] (۳۸) اور پچھلے اگلوں سے کہیں گے کہ تم کو ہم پر کوئی برتری تو ہے نہیں بس جو تم کرتے رہے تھے اس کا عذاب چکھو[۲] (۳۹) بلاشبہ جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے اکڑے ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں[۳] (۴۰) ان کے لیے دوزخ ہی کا بستر ہوگا اور (وہی) اوپر سے ان کو ڈھکے ہوگی اور ناانصافوں کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں[۴] (۴۱) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے، ہم کسی کو طاقت سے زیادہ پابند نہیں کرتے[۵]، وہ ہیں جنت کے لوگ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۴۲) اور ہم ان کے سینہ کا سارا غبار چھانٹ[۶] دیں گے، ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ اصل تعریف تو اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچا دیا اور اگر وہ ہمیں نہ پہنچاتا تو ہم ہرگز نہ پہنچ پاتے، بلاشبہ ہمارے رب کے رسول سچائی کے ساتھ آ چکے اور ان سے یہ پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کا تم کو تمہارے کاموں کے بدلے وارث بنا دیا گیا[۷] (۴۳)

---

(۱) پچھلوں کو اس لیے کہ وہ اگلوں کی گمراہی کا ذریعہ بنے اور اگلوں کو اس لیے کہ انھوں نے پچھلوں سے سبق نہ لیا (۲) یعنی تم نے ہمارے لیے دوہرے عذاب کی درخواست کر بھی لی تو تمہیں کیا ملا؟ تمہیں بھی ویسے ہی عذاب کا مزہ چکھنا ہے (۳) تعلیق بالمحال کا یہ محاورہ ہے، جب کسی چیز کی شدت کے ساتھ نفی کرنی ہو تو اس کا استعمال کرتے ہیں (۴) یعنی ہر طرف سے وہ آگ کے گھیرے میں ہوں گے (۵) یہ جملہ معترضہ ہے جس سے متنبہ کیا جا رہا ہے کہ ایمان و عمل صالح جس پر اتنے عظیم الشان اجر کا وعدہ ہے ایسے کام نہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں (۶) جنت کی نعمتوں سے متعلق ان میں کوئی رشک وحسد نہ ہوگا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور دنیا میں جو انقباض ہو رہا تھا وہ بھی نہ رہے گا (۷) یہ اعلان کرنے والا خدا کی طرف سے کوئی فرشتہ ہوگا کہ ساری محنت ٹھکانے لگی اور تم نے کوشش کر کے خدا کے فضل سے اپنے باپ آدم کی میراث ہمیشہ کے لیے حاصل کر لی۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ
مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝
وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ
وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝
وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا
تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا
يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰۤى
اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ
اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ
نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

منزل۲

اور جنت والے جہنم والوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہم نے تو جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا وہ سچا پایا تو کیا تم نے بھی جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا وہ درست پایا؟ وہ کہیں گے ہاں، بس ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان یہ اعلان کردے گا کہ اللہ کی لعنت ہے ان بے انصافوں پر (۴۴) جو اللہ کے راستہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ آخرت کے منکر تھے[1] (۴۵) اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور اعراف[2] کے اوپر کچھ لوگ ہوں گے جو سب کو ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور اس کی آرزو رکھتے ہیں (۴۶) اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں میں شامل نہ فرما (۴۷) اور اعراف والے ان لوگوں کو پکار کر کہیں گے جن کو ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے کہ نہ تمہاری جمع پونجی تمہارے کچھ کام آئی اور نہ تمہاری اکڑ جو تم دکھایا کرتے تھے (۴۸) یہ وہی لوگ ہیں نا جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر تو اللہ کی رحمت ہو ہی نہیں سکتی (ان سے کہا جارہا ہے) کہ جنت میں داخل ہوجاؤ (جہاں) تم پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوگے[3] (۴۹) اور دوزخ والے جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ کچھ پانی میں سے یا جو رزق آپ کو ملا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بھی عنایت ہو، وہ کہیں گے کافروں کے لیے تو اللہ نے ان دونوں چیزوں پر روک لگادی ہے (۵۰) جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنالیا تھا اور دنیا کی زندگی نے ان کو فریب میں ڈال رکھا تھا، آج ہم بھی ان کو بھلا دیتے ہیں جیسے وہ اس دن کی ملاقات کو بھلا بیٹھے تھے اور جیسے وہ ہماری نشانیوں کا انکار کرتے رہے تھے[4] (۵۱)

---

(۱) یہ وہ گفتگو ہے جو جنت والوں اور دوزخ والوں میں ہوگی جس سے اہل جنت کی خوشی اور اطمینان میں اضافہ ہوگا اور اہل دوزخ کی حسرت و یاس میں (۲) دوزخ و جنت کے درمیان میں دیوار حائل ہوگی اس کے بالکل اوپری حصہ کو بظاہر اعراف کہا گیا ہے اس پر وہ لوگ ہوں گے جن کی اچھائیاں اور برائیاں بالکل برابر ہیں۔ نہ وہ جنت کے مستحق ہوئے اور نہ دوزخ کے بالآخر وہ جنت میں داخل کردیئے جائیں گے (۳) جن کمزوروں کے بارے میں متکبرین کا کہنا تھا کہ "أَهَـٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا" کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے احسان کے لیے ہم میں چنا ہے، ان ہی کمزوروں کی طرف اشارہ کرکے اعراف والے دوزخیوں سے کہیں گے اور یہ سن سن کر دوزخیوں کے دل جل جل کر اور کباب ہوں گے (۴) اہل دوزخ جل بھن رہے ہوں گے؟ تو اہل جنت سے بھیک مانگیں گے تو کہا جائے گا کہ ان نعمتوں کی ان لوگوں کے لیے بندش ہے جو انکار کرتے رہے جیسے انھوں نے دنیا میں نہ مانا آج ان کی کوئی بات نہ مانی جائے گی۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

منزل۲

اور ہم ان کو وہ کتاب دے چکے جس کو ہم علم کے ساتھ کھول چکے ہیں[1] جو ایمان والے لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے (۵۲) کیا وہ اس کے نتیجہ کے منتظر ہیں، جس دن اس کا نتیجہ سامنے آ جائے گا تو جو لوگ اس کو پہلے بھلا چکے وہ کہیں گے کہ ہمارے رب کے رسول سچائی کے ساتھ آ چکے، تو اب ہے کوئی ہمارا سفارشی جو ہماری سفارش کر دے یا ہم دوبارہ بھیج دیئے جائیں تو جو کام ہم کیا کرتے تھے اس کو چھوڑ کر دوسرے کام کریں، خود انھوں نے اپنا ہی نقصان کیا اور وہ جو بھی گڑھا کرتے تھے وہ سب ہوا ہو گیا[2] (۵۳) تمہارا رب تو وہی اللہ ہے جس نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین پیدا کیے پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے، اس کے پیچھے وہ (دن) لگا ہی رہتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (بنائے) سب اس کے حکم سے کام پر لگے ہوئے ہیں[3]، سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے حکم چلانا، بڑی برکت والا ہے اللہ جو جہانوں کا پالنہار ہے[4] (۵۴) اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو، وہ حد سے گزر جانے والوں کو پسند ہی نہیں کرتا (۵۵) اور زمین میں اس کی درستگی کے بعد بگاڑ مت کرو اور اسی کو ڈر اور امید کے ساتھ پکارتے رہو، یقیناً اللہ کی رحمت بہتر کام کرنے والوں سے قریب ہی ہے (۵۶) وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری کے طور پر ہوائیں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بھاری بادل اٹھالاتی ہیں تو ہم ان کو کسی مردہ بستی کی طرف پھیر دیتے ہیں پھر اس سے پانی اتار دیتے ہیں پھر اس سے ہر طرح کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو بھی نکال کھڑا کریں گے شاید تم اس پر دھیان دو (۵۷)

---

(۱) یعنی ہم نے اپنے علم کی بنیاد پر اس میں تمام تفصیلات بیان کر دی ہیں (۲) یہ دنیا امتحان کا گھر ہے جو کرنا ہے وہ بتا دیا گیا، اس کا نتیجہ عمل کے مطابق ظاہر ہوگا، نتیجہ ظاہر ہونے کے بعد پھر اسی کے مطابق معاملہ کیا جائے گا تو اگر کوئی نتیجہ کا منتظر رہا اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا یا غلط کام کرتا رہا تو اس نے اپنا نقصان کیا اب اس کو کچھ ملنا نہیں، نہ اس کا کوئی سفارشی ہوگا (۳) سب چیزیں اللہ نے ایک ترتیب کے ساتھ حکمت و مصلحت سے پیدا فرمائیں، وہ چاہتا تو ایک کلمہ کن سے سب کو وجود میں لے آتا لیکن جس طرح دنیا میں لوگ یکے بعد دیگرے پیدا ہو رہے ہیں اور نظام چل رہا ہے اسی طرح یہ آسمان و زمین بھی ترتیب سے پیدا کیے گئے پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا، کیسے ہوا یہ کوئی نہیں جان سکتا "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" اس کے جیسا کوئی نہیں ہو سکتا، وہ سنتا ہے دیکھتا ہے لیکن ہماری طرح نہیں، اسی طرح وہ جلوہ افروز ہوا لیکن کس طرح یہ وہی جانتا ہے (۴) دنیا پیدا کر کے اس کا تصرف ختم نہیں ہوا، سب کچھ اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو اس میں تصرف کا حق نہیں۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾

منزل ۲

اور جو زمین اچھی ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اپنے رب کے حکم سے نکل آتی ہے اور جو زمین خراب ہوگئی ہو اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا، اسی طرح ہم نشانیاں پھیر پھیر کر ان لوگوں کو بتاتے ہیں جو شکر کرنے والے ہوتے ہیں[1] (۵۸) ہم ہی نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تو انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو جس کے علاوہ کوئی تمہارا معبود نہیں، مجھے تو تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۵۹) قوم کے عزت دار لوگ بولے تم تو ہمیں صاف بہکے ہوئے نظر آتے ہو (۶۰) انھوں نے فرمایا اے میری قوم! میں کچھ بھی بہکا نہیں ہوں لیکن میں تو تمام جہانوں کے رب کا بھیجا ہوا ہوں (۶۱) اپنے رب کے پیغامات تم کو پہنچاتا ہوں اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ چیزیں میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۶۲) کیا تمہیں صرف اس پر حیرت ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی نصیحت تم ہی میں سے ایک شخص کے ذریعہ پہنچی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم پر رحمت ہو (۶۳) بس انھوں نے ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ کشتی والوں کو بچا لیا اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ڈبو دیا، وہ تھے ہی اندھے لوگ (۶۴) اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، کیا پھر بھی تم نہیں ڈرو گے (۶۵) ان کی قوم کے عزت دار لوگ جو انکار کر چکے تھے بولے کہ تم تو ہمیں بے وقوف نظر آتے ہو اور ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں (۶۶) انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! مجھ میں کچھ بھی بے وقوفی نہیں لیکن میں تو جہانوں کے رب کا بھیجا ہوا ہوں (۶۷)

---

(۱) پہلے مثال دی کہ جس طرح بنجر زمین میں اللہ بارش کر کے کیسے کیسے پودے اگا دیتا ہے اسی طرح لوگ مرنے کے بعد اٹھائے جائیں گے، اب یہاں ایک اور مثال دی جارہی ہے کہ اللہ کی ہدایت جو اس کے پیغمبر لے کر آتے ہیں باران رحمت کی طرح ہے جس طرح اچھی زمینیں اس سے خوب فائدہ اٹھاتی ہیں اور بنجر زمینوں میں ان سے کم فائدہ ہوتا ہے اسی طرح اس ہدایت ربانی سے لوگ اپنے اپنے ظرف کے مطابق ہی فائدہ اٹھاتے ہیں پھر اس کے بعد حضرات انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے حضرت آدم کا ذکر قریب ہی میں گزر چکا ہے ان کے بعد حضرت نوح اولوالعزم پیغمبروں میں گزرے ہیں، اس مبارک تذکرہ کا آغاز ان ہی سے کیا جا رہا ہے، حضرت آدم کے بعد مدت تک لوگ توحید پر قائم رہے پھر کچھ بزرگوں کی لوگوں نے تصویریں بنالیں تاکہ یادگار رہیں، آہستہ آہستہ یہیں سے بت پرستی شروع ہوئی تو اللہ نے حضرت نوح کو بھیجا، حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کو تفصیل کے ساتھ سورہ ہود میں اور سورہ نوح میں بیان کیا گیا ہے۔

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ
اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾
قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا
نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ
قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ
اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

منزل۲

اپنے رب کے پیغامات تم کو پہنچا تا ہوں اور میں تمہارا معتبر خیر خواہ ہوں (۶۸) کیا تمہیں اس پر حیرت ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی نصیحت تم ہی میں سے ایک شخص کے ذریعہ پہنچی تا کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب تمہیں قوم نوح کے بعد اس نے سرداری بخشی اور تمہارے ڈیل ڈول میں بھی اضافہ کیا تو اللہ کے انعامات کو یاد کرو شاید تم اپنی مراد کو پہنچو (۶۹) وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اسی لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کرنے لگیں اور جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں ان کو چھوڑ دیں؟ بس اگر تم سچے ہو تو جن چیزوں سے تم ہم کو ڈراتے ہو وہ لا کر دکھا دو (۷۰) فرمایا کہ تم اپنے رب کی طرف سے عذاب اور غضب کے مستحق ہو چکے، کیا تم مجھ سے ان ناموں کے سلسلہ میں بحث کرتے ہو جو تم نے خود رکھ لیے یا تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے، اللہ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری تو تم بھی انتظار کرو[1]، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں (۷۱) پھر ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی اور وہ ماننے والے نہ تھے[2] (۷۲) اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا) انھوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی دلیل آچکی[3]، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے تو تم اس کو چھوڑ دو وہ اللہ کی زمین میں کھائے (پیئے) اور اسے کسی برائی کے ارادہ سے چھونا بھی نہیں ورنہ تم دردناک عذاب کا شکار ہو جاؤ گے (۷۳)

---

(۱) انھوں نے بہت سے خدا بنا رکھے تھے اور ان کے مختلف نام تجویز کر رکھے تھے، کوئی بارش کا، کوئی اولاد کا، کوئی رزق کا، اسی طرح شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے (۲) عاد حضرت نوح کے پوتے ارم کی اولاد میں تھے، یہ یمن میں آباد تھے، اللہ نے ان کو غیر معمولی ڈیل ڈول اور طاقت دی تھی جس پر ان کو ناز تھا، حضرت ہود ان ہی کی قوم کے فرد تھے لیکن انھوں نے ان کی بات نہ مانی اور ان پر سات رات اور آٹھ دن مسلسل سخت عذاب آیا جس سے وہ تہس نہس کر دیئے گئے (۳) ثمود نے حضرت صالح سے کہا تھا کہ آپ پتھر کی چٹان سے ایک حاملہ اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے جب وہ نشانی آ گئی تو حضرت صالح نے کہا کہ اب تو ایمان لے آؤ اور یہ اونٹنی اللہ کی نشانی ہے اس کو چھیڑنا مت ورنہ عذاب کا شکار ہو جاؤ گے۔

وَاذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّأَكُمْ
فِى الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَّتَنْحِتُونَ
الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوٓا ءَالَآءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِۦ
لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ ءَامَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَٰلِحًا
مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ قَالُوٓا إِنَّا بِمَآ أُرْسِلَ بِهِۦ مُؤْمِنُونَ ﴿٧٥﴾
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا بِالَّذِىٓ ءَامَنتُم بِهِۦ
كَٰفِرُونَ ﴿٧٦﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَ
قَالُوا يَٰصَٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ
الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِى دَارِهِمْ
جَٰثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ
رِسَالَةَ رَبِّى وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّٰصِحِينَ ﴿٧٩﴾
وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ الْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم
بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾

منزل۲

اور یاد کرو جب اس نے عاد کے بعد تمہیں سرداری بخشی اور زمین میں تمہیں آباد کیا، تم اس کے ہموار علاقوں میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں سے مکانات تراشتے ہو تو اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور زمین میں بگاڑ مچاتے مت پھرو (۷۴) قوم کے عزت دار لوگوں نے جو گھمنڈ میں مبتلا تھے انھوں نے کمزوروں میں ایمان لانے والوں سے کہا کہ تمہیں کیا پتہ کہ صالح کو ان کے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے، وہ کہنے لگے کہ ہم تو جس چیز کو وہ لائے ہیں اس پر یقین رکھتے ہیں (۷۵) وہ مغرور لوگ بولے کہ جس کو تم مانتے ہو ہم تو اس کا انکار کرتے ہیں (۷۶) پھر اونٹنی کو انھوں نے مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور بولے کہ صالح تم جس سے ڈراتے رہے ہو اگر تم رسول ہو تو اسے لے آؤ (۷۷) بس زلزلہ نے انھیں آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۷۸) پھر (حضرت صالح) ان سے پلٹے اور فرمایا اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہارا بھلا چاہا لیکن تمہیں تو بھلا چاہنے والے پسند ہی نہیں[1] (۷۹) اور لوط کو (بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو دنیا جہان میں تم سے پہلے کسی نے نہ کی (۸۰) تم تو شہورت پوری کرنے کے لیے عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو، بات یہ ہے کہ تم تو حد سے گزر جانے والے لوگ ہو[2] (۸۱)

---

(۱) ثمود کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی بڑے ڈیل ڈول کے تھے اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے تھے، انھوں نے اونٹنی کا مطالبہ کیا تھا اللہ کے حکم سے حضرت صالح نے پہاڑ سے وہ اونٹنی نکال دی، کہا جاتا ہے کہ وہ اتنی عظیم الجثہ تھی کہ جس جنگل میں جانور ڈر کر بھاگ جاتے اور جس کنویں میں پانی پیتی اسے خالی کر دیتی بالآخر لوگوں نے اس کے قتل پر اتفاق کر لیا اور ایک بدبخت نے اس کو مار ڈالا پھر ان پر عذاب آیا، حضرت ہود اور حضرت صالح دونوں حضرت ابراہیم سے پہلے ہوئے (۲) حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے ان کے ساتھ ہی انھوں نے عراق سے شام ہجرت کی اور سدّوم اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ
مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾
وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا
بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ
قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا
بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا
حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ع

منزل۲

ان کی قوم نے جواب میں صرف یہ کہا کہ ان کو بستی سے نکال باہر کرو یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے پارسا بنتے ہیں (۸۲) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیا سوائے ان کی بیوی کے وہ ان ہی پیچھے رہ جانے والوں میں رہ گئی (۸۳) اور ہم نے ان پر اور ہی بارش برسائی تو آپ دیکھ لیجیے مجرموں کا انجام کیسا ہوا[1] (۸۴) اور (اہل) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) انھوں نے کہا کہ اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی دلیل آچکی، ناپ تول پوری پوری کرو اور لوگوں کی چیزوں کو گھٹا کر مت دو اور زمین میں اس کے سنوار کے بعد بگاڑ مت کرو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے[2] اگر تم مانتے ہو (۸۵) اور ہر راستہ پر بیٹھ مت جاؤ کہ ڈراتے دھمکاتے رہو اور ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے رہو اور اس میں کجی تلاش کرتے رہو اور یاد کرو جب تم بہت کم تھے تو اس نے تمہاری تعداد بڑھائی اور دیکھ لو کہ بگاڑ کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (۸۶) اور اگر تم میں کچھ لوگ میری لائی ہوئی چیز پر ایمان لائے اور کچھ نہ لائے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کردے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۷)

(۱) حضرت لوط کی قوم سخت بے حیائی اور بدکرداری میں مبتلا تھی، حضرت لوط کو ان کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا جب انھوں نے بات نہ مانی اور کہنے لگے جب یہ بہت پاک بنتے ہیں تو ان کو بستی سے نکال باہر کرو تو پوری قوم پر پتھر برسائے گئے، ان کی بیوی بھی چونکہ ان مجرموں کی مددگار تھی اور آنے والے مہمانوں کی اطلاع ان کو دیتی اور بدکرداری پر آمادہ کرتی اس لیے وہ بھی ان ہی میں شامل کی گئی، موجودہ بائبل کی شرمناک جسارت پر ماتم کرنا چاہیے ایسے پاکباز نبی کی طرف اس نے ایسی ناپاک حرکتیں منسوب کیں جس کے سننے سے حیادار آدمی کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں (۲) حضرت شعیب کو مدین بھیجا گیا، مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام ہے، ان ہی کی اولاد میں حضرت شعیب مبعوث ہوئے، یہ قوم بدمعاملگی، خیانت اور ناپ تول میں کمی کی عادی تھی، حضرت شعیب نے ان کے سامنے بڑی بلاغت کے ساتھ اس کی برائیاں اور دنیا و آخرت میں اس کے نقصانات بیان فرمائے، معاملات کی اہمیت کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مستقل ایک نبی کو اس کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ
يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا
قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا
فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ
تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ
شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا
فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا
فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلَّىٰ
عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ
فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ
إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٤﴾
ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ
آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾

منزل ۲

ان کی قوم کے عزت دار لوگ جو بڑے مغرور تھے وہ بولے اے شعیب! ہم تم کو اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی بستی سے نکال کر رہیں گے یا تو تم ہمارے دین میں لوٹ ہی آؤ، انھوں نے فرمایا خواہ ہم اس سے بیزار ہی ہوں (۸۸) اگر ہم تمہارے دین میں لوٹے جبکہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی تو ہم نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا اور ہم تمہارے دین میں لوٹ ہی نہیں سکتے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کی مشیت ہو جو ہمارا رب ہے[1]، ہمارے رب کا علم ہر چیز کو سمیٹے ہوئے ہے، ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، اے ہمارے رب تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دے اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۹) اور ان کی قوم کے عزت دار لوگوں میں جنھوں نے انکار کیا وہ بولے کہ اگر تم شعیب کے پیچھے چلے تب تو تمہیں سخت نقصان اٹھانا پڑے گا (۹۰) پھر زلزلہ نے ان کو آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۱) جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے ہو گئے کہ گویا وہاں وہ بسے ہی نہ تھے جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان میں رہے[2] (۹۲) پھر وہ ان سے پلٹے اور فرمایا اے میری قوم! میں نے اپنے رب کے پیغامات تم کو پہنچا دیئے اور تمہارا بھلا چاہا، بس اب نہ ماننے والے لوگوں پر کیا غم کھاؤں (۹۳) اور جب بھی ہم نے کسی بستی میں نبی بھیجا تو وہاں کے باشندوں کو سختی اور تنگی میں مبتلا کیا کہ شاید وہ نرم پڑیں (۹۴) پھر ہم نے بدحالی کی جگہ خوش حالی عطا کر دی یہاں تک کہ جب وہ آگے بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ تکلیف اور خوشی سے تو ہمارے باپ دادا بھی دوچار ہوتے رہے ہیں تو اچانک ہم نے ان کو پکڑ لیا[3] اور انھیں اس کا احساس بھی نہ تھا (۹۵)

---

(۱) یہ صرف عاجزی اور عبدیت کے اظہار کے طور پر تھا، ورنہ رسول کے ساتھ خدا کا یہ معاملہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ کفر و انکار کا راستہ اختیار کرے (۲) اس قوم پر تین عذاب پے در پے آئے: ظلہ، صیحہ، رجفہ، پہلے سیاہ بادل سے تاریکی چھائی پھر اس بادل سے آگ اور چنگاریاں برسیں اور اس کے ساتھ ہولناک آوازوں نے ہلا کر رکھ دیا پھر سخت زلزلہ آیا اور پوری قوم مٹا دی گئی (۳) یہاں اللہ نے عذاب کا ایک دستور بیان فرمایا کہ قوم جب نبی کی بات نہیں مانتی تو سختیوں میں مبتلاء کی جاتی ہے تا کہ اس کو ہوش آئے، اس تنبیہ سے اگر ان کے دل نرم نہیں پڑتے تو سختیوں کی جگہ عیش و آرام کا دور آتا ہے تا کہ وہ شکر گذاری کریں لیکن جب قوم اس تکلیف اور آرام کو زمانہ کے اتفاقات قرار دے کر ڈھیٹ بنی رہتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے تو پھر وہ سخت عذاب میں مبتلاء کی جاتی ہے۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ
مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا
كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم
بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن
يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ
فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ
لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ
أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾
تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ
رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ
كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا
لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ﴿١٠٢﴾
ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
فَظَلَمُوا بِهَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَ
قَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾

منزل ۲

اور اگر یہ بستیوں والے مان لیتے اور پرہیزگاری اختیار کرلیتے تو ہم آسمانوں اور زمین کی برکتیں ان پر ضرور کھول دیتے لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ان کے کرتوتوں کی پاداش میں ہم نے ان کو پکڑ لیا[1] (۹۶) تو کیا (دوسری) بستیوں والے (اس سے) نڈر ہوگئے کہ راتوں رات ہمارا عذاب ان پر آپہنچے جب وہ سوتے ہوں[2] (۹۷) یا بستیوں والے بےخوف ہوگئے کہ دن چڑھے ہمارا عذاب ان پر آجائے جب وہ کھیل کود میں لگے ہوں (۹۸) تو کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بےفکر ہوگئے، اللہ کی تدبیر سے تو نقصان اٹھانے والے لوگ ہی بےفکر ہوتے ہیں[3] (۹۹) جو لوگ کسی زمین کے وہاں والوں کے بعد وارث بنتے ہیں کیا ان کے سامنے یہ بات نہیں کھلی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں پر ان کی پکڑ لیں اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگادیتے ہیں تو وہ سنتے ہی نہیں[4] (۱۰۰) یہ وہ بستیاں ہیں جن کی خبریں ہم آپ کو سنا رہے ہیں، اور ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے تھے تو پہلے وہ جس چیز کو جھٹلا چکے تھے اس کو انھوں نے مان کر نہ دیا، اللہ اسی طرح انکار کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگادیتا ہے[5] (۱۰۱) اور ہم نے ان میں اکثروں میں نباہ نہ پایا اور ان میں اکثر ہم نے نافرمان ہی پائے[6] (۱۰۲) پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے عزت دار لوگوں کے پاس بھیجا تو انھوں نے ان نشانیوں کے ساتھ انصاف نہ کیا تو دیکھ لیجیے کہ بگاڑ کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا[7] (۱۰۳) اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں تو تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے رسول (ہوکر آیا) ہوں (۱۰۴)

---

(۱) جو لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے ہیں وہ اپنے کرتوتوں کی بناء پر ہوتے ہیں، اللہ کو اپنے بندوں سے کوئی ضد نہیں، اگر وہ مانیں تو اللہ اپنی نعمتوں سے انھیں مالا مال کردے (۲) بظاہر اس سے مکہ کے مشرکین مراد ہیں، گزشتہ واقعات سنا کر ان کو متنبہ کیا جارہا ہے (۳) یعنی وہ دنیا کی آرائش اور کھانے پینے میں مست ہوکر اللہ کے عذاب سے بےخوف ہوگئے (۴) جس طرح پہلوں کو پکڑ چکے ہیں اسی طرح ان کو بھی پکڑ لیں (۵) ایک دفعہ انکار کردیا تو ایسی ضد پیدا ہوئی کہ انھوں نے مان کر نہ دیا (٦) جو عہد و پیمان انھوں نے کیے اور جب جب کیے کبھی اس پر پورے نہ اترے (۷) حضرت موسیٰ حضرت یعقوب ہی کی اولاد میں اولوالعزم پیغمبروں میں گزرے ہیں، ان کے اور فرعون کے واقعات حق و باطل کی کشمکش پھر حق کی فتح اور باطل کی شکست اور بنی اسرائیل کی عبرت ناک سرگزشت پر مشتمل ہیں اور اس میں مسلمانوں کے لیے بڑی ہدایات اور بڑی عبرتیں ہیں، اسی لیے یہ واقعات قرآن مجید میں جابجا بیان کیے گئے ہیں۔

حَقِيقٌ عَلَىٰٓ أَن لَّآ أَقُولَ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ
مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ
بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ
فَإِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِىَ بَيْضَآءُ
لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ
عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾
قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِى ٱلْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ
بِكُلِّ سَٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ ٱلسَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوٓا۟ إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا
إِن كُنَّا نَحْنُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾
قَالُوا۟ يَٰمُوسَىٰٓ إِمَّآ أَن تُلْقِىَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ نَحْنُ ٱلْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾
قَالَ أَلْقُوا۟ فَلَمَّآ أَلْقَوْا۟ سَحَرُوٓا۟ أَعْيُنَ ٱلنَّاسِ وَٱسْتَرْهَبُوهُمْ
وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ
فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ ٱلْحَقُّ وَبَطَلَ مَا
كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا۟ هُنَالِكَ وَٱنقَلَبُوا۟ صَٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَ
أُلْقِىَ ٱلسَّحَرَةُ سَٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾

منزل۲

اس پر قائم ہوں کہ اللہ کی طرف سے سچ ہی کہوں، میں تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانی لے کر آچکا ہوں تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دو[1] (۱۰۵) وہ بولا اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو تو اس کو پیش کرو اگر تم سچے ہو (۱۰۶) تو موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو بس وہ ایک صاف اژدھا بن گیا[2] (۱۰۷) اور اپنا ہاتھ کھینچا[3] تو وہ دیکھنے والوں کو روشن نظر آیا (۱۰۸) فرعون کی قوم کے عزت دار لوگ بولے کہ یہ تو ضرور ماہر جادوگر ہے[4] (۱۰۹) یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کرے تو اب تمہاری کیا رائے ہے (۱۱۰) وہ بولے ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دیجیے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے (۱۱۱) وہ آپ کے پاس ماہر جادوگر لے آئیں (۱۱۲) اور جادوگر فرعون کے پاس پہنچ گئے، بولے کہ ہمیں انعام تو ملے گا ہی اگر ہم ہی غالب آئے (۱۱۳) اس نے کہا ہاں ہاں اور تمہارا شمار تو مقرب لوگوں میں ہوگا (۱۱۴) وہ بولے اے موسیٰ تم ہی پھینکو یا ہم (اپنی جادو کی چیزیں) پھینکتے ہیں (۱۱۵) فرمایا تم ہی پھینکو پھر جب انھوں نے پھینکا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان پر ہیبت طاری کر دی اور وہ زبردست جادو لے کر آئے (۱۱۶) اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی ڈال دو بس وہ جو ڈھونگ بنا کر لائے تھے وہ اس کو نگلنے لگی (۱۱۷) بس حق ظاہر ہو گیا اور ان کا سارا کیا دھرا خاک میں مل گیا (۱۱۸) تو یہاں آکر وہ ہار گئے اور ذلیل ہو کر رہ گئے (۱۱۹) اور جادوگر بے ساختہ سجدے میں گر گئے (۱۲۰) کہنے لگے کہ ہم نے جہانوں کے رب کو مان لیا (۱۲۱)

---

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت سی نصیحتیں فرمائیں لیکن ان میں ایک اہم چیز یہ تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دلائیں اور ان کے اصل وطن شام میں ان کو پہنچادیں جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا وطن بنایا تھا، مصر میں وہ حضرت یوسف کے بعد آباد ہوئے تھے اور قبطیوں نے ان کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا تھا (۲) یہ نظر بندی نہیں تھی بلکہ اللہ کے حکم سے وہ لاٹھی اژدھا بن گئی تھی یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ اس کو کہیں اژدھا کہیں دوڑتا ہوا سانپ کہیں سانپ کی اور قسم سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اس کے مختلف احوال کا بیان ہے کہ کبھی وہ اژدھا بن جاتا کبھی عام سانپ کی طرح دوڑنے لگتا اور کبھی سانپ کی اور قسم بن جاتی (۳) یہ بھی معجزہ تھا کہ لگتا تھا ہاتھ سے روشنی پھوٹ رہی ہے (۴) دونوں معجزے دیکھ کر فرعون نے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ یہ جادو ہے اس کے مقابلہ کے لیے ملک بھر کے ماہر جادوگر بلائے جائیں، وہ زمانہ جادو کے زور کا تھا، سب ماہر جادوگر آگئے ان کو اپنی فتح کا یقین تھا اس لیے فرعون سے انعام کے خواستگار ہوئے۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ
اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٢٣﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ
مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا
مُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا
جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا
فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ
وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوْسٰى
لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ
يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾
قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ
قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى
الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ
فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣٠﴾

منزل ٢

موسیٰ اور ہارون کے رب کو[1] (۱۲۲) فرعون بولا کہ تم نے میری اجازت سے پہلے ہی اس کو مان لیا یہ تو ضرور ایک چال ہے جو تم شہر میں اس لیے چل رہے ہو تا کہ یہاں کے باشندوں کو یہاں سے نکال باہر کرو، آگے تمہیں پتہ چل جائے گا (۱۲۳) میں تمہارے ہاتھوں کو اور پیروں کو مقابل سمت سے کاٹ ڈالوں گا پھر تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا (۱۲۴) انھوں نے کہا کہ ہمیں تو اپنے رب کے پاس جانا ہی ہے (۱۲۵) اور آپ ہم سے صرف اس لیے بیر رکھتے ہیں کہ ہمارے رب کی نشانیاں جب ہمارے پاس پہنچیں تو ہم نے ان کو مان لیا، اے ہمارے رب ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں ایمان کے ساتھ اٹھا[2] (۱۲۶) اور فرعون کی قوم کے عزت دار لوگ بولے کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو چھوڑ دیں گے کہ وہ ملک میں بگاڑ مچاتے پھریں اور وہ آپ کو اور آپ کے خداؤں کو چھوڑ دیں، وہ بولا ہم ابھی ان کے بیٹوں کو قتل ہی کیے دیتے ہیں اور ان کی عورتوں کو چھوڑ دیں گے اور ہم تو ان پر پورا زور رکھتے ہیں[3] (۱۲۷) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو، زمین کا مالک اللہ ہی ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور نتیجہ تو پرہیزگاروں ہی کے حق میں ہے (۱۲۸) وہ بولے کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں ستایا گیا اور آپ کے آنے کے بعد بھی، انھوں نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور ملک میں تمہیں خلیفہ بنائے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو[4] (۱۲۹) اور قحط سالی سے اور پھلوں میں کمی کر کے ہم نے فرعون کے لوگوں کی پکڑ کی کہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں (۱۳۰)

---

(۱) رب موسیٰ وہارون کہنے کی ضرورت اس لیے پڑی کہ اشتباہ نہ ہو فرعون بھی اپنے آپ کو رب کہا کرتا تھا (۲) جادوگروں کو حضرت موسیٰ کی لاٹھی کا حال معلوم ہو چکا تھا اور وہ اس کو جادو سمجھ کر اپنی طرف سے لاٹھیاں اور رسیاں جادو کر کے لائے تھے، حضرت موسیٰ کے کہنے پر پہلے انھوں نے ہی کاروائی شروع کی، پہلے ہی مرحلہ میں ہر طرف سانپ دوڑتے نظر آنے لگے پھر جیسے حضرت موسیٰ نے عصا ڈالا وہ دفعتہً سب کو نگل گیا، جادوگروں کو یقین ہو گیا کہ یہ جادو سے بالاتر کوئی حقیقت ہے، وہ بے خود ہو کر سجدہ میں گر گئے اور فرعون اور اس کی قوم ذلیل ہو کر پلٹی، جادوگروں کو اس نے دھمکی دی لیکن وہ لمحوں میں ایمان ویقین کی اعلیٰ سطح پر پہنچ چکے تھے، انھوں نے صاف کہہ دیا کہ جو چاہے تو کرے ہمیں تو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳) جادوگروں کے ایمان سے بنی اسرائیل تو سب ہی حضرت موسیٰ کے ساتھ ہو گئے بہت سے قبطی ساتھ دینے لگے تو فرعون کے لوگوں نے اس کو بھڑکایا کہ یہ تو آہستہ آہستہ غالب آجائیں گے اور آپ کو آپ کے بتوں اور مجسموں کو چھوڑ دیں گے، فرعون اپنے کو رب اعلیٰ کہتا تھا اور اپنے مجسمے اور گائے وغیرہ کی مجسم تصویریں تقسیم کر دی تھیں کہ لوگ ان کو پوجیں (۴) حضرت موسیٰ کی پیدائش کے وقت بھی فرعون لڑکوں کو مار ڈالتا اور لڑکیوں کو خدمت کے لیے زندہ رکھتا وہی اسکیم اس نے پھر شروع کی، بنی اسرائیل گھبرا گئے تو حضرت موسیٰ نے ان کو تسلی دی۔ یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں ستایا جا رہا تھا۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ
مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ
مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا
وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ
عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ
مَعَكَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰۤى
اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا
غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ
مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ
رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا
مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

بس جب ان کو خوش حالی پیش آتی تو کہتے کہ یہ تو ہے ہی ہمارے لیے اور جب بدحالی کا سامنا ہوتا تو اس کو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے، سن لو ان کی نحوست تو اللہ کے یہاں (مقدر) ہے لیکن ان میں اکثریت بے خبر ہے[۱] (۱۳۱) اور وہ بولے کہ تم ہم پر جادو چلانے کے لیے کیسی ہی نشانی لے آؤ تب بھی ہم تم کو ماننے والے نہیں (۱۳۲) پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون کئی نشانیاں الگ الگ بھیجیں پھر بھی وہ اکڑتے رہے اور وہ مجرم لوگ تھے (۱۳۳) اور جب بھی ان پر عذاب آتا وہ کہتے اے موسیٰ جیسا تمہیں تمہارے رب نے بتا رکھا ہے تم ہمارے لیے دعا کردو اگر ہم سے یہ عذاب تم نے دور کردیا تو ہم ضرور تمہیں مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ جانے دیں گے[۲] (۱۳۴) پھر جب ہم ان سے عذاب ایک متعین مدت تک کے لیے اٹھا لیتے جہاں ان کو پہنچنا ہی تھا تو وہ عہد شکنی کرنے لگتے[۳] (۱۳۵) پھر ہم نے ان سے انتقام لیا تو ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لیے کہ وہ ہماری نشانیاں جھٹلاتے تھے اور وہ ان سے بے پرواہ تھے (۱۳۶) اور جن لوگوں کو کمزور سمجھا جاتا تھا ہم نے ان کو اس ملک کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور تمہارے رب کا نیکی کا وعدہ بنی اسرائیل پر ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوا اور فرعون اور اس کے لوگ جو بناتے تھے اور جو چڑھاتے تھے ان کو ہم نے ملیامیٹ کر ڈالا[۴] (۱۳۷)

---

(۱) اللہ نے پہلے ان کو مختلف مصیبتوں سے آزمایا کہ شاید وہ ہدایت پر آجائیں لیکن ان کی ڈھٹائی بڑھتی گئی یہاں تک کہ جب کوئی مصیبت آتی تو کہتے کہ یہ موسیٰ کی نحوست ہے، اللہ فرماتا ہے کہ یہ خود ان کی نحوست ہے جو اللہ کے پاس ہے، اس کا کچھ اثر ابھی ظاہر ہو رہا ہے اور کچھ آگے ظاہر ہوگا، جب معمولی مصائب سے وہ کچھ نہ سمجھے تو بڑی مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہوا، جب کوئی اس طرح کی مصیبت آتی تو بے قابو ہو کر حضرت موسیٰ سے دعا کراتے اور بنی اسرائیل کی آزادی کا وعدہ کرتے پھر جیسے ہی وہ بلا ٹل جاتی وہی حرکتیں شروع کردیتے (۲) حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ جب فرعون نے بات نہ مانی تو طوفان آیا جس سے کھیتیوں کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوگیا تو گھبرا کر موسیٰ کے پاس پہنچے کہ تم اپنے خاص طریقہ پر دعا کر کے یہ بلا دور کردو تو ہم بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے، حضرت موسیٰ کی دعا سے طوفان تھم گیا اور خوب پیداوار ہوئی، فرعون والے اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے تو اللہ نے کھیتیوں پر ٹڈی دل بھیج دیا پھر گھبرا کر موسیٰ کے پاس آئے اور سب وعدے کیے مگر پھر مکر گئے تو اللہ نے غلہ میں کیڑا بھیج دیا پھر دعا کرائی اور پھر مکر گئے تو اللہ نے ان کا کھانا پینا دوبھر کردیا، مینڈک کی کثرت ہوئی اور پینے والا پانی خون بن گیا سب کچھ ہوا لیکن اس کی اکڑ نہ گئی تو بالآخر وہ غرق کردیئے گئے اور مصر پھر شام کی حکومت بنو اسرائیل کو اللہ کے وعدہ کے مطابق حاصل ہوئی (۳) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں ان کے لیے ایک وقت تو ایسا آتا ہی تھا جب وہ عذاب کا شکار ہو کر ہلاک ہوں لیکن اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب جو آرہے تھے ان کو ایک مدت تک کے لیے ہٹا لیا جاتا تھا (۴) ایک لفظ سے ان کی صفت اور کاریگری کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے لفظ سے ان کے کھیت اور باغات کی طرف اشارہ ہے، خاص طور پر انگور وغیرہ کے لیے وہ بڑی بڑی ٹٹیاں لگا کر ان پر بیلیں چڑھایا کرتے تھے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿١٤١﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰي ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰي لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰي لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰي صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾

منزل۲

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اتار دیا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کو پوجنے میں مگن تھے، وہ بولے اے موسیٰ جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ویسے ہی ہمارے لیے بھی بت بنا دیجیے، انھوں نے کہا تم بڑے جاہل لوگ ہو (۱۳۸) ارے یہ تو جس میں لگے ہیں اس پر تو جھاڑو پھر جانے والی ہے اور جو کر رہے ہیں وہ سب خاک میں مل جانے والا ہے (۱۳۹) فرمایا کہ کیا اللہ کو چھوڑ کر میں تمہارے لیے دوسرا خدا تلاش کروں جبکہ اسی نے تمہیں جہانوں پر فضیلت بخشی[1] (۱۴۰) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لاؤلشکر سے بچایا وہ تمہیں بدترین سزائیں دیا کرتے تھے تمہارے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی جانب سے (تمہارے لیے) سخت آزمائش تھی (۱۴۱) اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ ٹھہرایا اور ان کو دس سے پورا کیا تب ان کے رب کی مدت چالیس رات مکمل ہوگئی اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم میں میری جگہ پر رہنا اور (حالات) بنائے رکھنا اور بگاڑ کرنے والوں کا راستہ مت چلنا (۱۴۲) اور جب موسیٰ ہماری (طے کردہ) مدت پر پہنچ گئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا وہ بولے اے میرے رب تو مجھے دیدار کرا دے کہ میں تجھے دیکھ لوں، فرمایا تم مجھے دیکھ نہیں سکتے البتہ پہاڑ کو دیکھو پھر اگر وہ اپنی جگہ سلامت رہ گیا تو آگے تم مجھے دیکھ لوگے پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ان کو ہوش آیا تو بولے تیری ذات پاک ہے میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ماننے والا ہوں[2] (۱۴۳)

---

(۱) دریا پار اترے تو دیکھا کہ لوگ گائے کے مجسمے پوجتے ہیں، مصر میں مشرکوں کے درمیان رہتے رہتے وہ بھی ڈھیٹ ہوگئے تھے، دیکھتے ہی ریجھ گئے اور حضرت موسیٰ سے مطالبہ کر ڈالا، حضرت موسیٰ نے بڑے طاقتور الفاظ میں اس کی مذمت کی اور ان کو عار دلایا کہ جس اللہ نے تمہیں فرعون سے نجات دلائی اس کو چھوڑ کر تمہیں معبودانِ باطلہ اچھے لگ رہے ہیں، آگے اللہ تعالیٰ خود اپنے انعامات جتا رہا ہے (۲) جب بنی اسرائیل کو آزادی ملی تو مستقل شریعت کی ضرورت محسوس ہوئی، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو تیس دن اور اس کا تکملہ دس دن ملا کر مکمل چالیس دن کوہ طور پر اعتکاف اور عبادت کا حکم فرمایا، تیس دن پورا مہینہ اور بڑی مدت ہے لیکن چالیس دن میں ماہیت کی تبدیلی ہوا کرتی ہے اس لیے اس کی خاص اہمیت ہے، جب موسیٰ پہنچے تو اللہ نے ان کو تورات دی اور ہم کلامی کا شرف بخشا، اس کی لذت میں حضرت موسیٰ ایسے محو ہوئے کہ دیدارِ الٰہی کی درخواست کر دی، دنیا میں اس کا تحمل ممکن نہیں تھا اللہ نے پہاڑ پر صرف ایک تجلی ہی کی تھی کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ بے ہوش ہوگئے، ہوش میں آئے تو استغفار کرنے لگے۔

قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۗ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۗ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِىْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

ربع

منزل ۲

اس نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے تمہیں اپنے پیغامات دے کر اور کلام کر کے لوگوں میں چن لیا، بس میں نے جو تمہیں دیا ہے اس کو پکڑ لو اور شکر کرو (۱۴۴) اور تختیوں میں ہم نے ان کے لیے تمام چیزوں سے متعلق نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی، بس اس کو مضبوطی سے تھام لو اور اپنی قوم کو بھی کہہ دو کہ وہ اس کی بہتر باتیں لازم پکڑیں[1]، اب آگے میں تمہیں نافرمانوں کی جگہ دکھا دوں[2] گا (۱۴۵) میں عنقریب اپنی نشانیوں سے ایسے لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اکڑتے ہیں اور اگر وہ ہر طرح کی نشانی دیکھ لیں تب بھی اس کو نہ مانیں اور اگر وہ سیدھا راستہ دیکھیں تو اسے راستہ نہ بنائیں اور اگر ٹیڑھا راستہ دیکھیں تو اسی کو راستہ بنالیں، یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل رہے (۱۴۶) اور جنھوں نے ہماری نشانیوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے سب کام بے کار گئے، وہی تو بدلہ ان کو ملے گا جو وہ کرتے رہے ہیں[3] (۱۴۷) اور موسیٰ کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنایا (وہ) ایک پتلا تھا جس میں گائے کی آواز تھی، کیا انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے اور نہ کوئی راستہ دکھاتا ہے، انھوں نے اس کو بنا کر (اپنے اوپر بڑا) ظلم کیا (۱۴۸) اور جب ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور سمجھ گئے کہ وہ بھٹک گئے ہیں تو بولے کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور ہماری مغفرت نہ کردی تو ہم ضرور نقصان اٹھا جائیں گے[4] (۱۴۹)

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے طور پر حضرت موسیٰ کو تورات عطا فرمادی اور شکر کی تلقین فرمائی کہ دیدار نہ ہوسکا لیکن یہی کیا کم ہے کہ پیغمبر بنایا گیا اور تورات دی گئی اور مزید حکم ہوا کہ قوم کو بھی اس کی پابندی کی تلقین کروتا کہ وہ اس کے بہتر احکامات پر چلیں "بِاَحْسَنِهَا" سے یا تو اس پر متنبہ کرنا ہے کہ اس کے سب ہی احکامات اچھے ہیں یا رخصت کے برمقابل عزیمت والے کاموں کی طرف اشارہ اور ان کو اختیار کرنے کا حکم ہے (۲) یعنی آخرت میں دوزخ اور دنیا میں تباہی ورسوائی یہی نافرمانوں کی جگہ ہے، بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے فلسطین کا علاقہ مراد ہے جو اس وقت عمالقہ کے قبضہ میں تھا اور دکھانے سے مراد یہ ہے کہ وہ علاقہ بنی اسرائیل کے قبضہ میں آجائے گا جیسا کہ بعد میں ہوا (۳) یہ وہ نافرمان ہیں جن کی جبلت میں نافرمانی داخل ہے، غرور ان کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ نبیوں کی بات مانیں، کیسی ہی نشانی دیکھیں ٹس سے مس نہ ہوں، ہدایت کی سڑک کتنی ہی صاف اور کشادہ ہو اس پر نہ چلیں گے، ہاں گمراہی کے راستوں پر خواہشات نفسانی کی پیروی میں دوڑتے چلے جائیں (۴) حضرت موسیٰ کے کوہ پر جانے کے بعد بنی اسرائیل نے ایک بچھڑا تیار کرلیا اور لگے اس کو پوجنے، حضرت ہارون نے لاکھ سمجھایا لیکن کسی صورت میں وہ اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا
خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ
وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ
اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَ
لَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَ
أَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٥١﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا
الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا
مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٥٣﴾
وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا
هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ
قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ
لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ
مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ
تَشَاءُ ۖ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾

منزل ۲

اور جب موسیٰ غصہ اور افسوس میں بھرے ہوئے اپنی قوم کے پاس واپس آئے[1] تو انھوں نے کہا تم نے میری بڑی بری نمائندگی کی، کیا تم اپنے رب کے حکم کا بھی انتظار نہ کر سکے[2]، اور تختیاں تو انھوں نے ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے، وہ بولے اے میری ماں[3] کے بیٹے! قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے مار ہی ڈالتے، اب دشمنوں سے آپ میرا مذاق نہ اڑوائیے، اور نہ مجھے ظالموں میں ملائیے (۱۵۰) انھوں نے کہا اے میرے رب! میری اور میرے بھائی کی مغفرت فرمادیجیے اور اپنی رحمت میں ہمیں داخل فرمائیے اور آپ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں[4] (۱۵۱) بلاشبہ جنھوں نے بچھڑا بنایا وہ جلد ہی اپنے رب کے غضب سے اور دنیا کی زندگی میں رسوائی سے دوچار ہوں گے اور ہم جھوٹ باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (۱۵۲) اور جنھوں نے برائیاں کیں پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے اس کے بعد تو آپ کا رب بہت ہی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۵۳) اور جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انھوں نے تختیاں اٹھائیں اور جو ان میں لکھا تھا اس میں ان لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (۱۵۴) اور موسیٰ نے ہمارے (طے کردہ) وقت کے لیے اپنی قوم کے ستر مردوں کا انتخاب کیا، پھر جب انھیں زلزلے نے آ پکڑا تو (موسیٰ نے) کہا کہ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو پہلے ہی انھیں اور مجھے ہلاک کر دیتا، کیا تو ہمارے نادانوں کی حرکت کی پاداش میں ہم کو ہلاک کر دے گا، یہ تو تیری طرف سے آزمائش ہے، اس سے جسے چاہے تو گمراہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت دے، تو ہی ہمارا کارساز ہے، تو ہماری مغفرت فرمادے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر مغفرت کرنے والا ہے[5] (۱۵۵)

---

(۱) اللہ نے ان کو اطلاع دے دی تھی کہ سامری نے تمہاری قوم کو گمراہ کر دیا ہے (۲) جس کی مدت صرف چالیس دن تھی (۳) شفقت و محبت کو ابھارنے کے لیے ایسا کہا ورنہ وہ حقیقی بھائی ہی تھے (۴) حضرت ہارون سے سخت باز پرس حضرت موسیٰ نے اس لیے کی کہ وہ ان کو ذمہ دار بنا کر گئے تھے، جب ان کی معذوری سامنے آئی تو حضرت موسیٰ شرمندہ ہوئے اور تختیوں کے ایک کنارے رکھ دینے پر بھی شرمندگی ہوئی بس اللہ سے اپنے لیے اور اپنے بھائی کے لیے عفو و مغفرت کے خواستگار ہوئے اور تختیاں اٹھائیں اور لوگوں کو نصیحت و فہمائش شروع کی (۵) قوم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ جب تک ہم خود اللہ کی بات نہ سن لیں گے نہ مانیں گے تو حضرت موسیٰ نے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا اور طور پر لے گئے، اللہ نے درخواست قبول فرمائی اور انھوں نے کلام سن لیا لیکن پھر دیدار الٰہی کی فرمائش کر دی اس پر سخت بھونچال آیا اور وہ سب مردہ سے ہو گئے، اس پر حضرت موسیٰ نے دعا کی جو اللہ نے قبول فرمائی اور سب صحیح سلامت اٹھ کھڑے ہوئے، اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے "ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ" (پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمہیں پھر اٹھا دیا تاکہ تم احسان مانو)۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِىْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ؗ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

ع ۱۹ / ۹

منزل ۲

اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی، ہم تیری ہی طرف رجوع ہوئے، اس نے فرمایا میں اپنے عذاب میں جس کو چاہتا ہوں مبتلا کرتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے، بس میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو ڈریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور جو ہماری آیتوں پر یقین رکھیں گے (١٥٦) جو اس رسول کی پیروی کریں گے جو نبی امی[1] ہے جس کا (تذکرہ) وہ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا پاتے ہیں[2] جو ان کو بھلائی کی تلقین کرے گا اور ان کو برائی سے روکے گا اور ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے ان کے بوجھ کو اور ان پر لدی ہوئی بیڑیوں[3] کو اتارے گا، بس جو اس کو مانیں گے اور اس کا ساتھ دیں گے اور اس کی مدد کریں گے ور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اترا تو وہی مراد کو پہنچیں[4] گے (١٥٧) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، تو اللہ کو مانو اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی کو (مانو) جو اللہ پر اور اس کی باتوں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم راہ راست پر آجاؤ (١٥٨) اور موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت وہ بھی ہے جو حق کا راستہ بتاتی ہے اور اسی کے مطابق انصاف کرتی ہے[5] (١٥٩)

---

(١) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا اور آخرت کے لیے جو دعا کی تھی وہ بنی اسرائیل کی اگلی نسلوں کے لیے بھی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی قبولیت کے وقت واضح فرمادیا کہ بنی اسرائیل کے جو لوگ آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں گے ان کو یہ بھلائی اسی صورت میں مل سکے گی جب وہ اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا ذکر ہے، ''اُمی'' یا تو ''اُم'' کی طرف نسبت ہے کہ جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے کسی کا شاگرد نہیں ہوتا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی شاگردی نہیں کی لیکن علوم ومعارف اور حقائق واسرار بیان فرمائے کہ کسی مخلوق کا حوصلہ نہیں کہ ان کو بیان کر سکے اس لیے آپ کو ''اُمی'' کہا گیا یا یہ ''اُم القریٰ'' کی طرف نسبت ہو جو مکہ معظّمہ کا لقب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد شریف تھا (٢) آپ کی تشریف آوری کی بشارتوں اور صفات وکمال کا تذکرہ سب آسمانی کتابوں میں کیا گیا ہے اور ہزار کاٹ چھانٹ کے باوجود اب بھی بائبل وغیرہ میں بہت سے اشارات پائے جاتے ہیں (٣) یہود پر جو ان کی نافرمانیوں کی بناء پر احکامات سخت کر دیئے گئے تھے اس دین میں وہ سب چیزیں آسان ہوئی اور جو ناپاک چیزیں انھوں نے حلال کر رکھی تھیں ان کی حرمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائی، غرض بہت سے بوجھ ہلکے کر دیئے گئے اور بہت سی قیدیں اٹھالی گئیں (٤) مراد وحی ہے (٥) اکثر تو وہ نہیں مانتے لیکن کچھ ماننے والے بھی ہیں جیسے عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی
مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ
فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ
مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ
مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِیْلَ
لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ
شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ
لَكُمْ خَطِیْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ
فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا
یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ اِذْ تَاْتِیْهِمْ
حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّیَوْمَ لَا یَسْبِتُوْنَ ۙ لَا
تَاْتِیْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

منزل ۲

اور ہم نے ان کو بارہ بڑے بڑے خاندانوں میں الگ الگ جماعتوں کے طور پر بانٹ دیا اور جب ان کی قوم نے ان سے پانی طلب کیا تو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو بس اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا، اور ہم نے بادلوں سے ان پر سایہ کیا اور ان پر منّ وسلویٰ اتارا، جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں ان میں سے کھاؤ، اور انھوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا البتہ وہ خود اپنا ہی نقصان کرتے رہے[1] (۱۶۰) اور جب ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں (جا کر) آباد ہو جاؤ اور وہاں جہاں چاہو کھاؤ (پیو) اور کہتے جاؤ کہ ہم مغفرت کے طلب گار ہیں اور (شہر کے) دروازے سے عاجزی کے ساتھ داخل ہو جاؤ تو ہم تمہاری غلطیاں معاف کر دیں گے اور ہم اچھے کام کرنے والوں کو آگے اور عنایت کریں گے (۱۶۱) تو ان میں ظالموں نے جو ان سے کہا گیا اس کا کچھ کا کچھ کر دیا تو ہم نے ان کے ظلم کی پاداش میں ان پر آسمان سے عذاب اتارا[2] (۱۶۲) اور ان سے اس بستی کے بارے میں پوچھئے جو سمندر کے سامنے تھی جب وہ سنیچر کے دن حد سے تجاوز کرتے تھے، جب ان کے سنیچر کا دن ہوتا تو مچھلیاں اوپر آتیں اور جب وہ سنیچر کا دن نہ منا رہے ہوتے تو نہ آتیں، اس طرح ہم ان کی آزمائش کرتے، اس لیے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے[3] (۱۶۳)

(۱) وادی سینا میں جب پانی اور کھانے کا مسئلہ پیدا ہوا تو اللہ نے انعام فرمایا اور ان مین بارہ بڑے بڑے خاندان بنا کر نقیب متعین کیے اور ہر خاندان کے لیے معجزاتی طور پر پانی کا نظم فرمایا اور من وسلویٰ اتارا، بادلوں سے ان پر سایہ کیا اور ہر طرح سے نعمتیں دیں لیکن وہ ناشکری کرتے رہے (۲) فلسطین جوان کا آبائی وطن تھا وہاں جا کر جہاد کرنے کا حکم ہوا اور فتح کا یقین دلایا گیا تو بھی اس قوم نے اس سے انکار کر دیا اور کوئی بات مان کر نہ دی، عاجزی کے ساتھ داخلہ کا حکم تھا تو اکڑتے ہوئے داخل ہوئے، مغفرت کی دعا کرتے ہوئے داخلہ کا حکم تھا تو مذاق بناتے ہوئے داخل ہوئے (۳) ایلہ کے باشندوں کا یہ قصہ ہے، نافرمانی کی ان کو عادت تھی، سنیچر کا دن یہودیوں میں صرف عبادت کا تھا اس دن اور کوئی کام ان کے لیے جائز نہ تھا، اللہ کو امتحان مقصود تھا، سنیچر کے روز دریا میں مچھلیاں بہت آتیں اتوار کو غائب ہو جاتیں انھوں نے حیلہ کیا اور پانی کاٹ کر کھیت بنا لیے سنیچر کو جب مچھلیاں خوب آ گئیں تو راستے بند کر دیئے اور اتوار کو خوب شکار کیا اللہ نے اس پر سخت عذاب بھیجا اور ان کو بندر بنا دیا گیا۔

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾

منزل ۲

اور جب ان میں کچھ بولے کہ تم ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جس کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے، انھوں نے کہا کہ تمہارے رب کے حضور بری الذمہ ہونے کے لیے اور اس لیے کہ شاید وہ ڈریں (١٦٤) پھر جب یہ لوگ وہ بات بھلا بیٹھے جس کی انھیں نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ برائیوں سے روکا کرتے تھے ان کو ہم نے بچالیا اور ظالموں کو ان کی مسلسل نافرمانی کی پاداش میں ایک بدترین عذاب میں گرفتار کیا[1] (١٦٥) پھر جس چیز سے ان کو روکا گیا اس سے جب وہ آگے بڑھ گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ[2] (١٦٦) اور جب آپ کے رب نے آگاہ کیا کہ وہ قیامت تک ان پر ایسے کو ضرور مسلط رکھے گا جو ان کو سخت اذیتیں دیتا رہے[3] گا، بلاشبہ آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا بھی ہے اور بلاشبہ وہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا بھی ہے (١٦٧) اور ہم نے ان کو زمین میں فرقوں میں بانٹ کر رکھ دیا، ان میں نیک بھی تھے اور ان میں اس کے علاوہ (بد) بھی تھے اور نعمتوں اور مصیبتوں سے ہم نے ان کو آزمایا کہ شاید وہ باز آئیں (١٦٨) پھر ان کے بعد ناخلف لوگ آئے وہ کتاب کے وارث ہوئے، وہ اس معمولی زندگی کا سامان لیتے اور کہتے کہ ہماری تو مغفرت ہو جائے گی اور اگر پھر ان کو ویسا ہی سامان ملتا تو لے لیتے[4]، کیا ان سے کتاب کے سلسلہ میں عہد نہیں لیا گیا کہ وہ اللہ پر سوائے سچ کے کچھ نہ کہیں گے اور اس میں جو لکھا ہے وہ انھوں نے پڑھ بھی لیا اور پرہیزگاروں کے لیے تو آخرت کی زندگی ہی بہتر ہے، کیا پھر تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے (١٦٩) اور جنھوں نے کتاب کو تھام رکھا ہے اور انھوں نے نماز قائم کی ہے تو ہم درستگی رکھنے والوں کے اجر کو بالکل ضائع نہیں کرتے (١٧٠)

---

(١) ان میں تین طرح کے لوگ ہو گئے ایک برائیاں کرنے والے ایک روکنے والے اور ایک وہ جو الگ تھلگ رہے آیت کے شروع میں ان ہی لوگوں کی بات کہی جارہی ہے، بس نافرمان تباہ کیے گئے اور روکنے والوں کو بچالیا گیا جس تیسرے طبقہ نے نہی عن المنکر سے سکوت اختیار کیا اس کا انجام کیا ہوا اس کا یہاں کوئی تذکرہ نہیں ہے انھوں نے سکوت اختیار کیا تو اللہ نے بھی ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا، لیکن چونکہ وہ برائی کو برا سمجھتے تھے اس لیے امید ان کی نجات کی بھی ہے اس لیے کہ یہ نہی عن المنکر کا تیسرا سب سے کمزور درجہ ہے کہ آدمی اگر نہیں کہہ سکتا تو دل سے برا سمجھے (٢) بظاہر یہ آیت گزشتہ آیت کی تشریح ہے کہ یہی بدترین عذاب تھا یا شروع میں کچھ سخت عذاب آیا ہوگا جب نافرمانی میں سب حدود پار کر گئے تو بندر بنا دیئے گئے (٣) یہودیوں کی پوری تاریخ ذلت و رسوائی سے بھری ہے، ہر زمانہ میں ان کو محکومی کی ذلت اٹھانی پڑی ہے، چند دہائیوں سے ان کو امریکہ کے دامن میں پناہ ملی ہوئی ہے (٤) رشوت خوری مزاج میں داخل ہوئی تھی، رقمیں لے کر شریعت کا حکم بدلتے اور عقیدہ رکھتے کہ ہم اللہ کے محبوب ہیں ہم پکڑے نہیں جائیں گے، اس لیے آئندہ بھی رشوت لینے کا ارادہ رکھتے تھے حالانکہ ان سے عہد لیا جاچکا تھا کہ وہ حق بات ہی کہیں گے اور تورات ان کے سامنے بھی تھی مگر پھر بھی وہ باز نہ آتے تھے، ہاں ان میں چند لوگ تھے جو حق پر قائم تھے۔

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٧٦﴾ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٧٧﴾ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٧٨﴾

اور جس وقت ہم نے پہاڑ ان کے اوپر اٹھا دیا جیسے وہ سائبان ہو اور وہ سمجھے کہ وہ ان پر گر ہی پڑے گا (اس وقت ہم نے کہا) جو کچھ بھی ہم نے تمہیں دیا ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور اس میں جو ہے اس کو یاد رکھو تا کہ تم احتیاط کرو[1] (۱۷۱) اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل نکالی اور خود ان سے اپنی جانوں پر اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، وہ بولے کیوں نہیں ہم اس پر گواہ ہیں (یہ اس لیے کیا) کہ قیامت کے دن کبھی تم کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کا پتہ ہی نہ تھا (۱۷۲) یا یہ کہنے لگو کہ پہلے ہمارے باپ دادا نے شرک کیا اور ہم ان کے بعد (ان ہی کی) اولاد ہیں تو کیا گمراہوں نے جو کیا تو اس کی پاداش میں ہم کو ہلاک کرے گا[2] (۱۷۳) اور اسی طرح ہم آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ لوٹ آئیں (۱۷۴) اور آپ ان کو اس شخص کا قصہ سنا دیجیے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے نکل بھاگا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا[3] (۱۷۵) اور اگر ہم چاہتے تو ان (نشانیوں) سے اس کو بلندی عطا کرتے لیکن وہ زمین کا ہو کر رہ گیا اور اپنی خواہش پر چلا تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے اگر تم اس پر حملہ کرو تو ہانپے یا اس کو چھوڑ دو تو ہانپے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، تو یہ سرگذشت ان کو سنا دیجیے شاید وہ سوچیں (۱۷۶) ان لوگوں کی بدترین مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے (۱۷۷) جسے اللہ راہ چلا دے وہی ہدایت پر ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں[4] (۱۷۸)

---

(۱) بنی اسرائیل نے تورات کو دیکھ کر کہا کہ اس کے احکامات سخت ہیں ہم عمل نہیں کر سکتے اس پر یہ واقعہ ہوا کہ طور پہاڑ ان کے اوپر کر دیا گیا اور کہا گیا کہ اگر نہیں مانتے تو پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا مجبوراً ان کو عہد کرنا پڑا (۲) عہد خاص کے بعد اب عہد عام کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کو "عہد الست" بھی کہتے ہیں، اللہ نے آدم کی صلب سے انکی اولاد نکالی، جب سب لوگ سامنے آ گئے تو سب سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا، یہی وہ فطرت ہے جو ہر انسان کے اندر اللہ نے رکھی ہے پھر وہ حالات سے متأثر ہو کر سب کچھ بھلا دیتا ہے تو اگر کوئی باپ دادا کی دہائی دیتا ہے اور اپنے شرک کو ان کی اتباع گردانتا ہے تو یہ خود اس کی غلطی ہے، اس کو چاہیے تھا کہ وہ فطرت معلوم کرتا جو حضرات انبیاء نے ہمیشہ لوگوں کو بتائی ہے اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہت تفصیل سے بتایا ہے، وہ اسی کو معلوم کرتا اور اس پر چل کر اپنے مالک کا حق ادا کرتا اور اپنے لیے نجات کا سامان کرتا اور اس پر چلتا (۳) اکثر مفسرین کے نزدیک یہ بلعم بن باعوراء کا قصہ ہے جو حضرت موسیٰ کی قوم میں بڑا عالم تھا بعد میں اللہ کی آیات و ہدایات کو چھوڑ کر دولت اور عورت کے چکر میں آ کر موسیٰ کے مقابلہ میں آ گیا اور ہمیشہ کے لیے مردود ہوا، اگر اس کو آیات و ہدایات پر عمل کی توفیق ہوتی تو بلند مراتب حاصل ہوتے لیکن اس کی مثال کتے سے دی گئی کہ ہر حال میں اس کی زبان حرص میں نکلی رہتی ہے، اس میں بڑی عبرت ہے علماء سوء کے لیے جو سب کچھ علم رکھتے ہوئے بھی بے توفیقی کا شکار ہو کر ہوا و ہوس کے چکر میں پڑ جاتے ہیں (۴) آدمی کبھی اپنے علم پر ناز نہ کرے ہمیشہ اللہ سے ہدایت کا طالب رہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾ مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾

منزل۲

اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جنات اور انسان پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں، وہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے گئے گذرے ہیں، وہی لوگ غافل ہیں[۱] (۱۷۹) اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں تو ان ہی سے اس کو پکارو اور جو اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو جو وہ کررہے ہیں اس کی سزا ان کو جلد ہی مل جائے گی[۲] (۱۸۰) اور ہمارے پیدا کیے ہوئے لوگوں میں ایک وہ امت ہے جو حق کا راستہ بتاتی ہے اور اسی کے موافق انصاف کرتی ہے[۳] (۱۸۱) اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ہم ان کو دھیرے دھیرے ایسی جگہوں سے پکڑیں گے کہ وہ جان بھی نہ پائیں گے (۱۸۲) اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں بلاشبہ میری تدبیر پکی ہے[۴] (۱۸۳) کیا انھوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو کھل کر خبردار کرنے والے ہیں (۱۸۴) کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت پر اور جو چیزیں بھی اللہ نے پیدا کیں ان میں غور نہیں کیا اور یہ (نہیں سوچا) کہ شاید ان کی مدت قریب ہی آپہنچی ہو، اس کے بعد وہ پھر کس بات کو مانیں گے (۱۸۵) اللہ جس کو گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے[۵] (۱۸۶) وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں کہ کب اس کے برپا ہونے کا وقت ہے، کہہ دیجیے اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے، وہی اپنے وقت پر اس کو ظاہر کردے گا، آسمانوں اور زمین پر وہ بھاری ہے، اچانک ہی وہ تم پر آجائے گی، وہ آپ سے ایسا پوچھتے ہیں کہ گویا آپ اس کی کرید میں ہیں کہہ دیجیے اس کا پتہ اللہ ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ بے خبر ہیں (۱۸۷)

---

(۱) نہ قدرت کی نشانیوں میں غور کرتے ہیں نہ اللہ کی آیات کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں اور نہ اللہ کی باتوں کو دل کھول کر سنتے ہیں جس طرح جانوروں کے تمام ادراکات کھانے پینے اور بہیمی جذبات میں محدود ہوتے ہیں یہی حال ان لوگوں کا ہے اور جانوروں کا حال بھی یہ ہے کہ مالک بلائے تو آجاتے ہیں یہ تو ان سے بھی گئے گزرے ہیں اپنے مالک حقیقی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے یہی وہ لوگ ہیں جو گویا جہنم کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں (۲) غافلوں کے ذکر کے بعد اب اہل ایمان کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کو یاد رکھیں اور اس کے ناموں میں غافلوں کی طرح کجروی اختیار نہ کریں (۳) یہ امت محمدیہ کا ذکر ہے جس کو ''خیر امت'' کہا گیا اور جس کا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے (۴) مجرموں کو بسا اوقات فوراً سزا نہیں دی جاتی ڈھیل دی جاتی ہے پھر جب وہ پوری طرح گمراہی میں ڈوب جاتے ہیں تو اچانک سخت پکڑ ہوتی ہے (۵) ساری نشانیاں اللہ کی قدرت کی موجود ہیں خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اپنی تمام صفات کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے ہے اس کے باوجود وہ مانتے نہیں اور معاذ اللہ آپ کی طرف جنون کی نسبت کرتے ہیں، بس اللہ جس کو گمراہ کردے کون اس کو راہ پر لاسکتا ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ ۚ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

منزل ۲

(یہ بھی) آپ بتا دیجیے کہ میں اپنے لیے کچھ بھی نفع نقصان کا مالک نہیں سوائے اس کے جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جانتا تو بہت کچھ اچھی اچھی چیزیں جمع کر لیتا، اور مجھے تکلیف بھی نہ پہنچتی، میں تو ان لوگوں کے لیے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں جو مانتے ہیں[۱] (۱۸۸) وہی ہے جس نے تم کو ایک اکیلی جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے وہ سکون حاصل کرے پھر جب اس نے اس کو ڈھانپ لیا تو اس سے ہلکا سا حمل ہوا تو وہ اسی میں چلتی پھرتی رہی پھر جب اسے بوجھ ہوا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے تندرست (اولاد) ہمیں دے دی تو ضرور ہم شکرگزار ہوں گے (۱۸۹) پھر جب اس نے ان کو تندرست (اولاد) دے دی تو ان کو جو اللہ نے دیا اس میں وہ اس کا شریک ٹھہرانے لگے بس اللہ ان کے شرک سے پاک ہے[۲] (۱۹۰) کیا وہ اس کو شریک کرتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتا اور خود ان کو پیدا کیا گیا ہے (۱۹۱) اور نہ وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۲) اور اگر تم ان کو صحیح راستہ کی طرف بلاؤ تو وہ تمہارے پیچھے نہ چلیں گے، ان کے لیے برابر ہے تم ان کو پکارو یا خاموش رہو (۱۹۳) بلاشبہ اللہ کو چھوڑ کر تم جس کو بھی پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں، بس تم انھیں پکارو تو اگر تم سچے ہو تو انہیں تمہاری دعا قبول کرنی چاہیے (۱۹۴) کیا ان کے پیر ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں، کہہ دیجیے کہ تم اپنے شریکوں کو بلا لاؤ پھر میرے خلاف چال چلو اور مجھے مہلت مت دو[۳] (۱۹۵)

(۱) اوپر سب سے چھپی ہوئی چیز قیامت کا تذکرہ تھا اور تاکید بتا دیا گیا تھا کہ اس کے وقت کا علم کسی کو ہو ہی نہیں سکتا، یہاں عمومیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا جا رہا ہے کہ میں ڈھکی چھپی باتوں کو نہیں جانتا اگر جانتا، ہوتا تو کسی موقع پر مجھے کوئی پریشانی نہ ہوتی، میں تو راستہ بتانے کے لیے آیا ہوں (۲) حضرت آدم وحواء کی پیدائش کا ذکر فرمایا پھر ایک مثال دی کہ مرد وعورت سے تعلق قائم کرتا ہے تو حمل ہوتا ہے، ابتداء میں آسانی رہتی ہے پھر بوجھ ہوتا ہے تو دونوں اللہ سے دعا کرتے ہیں پھر جب تندرست اولاد اللہ عطا فرماتے ہیں تو وہ غیر اللہ پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور شرک کرنے لگ جاتے ہیں (۳) جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور ان کمالات سے بھی محروم ہیں جو خود تمہیں حاصل ہیں، تم سن سکتے ہو اپنے ہاتھ پاؤں ہلا سکتے ہو وہ کچھ نہیں کر سکتے، تم ان کے سامنے چیخ وچیخ کر تھک جاؤ ایک لفظ اپنی زبان سے نکال نہیں سکتے، مکھی بیٹھ جائے تو اُڑانے پر قادر نہیں پھر اس پر دھمکیاں دیتے ہو کہ ان کی تردید چھوڑ دو ورنہ آفت میں پڑ جاؤ گے، آپ کی زبانی ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے سب معبودوں کو بلا لو وہ سب مل کر میرے خلاف کارروائی کر لیں۔

إِنَّ وَلِيِّـۧ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۖ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَإِخْوٰنُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

منزل۲

یقیناً میرا حمایتی تو اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیک بندوں کی حمایت کرتا ہے (۱۹۶) اور تم اس کے علاوہ جن کو پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ اپنے کام آسکتے ہیں (۱۹۷) اور اگر تم ان کو صحیح راستہ کی طرف بلاؤ تو وہ سنیں گے ہی نہیں اور آپ انھیں دیکھیں گے کہ وہ آپ کو تک رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے (۱۹۸) درگزر کا رویہ اپنائیے، بھلائی کو کہتے رہیے اور نادانوں سے اعراض کیجیے (۱۹۹) اور اگر کبھی آپ کو شیطان کا کچوکا لگے تو اللہ کی پناہ لیجیے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے[۱] (۲۰۰) یقیناً پرہیزگاروں کا حال یہ ہے کہ جب بھی ان پر شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو کر بھی گزرتا ہے تو وہ چونک جاتے ہیں بس ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں (۲۰۱) اور جو ان کے بھائی بند ہیں (شیاطین) ان کو گمراہی کی طرف کھینچے لیے جاتے ہیں پھر وہ کمی نہیں کرتے[۲] (۲۰۲) اور جب آپ ان کے پاس کوئی نشانی نہیں لاتے تو وہ کہتے ہیں آپ کیوں نہ کوئی نشانی چن لائے، آپ کہہ دیجیے میں تو اسی کے پیچھے چلتا ہوں جو وحی میرے رب کے پاس سے مجھ پر آتی ہے، یہ آپ کے رب کی طرف سے بصیرت کی باتیں ہیں اور ہدایت و رحمت ہے ماننے والوں کے لیے (۲۰۳) اور جب بھی قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحمت ہو[۳] (۲۰۴) اور آپ جی ہی جی میں صبح و شام اپنے رب کا عاجزی اور خوف کے ساتھ ذکر کرتے رہیے اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو اور بے خبر نہ ہو جائیے (۲۰۵) جو بھی آپ کے رب کے پاس ہیں یقیناً وہ اس کی بندگی سے اکڑتے نہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (۲۰۶)

---

(۱) گزشتہ آیات میں بت پرستوں کی جو تجہیل و تحمیق کی گئی بہت ممکن تھا کہ وہ جاہل اس پر برہم ہو کر ناشائستہ حرکت کرتے، اسی لیے عفو و درگزر کی تلقین کی جارہی ہے اور اگر کسی وقت بہ تقاضائے بشریت ان کی کسی نالائق حرکت پر غصہ آئے اور شیطان لعین چاہے کہ دور سے چھیڑ چھاڑ کر کے کسی خلاف مصلحت معاملہ پر آمادہ کردے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے شایان نہ ہو تو آپ فوراً اللہ سے پناہ طلب کیجیے، آپ کی عصمت و وجاہت کے سامنے ان کا کوئی کید نہ چل سکے گا (۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں، شیطان کا گزر وہاں ہو ہی نہیں سکتا البتہ متقیوں کا حال یہ ہے کہ جب کبھی شیطان اپنا کام کرنا چاہتا ہے فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اس کے نقصانات ان کی نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اللہ کی پناہ میں آجاتے ہیں اور جو شیطان کے بھائی بند ہیں شیطان ان کو رگیدنے میں کوئی کمی نہیں کرتے اور یہ لوگ بھی شیطان کی پیروی ہی میں لگے رہتے ہیں (۳) کفار محض ہٹ دھرمی میں طرح طرح کے معجزات کا مطالبہ کرتے رہتے، یہاں اشارہ ہے کہ قرآن سے بڑا معجزہ اور کون سا ہوگا! اس کو توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنو، پھر آگے عام ذکر کے کچھ آداب بیان ہوئے ہیں، پھر فرشتوں کی مثال دی گئی ہے جو کسی لمحہ ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔

﴿سورۂ انفال﴾

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ ۚ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾ ۚ

منزل ۲

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ آپ سے غنیمت کے مالوں کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ غنیمت کے مال اللہ کے اور رسول کے ہیں تو تم اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم واقعی ایمان والے ہو (۱) ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو ان کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں (۲) جو نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں (۳) وہی حقیقت میں ایمان والے ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس (بلند) درجے ہیں اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے[۲] (۴) جیسے آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا جبکہ مسلمانوں میں ایک فریق کو یہ بات ناپسند تھی (۵) وہ صحیح بات کے ظاہر ہونے پر بھی آپ سے اس کے بارے میں حجت کررہے تھے گویا ان کی آنکھوں کے سامنے ان کو موت کی طرف کھینچ کر لے جایا جارہا ہو[۲] (۶) اور جب اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا تم سے وعدہ کررہا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تمہاری خواہش یہ تھی کہ جس میں کانٹا بھی نہ چبھے وہ تمہارے ہاتھ آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے (۷) تاکہ سچ کو سچ کردکھائے اور جھوٹ کو جھوٹا کردے خواہ مجرموں کو کیسا ہی ناگوار گزرے (۸)

---

(۱) یہ سورہ مدنی ہے، غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئی، یہ غزوہ باقاعدہ حق وباطل کا پہلا معرکہ تھا، مسلمانوں نے مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں جو مظالم سہے اور صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ کا بے مثال واقعہ ہے، مدینہ منورہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو مقابلہ کی اجازت ملی اور یہ پہلا معرکہ اس طرح پیش آیا کہ ابوسفیان اپنے بڑے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس ہورہے تھے جس کا بڑا مقصد مسلمانوں کے خلاف اسباب فراہم کرکے ان کا استیصال کرنا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا اور ایک جماعت تیار کرکے اس قافلہ کو روکنے کی نیت سے نکلے، اُدھر اہل مکہ کو آپ کے نکلنے کی خبر ہوئی تو انھوں نے باقاعدہ مقابلہ کے لیے ایک بڑا مسلح لشکر روانہ کیا، اِدھر چونکہ باقاعدہ جنگ مقصود نہ تھی اس لیے یہ تین سو تیرہ کی مختصر جماعت تھی اور اسباب جنگ بھی ساتھ نہیں تھے، دوسری طرف ایک ہزار کا مسلح لشکر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ یہ دو جماعتیں تمہارے سامنے ہیں ایک تجارتی قافلہ دوسرا ایک ہزار کا لشکر، اللہ کا وعدہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک پر اللہ تم کو غالب ومنصور کرے گا، چونکہ جنگ کی تیاری نہ تھی اس لیے بعضوں کی رائے قافلہ ہی کی ہوئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے لشکر سے مقابلہ کی تھی، بڑے بڑے صحابہ نے بھی اسی کے لیے جاں نثارانہ تقریریں کیں پھر بدر کے مقام پر اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی اور ستر بڑے بڑے سردار قریش کے مارے گئے اور اتنے ہی قیدی بنائے گئے، مال غنیمت کے بارے میں کچھ نزاع کی کیفیت ہوئی تھی اسی لیے اس کے بارے میں سوال کیا گیا، اس پر یہ آیات اتریں کہ وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے، ان کے حکم کے مطابق تقسیم ہوگا، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آپس میں صلح رکھیں، اپنی رائے چھوڑ کر صرف اللہ ←

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ
بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ ۝١٠ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ
الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝١١ إِذْ
يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ
سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ
الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝١٢ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ
اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝١٣ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ
عَذَابَ النَّارِ ۝١٤ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝١٥ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ
بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝١٦

ع ١٥

منزل ٢

جب لگے تم اپنے رب سے فریاد کرنے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی کہ میں ضرور یکے بعد دیگرے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا[1] (٩) اور یہ تو اللہ نے صرف تمہاری خوش خبری کے لیے اور تمہارے دلوں کی تسکین کے لیے کیا اور مدد تو اللہ ہی کے پاس سے آتی ہے، بلاشبہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (١٠) اور جب وہ اپنی طرف سے تسکین کے لیے تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اور تم پر اوپر سے پانی اتار رہا تھا تاکہ اس سے تمہیں پاک کردے اور شیطان کی نجاست تم سے دور کردے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے قدموں کو جمادے[2] (١١) جب آپ کا رب فرشتوں کو یہ حکم بھیج رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم اہل ایمان کے قدموں کو جماؤ، میں عنقریب کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا تو گردنوں کے اوپر سے مارو اور ان کے پور پور پر مارو (١٢) یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی مول لی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی مول لیتا ہے تو بلاشبہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے (١٣) یہ تو تم چکھ لو اور (جان لو) کہ منکروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے[3] (١٤) اے ایمان والو! جب کافروں سے میدان جنگ میں تمہاری مڈبھیڑ ہو تو ان کو پیٹھ مت دکھانا (١٥) اور جو کوئی اس دن ان کو پیٹھ دکھائے گا تو وہ اللہ کا غضب لے کر پلٹے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین جگہ جا ٹھہرا سوائے اس کے کہ وہ جنگ کے لیے پینترا بدلنے والا ہو یا (اپنی) کسی جماعت میں جا ملنے والا ہو[4] (١٦)

← اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، اللہ کا نام بیچ میں آجائے تو خوف وہیبت سے کانپ اٹھیں، آیات سن کر انکا ایمان بڑھتا رہے یہاں تک کہ وہ صرف اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اور اسی کے نام پر مال ودولت خرچ کریں (٢) یعنی سوچو کہ شروع سے آخر تک کیسی اللہ کی تائید شامل حال رہی! اللہ نے بالکل مناسب اور درست وقت پر آپ کو مدینہ سے باہر پہنچایا پھر لشکر سے مقابلہ ہوا جبکہ ایک جماعت کا خیال تھا کہ لشکر سے مقابلہ موت کے منہ میں جانے کے مترادف ہے، اس لیے وہ آپ سے حجت کر رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ جب اختیار ہے تو قافلہ ہی ہاتھ آجائے تو بہتر ہے، اس میں کسی نقصان کا اندیشہ نہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہو رہا تھا کہ اس مختصر جماعت کے ذریعہ لشکر جرار کو شکست دے کر ایمان داروں کی ہیبت دلوں میں بٹھادے اور حق کا بول بالا ہو، بس ضروری نہیں کہ آدمی جس کو مفید سمجھے وہ مفید ہو، فائدہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے۔

(١) سورۂ آل عمران میں تعداد تین سے پانچ ہزار کی بیان ہوئی ہے، یہاں ایک ہزار کا جو تذکرہ ہے وہ بظاہر ہراول دستہ کا ہے پھر ایک ایک ہزار کرکے پانچ مرتبہ فرشتوں کی جماعتیں آتی رہیں، یہاں یکے بعد دیگرے کا لفظ اسی لیے استعمال ہوا ہے، آگے یہ بھی فرمادیا کہ فرشتوں کو تو تسکین کے لیے بھیجا گیا، کرنے والی ذات تو صرف اللہ کی ہے (٢) ہوا یہ کہ کافروں نے پانی کی جگہوں پر قبضہ کرلیا، مسلمان جہاں تھے وہاں ریت بہت تھی، پاؤں دھنستے تھے، پانی نہ ہونے سے وضو اور غسل کی تکلیف اور اس سے بڑھ کر پانی پینے کی دشواریاں، اس وقت اللہ نے زور کا پانی برسایا، پانی کی سہولت ہوگئی، ریت جم گئی، گرد وغبار سے بھی نجات ملی اور چلنے پھرنے کی بھی سہولت ہوگئی، دوسری طرف کافروں کے علاقہ میں پھسلن پیدا ہوگئی، اس کے ساتھ ہی اللہ نے ایمان والوں پر ایک غنودگی طاری کردی، اس کے بعد ←

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ﴿١٨﴾ إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

منزل۲

تو تم نے ان کونہیں مارا مگر اللہ نے ان کو مارا اور جب آپ نے خاک پھینکی تو آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی اور یہ اس لیے کہ وہ اپنے پاس سے ایمان والوں پر خوب احسان کرے بلاشبہ اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے (۱۷) یہ سب تو ہو چکا اور اللہ منکروں کی چال کو کمزور کر کے رہے گا (۱۸) اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تو تمہارے سامنے آ چکا اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ حرکت کی تو ہم بھی وہی کریں گے اور تمہارا جتھا کچھ بھی تمہارے کام نہیں آ سکتا خواہ کتنا ہی زیادہ ہو اور اللہ تو ایمان والوں کے ساتھ ہے (۱۹) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اس سے روگردانی مت کرو جبکہ تم سن رہے ہو (۲۰) اور ایسوں کی طرح مت ہو جانا جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا جبکہ وہ سنتے ہی نہیں (۲۱) اللہ کے نزدیک حیوانات میں سب سے بدترین وہی بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام ہی نہیں لیتے (۲۲) اور اگر اللہ ان میں کسی بھلائی کو جانتا تو ضرور انھیں سنوا دیتا اور اگر سنوا دے تو وہ ضرور پیٹھ پھیر کر الٹے بھاگیں (۲۳) اے ایمان والو! جب اللہ اور رسول تمہیں ایسے کام پر بلائیں جو تمہارے لیے زندگی بخش ہے تو ان کی بات مانو اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف تم کو جمع ہونا ہے (۲۴) اور اس فتنہ سے بچو جو تم میں صرف ظالموں ہی پر واقع نہیں ہوگا اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۲۵)

← سارا خوف جاتا رہا اور دل مضبوط ہو گئے (۳) یعنی یہ تو دنیا میں مار پڑی، اللہ کے حکم سے فرشتوں نے بھی مارا اور آگے دوزخ کا عذاب ہے (۴) میدان جنگ سے بھاگنا سخت گناہ ہے، ہاں کوئی پینترا بدلنے کے لیے مزید تیاری کے لیے پلٹے تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر لشکر کی کوئی ٹکڑی الگ ہوئی پھر وہ واپس لشکر میں آ کر ملنا چاہے تو درست ہے۔

(۱) جب جنگ کی شدت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کنکریاں لشکر کفار پر پھینکیں، خدا کی قدرت سے اس کے ریزے ہر ایک کی آنکھ میں پہنچے، سب آنکھیں ملنے لگے، یکبارگی مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور اللہ نے فتح عطا فرمائی (۲) مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ فیصلہ کب ہوگا، ان ہی کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ ایک طرح کا فیصلہ تم نے میدان بدر میں دیکھ لیا کہ کیسی خارق عادت طریقہ پر تم کو کمزور مسلمانوں سے سزا ملی، تم اگر باز نہ آئے تو یاد رکھو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے، تم ہی ذلیل وخوار ہو گے، آگے ایمان والوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اللہ کی نصرت جب ہی تمہارے ساتھ ہوگی جب تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو گے، حکم شریعت سن لینے کے بعد نہ ماننا اللہ کی مدد کو لوٹا دینے والی چیز ہے، یہ کام منافقوں اور کافروں کا ہے کہ اگر ان کو سنوا بھی دیا جائے جب بھی منھ پھیر کر بھاگیں (۳) پھر تاکید کی جا رہی ہے کہ اللہ و رسول تمہیں جس کام کی طرف بلاتے ہیں مثلاً جہاد وغیرہ، اسی میں زندگی ہے، اطاعت میں تاخیر مت کرو، خدا جانے دل کب کس طرف پھر جائے، اگر تم نے سستی اور کوتاہی کی تو ہو سکتا ہے اللہ دل پر مہر لگا دے (۴) اگر کوئی برائی پھیلتی ہے اور تم اس کو نہیں روکتے تو اس کے وبال سے ←

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ
اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ
يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَ
اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا
هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ
اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ
فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

منزل۲

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ملک میں بے حیثیت تھے ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لے جائیں گے تو اس نے تمہیں تقویت پہنچائی اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوطی دی اور پاکیزہ چیزیں بخشیں تاکہ تم شکر گزار رہو[1] (۲۶) اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت مت کرنا اور نہ اپنی امانتوں میں جانتے بوجھتے خیانت کے مرتکب ہونا[2] (۲۷) اور جانے رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہے اور بڑا اجر تو اللہ ہی کے پاس ہے (۲۸) اے ایمان والو! اگر تم اللہ کا لحاظ رکھو گے تو وہ تمہیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تو بڑے فضل والا ہے[3] (۲۹) اور (یاد کیجیے) جب کافر آپ کے ساتھ فریب کر رہے تھے تاکہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا نکال باہر کریں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر سب سے بڑھ کر ہے[4] (۳۰) اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سن لیا ہم بھی چاہیں تو ایسے ہی کہہ ڈالیں یہ تو صرف پہلوں کے قصے کہانیاں ہیں[5] (۳۱) اور جب وہ بولے کہ اے اللہ اگر یہ حق تیری ہی طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا دردناک عذاب ہم پر لے آ (۳۲) اور جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ ہرگز ان کو عذاب نہیں دے گا اور اللہ ان کو اس وقت تک بھی عذاب دینے والا نہیں ہے جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے[6] (۳۳)

← تم بھی بچ نہیں سکتے، تم دامن بچاؤ گے بد دلی پھیلے گی، شکست ہوگی، تو اس کا بھگتان تمہیں بھی بھگتنا پڑے گا۔

(۱) اپنی کمی اور کوتاہی کی بنا پر خدا کا حکم ماننے میں سستی مت دکھاؤ، اللہ نے تم کو مدینہ میں لا کر ایک نصرت دی اور بدر میں فتح عطا فرمائی اور تمہارے دشمنوں کی کمر توڑ دی، بس اللہ کا شکر کرو (۲) اللہ اور رسول سے خیانت ان کے احکامات کی خلاف ورزی ہے، اسی طرح بندوں کی طرف سے جو امانتیں سپرد کی جائیں ان میں بھی خیانت سے بچو، اس طرح اس میں سب حقوق اللہ اور حقوق العباد آ گئے (۳) تقویٰ کی زندگی سے شان امتیازی عطا ہوتی ہے، آدمی دور سے پہچانا جاتا ہے اور اللہ کی نصرت ہوتی ہے جس طرح غزوہ بدر کے موقع پر ہوئی (۴) دار الندوہ میں یہ مشورے ہو رہے تھے بالآخر ابوجہل کی رائے ٹھہری کہ تمام قبائل عرب سے نوجوان منتخب ہوں اور وہ دفعتہً حملہ کریں تاکہ خون سب میں تقسیم ہو جائے اور بنو ہاشم مقابلہ نہ کر سکیں، سب اسی نیت سے دروازہ پر جمع ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے نکل کر ان کی آنکھوں میں خاک جھونکتے تشریف لے گئے اور پھر وہ سب بدر کے موقع پر چن چن کر مارے گئے (۵) نضر بن حارث نے یہ بات کہی اور جب قرآن نے چیلنج دیا کہ ایک چھوٹی سورہ ہی بنا لاؤ تو سب اپنا منہ لے کر رہ گئے (۶) ان کی انتہائی شقاوت تھی کہ بڑے عذاب کا مطالبہ کرنے لگے لیکن اللہ کا اس امت کے لیے دستور ہے کہ وہ اس کو بڑے عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے اور لوگوں کے استغفار کی وجہ سے۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (٣٤) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (٣٥) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ (٣٦) لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (٣٧) قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ (٣٨) وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (٣٩) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (٤٠)

ع ٩/١٨

منزل٢

بھلا ان میں (خوبی) کیا ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے جبکہ وہ مسجد حرام کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں جبکہ وہ اس کے متولی بھی نہیں اس کے متولی تو پرہیز گار لوگ ہی ہوسکتے ہیں لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے (٣٤) اور کعبہ کے پاس ان کی نماز سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں تو جو تم انکار کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو[1] (٣٥) منکرین اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستہ کا روڑا بنیں، بس وہ مال خرچ کرتے رہیں گے پھر وہی (مال) ان کے لیے (داغ) حسرت بن جائیں گے پھر وہ ہار کر رہ جائیں گے اور جنھوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے (٣٦) تاکہ اللہ پاک اور ناپاک دونوں کو الگ الگ کردے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر سب کی گٹھری بنا کر اس کو جہنم میں ڈال دے، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (٣٧) منکروں سے کہہ دیجیے کہ اگر وہ باز آجاتے ہیں تو جو کچھ ہو چکا وہ ان کے لیے معاف کیا جاتا ہے اور اگر پھر وہی کریں گے تو (ہمارا) معاملہ پہلوں کے ساتھ گزر ہی چکا ہے[2] (٣٨) اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ ہی کا ہوجائے[3] پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ ان کے کاموں کو خوب دیکھتا ہے (٣٩) اور اگر وہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے، کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار ہے (٤٠)

---

(١) اصل نمازیوں کو بیت اللہ سے روکتے ہیں اور خود ان کی عبادت کا حال یہ ہے کہ برہنہ طواف کرتے ہیں، ذکر کی جگہ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں، عذاب لانے والا کون کام ہے جو وہ نہ کرتے ہوں بس کچھ مزہ تو ان کو بدر میں چکھایا گیا اور اصل عذاب آخرت کا ہے (٢) اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر وہ خرچ کرتے رہے ہیں، بدر کے موقع پر اور اس کے بعد بھی جو تجارتی قافلہ کا نفع ہوا تھا سب نے اس کو اسی مقصد کے لیے رکھا تھا کہ اسلام کے راستہ میں روڑے اٹکائیں، کل یہی ان کے لیے حسرت ہوگا اور وہ افسوس سے اپنے ہاتھ چبائیں گے، اللہ تعالیٰ منکروں کو الگ کرکے سب کی گٹھری بنا کر جہنم میں ڈال دے گا پھر جو ان میں باز آجاتے ہیں اور مان لیتے ہیں ان کے لیے معافی ہے ورنہ نہ ماننے والوں کے ساتھ جو ہوا ہے وہ ان کے سامنے ہے وہی ان کے ساتھ ہوگا (٣) جہاد کا پہلا مقصد یہ ہے کہ حکم صرف اللہ کا چلے دین حق سب ادیان پر غالب آجائے، جزیرۃ العرب کو اللہ نے اسلام کا مرکز بنایا ہے اس لیے یہاں کا حکم یہی ہے کہ کوئی کافر یا مشرک مستقل طور پر یہاں نہیں رہ سکتا یا اسلام لائے یا کہیں اور چلا جائے، اس لیے جزیرۃ العرب میں کافروں سے اس وقت تک جنگ کا حکم دیا گیا جب تک وہ ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار نہ کرلیں البتہ جزیرۃ العرب کے باہر کا حکم مختلف ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ
لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ
الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾
اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَ
الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی
الْمِیْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّیَهْلِكَ
مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَاِنَّ
اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا
وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ
اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ
فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَی اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً
فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾

منزل۲

اور جان لو کہ تم نے جو بھی مال غنیمت حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کا ہے اور اس کا ہے جو سفر پر[1] ہو اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر یقین رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن اتاری تھی جس دن دو فوجیں آمنے سامنے ہوئی تھیں[2] اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۴۱) جب تم اِس کنارے پر تھے اور وہ اُس کنارے پر اور قافلہ تم سے نیچے تھا[3] اور اگر تم آپس میں پہلے سے طے کرتے تو وعدہ پر نہ پہنچتے لیکن یہ اس لیے ہوا کہ اللہ اس چیز کو پورا کر دے جس کو ہونا ہی تھا تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جس کو زندہ رہنا ہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور بلاشبہ اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے[4] (۴۲) اور جب اللہ آپ کو خواب میں انھیں بہت تھوڑے دکھا رہا تھا اور اگر وہ ان کی تعداد آپ کو زیادہ دکھاتا تو تم لوگ ضرور ہمت ہار جاتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے (اس سے) بچا لیا بیشک وہ دلوں کے حالات سے بھی خوب واقف ہے (۴۳) اور جب مڈبھیڑ کے وقت وہ ان لوگوں کو تمہاری نگاہوں میں کم دکھا رہا تھا اور ان کی نگاہوں میں تمہیں کم دکھا رہا تھا تا کہ اللہ اس کام کو کر ہی ڈالے جسے ہونا ہی تھا اور سب کام اللہ کی طرف لوٹتے ہیں[5] (۴۴) اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا سامنا ہو تو ڈٹ جاؤ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم مراد کو پہنچو[6] (۴۵)

(۱) سورہ کے آغاز میں فرمایا تھا کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا، یہاں قدرے اس کی تفصیل کی جارہی ہے کہ جو مال غنیمت کافروں سے لڑ کر ہاتھ آئے اس کا پانچواں حصہ خاص طور پر اللہ کے لیے ہے جس کی نیابت کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانچ جگہ خرچ کر سکتے ہیں، اپنی ذات پر، اپنے رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر اور مسافروں پر، بقیہ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے (۲) یعنی بدر کے دن جس کو فیصلہ کا دن کہا گیا اور اس دن اللہ نے اپنی خاص مدد اتاری (۳) یعنی مدینہ کے قریبی کنارے پر تم تھے اور دور والے کنارے پر لشکر کفار تھا اور ابوسفیان کا قافلہ سمندر کے کنارے کنارے جارہا تھا (۴) قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے اور تم قافلہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلے، قافلہ بچ کر نکل گیا اور دو فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آپڑیں، ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی، یہ اللہ کی تدبیر تھی، تم اگر قصداً جاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر پیغمبر کی سچائی کھل گئی جو مرا وہ بھی یقین جان کر اور جو جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر (۵) محض اللہ کا فضل تھا کہ کافر مسلمانوں کو تھوڑے لگے، اس سے ان کی ہمت قائم رہی اور شروع میں کافروں کو مسلمان کم ہی نظر آرہے تھے اور واقعہ بھی یہی تھا لیکن بعد میں جب فرشتوں کی مدد آئی تو مسلمانوں کا لشکر کافروں کو دوگنا نظر آنے لگا (٦) اللہ کی یاد سے ثابت قدمی ملتی ہے۔

وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ ۚ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيٰتِ اللّٰهِ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾

ع ۴

منزل ۲

اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور آپس میں جھگڑا مت کرنا ورنہ تم ہمت ہار جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور جمے رہو بیشک اللہ جمنے والوں کے ساتھ ہے[1] (۴۶) اور ایسوں کی طرح مت ہوجانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ کے راستہ سے روکتے تھے جبکہ اللہ ان کے سب کاموں کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے[2] (۴۷) اور جب شیطان نے ان کے لیے ان کے کاموں کو خوش نما بنادیا اور بولا کہ آج کے دن تم پر کوئی غالب نہ ہوگا اور میں تو تمہارا رفیق ہوں ہی، پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میرا تم سے کوئی تعلق نہیں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، مجھے تو اللہ سے ڈر لگ رہا ہے اور اللہ کی سزا بڑی سخت ہے[3] (۴۸) جب منافق اور دل کے روگی کہنے لگے ان کو تو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے، حالانکہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے[4] (۴۹) اور اگر آپ دیکھ لیں جب فرشتے کافروں کی جان نکال رہے ہوں ان کے چہروں اور پشت پر مارتے جاتے ہوں اور (کہتے جاتے ہوں) کہ جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو (۵۰) یہ نتیجہ ہے تمہارے گزرے ہوئے کرتوتوں کا اور اللہ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا (۵۱) فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کے دستور کے موافق انھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو دھر پکڑا، بلاشبہ اللہ بڑی طاقت والا سخت سزا دینے والا ہے[5] (۵۲)

---

(۱) سب سے بڑی طاقت ایمان واتحاد میں ہے، اس کی اور صبر واستقامت کی تلقین کی جارہی ہے جس میں صحابہ کھرے اترے (۲) ابوجہل لشکر لے کر بہت دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا، ابوسفیان نے کہلوایا بھی کہ قافلہ خطرہ سے نکل گیا ہے تم واپس چلے جاؤ تو اس نے بڑے غرور کے ساتھ کہا کہ اب تو ہم بدر میں مجلس طرب ونشاط منعقد کریں گے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں گے تاکہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوجائیں (۳) قریش کی کنانہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ رہا کرتی تھی اس لیے ان کی طرف سے کچھ خطرہ تھا، ابلیس کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا اور بولا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں بے فکر رہو، پھر جب زبردست رن پڑا اور شیطان کو فرشتے نظر آئے تو وہ بھاگنے لگا، ابوجہل نے کہا دغا دے کر کہاں بھاگے جاتے ہو، تو بولا کہ مجھے وہ نظر آرہا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا، مجھے تو اللہ سے ڈر لگ رہا ہے، قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کے لشکر کو کوئی طاقت نہیں بچاسکتی اس لیے عین وقت پر دھوکہ دے کر بھاگ لیا "يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا" بعد میں مشرکین نے جب سراقہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم (۴) مسلمانوں کی بے سروسامانی اور پھر حوصلہ دیکھ کر منافق کہنے لگے کہ ان کو اپنے دین پر غرور ہے؟ اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ یہ غرور نہیں توکل ہے (۵) ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے کہ جب لوگ نبیوں کی تکذیب پر مصر ہوئے تو پکڑے گئے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ الَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

ع ۷

منزل ۲

یہ اس لیے کہ جب اللہ کسی قوم پر انعام کرتا ہے تو اس وقت تک ہرگز نعمت کو نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ خود اپنے اندرون کو نہیں بدل لیتے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے[1] (۵۳) فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کے دستور کے موافق جنھوں نے اللہ کی نشانیاں جھٹلائیں تو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہم نے ان کو ہلاک کردیا اور فرعون کے لاؤلشکر کو ہم نے غرق کردیا اور وہ سب ظالم تھے (۵۴) اللہ کے نزدیک جانداروں میں یقیناً بدترین وہ لوگ ہیں جنھوں نے انکار کیا پھر وہ مانتے ہی نہیں (۵۵) جن سے آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ ہر مرتبہ اپنے معاہدے توڑ ہی ڈالتے ہیں اور وہ ڈرتے ہی نہیں (۵۶) تو اگر کبھی آپ ان کو جنگ میں پاجائیں تو ایسی سزا دیں کہ دیکھ کر ان کے پچھلے بھی بھاگیں شاید وہ عبرت حاصل کریں[2] (۵۷) اور اگر آپ کو کسی قوم سے دغا کا ڈر ہو تو آپ بھی ان کو برابر کا جواب دے دیجیے یقیناً اللہ دغابازوں کو پسند نہیں فرماتا (۵۸) اور کافر ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ وہ بھاگ نکلے ہرگز وہ عاجز نہ کرسکیں گے[3] (۵۹) اور ان کے لیے طاقت سے اور گھوڑے پال کر ہر ممکن تیاری کرو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھا سکو[4] اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے[5] اور اللہ کے راستہ میں تم جو بھی خرچ کروگے وہ تمہیں پورا پورا مل جائے گا اور تمہارے ساتھ کچھ بھی ناانصافی نہ ہوگی (۶۰) اور اگر صلح کے لیے وہ جھک جائیں تو آپ بھی اس کے لیے جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں یقیناً وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۶۱)

---

(۱) یعنی جب لوگ اپنی بے اعتدالی اور غلط کاری سے نیکی کے فطری قویٰ اور استعداد کو بدل ڈالتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط استعمال کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی نعمتیں ان سے چھین لیتا ہے، یہی دستور اللہ کا گزشتہ قوموں کے ساتھ رہا ہے (۲) جو لوگ ہمیشہ کے لیے کفر پر تل گئے ہیں اور غداری اور بدعہدی کرتے رہتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بدترین جانور ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودیوں کا یہی حال تھا، معاہدے کرتے تھے اور توڑتے تھے، ایسے لوگوں کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ جب وہ معاہدے توڑ کر مقابلہ پر آجائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دی جائے کہ ان کی نسلیں یاد کریں، آگے بتایا جارہا ہے کہ اگر کسی قوم کے بارے میں آپ کو بدعہدی کا اندیشہ ہو تو آپ چاہیں تو معاہدہ ختم فرمادیں اور ان کو اس کی اطلاع کردیں تاکہ خیانت کی کوئی صورت پیش نہ آئے (۳) یعنی کافر یہ نہ سمجھیں کہ جب مسلمانوں کے یہاں غدر و خیانت جائز نہیں تو ہم خوب تیاری کرلیں گے اور مسلمانوں پر غالب آجائیں گے (۴) مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہاں تک ہوسکے وہ سامان جہاد فراہم کریں اور ہر زمانہ کے اعتبار سے طاقت و شوکت حاصل کرنے کے جو ذرائع ہیں وہ اختیار کریں اور اس پر جو ہوسکے خرچ کریں وہ پورا کا پورا اللہ کے یہاں جمع ہوجائے گا پھر آگے کہا جارہا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کی طاقت دیکھ کر صلح پر آمادہ ہوں تو آپ بھی صلح کرلیں اور ان کے دلوں کے حال کو اللہ کے حوالہ کرکے اسی پر بھروسہ کریں (۵) اس سے مراد مسلمانوں کے وہ دشمن ہیں جو اس وقت سامنے نہیں آئے تھے بعد میں سامنے آئے مثلاً روم و ایران کے لوگ۔

وَإِنْ يُرِيدُوٓا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيٓ
أَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ
مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهٗ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ
مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُونَ صٰبِرُونَ يَغْلِبُوا
مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَغْلِبُوٓا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ
وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا
مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوٓا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَ
اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهٗٓ أَسْرٰى حَتّٰى
يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ
الْـٰٔخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ
لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلٰلًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾

منزل ۲

اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں گے تو یقیناً اللہ آپ کے لیے کافی ہے[1] اسی نے اپنی مدد سے اور اہل ایمان کے ذریعہ آپ کی تائید فرمائی (۶۲) اور ان کے دلوں کو جوڑ دیا، اگر آپ زمین کا سب کچھ خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ پاتے لیکن اللہ نے ان کو جوڑ دیا وہ بلاشبہ زبردست ہے حکمت رکھتا ہے (۶۳) اے نبی! آپ کو اور آپ کی پیروی کرنے والے مسلمانوں کو اللہ ہی کافی ہے (۶۴) اے نبی! مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کیجیے اگر تم میں بیس بھی جمنے والے ہوئے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سو ہوئے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں (۶۵) اب اللہ نے بوجھ کو تم سے ہلکا کر دیا اور جان لیا کہ تم میں پست ہمتی ہے اب اگر تم میں سو جمنے والے ہوئے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں ہزار ہوئے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ جمنے والوں کے ساتھ ہے[2] (۶۶) نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک وہ زمین میں خون نہ بہالے، تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (۶۷) اگر اللہ کی طرف سے کوئی نوشتہ نہ ہوتا جو پہلے (لکھا جا چکا) تھا تو تم نے جو کچھ لیا اس پر تمہیں ضرور بڑے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا[3] (۶۸) بس اب جو مال غنیمت ملا ہے اسے حلال پاکیزہ سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[4] (۶۹)

---

(۱) کفار اگر دھوکہ دینا بھی چاہیں تو نہیں دے سکتے، اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہے اور اللہ نے ایمان والوں کے ذریعہ بھی آپ کی تائید فرمائی ہے اور آپ کی محبت و تائید کے لیے ان سب کے دلوں کو جوڑ دیا، سیکڑوں سال کے جو جھگڑے لڑائیاں چلی آرہی تھیں سب اللہ نے اپنے فضل سے ختم فرما دیں، تمام دنیا اس کے لیے خرچ کر دی جاتی تو یہ کام آسان نہ تھا، اللہ نے اپنے فضل سے آسان فرما دیا، اب اللہ ہی ان کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے کافی ہے (۲) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی جا رہی ہے چونکہ اول مسلمان یقین میں کامل تھے، ان کو حکم تھا کہ کافر دس گنے زیادہ ہوں تب بھی مقابلہ کریں، بعد میں جب کچھ کمزوری آئی تو حکم میں تخفیف کر دی گئی اور دوگنے کے مقابلہ کا حکم ہوا (۳) بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں بطور امتحان کے اللہ کی طرف سے دو اختیار دیئے گئے تھے یا تو ان کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ دے کر چھوڑ دیا جائے، اس شرط پر اگلے سال اتنے ہی مسلمانوں میں مارے جائیں گے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا، حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے یہ تھی کہ ان کو فدیہ دے کر چھوڑ دیا جائے شاید یہ مسلمان ہوں یا ان کی اولاد ہی مسلمان ہو جائے، اس کی تائید عام طور سے مسلمانوں نے کی، یہ بھی ان کے ذہن میں آیا کہ فدیہ کی اچھی رقم بھی ہاتھ آئے گی جو ضرورتوں میں کام آئے گی، دوسری طرف حضرت عمرؓ اور بعض صحابہ کی رائے ان کو قتل کر دینے کی تھی کہ یہ سب مشرکوں کے سردار ہیں، یہ پہلا موقع ہے اس وقت دھاک بیٹھ گئی تو آگے بھی سہولت ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے پر عمل فرمایا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ یہ صحابہ کی اجتہادی غلطی تھی اور خاص طور پر جن لوگوں کے ذہن میں اس کی مالی منفعت بھی آ گئی تھی ان کو تنبیہ کی گئی اور کہا گیا کہ اگر اللہ کی طرف سے پہلے ہی سے ←

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّمَن فِىٓ أَيْدِيكُم مِّنَ ٱلْأَسْرَىٰٓ إِن يَعْلَمِ ٱللَّهُ فِى قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِن يُرِيدُوا۟ خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا۟ ٱللَّهَ مِن قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَوا۟ وَّنَصَرُوٓا۟ أُو۟لَٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يُهَاجِرُوا۟ مَا لَكُم مِّن وَلَٰيَتِهِم مِّن شَىْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا۟ ۚ وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَٰقٌ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِى ٱلْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَوا۟ وَّنَصَرُوٓا۟ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ مَعَكُمْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِى كِتَٰبِ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌۢ ﴿٧٥﴾

اے نبی! آپ کے ہاتھ میں جو قیدی ہیں ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے دلوں میں اللہ کو بھلائی کا پتہ چلے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر وہ تمہیں عطا فرما دے گا اور تمہاری مغفرت کر دے گا اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۷۰) اور اگر وہ آپ سے دغا کا ارادہ رکھتے ہوں گے تو وہ اس سے پہلے اللہ سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے ان کو گرفتار کرا دیا اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے[۱] (۷۱) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے پناہ دی اور مدد کی وہ سب ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت نہیں کی ان سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کر لیں ہاں اگر وہ دین کے سلسلہ میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد لازم ہے سوائے اس کے کہ مقابل میں ایسے لوگ ہوں جن سے تمہارا معاہدہ ہو اور اللہ تمہارے کاموں پر نگاہ رکھے ہوئے ہے (۷۲) اور جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو جائے گا[۲] (۷۳) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جنھوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی حقیقت میں ایمان والے ہیں، ان کے لیے مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے (۷۴) اور جو بعد میں ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا تو وہ بھی تم میں شامل ہیں اور اللہ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں بلاشبہ اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[۳] (۷۵)

← عذاب کا نہ آنا طے نہ ہوتا تو عذاب آ ہی جاتا اور عذاب کے نہ آنے کے اسباب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا، صحابہ کا استغفار کرنا وغیرہ خاص طور پر ہیں، اور اس پہلے مرحلہ میں ہی قتل کرنے کی مصلحت تھی تا کہ دشمنوں کا سارا زور ٹوٹ جائے بعد میں جب دشمنوں کا زور ٹوٹ گیا تو باقاعدہ فدیہ لینے کی اجازت دے دی گئی بلکہ بغیر فدیہ کے بھی معافی کا اختیار دے دیا گیا (۴) تنبیہ کے بعد صحابہ کو اس مال کے استعمال میں بہت تامل ہوا، اس آیت میں اس کی اجازت دی جا رہی ہے۔

(۱) بعض قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا جیسے حضرت عباس وغیرہ ان سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ دیکھے گا واقعی اگر تمہارے دل کے اندر ایمان ہے تو ابھی جو فدیہ لیا گیا ہے اس سے بڑھ کر تمہیں نوازا جائے گا اور جو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کریں گے تو وہ تباہ ہوں گے (۲) مہاجرین وانصار آپس میں ایک ہیں بلکہ آغاز ہجرت میں رشتہ مواخات کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے تھے اور جن مسلمانوں نے ہجرت نہیں کی وہ الگ ہیں، ہاں اگر وہ کمزور ہوں تو ان کی مدد کی جائے لیکن جس جماعت سے مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا ہو اگر اس کے خلاف وہ کمزور مسلمان مدد چاہیں گے تو ان کی مدد نہیں کی جائے گی اور عہد کی پاسداری کی جائے گی (۳) یعنی مہاجرین میں جتنے بعد کو ان میں شامل ہوتے جائیں اور ہجرت کر کے آتے جائیں وہ سب احکام کے اعتبار سے مہاجرین اولین میں شامل ہو جائیں گے ←

سُورَةُ التَّوبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٤ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ ع

منزل ۲

سورۂ توبہ

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے صاف براءت کا اعلان ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا (۱) تو (اے مشرکو!) چار مہینے زمین میں گھوم پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے اور اللہ کافروں کو رسوا کر کے رہے گا (۲) اور بڑے حج کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے لیے یہ اعلان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول شرک کرنے والوں سے دستبردار ہے پھر اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم الٹے پاؤں پھرے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیجیے (۳) سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انھوں نے تمہارے ساتھ کچھ بھی کوتاہی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی تو ان کے لیے معاہدوں کو ان کی مدت تک پورا کرلو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے (۴) پھر جب محترم مہینے نکل جائیں تو شرک کرنے والوں کو جہاں پاؤ مارو اور گرفتار کرو گھیرو اور ہر جگہ ان کی گھات میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بہت مغفرت والا نہایت رحم والا ہے (۵) اور اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیجیے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کی اطمینان کی جگہ پہنچا دیجیے یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جو جانتے نہیں (۶)

← اور وراثت کے حقدار رشتہ دار ہوں گے، اس آیت نے پہلے والے حکم کو ختم کر دیا جس میں انصار و مہاجرین کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیا گیا تھا اور رشتہ کو وراثت کی تقسیم کی بنیاد بنا دیا گیا۔

(۱) سورہ توبہ سورہ انفال ہی کا تکملہ ہے، انفال اوائل ہجرت میں نازل ہوئی اور سورہ توبہ اخیر میں، اسی لیے اس کو انفال کے بعد ہی رکھا گیا اور اس سورہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے جس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس میں مشرکوں کے بارے میں عام اعلان بیزاری ہے اور اسی سے سورہ کا آغاز ہو رہا ہے اس لیے بسم اللہ اس کے ساتھ نہیں اتری (۲) ٦ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر بنوخزاعہ مسلمانوں کے اور بنوبکر مسلمانوں کے حلیف بنے اور جنگ بندی کا معاہدہ ہوا لیکن ڈیڑھ ہی دو سال کے بعد بنوبکر نے بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ان کی مدد کی، بنوخزاعہ لٹے پٹے فریاد لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں لشکر لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور بڑی آسانی سے مکہ فتح ہو گیا اور جن قبائل نے معاہدہ شکنی کی تھی ان سے اعلان بیزاری کر دیا گیا اور جن قبائل سے غیر متعین معاہدے تھے اور انھوں نے عہد شکنی نہیں کی تھی ان کو چار مہینے کی مہلت دی گئی اور اللہ کا فیصلہ ہوا کہ جزیرۃ العرب کو اسلام کا قلب قرار دیا جائے اور شرک و کفر سے اس کو پاک کر دیا جائے، اس کا آغاز فتح مکہ سے ہوا اور اگلی آیات کے ذریعہ تمام قبائل میں اعلان کر دیا گیا اور ان کو محرم تک کی مہلت دی جا رہی ہے کہ وہ اس مدت میں یا تو اسلام قبول کرلیں یا اپنا انتظام کرلیں، جزیرۃ العرب میں وہ کفر و شرک ←

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا
لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ وَاِنْ
يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸
اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ
اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا
وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا
اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ
وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ
اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

منزل ۲

اللہ کے پاس اور اس کے رسول کے پاس (عہد شکن) مشرکوں کا عہد و پیمان کیسے باقی رہ سکتا ہے سوائے ان کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں تم بھی ان سے سیدھے رہو بیشک اللہ لحاظ رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے (۷) کیسے (یہ صلح قائم رہے) جبکہ حال یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غالب آجاتے ہیں تو وہ تمہارے درمیان نہ کسی رشتہ کا پاس رکھتے ہیں نہ عہد و پیمان کا اپنی باتوں سے تمہیں راضی کرنا چاہتے ہیں جبکہ ان کے دل انکار ہی کرتے رہتے ہیں اور ان میں اکثر بدعہد ہیں (۸) معمولی دام میں انھوں نے اللہ کی آیتوں کا سودا کرلیا ہے تو وہ اس کے راستہ سے روکتے ہیں، یقیناً بڑے ہی برے کام ہیں جو وہ انجام دیتے رہتے ہیں (۹) کسی مسلمان کے حق میں نہ ان کو کسی رشتہ کا پاس ہے اور نہ عہد و پیمان کا اور یہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں[1] (۱۰) پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم ان لوگوں کے لیے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو جاننا چاہتے ہیں (۱۱) اور اگر عہد کرنے کے بعد وہ اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعنے کسیں تو کفر کے سرداروں سے جنگ کرو یقیناً ان کی قسمیں کچھ (اعتبار) نہیں (رکھتیں) شاید وہ باز آجائیں (۱۲) کیا تم ایسے لوگوں سے نہیں لڑوگے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول کو نکال دینے کی فکر میں رہے اور پہلے انھوں نے ہی تم سے چھیڑ کی شروعات کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو بس اللہ کا زیادہ حق ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو[2] (۱۳)

← کے ساتھ نہیں رہ سکتے (۳) بڑا حج اس لیے کہا گیا کہ عمرہ چھوٹا حج ہے (۴) یہ استثناء ان قبائل کے لیے تھا جن کا معاہدہ متعین وقت کے لیے تھا اور وہ برابر اس پر قائم رہے جیسے بنوضمرہ، بنومدلج وغیرہ ان کے بارے میں اعلان کردیا گیا کہ مدت پوری ہونے تک مسلمان بھی معاہدہ کا احترام کریں گے پھر کوئی نیا معاہدہ نہیں ہوگا، اس وقت ان کے لیے بھی وہی راستہ ہے جو اوروں کے لیے تھا (۵) جزیرۃ العرب کو کفر وشرک سے پاک کرنے کے لیے جنگ میں جو اقدامات ہوتے ہیں وہ سب کیے جائیں تاکہ کوئی اللہ کا باغی وہاں رہنے نہ پائے پھر جو ایمان کا اظہار کرے تو شک کرنے کی ضرورت نہیں اس کا راستہ چھوڑ دو، نماز اور زکوٰۃ خاص طور پر ایمان کی علامتیں ہیں (۶) اگر کوئی اسلامی تعلیمات سے واقف نہ ہو اور وہ سننا چاہتا ہو تو اس کو امان دو اور اپنی حفاظت میں لے کر خدا کا کلام اور اس کے حقائق و دلائل سنادو پھر اگر قبول نہ کرے تو بھی اس کو نقصان مت پہنچاؤ بلکہ اطمینان کے ساتھ اس کو اپنی جگہ پہنچا دو اس کے بعد وہ سب کافروں کے برابر ہے، اسلام میں داخل کرنے کے لیے زور زبردستی نہ کی جائے اور نہ کسی کافر کو جزیرۃ العرب میں رہنے دیا جائے۔

(۱) پچھلی آیات میں جس براءت کا اعلان تھا یہاں اس کی حکمت بیان ہورہی ہے کہ ان مشرکین سے کیا عہد قائم رہ سکتا ہے جن کا حال یہ ہے کہ ان کو ذرا بھی طاقت حاصل ہوجائے تو نقصان پہنچانے میں نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد و پیمان کا، چونکہ اس وقت ان کو زور حاصل نہیں اس لیے زبانی عہد و پیمان کرکے تمہیں خوش رکھنا چاہتے ہیں ورنہ ان کے دل ایک منٹ کے لیے اس پر راضی نہیں، تو ایسے بدعہد لوگوں سے کیسے صلح کی جاسکتی ہے، البتہ جن قبائل سے تم مسجد حرام کے پاس معاہدہ ←

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ
وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَ
يَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن
تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا
مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ
بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ
شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَ
فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ
فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَ
اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ
أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾

ع

وقف لازم

منزل۲

ان سے جنگ کروتا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب دے اوران کو رسوا کرے اوران پر تمہاری مدد کرے اوران لوگوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے جو ایمان رکھتے ہیں (۱۴) اور ان کے دلوں کی کڑھن کو دور کردے اور اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے[1] (۱۵) کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا جبکہ اللہ نے ابھی تم میں ان لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جو تم میں جہاد کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے سوا وہ کسی کو بھیدی نہیں بناتے اور تمہارے ہر کام کی اللہ کو خبر ہے[2] (۱۶) مشرکین اس لائق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ خود اپنے اوپر کفر کے گواہ ہیں، ایسوں کے سب کام غارت ہوئے اور وہ ہمیشہ آگ ہی میں رہیں گے (۱۷) اللہ کی مسجدوں کو آباد تو وہ لوگ کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور انھوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے تو ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ وہ صحیح راستہ پر ہوں گے (۱۸) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو اس شخص کے برابر کردیا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، اللہ کے یہاں وہ برابر نہیں ہوسکتے اور اللہ ناانصافوں کو ہدایت نہیں دیتا[3] (۱۹) جو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا (وہ) اللہ کے یہاں سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں (۲۰)

← صلح کر چکے ہو اس کو پورا کرنا تمہاری ذمہ داری ہے، یہ پرہیزگاری کی بات ہے، چنانچہ بنو کنانہ وغیرہ جنھوں نے بدعہدی نہیں کی تھی اعلان براءت کے بعد ان کی مدت صلح میں نو مہینے باقی تھے مسلمانوں نے اس کو پوری دیانت داری کے ساتھ مکمل کیا، آگے آیت میں بتایا جارہا ہے کہ ہزار شرارتوں کے بعد اگر وہ توبہ کرلیں اور اسلامی شعائر اختیار کرلیں تو اسلامی برادری میں شامل ہوجائیں گے، اللہ ان کے سب گناہ معاف کردے گا (۲) قریش نے معاہدہ توڑ دیا تھا اور بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کا ساتھ دیا، مکہ مکرمہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کی فکر میں رہے، بے قصور مسلمانوں پر مظالم کی ابتداء کی، آگے آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قوم ایسے احوال رکھتی ہو ان سے جنگ کرنے میں مسلمانوں کو تامل نہ ہونا چاہیے، اگر ان کی طاقت کا خوف ہو تو اہل ایمان کو سب سے بڑھ کر اللہ کا خوف ہونا چاہیے، سب نفع نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

(۱) گزشتہ قوموں نے نافرمانی کی، وہ سب ہلاک کردیئے گئے، اس امت میں نافرمانوں کو اللہ نے عذاب عام میں گرفتار نہیں کیا بلکہ ایمان والوں کو ان سے جہاد کا حکم ہوا تاکہ ایمان والوں کو بھی تسلی ہو اور نافرمانوں کو بھی توبہ کرنے کا موقع رہے (۲) جہاد کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجاتا ہے (۳) مشرکوں کو حاجیوں کی خدمت پر بڑا ناز تھا بعض مسلمانوں میں بھی اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی تو کسی نے کہا کہ اسلام کے بعد سب سے بڑا کام حاجیوں کی خدمت ہے، اس پر یہ آیتیں اتریں جس میں بتادیا گیا کہ ایمان کے بغیر یہ سب کام ضائع اور بے حقیقت ہیں جو ایمان لایا اور جہاد کیا وہ بلند مرتبہ ہے۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿٢١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦﴾

ان کا رب اپنے پاس سے رحمت اور رضا مندی کی ان کو بشارت دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی جس میں ان کے لیے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں (۲۱) اسی میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے بلاشبہ اللہ کے پاس تو بڑا اجر ہے[۱] (۲۲) اے ایمان والو! تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو اگر وہ ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں سرپرست مت بناؤ اور تم میں جو بھی ان سے دوست داری کرے گا تو وہی لوگ ناانصاف ہیں (۲۳) آپ کہہ دیجیے کہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کما رکھا ہو اور وہ کاروبار جس کے ٹھپ ہو جانے کا تمہیں ڈر ہو اور وہ مکانات جو تمہیں پسند ہوں اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں[۲] دیتا (۲۴) یقیناً اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن بھی جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوا تو وہ کچھ بھی تمہارے کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے[۳] (۲۵) پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اپنی سکینت اتاری اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہ دیئے اور انکار کرنے والوں کو عذاب دیا اور یہی انکار کرنے والوں کی سزا ہے (۲۶)

---

(۱) پہلی آیت میں تین چیزوں کا ذکر تھا، ایمان، ہجرت اور جہاد، اس پر تین چیزوں کی بشارت دی جارہی ہے، رحمت، رضوان اور خلود فی الجنہ، آگے آیت میں کہا جارہا ہے کہ یہ نعمتیں ایمان اور اللہ کے راستہ میں جہاد سے ملتی ہیں تو تمہاری قرابتیں اس میں رکاوٹ نہ بنیں، کیسی ہی قریبی رشتہ داری ہو اگر ایمان نہیں تو ایسوں سے دوستی بھی نہ ہونی چاہیے (۲) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی بات ماننے اور جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں دنیا کے یہ اسباب پسند ہیں تو خدا کے عذاب کا انتظار کرو جو اس دنیا طلبی اور تن آسانی پر آنے والا ہے اور وہ ذلت و رسوائی کی شکل میں ہے (۳) جہاد کے وقت جس طرح اپنے مال و اولاد کی طرف نظر نہیں ہونی چاہیے اسی طرح اپنی کثرت پر گھمنڈ نہ ہونا چاہیے، نصرت صرف اللہ کی طرف سے ہے جس کا تجربہ تم بدر، قریظہ اور نہ جانے کتنے مواقع پر کر چکے ہو۔ حنین کا واقعہ یہ ہوا کہ فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ہوازن وثقیف بڑی جمعیت اکٹھا کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، خبر پاتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کی مسلح فوج کے ساتھ (جن میں دو ہزار وہ بھی تھے جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے) طائف کی طرف روانہ ہوئے، اس وقت بعضوں کی زبان سے نکل گیا کہ آج ہمیں کون شکست دے سکتا ہے! یہ بات اللہ کو پسند نہ آئی، ہوازن کا قبیلہ تیر اندازی میں مشہور تھا، انھوں نے اس انداز سے تیر اندازی کی کہ مسلمان منتشر ہوگئے، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ میدان جنگ میں رہ گئے، چاروں طرف سے دشمنوں کی یلغار تھی، اس وقت اللہ کی خاص مدد آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر دشمنوں کے لشکر پر پھینکی، وہ سب کی آنکھوں میں پہنچی، لوگ آنکھیں ملنے لگے، اسی اثنا میں آپ نے آواز دی، صحابہ نے پلٹ کر حملہ کیا اور اللہ نے فتح عطا فرمائی۔

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

ع ۱۰

منزل۲

پھر اللہ اس کے بعد جسے چاہے توبہ نصیب کرے اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[۱] (۲۷) اے ایمان والو! شرک کرنے والے سب کے سب ناپاک ہیں بس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں فقر کا ڈر ہے تو اللہ نے اگر چاہا تو جلد ہی تمہیں اپنے فضل سے مالدار کردے گا بلاشبہ اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے[۲] (۲۸) اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں جانتے[۳] اور نہ صحیح دین قبول کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ (اپنے) ہاتھ سے جزیہ دیں اس حال میں کہ وہ بے حیثیت ہوں[۴] (۲۹) اور یہودی بولے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہیں اور نصرانی بولے کہ مسیح اللہ کے فرزند ہیں، یہ ان کے منھ کی بَڑ ہے، وہ ان لوگوں کی بات سے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا، اللہ ان کو غارت کرے یہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں (۳۰) انھوں نے اپنے علماء اور اپنے بزرگوں کو اور عیسیٰ بن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا جبکہ ان کو صرف یہ حکم تھا کہ وہ ایک معبود کی بندگی کریں جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ان کے ہر طرح کے شرک سے اس کی ذات پاک ہے[۵] (۳۱)

(۱) چنانچہ اللہ نے ہوازن وغیرہ کو اس کے بعد ایمان کی توفیق بخشی، خود مالک بن عوف جو ہوازن کے سب سے بڑے سردار تھے مسلمان ہوئے اور اسلام کے بڑے علمبرداروں میں ان کا شمار ہوا (۲) فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرادیا کہ آئندہ کوئی مشرک یا کافر مسجد حرام میں بلکہ حدودحرم میں داخل نہ ہو، اس لیے کہ ان کے دل اس قدر پلید ہیں کہ وہ ان مقدس مقامات میں داخل ہونے کے لائق نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے ان کے نکالے جانے کا حکم دیا جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا، اس حکم سے لوگوں کو خیال ہوا کہ جب لوگوں کی آمدورفت بند ہوجائے گی تو آمدنی کے ذرائع بھی کم ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آگے اللہ تمہیں خوب نوازنے والا ہے (۳) اس سے منصب رسالت کی عظمت معلوم ہوتی ہے کہ رسول کا حرام کرنا بھی اللہ کے حرام کرنے کی طرح ہے (۴) اہل کتاب کی طاقت توڑنے کا بھی حکم ہوا، البتہ ان کے لیے اس وقت یہ اجازت دی گئی کہ وہ محکوم بن کر جزیہ دے کر رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں، بعد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب کی مکمل تطہیر کا حکم فرمایا، آگے اہل کتاب کی کھلی گمراہیوں اور شرک کا تذکرہ ہے کہ وہ شرک میں پہلے کے مشرکوں سے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے ہیں، یہودیوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بتایا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدائی میں شریک کیا اور اپنے علماء ومشائخ کو بھی خدائی کا درجہ دے دیا کہ ان کی بے سند باتیں بھی بے چون وچرا ماننے لگے (۵) اہل کتاب اپنے علماء کو شارع کی حیثیت دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ جو کہہ دیں خواہ کتاب اللہ کے موافق ہو یا نہ ہو ماننا ضروری ہے، اس پر سخت پکڑ کی جارہی ہے، اس امت کے علماء وائمہ نے دین کی جو شرح وترجمانی کی ہے وہ دین کی بڑی خدمت ہے اور ان کی بات ماننا عام لوگوں پر لازم ہے جو جانتے نہیں، اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے: "فَاسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (اگر تم نہیں جانتے تو یادرکھنے والوں سے پوچھ لو) یہ علماء وائمہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے وہ صرف کتاب وسنت کے ترجمان ہوتے ہیں۔

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى
اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ
الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي
سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا
فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ
هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾
إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي
كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا
أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا
فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا
يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾

النصف

منزل۲

وہ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کیسا ہی برا لگے (۳۲) وہی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے خواہ شرک کرنے والوں پر کیسا ہی بھاری ہو[1] (۳۳) اے ایمان والو! (یہودی) علماء اور (عیسائی) درویشوں میں یقیناً بہت سے ایسے ہیں جو ناحق لوگوں کے مال کھاتے ہیں اور اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ بھی سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیجیے (۳۴) جس دن اس کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہی ہے نا جو تم نے جمع کر کر کے رکھا تھا، بس جو بھی تم جمع کر کے رکھتے تھے اب اس کا مزہ چکھو[2] (۳۵) بلاشبہ مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کے نوشتہ میں جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا بارہ ہی ہے، ان میں چار حرمت والے ہیں، یہی ٹھیک دین ہے، تو ان میں اپنے ساتھ ناانصافی نہ کرو اور سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے[3] (۳۶)

(۱) اللہ نے دین کے آفتاب کو بلند کیا اور دشمن بل کھا کر رہ گئے (۲) جو لوگ بھی مال جمع کرتے ہیں اور اس کے ضروری حقوق ادا نہیں کرتے، زکوۃ نہیں نکالتے ان کے لیے یہ وعید ہے، اب ظاہر ہے جو علماء سود، رشوتیں لے کر حکم بتایا کرتے تھے ان کے بارے میں بات صاف ہوگئی کہ انھوں نے اپنے لیے کیسا آگ کا ایندھن جمع کر رکھا ہے (۳) ہمیشہ سے سال بارہ مہینہ کا رہا ہے پھر دین ابراہیمی میں ان میں چار مہینے حرمت والے تھے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب ان میں لڑنا حرام تھا تا کہ لوگوں کو حج کے لیے آنے جانے میں بھی دشواری نہ ہو، یہ حرمت کا حکم اب اکثر علماء کے نزدیک باقی نہیں رہا، کافروں سے جنگ ہر موسم میں جائز ہے، آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ ناجائز ہے، البتہ ان مہینوں میں اس کی شدت اور بڑھ جاتی ہے اور یہ بھی بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر قوم ان مہینوں کو محترم جانے تو مسلمان بھی ان سے لڑائی میں ابتدا نہ کریں۔

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا
يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ
اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ
إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ
أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْـًٔا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ
لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ
عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا
السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۰﴾
انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾

منزل ۲

مہینوں کا اپنی جگہ سے ہٹا دینا کفر میں اضافہ ہی کرنا ہے، منکرین اسی سے گمراہ ہوتے ہیں، کسی سال اس کو حرام کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو جائز کر لیتے ہیں تا کہ ملا کر اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کی حرام کردہ چیز کو جائز کر لیں، ان کی بداعمالیاں ان کے لیے خوش نما بنادی گئی ہیں اور اللہ انکار کرنے والے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۳۷) اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تم سے کہا گیا کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین میں ٹھس ہو کر رہ گئے، کیا تم آخرت کے مقابلہ دنیا ہی کی زندگی میں مگن ہو گئے ہو، تو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہے (۳۸) اگر تم نہ نکلے تو وہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو لا کھڑا کرے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے[۲] (۳۹) اگر تم ان کی مدد نہیں کرتے تو ان کی مدد تو اللہ نے اس وقت بھی کی جب ان کو کافروں نے نکال دیا، دو میں ایک جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم مت کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اپنی سکینت ان پر نازل کی اور ایسے لشکروں سے ان کو طاقت پہنچائی جو تمہیں دکھائی نہ دیئے اور کافروں کا بول نیچا کیا اور بول بالا تو اللہ ہی کا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے[۳] (۴۰) نکلو ہلکے اور بھاری ہو کر اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (۴۱)

(۱) کافروں نے ایک گمراہی یہ نکالی تھی کہ آپس میں لڑتے، اگر محرم کا مہینہ آجاتا تو کہتے کہ اس مرتبہ صفر پہلے آگیا محرم بعد میں آئے گا اور اس حیلے سے محرم میں بھی لڑتے رہتے اور حرام کو حلال کرتے، تو اس طرح چار مہینے تو باقی رکھتے لیکن ان کو اپنی من مانی سے ادھر سے ادھر کرتے رہتے (۲) اب یہاں سے غزوہ تبوک کا ذکر شروع ہو رہا ہے اور اس میں نکلنے کی ترغیب دلائی جا رہی ہے اور نہ نکلنے پر اس کے عذاب سے ڈرایا جا رہا ہے، یہ غزوہ ۹ھ میں پیش آیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شام کا نصرانی بادشاہ شام روم کی مدد سے حملہ آور ہونے والا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقدام کر کے روکنا مناسب سمجھا، وہ سخت گرمی کا موسم تھا پھل پک رہے تھے، سایہ خوشگوار تھا اس صورت حال میں منافقین تو بہانے کر کر کے کھسک لیے، بعض ایمان والوں سے بھی سستی ہوئی جن کو بعد میں بڑی ندامت ہوئی (۳) بالفرض اگر تم مدد نہیں کرتے تو اللہ نے ان کی اس وقت مدد کی جب ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، یہ ہجرت کا واقعہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے ساتھ غار ثور میں تھے اور مشرکین قیافہ شناسوں کی مدد سے آپ کے قریب پہنچ گئے لیکن اللہ کے حکم سے غار کے منھ پر مکڑی نے جالا لگا دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے، وہ دیکھ کر بولے کہ یہاں تو سالوں سے کوئی داخل نہیں ہوا، حضرت ابوبکرؓ نے ان کے قدموں کو دیکھ لیا اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! اگر انھوں نے نیچے جھانکا تو ہمیں دیکھ لیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے، بس مشرک نامراد واپس ہوئے، اللہ نے دکھا دیا کہ اس نے اپنی سب سے کمزور مخلوق سے بڑے بڑے مستحکم قلعوں سے بڑھ کر تحفظ کا کام کیا اور یہیں سے اہل ایمان کو تلقین کی جا رہی ←

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ
وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ
لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ
أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ
الْكٰذِبِينَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ
وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ
فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ
لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ
فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِينَ ﴿٤٦﴾
لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا
وَّلَأَوْضَعُوا خِلٰلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ
وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ ﴿٤٧﴾

ع ٦ ١٢

منزل ۲

اگر مال قریب ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن انھیں یہ کٹھن مسافت دور لگی اور اب یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے، یہ اپنے ہی سر وبال لے رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ پکے جھوٹے ہیں[1] (۴۲) اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے ان کو اجازت ہی کیوں دی یہاں تک کہ سچے لوگ آپ پر ظاہر ہوجاتے اور جھوٹوں کو بھی آپ جان لیتے[2] (۴۳) وہ لوگ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے کی رخصت آپ سے نہیں لیتے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ ڈر رکھنے والوں کو خوب جانتا ہے[3] (۴۴) رخصت تو آپ سے وہ لوگ لیتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، اور ان کے دل شک میں مبتلا ہیں تو وہ اپنے شک میں ہی ڈانواڈول ہیں (۴۵) اور اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کے لیے کچھ تو سامان تیار کرتے لیکن اللہ کو ان کا نکلنا پسند ہی نہ آیا تو اس نے ان کو ٹھس کردیا اور حکم ہوا کہ (معذور) بیٹھنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو[4] (۴۶) اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو تمہاری مشکلیں ہی بڑھاتے اور تم میں فتنہ ڈالنے کی فکر میں تمہارے درمیان یقیناً دوڑتے پھرتے اور تم میں ان کے بعض جاسوس موجود ہیں اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے (۴۷)

← ہے کہ تم اپنی کمی اور کمزوری کو نہ دیکھو، کام لینے والی ذات اللہ کی ہے بس تم ہر حال میں سوار اور پیادہ فقیر اور غنی نکل پڑو اور جہاد کرو، اگر تم نے مندرجہ بالا واقعات وحقائق پر غور کرلیا تو تم پر اس کا خیر ہونا کھل جائے گا۔

(۱) یہ منافقوں کا تذکرہ ہے کہ اگر ان کو بآسانی مال کی امید ہوتی تو ضرور آپ کے ساتھ نکلتے لیکن سختیوں کو دیکھ کر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر حیلے حوالے کرنے لگے پھر واپسی کے بعد الٹی قسمیں کھا کر اپنے ہی اوپر وبال بڑھا رہے ہیں (۲) منافقین جھوٹے عذر کرکے جب مدینہ میں ٹھہرنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اجازت دے دیتے اور ان کے کید ونفاق سے صرف نظر فرماتے، ان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا اس لیے کہ اس کے باوجود بھی وہ نکلنے والے نہیں تھے، اس وقت ان کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی (۳) اہل ایمان کے دل تو شوق شہادت سے سرشار ہیں (۴) وہ تو شک میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کا نکلنے کا ارادہ ہی نہیں ورنہ کچھ تو سامان کرتے اور فوراً ہی عذر کرنے نہ لگ جاتے، ان سے گویا کہہ دیا گیا کہ اپاہجوں کی طرح گھروں میں بیٹھے رہو اور ان کی خباثت نفس کی وجہ سے اللہ کو ایسے مبارک کام میں ان کا شریک ہونا پسند ہی نہ آیا، آگے کہا جارہا ہے کہ اگر وہ نکلتے بھی تو مصیبت بنتے فتنے ڈالتے تفریق پیدا کرتے، مزید خبردار کیا جارہا ہے کہ ان کے جاسوس اب بھی تم میں موجود ہیں، ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ
حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي
الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾
اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ
يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ
مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ
هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ
نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ
اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ
اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا
فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ
اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ
اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

منزل۲

پہلے بھی وہ فتنہ کی تلاش میں رہے اور آپ کے کاموں میں الٹ پھیر کرتے رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آ پہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا اور وہ کڑھتے ہی رہ گئے[1] (۴۸) اور ان میں بعضے کہتے ہیں کہ مجھے چھٹی دے ہی دیجیے اور مصیبت میں نہ ڈالیے، ارے وہ تو مصیبت میں پڑ ہی چکے[2] اور جہنم تو تمام انکاریوں کو گھیر کر رہے گی (۴۹) اگر آپ کو کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر آپ کو کوئی مشکل پیش آ جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی سنبھال لیا ہے اور وہ خوش خوش واپس جاتے ہیں[3] (۵۰) آپ کہہ دیجیے کہ ہم کو وہی (تکلیف) پہنچے گی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے، وہی ہمارا مالک ہے اور ایمان والے اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (۵۱) آپ کہہ دیجیے کہ ہمارے سلسلہ میں تمہیں جس چیز کا انتظار ہے وہ تو دو بھلائیوں میں سے ایک ہے اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر ہیں کہ اللہ یا تو اپنے پاس سے تمہیں عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں[4] (۵۲) (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ تم خوشی خوشی مال خرچ کرو یا مارے باندھے، تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا یقیناً تم نافرمان لوگ ہو (۵۳) اور ان کے صدقات کی قبولیت میں ان کے لیے صرف یہی چیز مانع ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور نماز میں آتے بھی ہیں تو کاہلی کے ساتھ اور خرچ بھی کرتے ہیں تو ناگواری کے ساتھ[5] (۵۴)

---

(۱) ہجرت کے بعد ہی سے منافقین طرح طرح کی رخنہ اندازیاں کرتے رہے مگر جب بدر میں اللہ نے فتح عظیم عطا فرمائی تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا کہ یہ معاملہ اب رکتا نظر نہیں آتا تو بہت سوں نے اوپر اوپر سے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا لیکن اندر اندر سے وہ جلتے ہی رہے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے (۲) منافقین کہتے ہیں کہ وہاں لے جا کر ہم کو مصیبت میں نہ ڈالئے جبکہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کر کے اس سے بڑھ کر مصیبت میں وہ پڑ چکے (۳) منافقوں کا شیوہ تھا کہ اگر فتح ہوتی اور مال غنیمت حاصل ہوتا تو ان کو اندر ہی اندر برا لگتا اور اگر مسلمان شہید ہوتے اور دشواریاں آتیں تو آپس میں خوش ہو کر بغلیں بجاتے کہ ہم تو الگ ہی رہے، ہمارے سب کام درست ہیں، مصیبت سے ہم بچ گئے (۴) تم ہلاکت کی امید کرتے ہو وہ ہمارے لیے شہادت ہے جو خیر ہے یا تمہیں خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ شاید بچ ہی جائیں تو وہ بھی خیر ہے اور ہم تمہارے نفاق کی وجہ سے امیدوار ہیں کہ اللہ تمہیں خود ہی رسوا کرے اور عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں میں تمہاری رسوائی ہو بہرحال ہمیں تمہیں دونوں کو ایک دوسرے کا انجام دیکھنے کے لیے منتظر رہنا چاہیے پھر معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام بہتر رہا (۵) ایک منافق نے بہانہ کیا تھا کہ رومی عورتوں کو دیکھ کر فتنہ میں پڑ جاؤں گا اس لیے نہیں جا سکتا البتہ مال سے اعانت کرتا ہوں، اس کا اور اس کے جیسے اور منافقوں کا جواب ہے کہ کفر کے ساتھ جو ان کے دل کے اندر ہے، کوئی عمل خیر کا قبول نہیں، باقی نماز میں کاہلی کے ساتھ آنا اور ناگواری کے ساتھ خرچ کرنا یہ سب کفر کے ظاہری آثار ہیں۔

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغٰرٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَآ آتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّآ إِلَى اللّٰهِ رٰغِبُونَ ﴿۵۹﴾ ع إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِينِ وَالْعٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۱﴾

منزل۲

تو ان کا مال اور ان کی اولاد آپ کو اچنبھے میں نہ ڈال دے اللہ یہی چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ ان کو دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور کفر ہی کی حالت میں ان کی جان نکلے[۱] (۵۵) اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں ہیں وہ تم میں ہیں ہی نہیں البتہ وہ ڈرپوک لوگ ہیں (۵۶) اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا گھس بیٹھنے کی کوئی جگہ مل جائے تو اسی کی طرف رسیاں توڑا کے بھاگیں[۲] (۵۷) اور ان میں بعض زکوٰۃ بانٹنے میں آپ کو طعنہ دیتے ہیں تو اگر اس میں سے ان کو مل گیا تو خوش ہو گئے اور اگر نہ ملا تو بس اسی لمحہ وہ ناراض ہو جاتے ہیں[۳] (۵۸) اور اللہ اور اس کے رسول نے ان کو جو کچھ دیا کیا اچھا ہوتا کہ وہ اس سے خوش ہوتے اور کہتے کہ اللہ ہی ہم کو کافی ہے اللہ اپنے فضل سے اور اس کے رسول ہم کو دے دیں گے ہم تو اللہ ہی سے لو لگائے ہیں (۵۹) زکوٰۃ تو حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور اس کے کام پر جانے والوں کا اور ان کا جن کی دلجوئی منظور ہے، اور غلاموں (کے آزاد کرنے) میں اور جو قرض داروں (کے قرض چکانے) میں اور اللہ کے راستہ میں اور مسافر (کی ضرورت) میں (اس کو خرچ کیا جائے) اللہ کی طرف سے طے شدہ، اور اللہ خوب جانتا بڑی حکمت رکھتا ہے[۴] (۶۰) اور ان میں بعضے وہ ہیں جو نبی کو اذیت پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو (سب) سن لیتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ وہ صرف تمہارے بھلے کو سنتے ہیں، اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں (کی بات) کا یقین کرتے ہیں اور تم میں ایمان والوں کے لیے سراپا رحمت ہیں اور جو لوگ بھی اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے[۵] (۶۱)

(۱) منافقین مدینہ کا حال یہ تھا کہ بادل نخواستہ جہاد وغیرہ کے موقع پر خرچ کرتے تھے اور ان کی اولاد میں بعض مخلص مسلمان ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، یہ دونوں چیزیں منافقوں کی مرضی کے خلاف تھیں، اس طرح ان کے مال و اولاد دنیا میں بھی ان کے لیے عذاب بن گئے تھے اور اللہ نے ان کو اسی حال میں سرگرداں کر دیا تھا کہ اسی میں ان کی جان نکلے (۲) محض منافع حاصل کرنے کے لیے اپنے کو مسلمان بتاتے ہیں، ذرا بھی ان کو سر چھپانے کا موقع مل جائے اور اسلامی حکومت کا خوف نہ رہے تو پوری طرح کفر میں بھاگیں اس لیے کہ اسی میں ان کے دل رنگے ہوئے ہیں (۳) مال کے حریص ہیں ذرا کم ملے تو طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں پھر آگے اہل ایمان کی صفت بیان کی جا رہی ہے کہ ان کے پیش نظر اللہ کی رضا ہے (۴) بات صاف کر دی گئی کہ زکوٰۃ کے مصارف متعین ہیں جو آٹھ ہیں نبی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ جس کو چاہے دیدے؛ ۱- فقراء: جن کے پاس کچھ نہ ہو، ۲- مساکین: جن کے پاس بقدر ضرورت نہ ہو، ۳- عاملین: جو حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصولتے ہیں، ۴- مؤلفۃ القلوب: اسلام لانے والے لوگ جن کی دلجمعی کی ضرورت ہو، ۵- الرقاب: غلام آزاد کرانے میں، ۶- غارمین: جو کسی کا قرض اپنے ذمہ لے لیں یا خود کسی آفت کا شکار ہو جائیں، ۷- فی سبیل اللہ: جو اللہ کے راستہ میں جہاد وغیرہ میں مشغول ہوں، ۸- ابن السبیل: مسافر جو حالت سفر میں پریشان ہو خواہ گھر کا مالدار ہو (۵) منافقین آپس میں بیٹھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بدگوئی کرتے جب کوئی کہتا کہ بات پہنچ جائے گی تو جواب ←

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾

الثلاثة

ع ۷ وقف لازم

منزل ۲

وہ تمہیں راضی کرنے کے لیے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ مستحق ہیں کہ وہ ان کو راضی کریں اگر وہ ایمان رکھتے ہوں[۱] (۶۲) کیا انھیں پتہ نہیں کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ پر آئے گا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، اسی میں ہمیشہ رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے (۶۳) منافقین ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی ایسی سورہ نہ اتر آئے جو ان کے دل کی باتیں ان کے سامنے کھول دے، کہہ دیجیے کہ تم ٹھٹھا کرتے رہو، اللہ اس چیز کو کھولنے والا ہے جس کا تمہیں دھڑکا لگا ہوا ہے (۶۴) اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہی کہیں گے کہ ہم تو گپ شپ میں اور کھیل میں لگے ہوئے تھے، کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق بنا رہے تھے[۲] (۶۵) بہانے مت بناؤ ایمان لانے کے بعد تم نے کفر کیا ہے، اگر ہم تم میں ایک جماعت کو معاف بھی کر دیں گے تو دوسری جماعت کو عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ مجرم ہیں[۳] (۶۶) منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں، برائی سکھاتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں، انھوں نے اللہ کو فراموش کر دیا تو اللہ نے ان کو فراموش کر دیا بلاشبہ منافقین ہی نافرمان ہیں (۶۷) اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور منکروں کے لیے دوزخ کی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے، وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے، وہی ان کے لیے کافی ہے اور ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے نہ ٹلنے والا عذاب ہے (۶۸)

← دیتے کہ ہم جا کر جھوٹی تاویلیں کر کے بری ہو جائیں گے، آپ تو کان ہی کان میں جو سنتے ہیں تسلیم کر لیتے ہیں، اسی کا جواب دیا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب جانتے ہیں وہ تمہارے بھلے کو سب سن لیتے ہیں اور تمہارا بھانڈا نہیں پھوڑتے ورنہ ان کو یقین تو صرف اہل ایمان کی باتوں پر ہوتا ہے۔

(۱) کبھی ان کی دغابازی پکڑی جاتی تو مسلمانوں کے پاس جا کر قسمیں کھاتے کہ ہماری نیت بری نہ تھی، کہا جا رہا ہے کہ اگر دعوئ ایمان میں سچے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر دوسروں کی رضامندی حاصل کرنے کی فکر میں کیوں لگے ہیں (۲) غزوہ تبوک کے موقع پر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مذاق بنایا اور صحابہ کو بھی کہا کہ یہ جنگ کو کھیل سمجھتے ہیں، کل سب رومیوں کے دربار میں طوق وسلاسل میں جکڑے کھڑے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ ہم یہ اعتقاد تھوڑی ہی رکھتے ہیں، دل لگی کو ایسی باتیں کر لیا کرتے تھے کہ راستہ کٹ جائے، یہ سب باتیں کرتے تھے اور ڈرتے بھی تھے کہ ابھی کوئی آیت ایسی نہ اتر آئے جس سے حقیقت کھل جائے، اللہ فرماتا ہے کہ ان کی حقیقت کھلنے والی ہے، پھر اگلی آیتوں میں کھل کر منافقوں کی خباثت کا تذکرہ اور پھر کافروں کے ساتھ ان کے دخول جہنم کی وعید کا ذکر ہے جن کا کام ہی انتشار کرنا، اندر سے مسلمانوں کی جڑ کاٹنا اور رقمیں بٹورنا ہے (۳) جھوٹے عذر تراشنے سے کچھ نہیں ہوگا ہاں جو توبہ کر لے تو وہ بچے گا یا جو اس تمسخر سے دور رہے گا تو وہ بھی شاید دنیا میں بچ جائے باقی سب پکڑے جائیں گے۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

وقف لازم

ع ۹ ۱۵

منزل۲

ان لوگوں کی طرح جوتم سے پہلے ہوئے وہ تم سے زیادہ زورآور تھے اور مال واولاد میں بھی تم سے بڑھ کر تھے تو انھوں نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا تو جس طرح انھوں نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا تم نے بھی اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا اور جہاں انھوں نے قدم رکھا تم نے بھی وہیں قدم رکھا، وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں رائیگاں گئے اور وہی لوگ نقصان میں رہے[1] (۶۹) کیا ان کو پہلے والوں کی خبر نہیں پہنچی قوم نوح اور عاد وثمود کی اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور الٹی بستیوں[2] کی، ان کے پاس ہمارے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا البتہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم ڈھاتے رہے (۷۰) اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، وہ بھلائی سکھاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت ہونے والی ہے بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (۷۱) اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے مردوں اور ایمان والی عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ہمیشہ کے لیے اسی میں رہ پڑیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں اچھے اچھے مکانات کا، اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے یہی بڑی کامیابی ہے[3] (۷۲)

---

(۱) یعنی تم بھی ان ہی کی طرح آخرت کے انجام سے غافل ہو کر متاع دنیا سے جتنا مقدر ہے پا رہے ہو اور ساری چال ڈھال ان ہی کی سی رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ وہ تم سے زیادہ طاقتور ہو کر نہ بچ سکے تو تمہارا حشر کیا ہوگا (۲) ان سب کا ذکر سورہ اعراف میں ہو چکا ہے سوائے قوم ابراہیم کے، اللہ نے ان کی عجیب وغریب طریقہ پر تائید فرمائی جسے دیکھ کر ان کی قوم ذلیل ونا کام ہوئی اور نمرود بدحالی کی موت مارا گیا (۳) رکوع کی ابتدا سے منافقین کے احوال بیان ہوئے اور ان کے بر مقابل اہل ایمان کا ذکر کیا جا رہا ہے اور ان کی صفات کا بیان ہو رہا ہے اور اس پر جو اللہ کے وعدے اور اس کی خوشنودی ملنے والی ہے اس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت والوں کو پکارے گا، جنتی لبیک کہیں گے، اس پر فرمائے گا کہ اب تم خوش ہو گئے، جواب دیں گے کہ خوش نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جبکہ آپ نے ہم پر انتہائی انعام فرمایا، ارشاد ہوگا کہ اب تک جو دیا گیا اس سے بڑھ کر ایک چیز لینا چاہتے ہو؟ جنتی پوچھیں گے اس سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی؟ ارشاد ہوگا: "أحلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا" اپنی دائمی رضا اور خوشنودی تمہیں بخشتا ہوں، جس کے بعد کبھی خفگی اور ناخوشی نہ ہوگی، اس پر جنتی خوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے، آمین۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ مَا قَالُوا۟ وَلَقَدْ قَالُوا۟ كَلِمَةَ ٱلْكُفْرِ وَكَفَرُوا۟ بَعْدَ إِسْلَٰمِهِمْ وَهَمُّوا۟ بِمَا لَمْ يَنَالُوا۟ ۚ وَمَا نَقَمُوٓا۟ إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ ۚ فَإِن يَتُوبُوا۟ يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَإِن يَتَوَلَّوْا۟ يُعَذِّبْهُمُ ٱللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُم مَّنْ عَٰهَدَ ٱللَّهَ لَئِنْ ءَاتَىٰنَا مِن فَضْلِهِۦ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ ءَاتَىٰهُم مِّن فَضْلِهِۦ بَخِلُوا۟ بِهِۦ وَتَوَلَّوا۟ وَّهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٧٦﴾ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِى قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُۥ بِمَآ أَخْلَفُوا۟ ٱللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا۟ يَكْذِبُونَ ﴿٧٧﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَىٰهُمْ وَأَنَّ ٱللَّهَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿٧٨﴾ ٱلَّذِينَ يَلْمِزُونَ ٱلْمُطَّوِّعِينَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ فِى ٱلصَّدَقَٰتِ وَٱلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ ٱللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

منزل۲

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین جگہ ہے (۷۳) وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا جبکہ وہ کلمۂ کفر کہہ چکے اور اسلام لاکر منکر ہوگئے اور ایسی چیز کا ارادہ کیا جو ان کے ہاتھ نہ آسکی اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے مالدار کردیا تھا بس اگر وہ توبہ کرلیتے ہیں تو ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر روگردانی کرتے ہیں تو اللہ دنیا وآخرت میں ان کو دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر ان کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ مددگار (۷۴) اور بعض ان میں وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اللہ نے ہم کو اپنے فضل سے دے دیا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیک لوگوں میں ہوجائیں گے (۷۵) پھر جب اس نے اپنا فضل ان کو عطا فرمایا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور منھ پھیر کے بھاگے (۷۶) تو اللہ نے اس کے نتیجہ میں اس دن تک کے لیے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کردیا جس دن وہ اللہ سے ملیں گے اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور اس لیے کہ وہ جھوٹ ہی کہا کرتے تھے (۷۷) کیا انھوں نے نہیں جانا کہ اللہ ان کے راز سے اور ان کی سرگوشیوں سے واقف ہے اور اللہ تمام چھپی چیزوں کو خوب جانتا ہے (۷۸) اہل ایمان میں سے دل کھول کر صدقہ کرنے والوں پر جو طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان پر جو صرف اپنی گاڑھی کمائی ہی رکھتے ہیں تو وہ ان کی ہنسی اُڑاتے ہیں، اللہ ان کی ہنسی اُڑا چکا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۷۹)

(۱) غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین کھل کر سامنے آگئے اس لیے حکم ہو رہا ہے کہ اب ان کے ساتھ سختی کی جائے اور بہرصورت برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے، جہاد تلوار سے بھی ہوتا ہے، زبان سے بھی ہوتا ہے، قلم سے بھی ہوتا ہے، برائیوں کو دور کرنے کی ہر جد وجہد جہاد کہلاتی ہے، اس کا اعلیٰ درجہ جہاد بالسیف ہے جس میں آدمی جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلتا ہے (۲) منافقین نے جو کافرانہ باتیں کہی تھیں ان پر جب گرفت ہوئی تو انھوں نے صاف انکار کردیا، قرآن گواہی دے رہا ہے کہ ان کی طرف سے جو شکایتیں پہنچی ہیں وہ صحیح ہیں (۳) ایک مرتبہ کچھ منافقوں نے غزوہ تبوک سے واپسی پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کی تھی حضرت حذیفہ اور حضرت عمار ساتھ تھے، حضرت عمار کو انھوں نے گھیر لیا لیکن حضرت حذیفہ نے مار مار کر ان کی اونٹنیوں کے منھ پھیر دیئے چونکہ وہ منھ لپیٹے ہوئے تھے اس لیے حضرت حذیفہ ان کو پہچان نہ سکے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام حضرت حذیفہ اور حضرت عمار کو بتا دیئے مگر منع فرمادیا کہ کسی پر ظاہر نہ کریں "وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوْ" میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے، آگے کہا جارہا ہے کہ ان کی ساری دشمنیاں صرف اسی لیے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے وہ دولت مند ہوگئے، مسلمانوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مال غنیمت میں حصہ پاتے ہیں، ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ دغابازی کرنے لگے (۴) یہاں ایک منافق کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس نے دولت مند ہونے کی حضورؐ سے دعا کرائی، آپؐ نے فرمایا کہ تھوڑی چیز جس پر تو شکر کرے اس سے زیادہ بہتر ہے جس کے حقوق ادا نہ کرسکے، اس نے اصرار کیا تو آپ نے دعا فرمادی، وہ اتنا دولت مند ہوا کہ مدینہ کے باہر جاکر آباد ہوا، رفتہ رفتہ جمعہ میں آنا بھی بند کردیا جب زکوٰۃ کا وصول کرنے والا پہنچا ←

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً
فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ
خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ
حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ
جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ
مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا
وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ
فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ
اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا
وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾
وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ
اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾

منزل۲

آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں، ستر بار بھی اگر آپ ان کے لیے استغفار کریں گے تب بھی اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا، یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اللہ نافرمان لوگوں کو راہ نہیں دیتا (۸۰) اللہ کے رسول سے جدا ہو کر پیچھے رہ جانے والے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہیں اور ان کو اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنا اچھا نہ لگا اور بولے کہ گرمی میں مت نکلو، فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہوں (۸۱) بس تھوڑا ہنس لیں اور (پھر) اپنے کرتوتوں کی پاداش میں جی بھر کر روتے رہیں (۸۲) تو اگر اللہ آپ کو ان کی کسی جماعت کے پاس واپس کرے پھر وہ آپ سے نکلنے کی اجازت مانگیں تو کہہ دیجیے کہ تم میرے ساتھ کبھی بھی ہرگز نہ نکلو گے اور میرے ساتھ کسی دشمن سے ہرگز نہ لڑو گے، پہلی بار تمہیں بیٹھ رہنا اچھا لگا تو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو[۱] (۸۳) اور ان میں جو مر جائے ان میں سے کسی کی آپ کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں بلا شبہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور نافرمانی کی حالت میں مرے[۲] (۸۴) ان کے مال و اولاد پر آپ حیرت نہ کریں اللہ تو یہ چاہتا ہی ہے کہ اس سے ان کو دنیا میں عذاب دے اور کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں (۸۵) اور جب کوئی سورہ اترتی کہ اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں صاحب حیثیت لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ جائیے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی رہ جائیں گے (۸۶)

← تو کوئی طنزیہ بات کہہ دی، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں پھر بدنامی کے ڈر سے زکوٰۃ لے کر آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے تیری زکوٰۃ وصول کرنے سے مجھے منع فرمایا ہے، یہ سن کر بہت واویلا مچایا مگر نفاق دل میں تھا، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی آیا مگر انھوں نے بھی انکار کیا بالآخر نفاق ہی کی حالت میں حضرت عثمانؓ کے دور میں مر گیا (۵) ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دلائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار دینار لائے، حضرت عاصم بن عدی سو وسق کھجوریں لائے، منافقین نے ان پر طنز کیا کہ دکھاوا کرتے ہیں پھر ایک صحابی بڑی محنت سے کما کر تھوڑی سی کھجوریں لائے تو منافق ان کا مذاق اڑانے لگے کہ خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے آئے ہیں، ہر ایک کے ساتھ ٹھٹھا کرتے، اللہ فرماتا ہے کہ "سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ" یعنی مسخرہ پن کرنے کے لیے اوپر سے چھوڑ دیئے گئے ہیں اور اندر ہی اندر سے ان کی جڑیں کٹ رہی ہیں۔

(۱) گنہگار اور بداعتقاد کے درمیان یہی فرق ہے، گنہگار کے لیے آپ کا استغفار اس کی مغفرت کا ذریعہ ہے لیکن منافق بداعتقاد کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ آپ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تب بھی اللہ ان کو معاف نہیں کرے گا، اس لیے کہ وہ اندر سے منکر ہیں، لیکن آپ ﷺ کی رحمت کی انتہا تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ستر مرتبہ سے زیادہ میں مغفرت ہو جاتی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا۔ آگے ان منافقوں کا ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے اور اس پر خوش بھی ہوئے ←

وہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہ جانے پر خوش ہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی بس وہ سمجھتے ہی نہیں[1] (۸۷) البتہ رسول نے اور ان کے ساتھ ایمان والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، بھلائیاں ان ہی لوگوں کے لیے ہیں اور وہی لوگ مراد کو پانے والے ہیں (۸۸) ان کے لیے اللہ نے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے[2] (۸۹) اور دیہاتیوں میں عذر تراشنے والے آئے کہ ان کو اجازت مل جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بول چکے تھے وہ بیٹھ رہے، جلد ہی ان میں انکار کرنے والے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے[3] (۹۰) کمزوروں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو خرچ کا سامان نہیں پاتے کوئی حرج نہیں جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خلوص رکھیں، اچھے کام کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[4] (۹۱) اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تا کہ آپ ان کو سواری دے دیں، آپ نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں کہ میں اس پر تمہیں سوار کرا دوں (تو) وہ اس حال میں واپس پھرے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس غم میں کہ ان کو کچھ میسر نہیں جو وہ خرچ کریں (۹۲) الزام تو ان لوگوں پر ہے جو مالدار ہو کر آپ سے رخصت چاہتے ہیں اور اس پر خوش ہیں کہ پیچھے رہ جانے والیوں کے ساتھ رہ جائیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو وہ جانتے نہیں (۹۳)

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ
وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ وَ
جَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ
كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَي الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَي الْمَرْضٰى وَلَا
عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾
وَّلَا عَلَي الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ
مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ
حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا
مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

منزل۲

← کہ ہم مصیبت سے بچ گئے، اللہ فرماتا ہے کہ آگے ان کے لیے روتے رہنے کا مقام ہے، جب عذاب الٰہی سامنے آئے گا اور دنیا میں بھی رسوائی ہوگی، مزید کہا جا رہا ہے کہ تم نے اپاہجوں کے ساتھ رہنا پسند کیا، اب آگے بھی تمہیں تمہارے ہمارے ساتھ غزوات میں جانے کی ضرورت نہیں تمہادے دلوں کا حال کھل چکا (۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی نماز جنازہ پڑھی قبر میں اترے اور پوری دلداری فرمائی محض اس لیے کہ شاید دوسروں کے دلوں میں آپ کی رحمت وشفقت کو دیکھ کر اسلام سے گرویدگی پیدا ہو، لیکن بعد میں اس آیت سے منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے لیے استغفار کرنے سے روک دیا گیا اس لیے کہ اس میں منافقین کی ہمت افزائی اور اہل ایمان کی دل شکنی کا احتمال تھا اس کے بعد آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

(۱) قرآن مجید کی کسی سورہ میں جب تنبیہ کی جاتی ہے کہ پورے خلوص وپختگی سے ایمان لاؤ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرو تو منافقین کی حقیقت کھلنے لگتی ہے، ان میں مالدار بھی جی چراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خانہ نشین عورتوں کی طرح گھروں میں گھس کر بیٹھ رہیں، ان کے اسی کذب ونفاق کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، کوئی خیر کی بات اس میں داخل ہی نہیں ہوتی (۲) منافقوں کے برخلاف یہ مخلص اہل ایمان کی وفاداری اور ایثار وقربانی اور اس پر اللہ کے وعدوں کا بیان ہے (۳) دیہاتوں کے لوگ اجازت کے لیے آتے بظاہر ان میں دونوں طرح کے لوگ تھے، وہ لوگ بھی تھے جو واقعی معذور تھے اور وہ بھی تھے جو بہانہ کرنے آئے تھے اور ان کے دل ایمان سے خالی تھے، ان ہی کے بارے میں آگے سخت عذاب کی وعید ہے (۴) جو لوگ حقیقت میں معذور ہیں ان کی ←

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُل لَّا
تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَ
سَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ
لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ
إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾
يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ
لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَ
نِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ
رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ
مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ
دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ
عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ
سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾

منزل۲

جب تم لوگ ان کے پاس واپس ہوگے تو وہ تمہارے سامنے آکر بہانے کریں گے، کہہ دیجیے کہ بہانے مت بناؤ ہم تمہاری بات ہرگز نہیں مانیں گے، اللہ نے تمہاری ساری خبریں ہمیں بتادی ہیں اور ابھی اللہ اور اس کے رسول تمہارا کام دیکھیں گے پھر تم چھپے اور کھلے کے جاننے والے کے پاس لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ بھی تم کرتے رہے تھے وہ سب تمہیں بتادے گا (۹۴) جب تم ان کے پاس واپس ہوگے تو وہ جلد ہی تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو تم ان کو اسی حال میں چھوڑ ہی دو، بلاشبہ وہ گندے لوگ ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، بدلہ ان کے کرتوتوں کا (۹۵) وہ تم سے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہوجاؤ بس اگر تم راضی ہو بھی جاتے ہو تو اللہ تو نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا[۱] (۹۶) گنوار کفر و نفاق میں بڑے سخت ہیں اور اسی لائق ہیں کہ اللہ نے جو حدود اپنے رسول پر اتارے ہیں انھیں نہ سیکھیں اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے (۹۷) اور بعض گنوار ایسے ہیں جو اپنے خرچ کو تاوان ٹھہراتے ہیں اور تم پر زمانے کی گردشوں کے منتظر رہتے ہیں، زمانہ کی بری گردش ان ہی پر پڑے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (۹۸) اور دیہات کے بعض رہنے والے وہ ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کے پاس قربت اور رسول سے دعائیں (لینے) کا ذریعہ بناتے ہیں، سن لو بیشک یہ ان کے تقرب ہی کا ذریعہ ہے، اللہ جلد ہی ان کو اپنی رحمت میں داخل فرمالے گا بیشک اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[۲] (۹۹)

← طرف سے صفائی دی جارہی ہے کہ ان پر کوئی الزام نہیں پھر آگے ان ہی معذوروں میں بطور تعریف کے ان حضرات کا ذکر ہے جن کے پاس وسائل نہیں تھے وہ اپنی شرکت نہ کرنے پر روتے ہوئے واپس ہوئے، ان ہی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں فرمایا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ ہر جگہ شریک ہیں، عذر کی وجہ سے وہ نہ آسکے، اس کے بعد پھر منافقوں کی مذمت کا سلسلہ شروع ہورہا ہے۔

(۱) جب نفاق کھل گیا تو تغافل اور اعراض تو درست ہے لیکن دوستی اور محبت جائز نہیں، ایسے لوگوں سے دور رہنا ہی بہتر ہے (۲) یہ دیہات کے رہنے والوں کا تذکرہ ہے ان میں بھی ہر طبقہ کے لوگ تھے مخلص مومن بھی، کافر بھی اور منافق بھی البتہ مرکز ہدایت سے دور رہنے اور دلوں کی سختی کی وجہ سے ان میں کفر و نفاق کی بھی سختی تھی اسی لیے "الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا" کہا گیا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ
نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾
وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ
مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ
اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ
اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ
عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ
لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

منزل ۲

اور مہاجرین وانصار میں سے پہلے سبقت کرنے والے اور جنھوں نے بہتر طریقہ پر ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اسی میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے[1] (۱۰۰) اور تمہارے آس پاس کے بعض گنوار منافق ہیں اور بعض مدینہ والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان سے واقف ہیں ہم ان کو جلد ہی دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے[2] (۱۰۱) اور دوسرے وہ ہیں جن کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہے، انھوں نے اچھے کام کے ساتھ کچھ دوسرے برے کام بھی ملا رکھے ہیں، امید ہے کہ اللہ ان کو معاف کردے گا یقیناً اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۰۲) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیجیے، آپ ان کو اس کے ذریعہ پاک کردیں گے اور ان کا تزکیہ کردیں گے اور ان کے حق میں دعا کیجیے، آپ کی دعا یقیناً ان کے لیے (باعث) تسکین ہے، اور اللہ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے (۱۰۳) کیا انھوں نے جانا نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور اللہ ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا (۱۰۴) اور کہہ دیجیے کہ عمل کیے جاؤ تو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے تمہارا کام دیکھیں گے اور جلد ہی تم چھپے اور کھلے کے جاننے والے کے پاس بھیجے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کیا کرتے تھے[3] وہ سب تمہیں بتادے گا (۱۰۵) اور کچھ وہ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے خواہ وہ انھیں سزا دے یا انھیں معاف کردے اور اللہ خوب جانتا ہے حکمت رکھتا ہے[4] (۱۰۶)

---

(۱) دیہات کے اہل ایمان کے بعد اب سابقین اولین کا ذکر ہے جو حضرات ایمان میں پہلے داخل ہوئے اور انھوں نے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں وہ درجہ بدرجہ مراد ہیں (۲) بعضوں کا نفاق بڑا سخت ہے، ان کے لیے دہرا عذاب ہے ایک دنیا میں رسوائی اور اندر کی گھٹن جو اسلام کی ترقی سے بڑھتی ہی رہی دوسرے قبر کا عذاب (۳) اس میں خاص طور پر ان حضرات کا ذکر ہے جو غفلت کی وجہ سے غزوہ میں نہ نکل سکے، بعد میں ان کو شدید ندامت ہوئی، ان میں سے بعضوں نے اپنے کو ستون سے باندھ دیا پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی معافی کا اعلان فرمایا اور اس کی خوشی میں وہ صدقات لے کر حاضر ہوئے، پھر آگے ان کو وارننگ دیدی گئی کہ اپنے کاموں کو درست رکھو سب اللہ دیکھ رہا ہے، گناہوں کو دہرایا نہ جائے، یہ توبہ کے منافی ہے (۴) جو مسلمان تساہلی کی بنا پر غزوہ میں نہیں گئے یہ ان کی دوسری قسم ہے اس میں صرف تین لوگ تھے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف بات بتادی، ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ
الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ
وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ
لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ
مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ
يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ
عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ
عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا
رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾
إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَ
يُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ
وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

منزل۲

اور جنھوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کے لیے اور کفر کے لیے اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اس شخص کو کمین گاہ فراہم کرنے کے لیے جو پہلے سے ہی اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا رہا ہے اور قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے تو صرف بھلائی ہی کا ارادہ کیا تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ پکے جھوٹے ہیں (۱۰۷) آپ کبھی بھی اس میں نہ کھڑے ہوں[۱]، ہاں وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر پڑی اس کا حق زیادہ ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاکی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے[۲] (۱۰۸) بھلا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے ڈر اور خوشنودی پر رکھی وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کھائی کے ایسے کنارے پر رکھی جو گرا چاہتی ہے بس وہ اس کو لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دیتا (۱۰۹) ان کی وہ عمارت جو انھوں نے بنائی برابر ان کے دلوں میں کسک بن کر رہے گی یہاں تک کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے[۳] (۱۱۰) بلاشبہ اللہ نے ایمان والوں سے ان کے مالوں اور جانوں کو اس عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کے راستہ میں جنگ کرتے ہیں بس مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں، اس پر پختہ وعدہ ہے توریت میں بھی اور انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اور اللہ سے بڑھ کر قرار میں پکا اور کون ہوگا بس تم اپنے اس معاملہ پر جو تم نے اس سے کرلیا خوشیاں کرو اور یہی بڑی کامیابی ہے[۴] (۱۱۱)

---

(۱) ابو عامر خزرجی نام کا ایک شخص تھا، اسلام سے پہلے اس نے رہبانیت اختیار کی اور مدینہ میں اثر ورسوخ پیدا کرلیا، جب اسلام کا زور ہوا تو وہ اسلام کا دشمن بن گیا اور ہر موقع پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیر کرتا رہا، یہ مسجد ضرار اس کی تجویز سے بنائی گئی اور اسلام دشمن سازشوں کا اس کو خفیہ اڈہ بنانے کی پلاننگ کی گئی "لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ" میں اسی شخص کی طرف اشارہ ہے، یہ مسجد، مسجد قبا سے کچھ فاصلہ پر بنائی گئی اور بنانے والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ پہلے اس میں نماز ادا فرمالیں، آپ نے فرمایا کہ تبوک سے واپسی پر میں آؤں گا پھر دوران سفر یہ آیات نازل ہوگئیں اور ساری قلعی کھل گئی پھر آپ کے حکم سے وہ سازشوں کا اڈہ بنام مسجد ڈھا کر برابر کردیا گیا (۲) یہ مسجد قبا اور اہل قبا کی تعریف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے پوچھا کہ تم پاکی کا کیا طریقہ اختیار کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ ہم ڈھیلوں کے بعد پانی کا استعمال کرتے ہیں (۳) ان کی اس بدعملی کی سزا اللہ نے یہ دی کہ موت تک نفاق ہی ان کے سر تھوپ دیا گیا اور ہدایت کی توفیق سلب ہوگئی، دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہونا موت یا قیامت کی طرف اشارہ ہے اور شبہ سے مراد نفاق ہے (۴) اس سے زیادہ سودمند تجارت اور عظیم الشان کامیابی اور کیا ہوگی کہ اللہ نے ہماری جانوں اور مالوں کو جو اسی کی ہیں جنت کے عوض خرید لیا، اب ان کا استعمال اسی کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہوگا تو ان شاء اللہ جنت حاصل ہوگی۔

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ
السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ
لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَ
لَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ
أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ
إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ
لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُم مَّا
يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُم مِّن
دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَّقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى
النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي
سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ
مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾

منزل ٢

وہ توبہ کرنے والے، بندگی کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدے کرنے والے، بھلائی کی بات کہنے والے اور برائی سے روکنے والے اور حدودِ الٰہی کی حفاظت کرنے والے اور ایمان والوں کو بشارت سنا دیجیے[1] (١١٢) نبی کے لیے اور ایمان والوں کے لیے (درست) نہیں کہ وہ شرک کرنے والوں کے لیے استغفار کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر کھل چکا کہ وہ دوزخ والے ہیں[2] (١١٣) اور اپنے والد کے لیے ابراہیم کا استغفار تو صرف اس وعدہ کی بنا پر تھا جو وہ ان سے کر چکے تھے پھر جب ان پر کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو ان سے بے تعلق ہو گئے، بلاشبہ ابراہیم بڑے دردمند تحمل والے تھے (١١٤) اور اللہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہیں کرتا جب تک ان کو بتا نہیں دیتا کہ وہ کن چیزوں سے پرہیز کریں بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے[3] (١١٥) بلاشبہ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ہے نہ مددگار (١١٦) یقیناً اللہ نبی پر اور مہاجرین و انصار پر مہربان ہوا جنھوں نے مشکل گھڑی میں بھی نبی کا ساتھ دیا جبکہ لگتا تھا کہ ان میں بعضوں کے دل پھر جائیں گے پھر وہ ان پر مہربان ہوا بلاشبہ وہ تو ان پر بڑا شفیق اور رحم کرنے والا ہے[4] (١١٧)

---

(١) یہ ان لوگوں کی صفات ہیں جنھوں نے اللہ سے اپنی جان و مال کا سودا کر رکھا ہے (٢) جو خدا کے باغی ہیں وہ خواہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں ان سے براءت ظاہر کی جائے، آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے عذر پیش ہو رہا ہے کہ انھوں نے اپنے باپ کے لیے جو استغفار کیا تھا وہ اس وعدہ کی بنا پر تھا جو انھوں نے ان سے جدا ہوتے ہوئے کیا تھا پھر جب ان کا ہدایت پر نہ آنا معلوم ہو گیا تو انھوں نے براءت ظاہر کر دی، پہلے نرم دل کی بنا پر دعا کرتے تھے پھر جب امید منقطع ہو گئی تو بھی اس کا پورا تحمل فرمایا (٣) تا کہ حجت تمام ہو جائے اور یہ کہنے کو نہ رہے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا (٤) مراد غزوہ تبوک ہے جس میں طرح طرح کی پریشانیاں تھیں بے سروسامانی طویل سفر سخت گرمی وغیرہ وغیرہ، لگتا تھا کہ اچھوں اچھوں کے دل چھوٹ جائیں گے لیکن اللہ کی رحمت سے سب ساتھ رہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ
لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ
حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ
لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ
ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَــــُٔــوْنَ
مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾
وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ
وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ
لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾

منزل۲

اوران تین پر بھی جن (کے معاملہ) کو مؤخر کیا گیا یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں ان پر دوبھر ہوگئیں اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے سوائے اس کے اور کہیں پناہ نہیں تو پھر وہ ان پر مہربان ہوا تاکہ وہ پلٹ آئیں بلاشبہ اللہ ہی بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے[1] (۱۱۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو[2] (۱۱۹) مدینہ والوں کے لیے اور ان کے آس پاس کے دیہات والوں کے لیے (درست) نہیں کہ وہ آپ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ وہ اپنی جانوں کو آپ کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں، یہ اس لیے کہ ان کو اللہ کے راستہ میں جو بھی پیاس اور تھکن اور بھوک لگتی ہے اور وہ جو بھی قدم کافروں کو غیظ وغضب میں لانے کے لیے اٹھاتے ہیں اور دشمنوں کو جو بھی زک پہنچاتے ہیں اس پر نیک عمل لکھا جاتا ہے بلاشبہ اللہ نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا[3] (۱۲۰) اور جو بھی چھوٹا بڑا وہ خرچ کرتے ہیں اور جو وادی طے کرتے ہیں وہ سب ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ جو کام بھی وہ کرتے ہیں اللہ اس کا بہتر سے بہتر بدلہ ان کو عطا فرمادے (۱۲۱) اور یہ تو نہیں کہ مسلمان سب ہی نکل کھڑے ہوں تو کیوں نہ ہر طبقہ میں سے ایک جماعت نکلے تاکہ وہ دین میں سمجھ پیدا کرے اور تاکہ اپنی قوم کو جب ان کے پاس وہ واپس آئے تو خبردار کرے شاید وہ باز رہیں[4] (۱۲۲)

---

(۱) یہ تین شخص کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع تھے باوجود مخلص مومن ہونے کے بدون عذر غزوہ میں شریک نہ ہوئے اور ٹال مٹول میں رہ گئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو یہ حضرات سخت نادم تھے، حاضر ہو کر انھوں نے جو واقعہ تھا صاف صاف عرض کردیا اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جب تک اللہ کا کوئی حکم نہ آجائے ان سے کوئی بات نہ کرے، پچاس دن اسی بیگانگی میں گزر گئے پھر یہ آیات توبہ نازل ہوئیں اور ان کی توبہ قبول ہوئی، حضرت کعب نے خود اپنا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو حدیث کی صحیح کتابوں میں موجود ہے (۲) یعنی سچوں کی صحبت رکھو اور ان ہی جیسے کام کرو (۳) ان میں بہت سے کام غیر اختیاری ہیں لیکن اللہ کے یہاں ان پر بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں، آگے اختیاری اعمال کا ذکر ہے تو صرف "كُتِبَ لَهُمْ" فرمایا گیا کہ جو بھی وہ کرتے ہیں سب لکھا جارہا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ سب کام نیکی سمجھ کر تقرب الی اللہ کے لیے ہی کیے جارہے ہیں (۴) غزوات کے تذکرہ کے درمیان حصول علم کے لیے نکلنے کا تذکرہ اہتمام کے ساتھ ہورہا ہے اور اس کے لیے "نَفَر" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو بہت اہم کام کے لیے نکلنے پر بولا جاتا ہے اسی لیے عام طور پر جہاد کے لیے نکلنے کو نفر کہتے ہیں، غزوہ تبوک کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد والا سال ہی عام الوفود کہلاتا ہے، چہار جانب سے لوگ آنے لگے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھ کر اپنے اپنے علاقوں میں دعوت وتبلیغ کے کام میں لگنے لگے اور قیامت تک کے لیے یہ ایک نمونہ بن گیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ
الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ
أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ
رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ
أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا
يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ
نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ
انْصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا
يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

منزل۲

اے ایمان والو! اپنے آس پاس کے کافروں سے لڑو اور وہ ضرور تمہارے اندر پوری مضبوطی پائیں اور جان رکھو اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے[1] (۱۲۳) اور جب بھی کوئی سورہ اترتی ہے تو ان میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اس نے تم میں کس کے ایمان میں اضافہ کیا پھر رہے ایمان والے تو اس نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور وہ خوش ہوتے ہیں (۱۲۴) اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے تو اس نے ان کی گندگی میں اور گندگی کا اضافہ کر دیا اور وہ کفر کی حالت ہی میں مرے[2] (۱۲۵) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال وہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ مصیبت میں پڑتے ہیں پھر بھی نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں (۱۲۶) اور جب کوئی سورہ نازل ہوتی تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے کہ کوئی (مسلمان) دیکھ تو نہیں رہا ہے پھر چل دیتے اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے ہیں اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں[3] (۱۲۷) یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آ چکے، تمہاری تکلیف جن کو بہت شاق گزرتی ہے تمہاری (بھلائی) کے بہت خواہش مند ہیں ایمان والوں کے لیے تو بڑے شفیق بہت مہربان ہیں[4] (۱۲۸) پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دیجیے کہ مجھے تو اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے[5] (۱۲۹)

(۱) جہاد فرض کفایہ ہے، اگر شرائط پوری ہوں تو یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے اور کافروں کا حملہ ہو جائے تو پھر سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور جن پر حملہ ہوا ہے وہ اگر مقابلہ کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں تو قریب کے دوسرے مسلمانوں پر ان کی مدد ضروری ہے اور جہاد کی ترتیب اس آیت سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ پہلے مرحلہ میں دور جانے کی ضرورت نہیں جو دشمن قریب ہیں ان سے مقابلہ کیا جائے (۲) کوئی سورہ اترتی ہے تو منافقین کہتے ہیں کہ اس میں ہے ہی کیا؟ اس سے کس کا ایمان بڑھ سکتا ہے؟ اور اہل ایمان اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور تبصرہ و انکار کرنے والوں کا نفاق اور بڑھتا ہے اور پھر ہدایت کی توفیق ہی سلب ہو جاتی ہے اور پھر سال میں مختلف مواقع پر ان کو جو مصائب پڑتے ہیں ان سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے (۳) خاص طور پر جب منافقوں کا ذکر ہوتا اور ان کی قلعی کھولی جاتی تو ان کے چہرے فق ہو جاتے اور وہ نظر بچا کر بھاگنے کی کوشش کرتے (۴) جس چیز سے تم کو تکلیف پہنچتی ہے وہ ان پر بہت بھاری ہے ہر ممکن طریقہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی چاہتے ہیں کہ امت پر آسانی ہو اور وہ ہر طرح کے عذاب سے محفوظ رہے، امت کی ایسی تڑپ آپ کے دل میں ہے کہ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں، جہاد کا مقصد بھی خونریزی نہیں بلکہ بحالت مجبوری سخت آپریشن کے ذریعہ بنی نوع انسان کے فاسد اعضاء کو کاٹ کر اور خراب جراثیم کو تباہ کر کے امت کے عمومی مزاج کو صحت و اعتدال پر رکھنا ہے (۵) اگر آپ کی اس عظیم شفقت اور دلسوزی کی لوگ قدر نہ کریں تو پرواہ نہیں، ساری دنیا منھ پھیر لے تو اللہ آپ کے لیے کافی ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾

منزل٣

المنزل ٣

وقف النبي صلى الله عليه وسلم

﴿سورۂ یونس﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الر، یہ حکمت سے بھری کتاب کی آیتیں ہیں[1] (۱) کیا لوگوں کو اس پر تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص پر وحی کی کہ لوگوں کو ڈراؤ اور ایمان والوں کو یہ خوش خبری دے دو کہ ان کے رب کے یہاں ان کا سچا مرتبہ ہے، منکر بولے کہ یہ تو یقیناً کھلا جادوگر ہے[2] (۲) بلاشبہ تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا[3] کیا پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، اس کی اجازت کے بعد ہی کوئی سفارش کرسکتا ہے، وہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی بندگی کرو کیا پھر بھی تم دھیان نہیں کرتے[4] (۳) اسی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بلاشبہ اسی نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا پھر اسے دوبارہ (پیدا) کردے گا تاکہ وہ انصاف کے ساتھ ان لوگوں کو بدلہ دے دے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور جنھوں نے انکار کیا ان کے لیے ان کے انکار کرتے رہنے کی پاداش میں کھولتا پانی اور دردناک عذاب ہے (۴) وہی ہے جس نے سورج کو چمک اور چاند کو اجالا بنایا اور اس کے لیے منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم سالوں کی تعداد اور حساب جان لو[5] اللہ نے یہ سب ٹھیک ٹھیک ہی پیدا کیا، وہ ایسے لوگوں کے لیے نشانیاں کھولتا ہے جو سمجھ رکھتے ہیں (۵) یقیناً رات و دن کی گردش میں اور اللہ نے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ڈرتے ہیں[6] (۶)

---

(۱) ایک طرف تو مضبوط و محکم ہیں جن میں تبدیلی ممکن نہیں، دوسری طرف سراپا حکمت ہیں جن سے ہمیشہ فائدہ اٹھایا جائے گا کوئی دوسری کتاب اس کی ناسخ نہیں (۲) یعنی وحی قرآنی کو مافوق العادت مؤثر و بلیغ ہونے کی وجہ سے جادو کہنے لگے (۳) چاہتا تو لمحہ میں پیدا فرمادیتا لیکن اس کی حکمت اسی کی مقتضی ہوئی (۴) یعنی مخلوق کے تمام کاموں کی تدبیر و انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے، کوئی اس میں شریک تو کیا ہوتا اس کی بارگاہ میں سفارش بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتی (۵) مہینوں اور سالوں کا حساب چانداور سورج کی گردش سے جڑا ہوا ہے (٦) عظیم الشان اللہ کی قدرت کے مظاہر جب سامنے آتے ہیں تو سچے دل سے سوچنے والے ہدایت ربانی حاصل کرتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيٰتِنَا غٰفِلُونَ ۝ أُولٰئِكَ
مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمٰنِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ
الْأَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ
تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ وَآخِرُ دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِينَ ۝ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ
لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي
طُغْيٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسٰنَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ
كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَسَّهُ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝

منزل۳

یقیناً جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی میں مگن اور اسی پر مطمئن ہوگئے اور جو ہماری آیتوں سے بے پرواہ ہیں (۷) ایسوں ہی کا ٹھکانا ان کے کرتوتوں کی بنا پر جہنم ہے[۱] (۸) ہاں جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ان کو ان کا رب ان کے ایمان کے ذریعہ نعمتوں کی جنتوں میں پہنچا دے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی (۹) اس میں ان کی پکار یہ ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور وہاں ان کی (باہمی ملاقات کی) دعا سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ اصل تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے[۲] (۱۰) اور جس طرح لوگ بھلائی کی جلدی مچاتے ہیں اگر اللہ اسی طرح برائی میں جلدی کر دے تو ان کا کام ہی تمام ہو جائے بس جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہم ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں[۳] (۱۱) اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے یا بیٹھے یا کھڑے ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو ایسا چل کھڑا ہوتا ہے کہ گویا اس نے ہم کو اس تکلیف میں پکارا ہی نہ تھا جو اسے پہنچی تھی، اسی طرح حد سے بڑھ جانے والوں کے لیے ان کے کاموں کو خوش نما کر دیا جاتا ہے[۴] (۱۲) اور یقیناً تم سے پہلے بھی نسلوں کو جب انھوں نے ظلم کیا ہم نے ہلاک کر ڈالا جبکہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں، مجرم لوگوں کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں[۴] (۱۳) پھر ہم نے ان کے بعد تم کو زمین میں نائب بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو[۵] (۱۴)

(۱) یعنی جو اللہ کی نشانیوں پر اس کی قدرت پر غور نہیں کرتے اور سچے دل سے نہیں سوچتے ان کا انجام برا ہی ہوتا ہے (۲) ایمان لانے والے اور اچھے کام کرنے والے جنتوں میں ہوں گے اور وہاں کی نعمتوں کو دیکھ کر بے ساختہ بار بار سبحان اللہ کہیں گے اور جب بھی کسی نعمت کو دیکھ کر سبحان اللہ کہیں گے تو وہ نعمت حاضر کر دی جائے گی تو اللہ کی تعریف کریں گے اور ملاقات کے وقت آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے (۳) یعنی جس طرح اچھائی میں جلدی ہوتی ہے اسی طرح اگر اللہ گرفت شروع کر دے تو سب ختم ہی ہو جائیں لیکن وہ مہلت دیتا ہے تاکہ سدھار کرنے والے سدھار کر لیں اور بدکار غفلت میں پڑے رہ کر پیمانہ شرارت لبریز کر لیں (۴) انسان کا حال یہ ہے کہ جب تک مصیبت رہی ہر حال میں اللہ کو پکارتا رہا اور جب مصیبت دور ہوئی تو سب کچھ کہا سنا بھول گیا، وہی غرور غفلت رہ گئی جس میں پہلے پڑا تھا (۵) نبیوں کے آنے کے بعد بھی جب انھوں نے سرکشی کی اور ایمان نہ لائے تو ان کو سزا ملی، اب آگے تمہاری باری ہے، اب دیکھنا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾

ع ٢

منزل٣

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جن کو ہماری ملاقات کی امید نہیں وہ کہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی کو بدل ڈالو، آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا کام نہیں کہ میں اس کو اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اگر میں نے اپنے رب کی بات نہ مانی تو یقیناً مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (١٥) کہہ دیجیے اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو نہ میں تمہارے سامنے اس کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہ تمہیں اس کی خبر کرتا، پھر میں تو اس سے پہلے تمہارے بیچ ایک عمر گزار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے (١٦) تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک مجرم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے[1] (١٧) اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو فائدہ دے سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس یہ سب ہمارے سفارشی ہیں کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو اس چیز کی اطلاع دے رہے ہو جو آسمانوں میں اور زمین میں وہ نہیں جانتا، جو کچھ وہ شریک کرتے ہیں اس کی ذات اس سے پاک ہے اور بہت بلند ہے (١٨) اور لوگ تو سب ایک ہی امت تھے پھر وہ الگ الگ ہو گئے اور اگر اللہ کی طرف سے طے شدہ بات نہ ہوئی ہوتی تو جن چیزوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ ہی ہو جاتا (١٩) اور وہ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری، بس آپ کہہ دیجیے کہ چھپی باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں تو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں (٢٠)

---

(١) قریش مکہ قرآن مجید کے اخلاقی احکامات سے متاثر ہوتے تھے لیکن جب ان کے معبودوں کو باطل بتایا جاتا اور توحید کا حکم دیا جاتا تو ان کو اچھا نہ لگتا تھا تو وہ کہتے کہ یا تو دوسرا قرآن لے آؤ یا یہ حصہ بدل ڈالو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ میں ایک عرصہ تم میں گزار چکا، صادق وامین کہتے کہتے تمہاری زبانیں نہ تھکتی تھیں تو کیا تم اس کی امید رکھتے ہو کہ میں اللہ پر جھوٹ باندھوں گا، جب یہ اللہ کا کلام ہے تو اس میں تبدیلی کیسے کی جا سکتی ہے، یہ تو سب کا سب اسی لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، یہ مجھ پر بھی لازم ہے اور تم پر بھی، اس میں تبدیلی کا مجھے اختیار نہیں اور اس سے بڑا جھوٹا اور کون ہوگا جو اللہ کے کلام کو بدلے، آگے تاکید کے طور پر پھر شرک کی نفی کی جا رہی ہے، اس سے یہ وضاحت بھی ہو رہی ہے کہ اللہ کا کلام جو ہے ویسے ہی سنایا جائے گا یہی سچا راستہ ہے کسی کو برا لگتا ہے تو خود اپنی کمی پر غور کرے پھر اس کے بعد وضاحت ہے کہ سب ہی توحید کے سچے راستہ پر تھے پھر بھٹک گئے اللہ کی مشیت یہی تھی ورنہ شروع ہی میں بھٹکنے والوں کو مٹا دیا جاتا، آخری آیت میں ان لوگوں کا جواب ہے جو معجزات کے مطالبے کیا کرتے تھے کہ یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے مجھے اس میں کچھ اختیار نہیں تم کو شوق ہے تو انتظار کرو میں بھی دیکھتا ہوں۔

وَإِذَآ أَذَقۡنَا ٱلنَّاسَ رَحۡمَةٗ مِّنۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُمۡ إِذَا لَهُم مَّكۡرٞ فِيٓ ءَايَاتِنَاۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسۡرَعُ مَكۡرًاۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكۡتُبُونَ مَا تَمۡكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ ٱلَّذِي يُسَيِّرُكُمۡ فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمۡ فِي ٱلۡفُلۡكِ وَجَرَيۡنَ بِهِم بِرِيحٖ طَيِّبَةٖ وَفَرِحُواْ بِهَا جَآءَتۡهَا رِيحٌ عَاصِفٞ وَجَآءَهُمُ ٱلۡمَوۡجُ مِن كُلِّ مَكَانٖ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمۡ أُحِيطَ بِهِمۡ دَعَوُاْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنۡ أَنجَيۡتَنَا مِنۡ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ أَنجَىٰهُمۡ إِذَا هُمۡ يَبۡغُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ بِغَيۡرِ ٱلۡحَقِّۗ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۖ مَّتَٰعَ ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَاۖ ثُمَّ إِلَيۡنَا مَرۡجِعُكُمۡ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ﴿٢٣﴾ إِنَّمَا مَثَلُ ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا كَمَآءٍ أَنزَلۡنَٰهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَٱخۡتَلَطَ بِهِۦ نَبَاتُ ٱلۡأَرۡضِ مِمَّا يَأۡكُلُ ٱلنَّاسُ وَٱلۡأَنۡعَٰمُ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَخَذَتِ ٱلۡأَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَٱزَّيَّنَتۡ وَظَنَّ أَهۡلُهَآ أَنَّهُمۡ قَٰدِرُونَ عَلَيۡهَآ أَتَىٰهَآ أَمۡرُنَا لَيۡلًا أَوۡ نَهَارٗا فَجَعَلۡنَٰهَا حَصِيدٗا كَأَن لَّمۡ تَغۡنَ بِٱلۡأَمۡسِۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلۡأٓيَٰتِ لِقَوۡمٖ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَٱللَّهُ يَدۡعُوٓاْ إِلَىٰ دَارِ ٱلسَّلَٰمِ وَيَهۡدِي مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ﴿٢٥﴾

منزل ۳

اور جب ہم لوگوں کو مصیبت پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ فوراً ہی ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں کہہ دیجیے کہ اللہ کی تدبیر سب سے تیز ہے، تم جو بھی چالیں چل رہے ہو ہمارے قاصد یقیناً وہ سب لکھ رہے ہیں (۲۱) وہی ہے جو خشکی اور سمندر میں تم کو لیے پھراتا ہے یہاں تک کہ تم جب کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور خوشگوار ہوا کے ذریعہ وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں اور لوگ اس میں مگن ہو جاتے ہیں تو ایک سخت آندھی ان کو آلیتی ہے اور ہر طرف سے موجیں ان پر اٹھتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ اس میں گھر گئے تو بندگی میں یکسو ہو کر وہ اللہ کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس سے بچالیا تو ہم ضرور شکر بجالانے والوں میں ہوں گے (۲۲) پھر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو بس وہ زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں، اے لوگو! یہ سرکشی تم پر ہی (پڑنے والی) ہے، دنیا کی زندگی میں مزے اڑالو پھر ہمارے ہی پاس تم کو لوٹ کر آنا ہے پھر تم جو بھی کرتے رہے تھے وہ سب ہم تم کو بتا دیں گے (۲۳) دنیاوی زندگی کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم نے اوپر سے پانی برسایا تو اس سے زمین کا سبزہ خوب گھنا ہو گیا جس کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، یہاں تک جب زمین اپنی سج دھج دکھاتی ہے اور وہ لہلہا اٹھتی ہے اور اس کے مالک سمجھ لیتے ہیں کہ اب وہ ان کے ہاتھوں میں ہے، تو رات میں یا دن میں ہمارا فیصلہ آ پہنچتا ہے بس ہم اس کو بھوسا بنا کر رکھ دیتے ہیں جیسے کل کچھ وہ تھی ہی نہیں، اسی طرح ہم آیتیں ان لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں (۲۴) اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر چلا دیتا ہے[1] (۲۵)

(۱) عام لوگوں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ جب مصیبت میں پڑتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر جب مصیبت دور ہو جاتی ہے اور راحت وآرام کا دور آتا ہے تو سب بھلا دیتے ہیں، اس کو مثال دے کر بتایا گیا ہے پھر یہ وضاحت کی جارہی ہے کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کو بھی مثال سے سمجھایا جارہا ہے کہ ایک کھیتی کرنے والا سب کچھ تیار کر لیتا ہے اور ارادہ کر لیتا ہے کہ کل کھیتی کاٹ لے گا لیکن اچانک وہ سب اللہ کے حکم سے تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، اس میں یہ بھی پیغام دیا جارہا ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کو یاد رکھے، راحت وآرام میں پڑ کر بدمست نہ ہو جائے، ہمیشہ یہ ذہن میں رکھے کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے، آج سب کچھ ہے کل کا کوئی بھروسہ نہیں، اور صحیح راستہ اللہ نے بتا دیا، وہی سلامتی کے گھر لے جانے والا ہے اور ہدایت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا
ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا
السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ
جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ
فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾
فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ
مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ
يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ
مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ
الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ
فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

ربع

منزل۳

جنھوں نے بھلے کام کیے ان کے لیے بھلائی ہے اور بڑھ چڑھ کر ہے، نہ ان کے چہروں پر کدورت چھائے گی نہ رسوائی، یہی لوگ جنت والے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (۲۶) اور جنھوں نے برائیاں کمائیں تو ہر برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہے اور رسوائی ان پر چھا جائے گی، کوئی ان کو اللہ سے بچانے والا نہ ہوگا، جیسے ان کے چہروں پر اندھیری رات کی تہیں چڑھا دی گئی ہوں، یہی لوگ جہنم والے ہیں یہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷) اور جس دن ہم سب کو جمع کرلائیں گے پھر شرک کرنے والوں سے کہیں گے کہ تم اور وہ جن کو تم نے شریک کیا اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو کرتے نہ تھے (۲۸) بس اللہ ہمارے تمہارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے ہمیں تو تمہاری عبادت کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا (۲۹) وہاں ہر شخص جو پہلے کر چکا ہوگا اس کو جانچ لے گا اور وہ سب اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور وہ جو کچھ گڑھا کرتے تھے وہ سب ان سے ہوا ہوجائے گا[۱] (۳۰) پوچھیے کہ کون تمہیں آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے یا کون ہے جو کان اور آنکھوں کا مالک ہے اور کون بے جان سے جاندار کو نکالتا ہے اور جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے اور کون کام کی تدبیر کرتا ہے تو وہ (جواب میں) یہی کہیں گے کہ ''اللہ'' تو آپ ان سے کہیے کہ پھر تم ڈرتے نہیں (۳۱) تو یہی اللہ ہے جو تمہارا حقیقی رب ہے تو حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور ہے کیا تو تم کہاں سے پلٹ کر جا رہے ہو (۳۲) اسی طرح آپ کے رب کی بات نافرمانوں کے لیے پکی ہوچکی کہ وہ ایمان لانے کے نہیں[۲] (۳۳)

---

(۱) جن چیزوں کو بھی اللہ کے ساتھ شریک کیا گیا وہ سب قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر اپنا دامن جھاڑ لیں گی، اور شرک کرنے والوں سے بیزاری ظاہر کریں گی، حضرت عیسیٰ کا اپنے کو خدا کا بیٹا کہنے والوں سے بیزاری کا تذکرہ سورہ مائدہ (۱۱۶-۱۲۰) میں گزر چکا، اس وقت ہر شخص کے سامنے اس کے کاموں کی حقیقت آجائے گی (۲) جنھوں نے بات نہ ماننا طے ہی کرلیا اور غور کرنا ہی نہیں چاہتے کہ سچ کیا اور جھوٹ کیا ہے، حق کیا ہے اور باطل کیا ہے تو ایسوں کے لیے ایمان ممکن ہی نہیں، اللہ نے ان کے لیے گمراہی لکھ دی۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللّٰهُ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ
مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَنْ يَهْدِي
إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدٰى ۖ فَمَا لَكُمْ
كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي
مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا
الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرٰى مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۳۷﴾
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ
اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوا
بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذٰلِكَ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الظّٰلِمِينَ ﴿۳۹﴾ وَ
مِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ
أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۴۱﴾

منزل۳

پوچھئے کہ کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں جو پہلی بار پیدا کرے پھر دوبارہ پیدا کردے، کہہ دیجیے کہ اللہ پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہ دوبارہ بھی پیدا کردے گا پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو (۳۴) پوچھئے کہ کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں جو صحیح راہ پر چلا دے؟ کہہ دیجیے کہ اللہ صحیح راہ چلاتا ہے تو کیا جو صحیح راہ چلائے وہ پیروی کا زیادہ حقدار ہے یا وہ جو خود ہی راہ پا نہ سکے، جب تک اس کو راہ دکھا نہ دی جائے تو تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلہ کرتے ہو (۳۵) اور ان میں اکثر تو اٹکل پر چلتے ہیں اور گمان حق کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں دیتا، جو وہ کرتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے[1] (۳۶) اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو بنا لے البتہ یہ پہلے (کلام) کی تصدیق ہے اور جہانوں کے پروردگار کی جانب سے اس کتاب کی تفصیل ہے جس میں کوئی شبہ نہیں[2] (۳۷) یا ان کا کہنا یہ ہے کہ انھوں نے خود سے گڑھ لیا، آپ فرما دیں کہ اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکو بلا لو اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو[3] (۳۸) بات یہ ہے کہ جس کے علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے اس کو انھوں نے جھٹلا دیا اور ابھی اس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں آیا، اسی طرح ان کے پہلوں نے بھی جھٹلایا تو دیکھ لیجیے کہ ظالموں کا کیا انجام ہوا (۳۹) اور ان میں بعض اس کو مانیں گے اور بعض نہ مانیں گے اور آپ کا رب فسادیوں سے خوب واقف ہے (۴۰) اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیجیے میرا اپنا کام ہے تمہارا اپنا کام، میرے کام سے تمہیں مطلب نہیں اور تمہارے کام سے مجھے کیا سروکار[4] (۴۱)

---

(۱) جو خود شک میں پڑا ہوا ہے اور اٹکلیں لگا رہا ہے وہ کیسے صحیح راستہ بتا سکتا ہے اور کیسے اس کی پیروی کی جا سکتی ہے؟! (۲) کتاب سے مراد بظاہر لوح محفوظ ہے (۳) اس چیلنج کے تین مرحلے ہیں، پہلے مرحلہ میں پورے قرآن کو بنا لینے کی بات کہی گئی جب وہ عاجز رہے تو کہا گیا کہ صرف دس سورتیں ہی بنا لاؤ یہ بھی نہ کر سکے تو کہا گیا کہ ایک ہی سورہ بنا لاؤ مگر وہ عربی زبان کے ماہرین جو دین کے سخت دشمن تھے ایک آیت بھی نہ بنا سکے، پریشان ہو ہو کر کہتے کہ یہ جادو ہے، مگر اس میں بھی بات نہ بنتی، خود ایک بڑا دشمن کہنے لگا کہ کہاں جادوگروں کا کلام اور کہاں یہ قرآن، ہم زبان کی نوک پلک کو درست کرنے والے ہیں، دونوں میں کوئی جوڑ نہیں، آگے قرآن خود کہہ رہا ہے کہ جس کی حقیقت سمجھ نہ سکے اس کو جھٹلا دیا اور انجام سے بے خبر ہیں، بس پہلے آسمانی کتابوں کے جھٹلانے والوں کا انجام دیکھ لیں (۴) یعنی میں نے جو پہونچانا تھا پہونچا دیا اب مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں، تم نہیں مانتے تو تم جانو۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَ
لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ
النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا
سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ
نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا
يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِىَ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ
اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا
مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ
آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

منزل ۳

اور ان میں بعض آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں خواہ وہ سمجھ ہی نہ رکھتے ہوں (۴۲) اور ان میں بعض آپ کو تکتے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہیں خواہ ان کو کچھ سجھائی نہ دیتا ہو (۴۳) اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا البتہ لوگ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں[1] (۴۴) اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا (ان کو محسوس ہوگا کہ) گویا وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی رہے تھے، آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے[2]، یقیناً جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ نقصان اٹھا گئے اور وہ ہدایت پانے والے تھے ہی نہیں (۴۵) اور جن چیزوں سے ہم ان کو ڈرا رہے ہیں اگر ہم ان میں سے آپ کو کچھ دکھا بھی دیں یا آپ کو وفات دے دیں (اور بعد میں عذاب کی شکلیں سامنے آئیں) تو بھی ان کی واپسی ہمارے پاس طے ہے، پھر اللہ ان کے سب کاموں پر گواہ ہے جو وہ کرتے ہیں (۴۶) اور ہر امت کا ایک رسول ہے پھر جب ان کا رسول آپہنچتا ہے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ کچھ بھی ناانصافی نہیں ہوتی (۴۷) اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا (بتاؤ) اگر تم سچے ہو (۴۸) کہہ دیجیے کہ میں اپنے لیے نقصان اور نفع کا مالک نہیں، مگر اتنا ہی جتنا اللہ چاہے، ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے جب وہ مقرر وقت آپہنچتا ہے تو وہ ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (۴۹) آپ کہیے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر اس کا عذاب راتوں رات یا دن کو تم پر آپہنچے تو مجرم لوگ اس سے پہلے کیا کر لیں گے (۵۰) کیا پھر جب وہ آپڑے گا تب مانو گے، اب سمجھ میں آیا اور پہلے تمہیں اس کی بڑی جلدی تھی (۵۱) پھر ناانصافوں سے کہا جائے گا ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو، تمہیں بدلہ اسی چیز کا دیا جا رہا ہے جو تم کرتوت کیا کرتے تھے[3] (۵۲)

---

(۱) یعنی ظاہری کان اور آنکھیں رکھتے ہیں لیکن نہ دل میں حق کی طلب ہے اور نہ بصیرت ہے تو آپ ایسوں کو کیسے صحیح راستہ پر لا سکتے ہیں، بس ایسوں پر زیادہ غمگین ہونے کی ضرورت نہیں (۲) یعنی طویل مدت کے بعد ملاقات پر پہچاننے میں جو دشواری ہوتی ہے وہ بھی نہیں ہوگی، لگے گا کہ چند لمحے ہی دنیا میں گزار کر آ گئے ہیں (۳) مشرکین آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے مطالبے کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ عذاب جس سے تم ڈراتے ہو وہ لے آؤ، اسی کا جواب ہے کہ عذاب اللہ کی حکمت کے مطابق ہی آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا وفات کے بعد بہرحال ان کو اللہ کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے پھر ابدی عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔

وَيَسْتَنْبِـُٔونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾
وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ
لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا
إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ
وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ
فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ
اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ
لَكُمْ ۖ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦٠﴾ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ
قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ
فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾

منزل ۳

اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے؟ کہہ دیجیے ہاں میرے رب کی قسم یہ بالکل سچ ہے اور تم (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے (۵۳) اور جس جس شخص نے ظلم کیا ہے اگر اس کے پاس روئے زمین کی ساری (دولت) ہو تو وہ فدیہ میں پیش کر دے اور وہ جب عذاب دیکھیں گے تو اندر ہی اندر پچھتائیں گے اور انصاف کے ساتھ ان میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا (۵۴) یاد رکھو جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، یاد رکھو اللہ ہی کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۵۵) وہی جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے (۵۶) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا اور اہل ایمان کے لیے ہدایت و رحمت آپہنچی (۵۷) کہہ دیجیے کہ (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے (ہوا) تو اس سے انھیں خوش ہونا چاہیے، وہ جو بھی جمع کرتے ہیں ان میں یہ سب سے بہتر ہے (۵۸) آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے اللہ نے تمہارے لیے جو رزق اتارا تو اس میں سے تم نے کچھ حلال کر لیا اور کچھ حرام کر لیا، پوچھئے کہ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی یا تم اللہ پر جھوٹ گڑھتے ہو (۵۹) اور قیامت کے دن کے بارے میں ان لوگوں کا کیا خیال ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے رہتے ہیں بلاشبہ اللہ تو لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن ان میں اکثر لوگ شکر نہیں بجالاتے (۶۰) اور آپ جس حال میں بھی ہوتے ہیں اور قرآن کی جو تلاوت آپ فرماتے ہیں اور تم لوگ جو کچھ بھی کام کرتے ہو بس جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو تو ہم تم پر پوری نگاہ رکھتے ہیں اور ذرہ برابر بھی کچھ آپ کے رب سے اوجھل نہیں رہتا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ اس سے بڑا جو کھلی کتاب میں نہ ہو[1] (۶۱)

---

(۱) ان آیات میں پہلے آخرت میں مجرموں کی شرمندگی کا تذکرہ ہے پھر قرآن مجید کے اوصاف بیان ہوئے ہیں کہ وہ سراپا نور، ہدایت اور شفا ہے پھر ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور بھٹکتے پھرتے ہیں، اس کے بعد اللہ کے علم محیط کا تذکرہ ہے، مر کر آدمی مٹی میں مل جائے لیکن ذرہ ذرہ اس کے علم وقدرت میں ہے، وہ دوبارہ اسی طرح انسان کو کھڑا کر دے گا جس طرح اس نے پہلے پیدا کیا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ
جَمِيْعًا ۚ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۚ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا
يَخْرُصُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا
فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ هُوَ الْغَنِيُّ ۚ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ
سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۚ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا
يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

منزل ۳

یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر ہرگز نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے[1] (۶۲) وہی جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے (۶۳) دنیا کی زندگی میں بھی ان کے لیے خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی ہے وہ بڑی کامیابی (۶۴) اور آپ ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں، عزت تو سب کی سب صرف اللہ ہی کے لیے ہے، وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۶۵) یاد رکھو جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جو اللہ کے علاوہ شریکوں کو پکارنے والے پیچھے لگے ہیں وہ صرف گمان کے پیچھے لگے ہیں اور وہ صرف اٹکلیں لگا رہے ہیں (۶۶) وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں (۶۷) وہ بولے کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے، اس کی ذات پاک ہے وہ بے نیاز ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ہے، اس بات کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں، کیا تم اللہ پر ایسی بات کہتے ہو جو تم جانتے نہیں (۶۸) کہہ دیجیے جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (کبھی) کامیاب نہیں سکتے (۶۹) دنیا میں تھوڑا ہی مزہ ہے پھر ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اس لیے کہ وہ انکار ہی کرتے رہتے تھے[2] (۷۰)

---

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اولیاء اللہ کون ہیں فرمایا کہ جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے، آگے ان کی صفات کا بیان ہے کہ وہ ایمان اور تقویٰ رکھنے والے لوگ ہیں، دنیا میں بھی وہ سکون سے ہیں اور آخرت میں بھی، اگر کوئی حادثہ بھی پیش آتا ہے تو صبر و رضا کی طاقت سے اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے اور وہ آخرت میں جہنم اور عذاب سے بالکل بے خوف رہیں گے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو لوگ صرف اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے چہرے قیامت کے دن چودھویں رات کی طرح روشن کردے گا، عام لوگ خوفزدہ ہوں گے لیکن وہ بے خوف ہوں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی (۲) اور جو اللہ کے دشمن ہیں اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں ان کے پاس صرف قصے کہانیاں ہیں، دلائل سے وہ کوسوں دور ہیں وہ جب اللہ کے یہاں حاضر ہوں گے تو ان کو اپنے اس شرک اور انکار کی وجہ سے سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ
مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا
أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَ
لَا تُنْظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ
إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوهُ
فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ كَذَلِكَ نَطْبَعُ عَلَى
قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَى وَهَارُونَ إِلَى
فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ﴿٧٥﴾
فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ ﴿٧٦﴾
قَالَ مُوسَى أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ
السَّاحِرُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا
وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾

وقف لازم

منزل ٣

اوران کونوح کا قصہ سنائیے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی آیتوں کے ذریعہ میرا سمجھانا بھاری لگتا ہے تو میں نے تو اللہ ہی پر بھروسہ کیا بس تم اپنا معاملہ مضبوط کرلو اور اپنے شریکوں کو جمع کرلو پھر تمہیں اپنے کام میں کوئی شبہ نہ رہ جائے پھر میرے ساتھ (جو کرنا ہے) کر گزرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو (۷۱) پھر اگر تم نے روگردانی کی تو میں نے تم سے کوئی اجرت تو مانگی نہیں ہے، میری اجرت اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھے یہ حکم ہے کہ میں فرماں بردار رہوں[1] (۷۲) بس انھوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ والوں کو کشتی میں بچالیا اور ان کو ہم نے آباد کردیا اور جنھوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں ان کو ڈبو دیا تو دیکھ لیجیے کہ جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا کیا انجام ہوا (۷۳) پھر ان کے بعد بھی ہم نے رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو ان سے ہرگز یہ نہ ہوا کہ پہلے جس چیز کو جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لے آتے، ایسے ہی حد سے گزرنے والوں کے دلوں پر ہم مہر لگا دیتے ہیں (۷۴) پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے عزت دار لوگوں کے پاس بھیجا تو انھوں نے اکڑ دکھائی اور وہ مجرم لوگ تھے (۷۵) پھر ان کے پاس جب ہمارے پاس سے حق پہنچ گیا تو وہ بولے یہ تو کھلا جادو ہے (۷۶) موسیٰ نے کہا کہ کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آ پہنچا یہ کہتے ہو کیا یہ جادو ہے جبکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتے (۷۷) وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس طریقے سے ہٹادو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور ملک میں تم دونوں کی چودھراہٹ ہو اور ہم تو تم کو ماننے والے ہی نہیں[2] (۷۸)

---

(۱) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے تو ہمارے ساتھ جو کرسکو کر ڈالو اور اگر نہیں کرسکتے اور اس کے بعد بھی بات نہیں مانتے تو میری کوئی ذمہ داری نہیں، تم جانو میں تو اسلام پر ہوں، بس جب قوم نے نہ مانا تو وہ سب غرق کردیئے گئے پھر اس کے بعد بھی جب رسول آئے تو قوموں نے اسی طرح ان کو جھٹلایا (۲) ہر جگہ نہ ماننے والوں کی یہی رٹ ہوتی ہے کہ باپ دادا کے طریقوں کو کیسے چھوڑ دیں، قرآن مجید نے جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے اور اس کے نقصانات بیان کیے ہیں کہ اس کے ذریعہ آدمی عام طور پر حق سے محروم رہ جاتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾
فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ىِٕهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ
لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَي اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ
لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ
اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ
رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾

منزل۳

اورفرعون بولا کہ ہر ماہر جادوگر کو ہمارے پاس حاضر کرو (۷۹) پھر جب جادوگر آ گئے تو موسی نے ان سے کہا کہ تمھیں جو پھینکنا ہے پھینکو (۸۰) پھر جب انھوں نے پھینکا تو موسیٰ نے کہا کہ تم جولائے ہو وہ جادو ہے، اللہ اس کو جلد ہی مٹا کر رہے گا اللہ تعالیٰ فسادیوں کا کام ہرگز بننے نہیں دیتا (۸۱) اور اللہ سچ کو اپنے حکم سے سچ کر کے رہے گا خواہ مجرموں کو کیسا ہی برا لگے[۱] (۸۲) پھر موسی پر کوئی اور نہیں صرف ان کی قوم کے کچھ نوجوان فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے ڈرتے ایمان لائے کہ کہیں وہ ان کو مصیبت میں نہ ڈال دیں اور یقیناً فرعون ملک میں بڑا بنا ہوا تھا اور بلاشبہ وہ زیادتی کرنے والوں میں تھا (۸۳) اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرماں بردار ہو (۸۴) بس وہ بولے کہ ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے لیے تختۂ مشق مت بنا (۸۵) اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات عطا فرمادے (۸۶) اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کو وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر ہی میں اپنے مکانات کو ٹھکانہ بناؤ اور مکانات کو قبلہ (رو) کرلو اور نماز قائم کرو اور (موسیٰ) تم ایمان والوں کو خوش خبری سنادو[۲] (۸۷) اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں بڑی سج دھج اور دولت بخشی ہے، اے ہمارے رب! اس واسطے کہ وہ تیرے راستہ سے بہکائیں، اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے تو وہ (اس وقت تک) ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں[۳] (۸۸)

---

(۱) اور وہی ہوا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ان کی سب رسیاں نگل گئی، اس کے بعد ہونا یہ چاہیے تھا کہ سب ایمان لے آتے لیکن سوائے چند لوگوں اور جادوگروں کے اور کوئی ایمان نہ لایا (۲) اس میں بنو اسرائیل کو ایک حکم تو یہ ہے کہ مصر میں ہی رہیں ہجرت کی ضرورت نہیں اور ان کے لیے مسجدوں میں نماز پڑھنا لازم تھا اور مسجدیں ویران کردی گئی تھیں، اس لیے یہ اجازت دی گئی کہ گھر کے حصوں ہی میں نماز کی جگہیں بنالیں اور وہیں نمازیں ادا کریں، مسجدوں میں جانا ضروری نہیں (۳) حضرت موسیٰ جب ناامید ہو گئے تو انھوں نے بددعا کی۔

قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ
فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتّٰىٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ
اٰمَنْتُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ اٰمَنَتْ بِهِ بَنُوٓا إِسْرَآءِيلَ وَ
أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ
الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ
اٰيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَقَدْ
بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ
فَمَا اخْتَلَفُوا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾ فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ
مِّمَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٩٤﴾
وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ
الْخٰسِرِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا
يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾

منزل ۳

فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی بس تم دونوں جمے رہو اور ایسوں کا راستہ مت چلنا جو بے علم ہیں (۸۹) اور ہم نے بنو اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے شرارت اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بولا کہ میں نے مان لیا کہ اس معبود کے سوا کوئی معبود نہیں جس کو بنی اسرائیل نے مانا ہے اور میں مسلمان ہوں (۹۰) اب کیا ہوتا ہے جبکہ تو پہلے نافرمان رہا اور تو فسادیوں میں سے تھا (۹۱) بس آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو بعد والوں کے لیے (عبرت کی) ایک نشانی ہو جبکہ اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے لاپرواہ ہی ہیں[1] (۹۲) اور ہم نے بنو اسرائیل کو اچھا ٹھکانہ دیا اور صاف ستھری چیزوں کا رزق دیا تو وہ جھگڑے میں نہیں پڑے یہاں تک کہ "علم" ان کے پاس آ گیا، وہ جن چیزوں میں جھگڑتے رہے ہیں قیامت کے روز آپ کا رب اس کا فیصلہ کر دے گا[2] (۹۳) تو اگر آپ کو اس چیز میں کچھ شبہ ہو جو ہم نے آپ پر اتاری ہے تو آپ ان لوگوں سے دریافت کر لیجیے جو آپ کے پہلے سے کتاب پڑھ رہے ہیں، آپ کے پاس تو آپ کے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے تو آپ ہرگز شبہ کرنے والوں میں نہ ہوں (۹۴) اور آپ ہرگز ان لوگوں میں بھی نہ ہوں جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہ آپ بھی نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائیں[3] (۹۵) بلاشبہ جن پر آپ کے رب کی بات طے ہو چکی وہ ایمان لانے والے نہیں (۹۶) خواہ ان کے پاس ہر نشانی آ جائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں گے[4] (۹۷)

---

(۱) اللہ کا قانون یہی ہے کہ عذاب آ جانے کے بعد ایمان معتبر نہیں ہوتا، اللہ نے فرعون کی لاش کو محفوظ رکھا اور وہ دریا کے اوپر تیرتی رہی تاکہ سب دیکھنے والے دیکھ لیں کہ "أنا ربكم الأعلى" کا نعرہ لگانے والا کیسا بے بس ہے، موجودہ تحقیق یہ ہے کہ قاہرہ کے میوزیم میں جس فرعون کی لاش ہے یہ وہی فرعون ہے جو موسیٰ کے زمانہ میں غرق ہوا، اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو یہ اس آیت کی صداقت کی کھلی ایک دلیل بھی ہے کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب لوگوں کو معلوم بھی نہیں تھا کہ فرعون کی لاش اب بھی محفوظ ہے، تاریخی طور پر اس کا انکشاف بہت بعد میں ہوا (۲) یعنی ان کو آسمانی کتابوں میں نبی آخر الزماں کے تذکرہ پر پورا یقین تھا پھر جب وہ نبی آ گیا تو وہ جھگڑا پیدا کرنے لگے (۳) اس میں درحقیقت دوسروں کو سنانا مقصود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ انتباہ کیا جا رہا ہے تو دوسروں کو کس قدر محتاط ہونا چاہیے (۴) اللہ کی طرف سے یہ بات ان ہی کے لیے طے ہوتی ہے جو اللہ سے بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اس نورِ فطرت کو بجھا دیتے ہیں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھا ہے ارشاد ہے "فَلَمَّا زَاغُوٓا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ" جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا، ایسے لوگوں سے ہدایت کی توفیق ہی سلب ہو جاتی ہے۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ
اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ
اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ
اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ
اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا
يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي
الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا
مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ
مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ
حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ
شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ
لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

ع

منزل۳

بس ایسا کیوں نہ ہوا کہ کوئی بستی ایمان لے آتی تو اس کا ایمان اس کے کام آتا سوائے یونس کی قوم کے جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان پر سے رسوائی کا عذاب ہٹادیا اور ایک مدت تک ان کو مزے میں رکھا[1] (۹۸) اور اگر آپ کے رب کی مشیت ہی ہوتی تو دنیا کے سب ہی لوگ ضرور ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے کہ وہ ایمان والے ہوجائیں[2] (۹۹) اور کسی شخص کے بس میں نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور اللہ ان لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو بے عقلی کرتے ہیں (۱۰۰) کہہ دیجیے کہ دیکھو کیا کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور نشانیاں اور خبردار کرنے والے، ایسے لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاسکتے جو مانتے نہیں (۱۰۱) تو کیا وہ ان لوگوں کے جیسے دنوں کا انتظار کررہے ہیں جوان سے پہلے گزر چکے ہیں، کہہ دیجیے کہ بس تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں (۱۰۲) پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کو نجات دیتے ہیں، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو بچالیں (۱۰۳) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین میں کچھ شک ہے تو میں تو اللہ کے سوا ان کو نہیں پوجتا جن کو تم پوجتے ہو البتہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں ایمان والوں میں رہوں (۱۰۴) اور یہ کہ اپنے رخ کو صرف دین کی طرف ہی رکھنا اور کہیں مشرکوں میں نہ ہوجانا (۱۰۵) اور اللہ کے علاوہ کسی ایسے کو مت پکارنا جو تمہیں نہ نفع پہنچاسکے نہ نقصان پہنچاسکے بس اگر آپ نے ایسا کیا تو ضرور آپ ناانصافوں میں ہوجائیں گے[3] (۱۰۶)

---

(۱) اللہ کا قانون یہی ہے کہ عذاب آجانے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی، حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو عذاب سے ڈرایا پھر بھی جب انھوں نے نہ مانا تو وہ عذاب کی پیشگوئی کرکے چلے گئے، قوم کو جب ایسی علامتیں نظر آئیں جن سے ان کو حضرت یونس کے سچے ہونے کا یقین ہوگیا تو وہ توبہ کرنے اور گڑگڑانے لگے، اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی اور عذاب سے بچالیا (۲) اللہ تعالیٰ سب کو زبردستی مسلمان بناسکتا تھا لیکن چونکہ دنیا کے دارالامتحان میں ہر شخص سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنی مرضی اور اختیار سے ایمان لائے اس لیے زبردستی کسی کو مسلمان کرنا نہ اللہ کا طریقہ ہے اور نہ کسی اور کے لیے یہ عمل مناسب ہے، بس جو شخص اپنی سمجھ کا صحیح استعمال کرکے ایمان لانا چاہتا ہے اللہ اسے توفیق دیتا ہے اور جو عقل سے کام نہیں لیتا اس پر کفر کی گندگی مسلط کردی جاتی ہے (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے پوری امت کو متوجہ کیا جارہا ہے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور اگر اللہ تمہیں کسی تکلیف میں ڈال دے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمالے تو اس کے فضل کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے اسے عطا کرے اور وہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۰۷) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ پہنچا بس جو سچے راستہ پر چلا تو وہ اپنے بھلے کے لیے سچے راستہ پر چلتا ہے اور جو راستہ بھٹک گیا تو اپنے برے کے لیے راستہ بھٹکتا ہے اور میں تم پر کوئی داروغہ نہیں ہوں (۱۰۸) اور جو وحی آپ پر آئی ہے آپ اسی پر چلتے رہیے اور جمے رہیے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرمادے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے[۱] (۱۰۹)

سورۂ ھود

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۣ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

منزل ۳

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الرٰ، (یہ وہ) کتاب ہے جس کی آیتیں جانچ لی گئیں ہیں پھر ان کو کھول دیا گیا ہے، ایک حکمت والے خوب خبر رکھنے والے کی طرف سے (۱) کہ تم بندگی صرف اللہ ہی کی کرو، بلاشبہ میں اس سے تمہیں ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں (۲) اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت چاہو پھر اسی کی طرف رجوع کرو تو وہ تمہیں ایک مقرر وعدہ تک خوب مزے میں رکھے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ اجر دے گا اور اگر تم نے منہ موڑا تو مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۳) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز کی پوری قدرت رکھتا ہے (۴) دیکھو وہ اپنے سینوں کو دوہرا رکھتے ہیں تاکہ اس (اللہ) سے چھپائے رکھیں، یاد رکھو جب وہ اپنے کپڑے پہنتے ہیں (تو بھی) جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں وہ (سب کچھ) جانتا ہے وہ تو سینوں کے اندر کی باتوں سے خوب واقف ہے[۲] (۵)

---

(۱) تبلیغ کا جو کام میں کرسکتا تھا میں نے کر دیا، اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے، اس سے زیادہ مجھے اختیار نہیں (۲) امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ بعض صحابہ شرم و حیا کے غلبہ کی وجہ سے استنجا اور مباشرت کے وقت بھی ستر ظاہر کرتے ہوئے جھجکتے تھے اور اپنا سینہ جھکا لیتے اور ستر کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے، ان حضرات کو ایک طرح سے تنبیہ کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں دیکھتا ہے ہر چیز اس کے سامنے ہے پھر بے جا تکلف اور غلو کی ضرورت نہیں یہ دین کے مزاج کے خلاف ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ
يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٦ وَ
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ
عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتَ
إِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِنْ
هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلٰى أُمَّةٍ
مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا
عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٨ وَلَئِنْ أَذَقْنَا
الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ إِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝٩
وَلَئِنْ أَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ
السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ إِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝١٠ إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝١١
فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى إِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ
صَدْرُكَ أَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَآءَ مَعَهٗ
مَلَكٌ إِنَّمَآ أَنْتَ نَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝١٢

منزل ۳

اور زمین میں جو بھی چلنے پھرنے والا ہے اس کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے اور جہاں وہ رہتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اس سے وہ واقف ہے، سب کچھ کھلی کتاب میں موجود ہے[1] (۶) اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا[2] فرمایا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ کون تم میں سب سے بہتر عمل کرنے والا ہے اور اگر آپ ان سے کہیں کہ تم مرنے کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے تو انکار کرنے والے یقیناً یہی کہیں گے کہ یہ کھلے ہوئے جادو کے سوا کچھ نہیں (۷) اور اگر ہم عذاب کو ان سے ایک طے شدہ مدت تک مؤخر کردیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ کس نے اس کو روک رکھا ہے، خبردار ہوجاؤ جس دن بھی وہ ان پر آجائے گا تو پھر وہ ان سے ٹلائے نہیں ٹلے گا اور جس پر وہ (اب تک) ہنسی کرتے رہے تھے وہ سب کچھ ان ہی پر الٹ پڑے گا (۸) اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں پھر اس کو چھین لیتے ہیں تو وہ بڑا مایوس، سخت ناشکرا ہوکر رہ جاتا ہے (۹) اور اگر تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچ چکی ہو راحت کا مزہ چکھائیں تو وہ کہے کہ میرے سب دَلِدَّر دور ہوگئے یقیناً (اس وقت) وہ اِترا کر شیخیاں بگھارنے لگتا ہے (۱۰) سوائے ان لوگوں کے جو ثابت قدم رہے اور انھوں نے اچھے کام کیے ایسوں ہی کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے[3] (۱۱) تو بھلا کیا آپ اس میں سے کچھ چھوڑ بیٹھیں گے جو وحی آپ پر کی جارہی ہے اور آپ کا سینہ اس سے تنگ ہونے لگے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پر خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا، آپ تو بس ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا ذمہ دار ہے[4] (۱۲)

---

(۱) جہاں زمین میں رہا اور جہاں مرنے کے بعد سونپا جائے گا وہ اور اس کے آگے سب اللہ کے سامنے ہے (۲) چاہتا تو لمحہ میں پیدا فرماتا لیکن اس کی حکمت اسی کی مقتضی ہوئی (۳) نہ ماننے والے کسی صورت میں نہیں مانتے، تکلیف کے بعد راحت ہو تو انسان سمجھتا ہے کہ بس راحت ہی راحت ہے (۴) مشرکین کا کہنا تھا کہ آپ بتوں کو باطل کہنا چھوڑ دیں ہمارا جھگڑا ختم ہوجائے گا، اسی پر کہا جارہا ہے کہ بھلا آپ کچھ چھوڑ تو سکتے نہیں تو ان کے مطالبوں پر جی تنگ نہ کریں، آپ پیغام پہنچادیں پھر ان کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ
ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۳﴾
فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّا إِلٰهَ
إِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ
زِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمٰلَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿۱۵﴾
أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا
صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتٰبُ مُوسٰٓى
إِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ أُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهِ مِنَ
الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ أُولٰٓئِكَ يُعْرَضُونَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ
يَقُولُ الْأَشْهَادُ هٰٓؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ أَلَا
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ ﴿۱۸﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ
اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ﴿۱۹﴾

کیا وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کو گڑھ لیا ہے؟ کہیے تو تم گڑھ کر اس جیسی دس سورتیں ہی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو (۱۳) پھر اگر وہ تمہارا کہا نہیں کرتے تو جان لو کہ وہ تو اللہ کے علم کے مطابق ہی اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا اب تسلیم کرتے ہو[1] (۱۴) جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہو تو ہم اسی میں اس کے اعمال (کا بدلہ) پورا پورا دے دیں گے اور اس میں ان کے ساتھ کچھ کمی نہیں کی جائے گی (۱۵) ایسوں کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ہے اور دنیا میں انھوں نے جو کچھ کیا دھرا سب برباد ہوا اور ان کے سب کام ملیامیٹ ہوئے (۱۶) بھلا جو شخص اپنے رب کے کھلے راستہ پر ہے اور اس سے اس کو گواہی ملتی ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (سے بھی گواہی مل چکی ہے) جو راہ نما اور رحمت ہے وہی لوگ اس (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی گروہ اس کا انکار کریں گے تو ان کے لیے دوزخ ہی طے ہے تو آپ اس کے بارے میں ذرا بھی شک میں نہ پڑیں بلاشبہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ مانتے نہیں (۱۷) اس سے بڑھ کر نا انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ ایسوں کو ان کے رب کے سامنے پیش کیا جائے گا اور گواہ کہیں گے یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا، یاد رکھو! ناانصافوں پر اللہ کی پھٹکار ہے (۱۸) جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی کی تلاش میں رہتے ہیں اور وہی ہیں جو آخرت کے منکر ہیں[2] (۱۹)

---

(۱) دس سورتیں قرآن جیسی بنا کر لانے کا چیلنج دیا گیا، بعد میں صرف ایک ہی سورت بنا کر لانے کو کہا گیا مگر مشرکین جن کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے اور بے بس ہو کر رہ گئے، انھوں نے اسلام کو مٹانے کی ساری کوشش کر ڈالی مگر یہ کام ان سے ہو ہی نہ سکا مگر اس کے باوجود ہٹ دھرمی پر قائم رہے اس لیے کہ ان کا مطمح نظر صرف دنیا ہی تھی، اللہ آگے فرماتا ہے کہ ان کے لیے دنیا ہی میں سب کچھ ہے اور آخرت میں سوائے جہنم کے کچھ نہیں (۲) قرآن مجید خود ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' کا مصداق ہے اور تورات میں بھی اس کی پیشین گوئی اور گواہی موجود ہے تو جو اس قرآنی راستہ کو اختیار کرتا ہے وہ اس کو مانتا ہے اور جو نہیں مانتے وہی ہیں، جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس کی تدبیریں تلاش کرتے ہیں یہی لوگ جہنمی ہیں۔

أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿٢٨﴾

ممکن نہیں کہ یہ لوگ زمین میں (اللہ کو) بے بس کردیں اور ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار بھی نہیں، ان کے لیے عذاب دوگنا کردیا جائے گا، نہ ہی ان کے بس میں سننا تھا اور نہ ہی وہ دیکھتے تھے (۲۰) یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنا نقصان کیا اور جو کچھ وہ گڑھا کرتے تھے وہ سب ہوا ہوگیا (۲۱) لامحالہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے[۱] (۲۲) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور وہ اپنے رب کی طرف جھک گئے وہی جنت والے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۲۳) دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور ایک دیکھتا اور سنتا، کیا دونوں کا حال ایک ہی جیسا ہوسکتا ہے، کیا پھر بھی تم دھیان نہیں کرتے (۲۴) اور بلاشبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا (انھوں نے کہا کہ) میں تمہیں صاف صاف ڈراتا ہوں (۲۵) کہ صرف اللہ کی بندگی کرو، مجھے تم پر دردناک دن کے عذاب کا ڈر ہے (۲۶) تو عزت دار لوگ بولے جو ان کی قوم میں منکر تھے کہ تم تو ہمیں اپنے جیسے انسان نظر آتے ہو اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تمہاری بات وہی لوگ مانتے ہیں جو ہم میں سب سے گھٹیا ہیں (اور وہ بھی) سطحی رائے قائم کرکے اور ہمیں اپنے اوپر تمہاری کوئی برتری نظر نہیں آتی بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں[۲] (۲۷) انھوں نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی جانب سے کھلی دلیل کے ساتھ ہوں اور اس کے پاس سے مجھے رحمت ملتی ہے پھر وہ تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہے تو کیا میں اس کو تمہارے سر مڑھ دوں جبکہ تم اس کو سخت ناپسند کرتے ہو[۳] (۲۸)

---

(۱) اللہ نے ان کو سننے اور دیکھنے کی طاقت دی تھی لیکن انھوں نے اللہ کی کتابوں اور رسولوں کے بارے میں اپنے آپ کو اندھا بہرا کرلیا اور نقصان اٹھا گئے، آگے اسی کی مزید وضاحت ہے کہ کیا ایسے اندھے بہرے ان کے برابر ہوسکتے ہیں جو دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں (۲) ہر رسول پر ابتداء میں ایمان لانے والے کمزور ہی ہوتے ہیں، ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں زیادہ تر کون لوگ ہیں؟ ابوسفیان نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ۔ ہرقل بولا کہ نبی پر ایمان لانے والوں میں جو لوگ سبقت کرتے ہیں وہ کمزور ہی ہوتے ہیں (۳) یعنی میں دکھا تو نہیں سکتا اور نہ زبردستی کرسکتا ہوں جتنا میں کرسکتا تھا میں نے کردیا۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْـهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰي نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

ع ۳

منزل۳

اور اے میری قوم! میں اس پر تم سے کوئی دولت نہیں مانگتا، میری اجرت تو اللہ ہی کے ذمہ ہے اور جو ایمان لا چکے ہیں میں ان کو دھتکار نہیں سکتا، یہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں البتہ میں دیکھتا ہوں کہ تم (بڑے) نادان لوگ ہو(۲۹) اور اے میری قوم! اگر میں انھیں دھتکار دوں تو کون مجھے اللہ سے بچائے گا، کیا تم دھیان نہیں کرتے[۱] (۳۰) اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں ڈھکے چھپے سے بھی واقف نہیں اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں[۲] اور نہ میں ان لوگوں کے بارے میں جو تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ ان کو کبھی بھلائی دے گا ہی نہیں، ان کے جی میں جو بھی ہے اللہ اس کو خوب جانتا ہے، اگر میں ایسا کہوں تو یقیناً میں ہی ناانصاف ہوں[۳] (۳۱) وہ بولے اے نوح تم نے ہم سے بحث کرلی اور بہت بحث کی اب اگر تم سچے ہی ہو تو جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ ہمارے سامنے لے آؤ(۳۲) انھوں نے کہا اس کو تو اللہ ہی اگر چاہتا ہے لاتا ہے اور تم (اس کو) بے بس نہیں کرسکتے (۳۳) اور اگر میں نصیحت کرنا بھی چاہوں تو میری نصیحت تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی، اگر اللہ ہی نے تمہیں بے راہ کرنے کا ارادہ فرمالیا ہو، وہی تم سب کا رب ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے (۳۴) کیا وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کو گڑھ لیا ہے؟ کہہ دیجیے کہ اگر میں نے گڑھ بھی لیا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے اور تم جو جرم کرتے جاتے ہو میرا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں[۴] (۳۵) اور نوح کے پاس وحی آئی کہ جو ایمان لا چکے ان کے علاوہ تمہاری قوم میں ہرگز اب کوئی ایمان نہ لائے گا تو تم ان کے کرتوتوں پر غم نہ کھاؤ[۵] (۳۶) اور ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ اور ظالموں کے سلسلہ میں ہم سے بات مت کرنا وہ غرق ہو کر رہیں گے (۳۷)

---

(۱) ایمان لانے والے معمولی پیشہ کے لوگ تھے، مشرکین چاہتے تھے کہ ان کو الگ کردیا جائے، اسی کا جواب ہے کہ وہ اللہ والے لوگ ہیں میں ان کو دھتکار دوں تو اس پر میری پکڑ ہوگی پھر کون مجھے بچائے گا (۲) یہ اسی جاہلانہ خیال کی تردید ہے کہ اللہ کے کسی پیغمبر یا ولی کے پاس ہر طرح کے اختیارات ہونے چاہئیں، اسے غیب کی ساری باتوں کا علم ہونا چاہیے یا اسے فرشتہ ہونا چاہیے، حضرت نوح نے صاف صاف ان خیالات کی تردید فرمادی اور کئی جگہ نبیوں کی زبانی بات صاف کردی گئی ہے کہ ان کا کام صحیح بات بتانا اور سچے راستہ کی رہنمائی کرنا ہے (۳) ایمان والوں کے بارے میں مشرکین کہتے تھے کہ یہ سچے دل سے ایمان نہیں لائے اس کا جواب ہے کہ ان کے دل کو تو اللہ ہی جانتا ہے، میں کیسے یہ بات کہہ دوں (۴) ان واقعات کو سن کر مشرکین مکہ کہتے تھے کہ سب گڑھی ہوئی چیزیں ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ کہا جارہا ہے کہ تم جو کہہ رہے اور کررہے ہو وہ تم بھگتو گے اور میری ذمہ داری میرے اوپر ہے۔ (۵) حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال سمجھاتے رہے پھر اللہ کا حکم آیا کہ یہ ماننے والے نہیں، اب تم ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کرو، جلد ہی سب سیلاب میں غرق کردیئے جائیں گے، وہ کشتی کیا تھی پانی کا پورا جہاز تھا۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾

منزل ۳

اور وہ کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کے عزت دار لوگ ان کے پاس سے گزرتے وہ ان کا مذاق بناتے، وہ بولے کہ اگر تم ہماری ہنسی کرتے ہو تو (ایک وقت آئے گا) جیسے تم ہنسی کر رہے ہو ہم تمہاری ہنسی کریں گے[1] (۳۸) بس جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر کے چھوڑے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے (۳۹) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور زمین اُبل پڑی ہم نے کہا کہ اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو دو کو سوار کر لو اور اپنے گھر والوں کو بھی سوائے ان کے جن پر حکم نافذ ہو چکا اور ایمان والوں کو بھی، اور ان کے ساتھ اکا دکا لوگ ہی ایمان لائے تھے (۴۰) اور انھوں نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے، بلاشبہ میرا رب بڑی بخشش فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے[2] (۴۱) اور وہ (کشتی) ان (سب) کو لے کر پہاڑوں کی طرح موج میں چل رہی تھی، اور نوح نے اپنے فرزند کو آواز دی جبکہ وہ ایک کنارے پر تھا کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ شامل نہ ہو (۴۲) وہ بولا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیے لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا، انھوں نے کہا کہ اللہ کے حکم سے آج کوئی بچانے والا نہیں سوائے اس کے جس پر وہ رحم فرما دے، بس موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی تو وہ ڈبو دیئے جانے والوں میں رہ گیا (۴۳) اور حکم آیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور کام پورا ہوا اور وہ (کشتی) جودی[3] (پہاڑ) پر آ لگی اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئے ظالم (رحمت خداوندی سے) (۴۴) اور نوح نے اپنے رب کو پکارا تو کہا اے میرے رب میرا بیٹا میرے گھر ہی کا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب منصفوں سے بڑھ کر منصف ہے (۴۵)

---

(۱) تم یہ سوچ کر ہنستے ہو کہ جہاز کیا ہوگا یہاں نہ دریا نہ سمندر اور ہم اس لیے ہنستے ہیں کہ بحکم خدا جب ہر طرف پانی ہی پانی ہوگا تو تمہارا کیا ہوگا (۲) حضرت نوح نے اہل ایمان کو تسلی دی کہ یہ جہاز اللہ کے حکم پر مامور ہے، ڈرنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے (۳) جودی کوہستان ارارات کی اس چوٹی کا نام ہے جو شمالی عراق میں واقع ہے، پہاڑیوں کا یہ سلسلہ کردستان سے آرمینیا تک پھیلا ہوا ہے، سطح زمین سے اس کی بلندی تین ہزار فٹ ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا
تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ
بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾
قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ
مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾
تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ
وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾
وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ
اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾
وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ
عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ
بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

منزل ۳

فرمایا اے نوح! وہ تیرے گھر کا نہیں، اس کے کرتوت اچھے نہیں ہیں تو تم مجھ سے ایسی چیز کا سوال مت کرو جو تم جانتے ہی نہیں، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تم نادانوں میں نہ ہو جاؤ (۴۶) انھوں نے کہا اے میرے رب میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جو میں جانتا نہیں اور اگر تو نے مجھے بخش نہ دیا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں نقصان اٹھا جاؤں گا (۴۷) ارشاد ہوا کہ اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جاؤ تمہارے اوپر بھی اور ان جماعتوں پر بھی جو تمہارے ساتھ ہیں، اور کتنی قومیں ہیں جن کو ہم آگے عیش دیں گے پھر وہ ہماری طرف سے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گی[۱] (۴۸) یہ غیب کی وہ خبریں ہیں جو ہم آپ کو بھیج رہے ہیں نہ اس سے پہلے آپ ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، تو آپ ثابت قدم رہیں بلاشبہ نتیجہ پرہیزگاروں ہی کے حق میں ہے[۲] (۴۹) اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انھوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو، تمہارے لیے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تم سب تو لپاڑیے ہو[۳] (۵۰) اے میری قوم! میں اس پر تم سے اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اس ذات کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا، کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے (۵۱) اور اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اسی کی طرف رجوع کرو، وہ اوپر سے تم پر موسلادھار بارش برسائے گا اور تمہاری طاقت میں اور طاقت کا اضافہ کردے گا اور مجرم ہو کر مت پھرو[۴] (۵۲) وہ بولے اے ہود! تم کوئی کھلی نشانی لے کر تو آئے نہیں اور ہم صرف تمہارے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہی ہم تم پر یقین کرنے والے ہیں (۵۳)

---

(۱) یہ اشارہ ہے کہ آگے پھر لوگ بھٹکیں گے اور ہلاک کیے جائیں گے (۲) گزشتہ حقائق و واقعات جس کا علم کسی کو نہ تھا ان کا بیان کرنا بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو وحی الٰہی سے یہ باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۳) توحید ہی اصل ہے، باقی جو تم نے معبود بنا رکھے ہیں وہ سب جھوٹ اور افترا پردازی ہے (۴) شروع میں اللہ تعالیٰ نے انھیں قحط میں مبتلاء کر دیا تھا تاکہ وہ اپنی غفلت سے ہوش میں آئیں، حضرت ہود علیہ السلام اسی کو یاد دلا رہے ہیں کہ یہ ایک تازیانہ ہے، اب بھی اگر تم توبہ کر لو تو اللہ بارشیں برسا دے گا اور تمہیں نہال کر دے گا۔

إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ
وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا
ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ
إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِن
تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا
غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَ
لَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ
نَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي
هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ
أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ
وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ
مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَن
نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾

منزل ۳

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض دیوتاؤں نے تم کو برائی میں جکڑ لیا ہے[1] انھوں نے فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں اس سے بیزار ہوں جس کو تم شریک کرتے ہو (۵۴) اس کے سوا بس تم سب مجھ پر داؤں چلاؤ پھر مجھے مہلت بھی نہ دو (۵۵) میں نے تو اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، جو بھی چلنے پھرنے والا ہے اس کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے، بلاشبہ میرا رب سیدھی راہ پر ہے (۵۶) پھر بھی اگر تم روگردانی کروگے تو جو تمہارے لیے میں لے کر آیا ہوں وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے اور تمہارے علاوہ اللہ کسی دوسری قوم کو تمہاری جگہ آباد کر دے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے بلاشبہ میرا رب ہر چیز کا نگہبان ہے[2] (۵۷) اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان کو ہم نے سخت عذاب سے محفوظ رکھا (۵۸) اور یہ تھے عاد جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش ہٹ دھرم کی بات مانی (۵۹) اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگ گئی اور قیامت کے دن بھی، سن لو عاد نے اپنے رب کو نہ مانا، سن لو ہود کی قوم عاد کو دھتکار دیا گیا (۶۰) اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے زمین سے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو آباد کیا تو اس سے مغفرت چاہو پھر اسی کی طرف رجوع کرو، بلاشبہ میرا رب قریب ہی ہے قبول کرنے والا ہے (۶۱) وہ بولے اے صالح! ہم میں اس سے پہلے تو تم سے بڑی امیدیں تھیں، کیا تم ہمیں اس کی پوجا سے روکتے ہو جس کی پوجا ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے، اور تم ہمیں جس کی دعوت دیتے ہو اس میں تو ہمیں شبہ ہے ایسا کہ دل ہی نہیں ٹھہرتا (۶۲)

---

(۱) مشرکوں نے کہا کہ تم چونکہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہو اس لیے انھوں نے تم کو مصیبت میں جکڑ لیا ہے اور تم ہوش و حواس کھو بیٹھے ہو (۲) حضرت ہود نے فرمایا تم جو کر سکتے ہو کر ڈالو، میں نے اپنے رب پر بھروسہ کیا، سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے، اگر تم نہیں مانو گے تو تباہ ہو کر رہو گے اور اللہ تعالیٰ دوسرے کو تمہاری جگہ آباد کر دے گا اور یہی ہوا، نہ ماننے کے نتیجہ میں وہ دھتکارے گئے اور عذاب میں مبتلا ہوئے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

منزل۳

انھوں نے کہا اے میری قوم! تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور مجھے اس نے اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائی پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو کون مجھے اس سے بچائے گا تو سوائے نقصان پہنچانے کے تم مجھے اور کیا دو گے (۶۳) اور اے میری قوم! یہ اونٹنی اللہ کی تمہارے لیے ایک نشانی ہے، تو اسے چھوڑے رکھو اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو کوئی تکلیف مت دینا ورنہ جلد ہی عذاب تمہیں آ پکڑے گا (۶۴) بس انھوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تو (صالح نے) کہا اپنے گھروں میں تین دن مزے کرلو، یہ وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں (۶۵) پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی (محفوظ رکھا) بلاشبہ آپ کا رب زور آور ہے زبردست ہے (۶۶) اور ظالموں کو چنگھاڑ نے دبوچ لیا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منھ پڑے رہ گئے (۶۷) گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے، سن لو ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا، سن لو ثمود کو دھتکار دیا گیا[1] (۶۸) اور ہمارے قاصد ابراہیم کے پاس بشارت لے کر پہنچے، انھوں نے سلام کیا (جواب میں) انھوں نے کہا (تم پر بھی) سلام پھر جلد ہی ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹) پھر جب انھوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ ادھر بڑھ ہی نہیں رہے ہیں تو ان کو ان سے وحشت سی ہوئی اور ان سے کچھ ڈر محسوس ہوا وہ بولے آپ گھبرائیں نہیں ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (۷۰) اور ان کی بیوی کھڑی تھیں تو وہ ہنسیں پھر ہم نے انھیں اسحٰق کی بشارت دی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی (۷۱) وہ بولیں ہائے خاک پڑے کیا میں بچہ جنوں گی اور میں بڑھیا اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے[2]! (۷۲)

(۱) قوم ثمود کی طرف جس کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے، جب انھوں نے شرک پر نکیر کی تو قوم دشمن ہوگئی اور یوں کہا کہ تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں سب تم نے خاک میں ملا دی، پھر انھوں نے نشانی کا مطالبہ کیا، اللہ نے ایک اونٹنی پہاڑ سے نکال دی جو بڑی دیو ہیکل تھی اور حکم ہوا کہ اس کے چرنے کا اور پانی پینے کا ایک دن طے ہوگا اس دن اور جانور گھاٹ پر نہیں آئیں گے اور اس کو چھوڑے رکھا جائے جہاں چاہے کھائے پیئے، کوئی ذرا بھی اس کو ہاتھ نہ لگائے، یہ بات قوم کو برداشت نہ ہوئی اور ایک بدبخت نے اس کو مار ڈالا بس پھر وہ عذاب کا شکار ہوئے، ایک زبردست چنگھاڑ تھی اس کے ساتھ عجیب سی کپکپی طاری ہونے لگی اور سب پڑے کے پڑے رہ گئے (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے، مہمانوں کو دیکھ کر انتظام میں لگ گئے بھنا ہوا بچھڑا سامنے لاکر رکھا، جب دیکھا کہ وہ کھاتے ہی نہیں تو پریشان ہوئے پھر جب معلوم ہوا کہ فرشتے ہیں تو اطمینان ہوا اور اہلیہ بھی خوش ہوئیں اور ہنس دیں پھر فرشتوں نے اولاد کی بشارت دی۔

قَالُوٓا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرٰهِيمَ الرَّوْعُ
وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجٰدِلُنَا فِى قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرٰهِيمَ
لَحَلِيمٌ أَوّٰهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يٰٓإِبْرٰهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَآ ۖ إِنَّهُ قَدْ
جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ ءَاتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا
جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِىٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هٰذَا
يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ
كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّـَٔاتِ ۚ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِى هُنَّ أَطْهَرُ
لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ فِى ضَيْفِىٓ ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ
رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِى بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ
وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِى بِكُمْ قُوَّةً أَوْ
ءَاوِىٓ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يٰلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ
لَنْ يَصِلُوٓا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا
يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَآ أَصَابَهُمْ ۚ
إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾

انھوں نے کہا کہ آپ کو اللہ کے حکم پر تعجب ہے، اے گھر والو! تم پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بلاشبہ وہ ہر تعریف کا مستحق بڑی شان والا ہے (۷۳) پھر جب ابراہیم کا ڈر دور ہوا اور خوش خبری بھی مل گئی تو وہ ہم سے لوط کی قوم کے سلسلہ میں بحث کرنے لگے (۷۴) بیشک ابراہیم تو بڑے بردبار بڑے نرم دل بڑے انابت والے تھے (۷۵) اے ابراہیم اس کو چھوڑو، یہ تو تمہارے رب کا فیصلہ آچکا اور ان پر تو عذاب آکر رہے گا وہ لوٹنے والا نہیں[۱] (۷۶) اور جب ہمارے قاصد لوط کے پاس پہنچے تو ان کا (آنا) ناگوار گذرا اور ان سے کڑھن محسوس کی اور کہا آج کا دن بڑا کٹھن ہے (۷۷) اور ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس بھاگم بھاگ پہنچے اور پہلے بھی وہ برائیاں کرتے رہے تھے (لوط نے) کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمہارے لیے زیادہ پاک ہیں تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے سلسلہ میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ہے (۷۸) وہ بولے کہ تم جانتے ہو کہ تمہاری بیٹیوں کا ہمیں کچھ دعویٰ نہیں اور تم تو جانتے ہی ہو جو ہم چاہتے ہیں (۷۹) انھوں نے کہا کاش کہ تم پر میرا کچھ زور ہوتا یا میں کسی مضبوط آسرے کی پناہ لیتا (۸۰) انھوں نے کہا اے لوط! ہم آپ کے رب کے قاصد ہیں، یہ آپ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جایئے اور آپ میں سے کوئی پیچھے رخ بھی نہ کرے سوائے آپ کی بیوی کے، وہ بھی اسی عذاب کا شکار ہوگی جس عذاب کا شکار یہ ہوں گے، صبح کا وقت ان کے لیے طے ہے، صبح میں اب دیر ہی کیا ہے[۲] (۸۱)

---

(۱) حضرت ابراہیم بڑے نرم دل تھے، انھوں نے حضرت لوط کی قوم کے لیے مزید مہلت چاہی وہ اللہ کے بڑے لاڈلے پیغمبر تھے، محبت بھرے انداز میں اس کا جواب دیا گیا کہ ابراہیم یہ سب چھوڑو، اللہ کا فیصلہ آچکا اب اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی (۲) حضرت لوط کی قوم بدفعلی اور ہم جنسی میں مبتلا تھی، جب حضرت لوط کے پاس فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے تو قوم کے بدقماش لوگ پہنچ گئے، حضرت لوط گھبرائے کہ ان کی قوم کے لوگ ان کے مہمانوں کو ہوس کا نشانہ نہ بنائیں، چونکہ وہاں اس وقت ان کی قوم کے لوگ نہیں تھے اس لیے گھبراہٹ میں ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ مجھے کوئی مضبوط آسرا مل جاتا، انھوں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ ہماری قوم کی بیٹیاں تم میں موجود ہیں جو ہماری بیٹیوں ہی کی طرح ہیں، تم فطرت کے مطابق ان سے اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو، وہ تمہارے نکاح میں ہیں، پھر فرشتوں نے خبر دی کہ ہم اللہ کے قاصد ہیں عذاب لے کر آئے ہیں، ان کا ہم پر کوئی زور نہیں چل سکتا آپ اپنے گھر والوں کو لے کر راتوں رات نکل جائیں صبح آتے ہی عذاب ان پر آجائے گا، ان کی بیوی کافرہ تھی اس لیے بتادیا گیا کہ وہ کافروں میں ہی رہ جائے گی اور ہلاک ہوگی۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۙ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ بِبَعِيۡدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ وَلَا تَـنۡقُصُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ اِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ بِخَيۡرٍ وَّاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ مُّحِيۡطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوۡا يٰشُعَيۡبُ اَصَلٰوتُكَ تَاۡمُرُكَ اَنۡ نَّتۡرُكَ مَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِىۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنۡتَ الۡحَـلِيۡمُ الرَّشِيۡدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَرَزَقَنِىۡ مِنۡهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُخَالِفَكُمۡ اِلٰى مَاۤ اَنۡهٰٮكُمۡ عَنۡهُ ؕ اِنۡ اُرِيۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ ﴿۸۸﴾

منزل ۳

پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے وہ بستی اوپر کی نیچے کر ڈالی اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تہہ بہ تہہ برسائے (۸۲) جو آپ کے رب کی طرف سے خاص نشان والے تھے اور وہ (بستی) ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں[۱] (۸۳) اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ میں اور تول میں کمی مت کرو، میں تمہیں بڑے مزے میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۸۴) اور میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ کو اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم مت کرو اور زمین میں بگاڑ مچاتے مت پھرو (۸۵) جو اللہ کا دیا بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو اور میں کوئی تمہارا نگراں تو ہوں نہیں (۸۶) وہ بولے اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہی سکھاتی ہے کہ جس کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے اس کو ہم چھوڑ دیں یا اپنے مالوں میں جو چاہیں وہ کرنا چھوڑ دیں؟ تم تو بڑے بردبار نیک انسان ہو[۲] (۸۷) انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور اس سے مجھے اچھا رزق ملتا ہو (پھر وہ تمہیں سجھائی نہیں دیتا ہو تو کیا میں زبردستی اس کو تمہارے سر مڑھ دوں[۳]) اور میں نہیں چاہتا کہ جس سے میں تمہیں روکتا ہوں خود میں اس کے خلاف کروں، میں تو صرف سنوارنا چاہتا ہوں جتنا بھی میں کر سکوں اور مجھے توفیق اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں (۸۸)

---

(۱) سدّوم کی اس آبادی کو فرشتوں نے اوپر اٹھا کر الٹا کر کے پٹخ دیا کہ وہ پوری زمین دھنس گئی، کہا جاتا ہے بحرمیت (Dead Sea) آج جس جگہ ہے اسی جگہ پر یہ بستی آباد تھی، یہ زمین کا سب سے نچلا حصہ ہے، قرآن مجید نے جو فرمایا کہ ''ہم نے وہ بستی اوپر کی نیچی کر ڈالی'' ہوسکتا ہے کہ ان الفاظ میں اس کی جغرافیائی تبدیلی کی طرف بھی اشارہ ہو اور اس قوم کی انتہائی نچلی حرکتوں کو یہ محسوس شکل دی گئی ہو، مکہ کے مشرک اپنے تجارتی سفروں میں وہاں سے گزرتے تھے اس لیے فرمایا جا رہا ہے کہ وہ ظالموں سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے، بظاہر ظالموں سے مراد مکہ کے مشرک ہیں (۲) مدین بڑا زرخیز علاقہ تھا جہاں حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے، حضرت شعیب کی قوم بداعتقادی کے ساتھ مالی خیانتوں میں مبتلا تھی، ان کی وہی سرمایہ دارانہ ذہنیت تھی جو آج بھی پائی جاتی ہے کہ ہمارا مال مکمل ہماری ملکیت میں ہے، ہم جو چاہیں کریں کسی کو اس میں دخل اندازی کی اجازت نہیں جبکہ اس کے برعکس قرآن مجید اس کو اللہ کی ملکیت قرار دیتا ہے جس کو عارضی طور پر انسان کی ملکیت میں دیا گیا ہے اس لیے کچھ پابندیاں بھی عائد کی گئی ہیں، اور مصارف بھی بتائے گئے ہیں تا کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے اور معاشرہ میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہو سکے (۳) قوسین میں جو عبارت ہے وہ ماقبل کا جواب ہے یہاں اس کو محذوف رکھا گیا، حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں اس کا تذکرہ ہے۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ
قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ
بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ
وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا
لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا
بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ
اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾
وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ
مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا
بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ۧ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ
فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

ع ۸ / ۱۲

منزل۳

اور اے میری قوم کہیں ہم سے تمہاری ضد تمہیں اس حد تک نہ پہنچادے کہ تم پر بھی اسی جیسی (مصیبت) آن پڑے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھی اور لوط کی قوم بھی تم سے کچھ دور نہیں[1] (۸۹) اور اپنے رب سے مغفرت چاہو پھر اسی کی طرف رجوع کرو بلاشبہ میرا رب نہایت رحم فرمانے والا بہت محبت کرنے والا ہے (۹۰) وہ بولے اے شعیب! تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور ہی ہو اور اگر تمہارے بھائی بند نہ ہوتے تو ہم تمہیں پتھروں سے مار ہی ڈالتے اور تم ہم پر زور آور بھی نہیں (۹۱) انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! میرے قبیلہ کا دباؤ تم پر اللہ سے زیادہ ہے اور اس کو تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے بلاشبہ جو تم کر رہے ہو وہ سب میرے رب کے قابو میں ہے (۹۲) اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ، میں بھی کر رہا ہوں، جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ رسوا کن عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں[2] (۹۳) اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور چنگھاڑ نے ظالموں کو دبوچ لیا بس وہ اپنے گھروں میں اوندھے منھ[3] پڑے رہ گئے (۹۴) گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے، سن لو (قوم) مدین کو بھی دھتکار دیا گیا جیسے ثمود دھتکارے گئے (۹۵) اور ہم ہی نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا[4] (۹۶) فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس تو ان (سرداروں) نے (بجائے موسیٰ کے) فرعون کی بات مانی جبکہ فرعون کی بات ذرا بھی ٹھیک نہ تھی (۹۷)

---

(۱) سدوم کی بستی مدین سے قریب ہی ہے اور زمانہ میں بھی بہت دوری نہیں ہے (۲) حضرت شعیب نے جس فصاحت و بلاغت کے ساتھ ان سے گفتگو کی وہ ایک نمونہ ہے اسی لیے ان کو ''خطیب الانبیاء'' کا لقب بھی حاصل ہے، انھوں نے دکھتی رگ پر انگلی رکھ دی ہے کہ قبیلہ خاندان کا دباؤ زیادہ ہے اور اللہ کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے، جس کے قابو میں سب کچھ ہے (۳) یہاں قوم شعیب کا کڑک سے ہلاک ہونا مذکور ہے، سورۂ اعراف میں ''رَجْفَةٌ'' یعنی زلزلہ کا ذکر ہے اور سورۂ شعراء میں ''عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ'' سائبان کے عذاب کا ذکر ہے، ابن کثیر لکھتے ہیں کہ تینوں قسم کے عذاب اس قوم کے لیے جمع کردیئے گئے تھے پھر ہر سورہ میں سیاق کی مناسبت سے ایک عذاب کا ذکر کیا گیا، تفصیل تفسیروں میں دیکھی جائے (۴) وہ نشانیاں اور معجزات ہی ان کی نبوت کے لیے کھلی دلیل کے طور پر تھے یا کھلی دلیل سے مراد ان میں معجزات میں سے عصا ہے، اس کو الگ سے اس کی اہمیت وعظمت کی وجہ سے بیان کیا گیا۔

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ
الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ بِئْسَ
الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا
قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ
اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ
اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ
شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ
ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا
نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي
النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾

منزل ۳

قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر ان کو آگ پر پہنچادے گا اور یہ بدترین گھاٹ ہے جہاں کوئی پہنچے (۹۸) اور یہاں (دنیا میں) بھی پھٹکار نے ان کا پیچھا کیا اور قیامت کے دن بھی، یہ بہت برا صلہ ہے جو کسی کو دیا جائے (۹۹) یہ بستیوں کے کچھ واقعات ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں، کچھ ان میں باقی ہیں اور کچھ ملیامیٹ ہوچکیں[1] (۱۰۰) اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا البتہ خود انھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا، پھر جب آپ کے رب کا حکم آگیا تو ان کے وہ معبود جن کو وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے اور تباہ کرنے کے سوا انھوں نے ان کو اور کچھ بھی نہ دیا (۱۰۱) اور ان کے رب کی پکڑ ہی ایسی ہے، جب بھی اس نے کسی بستی کی گرفت کی جبکہ وہ ظالم تھی بلاشبہ اس کی پکڑ بڑی اذیت ناک ہے بڑی سخت ہے (۱۰۲) بیشک اس میں اس کے لیے ایک نشانی ہے جو آخرت کے عذاب کا ڈر رکھتا ہو، وہ ایسا دن ہے کہ اس میں سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ پیشی کا دن ہے (۱۰۳) اور ہم اس کو صرف ایک گنی چنی مدت تک مؤخر کررہے ہیں (۱۰۴) جس دن وہ آجائے گا تو کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر بول نہ سکے گا تو ان میں کوئی بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت (۱۰۵) پھر جو بدبخت ہیں وہ آگ میں ہوں گے اور دہاڑیں مارتے رہیں گے (۱۰۶) اسی میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں سوائے اس کے جس کو آپ کا رب چاہے بلاشبہ آپ کا رب جو چاہتا ہے کر ہی ڈالتا ہے (۱۰۷) اور جو نیک بخت ہیں تو وہ جنت میں ہوں گے اسی میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں سوائے اس کے جس کو آپ کا رب چاہے، نہ ختم ہونے والی بخشش ہے[2] (۱۰۸)

---

(۱) کچھ باقی ہیں جیسے مصر وغیرہ، کچھ کے کھنڈرات ہیں جیسے مدائن صالح وغیرہ اور کچھ ملیامیٹ ہوچکیں جیسے حضرت لوط کی بستیاں (۲) "مَادَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ" سے مراد دوسرے آسمان وزمین ہیں جو ہمیشہ رہیں گے جس کا ذکر اس آیت میں ہے، "يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ" جب اس زمین اور آسمانوں کی جگہ دوسرے زمین وآسمان لے لیں گے اور یہ عربی کی تعبیر بھی ہے جو خلود کے لیے بولی جاتی ہے، "إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ" کہہ کر وضاحت ہوگئی کہ سب کچھ اس کے اختیار سے ہوگا، اور بدبختوں کے لیے آگے "فعال لمایرید" کہہ کر اشارہ ہے کہ بہت سے فساق اپنی سزا بھگت کر اس میں سے نکالے جائیں گے اور سعداء کے "عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ" کہہ کر وضاحت فرمادی کہ جنت میں داخل کرکے کوئی نہیں نکالا جائے گا۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا
يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ
مَنقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَ
لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي
شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ
إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ
مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى
الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ
أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا
مِّنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ
لِلذَّاكِرِينَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْلَا
كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ
الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ
الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا
كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾

ع ۹

منزل ۳

تو یہ لوگ جس کی پرستش کرر ہے ہیں آپ اس کے بارے میں دھوکہ میں نہ رہیں، جیسے پہلے ان کے باپ دادا پرستش کرتے رہے ہیں اسی طرح یہ بھی پرستش کرر ہے ہیں، ہم بغیر کمی کیے ان کو ان کا پورا حصہ دے دیں گے (۱۰۹)[1] اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے آپ کے رب کی طرف سے کوئی بات طے شدہ نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ ہی ہوجاتا اور وہ اس کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان کے دل ٹھہرتے ہی نہیں (۱۱۰) اور جتنے بھی لوگ ہیں ان کو آپ کا رب ان کے کاموں کا پورا پورا بدلہ دے کر رہے گا، اس کو ان کے تمام کاموں کی پوری خبر ہے[2] (۱۱۱) تو آپ اسی طرح ثابت قدم رہیں جیسے آپ کو کہا گیا اور آپ کے ساتھ وہ بھی جنھوں نے توبہ کی، اور تم لوگ حد سے نہ بڑھنا بلاشبہ تم جو بھی کرتے ہو اس پر اس کی پوری نگاہ ہے (۱۱۲) اور ظالموں کی طرف تمہارا جھکاؤ بھی نہ ہو ورنہ آگ تمہیں بھی پکڑ لے گی پھر اللہ کے سوا تمہارے حمایتی نہ ہوں گے پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی[3] (۱۱۳) اور دن کے دونوں سروں میں اور رات کے مختلف حصوں میں نماز قائم کیجیے بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کے لیے (۱۱۴) اور جمے رہیے بلاشبہ اللہ بہتر کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا (۱۱۵) تو کیوں نہ آپ سے پہلے قوموں میں صاحب شعور لوگ ہوئے کہ وہ زمین میں بگاڑ سے منع کرتے سوائے چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا کر رکھا اور ظالموں کو جس عیش میں ڈال دیا گیا وہ اسی چکر میں لگے رہے اور وہ تھے ہی مجرم لوگ[4] (۱۱۶) اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ زبردستی کسی بستی کو تباہ کردے جبکہ وہاں کے لوگ اصلاح میں لگے ہوں (۱۱۷)

---

(۱) یعنی اتنی مخلوق کا شرکت وبت پرستی کے راستہ پر پڑ لینا اور اب تک سزایاب نہ ہونا کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے دھوکہ کھا کر آدمی شبہ میں پڑ جائے، لوگ اندھے بہرے ہو کر اپنے باپ دادا کے راستہ پر چل رہے ہیں، ان سب کو جتنا عذاب ان کے حصہ میں لکھا ہے مل کر رہے گا، اس میں کچھ کمی نہ ہوگی (۲) تورات کے آنے کے بعد بھی بہت سوں نے مانا اور بہت سوں نے نہ مانا، اللہ چاہتا تو اسی وقت منکرین تباہ کر دیئے جاتے لیکن اللہ نے دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے، اس کی حقیقت مرنے کے بعد ہی کھلے گی، جو بھی اچھے برے کام کر رہا ہے اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا (۳) آپ اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والے خود ثابت قدم رہیں اور ہر چیز میں اعتدال قائم رکھیں اور حد سے بڑھ جانے والوں کی طرف ذرا بھی جھکاؤ نہ ہو اور نہ ان سے کسی قسم کی مشابہت اختیار کی جائے ورنہ خود اسی میں پڑ جانے اور اس کے نتیجہ میں آگ کا شکار ہو جانے کا خطرہ ہے، پھر آگے نماز قائم کرنے کا حکم ہے اور یہ اصول بنایا گیا ہے کہ نیکیاں برائیوں کو مٹاتی چلتی ہیں، نماز کا اہتمام برائیوں سے دور کرتا ہے (۴) یہ تلقین ہے اس امت کو کہ ہر زمانہ میں اس میں ایسے اصحاب اصلاح ودعوت رہنے چاہئیں جو امت کو صحیح راستہ کی دعوت دیتے رہیں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ع ۱۰

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی طریقہ پر کر دیتا جبکہ وہ تو ہمیشہ اختلافات ہی میں رہتے ہیں (۱۱۸) سوائے ان کے جن پر آپ کے رب نے رحم فرمادیا اور اسی لیے اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی بات پوری ہوئی کہ ہم جہنم کو جنوں اور آدمیوں سے اکھٹے بھر کر رہیں گے[۱] (۱۱۹) اور رسولوں کے جو بھی واقعات میں ہم آپ کو سنا رہے ہیں وہ اس لیے کہ اس سے آپ کے دل کو طاقت دیں اور اس سلسلہ میں آپ کے پاس صحیح بات پہنچ گئی اور یہ اہل ایمان کے لیے نصیحت اور تذکیر ہے[۲] (۱۲۰) اور جو ایمان نہیں لاتے ان سے آپ کہہ دیجیے کہ تم اپنی جگہ کام میں لگے رہو ہم بھی لگے ہوئے ہیں (۱۲۱) اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں (۱۲۲) اور آسمانوں اور زمین کے ڈھکے چھپے کا مالک اللہ ہی ہے اور سب کچھ اسی کی طرف لوٹتا ہے تو آپ اسی کی بندگی میں لگے رہیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں اور تم لوگ جو بھی کرتے ہو آپ کا رب اس سے بےخبر نہیں ہے (۱۲۳)

سورۂ یوسف

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الر، یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں (۱) ہم نے اس کو عربی (زبان کا) قرآن اتارا ہے تاکہ تم سمجھ سکو[۳] (۲) ہم اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف بھیجا ہے آپ کو ایک نہایت عمدہ قصہ (بہترین پیرایۂ بیان میں) سناتے ہیں جبکہ اس سے پہلے آپ واقف نہ تھے[۴] (۳) جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا، دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (۴)

(۱) اللہ کی تکوینی مشیت یہی ہوئی کہ سب کو ایک راستہ پر نہ ڈالا جائے بلکہ دونوں راستے بتا دیئے جائیں، اب غلط راستہ پر وہی پڑتے ہیں جو فطرت سلیمہ کے خلاف چلتے ہیں اور اختلاف کرتے ہیں اور جن پر اللہ نے حق پرستی کی بدولت رحم فرمایا وہ صحیح راستہ پر ہیں، اب جو غلط راستہ پر ہیں جہنم ان ہی سے بھری جائے گی (۲) معلوم ہوا کہ انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کے صحیح واقعات سے دین پر ثبات اور دلجمعی حاصل ہوتی ہے (۳) قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب تھے جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اسی لیے قرآن مجید کو فصیح ترین عربی زبان میں اتارا گیا (۴) تنہا حضرت یوسف علیہ السلام ہی کا قصہ ہے جس کو تسلسل کے ساتھ ایک جگہ بیان کیا گیا ہے اور اس میں اہل ایمان کے لیے بڑی نصیحت بھی ہے اور تسلی کا سامان بھی۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ
كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝٥ وَكَذٰلِكَ
يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٦ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ
وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝٧ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ
اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝٨
اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ
تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝٩ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا
يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝١٠ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ
وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝١١ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝١٢ قَالَ اِنِّىْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ
اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝١٣ قَالُوْا لَىِٕنْ
اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝١٤

ع

منزل۳

انھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کو مت بتانا کہیں وہ تمہارے لیے کوئی چال چلنے لگ جائیں، بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے[1] (۵) اوراسی طرح تمہارا رب تمہیں چن لے گا اور تمہیں باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائے گا اور اپنی نعمت تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا جیسے اس نے پہلے تمہارے دو باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق پر اس کو پورا کیا تھا، بلاشبہ تمہارا رب خوب جاننے والا حکمت والا ہے (۶) یوسف اور اس کے بھائیوں (کے تذکرہ) میں پوچھنے والوں کے لیے یقیناً (بڑی) نشانیاں ہیں[2] (۷) جب (سوتیلے بھائی آپس میں) کہنے لگے کہ یوسف اور اس کا (حقیقی) بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں جبکہ ہم مضبوط لوگ ہیں، یقیناً ہمارے والد کھلی غلطی کر رہے ہیں[3] (۸) یوسف کو قتل کردو یا کسی اور جگہ ڈال آؤ تا کہ تمہارے والد کی توجہ صرف تمہارے ہی لیے رہ جائے اور اس کے بعد (توبہ کرکے) تم لوگ نیک بن جانا (۹) ان میں ایک بولا کہ اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یوسف کو قتل مت کرو اور اس کو گہرے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی اس کو اٹھا لے جائے (۱۰) وہ بولے اے ابا جان آپ کو کیا ہوگیا کہ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہی ہیں (۱۱) کل اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تا کہ کھائے اور کھیلے اور ہم اس کی حفاظت کے پورے ذمہ دار ہیں (۱۲) انھوں نے کہا کہ تمہارے اس کو لے جانے سے مجھے ضرور رنج ہوگا اور مجھے ڈر ہے کہ "کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے" اور تم اس سے بے خبر رہو (۱۳) وہ بولے کہ ہم مضبوط لوگ ہیں (پھر) اگر ان کو بھیڑیا کھا گیا تو ہم بڑے نکمے ٹھہرے (۱۴)

---

(۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں دو حضرت یوسف اور بنیامین ایک ماں سے تھے باقی دوسری ماں سے تھے، حضرت یعقوب کو خدشہ گزرا کہ یہ خواب سن کر بھائیوں کو حسد نہ پیدا ہوجائے اور شیطان کے بہکاوے میں آکر وہ یوسف کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر بیٹھیں، اس لیے انھوں نے حضرت یوسف کو خواب بیان کرنے سے منع کیا، اور اس کی تعبیر ان کو دے دی کہ ایک دن اللہ تم کو اونچا مقام دے گا، نبوت سے سرفراز کرے گا کہ سب بھائی تمہارے آگے جھکنے پر مجبور ہوں گے (۲) بعض روایات میں ہے کہ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرایا تھا کہ بنواسرائیل فلسطین سے مصر میں آکر کیسے آباد ہوئے، ان کا خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب نہ دے سکیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی تفصیل سے پورا واقعہ بیان فرمادیا کہ وہ سب زچ ہوکر رہ گئے اور اہل ایمان کو اس میں بڑی حکمت وموعظمت کی باتیں ہاتھ آئیں (۳) حضرت یوسف اور ان کے بھائی چھوٹے تھے، والدہ کا انتقال ہوچکا تھا حضرت یوسف کا درخشاں مستقبل ان کے سامنے تھا اس لیے قدرتی طور پر حضرت یعقوب ان کا خیال رکھتے تھے یہ بات اور بھائیوں کو ناگوار تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم مضبوط ہیں والد صاحب کے کام آنے والے ہیں اس کے باوجود ان کی توجہ چھوٹے اور کمزور بھائیوں کی طرف ہے یقیناً یہ والد صاحب کی غلطی ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ
وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾
وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا
نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ
اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ
بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ
جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ
فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ
وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ
بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾
وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ
فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ
عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ
اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

النصف — ع ۲ / ۱۲

منزل ۳

پھر جب وہ ان کو لے کر گئے اور سب نے طے کر ہی لیا تھا کہ ان کو تاریک کنویں میں ڈال دیں گے (بس انھوں نے وہ کام کر ڈالا) اور ہم نے (یوسف کو) بتا دیا کہ (ایک وقت آئے گا کہ) تم ان کو ان کا یہ کام جتلاؤ گے اور (اس وقت) وہ جانتے بھی نہ ہوں گے[۱] (۱۵) اور رات کو وہ اپنے والد کے پاس روتے ہوئے آئے (۱۶) کہنے لگے اے ہمارے ابا جان ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے میں لگ گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے ''بس اسے بھیڑیا کھا گیا'' اور آپ کو ہماری بات کا یقین تو ہونے کا نہیں خواہ ہم سچے ہی ہوں (۱۷) اور وہ ان کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے[۲]، انھوں نے فرمایا (نہیں) بلکہ تم نے اپنی طرف سے ایک بات بنالی ہے تو اب صبر ہی بہتر ہے اور جو تم بتاتے ہو اس پر میں اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں (۱۸) اور ایک قافلہ آنکلا تو انھوں نے اپنا سقہ بھیجا، اس نے کنویں میں ڈول ڈالا (کھینچا تو) بول اٹھا ارے واہ یہ تو بچہ ہے اور اس کو انھوں نے سامان تجارت کے طور پر چھپا لیا اور اللہ ان کے سب کاموں کو خوب جان[۳] رہا تھا (۱۹) اور اس کو انھوں نے اونے پونے چند درہموں میں بیچ ڈالا اور اس سے ان کو کوئی دلچسپی بھی نہ تھی (۲۰) اور مصر میں جس نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت سے رکھنا شاید اس سے ہمیں فائدہ پہنچے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنالیں اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں طاقت بخشی اور تا کہ ہم ان کو باتوں کی حقیقت سکھا دیں اور اللہ اپنے کام پر پورا قابو رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۲۱) اور جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے ان کو حکومت اور علم سے سرفراز کیا اور ہم اچھا کام کرنے والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتے ہیں[۴] (۲۲)

---

(۱) آگے آیات میں اس کی تصدیق ہوگی کہ بھائی کس طرح ان کے پاس پہنچے اور ان کو پہچان ہی نہ سکے پھر یوسف علیہ السلام نے ہی ان کو بتایا (۲) انبیاء کی اولاد تھے، فریب کیا وہ بھی بن نہ سکا، حضرت یوسف کا کرتا اتار کر جانور کا خون اس میں لگا کر لے آئے تھے، کرتا بالکل صحیح سالم تھا، حضرت یعقوب دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ اس میں کوئی چال ہے مگر سوائے صبر کے چارہ ہی کیا تھا (۳) کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف دو تین روز کنویں میں رہے، ان کے بڑے بھائی یہودا روز چپکے سے کھانا پہنچاتے رہے کہ مرنے نہ پائیں اور کوئی قافلہ والا گزرے تو غلام سمجھ کر لے جائے اور وہی ہوا، ان کا مقصود بھی ان کو باپ کی نظروں سے اوجھل کرنا تھا (۴) بھائیوں نے ان کو گرانا چاہا، اللہ نے آسمان رفعت پر پہنچایا، اکثر لوگ کوتاہ نظری سے نہیں دیکھتے کہ کس طرح خدا کا بندوبست غالب آتا ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ
رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ
مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾
قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ
اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾
وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ
كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ
نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ
نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

منزل ۳

اور جس کے گھر میں وہ تھے اس عورت نے ان کو ان کے نفس کے سلسلہ میں ورغلایا اور دروازے بند کر دیئے اور بولی کہ بس اب آ بھی جاؤ، انھوں نے کہا کہ اللہ کی پناہ، وہ تو میرے مالک ہیں انھوں نے مجھے عزت سے رکھا بلاشبہ ظالم کامیاب نہیں ہوسکتے[۱] (۲۳) اور اس عورت نے ان کا ارادہ کر ہی لیا تھا اور وہ بھی ارادہ کر لیتے اگر انھوں نے اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لی ہوتی، یوں ہی ہوا، تا کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو دور ہی رکھیں بیشک وہ ہمارے منتخب بندوں میں تھے (۲۴) اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے ان کے کرتے کو پیچھے سے پھاڑ دیا اور دروازے پر ہی ان دونوں کا اس کے شوہر سے سامنا ہوا وہ بولی جو آپ کی گھر والی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ یا تو وہ قید کر دیا جائے یا سخت سزا (دی جائے[۲]) (۲۵) یوسف نے کہا کہ خود اسی نے مجھے میرے نفس کے سلسلہ میں ورغلایا اور خود اس کے خاندان کے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا سامنے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے ہیں (۲۶) اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت نے جھوٹ بولا اور یہ سچے ہیں (۲۷) پھر جب انھوں نے کرتے کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے پھٹا ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ تم عورتوں کی مکاریاں ہیں یقیناً تمہاری مکاریاں معمولی نہیں ہیں (۲۸) یوسف اس کو چھوڑ و اور اے عورت تم اپنے گناہ کی بخشش مانگو، غلطی تمہاری ہی ہے (۲۹) اور شہر میں عورتوں کی زبانیں کھل گئیں کہ عزیز (مصر) کی بیوی اپنے خادم سے اس کے نفس کی خواہش کرتی ہے، وہ اس کی محبت میں دیوانی ہوگئی ہے، ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ صاف صاف بہک گئی ہے (۳۰)

---

(۱) عزیز مصر کی بیوی جس کا نام زلیخا بتایا جاتا ہے ان پر فریفتہ ہوگئی، حضرت یوسف اسی کے گھر میں تھے، محکوم تھے، بچنا کتنا مشکل تھا اس کی طرف اشارہ ہے،

(۲) جب اس نے دعوت بد دی تو حضرت یوسف نے عزیز مصر کا حوالہ دیا کہ اس نے جو شروع میں کہا تھا وہی کیا، عزت سے رکھا، یہ کیسا ظلم ہے کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے مگر وہ پیچھے پڑ گئی، حضرت یوسف بھی خطرہ محسوس کرنے لگے، بس اللہ کی طرف سے گناہ کی شناعت ایک دلیل کی طرح سامنے آئی، بعضوں نے کہا کہ اچانک حضرت یعقوب کی شکل اللہ کی طرف سے سامنے کر دی گئی، بس بھاگے، اس نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا وہ پھٹ گیا، کسی طرح باہر نکلے تو عزیز مصر موجود تھا عورت نے بات بنانے کے لیے سب کچھ یوسف علیہ السلام پر ڈال دیا مگر خدا کا کرنا کہ خود عورت کے ایک قریبی رشتہ دار نے سچے جھوٹے ہونے کی جو علامت بتائی اس نے عورت ہی کو جھوٹا قرار دیا، عزیز مصر اس پر ناراض ہوا اور بات پھیل گئی، شہر میں اس کا چرچا ہوا کہ ملکہ اپنے غلام پر فریفتہ ہوگئی ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ گواہی دینے والا شیر خوار بچہ تھا، اللہ نے اس کو قوت گویائی دی، اس خارق عادت گواہی سے سب کو عورت کے جھوٹے ہونے کا یقین ہوگیا۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً
وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا
رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَ
لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ
لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ
اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ
اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ
كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا
الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ قَالَ
اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ
رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا
بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ تَرَكْتُ
مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

منزل ۳

پھر جب اس نے عورتوں کی مکاری سنی تو سب کو بلا بھیجا اور ان کے لیے مسند آراستہ کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی اور (یوسف سے) کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آؤ، بس جب ان عورتوں نے ان کو دیکھا تو ان کو (تصور سے) بڑھ کر پایا (اور مبہوت ہوگئیں) اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور کہنے لگیں کہ ہائے رے اللہ یہ انسان نہیں ہے یہ تو کوئی شرافت کا پیکر فرشتہ ہے (۳۱) عورت نے کہا یہی وہ ہے جس کے بارے میں تم مجھے برا بھلا کہہ رہی تھیں اور میں نے اس کے نفس کی خواہش کی تو یہ بچ نکلا اور اگر اس نے میرا کہا نہ مانا تو یقیناً اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا اور وہ بے حیثیت ہو کر رہ جائے گا (۳۲) یوسف نے کہا اے میرے رب! یہ جو مجھے دعوت (بد) دے رہی ہیں اس کے مقابلہ مجھے جیل ہی پسند ہے اور اگر تو نے مجھے ان کی چال سے دور نہ رکھا تو میں ان کا شکار ہو جاؤں گا اور نادانوں میں ہو کر رہ جاؤں گا (۳۳) بس ان کی دعا ان کے رب نے سن لی اور ان عورتوں کی چال ان سے دور کر دی بلاشبہ وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے[2] (۳۴) پھر نشانیاں دیکھ لینے کے بعد بھی لوگوں کی رائے یہی ٹھہری کہ یوسف کو ایک مدت کے لیے جیل میں ہی ڈال دیا جائے[3] (۳۵) اور ان کے ساتھ جیل میں دو نوجوان اور داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرا بولا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں سر پر روٹیاں رکھے ہوں، پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں آپ ہمیں اس کی تعبیر بتا دیجیے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے بزرگ ہیں[3] (۳۶) انھوں نے کہا کہ جو کھانا تمہیں ملتا ہے وہ آنے بھی نہیں پائے گا مگر میں اس کے آنے سے پہلے پہلے تمہیں اس کی تعبیر بتا دوں گا، یہ ان چیزوں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی، ہیں میں نے ان لوگوں کے طریقہ کو چھوڑ رکھا ہے جو اللہ کو نہیں مانتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں (۳۷)

---

(۱) عورتیں حضرت یوسف کو دیکھ کر خود ہی فریفتہ ہوگئیں اور زلیخا کو موقع ہاتھ آیا، صاف کہہ دیا کہ میں نے اس کا ارادہ کر رکھا تھا اور اگر اس نے نہ مانا تو اس کو جیل کی ہوا کھانی پڑے گی اور عورتیں بھی ان کو سمجھانے میں لگ گئیں کہ اپنی مالکہ کی بات مان لو، خود ان عورتوں کا حال یہ تھا کہ سب کے دل ان ہی کی طرف کھنچ رہے تھے، حضرت یوسف نے جب یہ ماحول دیکھا تو اللہ سے اپنی حفاظت کی دعا کی اور فرمایا کہ اس سے تو جیل ہی بہتر ہے (۲) حضرت یوسفؑ کی براءت کی بہت سی نشانیوں کے بعد ان کی مصلحت یہی ہوئی کہ ان کو جیل بھیج دیا جائے تا کہ لوگ سمجھیں کہ قصور یوسف ہی کا تھا (۳) روایات میں ہے کہ دونوں بادشاہ کے ملازم تھے، ایک شراب پلاتا تھا دوسرا باورچی تھا، دونوں کو بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا، دونوں جیل میں حضرت یوسف کے عقیدت مند ہوگئے اور خواب کی تعبیر پوچھی۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾

منزل۳

اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق و یعقوب کا مذہب پکڑ رکھا ہے، ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک کریں اور یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں (۳۸) اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا ایک اکیلا اللہ جوز بردست ہے (۳۹) تم اللہ کو چھوڑ کر جس کو پوجتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں، اللہ نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری، حکومت تو صرف اللہ کی ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں[1] (۴۰) اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور جو دوسرا ہے تو وہ سولی پر چڑھایا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے، جس چیز کا تم سوال کر رہے ہو اس کا فیصلہ ہو چکا ہے (۴۱) اور جس کے بارے میں یوسف کا خیال تھا کہ وہ ان دونوں میں بچ رہے گا اس سے انھوں نے کہا اپنے آقا کے سامنے میرا تذکرہ کرنا بس شیطان نے اس کو بھلا دیا کہ وہ اپنے آقا سے ذکر کرے تو یوسف کو جیل میں کئی سال رہنا پڑا[2] (۴۲) اور بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیاں ہیں اور دوسری خشک ہیں، اے درباریو! اگر تم خواب کی تعبیر دیتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ (۴۳)

(۱) حضرت یوسف نے اول تو ان کو تسلی دی کہ میں جلد ہی تمہیں خواب کی تعبیر بتاؤں گا لیکن ان کے اعتماد و تعلق کی بناء پر ضروری سمجھا کہ ان کو دین حق کی تلقین کریں، یہ پیغمبرانہ حکمت دعوت ہے کہ وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے (۲) فرض تبلیغ ادا کرنے کے بعد حضرت یوسف نے ان کو تعبیر دی کہ شراب پلانے والا تو بحال ہو جائے گا اور کھانا پکانے والا سزا کا مستحق ٹھہرے گا، اس کو پھانسی دی جائے گی، حضرت یوسف کو بطریق وحی اس کا یقین ہو گیا اس لیے فرمایا کہ یہ امور طے شدہ ہیں، جس کے بارے میں ان کو علم تھا کہ وہ پھر بادشاہ کا مصاحب بنے گا اس سے انھوں نے کہا کہ ذرا میرا تذکرہ کرنا، مگر شیطان نے اس کو بھلا دیا، اور حضرت یوسف کو مزید کئی سال جیل میں رہنا پڑا، جب بادشاہ نے خواب دیکھا تو اس شخص کو حضرت یوسف کی یاد آئی۔

قَالُوٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿٥٢﴾

ع

منزل۳

وہ بولے یہ پریشاں خوابیاں ہیں اور ان خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے (۴۴) اور ان دو (قیدیوں) میں جس کو رہائی ملی تھی جسے ایک زمانے کے بعد یاد پڑا وہ بول اٹھا کہ میں آپ لوگوں کو اس کی تعبیر بتائے دیتا ہوں ذرا مجھے جانے دیجیے[1] (۴۵) اے یوسف اے صدق مجسم! ہم کو ذرا تعبیر بتائیے ان سات موٹی گایوں کے بارے میں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیوں اور دوسری خشک بالیوں کے بارے میں کہ میں لوگوں کے پاس لے جاؤں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے (۴۶) انھوں نے کہا تم سات سال مسلسل کھیتی کرتے رہو پھر جو تم کاٹو اس کو بالیوں میں رہنے دو سوائے اس تھوڑے (حصہ) کے جو تم کھاؤ (۴۷) پھر اس کے بعد سات سال بڑے سخت آئیں گے جو بھی تم نے ان سالوں کے لیے اٹھا رکھا ہوگا وہ سب کھا جائیں گے سوائے تھوڑے (حصہ) کے جو تم محفوظ رکھو گے (۴۸) پھر وہ سال آئے گا جس میں لوگوں کو خوب پانی ملے گا اور اس میں لوگ (شیرہ) نچوڑیں گے[2] (۴۹) اور بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لے کر آؤ پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ پھر اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے بلا شبہ میرا رب ان کی چال سے واقف ہے (۵۰) بادشاہ نے کہا کہ تمہارا کیا قصہ ہے جب تم نے یوسف سے ان کے نفس کی خواہش کی تھی، وہ بولیں حاشا وکلا! ہمیں تو ان میں کوئی برائی نہ معلوم ہوئی، عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو سچ کھل کر سامنے آ ہی گیا، میں نے ہی ان کو ان کے نفس کے بارے میں ورغلایا تھا اور وہ بلاشبہ سچے ہیں (۵۱) (یوسف بولے) یہ میں نے اس لیے کیا کہ وہ (عزیز مصر) جان لیں کہ میں نے چھپ کر ان سے خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ دغا بازوں کا مکر چلنے نہیں دیتا (۵۲)

(۱) جب بادشاہ نے خواب کی تعبیر پوچھی تو درباریوں نے معذرت کی تب اس مصاحب کو حضرت یوسف یاد آئے، بھاگا بھاگا جیل پہنچا اور تعبیر پوچھی (۲) حضرت یوسف کی تعبیر کا خلاصہ یہ تھا کہ آئندہ سات سال موسم ٹھیک رہے گا، یہ سات سبز بالیاں ہیں اور پھر سات سال قحط پڑے گا، یہ خشک بالیاں ہیں، اور سات سالوں کا جمع شدہ سب قحط کے سال کھا جائیں گے، یہ موٹی سات گائیں ہیں جن کو دبلی گائیں کھا رہی ہیں، حضرت یوسف نے تعبیر کے ساتھ ساتھ تدبیر بھی بتادی کہ سات سال جم کر کھیتی کرو اور غلہ بالیوں میں رہنے دو بس بقدر ضرورت ہی نکالو، قحط کے سالوں میں وہ کام آئے گا، تھوڑا بچے گا اس کو پھر بو دینا پھر خوب پانی ملے گا اور شاندار فصل ہوگی، لوگ انگور کا شیرہ نچوڑیں گے، جب بادشاہ نے تعبیر و تدبیر سنی تو دنگ رہ گیا فوراً طلبی کی مگر حضرت یوسف نے معاملہ صاف ہونے سے پہلے جانے سے انکار کر دیا اور قاصد سے کہا کہ جا کر بادشاہ کو واقعہ یاد دلاؤ اور تحقیق کراؤ، بادشاہ سب جانتا ہی تھا، عورتوں کو حاضر کیا اور پوچھا تو سب نے اعتراف کر لیا، عزیز مصر کی بیوی نے صاف اعتراف کیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور یوسف پاک دامن ہیں، حضرت یوسف نے جیل سے نکلنے سے پہلے ہی تحقیق اس لیے کرالی کہ کوئی شبہ کسی کے دل میں باقی نہ رہ جائے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا
مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ
بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا
مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ
عَلِيْمٌ ۝۵۵ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ
يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶
وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۵۷ وَجَاۗءَ
اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸ وَ
لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا
تَرَوْنَ اَنِّىْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝۵۹ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ
بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝۶۰ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ
اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ۝۶۱ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ
رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ۝۶۲ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا
الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۶۳

منزل۳

اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا، نفس تو برائی ہی سکھاتا ہے، ہاں میرے رب کی جو مہربانی ہوجائے بیشک میرا رب بڑی بخشش فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۵۳) اور بادشاہ نے کہا کہ ان کو لے آؤ میں ان کو اپنا خاص معاون کرلوں پھر جب ان سے بات چیت کی تو کہا کہ آج سے تم نے ہمارے پاس معتبر ہوکر جگہ پالی (۵۴) انھوں نے کہا مجھے ملک کے خزانوں پر متعین کردیجیے میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں (۵۵) اور اس طرح یوسف کو ہم نے ملک میں اقتدار عطا کیا کہ وہ جہاں چاہیں رہیں، ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نواز دیتے ہیں اور اچھا کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے (۵۶) اور یقیناً آخرت کا اجر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو ایمان لے آئے اور وہ پرہیزگار رہے[2] (۵۷) اور یوسف کے بھائی آئے پھر ان کے پاس پہنچے تو یوسف نے ان کو پہچان لیا اور وہ ان کو پہچان نہ سکے (۵۸) اور جب ان کا سامان یوسف نے تیار کرادیا تو کہا کہ (اب کی مرتبہ) اپنے علاتی بھائی کو بھی میرے پاس لانا، تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پیمانہ بھر بھر کے دیتا ہوں اور میں ضیافت بھی اچھی کرتا ہوں (۵۹) پھر اگر تم اس کو نہ لائے تو تمہارے لیے نہ میرے پاس کوئی غلہ ہے اور تم میرے قریب بھی مت ہونا (۶۰) وہ بولے کہ ہم اپنے باپ کو اس کے بارے میں راضی کرنے کی کوشش کریں گے اور ہم ایسا ضرور کرلیں گے (۶۱) اور اپنے کارندوں سے انھوں نے کہا کہ ان کی پونجی ان کے سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ اپنے گھر واپس ہوں تو اس کو پہچان لیں، شاید وہ پھر آئیں (۶۲) پھر جب وہ اپنے والد کے پاس واپس پہنچے تو انھوں نے کہا اے ہمارے ابا جان! ہمارا غلہ بند کردیا گیا ہے تو آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجیے تو ہم غلہ لا سکیں گے اور ہم ضرور ان کی حفاظت رکھیں گے[3] (۶۳)

---

(۱) یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی انتہائی عبدیت ہے، اپنی بے گناہی ثابت ہوجانے کے بعد بھی کسی بڑائی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس کی نسبت مالک حقیقی کی طرف فرمارہے ہیں (۲) حضرت یوسف علیہ السلام سے جب بادشاہ نے گفتگو کی تو ان کی حکمت ودانائی پر عش عش کرنے لگا اور پوچھا کہ اگلے سالوں میں آنے والے حالات کی ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے، حضرت یوسف نے ضروری سمجھا کہ وہ اس ذمہ داری کو قبول کریں تاکہ لوگوں کو سہولت بھی ہو اور ایک اچھا نمونہ سامنے آئے، بعض روایتوں میں ہے کہ آہستہ آہستہ بادشاہ نے سارے اختیارات ان ہی کے سپرد کردیئے اور خود مسلمان بھی ہوگیا، اخیر میں یہ بھی بتادیا گیا کہ آخرت کا اجر سب سے بڑھ کر ہے، دنیا کی ساری حکومت ودولت اس کے آگے بے قیمت ہے (۳) قحط کے زمانہ میں دور دور شہرہ ہوا کہ مصر میں مناسب قیمت میں راشن مل جاتا ہے، حضرت یوسف کے بھائی بھی پہنچے، حضرت یوسف نے دیکھتے ہی ان کو پہچان لیا مگر وہ نہ پہچان سکے، غلہ دینے کے بعد بھائی کہنے لگے کہ ہمارا ایک اور بھائی ہے جو والد صاحب کی خدمت کے لیے ٹھہر گیا ہے اس کا غلہ بھی دے دیجیے، انھوں نے کہا یہ ضابطہ کے خلاف ہے اس کو لے کر آؤ تو میں دوں گا اور اگر نہ لائے تو تمہارا جھوٹ ثابت ہوگا پھر تمہیں بھی غلہ نہ مل سکے گا۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا
مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا
نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا
وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ
مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾
وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ
اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا
كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ
يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ
اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾

ع

منزل۳

انھوں نے کہا کہ کیا میں اسی طرح ان کے بارے میں تم پر اطمینان کرلوں جس طرح پہلے ان کے بھائی کے بارے میں میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا بس اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے (۶۴) اور جب انھوں نے سامان کھولا تو اپنی پونجی بھی موجود پائی جو ان کو واپس کردی گئی تھی، بولے ابا جان! اور ہمیں کیا چاہیے یہ ہماری پونجی ہم ہی کو واپس کردی گئی، ہم اور رسد لے آئیں گے اور اپنے بھائی کی نگہداشت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا غلہ زیادہ پائیں گے، یہ غلہ تو آسان ہے[1] (۶۵) انھوں نے کہا کہ میں ان کو تمہارے ساتھ اس وقت تک ہرگز نہیں بھیج سکتا جب تک تم اللہ کی طرف سے مجھے یہ عہد و پیمان نہ دے دو کہ تم ان کو واپس ضرور لاؤ گے سوائے اس کے کہ تم کسی مشکل ہی میں گھر جاؤ پھر جب انھوں نے ان سے عہد و پیمان کرلیا تو انھوں نے کہا کہ جو باتیں ہم کہتے ہیں وہ اللہ ہی کے سپرد ہیں[1] (۶۶) اور انھوں نے کہا کہ اے بیٹو! ایک دروازے سے مت داخل ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ سے تمہیں کچھ بھی نہیں بچا سکتا، اختیار اللہ ہی کا ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے (۶۷) اور جب وہ اپنے باپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق داخل ہوئے، وہ اللہ سے ان کو ذرا بھی بچا نہیں سکتے تھے ہاں یعقوب کے جی میں ایک خواہش تھی جو انھوں نے پوری کی اور وہ ہمارے سکھانے سے صاحب علم تھے، لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے[2] (۶۸) اور جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے بھائی کو اپنے قریب ہی رکھا کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں بس جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس پر غم مت کھاؤ (۶۹)

---

(۱) حضرت یوسف نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ غلہ کی قیمت جو وہ لائے تھے وہ ان کے سامان میں واپس رکھوادی اور وہ اپنے پاس سے سرکاری خزانہ میں جمع کردی تاکہ وہ دوبارہ آئیں اور بنیامین کو لیتے آئیں، انھوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بڑی مشکل سے راضی کیا کہ غلہ جب ہی ملے گا جب بنیامین کو ساتھ لے کر جائیں گے، بڑے عہد و پیمان کے بعد حضرت یعقوب راضی ہوگئے اور قافلہ روانہ ہوگیا (۲) حضرت یعقوب کے سب ہی بیٹے قدآور اور حسین تھے، ان کو خیال گزرا کہ کہیں نظر نہ لگ جائے اس لیے فرمایا کہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور ساتھ ساتھ بتا دیا کہ میں نے ایک تدبیر کی ہے، ہوتا سب اللہ ہی کے کرنے سے ہے یہ ہمیشہ دھیان رہے، بعض روایتوں میں ہے کہ جب سب بھائی پہنچ گئے تو حضرت یوسف نے دو دو کو ایک ایک کمرہ میں ٹھہرایا، دس ہوگئے، بنیامین بچے تھے کہا کہ یہ ہمارے پاس ٹھہریں گے بس ان کو ساری باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ
أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿۷۰﴾ قَالُوا
وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ
الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿۷۲﴾
قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا
كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿۷۴﴾ قَالُوا
جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ
اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا
كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ
دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوا إِنْ
يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي
نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۷﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا
كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۸﴾

منزل۳

پھر جب انھوں نے ان کا سامان تیار کرا دیا تو اپنے بھائی کے سامان میں پینے کا پیالہ رکھوا دیا پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ قافلہ والو تم چور ہو (۷۰) انھوں نے اس کی طرف مڑکر پوچھا تمہاری کون سی چیز کھو گئی (۷۱) انھوں نے کہا کہ شاہی پیالہ ہمیں نہیں مل رہا ہے اور جو بھی اس کو ڈھونڈ لائے گا اس کو ایک اونٹ بھر (غلہ) ملے گا اور میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں (۷۲) وہ بولے خدا کی قسم تم جانتے ہی ہو ہم ملک میں گڑبڑ کرنے نہیں آئے اور ہم کبھی چور نہ تھے (۷۳) انھوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہوئے تو اس کی سزا کیا ہے (۷۴) وہ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں بھی وہ مل جائے وہ خود اس کا بدلہ ہے، ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں (۷۵) تو یوسف نے اپنے بھائی سے پہلے ان کے سامان کی تلاشی لینی شروع کی پھر اپنے بھائی کے سامان سے اسے برآمد کر لیا، ہم نے اس طرح یوسف کے لیے تدبیر کی، وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو نہیں روک سکتے تھے مگر جو اللہ چاہے، ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بڑھاتے ہیں اور ہر صاحب علم کے اوپر ایک عالم ہے[1] (۷۶) وہ بولے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی تو یوسف نے اپنے جی ہی جی میں سوچا اور ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا، کہا تم تو بدترین درجہ کے لوگ ہو اور جو تم بیان کر رہے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے[2] (۷۷) وہ بولے اے عزیز (مصر) ان کے بوڑھے باپ ہیں بس آپ ہم میں سے کسی کو ان کی جگہ روک لیجیے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے احسان کرنے والے ہیں (۷۸)

---

(۱) حضرت یوسف نے اللہ کے حکم سے بنیامین کو روکنے کی یہ تدبیر کی کہ شاہی پیالہ ان کے سامان میں چھپا دیا پھر اپنے کارندے تلاش کے لیے بھیجے، تلاشی میں وہ بنیامین کے سامان میں نکلا، سزا وہ پہلے ہی شریعت یعقوبی کے مطابق تجویز کر چکے تھے کہ جو چور ثابت ہو اسی کو رکھ لیا جائے، اس طرح حضرت یوسف کو بنیامین کو روکنے کا موقع مل گیا، اگر حضرت یوسف ملکی قانون پر چلتے تو ایسا ممکن نہ تھا اس لیے کہ وہاں چوری کی سزا ہلکی تھی (۲) جب موقع نہیں آیا تو برادران یوسف نے فوراً ہی یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام لگا دیا، اس پر حضرت یوسف نے دل ہی میں سوچا کہ مجھے چرا کر تم لے گئے اور کنویں میں ڈال آئے یہ بدترین کام تم نے کیا اور الزام ہم پر۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ
اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ
قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ
مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ
اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ
خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ
ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا
لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا
وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ
سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى
عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ
الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى
تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا
بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

ع

منزل۳

انھوں نے کہا اس سے خدا کی پناہ کہ جس کے پاس ہمیں اپنا سامان ملا ہے ہم اس کے علاوہ کسی اور کو پکڑیں، تب تو یقیناً ناانصاف ٹھہریں گے (۷۹) پھر جب وہ ان سے مایوس ہوگئے تو الگ ہوکر چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے، ان میں سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے والد تم سے اللہ کا عہد لے چکے ہیں اور پہلے بھی جو تم یوسف کے ساتھ کوتاہی کرچکے ہو بس میں تو اس جگہ سے ٹلنے کا نہیں یہاں تک کہ میرے والد ہی مجھے اجازت دیں یا اللہ میرے لیے کوئی فیصلہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے[۱] (۸۰) اپنے والد کے پاس لوٹ کر جاؤ اور کہو اے ابا جان! آپ کے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی گواہی دی جو ہم جانتے ہیں اور پیٹھ پیچھے کی ذمہ داری تو ہماری تھی نہیں (۸۱) اور آپ اس بستی والوں سے جہاں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں پوچھ لیجیے اور ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں (۸۲) کہا (نہیں) بلکہ تم نے اپنی طرف سے کوئی بات بنالی ہے تو صبر ہی بہتر ہے، اللہ سے امید ہے کہ وہ سب کو ہمارے پاس لے آئے گا بلاشبہ وہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے (۸۳) اور وہ ان کے پاس سے پلٹے اور انھوں نے کہا ہائے افسوس یوسف پر اور غم سے ان کی آنکھیں سفید پڑگئیں تو وہ گھٹ کر رہ گئے (۸۴) بیٹے بولے کہ خدا کی قسم بس آپ یوسف ہی کی یاد میں لگے رہیں گے یہاں تک کہ جاں بہ لب ہوجائیں یا جان نکل ہی جائے (۸۵) وہ بولے کہ میں اپنے رنج وغم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۸۶)

---

(۱) والد صاحب سے سب عہد و پیمان کرکے آئے تھے، اس لیے پہلے تو بدل میں کسی اور کو لے لینے کی درخواست کی جب وہ منظور نہ ہوئی تو مشورہ کرنے بیٹھے، بڑا بھائی یہودا ان میں کچھ نرم دل تھا اس نے کہا کہ اب تو مجھے باپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے تم لوگ جاؤ سب حال بتاؤ، حضرت یعقوب کے سامنے جب بات آئی تو چونکہ ان کو یقین تھا کہ بنیامین چور نہیں ہے اس لیے انھوں نے وہی بات کہی کہ یہ سب تمہاری کارستانیاں ہیں، غم سے ان کا دل بھر آیا، یوسف کا غم بھی تازہ ہوگیا، اس پر بیٹوں نے ملامت کی تو فرمایا میں تم سے فریاد نہیں کرتا میں تو اپنے رنج وغم کی فریاد اللہ سے کرتا ہوں اور میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اس میں یہ اشارہ بھی تھا کہ مجھے دونوں کی زندگی کا یقین ہے اور میں سمجھتا ہوں اللہ پھر ان سے ملائے گا تم ان چیزوں کو نہیں سمجھتے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾

منزل۳

اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا کچھ سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا اللہ کی رحمت سے منکر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں (٨٧) پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا کہ اے عزیز (مصر) ہم اور ہمارے گھر والے بڑی تنگی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ہم معمولی سی پونجی لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں پورا پورا غلہ دے دیجیے اور ہم پر خیرات کیجیے بیشک اللہ بھی خیرات کرنے والوں کو بہتر بدلہ دیتا ہے (٨٨) یوسف بول اٹھے کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جبکہ تم نادان تھے (٨٩) وہ بول پڑے سچ بتائیے کیا آپ ہی یوسف ہیں، انھوں نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے، یقیناً جو بھی تقویٰ اور صبر اختیار کرتا ہے تو اللہ بہتر کام کرنے والوں کے اجر کو بیکار نہیں کرتا (٩٠) انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اللہ ہی نے آپ کو ہم پر ترجیح دی اور ہم ہی خطا کار ہیں (٩١) انھوں نے کہا آج تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے[1] (٩٢) میرے اس کرتے کو لے کر جاؤ بس میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا وہ آنکھوں سے دیکھتے چلے آئیں گے اور تم سب بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ میرے پاس آجانا (٩٣) اور جب قافلہ چلا تو ان کے والد کہنے لگے کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ بڑے میاں سٹھیا گئے ہیں (٩٤) وہ بولے خدا کی قسم آپ اسی پرانی غلط روش پر قائم ہیں[2] (٩٥)

---

(١) حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی زندگی کا یقین تھا، بنیامین بھی مصر میں تھے، غلہ بھی ختم ہو رہا تھا انھوں نے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ بنیامین کی بھی خبر لو، یوسفؑ کا بھی سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بھائی روانہ ہوئے، پہلے یوسف کے پاس پہنچے اور اپنی مصیبت کی داستان سنائی کہ وہ نرم پڑیں تو بنیامین کے بارے میں گفتگو کی جائے، حضرت یوسف حالات سن کر رو پڑے اور بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ یوسف کے ساتھ تم نے جو کیا وہ ذہن میں ہے، بھائی سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو یہی یوسف ہیں، فوراً اپنی تقصیر کا اعتراف کرنا چاہا حضرت یوسف کو یہ سننا بھی گوارہ نہ ہوا، فرمایا وہ سب چھوڑو اب جاؤ والد صاحب اور اہل خاندان کو لے کر آؤ، یہ صبر و مروت کی انتہا تھی، خود حرف شکایت زبان پر کیا لاتے! (٢) یہ قدرت الٰہی کی نشانی ہے کہ انبیاء کے معجزات ان کی طرف سے نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں، ڈھکی چھپی باتیں بھی وہ اتنی ہی بتا سکتے ہیں جتنا ان کو اللہ کی طرف سے علم ہو، حضرت یوسف کنویں میں رہے، مصر کے بادشاہ بنے، ان کے بھائی کئی مرتبہ آئے اور گئے لیکن حضرت یعقوب کو کچھ پتہ نہ چلا لیکن ادھر قافلہ مصر سے روانہ ہوا ادھر کنعان میں یعقوب علیہ السلام کو یوسف کی خوشبو محسوس ہونے لگی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

منزل۳

پھر جب بشارت دینے والا پہنچا اس نے کرتے کو ان کے چہرے پر ڈالا تو ان کی بصارت واپس آ گئی، وہ کہنے لگے کہ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۹۶) وہ بولے اے ہمارے ابا جان! ہمارے لیے بخشش کی دعا کیجیے یقیناً ہم ہی خطا کار تھے (۹۷) انھوں نے کہا کہ میں آگے تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا بلاشبہ وہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۹۸) پھر جب وہ (سب) یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور کہا کہ تم سب بمشیت الٰہی اطمینان کے ساتھ مصر میں داخل ہو جاؤ (۹۹) اور اپنے والدین کو انھوں نے اوپر تخت (شاہی) پر بٹھایا اور وہ سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور انھوں نے کہا کہ میرے ابا جان! یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے میرے پروردگار نے اس کو سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر اس وقت بڑا احسان کیا جب اس نے مجھے جیل سے نکالا اور میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شیطان کے جھگڑا ڈال دینے کے بعد بھی اس نے دیہات سے تمہیں یہاں پہنچا دیا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے تدبیر سے کر لیتا ہے، بیشک وہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے[2] (۱۰۰) اے میرے رب یقیناً تو نے مجھے بادشاہت بخشی اور باتوں کی حقیقت مجھے سکھائی، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا مددگار ہے، مجھے مسلمان اٹھانا اور نیک لوگوں میں شامل فرمانا (۱۰۲) یہ ڈھکی چھپی وہ باتیں ہیں جو ہم آپ کو بتا رہے ہیں اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب انھوں نے سازش کر کے اپنا فیصلہ پختہ کر لیا تھا (۱۰۲)

---

(۱) شاید قبولیت دعا کے وقت کا انتظار تھا اور ان کی غلطیوں پر ایک تنبیہ کی شکل بھی تھی (۲) جب قافلہ مصر کے قریب آیا تو حضرت یوسف نے باہر نکل کر استقبال کیا، والدین کو اپنے پاس ٹھہرایا پھر سب کو لے کر مصر میں داخل ہوئے، والدین کو انھوں نے اپنے خاص تخت شاہی پر بٹھایا پھر سب بھائی اور والدین جذبہ تشکر میں سجدہ میں گر گئے، یہ اس خواب کی تعبیر ہوئی، سورج چاند سے والدین مراد تھے اور گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائی، یہ سجدہ تعظیمی تھا جو گزشتہ امتوں میں جائز تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اس کو ناجائز قرار دیا گیا، حضرت یوسف کی انتہائی شرافت و مروت کی بات ہے کہ اس موقع پر بھی انھوں نے کوئی شکوہ شکایت نہیں کی بلکہ ہر موقع کے بہتر پہلو کا ذکر فرمایا اور بھائیوں نے جو کچھ کیا تھا اس کو شیطانی عمل کہہ کر بات ختم فرما دی۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ
تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ
هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى
بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ
نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّىَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾
لَقَدْ كَانَ فِىْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ
حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
تَفْصِيْلَ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور آپ خواہ جتنا بھی چاہیں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں[1] (۱۰۳) اور آپ اس پر ان سے کوئی اجرت تو مانگتے نہیں وہ تو دنیا جہان کے لیے نصیحت ہے (۱۰۴) اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں کہ جن سے وہ آنکھ بند کرکے گذر جاتے ہیں (۱۰۵) اور ان میں اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے بھی ہیں تو ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے جاتے ہیں (۱۰۶) کیا وہ اس سے بے خوف ہوگئے کہ اللہ کے عذاب میں سے کوئی آفت ان کو گھیر لے یا اچانک ان پر قیامت ہی آجائے اور وہ احساس بھی نہ رکھتے ہوں (۱۰۷) کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے، میں اور میری راہ چلنے والے سمجھ بوجھ کر اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کی ذات پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں (۱۰۸) اور ہم نے آپ سے پہلے جن کو بھی بھیجا وہ بستیوں کے رہنے والے کچھ انسان ہی تھے، ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے، تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے یقیناً بہتر ہے، کیا اب بھی تم نہیں سمجھتے (۱۰۹) یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہونے لگے[2] اور (مشرکین نے) سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا بس (اسی وقت) ہماری مدد آپہنچی تو جس کو ہم چاہتے ہیں بچالیا جاتا ہے اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے ٹالا نہیں جاسکتا (۱۱۰) ان کے واقعات کے بیان میں ہوش مندوں کے لیے ضرور عبرت ہے، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو گڑھ لی گئی ہو البتہ گزشتہ کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کی وضاحت ہے اور اہل ایمان کے لیے ہدایت و رحمت ہے[3] (۱۱۱)

---

(۱) مشرکوں نے جو سوال کیا تھا کہ بنی اسرائیل مصر میں کیسے آباد ہوئے یہ اس کا پورا تفصیلی جواب ہوگیا، اور یہ سب وہ ڈھکی چھپی باتیں تھیں جن سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم واقف نہ تھے، اللہ نے وحی سے آپ کو سب کچھ بتایا اس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ مشرک ایمان لے آتے لیکن کہہ دیا گیا کہ ان کا سوال صرف ہٹ دھرمی میں تھا، وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور ان میں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں وہ بھی شرک کرتے ہیں، کوئی عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا ہے کوئی عیسیٰ کو تو کوئی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتا ہے، اور ان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ گزشتہ قوموں سے سبق لیں ان کی بستیوں کے پاس گزرتے ہیں کہ غور نہیں کرتے (۲) اللہ کے وعدہ سے مایوسی تو نبیوں کے لیے ممکن ہی نہیں البتہ اس کی تکمیل کا وقت جو انھوں نے اپنے اجتہاد سے طے کیا ہوگا اس سے مایوسی ممکن ہے یا مشرکین کے ایمان لانے سے مایوسی ہوئی ہوگی (۳) گزشتہ آسمانی کتابوں میں وہ واقعات بیان ہوئے ہیں اس کی تصدیق ہے لیکن ان میں جو تحریفات کردی گئی ہیں ان کی وضاحت بھی ہے اور اہل ایمان کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں ہدایت ورحمت ہے۔

سورۂ رعد

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ
عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا
رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَ
فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ
صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا
عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ وَ
اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ
جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ
اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤

منزل ٣

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ، یہ کتاب (الٰہی) کی آیتیں ہیں اور آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو کچھ اترا ہے بالکل سچ ہے لیکن اکثر لوگ مانتے نہیں (۱) وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا (جیسا کہ) تم اسے دیکھتے ہو پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا، سب ایک متعین مدت تک کے لیے رواں دواں ہیں، وہی کام کی تدبیر کرتا ہے نشانیاں کھولتا ہے کہ شاید تم کو اپنے رب سے ملاقات کا یقین آ جائے (۲) اور اسی نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنا دیئے اور اس میں ہر ہر پھل کے دو دو جوڑے رکھ دیئے، وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے بلاشبہ ان چیزوں میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں (۳) اور زمین میں ملے ملے ٹکڑے ہیں اور انگور کے باغات ہیں اور کھیتی ہے اور کھجور کے درخت ملے ملے بھی اور الگ الگ بھی سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں اور ان میں ہم ایک کو دوسرے پر ذائقہ میں برتری دیتے ہیں بلاشبہ اس میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں (۴) اور اگر آپ تعجب کریں تو ان (کافروں) کی یہ بات (یقیناً) باعث تعجب ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا، ان ہی لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور ان ہی کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے[1] (۵)

---

(۱) وہ اللہ جس نے آسمان بنایا جس میں کوئی ستون نظر نہیں آتا، چاند سورج سب متعین نظام کے مطابق رواں دواں ہیں، زمین میں دریا پہاڑ بنائے، درختوں کے جوڑے پیدا کیے جن سے پھلوں میں افزائش ہوتی ہے، ملے ملے کھیت ہیں ایک سے کچھ پیدا ہو رہا ہے دوسرے سے کچھ اور ایک کاشت کے قابل ہے دوسرا بنجر، باغات ہر طرح کے اور درخت بھی قسم قسم کے، کسی کا نیچے سے ایک ہی تنا کوئی دو تنے کا کھجور کے درخت عام طور پر ایسے ہی ہوتے ہیں، سب ایک ہی پانی سے سینچے جا رہے ہیں، ایک ہی دھوپ سے سینکے جا رہے ہیں، ایک ہی زمین پر لگے ہوئے ہیں، لیکن ہر ایک کا مزہ الگ، ایک سے بڑھ کر ایک، کیا یہ سب پیدا کرنے والے کی قدرت کے مظاہر نہیں ہیں پھر بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم مٹی ہو کر پھر کیسے اٹھیں گے تو یہ کیسی حیرت کی بات ہے، اسی مٹی میں جس درخت کا بیج پڑ جائے درخت اُگ آئے تو جب انسان کی اصل اسی سے ہے تو کیا پیدا کرنے والا اس کو اس مٹی سے نہیں پیدا کر سکتا، یقیناً جو لوگ منکر ہیں ان کو اپنے خالق کے انکار کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ
ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَ
لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ
الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَ
مَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾
لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا
بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم
مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ ﴿١١﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا
وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ
مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن
يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾

ع

اور وہ آپ سے بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کرتے ہیں جبکہ ان سے پہلے عبرت کے واقعات گزر چکے ہیں اور بلاشبہ آپ کا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود ان کو معاف بھی کرتا ہے اور بیشک آپ کا رب سخت سزا دینے والا بھی ہے (٦) اور انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری، آپ تو بس ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے راہبر ہوئے ہیں[1] (۷) ہر مادہ کو جو بھی حمل ہے اور اس کے رحم میں جو گھٹتا بڑھتا ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کے پاس ہر چیز متعین مقدار کے ساتھ ہے (۸) ڈھکے اور کھلے کا جاننے والا بڑائی والا بلند و بالا ہے (۹) تم میں جو بات آہستہ کرے اور جو زور سے کرے اور جو رات کو چھپنے والا ہو اور جو دن کو چلنے پھرنے والا سب (اس کے لیے) برابر ہے (۱۰) ہر شخص کے لیے اس کے آگے اور پیچھے پہرے دار (فرشتے متعین) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، کسی بھی قوم کے ساتھ جو بھی ہے اللہ اس کو اس وقت تک ہرگز نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرلیں اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں اور اس کے علاوہ کوئی ان کا حمایتی بھی نہیں[2] (۱۱) وہی ہے جو تمہیں بجلی (کی چمک) دکھاتا ہے خوف اور امید کے ساتھ اور بھاری بادل اٹھاتا ہے[3] (۱۲) اور کڑک اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے اس کے ڈر سے تسبیح میں لگے ہیں اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے تو جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور وہ اللہ کے سلسلہ میں جھگڑتے ہیں جبکہ وہ زبردست طاقت والا ہے (۱۳)

(۱) کفار مکہ جلدی مچاتے تھے کہ جو عذاب تمہیں لانا ہے لے آؤ، جبکہ ان کے سامنے گزشتہ امتوں کے واقعات گزر چکے تھے، اللہ فرماتا ہے کہ وہ چھوٹی موٹی غلطیوں کو اور بڑے گناہوں کو اگر ان سے توبہ کرلی جائے معاف کردیتا ہے لیکن جب وہ پکڑ کرتا ہے تو اس کی پکڑ بڑی سخت ہے، کفار نئے نئے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے فرمایا جارہا ہے کہ یہ کام پیغمبر کا نہیں اللہ کے حکم سے ہی معجزات سامنے آتے ہیں، نبی کا کام راستہ دکھانا ہے۔ (۲) اللہ کی قدرت میں سب کچھ ہے، وہی بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس وقت حالات بہتر رہتے ہیں جب تک بندے صحیح رخ پر رہتے ہیں لیکن جب بندے خود ہی نافرمانی پر کمر باندھ لیں تو پھر اس کا عذاب آتا ہے، جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا (۳) خوف بجلی کے گر جانے کا اور امید بارش کی۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾

السجدۃ ۲

منزل ۳

اسی کو پکارنا حق ہے اور جن کو وہ لوگ اس کے علاوہ پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ جواب نہیں دے سکتے، ہاں (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتا کہ وہ (پانی) اس کے منھ تک پہنچ جائے جبکہ وہ اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا اور کافروں کی پکار تو یوں ہی گم ہو کر رہ جاتی ہے[1] (۱۴) اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے وہ اور ان کے سائے چاہتے نہ چاہتے صبح و شام اسی کو سجدہ کرتے ہیں[2] (۱۵) آپ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے، آپ (ہی) کہہ دیجیے کہ اللہ، کہیے کہ پھر بھی تم نے اس کے علاوہ مددگار بنا رکھے ہیں جو خود اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں، کہیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں یا تاریکیاں اور روشنی ایک ہی جیسی ہو سکتی ہیں یا انھوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا لیے ہیں جنھوں نے اللہ کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے کا عمل کیا ہے تو ان کو (دونوں کا) پیدا کرنا ایک جیسا لگ رہا ہے، کہہ دیجیے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اکیلا ہے زبردست ہے[3] (۱۶) اس نے اوپر سے پانی برسایا تو نالے (ندیاں) اپنی اپنی بساط کے مطابق بہہ پڑے پھر وہ پانی کا بہاؤ پھولا ہوا جھاگ اوپر لے آیا اسی طرح جو (دھات) آگ پر زیور یا سامان حاصل کرنے کے لیے پکاتے ہیں اس میں بھی اسی طرح کا جھاگ ہوتا ہے، اللہ اسی طرح حق و باطل کی مثال دیتا ہے بس جھاگ تو بیکار جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے لیے مفید ہوتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے اللہ ایسے ہی مثالیں بیان فرماتا رہتا ہے[4] (۱۷)

---

(۱) کام سب اللہ ہی کرتا ہے اسی کو پکارنے سے کام بنتا ہے اور جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں اور کبھی ظاہری طور پر لگتا ہے کہ ان کا کام بھی بن گیا تو وہ بھی اللہ کے بنانے سے ہی بنتا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے کہ جب وہ گمراہی میں ہی پڑنا چاہتا ہے تو ہم بھی پیچھے سے ایک دھکا اور مارتے ہیں بالآخر وہ جہنم رسید ہو جاتا ہے "نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا" (۲) سجدہ کرنے سے یہاں جھکنا اور ماننا مراد ہے، ہر مخلوق اسی کے حکم اور مشیت کے مطابق کام پر لگی ہوئی ہے (۳) جب اللہ ہی رب ہے تو ایسوں کو مددگار بنانا جو خود اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں سوائے اندھاپن کے اور کیا ہے، ایمان کی مثال روشنی کی ہے، اور کفر تاریکی پر تاریکی ہے، انسان ایک چیز بناتا ہے تو اس کو اپنے خلق پر ناز ہوتا ہے جبکہ اس کی عقل تو اجزاء کو جوڑتی ہے اور اجزاء سب اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور مشرکوں نے جو معبود بنا لیے وہ تو مخلوق والا یہ کام بھی نہیں کر سکتے (۴) باطل کی مثال جھاگ کی ہے، ابتدا میں وہی غالب اور پھولا ہوا نظر آتا ہے لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد حقیقت سامنے آجاتی ہے، جھاگ بیٹھ جاتا ہے اور جو چیز مفید ہے وہ باقی اور قائم رہتی ہے۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۭ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ
لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ
اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا
الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾
وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ
يَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰــتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ
يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ
وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ
لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ
وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾

منزل ٣

جنھوں نے اپنے رب کی بات مانی ان ہی کے لیے بھلائی ہے اور جنھوں نے اس کی بات نہیں مانی اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ ان کے پاس ہو اور اتنا ہی اور بھی ہو تو وہ سب فدیہ میں دے ڈالیں ایسوں ہی کے لیے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین رہنے کی جگہ ہے (١٨) بھلا وہ شخص جو یہ جانتا ہو کہ آپ پر جو آپ کی طرف سے اترا وہ سچ ہی ہے، کیا اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اندھا ہو، نصیحت تو ہوش والے ہی حاصل کرتے ہیں (١٩) جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے (٢٠) اور جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا وہ اس کو جوڑتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور برے حساب[1] کا اندیشہ رکھتے ہیں (٢١) اور جو اپنے رب کی خوشنودی چاہتے ہوئے جمے رہے اور انھوں نے نماز قائم کی اور ہم نے ان کو جو رزق دیا اس میں سے انھوں نے چھپ کر بھی اور علی الاعلان بھی خرچ کیا اور وہ نیکی سے بدی کو مٹاتے ہیں ایسوں ہی کے لیے آخرت کا گھر ہے (٢٢) ہمیشہ رہنے کے لیے باغات ہیں وہ (خود بھی) اس میں داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویاں اور ان کی اولادوں میں جو بھی (اس کے) لائق ہوئے وہ بھی، اور ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس (کہتے) آئیں گے (٢٣) کہ تم پر سلامتی ہو، یہ نتیجہ ہے تمہاری ثابت قدمی کا، بس آخرت کا گھر کیا خوب ہے (٢٤) اور جو عہد مضبوط کرکے اس کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جس کو جوڑنے کا حکم کیا اس کو توڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں ایسوں کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے بدترین گھر ہے (٢٥) اللہ جس کے لیے چاہتا ہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی ہی میں مست ہوگئے جبکہ دنیا کی زندگی تو آخرت کے آگے معمولی سامان سے زیادہ کچھ نہیں[2] (٢٦)

---

(١) برے حساب سے مراد حساب میں ناانصافی نہیں بلکہ سختی ہے (٢) ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا فرق بتایا جارہا ہے، صحیح راستے کو نہ ماننے والوں کی مثال اندھوں کی ہے کہ وہ ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور آخرت میں ان کے لیے تباہی ہے، اپنے بچاؤ کے لیے وہ کچھ بھی پیش کرنا چاہیں کچھ بھی قبول نہ ہوگا، اور اہل ایمان جو اللہ سے ڈرتے ہیں، صبر سے کام لیتے ہیں، نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کا ہر طرح سے استقبال ہوگا، جنت کے آٹھوں دروازوں سے فرشتے ان کو سلام کرکے خوش آمدید کہیں گے، آگے پھر وہی بات کہی جارہی ہے کہ جس نے دنیا کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ لیا اس نے یہ نہیں سوچا کہ دنیا بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور آخرت کے مقابلہ میں بے حیثیت ہے بس وہ لعنت کا مستحق ہوا۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿٢٩﴾ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾

منزل۳

اور کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری، کہہ دیجیے اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اس کو وہ راہ دیتا ہے (۲۷) جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل مطمئن ہیں، یاد رکھنا اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے (۲۸) جنھوں نے مانا اور نیک کام کیے ان کے مزے ہی مزے ہیں اور بہتر انجام ہے (۲۹) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک امت میں بھیجا ہے اس سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ جو وحی ہم نے آپ پر کی ہے وہ آپ ان کو سنا دیں اور وہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں کہہ دیجیے وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے (۳۰) اور اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس سے زمین ٹکڑے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ مردوں سے گفتگو ہونے لگتی (تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے) حقیقت تو یہ ہے سب اختیار اللہ کا ہے تو کیا ایمان والے یکسو نہیں ہو جاتے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا اور برابر کافروں کو ان کے کرتوتوں کی بنا پر کوئی نہ کوئی آفت لگی ہی رہتی ہے یا ان کے گھروں کے آس پاس اترتی ہی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے گا بلاشبہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا[۱] (۳۱) اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر ان کو دھر پکڑا تو میری سزا کیسی (سخت) ہوئی (۳۲) بھلا وہ ذات جو ہر شخص کے تمام کاموں پر نگراں ہے (اس کو تو مانتے نہیں) اور اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، کہیے کہ ذرا ان کے نام تو بتانا یا تم اس کو وہ جتار ہے ہو جو وہ زمین میں جانتا نہیں یا صرف اوپر اوپر کی بات ہے، بات یہ ہے کہ منکروں کے لیے ان کا فریب خوش نما کردیا گیا اور وہ راستہ سے روک دیے گئے اور اللہ جس کو گمراہ کردے اس کو کوئی راہ پر نہیں لاسکتا (۳۳)

---

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد معجزات دیئے گئے پھر بھی کفار نئے نئے معجزات کا مطالبہ کرتے رہتے تھے، یہاں کہا جا رہا ہے کہ ان کا یہ مسلسل مطالبہ خود ان کی گمراہی کی دلیل ہے جو ماننا چاہتا ہے وہ خود اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے نام سے سکون حاصل کرتا ہے پھر ہر حال میں وہ راضی برضا رہتا ہے، دنیا میں بھی اس کو حلاوت ایمانی حاصل ہوتی ہے اور آخرت کا گھر تو اسی کے لیے ہے (۲) اہل ایمان کو بھی خیال پیدا ہوتا تھا کہ کافروں کے مطالبے پورے ہی کردیئے جائیں شاید وہ ایمان لے آئیں اس کا جواب ہے کہ کیسے ہی معجزات سامنے آجائیں یہ ایمان لانے والے نہیں، ایمان والوں کو اپنا ذہن فارغ کرلینا چاہیے جس کو طلب ہوتی ہے اس کے لیے ایک بات کافی ہے، پھر یہ منکرین طرح طرح پریشانیوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی بستیوں کے آس پاس ایسی مصیبتیں آتی ہیں جن سے یہ خوفزدہ ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی نہیں مانتے، بس جو ضد پر اڑ جائے اس کے لیے بڑی سے بڑی دلیل بھی کافی نہیں، اللہ تعالیٰ اس کو گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے کوئی اس کو راہ راست پر نہیں لاسکتا۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

منزل۳

دنیا کی زندگی میں بھی ان کے لیے عذاب ہے اور آخرت کا عذاب سخت ترین ہے اور کوئی نہیں ہے جو ان کو اللہ سے بچانے والا ہو(۱) (۳۴) وہ جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہوا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، اس کے پھل بھی سدا (بہار) ہیں اور اس کا سایہ بھی، یہ بدلہ ہے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (۳۵) اور جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ آپ پر جو اترا اس سے خوش ہوتے ہیں اور کچھ گروہ وہ بھی ہیں جو اس کے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ مجھے یہ حکم ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے (۳۶) اور اسی طرح ہم نے اس کو حکم نامہ بنا کر عربی میں اتارا ہے اور علم آپ تک پہنچ جانے کے بعد بھی اگر آپ ان کی خواہشات پر چلے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا حمایتی ہوگا اور نہ بچانے والا(۲) (۳۷) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے اور کسی رسول کے بس میں نہیں کہ وہ بغیر اللہ کے حکم کے کوئی ایک آیت لے آئے، ہر زمانہ کے لیے ایک کتاب ہے (۳۸) اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے (۳۹) اور ہم نے ان کو جس (عذاب) کی وعید سنا رکھی ہے اگر اس کا کچھ حصہ آپ کو دکھا دیں یا (اس سے پہلے ہی) آپ کو وفات دے دیں تو آپ کا کام تو صرف پہنچانا ہے اور حساب ہمارے ذمہ ہے(۳) (۴۰) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ زمین کو ہم اس کے کناروں سے کم کرتے جا رہے ہیں اور فیصلہ اللہ ہی کرتا ہے اس کے فیصلہ کو کوئی پھیر نہیں سکتا اور وہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے(۴) (۴۱)

(۱) اس میں اہل کتاب کے مختلف گروہوں کا تذکرہ ہے کہ ان میں پوری طرح ماننے والے بھی ہیں اور جو نہیں مانتے وہ بھی اس کے بڑے حصہ کو ماننے پر مجبور ہیں، اس میں اہل ایمان کے لیے تسکین بھی ہے اور مشرکین مکہ کو تنبیہ بھی کہ تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں پھر بھی تم اس کو نہیں مانتے (۲) دائرہ عبدیت سے ذرہ برابر قدم باہر نکالنے کی گنجائش سید البشر اور سرور انبیاء کو نہیں دی گئی تو کسی دوسرے کا ذکر ہی کیا (۳) کفار کو اعتراض تھا کہ اگر یہ نبی ہیں تو ان کے بیوی بچے کیوں ہیں؟ اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ پہلے بھی نبیوں کے بیوی بچے ہوئے ہیں تاکہ ادائیگی حقوق کا نمونہ سامنے آسکے اور نبی کا کام اللہ کے احکامات کو پہنچانا ہے، زمانہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ان میں تبدیلی فرماتا رہتا ہے، ام الکتاب یعنی لوح محفوظ اسی کے پاس ہے، ہر زمانہ میں اس نے اپنی کتاب اتاری، اب اس آخری دور کے لیے قرآن مجید اتارا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ آپ کا کام پہنچا دینا ہے، نہ ماننے والوں پر عذاب ان کے سامنے آئے یا نہ آئے، آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں (۴) اس میں ایک اشارہ تو کافروں کے لیے آہستہ آہستہ زمین تنگ ہونے کی طرف ہے اور شاید دوسری حقیقت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ دنیا کا دائرہ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے، ایک وقت آئے گا کہ سب فنا ہو جائے گا۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا يَعْلَمُ
مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾ ع ۱۲

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○
الر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى
النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿١﴾ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا
فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٢﴾
الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن
سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٣﴾ وَمَا
أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ
مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٥﴾

منزل ۳

اوران سے پہلے بھی لوگ فریب کر چکے ہیں بس تدبیریں تو سب اللہ ہی کے پاس ہیں، ہر ہر شخص جو بھی کرتا ہے اس کو وہ جانتا ہے اور جلد ہی کافروں کو پتہ چل جائے گا کہ آخرت کا گھر کس کے لیے ہے (۴۲) اور انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو، کہہ دیجیے کہ اللہ اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے ہمارے تمہارے بیچ گواہی کے لیے کافی ہیں[1] (۴۳)

سورۂ ابراهیم

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓر، یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ پر اس لیے اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے تاریکی سے روشنی میں نکال لائیں، اس راستہ پر جو زبردست (اور) قابل تعریف ذات کا ہے (۱) اس اللہ کا ہے جس کا سب کچھ ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور سخت عذاب سے منکروں کے لیے بڑی بربادی ہے (۲) جو آخرت کے برمقابل دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے رہتے ہیں[2] ایسے لوگ دور گمراہی میں جا پڑے ہیں (۳) اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کے پاس اسی کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے (احکام الٰہی) کھول کھول کر بیان کر دے پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے[3] (۴) اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاؤ اور ان کو اللہ کے دن یاد دلاؤ[4]، بلاشبہ اس میں ہر اس شخص کے لیے نشانیاں ہیں جو خوب جمنے والا بڑا احسان ماننے والا ہو (۵)

(۱) سارے مکر وفریب دنیا کی حد تک ہیں پھر اللہ ان کو یہاں بھی کیسے ٹھکانے لگاتا ہے اور آخرت میں تو سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا، اور اگر وہ کہتے ہیں کہ آپ پیغمبر نہیں تو آپ کی رسالت پر تو اللہ گواہ ہے اور جن کے پاس آسمانی کتابیں ہیں اگر وہ انصاف کے ساتھ ان کتابوں کو دیکھیں گے تو وہ بھی گواہ ہوں گے اور جنھوں نے انصاف کیا ہے انھوں نے گواہی دی ہے (۲) یعنی اسلام میں کوئی نہ کوئی عیب تلاش کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کو اعتراض کا موقع مل سکے، ظاہر ہے اس سرکشی اور ضد کے بعد حق کا راستہ ہی بند ہو جاتا ہے (۳) کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر قرآن کسی ایسی زبان میں ہوتا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں جانتے تو یہ معجزہ ہوتا، ہم اس کو مان لیتے، اسی کا جواب دیا جا رہا ہے اور یہ وضاحت ہو رہی ہے کہ جو ضد پر آجائے وہ ہدایت سے دور گمراہی میں جا پڑتا ہے (۴) ''اَیَّامُ اللّٰہ'' (اللہ کے دن) ایک اصطلاح ہے اس سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ نے خاص خاص اور اہم واقعات دکھائے ہیں اور نافرمانوں کو عذاب میں مبتلا کیا ہے اور ماننے والوں کو نجات دی ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ
أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَ
يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ
مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ
لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ
مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ
اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ
قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۛ لَا
يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا
أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ
وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ
أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ
لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ
قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو جب اس نے تمھیں ان فرعونیوں سے نجات دی جو تمھیں سخت اذیتیں دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی (٦) اور جب تمہارے رب نے آگاہ کر دیا کہ اگر تم نے احسان مانا تو ہم تمھیں اور دیں گے اور اگر تم نے ناشکری کی تو میری مار بڑی ہی سخت ہے (٧) اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم اور سب کے سب زمین والے انکار کر دیں تو اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیاں رکھتا ہے[1] (٨) کیا تمھیں ان لوگوں کی خبریں نہیں پہنچیں جو تم سے پہلے نوح کی قوم اور عاد و ثمود گزرے ہیں اور جو ان کے بعد ہوئے ہیں جن کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انھوں نے اپنے ہاتھ ان کے منھ پر رکھ دیئے اور بولے تم جو لے کر آئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے اور تم ہمیں جس چیز کی طرف بلا رہے ہو ہم اس کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں کہ دل ٹھہرتا ہی نہیں (٩) ان کے رسولوں نے کہا کہ کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے؟ وہ تمھیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور ایک مدت تک تمھیں مہلت دے، وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس چیز سے روک دو جس کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں، بس کوئی کھلی ہوئی دلیل ہمارے سامنے لاؤ[2] (١٠)

---

(١) اللہ کو نہ کسی کی عبادت کی ضرورت ہے نہ احسان ماننے کی، جو احسان مانے گا وہ اپنے ساتھ بھلا کرے گا، حدیث قدسی میں ہے: اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے سب انسان اور جنات اعلیٰ ترین متقی شخص کی طرح ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوگا اور اگر سب ہی بدترین شخص کی طرح ہو جائیں تو بھی میرے ملک میں ذرا بھی کمی واقع نہیں ہوگی (٢) ہر گمراہ قوم نے اپنے دادا کی دہائی دی ہے اور کہا ہے کہ یہ ہمارے یہاں ہوتا چلا آیا ہے، اور رسولوں سے پے در پے معجزات کی فرمائشیں کی ہیں اور مان کر نہ دیا، منھ پر ہاتھ رکھ دینا بالکل نہ سننے اور توجہ نہ کرنے کی جگہ محاورہ کے طور پر بولا جاتا ہے۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا
نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ
اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا
وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ
صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ
لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

منزل۳

ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم بیشک تمہارے ہی جیسے انسان ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور ہم اللہ کے حکم کے بغیر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں لا سکتے اور ایمان والوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں (۱۱) اور آخر کیوں نہ ہم اللہ پر بھروسہ کریں جبکہ اس نے ہمیں ہمارے راستے سجھا دیئے اور تم نے جو ہمیں تکلیفیں دی ہیں اس پر ہم صبر ہی کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں (۱۲) اور انکار کرنے والوں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال کر رہیں گے، یا تو تم ہماری ہی ملت میں واپس آ جاؤ، تو ان کے رب نے ان کو وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر کے رہیں گے (۱۳) اور ان کے بعد ملک میں یقیناً ہم تم ہی کو بسائیں گے، یہ اس کو ملتا ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہو اور میری وعید سے ڈرتا ہو[1] (۱۴) اور انھوں نے فیصلہ چاہا اور (نتیجہ یہ ہوا کہ) ہر سرکش ضدی نے منھ کی کھائی (۱۵) اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا (۱۶) اسے وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا اور اسے گلے سے اتارنا اس کے لیے مشکل ہوگا اور ہر طرف سے موت اس کو گھیر لے گی اور وہ مرنہ چکے گا اور اس کے آگے سخت عذاب ہے[2] (۱۷) اپنے رب کا انکار کرنے والوں کی مثال (ایسی ہے کہ) ان کے کام ریت کی طرح ہیں جس پر آندھی کے دن ہوا تیز گزر جائے جو کچھ انھوں نے کیا اس پر ان کا کچھ بھی بس نہ چلے گا[3] یہی گمراہی میں دور جا پڑنا ہے (۱۸) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو درست پیدا کیا، اگر وہ چاہے تو تمہیں چلتا کر دے اور ایک نئی مخلوق لے آئے (۱۹) اور یہ اللہ کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں (۲۰)

---

(۱) کافروں نے کہا کہ تم اپنی بزرگی مت جتاؤ، چپ چاپ ہم میں گھل مل کر رہو اور جنھوں نے بات مانی ہے وہ بھی پرانے دین پر واپس آ جائیں ورنہ تم سب کو جلاوطن کر دیا جائے گا، بس اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ یہ تمہیں کیا نکالیں گے ہم ہی ان کو تباہ کر کے ہمیشہ کے لیے نکال دیں گے پھر کبھی یہ یہاں واپس نہ آ سکیں گے اور ان کی جگہ مخلص وفاداروں کو زمین میں آباد کریں گے جو ہم سے ڈرتے ہیں اور ہمارا کہا مانتے ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ یہی ہوا ابتدا میں مکہ سے نکالے گئے بالآخر وہی نکلنا وہاں اسلام کے دوام کا سبب بن گیا (۲) جب بات حد سے آگے بڑھ گئی تو رسولوں نے فیصلہ چاہا بس اللہ کا عذاب آیا اور وہ سب ضدی سرکش تباہ ہوئے پھر آخرت کا عذاب اس پر مستزاد ہے، گرم پیپ جو پلایا جائے گا لگے گا کہ ہر طرف شدید عذاب کی چڑھائی ہے، ہر طرف سے موت پکار رہی ہے چاہیں گے کہ موت آ جائے لیکن وہ بھی نہ آئے گی بس ایک عذاب کے پیچھے دوسرا عذاب آتا رہے گا (۳) جو کافروں نے اچھے کام بھی کیے اس کی مثال دی گئی کہ جیسے کوئی ریت پر محل تعمیر کرے، ایک ہوا اس کو اڑا لے جائے گی اور ان کا اس پر کچھ بس نہ چل سکے گا۔

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢١﴾ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾

منزل۳

اور سب کے سب اللہ کے آگے پیش ہوں گے تو کمزور لوگ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ ہم تو آپ ہی کے پیروکار تھے تو کیا آپ ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بھی بچا سکتے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ نے ہمیں ہدایت یاب کیا ہوتا تو ہم ضرور تمہیں راستہ بتادیتے، اب تو ہمارے لیے برابر ہے واویلا مچائیں یا صبر کر رہیں ہمارے لیے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں (۲۱) اور جب فیصلہ ہوچکے گا تو شیطان (اپنے ماننے والوں سے) کہے گا حقیقت یہ ہے اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا پھر تم سے وعدہ خلافی کی تو تم پر میری کوئی حکومت تو تھی نہیں سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم میری بات مان گئے تو مجھے الزام مت دو، خود اپنے کو الزام دو (آج) نہ میں تمہاری فریاد پر تمہاری مدد کرسکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد پر میری مدد کر سکتے ہو، جو تم نے پہلے مجھے شریک ٹھہرایا میں نے (آج) اس کا انکار کردیا بلاشبہ ناانصافوں ہی کے لیے دردناک عذاب ہے[1] (۲۲) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے وہ ایسی جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ اسی میں رہیں گے، وہاں وہ آپس میں ایک دوسرے کا استقبال سلام سے کریں گے (۲۳) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اچھی بات کی مثال ایک اچھے درخت سے دی جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں (۲۴) اپنے رب کے حکم سے وہ ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں (۲۵) اور بری بات کی مثال برے درخت جیسی ہے جس کو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا گیا ہو، وہ ذرا بھی اپنی جگہ کھڑا نہیں رہ سکتا[2] (۲۶)

---

(۱) جب دوزخی ابلیس کو الزام دیں گے تو وہ کہے گا کہ خود تم نے اپنی حماقت سے خدائی میں شریک کیا (یعنی بعض بعض تو براہ راست شیطان کی عبادت کرنے لگے اور بہتوں نے اس کی بات خدا کی طرح مانی) وہ کہے گا کہ میں خود اس سے بیزار ہوں، میں نے تمہیں سبز باغ دکھائے، تم خود پیچھے چل دیئے، کوئی میری حکومت تو تم پر تھی نہیں، غلطی خود تمہاری ہے کہ تم نے پیغمبروں کی بات نہ مانی جنھوں نے صحیح راستہ دکھایا، اب خود اپنے آپ کو ملامت کرو میں تمہاری کیا مدد کرسکتا ہوں یہاں تو تم میری مدد بھی نہیں کرسکتے، اب ہر ظالم اور مشرک کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہے، دوزخی تو اس لعن طعن میں ہوں گے، آگے اہل ایمان کا تذکرہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو خوش آمدید کہیں گے اور سلام کرکر کے مبارکباد پیش کریں گے (۲) کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" اور کلمہ خبیثہ سے مراد کلمہ شرک وکفر ہے، کلمہ طیبہ کی مثال "شجر طیب" سے دی گئی ہے جس کی جڑیں مضبوط ومستحکم اور شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی سراپا نفع جو اس سے پوری طرح وابستہ ہوجائے اس کو کوئی ہلا نہیں سکتا، کیسی ہی مصیبتیں آئیں اس کا ایمان متزلزل نہیں ہوسکتا اس کے برخلاف شرک وکفر کو قرار نہیں، نہ اس کی کوئی بنیاد، آج کچھ اور کل کچھ اور نتیجہ سوائے بربادی کے کچھ نہیں۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ﴿٢٧﴾
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ
اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَاۗىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا
سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾

منزل٣

اور اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے اس دنیا میں بھی مضبوط کرتا ہے اور آخرت میں بھی، اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے[1] (٢٧) کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے کفر کیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا (٢٨) جو جہنم ہے وہ اس میں گھسیں گے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے (٢٩) اور انھوں نے اللہ کے ہمسر ٹھہرائے تاکہ وہ اللہ کے راستہ سے بہکائیں، کہہ دیجیے کچھ مزہ کرلو پھر تمہارا انجام دوزخ ہے[2] (٣٠) میرے مؤمن بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ نماز قائم رکھیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے چھپ کر اور کھل کر خرچ کرتے رہیں، اس سے پہلے پہلے کہ وہ دن آجائے کہ جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی (کام آئے گی) (٣١) وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس سے تمہاری روزی کے لیے پھل نکالے اور تمہارے لیے کشتیوں کو کام پر لگادیا تاکہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی رہیں اور تمہارے لیے ندیاں بھی کام پر لگادیں (٣٢) اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کردیا، وہ دونوں برابر اپنے کام پر لگے ہیں اور رات ودن کو تمہارے لیے مسخر کیا (٣٣) اور جو تم نے مانگا وہ اس نے تمہیں دیا اور اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرنے لگ جاؤ تو تم اس کو گن نہیں سکتے، بلاشبہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور بہت ناشکرا ہے[3] (٣٤) اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنادے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا کرنے سے دور رکھ[4] (٣٥)

---

(١) کلمہ توحید جب راسخ ہوجائے تو مومن دنیا میں بھی اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور قبر میں اسی کلمہ کی بنا پر وہ ثابت قدم رہے گا جس کے نتیجہ میں اس کو حقیقی کامیابی حاصل ہوگی (٢) کافر سرداروں کی طرف اشارہ ہے جنھیں اللہ نے نعمتوں سے نوازا لیکن وہ اللہ کے منکر ہوئے اور ناشکری کے نتیجہ میں دوزخ کے مستحق بنے، آگے اہل ایمان کو آخرت کی تیاری کا حکم ہے جہاں صرف دنیا کے کیے ہوئے کام ہی فائدہ پہنچائیں گے، وہاں نہ کوئی دوست کام آئے گا اور نہ رشتہ دار (٣) یہ اللہ کے لامتناہی انعامات کا تذکرہ ہے اس طرح توحید کو مدلل کیا جارہا ہے (٤) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اہل کتاب بھی مانتے تھے اور مشرکین مکہ بھی، ان کی دعا نقل کرکے ان کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ حضرت ابراہیم تو کفر وشرک سے اتنے بیزار تھے تم آخر اس میں کہاں سے پڑ گئے؟!

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣٦ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝٣٧ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝٣٨ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۗ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝٣٩ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝٤٠ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝٤١ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝٤٢ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝٤٣

ع ٦ / ١٨

منزل٣

اے میرے رب! ان (بتوں) نے بہت لوگوں کو راستہ سے ہٹا دیا بس جو میری راہ چلا تو وہ میرا ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو بلاشبہ تو بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحیم ہے (٣٦) اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس ایسی وادی میں بسایا ہے جو بالکل بے آب و گیاہ ہے، اے ہمارے رب! صرف اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں بس تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ ان کے مشتاق رہیں اور ان کو پھلوں سے رزق پہنچا تا کہ وہ شکر گزار رہیں (٣٧) اے ہمارے رب! ہم جو بھی چھپاتے اور جو بھی ظاہر کرتے ہیں تو اس کو جانتا ہے اور نہ زمین میں اللہ سے کچھ چھپ سکتا ہے اور نہ آسمان میں (٣٨) اللہ ہی اصل تعریف کا مستحق ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحٰق عطا کیے، بیشک میرا رب دعا کا خوب سننے والا ہے (٣٩) اے میرے رب! مجھے نماز قائم رکھنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی، اے میرے رب! اور میری دعا تو سن ہی لے (٤٠) اے ہمارے رب جس دن حساب برپا ہوگا اس دن میری، میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی مغفرت کر دے[1] (٤١) اور ظالم جو کر رہے ہیں اس سے اللہ کو ہرگز غافل مت سمجھنا وہ تو ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس میں ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی (٤٢) اپنے سروں کو اٹھائے دوڑتے ہوں گے پلک بھی نہ جھپکا سکیں گے اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے[2] (٤٣)

---

(١) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری دعا بڑی حکیمانہ اور پر اثر ہے، نہ ماننے والوں کے لیے بھی انھوں نے بد دعا نہیں فرمائی، اس کو اللہ کے حوالہ فرمایا اور اس کی صفت مغفرت و رحمت کا حوالہ دیا، اللہ نے ان کی یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ دنیا کے لوگ کھنچ کھنچ کر وہاں آتے ہیں اور جو آجاتا ہے وہ اس کی محبت میں سرشار ہو کر جاتا ہے اور بار بار آنے کی تمنا رکھتا ہے، خود وہاں کوئی پھل نہیں ہوتا لیکن ساری دنیا کے پھل موسم بے موسم وافر مقدار میں وہاں نظر آتے ہیں، والد ان کے مشرک تھے، ان کے لیے مغفرت کی دعا انھوں نے اس لیے کی کہ شاید وہ زندہ ہوں گے اور ایمان نصیب ہو جائے (٢) اوپر کہا گیا تھا کہ ان کافروں نے اپنی قوم کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ ان کی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کسی کے دل میں خیال پیدا ہوتا، ان آیتوں میں اس کا جواب ہے کہ اللہ نے انھیں ڈھیل دے رکھی ہے، بالآخر یہ ایک ہولناک عذاب میں پکڑے جائیں گے، موجودہ حالات میں اس کا انطباق ہوتا ہے کہ آج ہر جگہ کافروں کا دور دورہ ہے لیکن کل قیامت میں یہ حواس باختہ پھٹی آنکھوں کے ساتھ پھر رہے ہوں گے اور ہر طرح سے ذلت ان کو گھیر لے گی۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ
الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ
فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ
وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ
وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى
الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ
قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا
كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا
بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

منزل ۳

اور اس دن سے لوگوں کو ڈرائیے، جب عذاب ان پر آپہنچے گا تو ناانصافیاں کرنے والے کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی سی مدت کے لیے ہمیں اور مہلت دے دے ہم تیری بات مان لیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر یہ نہیں کہا تھا کہ تمہیں تو زوال آہی نہیں سکتا (۴۴) اور تم ان لوگوں کی بستیوں میں رہتے تھے جو اپنے ساتھ ظلم کرچکے تھے اور تمہارے سامنے کھل کر آچکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور ہم نے تمہارے سامنے مثالیں بھی دی تھیں[1] (۴۵) اور انھوں نے اپنی چالیں چلیں اور ان کی چالیں تو اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں اگرچہ ان کی بعض چالیں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں (۴۶) تو اللہ کے بارے میں ہرگز یہ نہ سوچنا کہ وہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے یقیناً اللہ زبردست ہے انتقام لینے والا ہے (۴۷) جس دن زمین یہ زمین نہ رہے گی اور (نہ) آسمان (یہ آسمان ہوگا) اور ایک زبردست اللہ کے سامنے سب کی پیشی ہوگی (۴۸) اور آپ اس دن مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوں گے (۴۹) ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ کی لپٹیں ہوں گی (۵۰) (یہ سب اس لیے ہوگا) تاکہ اللہ ہر ہر شخص کو اس کے کرتوتوں کا بدلہ دے دے بیشک اللہ جلد حساب چکا دینے والا ہے[2] (۵۱) یہ لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے تاکہ لوگ خبردار کر دیئے جائیں اور تاکہ جان لیں کہ وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے اور تاکہ اہل دانش ہوشیار ہو جائیں (۵۲)

سورۂ حجر

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الٓر، یہ (اللہ کی) کتاب اور ایک روشن قرآن کی آیتیں ہیں (۱)

---

(۱) یعنی تم وہی تو ہو جن کی بے باک زبانیں یہ کہتی نہیں تھکتی تھیں کہ ہماری عزت وسطوت کو زوال نہیں، حالانکہ تم ان بستیوں کے آس پاس رہتے تھے جہاں کیسے کیسے عزت والے خاک میں مل گئے، تاریخ کی روایتوں اور خبروں سے تمہیں ان کے حالات کا علم بھی تھا کہ ہم ان کو کیسی کیسی سزا دے چکے ہیں، پھر ہم نے گزشتہ قوموں کے قصے قرآن مجید میں بھی تم کو سنائے تاکہ تمہیں عبرت ہو لیکن تم اپنی ضد پر قائم رہے (۲) ان دشمنان دین نے تو اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لیے ہر زمانہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اللہ کا وعدہ ہے کہ حق قائم رہے گا، سازشیں ایسی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جاتے لیکن حق قائم رہا اور قائم رہے گا، اور اللہ کے ان دشمنوں کو اس دن پتہ چل جائے گا جب دنیا دوسری ہوگی، اور اللہ کے نزدیک اس دنیا کی عمر ہی کیا، پوری دنیا فنا ہو جانے کے بعد جو حساب چکایا جائے گا وہ بھی اللہ کے یہاں کچھ دیری نہیں، اسی لیے اس کو سریع الحساب فرمایا اور اس میں اہل ایمان کو تسکین بھی ہوگئی کہ اگر یہاں دشمنوں کو سزا نہیں ملتی تو ضروری نہیں، ان کے لیے اصل سزا کی جگہ آخرت ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١١﴾ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿١٧﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ﴿١٨﴾

منزل۳

کسی وقت وہ لوگ آرزو کریں گے جنھوں نے کفر کیا کہ کاش وہ مسلمان ہوتے[1] (۲) آپ ان کو چھوڑ دیجیے کھائیں اور مزے کریں اور امید ان کو غافل رکھے بس آگے ان کو پتہ لگ جائے گا (۳) اور ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا اس کے لیے طے شدہ (وقت) لکھا ہوا تھا (۴) کوئی بھی قوم اپنے متعین وقت سے نہ آگے ہوسکے گی اور نہ پیچھے (۵) اور وہ کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس پر نصیحت اتری ہے تم تو یقیناً دیوانے ہو (۶) اگر تم سچے ہو تو فرشتوں کو ہمارے پاس کیوں نہیں لے آتے (۷) فرشتوں کو تو ہم حق کے لیے اتارتے ہیں اور (پھر) ان کو مہلت بھی نہ ملتی[2] (۸) ہم ہی نے اس نصیحت (نامہ) کو اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں[3] (۹) ہم آپ سے پہلے بھی پچھلوں کے مختلف طبقوں میں رسول بھیج چکے ہیں (۱۰) اور جب جب ان کے پاس کوئی رسول آیا تو اس کا مذاق بناتے رہے (۱۱) مجرموں کے دلوں میں ہم اس کو اسی طرح جاری کردیتے ہیں[4] (۱۲) وہ اس (قرآن) پر ایمان لانے والے نہیں اور پہلوں کا بھی یہی دستور رہا ہے (۱۳) اور اگر ہم ان کے لیے آسمان کی جانب کوئی دروازہ بھی کھول دیں پھر وہ اس پر سارے دن چڑھتے رہیں (۱۴) تو یقیناً یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کردی گئی ہے بلکہ ہم لوگوں پر جادو چل گیا ہے (۱۵) اور آسمان میں ہم نے بروج بنائے اور دیکھنے والوں کے لیے ان کو خوبصورت بنایا (۱۶) اور ان کی ہم نے ہر مردود شیطان سے حفاظت کی (۱۷) ہاں جس نے بھی چوری سے سنا تو آگ کے ایک چمک دار گولے نے اس کا پیچھا کیا[5] (۱۸)

---

(۱) قیامت میں جب اللہ کا انکار کرنے والوں کے لیے ہمیشہ آگ میں رہنے کا فیصلہ کردیا جائے گا تو وہ تمنا کریں گے کہ کاش انھوں نے سچی بات جان لی ہوتی پھر آگے ایک طرف اہل ایمان کو تسلی دی جارہی ہے کہ اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو دنیا میں مست رہنے دو، آگے ان کو سب معلوم ہوجائے گا اور دوسری طرف اہل ایمان کو یہ ہدایت بھی دی جارہی ہے کہ وہ بھی دنیا کے عیش وآرام کو سب کچھ نہ سمجھیں، جب بھی اس میں زیادتی پیدا ہوتی ہے اس کا نتیجہ غفلت کی شکل میں سامنے آتا ہے (۲) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے اتارنے کی فرمائش کا جواب ہے اور کہا جارہا ہے کہ فرشتے ہم اسی وقت اتارتے ہیں جب ہم عذاب لاتے ہیں، اس کے بعد پھر مہلت نہیں ملتی (۳) ذکر سے مراد قرآن مجید ہے، پہلے کتابیں اتریں لیکن ان کی حفاظت ان کی قوموں کے ذمہ کی گئی جس کو انھوں نے پورا نہیں کیا، قرآن مجید آخری کتاب ہے اس کو قیامت تک رہنا ہے، اس لیے اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ نے خود فرمایا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج لاکھوں چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینہ میں یہ کتاب ہدایت محفوظ ہے، دنیا کی طاقتیں جو بھی تدبیر کرلیں لیکن نہ وہ قرآن مجید کو مٹاسکی ہیں اور نہ کبھی مٹاسکیں گی (۴) ان کی ضد کی وجہ سے اللہ نے نہ ماننے کو ان کے دل میں جاری کردیا وہ کچھ بھی نشانی دیکھ لیں آسمان تک چڑھ جائیں لیکن وہ ایمان لانے والے نہیں (۵) برج قلعہ کو کہتے ہیں مراد اس سے ستارے ہیں غالباً برج ان کو اس لیے کہا گیا ہے کہ ان میں اکثر اپنے حجم میں اس دنیا سے سیکڑوں گنا بڑے ہیں، آسمان سے کبھی ساتوں آسمانوں میں سے کوئی آسمان مراد ہوتا ہے اور کبھی آسمان ←

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ
لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا
نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَ
اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ
رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ
خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ
السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ
لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

ع ۲

منزل ۳

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس میں بھاری (پہاڑ) رکھ دیئے اور ہر چیز اس میں ہم نے پورے توازن کے ساتھ پیدا کی[1] (۱۹) اور ہم نے اس میں تمہارے لیے زندگی کے سامان رکھے اور ان کے لیے بھی جن کو تم روزی دینے والے نہیں ہو (۲۰) اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں اور ہم اس کی متعین مقدار ہی اتارتے ہیں (۲۱) اور ہم ہی نے پانی سے لدی ہوائیں بھیجیں پھر اوپر سے پانی برسایا تو تمہیں اس سے سیراب کیا اور تم اس کے خزانہ دار نہ تھے[2] (۲۲) اور ہم ہی ہیں جو زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی ہیں جو سب کے وارث ہیں (۲۳) اور تم میں آگے نکل جانے والوں کو بھی ہم نے جان رکھا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں کو بھی ہم جانتے ہیں (۲۴) اور بلاشبہ آپ کا رب ہی ان کو جمع کرے گا یقیناً وہ بڑی حکمت رکھتا ہے خوب جانتا ہے (۲۵) اور ہم نے انسان کو سنے ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا (۲۶) اور ہم نے اس سے پہلے جن کو لُو کی آگ سے پیدا کیا (۲۷) اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سنے ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے انسان کو پیدا کرنے والا ہوں (۲۸) پھر جب میں اس کو پورا کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا (۲۹) بس سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا (۳۰) سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے انکار کردیا (۳۱) (اللہ نے) فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (۳۲) وہ بولا میں وہ نہیں کہ ایک انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے سنے ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا[3] (۳۳)

← کی سمت مراد ہوتی ہے، یہاں بظاہر یہی مراد ہے کہ آسمان کی سمت کو ہم نے ستاروں سے مزین کر رکھا ہے، شیاطین ہمیشہ سے کوشاں رہتے ہیں کہ آسمانی فیصلوں کو چوری چھپے سنیں اور اپنے دوستوں کو بتائیں، اللہ نے ان کو ہمیشہ سے محفوظ بنایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اس کو اور مستحکم کر دیا گیا ہے اور اگر کوئی سننے کی کوشش کرتا ہے تو اس پر گولے برستے ہیں ان میں وہ جو ادھ کٹی باتیں کبھی سن لیتے ہیں وہ نجومیوں اور کاہنوں کو بتاتے ہیں۔

(۱) اللہ نے سمندر پر زمین بچھائی تو وہ ڈولتی تھی پر اس کو جمانے کے لیے بڑے بڑے پہاڑ اس پر رکھ دیئے اور ہر چیز پورے توازن کے ساتھ پیدا کی، اس میں کوئی چیز بھی کم یا زیادہ ہو تو انسان کی زندگی مشکل ہو جائے پھر ہر چیز کا رزق اللہ نے پہنچایا ہے، انسان کو بھی اور ہر جاندار کو جن کو انسان روزی نہیں پہنچا سکتا (۲) کتنی بڑی مقدار پانی کی اللہ نے زمین میں رکھ دی اگر وہ پانی بالکل زمین کی تہوں میں پہنچا دے تو کون اس کو نکال سکتا ہے، اگلوں کو پچھلوں کو سب کو جاننے والا ہے پھر سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا (۳) انسان کو مٹی سے پیدا کیا جس کے خمیر میں جھکنا ہے اور جناتوں کو آگ سے پیدا کیا جن کے خمیر میں اٹھنا اور اکڑنا ہے تواضع کو پسند فرمایا اور تکبر کو راندۂ درگاہ کیا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ
اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ
يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي
الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾
لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿٤٤﴾
إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ
آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ
سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا
بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ
عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾
إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾

منزل ٣

فرمایا تو تُو نکل یہاں سے یقیناً تو مردود ہے (۳۴) اور بدلہ کے دن تک تجھ پر پھٹکار ہے (۳۵) وہ بولا اے میرے رب! پھر تو مجھے اس دن تک مہلت دے دے جس دن یہ اٹھائے جائیں گے (۳۶) فرمایا بس ٹھیک ہے تجھے مہلت ہے (۳۷) اسی متعین وقت کے دن تک (۳۸) وہ بولا اے میرے رب! جیسے تو نے مجھے بے راہ کیا ہے میں بھی ضرور ان کے لیے زمین میں دلکشی پیدا کروں گا اور ان سب کو گمراہ کر کے رہوں گا[1] (۳۹) سوائے ان میں تیرے چنے ہوئے بندوں کے (۴۰) فرمایا یہ میری طرف (آنے والا) سیدھا راستہ ہے (۴۱) رہے میرے بندے تو یقیناً تیرا ان پر کچھ زور نہ چلے گا سوائے ان کے جو کج راہوں میں تیری راہ چلیں (۴۲) اور جہنم ان سب کا طے شدہ ٹھکانہ ہے (۴۳) اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ کے لیے ان میں حصہ بٹا ہوا ہے[2] (۴۴) بلاشبہ پرہیزگار باغات اور نہروں میں ہوں گے (۴۵) سلام کرتے ہوئے اطمینان سے داخل ہو جاؤ (۴۶) اور ان کے سینوں میں جو بھی رنجش ہوگی وہ بھی ہم دور کر دیں گے آمنے سامنے مسہریوں پر بھائیوں کی طرح (بیٹھے ہوں گے) (۴۷) نہ وہاں تھکن کا نام ہوگا اور نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (۴۸) میرے بندوں کو بتا دیجیے میں ہی ہوں بڑا مغفرت کرنے والا نہایت ہی رحم فرمانے والا (۴۹) اور میرا ہی عذاب بڑا دردناک عذاب ہے[3] (۵۰) اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا قصہ سنا دیجیے (۵۱) جب وہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے سلام کیا (ابراہیم نے) کہا تم سے ہمیں ڈر محسوس ہوتا ہے[4] (۵۲)

---

(۱) حدیث میں آتا ہے کہ "حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ" (جنت کو سختیوں سے اور جہنم کو خواہشات سے گھیر دیا گیا ہے) شیطان کا یہی کام ہے کہ وہ دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور لوگوں کو پھسلاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میرا سیدھا راستہ سامنے ہے جو میرے بندے اخلاص کے ساتھ اس پر چلیں گے وہ شیطان سے محفوظ رہیں گے (۲) جنت کے بھی سات دروازے ہیں اور جہنم کے بھی، ان کے داخل ہونے والوں کو اللہ نے تقسیم کر رکھا ہے کہ کون کس دروازے سے داخل ہوگا (۳) نہ گنہگاروں کو مایوس ہونے کی ضرورت ہے، توبہ کا دروازہ برابر کھلا ہے اور نہ نیکوکاروں کو مطمئن ہو کر بیٹھ رہنے کی ضرورت ہے ہر وقت ڈرنا چاہیے، ایک طرف اس کی رحمت بہت وسیع ہے، دوسری طرف اس کا عذاب بھی بڑا سخت ہے (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف محسوس کرنے کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ فرشتے اجنبی لوگوں کی شکل میں آئے تھے، کھانا پیش کیا تو وہ بھی انھوں نے نہیں کھایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام بوڑھے تھے، ان کے علاوہ گھر میں صرف ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں، اس لیے ڈر ہے کہ کہیں یہ لوگ برے ارادے سے نہ آئے ہوں۔

قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي
عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ
بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن
رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا
الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ
لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ
الْغَابِرِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ
مُّنكَرُونَ ﴿٦٢﴾ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَ
أَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٦٤﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا
حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ
مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾
قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا
تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي
إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾

منزل ۳

وہ بولے آپ ڈریں نہیں ہم تو آپ کو ایک ہوشیار فرزند کی بشارت دیتے ہیں (۵۳) فرمایا کیا ہمیں بڑھاپا لگ جانے کے باوجود بھی تم ہمیں فرزند کی بشارت دیتے ہو تو آخر یہ بشارت کس بنیاد پر دے رہے ہو (۵۴) وہ بولے ہم نے آپ کو ٹھیک ٹھیک خوش خبری سنادی تو آپ مایوس نہ ہوں (۵۵) فرمایا اپنے رب کی رحمت سے تو گمراہ ہی مایوس ہوتے ہیں (۵۶) فرمایا تو اے اللہ کے فرستادو تمہاری مہم کیا ہے (۵۷) انھوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں[1] (۵۸) البتہ لوط کے گھر والے اس سے الگ ہیں ہم ان سب کو بچالیں گے (۵۹) سوائے ان کی بیوی کے، ہم نے طے کر رکھا ہے کہ وہ ان ہی لوگوں میں شامل رہے گی جو پیچھے رہ جانے والے ہیں (۶۰) پھر جب فرشتے لوط کے گھر والوں کے پاس پہنچے (۶۱) لوط نے کہا کہ آپ لوگ تو اور طرح کے معلوم ہوتے ہیں (۶۲) وہ بولے بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں وہ شبہ کرتے تھے (۶۳) اور ہم آپ کے پاس اٹل فیصلہ لے کر آئے ہیں اور ہم سچ ہی کہتے ہیں (۶۴) بس آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیے اور آپ ان کے پیچھے پیچھے چلئے اور تم میں کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں تم کو حکم ہے وہاں چلے جاؤ (۶۵) اور اس کام کا فیصلہ ہم نے ان کو سنادیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان سب کی جڑ کٹ کے رہ جائے گی (۶۶) اور شہر والے خوشیاں کرتے آپہنچے (۶۷) (لوط نے) کہا یہ سب میرے مہمان ہیں تو مجھے رسوا نہ کرو (۶۸) اور اللہ سے ڈرو اور میری آبرو مت کھو (۶۹) وہ بولے کیا ہم نے تمہیں دنیا جہان کی حمایت سے منع نہیں کیا تھا (۷۰) انھوں نے فرمایا یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے[2] (۷۱) آپ کی جان کی قسم[3]! وہ تو اپنے نشے میں بالکل ہی دُھت ہو رہے تھے (۷۲)

---

(۱) حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بدفعلی میں مبتلا تھی، حضرت لوط سمجھاتے تھے مگر وہ باز نہ آتے بالآخر فرشتے عذاب لے کر حسین نوجوانوں کی شکل میں پہنچ گئے، قوم کے بدقماشوں نے دیکھا تو پہنچ گئے حضرت لوط نے چونکہ ابھی ان کو پہچانا نہ تھا اس لیے ان کو خوف ہوا کہ ان مہمانوں کے ساتھ بھی بدسلوکی نہ ہو انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھانا چاہا مگر وہ نشہ میں چور تھے، فرشتوں نے حضرت لوط کو مطمئن کیا کہ ہم اللہ کے فرستادے ہیں عذاب لے کر آئے ہیں آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ راتوں رات نکل جائیے اور آپ پیچھے رہیں تاکہ قوم کے افراد کی نگرانی ہو سکے اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، ان کی بیوی ان ہی بدقماشوں کے ساتھ تھی اس کی ہلاکت کا بھی فیصلہ سنادیا گیا (۲) حضرت لوط نے سمجھانا چاہا کہ تمہاری بیویاں موجود ہیں جو ہماری بیٹیوں کی طرح ہیں تو ان سے اپنی خواہش پوری کرو اور غلط کام مت کرو (۳) اللہ تعالیٰ نے نبی کی جان کی قسم کھائی ہے اس سے آپ کے مقام بلند کی طرف بھی اشارہ ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو پیدا نہیں کیا جو حضرت محمدؐ سے زیادہ اس کے نزدیک عزت والا ہو، اور میں نے نہیں سنا کہ اللہ نے آپؐ کے علاوہ کسی کی جان کی قسم کھائی ہو۔

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ
أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً
لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانتَقَمْنَا
مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ
الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾
وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾
فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا
كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ
الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ
سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا
النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾

منزل۳

بس سورج نکلتے نکلتے ایک چنگھاڑ نے ان کو آدبوچا (۷۳) تو ہم نے اس کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا اوران پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسائے (۷۴) بلاشبہ اس میں حقیقت تک پہنچ جانے والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۷۵) اور وہ بستی چلتے پھرتے راستہ پر ہے[1] (۷۶) اس میں ایمان والوں کے لیے ایک نشانی ہے (۷۷) اور بلاشبہ ایکہ والے بھی ناانصاف تھے[2] (۷۸) تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور وہ دونوں (بستیاں) شاہ راہ عام پر تھیں[3] (۷۹) اور بلاشبہ حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا[4] (۸۰) اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے روگردانی کرتے رہے (۸۱) اور وہ بڑے اطمینان سے پہاڑوں سے گھر تراشا کرتے تھے (۸۲) بس صبح ہوتے ہوتے چنگھاڑ نے ان کو بھی آدبوچا (۸۳) تو ان کا یہ سب کیا دھرا ذرا بھی ان کے کام نہ آیا (۸۴) اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اوران دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو بالکل درست پیدا کیا ہے بلاشبہ قیامت آکر رہے گی بس آپ خوبصورتی کے ساتھ درگزر کر دیا کیجیے[5] (۸۵) یقیناً آپ کا رب ہی سب کچھ پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے (۸۶) اور یقیناً ہم نے آپ کو خوب پڑھی جانے والی سات آیتیں اور عظمت والا قرآن دیا[6] (۸۷) ہم نے ان کے مختلف گروہوں کو جو عیش کے سامان دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف توجہ نہ فرمایئے اور نہ ان پر غم کیجیے اور ایمان والوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رکھئے (۸۸) اور کہہ دیجیے کہ میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں[7] (۸۹) جیسا کہ ہم نے حصہ کر ڈالنے والوں پر بھیجا (۹۰)

---

(۱) حضرت لوط کی قوم کی بستیاں اردن کے بحیرہ مردار کے پاس واقع تھیں، عرب کے لوگ جب شام کا سفر کرتے تو وہاں سے گزرتے تھے (۲) ''ایکہ'' گھنے جنگل کو کہتے ہیں بظاہر یہ بستی جہاں باغات تھے مدین کے علاوہ ہے حضرت شعیب علیہ السلام کو دونوں علاقوں کا نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، مسلمان جغرافیہ نویس موجودہ تبوک کے بارے میں کہتے ہیں کہ پہلے اسی کا نام ایکہ تھا، مدین سے اس کا فاصلہ بھی زیادہ نہیں ہے، بہت سے مفسرین نے مدین کو ہی ایکہ قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کی شادابی کی بنا پر اس کو ایکہ کہا گیا ہے (۳) دونوں بستیوں سے مراد حضرت لوط اور حضرت شعیب کی بستیاں ہیں دونوں ہی شاہراہ عام پر تھیں، اس سے مراد وہ تجارتی شاہراہ ہے جو حجاز ہو کر یمن سے شام کو جاتی ہے، قرآن مجید نے اسی کو ''امام مبین'' کہا ہے، عرب کی تمام بڑی بڑی آبادیاں اسی کے دائیں بائیں واقع تھیں (۴) ''حجر'' قوم ثمود کی ان بستیوں کا نام تھا جن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے (۵) مکہ مکرمہ میں نہ قتال کی اجازت تھی اور نہ بدلہ لینے کی (۶) سورۂ فاتحہ مراد ہے جو ہر نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور اس کو ام القرآن بھی کہا گیا ہے، یہاں بذات خود اس کو عظیم قرآن کہا جارہا ہے اور اس کو یاد دلا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کی جارہی ہے کہ مدد اللہ ہی کی طرف سے آئے گی، آپ اسی کی طرف توجہ رکھیں اور اہل دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوں اور اہل ایمان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھیں (۷) یعنی میں اس قرآن مجید کے ذریعہ صاف صاف احکامات بتاتا ہوں، آخرت سے ڈراتا ہوں، آگے ارشاد ہو رہا ہے کہ ایسی ہی ہم نے پہلی ←

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ
اَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ
اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ
يَجْعَلُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ
اَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ
مِّنَ السّٰجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يُشْرِكُونَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُونِ ﴿٢﴾ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣﴾ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٤﴾ وَالْاَنْعَامَ
خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُونَ ﴿٥﴾
وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴿٦﴾

منزل ۳

جنھوں نے قرآن کے حصے بخرے کر ڈالے[←](۹۱) بس آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے پوچھیں گے (۹۲) کیا کچھ وہ کیا کرتے تھے (۹۳) تو جس کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے وہ آپ کھول کر بیان کر دیجیے اور شرک کرنے والوں سے اعراض کیجیے[۲](۹۴) ہم ٹھٹھا کرنے والوں سے آپ کے لیے کافی ہیں (۹۵) جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو جلد ہی ان کو پتہ چل جائے گا (۹۶) اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ کا جی تنگ ہوتا ہے (۹۷) تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں شامل رہیے (۹۸) اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیے یہاں تک کہ یقینی (چیز) آپ کو پیش آجائے (۹۹)

﴿سورۂ نحل﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اللہ کا حکم آہی پہنچا تو اس میں جلدی مت مچاؤ، اس کی ذات پاک ہے اور جو بھی وہ شرک کرتے ہیں اس سے وہ بلند ہے (۱) وہ اپنے حکم سے زندگی پیدا کر دینے والی وحی کے ساتھ فرشتوں کو اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ خبردار کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں بس مجھ ہی سے ڈرو[۲](۲) اس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا، جو بھی وہ شرک کرتے ہیں اس سے وہ برتر ہے[۳](۳) اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا تو وہ کھل کر جھگڑنے پر آگیا (۴) اور اس نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرمی پہنچانے کا سامان بھی ہے اور بھی فائدے ہیں اور اس میں سے کچھ کو تم کھاتے بھی ہو[۴](۵) اور ان میں تمہارے لیے بڑی رونق ہے جب تم ان کو واپس لاتے ہو اور جب ان کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو (۶)

← امتوں یہود و نصاریٰ پر بھی کتابیں اتاریں لیکن انھوں نے کچھ حصہ کو باقی رکھا کچھ کو مٹادیا، اس طرح انھوں نے اس کے حصے بخرے کر ڈالے۔
(۱) یہ یہود و نصاریٰ ہی کا بیان ہے کہ جب قرآن اترا تو جو حصہ ان کی خواہش کے موافق ہوا مانا اور جو موافق نہ ہوا اس کا انکار کیا اور اس کا مذاق بنایا، کوئی بولا سورۂ بقرہ میری ہے سورۂ آل عمران تمہاری ہے، اس سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں (۲) شروع میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چھپ چھپ کر تبلیغ فرماتے ہیں یہاں علی الاعلان تبلیغ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ اپنا کام کیے جائیے، لوگوں کے ماننے نہ ماننے کی پرواہ نہ کیجیے، سب کو اپنے کیے کا پتہ چل جائے گا اور آپ کو جو تکلیف پہنچتی ہے تو آپ اللہ کی حمد وثنا میں اور اس کی بندگی میں لگے رہیے جب تک وہ چیز نہیں آجاتی جس کا آنا یقینی ہے یعنی اس دار فانی سے رخصتی (۳) مشرکین مکہ طعنہ دیتے کہ جس عذاب کی بات کرتے ہو لے آؤ، اس پر آیتیں اتریں کہ جلدی مت کرو ایک دن تمہیں مکہ سے نکلنا ہے، رسوا ہونا ہے اور آخرت کا عذاب اپنی جگہ اور یہ ایسی یقینی بات ہے کہ گویا ہو ہی چکی، اس میں شبہ کی گنجائش نہیں تو شرک سے توبہ کرو اور اللہ کی نعمتوں پر دھیان دو (۴) اون نکلتا ہے اس کے چمڑے ←

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ﴿۷﴾ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

ع

منزل۳

اور ایسے شہروں تک وہ تمہارا بوجھ ڈھولے جاتے ہیں کہ تم جان جوکھم میں ڈال کر ہی وہاں پہنچ سکتے تھے بلاشبہ تمہارا رب بڑا شفیق نہایت رحم فرمانے والا ہے (۷) اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (اسی نے پیدا کیے) تمہاری سواری کے لیے اور زینت کے طور پر اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرے گا جن کو تم جانتے بھی نہیں[1] (۸) اور سیدھی راہ اللہ ہی پر پہنچتی ہے اور کوئی کج راہ بھی ہے اور اگر اس کی مشیت ہی ہوتی تو تم سب کو سیدھی راہ چلا دیتا[2] (۹) وہی ہے جس نے تمہارے لیے اوپر سے بارش برسائی جس سے پینے کا پانی (ملتا) ہے اور اسی سے درخت (اگتے) ہیں جن میں تم (اپنے جانور) چراتے ہو (۱۰) اسی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور وانگور اور ہر طرح کے پھل اگاتا ہے یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو غور وفکر کرتے رہتے ہیں (۱۱) اور اسی نے تمہارے لیے رات ودن اور سورج اور چاند کام پر لگادیئے اور ستارے بھی اسی کے حکم پر چل رہے ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں (۱۲) اور تمہارے لیے اس نے زمین میں جو کچھ رنگ برنگی چیزیں پھیلا رکھی ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سبق حاصل کرتے ہیں (۱۳) اور وہی ہے جس نے سمندر کو کام پر لگادیا تا کہ تم تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے وہ زیورات نکالو جو تم پہنتے ہو اور آپ کشتیوں کو دیکھیں کہ وہ اس میں پھاڑتی چل رہی ہیں اور تا کہ تم اس کا فضل طلب کرو اور شاید کہ تم احسان مانو[3] (۱۴)

← سے کیسی کیسی چیزیں تیار ہوتی ہیں، پھر دودھ، دہی، مکھن سب نعمتیں اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) ایک زمانہ تھا کہ صرف جانوروں ہی سے سواری اور بار برداری کا کام لیا جاتا تھا مگر قرآن مجید نے آگے بننے والی تمام سواریوں کی طرف اشارہ کر دیا، موٹر، ریل، جہاز، راکٹ سب اسی میں داخل ہیں اور بھی جو آگے نئی نئی سواریاں بنائی جائیں (۲) سیدھا راستہ اللہ تک پہنچاتا ہے اور راستے ٹیڑھے ہیں سیدھا راستہ بتانے کے لیے اس نے پیغمبر بھیجے اور اگر اس کی مشیت ہوتی تو وہ سب کو سیدھے راستہ پر چلا دیتا لیکن دنیا میں انسان سے مطالبہ ہے کہ وہ پیغمبروں کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر اپنے اختیار سے چلیں، اسی سے بندوں کا امتحان ہوتا ہے (۳) اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات وانعامات کا تذکرہ ہے، اسی لیے اس سورہ کو "سُوْرَةُ النِّعَم" بھی کہا جاتا ہے، انسان اپنی محنت سے جو حاصل کرتا ہے وہ سب اللہ کا فضل ہے، سمندر میں مچھلیاں پکڑنے والے جال ڈالتے رہتے غوطہ خور موتیاں نکالنے کے لیے غوطہ لگاتے رہتے اللہ مچھلیاں اور موتی جواہرات نہ پیدا فرماتا تو کس کو کیا ملتا۔

وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (١٥) وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ (١٦) أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (١٧) وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (١٨) وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (١٩) وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ (٢٠) أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (٢١) إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ (٢٢) لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ (٢٣) وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (٢٤) لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ (٢٥) قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ (٢٦)

منزل۳

اور اس نے زمین میں بھاری بوجھ (پہاڑوں کی شکل میں) رکھ دیئے کہ وہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور ندیاں اور راستے بنادیئے تاکہ تم راہ پاسکو (۱۵) اور نشانیاں بھی بنائیں اور ستاروں سے بھی لوگ راستے پاتے ہیں[۱] (۱۶) بھلا جو پیدا کرے وہ اس کے برابر ہے جو کچھ نہ پیدا کرسکے پھر بھی تم دھیان نہیں دیتے (۱۷) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگ جاؤ تو شمار نہ کرسکو بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے (۱۸) اور اللہ وہ بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور وہ بھی جو تم ظاہر کرتے ہو (۱۹) اور جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کرسکتے وہ تو خود ہی پیدا کیے گئے ہیں (۲۰) بے جان ہیں، ان میں زندگی نہیں اور اس کا بھی احساس نہیں رکھتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے[۲] (۲۱) تمہارا معبود تو ایک اکیلا معبود ہے تو جو بھی آخرت کو نہیں مانتے ان کے دل انکاری ہیں اور وہ بڑے بنتے ہیں (۲۲) کوئی فرق نہیں پڑتا یقیناً اللہ اس کو بھی جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور (اس کو بھی) جو وہ ظاہر کرتے ہیں بلاشبہ وہ بڑا بننے والوں کو پسند نہیں کرتا (۲۳) اور جب ان سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا اتارا وہ بولے وہی پہلوں کی من گھڑت کہانیاں (۲۴) نتیجہ یہ ہے کہ اپنے اس بوجھ کو قیامت کے دن پورا پورا ڈھوئیں گے اور ان کا بوجھ بھی جن کو وہ بغیر تحقیق کے گمراہ کرتے ہیں، دیکھو! کیسا بدترین بوجھ[۳] ہے جو وہ ڈھو رہے ہوں گے (۲۵) انھوں نے بھی چال بازیاں کر رکھی تھیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں تو اللہ نے جڑ سے ان کی بنیاد اکھاڑ پھینکی تو اوپر سے چھت ان پر ڈھے گئی اور ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا[۴] (۲۶)

---

(۱) ستاروں کو دیکھ کر سمتیں متعین ہوتی ہیں اور ان سے راستے پہچاننا آسان ہوجاتا ہے، یہ علم النجوم الگ ہے جس کو موضوع بنا کر سائنسی تحقیقات بھی جاری ہیں اور نجومیوں کا علم سراسر توہمات پر مبنی ہے کہ وہ ستاروں کو دیکھ کر لوگوں کی تقدیریں بتاتے ہیں اور سعد ونحس کو اس سے مربوط سمجھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے (۲) اللہ جس نے ساری نعمتیں دیں اس کو چھوڑ کر ایسے بتوں کو اور دیوی دیوتاؤں کو پوج رہے ہو جو ذرہ برابر کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے، وہ خود اللہ کی ایک مخلوق ہیں اور ان کو یہ بھی پتہ نہیں کب حشر قائم ہوگا، اللہ فرماتا ہے کہ جو نہیں مانتے وہ اپنے دلوں کے دروازوں کو بند کرلیتے ہیں اور اکڑتے ہیں پس اس کی سزا ان کو بھگتنی پڑے گی (۳) قرآن مجید کو پہلوں کے افسانے کہہ کر دوسروں کی گمراہی کا سبب بننے والے اپنا بھی بوجھ ڈھوئیں گے اور ان گمراہوں کا وبال بھی ان کے سر آئے گا جن کو انھوں نے گمراہ کیا (۴) یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے کی جو سازشیں آج کی جارہی ہے ہیں پہلے دوسری قومیں اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ یہ سب کر چکی ہیں مگر جب خدا کا حکم آیا تو ان کی بنیادیں ہل گئیں اور جو سازشوں کے فلک بوس محل انھوں نے کھڑے کیے تھے ان کے نیچے وہ خود دفن ہوکر رہ گئے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ
الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ
اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا
مَا يَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ
يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ
اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ
مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾

منزل۳

پھر قیامت کے دن وہ ان کو رسوا کرے گا اور فرمائے گا میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کی خاطر تم جھگڑا کیا کرتے تھے[1] وہ لوگ جن کو علم ملا ہے وہ کہیں گے کہ آج تو رسوائی اور برائی کافروں کے لیے طے ہے (۲۷) جن کی روحیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے رہے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے بس وہ سپر ڈال دیں گے (اور کہیں گے کہ) ہم تو کوئی برائی کرتے ہی نہ تھے، کیوں نہیں یقیناً تم جو بھی کرتے رہے تھے اللہ اس سے خوب واقف ہے (۲۸) بس جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے داخل ہوجاؤ بس متکبروں کے لیے کیسا ہی برا ٹھکانہ ہے (۲۹) اور پرہیزگاروں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا اتارا؟ وہ بولے بھلائی ہی بھلائی، جنھوں نے بھلائی کی اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے ہی اور پرہیزگاروں کے لیے کیا خوب گھر ہے (۳۰) ہمیشہ رہنے والے ایسے باغات جن میں وہ داخل ہوجائیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان کے لیے وہاں وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے، اللہ ایسے ہی پرہیزگاروں کو بدلہ دیا کرتا ہے (۳۱) جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ صاف ستھرے ہیں کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو جو کام تم کرتے تھے اس کے صلہ میں جنت میں داخل ہوجاؤ (۳۲) کیا ان کو اس بات کا انتظار ہے کہ فرشتے ان کے پاس آجائیں یا آپ کے رب کا فیصلہ ہی آجائے، ان سے پہلے والوں نے بھی یہی کیا اور اللہ نے ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کی، ہاں وہ خود اپنے ساتھ ظلم کرتے رہے تھے (۳۳) تو ان کے برے کام ان ہی پر آپڑے اور جو وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان ہی پر الٹ پڑا[2] (۳۴)

(۱) یہ سوال بجائے خود ان کی ذلت کا سبب ہوگا ان سے جواب کیا بن پڑتا، اہل علم انبیاء وصلحاء کہیں گے کہ ہم تو کہتے تھے کہ یہ دن مشرکوں کے لیے ذلت وخواری کا ہے، جب ان سے کچھ نہ بن پڑے گا تو کہنے لگیں گے کہ ہم نے تو برائی کی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جو کرتے تھے اس کا ہمیں سب علم ہے بس وہ جہنم رسید کر دیئے جائیں گے، آگے ایمان والے بندوں کا ذکر ہے کہ ان سے قرآن مجید کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ کہیں گے، وہ تو سراپا خیر وبرکت ہے پھر ان پر ہونے والے اللہ کے انعامات کا تذکرہ ہے (۲) جنت کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد غافلوں کو تنبیہ کی جارہی ہے جو آخرت سے بالکل بےفکر ہیں کہ کیا ان کو اس کا انتظار ہے کہ جس وقت فرشتے جان نکالنے آجائیں گے یا قیامت قائم ہوجائے گی یا وہ عذاب میں گرفتار کرلیے جائیں گے تب مانیں گے اور اپنے سدھار کی فکر کریں گے جبکہ اس وقت کے ایمان سے یا توبہ سے کچھ فائدہ نہیں، گزشتہ انکار کرنے والوں کا بھی یہی حال ہوا وہ آخر تک نبیوں کی مخالفت پر کمربستہ رہے، ان کی ہنسی اڑاتے رہے بالآخر سب ان ہی پر الٹ پڑا جو بویا تھا وہ کاٹا، خود انھوں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ
مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ
وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَ
اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ
بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾
لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا
ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ
كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾

منزل ٣

اور جنھوں نے شرک کیا وہ بولے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی کو نہ پوجتے نہ ہم نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے (حکم کے) بغیر کوئی چیز حرام ٹھہراتے، اسی طرح ان سے پہلے بھی لوگوں نے کیا تو رسول کے ذمے کیا ہے بس یہی صاف صاف پہنچا دینا (۳۵) اور ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول (اس پیغام کے ساتھ) بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو تو کسی کو اللہ نے راہ دی اور کسی کے سر گمراہی تھپ گئی تو زمین میں گھومو پھرو پھر دیکھو کہ آخر جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا (۳۶) اگر آپ کو ان کی ہدایت کا شوق ہے تو اللہ کسی کو گمراہ کر کے ہدایت نہیں دیتا اور ان کا کوئی مددگار نہیں (۳۷) وہ پوری طاقت کے ساتھ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جائے گا اس کو اللہ نہیں اٹھائے گا، کیوں نہیں یہ اس کا کیا ہوا وعدہ ہے جو بالکل سچا ہے البتہ اکثر لوگ جانتے نہیں (۳۸) تاکہ اس سلسلہ میں ان کے اختلاف کو ان میں ظاہر کر دے اور تاکہ کافر جان لیں کہ وہ ہی جھوٹے تھے (۳۹) جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری طرف سے صرف اتنی بات ہوتی ہے کہ ہم اس سے کہتے ہیں کہ ہوجا بس وہ ہوجاتی ہے (۴۰) اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لیے ہجرت کی ہم ان کو دنیا میں بھی ضرور اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا بدلہ بہت بڑا ہے، کاش وہ جان لیتے (۴۱) جنھوں نے صبر سے کام لیا ہے اور جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں[1] (۴۲)

---

(۱) ان کا یہ کہنا کہ اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے سراسر ہٹ دھرمی والی بات تھی، اللہ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سچا راستہ بتا دیا اور فرمایا کہ جو چاہے سچے راستہ پر چلے اور جو چاہے ہٹ دھرمی اختیار کرے پھر نتائج سے خبردار کر دیا پھر اس کے بعد اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ زبردستی کسی کو ایمان دے دے، اسی لیے ان کی اس بات کا جواب صرف یہ دیا گیا کہ رسول کا کام صاف صاف پہنچا دینا ہے اور ہم نے ہر قوم میں ہدایت لے کر رسول بھیجے ہیں (کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں کی پیروی سے بچو) پھر نہ ماننے والوں کا انجام بھی تمہارے سامنے ہے، اس کے بعد بھی جو نہیں مانتے اور پوری ہٹ دھرمی کے ساتھ آخرت کے منکر ہیں تو ایسوں کو آپ بھی چاہنے کے باوجود صحیح راستہ پر نہیں لا سکتے، آخرت کے دن سب حق و باطل سامنے آجائے گا، اس وقت کافروں کو اپنے جھوٹ پر ہونے کا یقین ہوجائے گا اور جو مظلوم ہیں ہمارے لیے کچھ مشکل نہیں آج نہیں تو کل ہم دنیا میں بھی ان کو اچھا ٹھکانہ دیں گے اور ان کا اصل گھر تو آخرت میں ہے، یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو صبر کرتے رہے اور اللہ پر بھروسہ کرتے رہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾
اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ
فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ
رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ
دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ
وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ۞ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ
اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ
مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾
ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

منزل ۳

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا جن پر ہم وحی اتارتے تھے بس اگر تم نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ لو (۴۳) (ان کو ہم نے) کھلی نشانیاں اور صحیفے (دیئے) اور (کتاب) نصیحت آپ پر اس لیے اتاری تاکہ آپ لوگوں کے لیے ان چیزوں کو کھول دیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہیں[1] اور شاید وہ غور کریں (۴۴) تو کیا بری بری چالیں چلنے والے اس سے مطمئن ہو گئے کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آپڑے جس کے بارے میں انھوں نے سوچا بھی نہ ہو (۴۵) یا وہ ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے تو وہ بے بس نہیں کر سکتے (۴۶) یا انھیں ڈراتے ڈراتے پکڑ لے تو آپ کا رب یقیناً بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے[2] (۴۷) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اس کا سایہ دائیں اور بائیں جھکتا ہے، اللہ کے لیے سجدہ ریز ہوتے ہوئے اور وہ سب عاجزی میں ہیں (۴۸) اور آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں اور سب فرشتے اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ اکڑتے نہیں (۴۹) وہ اپنے رب کا اپنے اوپر ڈر رکھتے ہیں اور جو کہا جاتا ہے وہ بجا لاتے ہیں[3] (۵۰) اور اللہ نے فرمایا کہ دو دو معبود مت بناؤ وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے تو بس مجھ ہی سے ڈر رکھو (۵۱) اور اسی کا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور اس کی اطاعت ہر حال میں لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے کا ڈر رکھتے ہو[4] (۵۲) اور تمہیں جو بھی نعمت حاصل ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں نقصان پہنچتا ہے تو تم اسی سے فریاد کرتے ہو (۵۳) پھر جب وہ تم سے نقصان کو دور فرما دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ پھر اپنے رب کے ساتھ شرک شروع کر دیتا ہے (۵۴)

---

(۱) یعنی ہم نے آپ کو ایسی کتاب دی ہے جو گزشتہ کتابوں کا خلاصہ اور انبیاء کرام کے علوم کی یادداشت ہے، آپ کا منصب یہ ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کے لیے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کھول کر بیان فرمائیں، اس سے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، قرآن مجید کی تفصیلات ہمیں حدیث ہی سے معلوم ہوتی ہیں، اگر حدیث نہ ہو تو قرآن مجید کا پورا فہم اور اس پر پورا عمل ممکن ہی نہیں (۲) دنیا میں لوگ ہر طرح کی خباثتیں کر رہے ہیں لیکن وہ فوری طور پر گرفت نہیں فرماتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے (۳) کیسی ہی بلند و بالا چیز ہو اور کیسا ہی متکبر سرکش انسان ہو ہر چیز کا سایہ نیچے کی طرف جاتا ہے اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو لوگ سورج کو پوجتے ہیں وہ اس کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان کا سایہ ان کے پیچھے اللہ کے لیے جھک جاتا ہے (۴) یہ سجدہ کی آیت ہے جو اس کی تلاوت کرے یا اسے کسی دوسرے سے پڑھتا سنے تو اس پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے، اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں، البتہ صرف ترجمہ پڑھنے سے یا آیت کو دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُونَ
لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ
تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾
وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾
يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ
يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن
يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ
سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ
أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ
أَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ
فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾

ع

منزل۳

تا کہ ہم نے اس کو جو کچھ دیا ہے وہ اس کی ناشکری کرنے لگے تو مزے کرلو پھر آگے تمہیں پتہ چل جائے گا (۵۵) اور وہ ایسوں کے لیے ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے حصہ لگاتے ہیں جن کو جانتے بھی نہیں، اللہ کی قسم جو بھی تم جھوٹ باندھ رہے ہو ضرور اس کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا[۱] (٥٦) اور وہ اللہ کے لیے لڑکیاں ٹھہراتے ہیں، اس کی ذات پاک ہے اور اپنے لیے وہ جو دل چاہتا ہے (۵۷) اور جب ان میں کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ گھٹ کر رہ جاتا ہے (۵۸) جو بری خوش خبری اسے ملی اس کی وجہ سے لوگوں سے منھ چھپائے پھرتا ہے (سوچتا ہے کہ) اسے ذلت گوارہ کر کے رہنے دے یا مٹی میں داب دے، دیکھو کیسے بدترین فیصلے وہ کیا کرتے ہیں[۲] (۵۹) جو آخرت کو نہیں مانتے ان کی بدترین مثال ہے اور اللہ کی مثال بلندترین ہے اور وہ غلبہ والا حکمت والا ہے (٦٠) اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی پاداش میں پکڑ ہی لیتا تو زمین میں کوئی چلتا پھرتا باقی نہ چھوڑتا لیکن وہ تو ایک متعین مدت تک کے لیے ان کو مہلت دیتا ہے پھر جب وہ مدت آجائے گی تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہوسکیں گے نہ آگے (٦١) اور اللہ کے لیے وہ چیزیں گھڑتے ہیں جن سے خود کراہت کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ میں رنگی رہتی ہیں کہ سب بھلائی ان ہی کے لیے ہے، ثابت ہو چکا کہ یقیناً ان کے لیے آگ ہے اور وہ (اسی کی طرف) بڑھائے جارہے ہیں (٦٢) اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلے کتنی امتوں میں رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کام ان کے لیے خوش نما بنادیئے تو آج بھی وہی ان کا دوست ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے[۳] (٦٣) اور ہم نے کتاب آپ پر اس لیے اتاری تاکہ آپ ان کے اختلافات کو ان کے لیے کھول دیں اور تاکہ ماننے والوں کے لیے ہدایت ورحمت ہو[۴] (٦٤)

(۱) عرب کے مشرکین اپنی کھیتیوں اور جانوروں میں ایک حصہ بتوں کے نام نذر کردیتے تھے، اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جن بتوں کی ان کو حقیقت بھی معلوم نہیں اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو ان کے لیے نذر کردیتے ہیں (۲) عرب کے بعض قبائل فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے، کہا جارہا ہے کہ جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے اس کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہو! تمہارے فیصلے کیسے عجیب اور بدبختانہ ہیں، اس کی حکمت نہ ہوتی تو ایک لمحہ میں وہ تم سب کو فنا کردیتا لیکن دنیا میں مہلت دے رہا ہے اور پکڑ کے لیے اس نے قیامت کا دن طے کردیا ہے، اس دن سب کچھ سامنے آجائے گا (۳) سب برائیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم اللہ کے یہاں جائیں گے تو ہمارے مزے ہی مزے ہوں گے، شیطان نے ان کے شرک کو اور بداعمالیوں کو ان کی نگاہ میں بہتر بنادیا ہے اس لیے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں، اس کے نتیجہ میں ان کو دردناک عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا (۴) مختلف راستوں پر چلنے والوں کے سامنے صحیح اور سچا راستہ آجائے اور پھر ماننے والوں کو صحیح راستہ مل جائے اور وہ رحمت کے مستحق ہوں۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۶۵ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۶۶ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۶۷ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝۶۸ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۶۹ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَـيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۷۰ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۷۱ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝۷۲

منزل۳

اور اللہ ہی نے اوپر سے پانی برسایا تو اس سے زمین کے بے جان ہونے کے بعد اس میں جان ڈال دی بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے ایک نشانی ہے جو بات سنتے ہیں (۶۵) اور یقیناً تمہارے لیے چوپایوں میں بھی سوچنے سمجھنے کا بڑا سامان ہے، ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے درمیان سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں[1] پینے والوں کے لیے خوش گوار (۶۶) اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے (بھی سبق حاصل کرو) جس سے تم شراب اور پاکیزہ روزی تیار کرتے ہو بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں[2] (۶۷) اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو حکم بھیجا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور جہاں وہ سائبان ڈالتے ہیں گھر بنالے (۶۸) پھر ہر طرح کے پھلوں سے (رس) چوس لے پھر اپنے رب کے (سجھائے ہوئے) راستوں میں آسانی کے ساتھ چلی جا، اس کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا ایک مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو غور کرتے ہیں[3] (۶۹) اور اللہ نے ہی تم کو پیدا کیا پھر وہ تمہاری روح قبض کرتا ہے اور تم میں بعض نکمی عمر تک پہنچا دیئے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ باخبر ہو کر بھی چیزوں سے بے خبر ہو جاتے ہیں بلاشبہ اللہ خوب جانتا ہے قدرت رکھتا ہے[4] (۷۰) اور اللہ ہی نے تم میں سے کسی کو کسی پر رزق میں برتری بخشی ہے تو جن کو بھی برتری حاصل ہے وہ اپنے غلاموں (خادموں) کو اپنا رزق لوٹا ہی نہیں دیتے کہ پھر وہ اس میں برابر ہی ہو جائیں[5] گے تو کیا پھر وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں (۷۱) اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہاری بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے دیئے اور پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق دیا تو کیا پھر وہ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی وہ ناشکری کرتے ہیں[6] (۷۲)

---
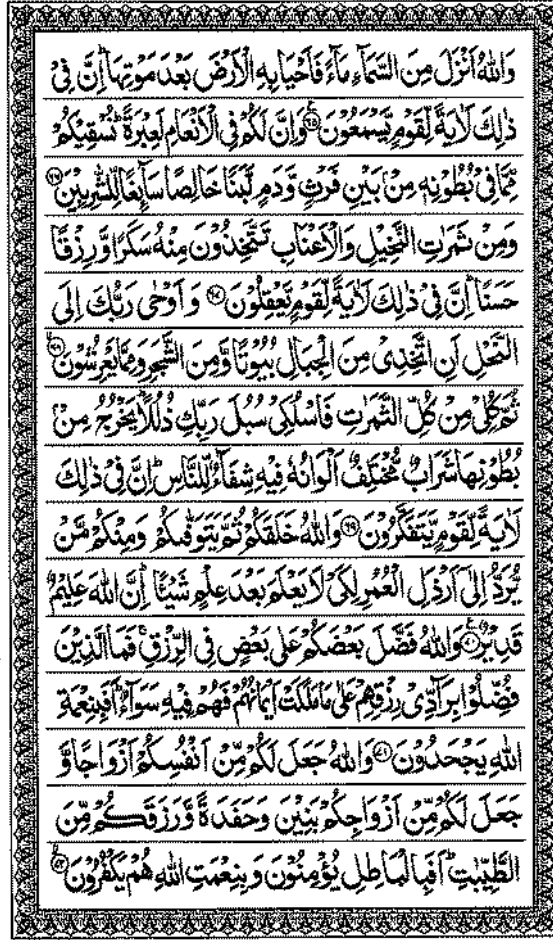
(۱) یہ اللہ کی قدرت کی بڑی نشانی ہے، آیت میں جس ترتیب سے دودھ بننے کا ذکر ہے آج وہ سائنسی تحقیق سے بھی ثابت ہو چکی، جانور چارہ کھاتا ہے، وہ گوبر بنتا ہے پھر آنتوں میں سے جب وہ گذر رہا ہے تو غذائی مواد ان آنتوں کی موٹی کھال میں منتقل ہوتا ہے اور وہاں سے خون کے ذریعہ پورے جسم میں پہنچتا ہے پھر تھنوں کے خلیوں میں وہ آہستہ آہستہ دودھ کی شکل میں منتقل ہوتا ہے (۲) جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی لیکن اسی آیت میں پاکیزہ رزق کے مقابلہ اس کا تذکرہ کر کے ایک لطیف اشارہ اسی طرف کر دیا گیا کہ شراب پاکیزہ رزق نہیں ہے (۳) شہد کی مکھی کا پھلوں سے رس چوسنا پھر نہایت باریک بینی کے ساتھ اونچی جگہوں پر چھتے تیار کرنا اللہ کی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے، کون ہے جو اس چھوٹے سے کیڑے کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے اور جو کام بڑے عقل والے نہیں کر پاتے وہ کام ایک چھوٹا سا کیڑا کرتا ہے؟! (۴) انتہائی بڑھاپے کو نکمی عمر کہا گیا ہے، جب آدمی کے سارے قویٰ مضمحل اور بے کار ہو جاتے ہیں اور سب کچھ جاننے سیکھنے کے بعد وہ اس عمر میں سب کچھ بھول جاتا ہے اس میں انسان کے زوال وفنا کی طرف اشارہ کر کے اللہ کے علم وقدرت کے بقاء کو بیان کیا گیا ہے ←

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوا
لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ
اللهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۖ هَلْ
يَسْتَوٗنَ ۚ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ
اللهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَآ أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ
كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي
هُوَ ۙ وَمَنْ يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۷۶﴾
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَآ أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا
كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۷۷﴾
وَاللهُ أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ أُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْـًٔا ۙ وَّ
جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْـِٔدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۷۸﴾
أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِي جَوِّ السَّمَآءِ ۖ مَا يُمْسِكُهُنَّ
إِلَّا اللهُ ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿۷۹﴾

منزل ۳

ع ۱۰

اور اللہ کے علاوہ وہ ایسوں کو پوجتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ان کے رزق کے کچھ بھی مالک نہیں اور نہ وہ ان کے بس میں ہے (۷۳) بس تم اللہ کے لیے مثالیں مت گڑھو بلاشبہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے[1] (۷۴) اللہ ایک مثال دیتا ہے (ایک طرف) ایک غلام ہے جو کسی کی ملکیت میں ہے کسی چیز پر اس کا بس نہیں اور (دوسری طرف) وہ شخص ہے جس کو ہم نے خوب رزق دیا ہے تو وہ چھپ کر اور کھل کر اس میں سے خرچ کرتا رہتا ہے کیا وہ برابر ہوسکتے ہیں تعریف اصل اللہ ہی کے لیے ہے البتہ ان میں اکثر لوگ جانتے ہی نہیں (۷۵) اور اللہ ایک اور مثال دیتا ہے دو آدمی ہیں ان میں ایک گونگا ہے کسی چیز پر اس کا بس نہیں اور وہ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے وہ اس کو جہاں بھی بھیجتا ہے وہ کچھ بھلا کر کے نہیں لاتا کیا یہ شخص اس دوسرے آدمی کے برابر ہوسکتا ہے جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ خود سیدھی راہ پر ہے (۷۶) اور آسمانوں اور زمین کا ڈھکا چھپا اللہ ہی کے پاس ہے اور قیامت کا معاملہ تو بالکل آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا اس سے بھی قریب بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۷۷) اور اللہ نے تم کو اپنی ماؤں کے پیٹ سے نکالا تم کچھ جانتے نہ تھے اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکرگزار رہو (۷۸) کیا انھوں نے پرندوں کو آسمان کی فضا میں کام پر لگے نہیں دیکھا اللہ کے سوا کون ہے جو ان کو تھامے ہوئے ہے بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو مانتے ہیں (۷۹)

← (۵) یعنی تم میں کوئی یہ نہیں کرتا کہ اپنے غلاموں کو اپنی دولت اس طرح دے دے کہ دونوں برابر ہوجائیں، تو تم اللہ کے غلاموں کے بارے میں یہ کیسے مانتے ہو کہ اللہ نے اپنی قدرت ان کو دی اور خدا میں شریک بنالیا (۶) بس جب سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو پھر غیر اللہ کو پوجنا کتنی بڑی ناشکری ہے!

(۱) مشرکین عرب اپنے شرک کی تائید میں یہ مثال دیتے تھے کہ جس طرح یہاں بادشاہ تنہا اپنی حکومت نہیں چلاسکتا اس کے بہت سے کام اپنے وزیروں کو سونپنے پڑتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی خدائی کے بہت سے کام دوسروں کو سونپ دیئے ہیں، ہم اسی لیے خدائی میں شریک ان دیوتاؤں کو پوجتے ہیں، اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ کی مثال کسی بھی مخلوق سے دینا انتہائی جہالت وحماقت کی بات ہے پھر آگے آیتوں میں دو مثالوں سے بتایا گیا ہے کہ مخلوق مخلوق میں اتنا بڑا فرق ہے کوئی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے کوئی بہت معمولی تو خالق اور مخلوق میں کتنا بڑا فرق ہوگا پھر کسی مخلوق کو خالق کے ساتھ عبادت میں، کیسے شریک کیا جاسکتا ہے؟! پھر آگے انسانوں پر اللہ کے انعامات کا اور اللہ کی قدرت کا بیان ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ
الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا
اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ
وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ
الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا
يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَ
اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ
شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا
اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ
يَوْمَىِٕذِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾

منزل۳

اور اللہ ہی نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا اور تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے ایسے خیمے بنائے جو تمہیں سفر کے وقت اور ڈیرے ڈالتے وقت ہلکے پھلکے لگتے ہیں اور ان کے اون سے اور ان کے روؤں سے اور ان کے بالوں سے بہت سا گھریلو سامان اور استعمال کی ایسی چیزیں بنائیں جو ایک مدت تک فائدہ پہنچاتی ہیں (۸۰) اور اللہ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے تمہارے لیے سایے بنائے اور پہاڑوں میں تمہارے لیے چھپنے کی جگہیں (بنائیں) اور تمہارے لیے ایسے کرتے (بنائے) جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہاری جنگ میں تمہارے بچاؤ کا کام کرتے ہیں اللہ اسی طرح اپنی نعمت تم پر مکمل کرتا ہے کہ شاید تم فرماں بردار بن جاؤ[1] (۸۱) پھر اگر وہ منھ پھیرتے ہیں تو آپ کا کام تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے[2] (۸۲) وہ اللہ کے احسان کو جان کر پھر اس سے انجان بنتے ہیں اور ان میں اکثر ناشکرے ہیں (۸۳) اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر کافروں کو نہ (معذرت کی) اجازت دی جائے گی اور نہ ان کو توبہ کا موقع دیا جائے گا[3] (۸۴) اور جب ظالم عذاب دیکھ لیں گے تو پھر نہ وہ ان سے کم کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی (۸۵) اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جن کو ہم تیرے علاوہ پکارا کرتے تھے تو وہ ان پر بات کو پلٹ دیں گے کہ یقیناً تم ہی جھوٹے ہو (۸۶) اور وہ اس دن اللہ کے سامنے سپر ڈال دیں گے اور جو کچھ گڑھا کرتے تھے وہ سب ان سے ہوا ہو جائے گا (۸۷)

---

(۱) یہ سب اللہ کے انعامات کا تذکرہ ہے، عربوں میں خیموں کا بڑا رواج تھا، سفروں میں وہی کام آتے تھے، لباس کے ساتھ جس کی سب کو ضرورت پڑتی تھی خاص طور پر زرہوں کا بھی ذکر ہے کہ وہ جنگجو لوگ تھے (۲) ساری نعمتیں اللہ نے ان کو دیں اور دین کی سب سے بڑی نعمت عطا فرمائی جو آپ کے ذریعہ سے ان کو حاصل ہوئی، اس کے بعد بھی اگر وہ نہیں مانتے اور منھ موڑتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام پورا ہوا، اب اگر وہ نہیں مانیں گے تو خود بھگتیں گے (۳) ہر قوم کا نبی گواہ بن کر کھڑا ہوگا اور بتائے گا کہ حق ان کو پہنچایا گیا تھا جب توبہ کر لینے اور باز آجانے کا وقت تھا تو انھوں نے مانا نہیں، اب اس کا وقت جاتا رہا، عذاب سامنے ہے، اب وہ ٹلنے والا نہیں، اللہ ان کی ذلت کا سامان بھی کرے گا کہ ان کے سب دیوی دیوتاؤں کو جمع کر دے گا، ان کو دیکھ کر مشرکین کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم ان ہی کو تیرے علاوہ پکارتے تھے اللہ تعالیٰ ان بتوں کو بھی اس دن قوت گویائی دے دیں گے اور وہ صاف کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ہمیں تمہارے اس کام سے کیا سروکار، وہ بھی یہ کہہ کر دامن جھاڑ لیں گے اور وہ سب شرک کرنے والے بے یار و مددگار ہو کر رہ جائیں گے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا
فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ
اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ
هُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ
اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ
بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا
مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا ۢ بَيْنَكُمْ اَنْ
تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ
لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ
اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

منزل ۳

جنھوں نے انکار کیا ہے اور اللہ کے راستہ سے روکا ہے ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ بگاڑ مچاتے رہتے تھے (۸۸) اور جب ہم ہر امت میں ان ہی میں سے ایک گواہ ان پر کھڑا کریں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ لائیں گے[1] اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری جس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت اور بشارت ہے (۸۹) بلاشبہ اللہ انصاف کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے (دلانے) کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ شاید تم دھیان دو[2] (۹۰) اور جب بھی عہد کرو تو اللہ کے عہد کو پورا کرو اور قسموں کو پختہ کر کے توڑا مت کرو جبکہ اللہ کو تم اپنے اوپر گواہ بنا چکے، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے (۹۱) اور اس عورت کی طرح مت ہو جاؤ جس نے بڑی محنت سے سوت کات کر پھر اس کو اُدھیڑ کر تار تار کر ڈالا[3] کہ اپنی قسموں کو آپس کے فساد کا ذریعہ بناؤ صرف اس لیے کہ کچھ لوگ دوسروں سے زیادہ فائدہ حاصل کر لیں اس سے تو اللہ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور وہ ضرور قیامت کے روز ان چیزوں کو کھول دے گا جس میں تم جھگڑتے رہے ہو (۹۲) اور اگر چاہتا تو اللہ تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم جو کچھ کرتے رہتے ہو اس کے بارے میں تم سے ضرور پوچھ گچھ ہوگی (۹۳)

(۱) تمام انبیاء اپنی قوموں پر گواہی کے لیے پیش ہوں گے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے گواہی دیں گے اور حضرات انبیاء کے لیے بھی گواہی دیں گے (۲) اور پر قرآن مجید کو "تِبْيَـانـاً لِّـكُلِّ شَيْئٍ" کہا گیا تھا یہ آیت اس کا نمونہ ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک خیر اور شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کر دیا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا معمول تھا کہ وہ اس آیت کو خطبہ جمعہ میں ضرور پڑھا کرتے تھے، آج بھی وہ تعامل چلا آ رہا ہے، آیت میں تین چیزوں کا حکم ہے: ایک عدل جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی تمام عقائد واعمال اخلاق ومعاملات وغیرہ میں اعتدال وانصاف کے ساتھ ہو، دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا معاملہ ہو، ظاہر وباطن یکساں ہو۔ دوسرے احسان جس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی بذات خود بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کے لیے بھلائی چاہے، عدل وانصاف سے ذرا بلند ہو کر عفو ودرگزر کی عادت ڈالے۔ تیسری بات رشتہ داروں سے متعلق ہے کہ ان کے ساتھ ذرا بڑھ کر مروت وشرافت کا رویہ اختیار کیا جائے، اور اس آیت میں جن تین چیزوں سے روکا گیا ہے وہ تمام برائیوں کی تین بنیادیں ہیں، اس سے ہر برائی کی جڑ کٹ کر رہ جاتی ہے (۳) مکہ میں ایک دیوانی عورت تھی، دن بھر سوت کاتتی شام کو سب ادھیڑ ڈالتی، یہ عورت ان لوگوں کے لیے ضرب المثل بن گئی تھی جو اچھا کام کر کے بگاڑ دیں، یہاں یہ تشبیہ ان لوگوں کے لیے استعمال ہوئی ہے جو زور شور سے کسی بات کی قسم کھا کر اس کو توڑ دیں محض دنیا کے معمولی نفع کی خاطر۔ آگے آیت میں ''دَخَلاً'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا استعمال عربی زبان میں اندر کی دشمنی اور بگاڑ کے لیے ہوتا ہے، اس لیے یہاں اس کا ترجمہ فساد سے کیا گیا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ
ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ
لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ
يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا
قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾
اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ
هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ
اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾

ع ١٣ ١٩

منزل٣

اور اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ کہ کہیں کوئی قدم جمنے کے بعد اکھڑ نہ جائے اور تمہیں اللہ کے راستہ سے روکنے کے نتیجہ میں برا مزہ چکھنا پڑے اور تم کو بڑا عذاب ہو[1] (۹۴) اور اللہ کے عہد و پیمان کو تھوڑی قیمت میں بیچ مت ڈالو، جو بھی اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (۹۵) تمہارے پاس جو بھی ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جو بھی ثابت قدم رہیں گے ہم ضرور ان کو ان کے بہتر کاموں کا بدلہ عطا کریں گے (۹۶) ایمان کی حالت میں جو بھی بھلا کام کرے گا وہ مرد ہو یا عورت ہم اس کو ضرور پاکیزہ زندگی بخشیں گے اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ان کے بہترین کاموں کا بدلہ ہم ان کو ضرور عطا کریں گے (۹۷) تو جب بھی آپ قرآن پڑھیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہیں[2] (۹۸) بلاشبہ اس کا ان کا لوگوں پر کچھ بھی زور نہیں جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں (۹۹) اس کا زور تو ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رچاتے ہیں اور جو اس کی وجہ سے شرک کرنے والے ہیں (۱۰۰) اور جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت سے بدلتے ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کرے تو وہ (کافر) کہتے ہیں بیشک تم ہی تو گڑھ گڑھ کر لانے والے ہو، بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں[3] (۱۰۱) فرما دیجیے اس کو آپ کے رب کی طرف سے روح القدس ٹھیک ٹھیک لے کر آئے ہیں تا کہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ہدایت و بشارت ہو مسلمانوں کے لیے (۱۰۲)

---

(۱) اگر تم قسمیں توڑو گے اور اس کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناؤ گے تو ہوسکتا ہے کہ دوسروں کی بھی گمراہی کا ذریعہ بنے اور اس کی وجہ سے تمہیں دوہرا بھگتان بھگتنا پڑے، معمولی نفع کی خاطر اللہ کے عہد و پیمان کو توڑ مت ڈالو، تمہارے لیے جو اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے، بس جو ایمان کے ساتھ بھلائی کرتا رہے گا تو اس کو ہم دنیا میں بھی سکون کی زندگی دیں گے اور آخرت میں اس کا بہتر بدلہ عطا کریں گے (۲) ہر نیک کام کے وقت شیطان حاضر ہو کر اس سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت اعلیٰ ترین کاموں میں ہے، اس لیے اس سے پہلے اللہ کی پناہ میں آجانے کا خاص حکم ہے پھر ایسے لوگوں پر شیطان کا کچھ بھی بس نہیں چلتا (۳) حالات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ جب احکامات میں تبدیلی فرماتے اور کوئی آیت منسوخ ہوتی تو مشرکین اس پر اعتراض کرتے تھے، اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون سے وقت کون سا حکم اتارا جائے پھر اس کی مزید وضاحت ہے، اس کو حضرت جبرئیل اللہ کے پاس سے ٹھیک ٹھیک لے کر آتے ہیں تا کہ لوگوں کو صحیح راستہ مل جائے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَن نَّفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾

ع ۱۴

منزل ۳

اور ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ (آپ کے بارے میں) یہ کہتے ہیں کہ ان کو تو ایک آدمی سکھا تا پڑھا تا ہے (حالانکہ) وہ جس کی طرف ناحق نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ کھلی ہوئی عربی زبان ہے[1] (۱۰۳) یقیناً جو اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے اللہ تعالیٰ بھی ان کو راہ نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۰۴) جھوٹ تو وہ لوگ گڑھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے اور حقیقت میں وہی جھوٹے ہیں (۱۰۵) جس نے بھی اللہ کو ماننے کے بعد انکار کیا وہ نہیں جس کو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، ہاں وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے[2] (۱۰۶) یہ اس لیے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل پسند کر لی اور بلاشبہ اللہ ایسے ناشکرے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۷) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں (۱۰۸) لامحالہ آخرت میں وہی گھاٹا اٹھانے والے ہیں (۱۰۹) پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے آزمائش میں پڑنے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور ثابت قدم رہے بلاشبہ آپ کا رب اس کے بعد تو یقیناً بہت ہی مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے[3] (۱۱۰) جس دن ہر شخص اپنے بارے میں بحث ومباحثہ کرتا آئے گا اور ہر شخص کو اس نے جو بھی کیا وہ پورا پورا دے دیا جائے گا اور ان کا حق نہیں مارا جائے گا (۱۱۱)

(۱) مکہ مکرمہ میں ایک لوہار تھا جس نے انجیل پڑھی تھی، وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بہت توجہ سے سنتا تھا، روم کا رہنے والا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس کے پاس بیٹھ جاتے تھے بعض کافروں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ قرآن اسی سے سیکھتے ہیں، کسی نے اس سے جا کر پوچھا بھی تو اس نے کہا کہ میں کیا سکھاؤں گا؟ میں تو خود سیکھتا ہوں، اس آیت میں اسی لغو اعتراض کا تذکرہ ہے کہ وہ قرآن جو فصیح سے فصیح اللسان کے بس سے باہر ہے وہ ایک عجمی جس کی اصل زبان بھی عربی نہیں بھلا وہ بنا کر لائے گا (۲) جس کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کر دیا جائے اور وہ دل میں پورا اطمینان رکھتے ہوئے زبان سے کوئی ایسا کلمہ کہہ بھی دے تو وہ معذور ہے (۳) کفار ومشرکین کے تذکرہ کے بعد اہل ایمان کا ذکر ہے جنھوں نے تکلیفیں سہیں پھر ہجرت کی اور جہاد کیا کہ وہ اعمال ہیں کہ ان کی مغفرت یقینی ہے اور آخری آیت میں صراحت ہے کہ یہ اس دن کی بات ہے جب ہر شخص اپنے بچاؤ کے لیے تدبیریں کرنا چاہے گا لیکن ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا اور اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿١١٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾

منزل٣

اور اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑے امن وچین سے تھی، ہر طرف سے اس کی روزی بڑی فراغت سے چلی آتی تھی پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے کرتوتوں کی پاداش میں ان کو خوف اور بھوک کا لباس پہنا کر مزہ چکھا دیا (١١٢) اور ان کے پاس ان ہی میں سے ایک رسول آچکے تھے تو انھوں نے ان کو جھٹلایا تو عذاب نے ان کو آدبوچا اور وہ ناانصاف تھے[1] (١١٣) بس اللہ نے تمہیں جو حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو (١١٤) اس نے یقیناً تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور (وہ جانور) جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے حرام کردیا، ہاں جو بے قرار ہوجائے نہ چاہت رکھے اور نہ حد سے آگے بڑھے تو اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (١١٥) اور تمہاری زبانیں جو جھوٹ بولا کرتی ہیں ان سے یہ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو بلاشبہ جو بھی اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے[2] (١١٦) مزہ تھوڑا سا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (١١٧) اور جو یہودی ہیں ان پر بھی ہم نے وہی چیزیں حرام کیں جو ہم پہلے آپ سے بیان کرچکے ہیں اور ہم نے ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کی، ہاں وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے تھے (١١٨)

---

(١) یہ اللہ تعالیٰ نے عام مثال دی ہے جو بستیاں خوشحال تھیں جب انھوں نے نافرمانی کی تو عذاب میں گرفتار ہوئیں اور اس میں مکہ مکرمہ کے مشرکین کی طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ ہر طرح خوشحال تھے مگر جب انھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا تو قحط میں مبتلا ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے دعا کرائی پھر غزوہ بدر میں بڑا نقصان اٹھایا بالآخر مکہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا (٢) یعنی اپنی طرف سے حلال وحرام کے فیصلے مت کرو، کفار مکہ اپنے آپ کو دین ابراہیمی کا پیرو کہتے تھے اور بہت سی وہ چیزیں جو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے حلال چلی آرہی تھیں ان کو حرام کہتے تھے۔

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ
بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٩﴾
إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ
الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ
اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا
كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ
رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾
وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ
صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

منزل۳

پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے نادانی میں برائی کی پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی یقیناً آپ کا رب اس کے بعد تو بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۱۹) بلاشبہ ابراہیم ایسے پیشوا تھے جنھوں نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ کی فرماں برداری اختیار کر لی تھی اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھے[1] (۱۲۰) اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ نے ان کا انتخاب فرمایا اور ان کو سیدھی راہ پر چلایا (۱۲۱) اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی دی اور آخرت میں تو یقیناً وہ اچھے لوگوں میں ہیں (۱۲۲) پھر ہم نے آپ کو حکم بھیجا کہ ابراہیم کی ملت پر چلیے جو یکسو تھے اور مشرکوں میں نہ تھے (۱۲۳) اور سنیچر کا دن ان ہی لوگوں کے لیے مقرر ہوا تھا جو لڑ پڑے تھے اور یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ جھگڑتے تھے[2] (۱۲۴) اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلاتے رہیے اور اچھے طریقہ پر ان سے بحث کیجیے، بلاشبہ آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹک گیا اور وہ صحیح راستہ چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے (۱۲۵) اور اگر تم کو بدلہ لینا ہی ہو تو اتنا ہی لو جتنی تمھیں تکلیف پہنچی اور اگر تم صبر کر لو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے (۱۲۶) اور آپ صبر کیجیے اور اللہ ہی کی مدد سے آپ صبر کر سکیں گے اور ان پر غم نہ کھائیے اور جو وہ چالیں چلتے ہیں اس سے تنگی میں مت پڑیئے (۱۲۷) بلاشبہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور وہ جو نیکی کرنے والے ہیں (۱۲۸)

---

(۱) مشرکین عرب سے کہا جا رہا ہے کہ تم کس منہ سے ان کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہو، وہ فرماں بردار تھے تم نافرمان، وہ اللہ کے لیے یکسو تھے تم دنیا کے پیچھے لگے ہو، وہ موحد تھے تم مشرک ہو، وہ شکر گزار تم ناشکرے، آخر تمھیں ان سے نسبت ہی کیا، "أُمَّة" یعنی تن تنہا ایک عظیم امت کے برابر سب کے پیشوا اور رہبر

(۲) یہودیوں کو سنیچر کے دن کام کاج سے روک دیا گیا تھا یہ خاص حکم ان ہی کے لیے تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں نہ تھا، بس یہودیوں میں بعضوں نے مانا اور بعضوں نے نہ مانا اور وہ اس دن مچھلی کا شکار کرنے لگے جس کے نتیجہ میں بندر اور سور بنا دیئے گئے، اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، اصل بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا ہے درمیان میں یہود و نصاریٰ کو جو مخصوص احکامات دیئے گئے تھے ان کا تذکرہ کیا گیا پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا جا رہا ہے کہ اسی ملت ابراہیمی کو زندہ کیا جائے اور شرک کی پوری طرح بیخ کنی کر دی جائے۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشَرَةَ اٰیَةً وَّاِثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ﴿۲﴾ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ﴿۶﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ﴿۷﴾

منزل۴

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی، جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھادیں بلاشبہ وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے[1] (۱) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لیے راہ نما بنادیا کہ تم میرے علاوہ اور کسی کو کارساز مت ٹھہرانا (۲) کہ تم ان کی اولاد ہو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کردیا تھا یقیناً وہ بڑے شکرگزار بندے تھے[2] (۳) اور ہم نے نوشتہ (تقدیر) میں طے کرکے بنواسرائیل کو آگاہ کردیا تھا کہ تم ضرور زمین میں دو مرتبہ بگاڑ کروگے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے (۴) پھر جب ان دونوں میں سے پہلا وعدہ آپہنچا تو ہم نے تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کیا جو بڑے جنگجو تھے بس وہ شہروں کے درمیان گھس گئے اور یہ تو ایک ایسا وعدہ تھا جسے پورا ہونا ہی تھا[3] (۵) پھر ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر زور دیا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے لاؤلشکر والا بنادیا (۶) اگر تم نے بھلا کیا تو اپنا ہی بھلا کیا اور اگر تم نے برائی کی تو اپنے ہی لیے کی پھر جب دوسرا وعدہ آپہنچا (تو پھر ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کیا) تاکہ وہ تمہارا حلیہ بگاڑ دیں اور مسجد (اقصیٰ) میں گھس جائیں جیسے پہلے گھسے تھے اور جس پر قابو پائیں اسے تہس نہس کرکے رکھ دیں[4] (۷)
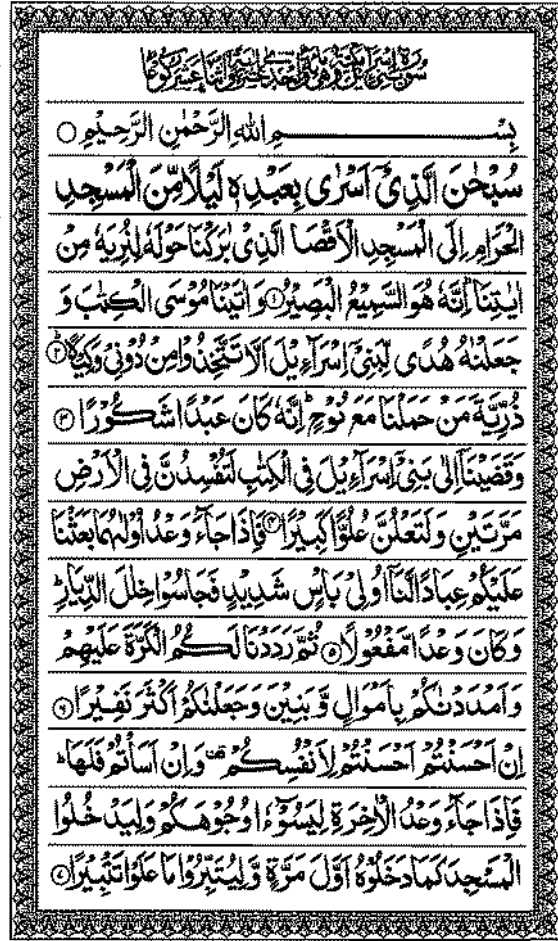
(۱) اس آیت میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے، جب حضرت جبرئیل آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات براق پر سوار کرا کے پہلے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئے، یہ سفر کا پہلا مرحلہ تھا اس کو ''اسراء'' کہا جاتا ہے پھر مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی، حضرات انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں پھر جنت کے ایک خاص درخت ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا، پانچ نمازوں کا تحفہ امت کے لیے ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، سفر کا یہ دوسرا حصہ ''معراج'' کہلاتا ہے اور کبھی پورے سفر کو بھی اسراء یا معراج کہہ دیا جاتا ہے، احادیث صحیح سے معلوم ہوتا ہے اور قرآن مجید کا انداز بھی یہی بتاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر جسم و روح کے ساتھ تھا، یہ کوئی خواب نہیں تھا، مسجد اقصیٰ فلسطین میں واقع ہے جو ملک شام کا ایک حصہ تھا، اللہ نے اس پورے ملک کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی برکتوں سے نوازا ہے، پورا ملک نہایت سرسبز وشاداب، پیداوار کی فراوانی اور دوسری طرف حضرات انبیاء کا مسکن و مدفن ہے (۲) اس میں یاد دلایا جارہا ہے کہ تم ان لوگوں کی اولاد ہو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ نجات دی تھی تو تمہیں اس پر شکرگزاری کرنی چاہیے اور صرف اسی اللہ کی بندگی کرنی چاہیے (۳) اس آیت میں بخت نصر کے ذریعہ کی گئی تباہی کا تذکرہ ہے جو بابل کا بادشاہ تھا، اس نے بنواسرائیل کو بری طرح تہ تیغ کیا اور باقی ماندہ کو غلام بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا، یہ واقعہ ۵۸۶ قبل مسیح کا ہے (۴) تقریباً ستر سال تک وہ بخت نصر کی غلامی میں رہے پھر شاہ ایران نے بابل پر حملہ کرکے اس کو فتح کرلیا اور یہودیوں پر ترس کھا کر ان کو دوبارہ فلسطین میں آباد کردیا، اس طرح ان کو دوبارہ خوشحالی ملی مگر جب انھوں نے نافرمانیوں میں حد سے تجاوز کیا تو دوبارہ ان پر ←

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ۭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

وقف لازم

ع ۱

منزل ۴

شاید اب تمہارا رب تم پر رحم کردے اور اگر تم نے پھر وہی حرکت کی تو ہم پھر وہی سزا دیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے[1] (۸) بلاشبہ یہ قرآن اس راستہ پر لے جاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بڑے اجر کی بشارت دیتا ہے (۹) اور جو آخرت کو نہیں مانتے ان کے لیے ہم نے بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰) اور انسان برائی بھی اسی طرح مانگتا ہے جس طرح بھلائی مانگتا ہے اور انسان بڑا ہی جلد باز ہے[2] (۱۱) اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیوں کے طور پر رکھا ہے بس رات کی نشانی کو ہم نے بے نور کردیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا ہے تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور سالوں کی تعداد اور حساب جان لو اور ہر ہر چیز ہم نے پوری طرح کھول دی ہے[3] (۱۲) اور ہر انسان کے اعمال کو ہم نے اس کی گردن میں لگا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو ایک تحریر کی شکل میں نکال کر اس کے سامنے کردیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا[4] (۱۳) اپنا اعمال نامہ خود ہی پڑھ آج اپنا حساب لینے کو تو خود ہی کافی ہے (۱۴) جو راہ یاب ہوا وہ اپنے لیے راہ یاب ہوا اور جو گمراہ ہوا تو اپنے ہی برے کو گمراہ ہوا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں (۱۵) اور جب ہم نے کسی بستی کو ہلاک کردینے کا ارادہ کیا تو وہاں کے عیش پسندوں کو احکامات دیئے تو انھوں نے ان میں نافرمانی کی تب بات ان پر پوری ہوگئی بس ہم نے اس کو تباہ و برباد کر ڈالا (۱۶) اور نوح کے بعد ہم نے کتنی ہی نسلیں تباہ کردیں اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی خوب خبر رکھنے، دیکھنے کے لیے کافی ہے (۱۷)

← دشمن کو مسلط کیا گیا، یہ دوسری تباہی ۷۰ء میں رومی شہنشاہ طیطاوس (Titus) کے ہاتھوں ہوئی، یوں تو بنی اسرائیل کی تاریخ تباہیوں اور بربادیوں کی ایک مسلسل سرگزشت ہے لیکن یہ دو تباہیاں تاریخ کے صفحات پر بہت گہرے الفاظ میں نقش ہیں۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو نہ مان کر پہلی تباہی کا شکار ہوئے پھر حضرت عیسیٰ کے ساتھ برا سلوک کرکے دوسری تباہی ان کا مقدر بنی، اب یہ تیسرا مرحلہ ہے، اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاچکے ہیں اگر تم مان لوگے تو تم پر اللہ کی رحمت ہوگی اور نہ ماننے کے نتیجہ میں پھر تمہارا وہی حشر ہوگا جو پہلے دو مرتبہ ہوچکا ہے بس اس قرآن کو مانو جو بالکل سچے اور سیدھے راستہ کی طرف بلاتا ہے (۲) کافر کہتے تھے کہ ہمارے کفر پر عذاب آنا ہے تو آ ہی جائے، یہ ان کی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ جلد بازی میں عذاب کی برائی کو اس طرح مانگ رہے ہیں جیسے اچھی چیز مانگی جاتی ہے (۳) رات اور دن کا تسلسل اللہ کی قدرت ورحمت کی بڑی نشانیوں میں ہے رات اللہ نے آرام کے لیے بنائی اور دن کام کے لیے (۴) یعنی ہر شخص کے کام اس کے نامہ اعمال میں محفوظ کیے جارہے ہیں، قیامت میں سب کھلا ہوا سامنے ہوگا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا
سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ
وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ
فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ
الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ
رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

ع

منزل ۴

جو بھی دنیا کا طالب ہوتا ہے تو ہم اس میں سے جو چاہتے ہیں جس کے لیے چاہتے ہیں فوری طور پر اس کو دے دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم طے کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل وخوار ہو کر جا گھسے گا (۱۸) اور جو آخرت کا طلب گار رہا اور اس نے ایمان کے ساتھ اس کے لیے ویسی کوشش کی جیسی کرنی چاہیے تو ایسوں کی کوشش یقیناً ٹھکانے لگی ہے (۱۹) ہم سب کو اِن کو بھی اور اُن کو بھی آپ کے رب کی بخشش میں سے بھر بھر کر دیتے رہتے ہیں اور آپ کے رب کی بخشش پر کوئی روک نہیں ہے[1] (۲۰) دیکھئے کیسے ہم نے ان میں کچھ کو کچھ پر برتری دی اور آخرت کے درجات تو بہت بڑے ہیں اور فضیلت میں وہ بہت بڑھ کر ہے[2] (۲۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرایئے ورنہ قابل ملامت اور بے بس ہو کر بیٹھ رہیں گے (۲۲) اور آپ کے رب کا یہ فیصلہ ہے کہ تم سب صرف اسی کی بندگی کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک (کرو) اگر تمہارے پاس دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف بھی مت کرنا اور نہ ہی ان کو جھڑکنا اور ان دونوں سے عزت کے ساتھ بات کرنا (۲۳) اور ان دونوں کے سامنے سراپا رحمت بن کر نرمی کے ساتھ جھکے رہنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انھوں نے بچپن میں ہمیں پالا (۲۴) تمہارے دلوں میں جو بھی ہے اس سے تمہارا رب خوب واقف ہے، اگر تم نیک ہو تو وہ بھی رجوع کرنے والوں کو بہت معاف کرتا ہے (۲۵) اور رشتہ دار اس کا حق ادا کرتے رہیں اور مسکین اور مسافر کو بھی اور غلط کام میں بالکل خرچ نہ کریں (۲۶) یقیناً بے جا خرچ کرنے والے تو شیطانوں ہی کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے (۲۷) اور اگر کبھی آپ کو ان سے اعراض کرنا پڑے ایسے میں کہ آپ کو اپنے رب کی مہربانی کی تلاش ہو جس کی آپ امید بھی رکھتے ہوں تو آپ ان سے نرم بات کہہ دیں[3] (۲۸) اور نہ ہی اپنے ہاتھ کو اپنی گردن میں جکڑ کر رکھیں اور نہ اس کو پوری طرح کھول ہی دیں کہ آپ کو ملامت وحسرت کے ساتھ بیٹھ رہنا پڑے[4] (۲۹)

---

(۱) یہ دونوں طرح کے لوگوں کا ذکر ہے، اللہ کا فضل واحسان دنیا میں سب بندوں کے ساتھ ہے البتہ آخرت میں وہ صرف اہل ایمان کے ساتھ ہوگا (۲) دنیا میں کوئی مالدار ہے کوئی غریب، کوئی پڑھا لکھا ہے کوئی جاہل، ایک کو دوسرے پر برتری حاصل ہے لیکن آخرت کی فضیلت وبرتری بہت بڑھ کر ہے (۳) یعنی اگر ضرورت مند کو کچھ دینے سے اس لیے انکار کرنا پڑے کہ اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ ہو لیکن توقع ہو کہ آگے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وسعت عطا فرما دیں گے تو ایسی صورت میں اس ضرورت مند سے نرم الفاظ میں معذرت کر لیں (۴) ان کو خطاب کر کے پوری امت کو احکامات دیئے جا رہے ہیں صرف اللہ کی بندگی، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک، ہر صاحب حق کی حق ادائیگی، خرچ کرنے میں اعتدال ومیانہ روی، نہ ہی آدمی ایسا بخیل بن جائے کہ کچھ نکلنا ہی مشکل ہو اور نہ ہی ایسا ہاتھ کھول دے کہ بعد میں پچھتانے کی نوبت آئے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيْرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى إِنَّهٗ كَانَ
فَاحِشَةً ۖ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا
بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ
فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ إِلَّا بِالَّتِيْ
هِيَ أَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ أَشُدَّهٗ ۖ وَأَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٤﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ إِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا
تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ
أَوْحٰٓى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ
فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ
اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

منزل۴

یقیناً آپ کا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو وسیع فرما دیتا ہے اور (جس کے لے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتا خوب نگاہ رکھتا ہے[1] (۳۰) اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کر دینا، ان کو اور تمہیں رزق ہم ہی دیتے ہیں یقیناً ان کو مار ڈالنا بہت بڑی چوک ہے (۳۱) اور زنا سے قریب بھی مت ہونا یقیناً وہ بے حیائی اور (خواہش پوری کرنے کا) بدترین راستہ ہے[2] (۳۲) اور جس جان کو اللہ نے محترم کیا ہے اس کو ناحق مت مارو اور جو ظلم کے ساتھ مارا گیا تو ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے بس وہ قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے، اس کی تو مدد ہونی ہی چاہیے[3] (۳۳) اور یتیم کے مال کے قریب بھی مت ہونا سوائے اس طریقہ کے جو سب سے بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرنا، یقیناً عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہونی ہے[4] (۳۴) اور جب ناپنا تو پورا پورا ناپنا اور صحیح ترازو سے تولنا یہی بہتر ہے اور نتیجہ اسی کا اچھا ہے (۳۵) اور جس کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو، یقیناً کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا (۳۶) اور زمین میں اکڑ کر مت چلو، نہ تم زمین ہی کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی لمبے ہو کر پہاڑوں تک پہنچ سکتے ہو (۳۷) یہ ساری چیزیں (ایسی ہیں کہ) ان کی خرابی آپ کے رب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے[5] (۳۸) یہ سب کچھ حکمت کی وہ باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ کو بتائی ہیں، اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بنالو کہ پھر دوزخ میں ذلت وخواری کے ساتھ ڈالے جاؤ (۳۹) پھر کیا تمہارے رب نے تمہیں بیٹے چن کر دیئے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا؟! یقیناً تم بہت بڑی بات کہتے ہو[6] (۴۰)

---

(۱) وہ خوب جانتا ہے کہ کس کے لیے وسعت رزق مناسب ہے اور کس کے لیے تنگی (۲) یہ وہ برائیاں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں عام تھیں فقر وفاقہ کے ڈر سے اولاد کو قتل کر دینا، بے حیائی اور فحاشی اور قتل وغارت گری زمانہ جاہلیت کے خاص امراض تھے اور آج بھی یہ جاہلیت نئے قالب میں ہمارے سامنے ہے (۳) کسی کو قتل کرنے کا حق صرف چند صورتوں میں ہوتا ہے، ان میں اہم ترین صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو ظالمانہ قتل کر دیا گیا ہو تو مقتول کے اولیاء کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ عدالتی کارروائی کے بعد قصاص لیں اور قاتل کو قتل کیا جائے (۴) یتیم کا مال ایک امانت ہے اور اس میں وہی تصرف جائز ہے جس میں یتیم کا فائدہ ہو پھر جب وہ بالغ ہو جائے اور اپنا اچھا برا سمجھنے لگے تو وہ مال اسی کے حوالہ کر دیا جائے (۵) مسلسل سات آیتوں میں ان برائیوں کا ذکر ہے جو سماج کے لیے ناسور کی حیثیت رکھتی ہیں، معاشرہ کی اصلاح ان کو دور کیے بغیر ممکن نہیں (۶) بیٹیوں کو باعث عار سمجھتے تھے اور پھر اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے، اس سے زیادہ خطرناک اور بری بات کیا ہوگی؟!

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ﴿٤٥﴾ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿٤٦﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾

منزل۴

اور ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر سمجھایا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور وہ ہیں کہ اس کی وجہ سے اور بدکتے جاتے ہیں (۴۱) پوچھیے کہ اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو وہ ضرور عرش والے کے خلاف راہ نکالتے[1] (۴۲) وہ پاک ہے اور ان کی باتوں سے بہت بلند ہے (۴۳) ساتوں آسمانوں اور زمین اور ان میں جو کچھ ہے سب اسی کی تسبیح میں لگے ہیں البتہ تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں[2]، یقیناً وہ بڑا بردبار بہت بخشنے والا ہے (۴۴) اور جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم آپ کے درمیان اور آخرت کو نہ ماننے والوں کے درمیان ایک چھپا ہوا پردہ حائل کردیتے ہیں (۴۵) اور ان کے دلوں پر اوٹ کردیتے ہیں تاکہ وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں کو بوجھل کردیتے ہیں اور جب آپ قرآن میں اپنے تنہا ویکتا رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ بدک کر پیچھے کو بھاگتے ہیں (۴۶) ہم خوب جانتے ہیں جب وہ آپ کی طرف کان لگا لگا کر سنتے ہیں کہ وہ کیوں اس کی طرف کان لگا رہے ہیں اور جب وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں، جب ناانصاف یہ کہنے لگتے ہیں تم تو ایسے شخص کے پیچھے لگ رہے ہو جس پر جادو چل گیا ہے (۴۷) دیکھیے وہ آپ کے سلسلہ میں کیسی باتیں بناتے ہیں بس وہ گمراہ ہوچکے، اب وہ راستہ نہ پاسکیں[3] گے (۴۸) اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہوجائیں گے تو کیا پھر ہم کو نئے سرے سے اٹھایا جائے گا (۴۹) کہہ دیجیے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا (۵۰) یا ایسی کوئی مخلوق بن جاؤ جس کو تم اپنے دلوں میں بڑا (سخت) سمجھتے ہو، (پھر بھی تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا) بس وہ جھٹ کہیں گے کہ کون ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا؟ کہہ دیجیے وہی جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا، پھر وہ آپ کے سامنے اپنے سروں کو مٹکاتے ہوئے بولیں گے کہ ایسا کب ہوگا؟ کہہ دیجیے کہ کیا بعید ہے کہ وہ وقت قریب ہی آگیا ہو[4] (۵۱)

(۱) ایک معبود ہونے کی یہ کھلی ہوئی ایک دلیل ہے کہ اگر اور بھی معبود ہوتے تو یقیناً وہ اپنی قدرت سے آسمان والے خدا پر چڑھائی بھی کرسکتے تھے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کی ان میں قدرت نہیں، وہ خود اللہ کے محکوم ہیں تو پھر وہ خدا ہی کیا ہوئے (۲) ایک تسبیح تو ان کا اپنے کام پر لگا دینا ہے اور دوسرے حقیقت میں تسبیح اور حمد وثنا کرتے رہنا ہے اور یہ حس اللہ نے ہر مخلوق میں رکھی ہے پتھر بھی اس سے خالی نہیں (۳) قرآن کریم انسانی فطرت کو آواز دیتا ہے اور اس کی تلاوت اس کے اندر ایک نور پیدا کرتی ہے پھر جو لوگ محروم رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے انھوں نے ہٹ دھرمی اور ضد کی اوٹ کھڑی کر رکھی ہے تو ان کو اس آفتاب کی روشنی کہاں سے ملے، وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں اس کی روشنی ان پر پڑ نہ جائے، اسی ہٹ دھرمی کو یہاں چھپا ہوا پردہ کہا گیا ہے جو انکار طے کرلینے والوں پر ڈال دیا جاتا ہے اور اگر غلطی سے کوئی سن بھی لیتا ہے تو طرح طرح کی باتیں بناتا ہے اور ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتا، ایسوں کے لیے گمراہی کا فیصلہ ہوجاتا ہے (۴) جس اللہ نے پہلی مرتبہ پیدا کردیا اس کے لیے دوبارہ پیدا کردینا کیا مشکل ہے۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا
قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ
بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ
إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾
وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ
النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم
مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ
رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِن
مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا
شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ
بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ
أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ
الشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ ع

منزل ۴

جس دن وہ تمھیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کرتے چلے آؤ گے اور تم اٹکل لگاؤ گے کہ بہت کم تمہارا (دنیا میں) ٹھہرنا ہوا (۵۲) اور میرے بندوں سے فرمادیجیے کہ وہ وہی بات کہیں جو بہتر ہو بلاشبہ شیطان ان کے درمیان پھوٹ ڈالتا رہتا ہے، یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے[1] (۵۳) تمہارا رب تم سے خوب واقف ہے، اگر چاہے گا تو تم پر رحم کرے گا اور چاہے گا تو عذاب دے گا اور آپ کو ہم نے ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا[2] (۵۴) اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے آپ کا رب اس کو خوب جانتا ہے اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض دوسروں پر برتری بخشی ہے اور ہم نے داؤد کو زبور دی (۵۵) کہہ دیجیے کہ اس کے سوا جس کو تم (معبود) سمجھتے ہو اس کو پکارو، تو نہ وہ تم سے تکلیف دور کرسکتے ہیں اور نہ کوئی تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں (۵٦) یہ لوگ جن کو وہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون زیادہ قریب ہوجائے اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں یقیناً آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے[3] (۵۷) اور کوئی بستی ایسی نہیں ہے جس کو ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کرڈالیں یا سخت عذاب میں نہ ڈالیں، یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے[4] (۵۸) اور ہمارے لیے رکاوٹ ہی کیا تھی ہم نشانیاں بھیج ہی دیتے مگر پہلے بھی لوگ ان کو جھٹلا ہی چکے اور ثمود کو ہم نے ایک کھلی (نشانی) کے طور پر اونٹنی عطا کی تو اس کے ساتھ بھی انھوں نے ناانصافی کی اور نشانیاں تو ہم ڈرانے ہی کے لیے بھیجتے ہیں[5] (۵۹) اور جب ہم نے آپ سے کہا کہ آپ کا رب لوگوں کو گھیرے میں لے چکا ہے اور آپ کو جو کچھ ہم نے دکھایا وہ ہم نے لوگوں کی آزمائش کے لیے ہی دکھایا اور اس درخت کو بھی (آزمائش بنادیا) جس کو قرآن میں ملعون بتایا گیا ہے اور ہم ان کو ڈراتے ہیں تو ان کی سرکشی بڑھتی ہی جاتی ہے (٦۰)

(۱) اس میں اہل ایمان کو تلقین ہے کہ وہ کبھی غصہ میں نہ آئیں اور کافروں سے بھی خوش اسلوبی کے ساتھ گفتگو کریں ورنہ بات بننے کے بجائے بگڑتی ہے (۲) یعنی آپ کا کام پہنچا دینا ہے ہدایت پر لے آنا نہیں ہے (۳) جنات اور فرشتے جن کو مشرکین پوجتے تھے وہ مراد ہیں کہ وہ خود اللہ کے قرب کی تلاش میں عبادت و بندگی میں لگے رہتے ہیں، وسیلہ سے مراد اللہ سے قریب ہونے کا راستہ ہے (۴) اگر معاندین اور کفار کی بستی ہے تو وہ عذاب کا شکار ہو کر رہے گی اور اگر معاندین کی بستی نہیں ہے تو قیامت سے پہلے پہلے سب کو فنا کے گھاٹ اترنا ہی ہے (۵) مطلوبہ نشانیاں آنے کے بعد اگر کوئی قوم ایمان نہیں لاتی تو وہ تباہ ہوجاتی ہے مشرکین جن نشانیوں کا مطالبہ کررہے تھے ان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس لیے نہیں دکھائی جارہی ہیں کہ اس کے بعد نہ ماننے کے نتیجہ میں عام تباہی ہے اور اس امت کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس پر عام عذاب نہیں آئے گا پھر آگے دو نشانیوں کا تذکرہ ہے؛ ایک معراج کا جس کے سلسلہ میں مشرکین نے اپنے اطمینان کے لیے دوسوال ←

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَءَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَٰلِ وَالْأَوْلَٰدِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾ رَّبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّىٰكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَٰنُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِۦ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾

منزل۴

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ میں گر گئے سوائے ابلیس کے، وہ بولا کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا (۶۱) کہنے لگا بھلا بتایئے کیا یہی وہ (مخلوق) ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی، اگر تو نے مجھے قیامت تک کے لیے مہلت دے دی تو میں اس کی اولاد کو سوائے چند کے اپنے قابو میں کر کے رہوں گا[1] (۶۲) فرمایا جا پھر ان میں سے جو بھی تیری راہ چلے گا تو جہنم تم سب کی سزا ہے بھرپور سزا (۶۳) اور اپنی آواز سے جن کو پھسلا سکے پھسلا اور ان پر اپنے گھوڑ سوار اور پیادے بھی چڑھا لا اور ان کے مالوں اور اولاد میں جا کر حصہ لگا اور ان سے (خوب) وعدے کر، اور شیطان جو بھی ان سے وعدے کرتا ہے وہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے[2] (۶۴) رہے میرے خاص بندے[3] تو ان پر تیرا کچھ بھی بس نہ چلے گا اور آپ کا رب کارسازی کے لیے کافی ہے (۶۵) تمہارا وہ رب جو تمہارے لیے سمندر میں کشتیاں چیر تا لے چلتا ہے تا کہ تم اس کا فضل حاصل کرو، یقیناً وہ تم پر نہایت مہربان ہے (۶۶) اور جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو سوائے اس ذات کے جس کو بھی تم پکارتے ہو سب گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ تمہیں بچا کر خشکی میں لے آتا ہے تو پھر تم منھ موڑتے ہو اور انسان حد درجہ ناشکرا ہے (۶۷) بھلا کیا تمہیں اس بات کا ڈر نہیں رہا کہ وہ خشکی ہی کے حصہ میں تمہیں دھنسا دے یا تم پر سنگ ریزوں کی آندھی بھیج دے پھر تم اپنے لیے کوئی کام بنانے والا نہ پا سکو (۶۸) یا تم اس سے مطمئن ہو گئے کہ وہ دوبارہ تمہیں وہیں (سمندر میں) لے جائے تو تم پر اکھاڑ پھینکنے والی تیز ہوا بھیج دے بس تمہیں تمہاری ناشکری کی پاداش میں ڈبو دے پھر تمہیں کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا بھی نہ ملے[4] (۶۹)

← بھی کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب جوابات دیئے لیکن اس کے باوجود انھوں نے نہ مانا، دوسرے زقوم کے درخت کے بارے میں جب کہا گیا کہ وہ آگ میں پیدا ہوتا ہے تو مشرکین نے ہنسی اڑائی، یہ نہ سوچا کہ جس ذات نے آگ پیدا کی ہے اگر وہ اسی میں کوئی ایسا درخت بھی پیدا کر دے جس کی خاصیت عام درختوں سے مختلف ہو تو بھلا اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟!

(۱) "اَحْتَنِكَ" کے معنی لگام دینے کے بھی آتے ہیں اور پوری طرح اکھاڑ پھنکنے کے بھی آتے ہیں (۲) آواز سے بہکانے کا مطلب گانے بجانے جیسی وہ شیطانی آوازیں جو انسان کو غلط راستہ پر ڈال دیتی ہیں، آیت میں شیطانی فوج کا ذکر ہے جس میں اس کی ذرّیت کے علاوہ شریر جنات اور انسان بھی شامل ہو جاتے ہیں مزید اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جو لوگ اپنا مال غلط خرچ کرتے ہیں وہ شیطان کا حصہ بنتا ہے (۳) یعنی فرماں بردار بندے (۴) اسی اللہ نے تمہارے لیے سمندر اور دریا بنائے تو اس میں سفر کرتے ہو اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہو پھر جب کبھی طوفان میں گھر جاتے ہو تو اسی ایک خدا کو پکارتے ہو پھر جب وہ بچا لیتا ہے تو تم دوبارہ اس کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہو، جس اللہ نے بچایا کیا تمہیں اب اس کا ڈر نہیں رہا کہ وہ تمہیں دوبارہ تباہ کر دے پھر اس کے بعد کون تمہاری مدد کر سکتا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ
نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ
يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ
اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ
عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ڰ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ
خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَـيْـــًٔـا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾
اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ
مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا
قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ
الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ
مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ
اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾

منزل۴

اور یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی اور خشکی اور سمندر میں ان کو سواری دی اور ان کو اچھے اچھے رزق دیئے اور اپنی مخلوقات میں بہتوں پر ان کو خاص رتبہ بخشا (۷۰) جس دن ہم ہر طرح کے لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے پھر جن کو بھی ان کا نامہ (اعمال) دائیں ہاتھ میں مل گیا تو وہ لوگ (مزے لے لے کر) اپنا نامہ (اعمال) پڑھیں گے اور ریشہ برابر بھی ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی (۷۱) اور جو اس دنیا میں اندھا (بن کر) رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور زیادہ گمراہ ہوگا[۱] (۷۲) اور ہوسکتا تھا کہ ہم نے آپ پر جو وحی بھیجی ہے اس کے سلسلہ میں وہ لوگ آپ کو فتنہ میں ڈال دیتے تاکہ آپ اس کے علاوہ ہم پر کچھ اور گڑھ لائیں اور جب تو وہ آپ کو ضرور دوست بنا لیتے (۷۳) اور اگر ہم نے آپ کو جمایا نہ ہوتا تو ہوسکتا تھا کہ آپ کچھ تھوڑا ان کی طرف مائل ہوجاتے (۷۴) تب تو ہم آپ کو دنیا اور آخرت میں دوہرا مزہ چکھا دیتے پھر آپ کو ہم پر کوئی مددگار نہ ملتا[۲] (۷۵) اور قریب ہے کہ وہ آپ کو زمین میں ڈگمگا دیں تاکہ وہاں سے آپ کو نکال دیں اور تب تو وہ آپ کے پیچھے کچھ ہی رہ پائیں گے[۳] (۷۶) آپ سے پہلے ہم جو رسول بھیج چکے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے اور آپ ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے[۴] (۷۷) سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجیے اور فجر کے قرآن (کا اہتمام رکھئے) یقیناً فجر کا قرآن حضوری (کے وقت) کا ہوتا ہے[۵] (۷۸) اور رات کے کچھ حصہ میں بیدار رہا کیجیے، یہ آپ کے لیے اضافہ ہے، امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (۷۹) اور یہ دعا کیجیے کہ اے میرے رب مجھے سچائی کے ساتھ داخل فرما اور سچائی کے ساتھ ہی نکال اور اپنے پاس سے مجھے ایسی طاقت عطا فرما جو مددگار ہو[۶] (۸۰)

---

(۱) پہلے انسان کی عزت وعظمت کا تذکرہ فرمایا کہ یہ سب ہم نے دیا، اب جو شکرگزار ہوگا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں ہوگا اور جس نے دنیا میں اللہ کی نشانیوں سے اعراض کیا وہ آخرت میں اس کی سزا بھگتے گا (۲) ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال استقامت اور عظمت کا اظہار مقصود ہے، مشرکین نے خوف اور لالچ کے ذریعہ ہر ممکن کوشش کرکے یہ چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم توحید وآخرت کے پیغام میں کچھ تبدیلی کردیں تاکہ مشرکین کے آبائی دین اور قدیم باطل تصورات سے ٹکراؤ ختم ہوجائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر کوشش اور خواہش کو ٹھکرا دیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات میں ہلکا سا لوچ پیدا کرنے میں بھی کامیاب نہ ہوسکے، باطل کی طرف ادنیٰ جھکاؤ کی صورت میں دوگنے عذاب کی دھمکی نبی کو مخاطب کرکے امت کو ہوشیار کرنے کے لیے دی گئی ہے (۳) مکہ مکرمہ میں مشرکین نے آپ کو رہنے نہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما گئے لیکن چند ہی سالوں میں ان سب کو بھی وہاں سے نکلنا پڑا اور مکہ مکرمہ فتح ہوا اور اس کے اگلے سال تمام شرک وکفر کرنے والوں کو وہاں سے نکلنے کا حکم دے دیا گیا (۴) یہی دستور رہا ہے کہ جب کسی پیغمبر کو بستی میں رہنے نہ دیا گیا تو بستی والے خود نہ رہے (۵) آفتاب ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک چار نمازیں قریب قریب ہوتی ہیں، ان کی طرف اشارہ ہے اور فجر کا الگ سے تذکرہ ہے، اس لیے کہ اس ←

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ
الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ
بِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى
شَاكِلَتِهٖ ۖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ
عَنِ الرُّوْحِ ۖ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
إِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٥﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ ثُمَّ
لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهٗ
كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى
أَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ
كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَأَبٰٓى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ
حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾

ع ٩

منزل ۴

اوراعلان کر دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل کو تو مٹنا ہی تھا[1] (٨١) اور ہم وہ قرآن اتار رہے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا ورحمت ہے اور ناانصافوں کو اس سے مزید گھاٹا ہی ہوتا ہے[2] (٨٢) اور جب ہم نے انسان کو نعمتیں دیں تو اس نے اعراض کیا اور کنارہ کرلیا اور جب اس کو برائی پہنچی تو مایوس ہوگیا[3] (٨٣) کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنی اپنی راہ چلتا ہے بس تمہارا رب خوب واقف ہے کہ کون ہدایت کی راہ پر سب سے آگے ہے (٨۴) اور آپ سے روح کے سلسلہ میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم کا حصہ ہے اور تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے[4] (٨٥) اور اگر ہم چاہتے تو جو وحی ہم نے آپ پر کی ہے وہ واپس لے لیتے پھر اس کے سلسلہ میں آپ کو ہم پر کوئی کام بنانے والا نہ ملتا (٨٦) مگر (اس کا باقی رہنا) آپ کے رب کی رحمت ہے، یقیناً آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل رہتا ہے (٨٧) کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جنات سب اس جیسا قرآن لانے کے لیے ایک ہوجائیں تو بھی اس جیسا نہیں لاسکیں گے خواہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوجائیں (٨٨) اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بدل بدل کر بیان کردی ہیں پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے انکار کے قبول کرکے نہ دیا (٨٩) اور وہ بولے کہ ہم تو اس وقت تک آپ کو ماننے والے نہیں جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردیں (٩٠) یا آپ کے لیے کھجور اور انگور کا باغ ہو پھر آپ اس کے بیچ سے نہریں نکال دیں (٩١) یا جیسا کہ آپ کا خیال ہے آپ ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں یا اللہ کو اور فرشتوں کو نگاہوں کے سامنے لے آئیں (٩٢)

← میں اور دوسری نمازوں میں فصل ہوتا ہے اور مشقت بھی اس میں زیادہ ہے، فجر کے وقت کو حضوری کا وقت اسی لیے کہا کہ اس وقت رات اور دن دونوں کے فرشتے موجود ہوتے ہیں (٦) تہجد کے ذکر کے بعد دعا کا تذکرہ ہے، اس لیے کہ تہجد قبولیت دعا کا وقت ہے، اس دعا کا حکم ہجرت کے موقع پر ہوا تھا، مدینہ منورہ داخل ہونے اور مکہ مکرمہ سے نکلنے کی طرف اسی میں اشارہ ہے لیکن الفاظ عام ہیں اس لیے کہیں بھی پہنچتے وقت یہ دعا کی جاسکتی ہے، مقام محمود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص منصب ہے جس کے نتیجہ میں آپ کو شفاعت کبریٰ حاصل ہوگی۔

(١) اس میں فتح عظیم کی خوش خبری ہے چنانچہ چند ہی سالوں میں مکہ مکرمہ فتح ہوا اور "يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا" کا سماں بندھ گیا (٢) جو مانتے ہیں ان کے لیے دین و دنیا میں رحمت اور ہر طرح کی اندر باہر کی بیماریوں سے شفا ہے اور جو ہٹ دھرمی اور ضد میں پڑے ہیں ان پر حجت پوری ہورہی ہے اور ان کو نقصان ہی نقصان ہے (٣) دونوں صورتوں میں اس نے اپنا نقصان کیا، نعمتوں پر شکر کرنا اور ان کو قبول کرنا جن میں سب سے بڑی نعمت قرآن ہے تو رب سے قریب ہوتا ہے، مصائب و مشکلات میں اللہ کی رحمت کا سہارا لیتا تو قریب ہوتا لیکن اس نے دونوں صورتوں میں دوری اختیار کی (۴) چنانچہ بہ ہزار جستجو کوئی اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکا۔

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۖ وَلَن نُّؤْمِنَ
لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ
كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ
الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾ قُل لَّوْ كَانَ فِي
الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ
مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ
بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن
يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ
زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا
أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾
أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ
أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ
إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾ قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا
لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾

منزل ۴

یا سونے کا آپ کا کوئی گھر ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم تو آپ کے چڑھ جانے کو بھی اس وقت تک نہ مانیں گے جب تک آپ کوئی ایسی کتاب لے کر نہ اتریں جس کو ہم پڑھ سکیں، فرما دیجیے میرے رب کی ذات پاک ہے، میں کیا ہوں ایک انسان ہوں جسے رسول بنایا گیا ہے[۱] (۹۳) اور لوگوں کے پاس ہدایت آجانے کے بعد مان لینے سے صرف یہی چیز مانع بنتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیا اللہ نے انسان کو رسول بنا دیا (۹۴) آپ کہہ دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو آرام سے چل پھر رہے ہوتے تو ضرور ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر اتار دیتے (۹۵) کہہ دیجیے کہ اللہ ہی ہمارے تمہارے درمیان گواہ کافی ہے، بلاشبہ وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھتا ہے، اچھی طرح نگاہ رکھتا ہے (۹۶) جس کو اللہ ہدایت عطا فرما دے وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو آپ اللہ کے علاوہ اس کے لیے کوئی مددگار نہ پائیں گے اور ان کو ہم قیامت کے دن ان کے چہروں کے بل اندھا گونگا اور بہرا کر کے اٹھائیں گے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب جب وہ دھیمی پڑنے لگے گی ہم ان پر اس کو اور بھڑکا دیں گے (۹۷) یہ ان کی سزا اس لیے ہے کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور کہا کہ جب ہم ہڈی چورا ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے اٹھایا جائے گا (۹۸) کیا ان کو نظر نہیں آیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ ان جیسا پیدا کر دے اور اس نے ان کے لیے ایک مقرر مدت رکھ دی ہے جس میں ذرا شبہ نہیں پھر بھی ناانصاف لوگ انکار ہی کیے جاتے ہیں[۲] (۹۹) کہہ دیجیے اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ کے ڈر سے روکے ہی رکھتے اور انسان تو ہے ہی بہت تنگ دل[۳] (۱۰۰)

---

(۱) مشرکین مکہ طرح طرح کے مطالبات کرتے رہتے تھے، آخر میں اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک جواب دیا جا رہا ہے کہ میں کوئی خدا نہیں ہوں کہ سب کام میرے اختیار میں ہوں، میں تو ایک انسان ہوں جس کو رسول بنایا گیا، اللہ نے جو معجزے مجھے عطا فرمائے ان سے زیادہ میں اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا پھر آگے آیت میں فرمایا کہ عام طور سے یہی چیز ہدایت سے مانع بنتی ہے کہ اللہ نے انسان کو رسول بنا دیا، اس کے آگے اس کا جواب ہے کہ انسان کی رہنمائی انسان ہی کر سکتا ہے، ہاں اگر دنیا میں فرشتوں کی آبادی ہوتی تو ضرور فرشتہ کو رسول بنا کر اتار دیا جاتا (۲) جس نے اتنے بڑے بڑے اجسام آسمان و زمین پہاڑ و سمندر پیدا کر دیئے اس کے لیے چھوٹی سی مخلوق کا پیدا کرنا کیا مشکل ہے "لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ" (آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے بڑی چیز ہے) (۳) خزائن رحمت سے مراد یہاں وہ تمام رحمت کے خزانے ہیں جن کے ذریعہ بندوں پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے چاہے مادی ہو یا معنوی، خاص طور پر نبوت کی طرف اشارہ ہے کہ اگر تمہیں اختیار ہوتا تو تم کہاں گوارہ کر سکتے تھے کہ مکہ و طائف کے بڑے بڑے دولت مندوں کو چھوڑ کر وحی و نبوت کی یہ بیش بہا دولت بنی ہاشم کے ایک درّ یتیم کو مل جائے، اور اگر یہ دولت تمہارے پاس ہی رہتی تو جس طرح تم مالوں میں بخل کرتے ہو اسی طرح اس کی دعوت و اشاعت میں بھی بخل سے کام لیتے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿١٠٣﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿١٠٥﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿١٠٦﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿١١١﴾

وقف لازم

السجدۃ ۳

ع ۱۲

منزل ۴

اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں[1] بس بنی اسرائیل سے پوچھ لیجیے جب وہ ان میں آئے تھے تو ان سے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ ہمیں تو یہی لگتا ہے کہ تم پر جادو چل گیا ہے (۱۰۱) فرمایا کہ تم تو جانتے ہو کہ ان چیزوں کو کسی اور نے نہیں آسمانوں اور زمین کے رب نے سجھانے کے لیے اتارا ہے اور اے فرعون میں تو سمجھتا ہوں کہ تو ہلاک ہو کر رہے گا (۱۰۲) بس اس نے چاہا کہ ملک میں ان کے قدم اکھاڑ دے تو ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو سب کو غرق کر دیا (۱۰۳) اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم ملک میں رہو پھر جب آخری وعدہ آ پہنچے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے (۱۰۴) اور ٹھیک ٹھیک ہم نے اسے اتارا ہے اور ٹھیک ٹھیک ہی وہ اترا بھی ہے اور آپ کو تو ہم نے خوش خبری سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے[2] (۱۰۵) اور ہم نے قرآن کے اجزاء رکھے ہیں تاکہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنا دیں اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے[3] (۱۰۶) کہہ دیجیے تم اس کو مانو یا نہ مانو جب یہ ان لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے جن کو پہلے سے علم دیا گیا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں (۱۰۷) اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا ہی ہے (۱۰۸) اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں اور یہ چیز ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتی ہے[4] (۱۰۹) کہہ دیجیے تم (اس کو) اللہ یا رحمٰن کہو جو کہہ کر اس کو پکارو اس کے سب ہی نام اچھے ہیں اور آپ اپنی نماز میں آواز کو نہ زیادہ بلند کریں اور نہ زیادہ پست اور درمیان کا طریقہ اختیار کریں[5] (۱۱۰) اور کہہ دیجیے اصل تعریف تو اللہ کے لیے ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کمزوری کی بنا پر کوئی اس کا مددگار رہے اور آپ اس کی بڑائی ہی بیان کرتے رہیں (۱۱۱)

---

(۱) وہ نو نشانیاں یہ تھیں: عصا، ید بیضاء، سنین، نقص ثمرات، طوفان، جراد، قمل، ضفادع اور دم۔ سورۂ اعراف میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے (۲) یہ ان بعض مشرکین کے شبہات کا جواب ہے کہ جو کہا کرتے تھے کہ آیات قرآنیہ میں راستہ ہی میں ردوبدل ہو جاتا ہے (۳) حکمت و مصلحت کے مطابق تھوڑا تھوڑا اترا پھر آیات اور سورتوں کو الگ الگ رکھا تاکہ تلاوت اور حفظ بھی آسان ہو (۴) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو تورات و انجیل کا صحیح علم تھا اور مزاج میں انصاف تھا، جب انھوں نے قرآن سنا تو کہہ اٹھے یہی وہ آخری کلام ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا جو آخری نبی پر نازل ہو رہا ہے اور وہ سجدوں میں گر جاتے ہیں اور اس سے ان کے خشوع میں اور اضافہ ہو جاتا ہے (۵) عرب کے مشرکین اللہ کے نام ''رحمان'' کو نہیں مانتے تھے، جب مسلمانوں سے یہ نام سنتے تو کہتے کہ یہ لوگ ہم کو منع کرتے ہیں اور خود دو خداؤں کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو، اس آیت میں اسی لغویات کا جواب دیا جا رہا ہے کہ رحمان بھی اللہ ہی کا نام ہے اور اس کے اور بھی نام ہیں ان میں سے کسی نام سے اس کو پکارا جا سکتا ہے اس سے توحید پر کوئی حرف نہیں آتا، آگے تلاوت قرآن کے موقع پر درمیانی آواز رکھنے کی ہدایت دی جا رہی ہے بعض روایتوں میں ہے کہ بلند آواز سے نمازوں میں تلاوت کی جاتی تو مشرکین طرح طرح مذاق اڑاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکی آواز میں تلاوت شروع فرما دی اس پر آیت ←

سورۂ کہف[1]

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۤ ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿۶﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ؕ ﴿۸﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۙ ﴿۱۱﴾

منزل۴

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اصل تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کوئی پیچیدگی نہیں رکھی (۱) (نظام زندگی کو) درست رکھنے والی، تاکہ لوگوں کو اس کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان ایمان والوں کو جو اچھے کام کرتے ہیں بشارت دے دے کہ ان کے لیے اچھا بدلہ ہے (۲) وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۳) اور ان لوگوں کو خبردار کردے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے (۴) انھیں اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادا کو ہے[2]، بہت بھاری بات ہے جو ان کے منھ سے نکل رہی ہے، جو وہ بک رہے ہیں وہ سراسر جھوٹ ہے (۵) اگر انھوں نے یہ بات نہ مانی تو لگتا ہے کہ آپ ان کے پیچھے اپنی جان ہلکان کردیں گے[3] (۶) زمین پر جو بھی ہے اس کو ہم نے اس کے لیے زینت بنادیا ہے تاکہ ہم جانچ لیں کہ ان میں کون بہتر سے بہتر عمل کرنے والا ہے (۷) اور یقیناً اس پر جو بھی ہے اس کو ہم چٹیل میدان کردینے والے ہیں (۸) کیا آپ کو خیال ہے کہ غار اور تختی والے ہماری نشانیوں میں ایک اچنبھا تھے[4] (۹) جب وہ نوجوان غار کے پاس آئے تو انھوں نے دعا کی کہ اے ہمارے رب اپنے پاس سے ہمیں رحمت سے نواز دے اور ہمیں اپنے (اس) معاملہ میں بھلائی عطا فرمادے (۱۰) بس ہم نے غار میں چند سالوں کے لیے ان کو کان تھپک کر سلا دیا (۱۱)

← نازل ہوئی کہ نہ بہت تیز آواز ہو اور نہ بہت پست، پھر سورہ کا اختتام توحید خالص کے ذکر پر ہورہا ہے، اس کی ذات ہر عیب اور کمزوری سے منزہ ہے، اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔

(۱) اس سورہ کے شان نزول میں یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ مکہ کے سرداروں نے علماء یہود سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھوایا تھا تو انھوں نے کہا کہ ان سے تین سوال کرو اگر وہ صحیح جواب دیں تو وہ رسول ہیں، ایک غار میں چھپنے والے نوجوانوں کے بارے میں، دوسرے اس شخص کے بارے میں جس نے مشرق سے مغرب تک پوری دنیا کا سفر کیا، اور تیسرے روح کے بارے میں، ان سرداروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر یہ تین سوال کیے، دو سوالوں کے جواب میں یہ سورت اتری اور آخری سوال کا جواب سورۂ اسراء میں دیا گیا ہے (۲) کوئی علمی اصول یا تحقیق نہ ان کے پاس نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی جن کی تقلید میں وہ اتنی بھاری بات کہہ رہے ہیں (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے معاندانہ طرز عمل اور مسلسل انکار سے سخت صدمہ ہوتا تھا، آپ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ نے اپنا کام کردیا اور دنیا تو امتحان گاہ ہے، کچھ کامیاب ہوں گے اور کچھ ناکام، تو آپ ان کے نہ ماننے پر ہلکان نہ ہوں، آگے یہ سب زیب و زینت ختم ہوجائے گی اور سب کو اپنے کیے کا بدلہ مل جائے گا (۴) یعنی اللہ کی قدرت عظیمہ کے سامنے اصحاب کہف کا قصہ کچھ اچنبھا نہیں جسے حد سے زیادہ عجیب سمجھا جائے، ''رقیم'' لکھی ہوئی تختی کو کہتے ہیں، اس کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں، بہت سے لوگوں کی رائے ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے ناموں کی تختی وہاں لگادی گئی تھی اس ←

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَ تَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَ تَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

منزل ۴

پھر ہم نے ان کو اٹھایا تا کہ ہم جان لیں کہ جتنی مدت وہ ٹھہرے اس کو دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ درست شمار کرنے والا ہے (۱۲) ہم آپ کو ان کا قصہ ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو مزید سوجھ بوجھ سے نوازا (۱۳) اور اس وقت ہم نے ان کے دلوں کو طاقت دی جب وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے، اس کے سوا ہم کسی معبود کو بالکل نہیں پکارتے (اگر ہم نے ایسا کیا) تو ہم نے ضرور بڑی لچر بات کہی (۱۴) یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنھوں نے اس کے علاوہ معبود بنا رکھے ہیں، وہ اپنے لیے کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لے آتے، بس اس سے بڑھ کر نا انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (۱۵) اور (اے ساتھیو!) جب تم ان سے اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں الگ ہوگئے تو اب (چل کر) غار میں پناہ لو، تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت کھول دے گا اور تمہارے لیے تمہارے کام میں آسانی مہیا فرمائے گا[۱] (۱۶) اور آپ دیکھیں کہ سورج جب طلوع ہوتا تو ان کے غار کے دائیں جانب سے ہوکر گزر جاتا اور جب غروب ہوتا تو ان سے کترا کر بائیں طرف سے نکل جاتا اور وہ اس کی ایک کھلی جگہ میں تھے، یہ اللہ کی ایک نشانی ہے، جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے اور جس کو گمراہ کردے تو آپ کو اس کے لیے کوئی مددگار نہیں مل سکتا جو اس کی رہنمائی کرنے والا ہو (۱۷) اور آپ (ان کو دیکھتے تو) ان کو جاگتا سمجھتے جبکہ وہ سو رہے تھے اور ہم ان کو دائیں بائیں کروٹ دیتے رہتے تھے اور ان کا کتا دونوں ہاتھ پسارے چوکھٹ پر (بیٹھا) تھا، اگر آپ ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلتے اور یقیناً آپ کے اندر ان کی دہشت سما جاتی (۱۸)

← لیے ان کو ''اصحاب الرقیم'' کہا جاتا ہے، بعض اس غار کے نیچے والی وادی کا نام رقیم بتاتے ہیں، بعض اس پہاڑ کا نام رقیم بتاتے ہیں جس میں یہ غار تھا واللہ اعلم

(۱) یہ کچھ نوجوان تھے جو ایک مشرک بادشاہ کے زمانہ میں توحید کے قائل تھے، بادشاہ کو علم ہوا تو اس نے بلوا کر پوچھا، اللہ نے ان کو ہمت دی اور انھوں نے برملا توحید کا نہ صرف یہ کہ اقرار کیا بلکہ اس کی دعوت بھی دی، بادشاہ ان کا دشمن ہوگیا لیکن فوراً قتل نہیں کیا بلکہ مہلت دی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کرکے ایک غار میں جا کر پناہ لی اور اللہ پر بھروسہ کیا، اللہ نے ان کو وہاں گہری نیند سلا دیا، تین سو نو سال وہ وہاں سوتے رہے، اللہ نے اپنی قدرت سے ان کو ہر طرح سے محفوظ رکھا، دھوپ ان کے دائیں بائیں ہوکر گزر جاتی تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو اور ضرورت کی گرمی بھی ملتی رہے، اللہ نے ان کا نظام ایسا رکھا کہ وہ کروٹ بھی لیتے رہے، دیکھنے سے محسوس ہوتا کہ جاگ رہے ہیں اور ایک کتا غار کے دہانے پر آکر بیٹھ گیا کہ دیکھنے والے کو دہشت ہو اور کوئی ان کو پریشان نہ کرسکے، پوری سلطنت ان کی مخالفت پر اتر آئی تو اللہ نے اپنے پاس سے ان کی حفاظت کا انتظام فرمایا اس لیے کہ وہ نہایت باہمت صاحب ایمان نوجوان تھے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ
كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ
اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ
اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ
مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾
اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ
فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا
عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا
رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا
عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا
عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ
رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ
رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڢ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ
اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

منزل ۴

اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھا دیا تا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں، ان میں ایک بولا کتنی مدت تم لوگ ٹھہرے ہوگے (کچھ) بولے ایک آدھ دن ہم ٹھہرے ہوں گے، (دوسروں) نے کہا کہ جتنی مدت تم ٹھہرے تمہارا رب اس کو خوب جانتا ہے، اپنے ان سکّوں کے ساتھ کسی کو شہر بھیجو تو وہ خوب دیکھ بھال لے کہ زیادہ پاکیزہ کھانا وہاں کہاں (مل سکتا) ہے تو وہ اس میں سے کچھ کھانا تمہارے لیے لے آئے اور وہ ہوشیاری برتے اور ہرگز کسی کو تمہاری بھنک نہ لگنے دے (۱۹) یقیناً اگر تمہاری خبر انھیں مل گئی تو وہ تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر ڈالیں گے یا اپنے دین پر واپس ہی تمہیں لوٹا دیں گے اور تب تو تم ہرگز کبھی کامیاب نہ ہوسکو گے[1] (۲۰) اور اسی طرح ہم نے ان کی خبر کھول دی تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شبہ نہیں ہے[2]، جب وہ اپنی بات میں آپس میں جھگڑنے لگے تو بولے کہ ان پر کوئی عمارت بنا دو، ان کا رب ان کو بہتر جانتا ہے جو ان کے معاملہ میں غالب آئے، انھوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے (۲۱) اب وہ کہیں گے کہ وہ تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا، (جیسے) بن دیکھے تیر چلانا اور بعض کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، کہہ دیجیے کہ میرا رب ان کی تعداد کو خوب جانتا ہے تو ان کی خبر کم ہی لوگوں کو ہے تو آپ ان کے بارے میں صرف سرسری گفتگو کیجیے اور ان میں کسی سے ان کے بارے میں مت پوچھئے[3] (۲۲)

---

(۱) سیکڑوں سال سونے کے بعد اللہ کی قدرت سے ان کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ایک دن سوئے ہیں، اب ان کو بھوک لگی تو انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو کھانے کے لیے بھیجا اور ہدایت کی کہ احتیاط سے شہر میں جائیں اور جہاں حلال اور پاکیزہ کھانا ملے دیکھ بھال کر وہاں سے لائیں، وہ صاحب وہاں پہنچے تو دنیا بدل چکی تھی یہ بھی حیرت میں پڑے اور جس دوکاندار کو سکہ دیا وہ بھی تین سو سال پرانا سکہ دیکھ کر شبہ میں پڑا اور ان کو لے کر بادشاہ کے پاس پہنچا، اس مدت میں انقلاب آچکا تھا موحد بادشاہ کی حکومت تھی، اس نے جب سکہ دیکھا تو اس کو خیال ہوا کہ یہ تو وہی نوجوان معلوم ہوتے ہیں جو تین سو سال پہلے غائب ہوئے تھے، تحقیق جب ہوئی تو اس نے ان کا بڑا اکرام کیا پھر وہ اسی غار میں گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۲) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض لوگوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر شبہ تھا اور بادشاہ چاہتا تھا کہ ان کو کسی کھلی دلیل سے لاجواب کیا جائے، اللہ نے یہ دلیل اس کے لیے فراہم کر دی (۳) اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جس معاملہ پر کوئی عملی مسئلہ موقوف نہ ہو اس کے بارے میں خواہ مخواہ بحثیں نہیں کرنی چاہئیں، اصحاب کہف کے واقعہ سے اصل سبق حق پر ثابت قدمی کا ملتا ہے، ان کی تعداد کیا تھی اس میں پڑنے کی ضرورت نہیں البتہ اشارہ اس میں ضرور دے دیا گیا کہ آخری بات زیادہ صحیح ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ
اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ
رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ
ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا
لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾
وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ
يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ
وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَ
لَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ
أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ
وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا
أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ
كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾

اور کسی چیز کے بارے میں یہ ہرگز نہ کہیے کہ اس کو میں کل کرنے والا ہوں (۲۳) ہاں (یہ کہیے) کہ اللہ چاہے گا تو (کرلوں گا) اور جب کبھی ذہن سے اتر جائے تو اپنے رب کو یاد کیجیے اور کہیے کہ امید ہے کہ میرا رب اس سے زیادہ نیکی کی راہ مجھے سجھا دے گا[1] (۲۴) اور وہ اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے اور مزید نو سال[2] (۲۵) کہہ دیجیے کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت رہے، آسمانوں اور زمین کا ڈھکا چھپا اسی کے پاس ہے، کیا ہی خوب وہ دیکھتا ہے اور کیا خوب سنتا ہے، اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں اور نہ وہ کسی کو اپنے اختیار میں شریک کرتا ہے (۲۶) اور آپ کے پروردگار کی کتاب کی آپ پر جو وحی ہوئی ہے وہ پڑھ کر سنایئے، اس کی باتیں کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے سوا آپ کو کہیں پناہ کی جگہ مل نہیں سکتی (۲۷) اور آپ ان ہی لوگوں کے ساتھ اپنے آپ کو لگائے رکھیے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی خوشنودی کی چاہت میں اور دنیا کی آرائش کی خاطر ان سے اپنی نگاہیں نہ پھیر لیجیے، اور اس کی بات نہ مانیئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش کے چکر میں پڑا ہے اور اس کا معاملہ حد سے آگے بڑھ چکا ہے[3] (۲۸) اور کہہ دیجیے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے (آچکا) ہے تو جو چاہے مانے اور جو چاہے انکار کرے، یقیناً ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو اپنے گھیرے میں لے لیں گی اور جب وہ پانی طلب کریں گے تو تیل کی تلچھٹ جیسے پانی سے ان کی فریادرسی کی جائے گی جو چہروں کو جھلسا کر رکھ دے گا، کیسا بدترین پانی ہے اور کیسی بری آرام کی جگہ ہے (۲۹)

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اصحاب کہف کا قصہ پوچھا گیا تو آپ نے فرما دیا تھا کہ جلد ہی بتا دوں گا مگر اس کے بعد بہت دنوں تک حضرت جبرئیل نہ آئے اس پر مشرکین نے ہنسنا شروع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے بالآخر ان آیات کا نزول ہوا جن میں اصحاب کہف کا قصہ ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ کسی چیز کا وعدہ ''انشاء اللہ'' کہے بغیر نہ کرنا چاہیے اور بھول جائے تو یاد کر لے (۲) شمسی اعتبار سے تین سو سال اور قمری اعتبار سے تین سو نو سال کی، آگے بتایا جا رہا ہے کہ محض قیاس سے ان بحثوں میں پڑنے سے فائدہ نہیں اللہ ہی اس کو بہتر جانتا ہے (۳) روایات میں ہے کہ بعض سرداران قریش نے آپ سے کہا کہ پہلے رذیلوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے تا کہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں، غریب مسلمانوں کو رذیل کہا اور دولت مند کافروں کو سردار، اس پر یہ آیت اتری، اس میں ان صحابہ کی بڑی فضیلت ہے جو فقر وفاقہ کی حالت میں بھی اور سختیاں اٹھا کر آپ کے ساتھ تھے، خود آپ کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ ان کو اپنے ساتھ ہی رکھیں، آگے صاف صاف بتایا جا رہا ہے کہ سچا اور سیدھا کامیابی کا راستہ بتا دیا گیا، اب ماننا اور نہ ماننا تمہارا کام ہے، اس کے بعد نہ ماننے والوں کی سخت سزا اور ماننے والوں کے اجر وانعام کا تذکرہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ
أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ
يَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ
فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ
وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾
وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا
أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ
ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾
وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ
خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ
أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ
سَوَّاكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لَٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٣٨﴾

ع

منزل ۴

یقیناً جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو جو اچھا کام کرے اس کے اجر کو ہم بالکل ضائع نہیں کرتے (۳۰) ایسوں ہی کے لیے ہمیشہ کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے پہنے، مسہریوں پر ٹیک لگائے وہاں بیٹھے ہوں گے، کیا خوب بدلہ ہے اور کیسی حسین آرام گاہ ہے (۳۱) اور آپ ان کے سامنے اُن دو آدمیوں کی مثال پیش کیجیے جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیئے اور ان دونوں کو کھجور کے درختوں سے گھیر دیا اور دونوں کے درمیان کھیتی رکھی (۳۲) دونوں باغ اپنے پھل دیتے اور ان میں ذرا بھی کمی نہ ہوتی اور دونوں کے بیچ سے ہم نے نہر نکال دی (۳۳) اور اس کو پھل ملا تو وہ گفتگو کرتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ میں مال میں بھی تم سے زیادہ ہوں اور جتھے میں بھی تم سے زیادہ مضبوط ہوں (۳۴) اور وہ اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر ستم ڈھا رہا تھا بولا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی برباد بھی ہوگا (۳۵) اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس لوٹایا گیا تو بھی واپس ہونے پر مجھے اس سے بہتر ہی جگہ ملے گی (۳۶) اس کے ساتھی نے اس سے گفتگو کے دوران کہا کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پھر پانی کے قطرہ سے بنایا پھر ایک آدمی بنا کر کھڑا کر دیا (۳۷) البتہ (میں تو یہی کہوں گا) کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو ساجھی نہیں مانتا[۱] (۳۸)

---

(۱) اوپر ایک طرف سرداران قریش اور دوسری طرف غریب شکستہ حال مخلصین اہل ایمان کا تذکرہ تھا پھر ایمان وکفر کے دو الگ الگ راستوں کا بیان اور ان کے نتائج کا ذکر تھا، اب اس کی مثال پیش کی جا رہی ہے اور خاص طور پر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ دنیا کی عزت وقوت کامیابی کی دلیل نہیں ہے، یہ ایک فریب ہے جس میں آدمی مبتلا ہو کر آخرت کو فراموش کر دیتا ہے، کامیابی کی شاہ کلید ایمان ہے جو حقیقی کامیابی کی ضمانت ہے، کافر کو اپنے باغ پر ناز تھا، وہ سمجھتا تھا کہ جب اس کو سب کچھ ملا ہوا ہے تو یہی اس کی کامیابی ہے، وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ ایک آزمائش ہے کہ وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے یا اس کو فراموش کر دیتا ہے؟ اسی لیے ایمان والے غریب ساتھی نے اس کو مثال سے سمجھایا کہ اپنی حقیقت نہ بھولو تم کو اللہ نے کیا سے کیا بنا دیا میں تو اسی ایک ذات کو مانتا ہوں اور اس کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہوں۔

وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ أَنْ
يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ
فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ
لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ
أَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ
لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ
لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ
مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ
الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَ
الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ
عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ أَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ
تَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٤٧﴾

ع ٥

منزل ۴

اور کیوں نہ جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے اور مجھے تم نے مال واولاد میں اپنے سے کمزور دیکھا تو تم یہ کہتے کہ جو اللہ نے چاہا (وہ ہوا) قوت سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے[1] (۳۹) تو اب ہوسکتا ہے کہ میرا رب تم سے بہتر باغ مجھے عطا فرما دے اور اس پر آسمان سے کوئی آفت بھیج دے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے (۴۰) یا اس کا پانی اندر تہوں میں چلا جائے تو تم اس کو تلاش بھی نہ کر سکو (۴۱) اور (یہی ہوا) اس کے پھل (آفت کے) گھیرے میں آگئے بس اس نے جو کچھ اس میں خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ سب اپنی ٹٹیوں کے بل گرے پڑے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کاش کہ میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا[1] (۴۲) اور نہ اس کا کوئی جتھا ہوا جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتا اور نہ ہی وہ خود بدلہ لے سکا (۴۳) یہاں (یہ بات کھل گئی کہ) سب اختیار اللہ ہی کا ہے، جو حق ہے وہی بہتر انعام دینے والا اور وہی بہتر بدلہ دینے والا ہے (۴۴) اور ان کے سامنے دنیاوی زندگی کی مثال پیش کیجیے جیسے پانی ہو جو ہم نے اوپر سے اتارا ہو بس اس سے زمین کی پیداوار خوب گھنی ہو پھر وہ بھوسہ بھوسہ ہو جائے، ہوائیں اس کو اڑاتی پھریں اور اللہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[2] (۴۵) مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک بدلہ کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی زیادہ بہتر ہیں[3] (۴۶) اور جس دن ہم پہاڑوں کو سرکا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلی پڑی ہے اور ہم سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے[4] (۴۷)

---

(۱) مال اللہ کی نعمت ہے البتہ اترانے اور کفر بکنے سے آفت آتی ہے، چاہیے تھا کہ باغ میں داخل ہوتے وقت "مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہتا، روایات میں ہے کہ آدمی کو جب اپنے گھر میں آسودگی نظر آئے تو یہی الفاظ کہے (۲) یہ دنیا کی عارضی بہار کی مثال دی گئی ہے جیسے ہی خشک زمین پر پانی پڑا وہ سرسبز وشاداب ہوگئی اور لہلہانے لگی، آنکھوں کو بھلی لگنے لگی مگر چند ہی روز گزرے کہ پیلی پڑنے لگی، آخر کانٹ چھانٹ کر برابر کر دی گئی (۳) مرنے کے بعد مال واولاد کام نہیں آتے صرف نیکیاں کام آتی ہیں، "الباقیات الصالحات" میں ہر وہ عمل یا قول داخل ہے جو اللہ کی محبت یا معرفت یا اطاعت کی طرف لے جانے والا ہو، چنانچہ اسی مال اور اولاد کو اگر امانت الٰہی سمجھ کر خدا پرستی اور دین طلبی کا ذریعہ بنا لیا جائے تو ان کا شمار بھی "الباقیات الصالحات" میں ہونے لگتا ہے (۴) حشر کی منظر کشی ہے، جب پہاڑ دریا ٹیلے سب ناپید ہو چکے ہوں گے اور سارے انسان میدان حشر میں لا کر جمع کیے جائیں گے، آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہاڑ سرکائے جائیں گے پھر ان کو بھوسہ بنا کر اڑا دیا جائے گا۔

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

ع ۶ / ۱۸ ع ۷ / ۱۹

منزل ۴

اوران سب کو آپ کے رب کے سامنے صف بہ صف پیش کردیا جائے گا (بالآخر) تم ہمارے پاس آہی گئے جیسے ہم نے تم کو پہلے پہل پیدا کیا تھا البتہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم تمہارے لیے کوئی وعدہ مقرر نہیں کریں گے (۴۸) اور نامہ (اعمال سامنے) رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ (لکھا جو کھا) ہے اس سے کانپ رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ کوئی چھوٹی بڑی چیز اس نے ایسی نہیں چھوڑی جو شمار نہ کی ہو، اور وہ اپنا سب کیا دھرا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرے گا[1] (۴۹) اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنوں میں سے تھا تو اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا، کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں، ظالموں کے لیے کیسا بدترین بدل ہے[2] (۵۰) نہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے ہوئے انھیں حاضر کیا تھا اور نہ خود ان کو پیدا کرتے ہوئے، اور ہم بہکانے والوں کو (دست و) بازو نہیں بناتے[3] (۵۱) اور جس دن وہ فرمائے گا کہ بلالو میرے ان ساجھیوں کو جن کو تم نے (ساجھی) سمجھا تھا تو وہ آوازیں دیں گے بس وہ ان کو کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی ایک خندق حائل کردیں گے (۵۲) اور مجرم لوگ آگ دیکھیں گے تو سمجھ لیں گے کہ ان کو اسی میں گرنا ہے اور اس سے واپسی کا ان کو کوئی راستہ نہ ملے گا (۵۳) اور اس قرآن میں ہم نے لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں پھیر پھیر کر بیان کی ہیں اور انسان ہے کہ سب سے زیادہ جھگڑالو ہے[4] (۵۴)

---

(۱) نامہ اعمال ہر ایک کو دیا جائے گا، ان میں مجرمین اپنی برائیوں کی تفصیلات دیکھ کر کانپ رہے ہوں گے اور اہل ایمان خوشی میں اپنا اعمال نامہ ایک دوسرے کو دکھاتے پھریں گے (۲) ابلیس جنوں میں سے تھا، عبادت میں ترقی کر کے گروہ ملائکہ میں شامل ہوگیا تھا اس لیے فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس کو بھی ہوا، اس وقت اس کی اصل طبیعت رنگ لائی، تکبر کر کے اللہ کی فرماں برداری سے بھاگ نکلا، آدم کے آگے سر جھکانے میں کسر شان سمجھی، تعجب ہے کہ آج اولاد آدم اپنے رب کی جگہ اسی اپنے ازلی دشمن اور اس کی اولاد کو اپنا دوست اور خیر خواہ بنانا چاہتی ہے، اس سے بڑھ کر ناانصافی اور ظلم کیا ہوگا (۳) یعنی نہ دنیا کے پیدا کرتے وقت ان سے مشورہ لیا گیا اور نہ وہ اس وقت موجود تھے اور نہ خود ان کو پیدا کرتے وقت ان سے پوچھا گیا اور نہ ہی وہ اس وقت موجود تھے پھر آخر ان کو خدائی میں کیسے شریک کرلیا گیا (۴) یعنی قرآن کریم کس طرح مختلف عنوانات اور طرح طرح کے دلائل سے سمجھاتا ہے مگر انسان کچھ ایسا جھگڑالو ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی کیے بغیر نہیں رہتا اور طرح طرح کی فرمائشیں شروع کردیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰى وَيَسۡتَغۡفِرُوۡا
رَبَّهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ سُنَّةُ الۡاَوَّلِيۡنَ اَوۡ يَاۡتِيَهُمُ
الۡعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِيۡنَ
وَمُنۡذِرِيۡنَ‌ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِالۡبَاطِلِ لِيُدۡحِضُوۡا
بِهِ الۡحَقَّ‌ وَاتَّخَذُوۡۤا اٰيٰتِىۡ وَمَاۤ اُنۡذِرُوۡا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنۡ
اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعۡرَضَ عَنۡهَا وَنَسِىَ مَا قَدَّمَتۡ
يَدٰهُ‌ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ
اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا‌ ؕ وَاِنۡ تَدۡعُهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى فَلَنۡ يَّهۡتَدُوۡۤا
اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَةِ‌ ؕ لَوۡ يُؤَاخِذُهُمۡ بِمَا
كَسَبُوۡا لَعَجَّلَ لَهُمُ الۡعَذَابَ‌ ؕ بَلْ لَّهُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ يَّجِدُوۡا
مِنۡ دُوۡنِهٖ مَوۡئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلۡكَ الۡقُرٰٓى اَهۡلَكۡنٰهُمۡ لَمَّا ظَلَمُوۡا وَجَعَلۡنَا
لِمَهۡلِكِهِمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِفَتٰٮهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤى
اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَيۡنِ اَوۡ اَمۡضِىَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ
بَيۡنِهِمَا نَسِيَا حُوۡتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا
جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰٮهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

منزل۴

اور لوگوں کے لیے کوئی رکاوٹ ہے ہی نہیں کہ وہ ایمان لے آئیں اور اپنے رب سے استغفار کریں جبکہ ہدایت ان کے پاس آچکی سوائے اس کے کہ (ان کو یہ انتظار ہو کہ) پہلوں کا دستور ان پر بھی نافذ ہوجائے یا عذاب ان کے سامنے ہی آجائے[1] (۵۵) اور رسولوں کو تو ہم بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں اور جنھوں نے انکار کیا وہ باطل کو لے کر جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ حق کے قدم ڈگمگادیں اور میری نشانیوں کو اور جس سے ان کو ڈرایا گیا اس کو انھوں نے مذاق بنا رکھا ہے (۵۶) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ اس سے پہلو تہی کرے اور اپنا کیا دھرا سب بھول جائے، ہم نے اس کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ (دے رکھی) ہے اور اگر آپ ان کو راہ راست کی طرف بلائیں تب بھی وہ ہرگز صحیح راستہ پر کبھی نہ آئیں گے (۵۷) اور آپ کا رب بڑی بخشش والا بڑی رحمت والا ہے، اگر وہ ان کے کرتوتوں پر ان کی پکڑ کرلیتا تو فوراً ہی ان کو عذاب میں مبتلا کردیتا لیکن ان کے لیے ایک طے شدہ وعدہ ہے، اس سے بچ کر وہ ہرگز کہیں پناہ نہ پاسکیں گے (۵۸) اور یہ سب بستیاں ہیں کہ جب انھوں نے ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کردیا اور ہم نے ان کی تباہی کے لیے ایک طے شدہ وقت رکھا تھا (۵۹) اور (یاد کیجیے) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ میں برابر لگا ہی رہوں گا یہاں تک کہ دو سمندروں کے سنگم پر پہنچ جاؤں یا مدتوں چلتا ہی رہوں[2] (۶۰) پھر جب وہ دونوں دو سمندروں کے سنگم پر پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے بس اس نے سرنگ بناتے ہوئے دریا کی راہ لی (۶۱) پھر جب وہ دونوں آگے بڑھے تو انھوں نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا کھانا تو لاؤ اپنے اس سفر سے تو ہم تھک گئے (۶۲)

---

(۱) ساری حجتیں تمام ہوچکیں، اب ان کے پاس اپنے کفر پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں رہ گئی کہ وہ پیغمبر سے یہ مطالبہ کرنے لگے کہ اگر ہم باطل پر ہیں تو جس طرح اہل باطل پر پہلے عذاب آچکا اسی طرح عذاب لے آؤ، آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیغمبر کا کام عذاب لانا نہیں ہے، اس کا وقت اللہ کی طرف سے مقرر ہے، پیغمبر کا کام ماننے والوں کو خوشخبری دینا اور انکار کرنے والوں کو خبردار کرنا ہے، پھر ہٹ دھرموں کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ کسی صورت میں ایمان نہیں لائیں گے مگر اللہ فوراً پکڑ نہیں کرتا، عذاب کا ان کے لیے جو وقت طے ہے اس وقت وہ اس کا شکار ہوں گے، پھر ان کو ڈرانے کے لیے مثال دی جارہی ہے کہ ان کے قریب ہی کتنی بستیاں ہیں کہ جب انھوں نے نہ مانا تو ان کو تباہ کردیا گیا، خاص طور پر عاد وثمود کی بستیاں مراد ہیں جو شام ویمن کے راستہ پر پڑتی تھیں (۲) اوپر ذکر ہوا تھا کہ مغرور کافر مفلس مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنا کسر شان سمجھتے تھے، اسی پر دو شخصوں کی کہاوت سنائی پھر دنیا کی مثال اور ابلیس کا غرور سے تباہ ہونے کا بیان ہوا، اب حضرت موسیٰ وخضر کا قصہ بیان ہورہا ہے کہ اللہ والے اگر سب سے افضل بھی ہوں تو کہتے نہیں اور کبھی غلطی سے کہہ جائیں تو تنبیہ ہوتی ہے، قصہ آگے آتا ہے۔

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَ مَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۚ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

منزل۴

وہ بولے آپ کو خیال ہے جب ہم چٹان کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی بھول گیا اور شیطان ہی ہے جس نے مجھے اس کو بھلا دیا اور اس نے تو دریا میں عجیب طرح اپنی راہ لی (۶۳) انھوں نے کہا وہی تو وہ جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی پھر وہ دونوں اپنے نشانات پہچانتے ہوئے واپس پھرے (۶۴) تو (وہاں) انھوں نے ہمارے (خاص) بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت سے نوازا تھا اور اپنے پاس سے خاص علم سکھایا تھا (۶۵) موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس لیے رہ سکتا ہوں کہ جو بھلائی آپ کو سکھائی گئی ہے آپ وہ مجھے بھی سکھا دیں (۶۶) وہ بولے کہ آپ میرے ساتھ بالکل صبر نہ کرسکیں گے (۶۷) اور آپ اس چیز پر صبر بھی کیسے کرسکتے ہیں جو آپ کے دائرہ علم میں نہیں (۶۸) (موسیٰ نے) کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو آگے آپ مجھے صبر کرنے والا ہی پائیں گے اور میں آپ کی کسی معاملہ میں نافرمانی نہ کروں گا (۶۹) انھوں نے کہا اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو جب تک میں خود ہی کسی بات کا ذکر نہ چھیڑدوں آپ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھیں[1] (۷۰) پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو انھوں نے اس (کے ایک تختہ) کو توڑ دیا (موسیٰ) بولے آپ نے اس لیے توڑا ہے کہ کشتی والوں کو غرق کردیں، آپ نے تو بڑا غضب کرڈالا (۷۱) انھوں نے کہا کیا میں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر کر ہی نہ سکیں گے (۷۲) موسیٰ نے) کہا میری بھول پر پکڑ نہ کیجیے اور میرے معاملہ میں مجھے تنگی میں نہ ڈالیے (۷۳) پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکے سے ملے تو انھوں نے اس کو مار ڈالا (موسیٰ) بول پڑے آپ نے ایک بے گناہ جان کو بغیر کسی جان کے مار ڈالا، یقیناً آپ نے بڑی بے جا حرکت کی (۷۴)

---

(۱) حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحتیں فرمارہے تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ اے موسیٰ روئے زمین پر آپ سے بڑا کوئی عالم ہے؟ انھوں نے فرمایا نہیں۔ یہ جواب اس اعتبار سے صحیح تھا کہ وہ اولوالعزم پیغمبروں میں تھے لیکن اللہ کو یہ الفاظ پسند نہ آئے اور وحی آئی کہ جس جگہ دو دریا ملتے ہیں اس کے پاس ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے، حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ مجھے ان کا پتہ بتادیا جائے تاکہ میں وہاں جاکر ان سے استفادہ کرسکوں، حکم ہوا کہ اس کی تلاش میں نکلو تو تل کر ایک مچھلی ساتھ لے لینا، جہاں وہ مچھلی گم ہوجائے سمجھ لینا کہ وہیں ہمارا بندہ موجود ہے، حضرت موسیٰ نوجوان شاگرد و خادم حضرت یوشع کو لے کر نکلے جو خود بھی نبی اور بعد میں حضرت موسیٰ کے جانشین ہوئے، حضرت موسیٰ نے مچھلی زنبیل میں ساتھ لی اور یوشع سے کہا کہ اس کا دھیان رکھنا، چلتے چلتے ایک جگہ آرام کرنے کے لیے لیٹے، حضرت موسیٰ کو نیند آگئی، حضرت یوشع نے دیکھا کہ مچھلی نکل کر سرنگ بناتی ہوئی سمندر میں چلی گئی، جب حضرت موسیٰ بیدار ہوئے تو کہنا بھول گئے اور آگے بڑھ گئے، اب حضرت موسیٰ کو تھکن کا اور بھوک کا احساس ہوا، جب خادم سے کھانا مانگا تو ان کو وہ عجیب وغریب واقعہ یاد آیا، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وہی تو ہماری مطلوبہ جگہ تھی، اب نشانات قدم دیکھتے ہوئے واپس لوٹے، وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی، جب حضرت موسیٰ نے مدعا رکھا ←

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾
قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ
مِن لَّدُنِّي عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا
أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن
يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ
هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ
صَبْرًا ﴿٧٨﴾ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ
فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ
غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَن يُرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَا أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً
وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي
الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ
رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ
وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾
وَيَسْأَلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

منزل۴

انھوں نے کہا کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر کر ہی نہیں سکتے (۷۵) وہ بولے اس کے بعد اگر میں نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیے گا یقیناً میرے بارے میں آپ عذر کی حد کو پہنچ گئے (۷۶) پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو دونوں نے وہاں والوں سے کھانے کو مانگا تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کردیا پھر ان کو اس بستی میں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو انھوں نے اس کو ٹھیک کردیا (موسیٰ) نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت طے کرلیتے (۷۷) انھوں نے کہا کہ بس یہ میرے اور آپ کے درمیان علاحدگی (کا وقت آگیا) ہے، اب میں ان چیزوں کی حقیقت آپ کو بتائے دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کرسکے[1] (۷۸) رہی کشتی تو وہ چند غریبوں کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کردوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو زبردستی ہر کشتی لے لیا کرتا تھا (۷۹) رہا لڑکا تو اس کے ماں باپ مومن تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان دونوں کو سرکشی اور کفر کرکے تنگ نہ کردے (۸۰) تو ہم نے چاہا کہ ان کا رب ان کو ایسا بدل عطا فرمائے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور صلہ رحمی میں اس سے بڑھ کر ہو (۸۱) اور رہی دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کے والد نیک (انسان) تھے تو آپ کے رب نے یہ چاہا کہ وہ دونوں پختہ عمر کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال سکیں، یہ محض آپ کے رب کی مہربانی سے ہوا اور میں نے اپنی رائے سے کچھ نہیں کیا، یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا (۸۲) اور وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ آگے میں تمہارے سامنے ان کا کچھ حال پڑھ کر سناتا ہوں (۸۳)

← تو انھوں نے کہا کہ تمہارا دائرہ علم الگ ہے اور ہمارا الگ، ساتھ رہنا مشکل ہے، موسیٰ کے اصرار پر انھوں نے کہا ٹھیک ہے مگر میرے بغیر کہے تم خود کچھ نہ پوچھنا، اب سفر شروع ہوا۔

(۱) یہ تین واقعات پیش آئے، حضرت خضر تکوینی امور پر مامور تھے اور حضرت موسیٰ تشریعی نبی تھے، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے کہہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا علم دیا ہے جو آپ کے پاس نہیں اور آپ کو ایسا علم دیا ہے جو میرے پاس نہیں ہے، تینوں واقعات میں حضرت خضر نے اللہ کے دیئے ہوئے اپنے علم کے مطابق کام کیا، حضرت موسیٰ تشریعی نبی تھے انھوں نے اللہ کے دیئے ہوئے اپنے علم کے مطابق فوراً ٹوک دیا، آخر میں بات یہی ٹھہری کہ دونوں کے راستے الگ الگ ہیں اور نباہ مشکل ہے پھر حضرت خضر نے تینوں واقعات کی حقیقت بیان فرمادی جس کا تعلق خالص اللہ کے تکوینی نظام سے تھا، جس کے لیے اللہ نے فرشتے متعین کر رکھے ہیں، حضرت خضر بھی اسی تکوینی قوت پر اللہ کی طرف سے مامور تھے، ظاہری نظام شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا، دنیا میں سب انسان اللہ کے دیئے ہوئے نظام شریعت کے پابند ہیں، تکوینی نظام پردہ غیب میں ہے، اس کا انسان مکلّف نہیں ہے۔

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ
سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ
حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ
تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ
آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا
يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ
عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا
بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ
وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يَا ذَا
الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا
مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾

منزل۴

ہم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا تھا اور ہر طرح کے اسباب ان کو عطا کیے تھے (۸۴) تو وہ ایک راستہ پر چل دیئے[۱] (۸۵) یہاں تک کہ وہ جب سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچے تو اسے ایک دلدل والے چشمے میں ڈوبتا ہوا محسوس کیا اور وہاں ان کو ایک قوم ملی، ہم نے کہا کہ ذوالقرنین خواہ انھیں سزا دو خواہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو[۲] (۸۶) انھوں نے کہا کہ جس نے بھی ظلم کیا تو ہم جلد ہی اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ اسے سخت عذاب دے گا (۸۷) اور جو کوئی ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو اس کے لیے بدلہ کے طور پر بھلائی ہے اور ہم بھی اپنے برتاؤ میں اس سے نرم بات کریں گے (۸۸) پھر وہ ایک راہ پر چل دیئے (۸۹) یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ جا پہنچے تو انھوں نے اسے ایک ایسی قوم پر نکلتے دیکھا کہ ان کے اور اس کے درمیان ہم نے کوئی آڑ نہیں رکھی تھی[۳] (۹۰) یہی ہوا اور ان کے پاس جو کچھ تھا ہم کو اس کی پوری خبر تھی (۹۱) پھر وہ ایک اور راہ پر ہو لیے (۹۲) یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو دونوں کے بیچ میں انھوں نے ایک قوم پائی جو گویا کوئی بات سمجھتے ہی نہ تھے[۴] (۹۳) وہ بولے اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج و ماجوج نے زمین میں فساد مچا رکھا ہے، تو کیا ہم آپ کو کوئی سرمایہ دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنا دیں (۹۴) انھوں نے کہا کہ جو مجھے میرے رب نے طاقت دے رکھی ہے وہ بہت بہتر ہے بس تم محنت سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں (۹۵) تم لوہے کی چادریں مجھے لا کر دو یہاں تک کہ جب انھوں نے پہاڑوں کے دونوں سروں کو ملا دیا تو انھوں نے کہا دھونکو پھر جب اسے انگارہ بنا دیا تو کہا کہ مجھے دو میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں[۵] (۹۶)

(۱) مشرکین نے جو تین سوالات کیے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ اس شخص کا حال بتائیں جس نے دنیا میں مشرق سے مغرب تک سفر کیا، یہاں سے اس بادشاہ کا ذکر ہے، اس کا نام ذوالقرنین کیوں پڑا اس کی کہیں تفصیلات نہیں ملتیں البتہ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ دنیا کے دونوں سروں کا اس نے سفر کیا تھا اس لیے اس کو ذوالقرنین کہتے ہیں، جدید محققین کی رائے یہ ہے کہ اس سے ایران کا بادشاہ سائرس مراد ہے جس نے بنی اسرائیل کو بابل کی جلاوطنی سے نکال کر دوبارہ فلسطین میں آباد کیا تھا، قرآن مجید میں اس کے تین لمبے سفروں کا تذکرہ ہے، ایک انتہائی مغرب میں ایک انتہائی مشرق میں اور تیسرا سفر کہا جاتا ہے کہ انتہائی شمالی حصہ کا ہوا تھا (۲) یہ کافر لوگ تھے اللہ نے اختیار دیا کہ چاہو تو سب کو سزا دو اور چاہو تو سمجھاؤ بجھاؤ اور اچھا برتاؤ کرو، ذوالقرنین نے دوسری شکل اختیار کی کہ میں سمجھاؤں گا پھر جو نہ مانے گا وہ بھگتے گا اور جو مانے گا میں اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں گا (۳) لگتا ہے کہ وہ جنگلی لوگ تھے چھتوں کے بنانے کا رواج ان میں نہیں تھا، دھوپ ان پر پڑتی تھی اس سے حفاظت کی کوئی شکل ان کے یہاں نہیں تھی (۴) یہ ذوالقرنین کا تیسرا سفر ہے اس کی سمت قرآن مجید نے متعین نہیں کی لیکن زیادہ تر مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ انتہائی شمالی علاقہ کا سفر تھا (۵) دونوں پہاڑوں کے درمیان جو کھلی جگہ تھی وہاں لوہے کی بڑی بڑی چادریں رکھ کر خوب گرم کر دیا پھر ←

فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾

منزل۴

بس وہ (یاجوج وماجوج[1]) نہ ہی اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے (۹۷) (ذوالقرنین نے) کہا یہ میرے رب کی مہربانی ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آپہنچے گا تو وہ اس کو ریزہ ریزہ کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے (۹۸) اور اس دن ہم ان کو اس حال میں چھوڑیں گے کہ وہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہورہے ہوں گے اور صور پھونکی جائے گی تو ہم ان سب کو جمع کرلیں گے (۹۹) اور اس روز دوزخ کو ہم کافروں کے بالکل سامنے لے آئیں گے (۱۰۰) جن کی آنکھوں پر ہماری نصیحت سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سننے کی تاب نہیں رکھتے تھے (۱۰۱) کیا پھر بھی کافروں کو یہ خیال ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو کارساز بنالیں گے، یقیناً ہم نے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے تیار کر رکھا ہے (۱۰۲) کہہ دیجیے کہ کیا ہم تمہیں بتائیں کہ کاموں میں سب سے زیادہ گھاٹا کس نے اٹھایا (۱۰۳) یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں بے کار گئیں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت بہتر کام کررہے ہیں[2] (۱۰۴) یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو ان کے سب کام اکارت ہوگئے تو ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن اٹھا نہ رکھیں گے (۱۰۵) ان کی سزا وہی دوزخ ہے اس وجہ سے کہ انھوں نے انکار کیا، اور میری آیتوں کا اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا (۱۰۶) (ہاں) یقیناً جنھوں نے مانا اور اچھے کام کیے ان کے لیے مہمانی کو فردوس کی جنتیں ہوں گی (۱۰۷) ہمیشہ اسی میں رہیں گے، اسے چھوڑ کر کہیں جانا نہ چاہیں گے (۱۰۸) آپ کہہ دیجیے کہ اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو یقیناً سمندر ختم ہوجائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی گرچہ ہم اس جیسا اور (سمندر) کیوں نہ اس کی مدد کو لے آئیں[3] (۱۰۹)

← اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا تا کہ وہ خوب مضبوط ہوجائے۔

(۱) یاجوج ماجوج دو وحشی قبائل تھے جو ان پہاڑوں کے پیچھے رہتے تھے اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے آکر علاقہ میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کرجاتے تھے، علاقہ کے لوگ ان سے پریشان تھے، لوگوں کے کہنے پر ذوالقرنین نے درمیانی درے میں لوہے کی دیوار بنادی اور چونکہ وہ موحد بادشاہ تھا اس لیے اس کو اللہ کا فضل قرار دیا اور بتادیا کہ ہر چیز کو فنا ہونا ہے، یہ مضبوط دیوار بھی ختم ہوجائے گی پھر آگے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا تذکرہ فرمایا ہے کہ قیامت سے پہلے یاجوج ماجوج کا ایسا ریلا نکلے گا کہ وہ موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سامنے آجائیں گے پھر صور پھونکی جائے گی اور انکار کرنے والوں کو دوزخ کا سامنا کرنا پڑے گا (۲) یہاں یہ بات صاف ہوگئی کہ کیسا ہی اچھا کام ہو لیکن اگر ایمان نہ ہو تو وہ اکارت ہوجاتا ہے اور قیامت کے دن اس کی کوئی حیثیت نہیں (۳) اللہ کی صفات، کمالات اس کی قدرت وحکمت مراد ہے کہ اس کا بیان لامتناہی ہے، سمندروں کو روشنائی بنا کر بھی وہ لکھے جائیں تو سمندر کے سمندر ختم ہوتے جائیں لیکن اس کی صفات وکمالات کا بیان ختم نہیں ہوسکتا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾

سورۃ مریم مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾

منزل۴

کہہ دیجیے کہ میں تو تمہارے جیسا ایک انسان ہوں، میرے پاس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، بس جو اپنے رب سے ملاقات کی آرزو رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اچھے ہی کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو بھی ساجھی نہ ٹھہرائے(۱) (۱۱۰)

سورۂ مریم

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کٓھٰیٰعٓصٓ (۱) یہ تذکرہ ہے اپنے بندے زکریا پر آپ کے رب کی مہربانی کا (۲) جب انھوں نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا(۲) (۳) بولے اے میرے رب میری ہڈیاں تک کمزور ہوگئیں اور سر بڑھاپے سے پک گیا اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی محروم نہیں رہا (۴) اور مجھے اپنے پیچھے بھائی بندوں کا ڈر ہے اور میری بیوی بانجھ ہے بس اپنے پاس سے مجھے ایک وارث عطا فرمادے (۵) جو میرا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ (صفات والا) بنا(۳) (۶) اے زکریا ہم تمھیں ایک بچہ کی خوش خبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے، اس سے پہلے ہم نے اس کا ہم نام نہیں بنایا (۷) وہ بولے اے میرے رب! میرے بچہ کس طرح ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی اس انتہا کو پہنچ گیا ہوں کہ گودا خشک ہو چکا ہے (۸) کہا ایسا ہی ہوگا، تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ تو میرے لیے معمولی بات ہے اور میں نے پہلے تم کو بھی تو پیدا کیا جبکہ تم کچھ نہ تھے (۹) وہ بولے اے میرے رب! مجھے کوئی نشانی دے دیجیے، فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین رات لوگوں سے صحت مند ہونے کے باوجود بات نہ کرسکو گے (۱۰) پھر وہ محراب سے اپنی قوم کے پاس آئے تو اشارہ سے ان سے کہا کہ صبح وشام تسبیح میں لگے رہو(۱) (۱۱)

---

(۱) یعنی میں خود بھی تمہاری طرح انسان ہوں، میرے علم کا سرچشمہ اللہ کی ذات سے جڑا ہوا ہے، میں خدا نہیں کہ خود بخود سارے علوم وکمالات حاصل کرلوں، میرا کام توحید کی دعوت دینا ہے، بس جو بھی آخرت کی کامیابی چاہتا ہو وہ اچھی زندگی اختیار کرے اور ہر طرح شرک سے بچے، اس میں خاص طور پر اشارہ ہے کہ جس طرح دوسری قوموں نے اپنے نبیوں کو خدائی میں شریک سمجھ لیا اور بھٹک گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اپنے پیغمبر کو خدائی کا درجہ دے بیٹھو اور تم بھی دوسری امتوں کی طرح گمراہ ہو جاؤ (۲) حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا اس لیے کی کہ جو ان کے اہل قرابت موجود تھے انھوں نے دوسرا راستہ اختیار کر رکھا تھا اور ان کو فکر تھی کہ میرے بعد اس دعوت توحید کا وارث کون ہوگا، وراثت سے مراد اسی مشن کی وراثت ہے جو بسلسلہ حضرت ابراہیم سے ہوتی ہوئی حضرت یعقوب تک پھر حضرت زکریا تک پہنچی تھی (۳) اللہ کی ذات پر یقین تھا، دعا اسی لیے کی لیکن عالم اسباب کے اعتبار سے انھوں نے چاہا کہ حمل کی کوئی علامت بھی بتا دی جائے، اللہ تعالیٰ نے علامت یہ رکھی کہ صحت مند ہونے کے باوجود وہ لوگوں سے تین دن تک گفتگو نہ کرسکیں گے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ لا وَّحَنَانًا
مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ لا وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ
جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ
يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا
مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ لا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ
اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ
بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ
لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ
يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ
هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ
اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾
فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ
قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ
اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىْٓ
اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾

منزل۴

اے یحییٰ کتاب[1] کو مضبوطی سے تھام لو اور ہم نے بچپن ہی میں ان کو دانائی عطا کی (۱۲) اور اپنے پاس سے مشفقانہ مزاج اور پاکیزگی (دی) اور وہ پرہیزگار تھے (۱۳) اور والدین کے اطاعت شعار تھے اور سرکش نافرمان نہ تھے[2] (۱۴) اور ان پر سلام ہے اس دن جب وہ پیدا ہوئے اور اس دن جب وہ وفات پائیں گے اور اس دن جب وہ زندہ اٹھائے جائیں گے (۱۵) اور کتاب میں مریم کا بھی تذکرہ کیجیے جب وہ اپنے گھر والوں سے جدا ہوکر مشرقی سمت کی طرف ایک جگہ چلی گئیں (۱۶) پھر انھوں نے ان سے پردہ کرلیا تو ہم نے ان کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا بس وہ ایک مکمل انسان کی شکل میں ان کے سامنے آگیا (۱۷) وہ بولیں اگر تو ڈر رکھتا ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں (۱۸) اس نے کہا کہ میں تو آپ کے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ آپ کو ایک پاکیزہ بچہ دوں (۱۹) وہ بولیں مجھے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکردار ہوں (۲۰) کہا ایسا ہی ہوگا آپ کے رب کا کہنا یہ ہے کہ وہ میرے لیے معمولی بات ہے اور اس لیے تاکہ ہم اس کو لوگوں کے لیے ایک نشانی اور اپنے پاس سے ایک رحمت بنادیں اور یہ ایک طے شدہ کام ہے (۲۱) پھر جب انھیں ان کا حمل ہوا تو وہ اسے لے کر الگ دور کسی جگہ چلی گئیں (۲۲) پھر دردِ زہ کی وجہ سے وہ ایک کھجور کے تنے کے پاس آگئیں، ان کی زبان سے نکلا کاش کہ میں اس سے پہلے ہی مرچکی ہوتی اور بھولی بسری ہوچکی ہوتی (۲۳) بس ان کے نیچے ہی سے اس نے آواز دی کہ غم نہ کیجیے آپ کے رب نے آپ کے نیچے ایک چشمہ بنادیا ہے (۲۴) اور درخت کی ٹہنی پکڑ کر اپنی طرف ہلائیے آپ کے پاس تازہ کھجوریں گریں گی[3] (۲۵)

الربع

(۱) کتاب سے مراد توراة اور دوسرے آسمانی صحیفے ہیں حکم ہوا کہ خود عمل کرو اور کراؤ (۲) حضرت یحییٰ کو آپ کے معاصر یہود نے بدنام کر رکھا تھا اور عجب عجب اخلاقی عیوب آپ کی جانب منسوب کردیتے تھے جن کا کچھ تذکرہ موجودہ انجیلوں میں بھی موجود ہے، یہودیوں کی ان ہی خباثتوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے قرآن مجید نے حضرت یحییٰ کی مخصوص صفات حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے (۳) حضرت آدم کو بغیر ماں باپ کے بنایا حضرت حواء کو بغیر ماں کے بنایا اور حضرت عیسیٰ کو بطور نشانی کے بغیر باپ کے پیدا فرمایا، قصہ یہ ہوا تھا کہ وہ عبادت میں یکسوئی کے لیے کہ گھر والوں سے الگ ہوکر مشرقی سمت چلی گئی تھیں، حضرت زکریا نے ان کی کفالت اپنے ذمہ لی تھی، وہیں وہ عبادت میں لگی رہتیں اور اللہ کی طرف سے ان کو رزق پہنچتا رہتا، وہیں ایک دن حضرت جبرئیل ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں سامنے آگئے تو وہ گھبرا گئیں اور ان کو اللہ سے ڈرانے لگیں تو انھوں نے بتایا کہ میں ایک بچہ کی بشارت دینے آیا ہوں پھر جب حمل ہوا تو وہ دور کسی جگہ چلی گئیں اور جب درد بڑھا تو ایک کھجور کے تنے کا سہارا لینے وہاں آبیٹھیں، اس وقت درد کی تکلیف، تنہائی و بے کسی اور آئندہ کی بدنامی کے ڈر سے یکدم بے چین ہوگئیں اور ان کے منھ سے یہ کلمات نکل گئے کہ کاش میں پہلے ہی مرچکی ہوتی اور بھولی بسری ہوجاتی، اللہ نے ان کی تسکین کا سامان کیا، وہ کھجور کا درخت بلندی پر تھا نیچے سے فرشتے نے آواز دی کہ تمہارے نیچے چشمہ جاری ہے اور کھجور کا درخت بھی اس کو ہلاؤ تازہ کھجوریں تم پر گریں گی، کھاؤ پیو اور غم نہ کرو۔

فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْۤ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۖۚ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۗ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ۙ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ﴿٣١﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِىْ ۟ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾

منزل۴

تو کھائیے پیجئے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجیے پھر اگر انسانوں میں کوئی بھی نظر آئے تو کہہ دیجیے کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے تو آج میں کسی انسان سے بات نہ کروں گی[1] (۲۶) پھر وہ انھیں لیے ہوئے قوم کے سامنے آئیں، وہ کہنے لگے اے مریم تو نے بڑی اوچھی حرکت کی (۲۷) اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی[2] (۲۸) بس انھوں نے اس (بچے) کی طرف اشارہ کیا انھوں نے کہا کہ ہم اس بچہ سے کیسے گفتگو کریں جو گود میں ہے (۲۹) وہ بول پڑے کہ بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰) اور میں جہاں بھی رہوں مجھے سراپا برکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی ہے (۳۱) اور اپنی والدہ کے ساتھ فرماں بردار رہنے کی (تاکید فرمائی ہے) اور اس نے مجھے اکڑنے والا بدبخت نہیں بنایا[3] (۳۲) اور سلام ہے مجھ پر اس دن جب میں پیدا ہوا اور اس دن جب میں مروں گا اور اس دن جب میں زندہ اٹھایا جاؤں گا (۳۳) یہ ہیں مریم کے فرزند عیسیٰ اس حق بات کے ساتھ جس میں وہ لوگ جھگڑتے ہیں[4] (۳۴) اللہ کے شایان نہیں کہ وہ کوئی لڑکا تجویز کرے، اس کی ذات پاک ہے، جب وہ کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو بس اس سے کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے (۳۵) اور بلاشبہ اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے تو اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے (۳۶) پھر بھی ان کے مختلف گروہوں نے الگ الگ راستے اختیار کر لیے تو جنھوں نے انکار کیا ان کے لیے بڑے دن کے مشاہدہ کے وقت ہلاکت ہے (۳۷) جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہوں گے لیکن آج ناانصاف لوگ کھلی گمراہی میں ہیں[5] (۳۸)

---

(۱) یعنی اشارہ سے کہہ دینا کہ آج میرا چپ کا روزہ ہے، یہ گزشتہ قوموں میں مشروع تھا، اس آخری شریعت میں نہیں ہے (۲) یہ ہارون کون تھے ممکن ہے حضرت مریم کے کوئی بھائی ہوں جن کی عفت مشہور رہی ہوگی یا ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون مراد ہوں جو اپنے تقویٰ اور پاکیزگی کے لیے اسرائیلیوں میں ضرب المثل تھے (۳) حضرت عیسیٰ کی اس پوری گفتگو سے ایک طرف عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت کی نفی ہوگئی، انھوں نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور دوسری طرف یہودیوں کی تہمتوں کی نفی ہوگئی جو وہ حضرت مریم پر لگا رہے تھے، بچہ کا گود میں گفتگو کرنا طبعاً دشمنوں کو خاموش کر دینے والا تھا (۴) کوئی خدا کا بیٹا بتا رہا ہے تو کوئی طرح طرح کے الزامات رکھ رہا ہے، ان سب کے برعکس جو صحیح صحیح بات تھی وہ بتا دی گئی (۵) دنیا میں جب سچی بات بتائی جاتی ہے تو لوگ اندھے بہرے بن جاتے ہیں اور سچی بات سننے کے روادار نہیں ہوتے، کل قیامت میں کیا خوب دیکھیں گے اور سنیں گے مگر وہ منظر کچھ اور ہوگا جس سے کلیجے پھٹ جائیں گے اور چہرے سیاہ ہوجائیں گے، آج کل کا دیکھنا سننا غور فکر کرنا اور سچی بات تک پہنچنا بچاؤ کا ذریعہ ہے لیکن حشر کا دن حساب کا دن ہے، عمل کا نہیں اس وقت کہیں گے بھی کہ دوبارہ ہمیں دنیا میں بھیج دیا جائے ہم اچھے کام کر کے آئیں گے تو پھٹکار دیا جائے گا کہ اس کا وقت گزر چکا۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا
يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا
نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ
لَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ
يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ
إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن
يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ
أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾
قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَ
أَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا
أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن
دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾
وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾

منزل۴

اور ان کو پچھتاوے کے دن سے ڈرائیے جب کام پورا ہو چکے گا اور وہ ہیں کہ غفلت میں پڑے ہیں اور وہ مانتے ہی نہیں (۳۹) یقیناً زمین اور اس میں جو بھی ہے اس کے وارث ہم ہی رہ جائیں گے اور ہماری ہی طرف سب کو لوٹایا جائے گا (۴۰) اور اس کتاب میں ابراہیم کا بھی تذکرہ کیجیے یقیناً وہ مجسم سچائی تھے نبی تھے[1] (۴۱) جب انھوں نے اپنے والد سے کہا اے میرے ابا جان! آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں (۴۲) ابا جان! مجھے وہ علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا، آپ میرے ساتھ ہو جائیں آپ کو میں سیدھے راستہ پر لے چلوں گا (۴۳) ابا جان! شیطان کے آگے نہ جھک جایئے یقیناً شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے (۴۴) ابا جان! مجھے ڈر لگتا ہے کہ رحمٰن کی طرف سے آپ عذاب کا شکار نہ ہو جائیں تو آپ شیطان کے دوست ہو کر رہ جائیں (۴۵) وہ بولے اے ابراہیم کیا تو میرے خداؤں سے بیزار ہے، اگر تو باز نہ آیا تو پتھر مار مار کر تجھے ہلاک کر ڈالوں گا اور تو مجھ سے ایک مدت کے لیے دور ہو جا (۴۶) انھوں نے کہا کہ آپ کو سلام ہو میں جلد ہی آپ کے لیے اپنے رب سے مغفرت مانگوں گا یقیناً وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے[2] (۴۷) اور میں آپ لوگوں سے بھی الگ ہوتا ہوں اور اللہ کے علاوہ آپ لوگ جس کو پکارتے ہیں ان سے بھی اور اپنے رب سے دعا کرتا ہوں، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا (۴۸) پھر جب وہ ان کو اور ان کے معبودوں کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عطا کیے اور سب کو ہم نے نبی بنایا[3] (۴۹) اور اپنی رحمت سے ان کو نوازا اور ان کی سچائی کا بول بالا کیا (۵۰) اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی تذکرہ کیجیے بیشک وہ منتخب تھے اور رسول تھے نبی تھے (۵۱)

---

(۱) صدیق کے معنی ہیں بہت زیادہ سچ کہنے والا جو اپنی بات کو عمل سے سچ کر دکھائے اور جس کے قلب میں سچائی کو قبول کرنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہو، جو بات خدا کی طرف سے پہنچے وہ بلا توقف اس کے دل میں اتر جائے، شک و تردد کی گنجائش ہی نہ رہے (۲) سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس وعدہ کا حوالہ دیا ہے، وہاں یہ وضاحت ہے کہ جب ان کو پتہ چل گیا کہ یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں تو وہ ان کے لیے دعا کرنے سے دست بردار ہو گئے (۳) یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اپنوں سے دور پڑے تو اللہ نے انسیت کے لیے ان سے بہتر اپنے دیئے، یہاں حضرت اسماعیلؑ کا ذکر شاید اس لیے نہیں ہے کہ وہ بچپن ہی میں جدا کر دیئے گئے تھے، ان کا مستقل تذکرہ آگے آتا ہے۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ ۙ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ ۙ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾

السجدة

منزل۴

اور ہم نے ان کو طور کے دائیں طرف سے آواز دی اور قریب سے گفتگو کر کے ان کو قربت بخشی (۵۲) اور اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر انھیں عطا کیا (۵۳) اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی تذکرہ کیجیے یقیناً وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول تھے نبی تھے[1] (۵۴) اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے پسندیدہ تھے (۵۵) اور اس کتاب میں ادریس کا بھی تذکرہ کیجیے بیشک وہ مجسم سچائی تھے نبی تھے (۵۶) اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ تک پہنچایا تھا[2] (۵۷) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا انعام ہوا، نبیوں میں سے آدم کی اولاد میں اور (ان کی اولاد میں) جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل (یعقوب) کی اولاد میں سے اور ان میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور ان کو چن لیا، جب رحمٰن کی آیتیں ان کو سنائی جاتی ہیں تو سجدوں میں روتے ہوئے گر جاتے ہیں[3] (۵۸) پھر ان کے بعد ان کے ناخلف جانشین ہوئے جنھوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور وہ خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو آگے وہ کجی میں پڑ جائیں گے[4] (۵۹) ہاں جنھوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک کام کیے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ ذرا ناانصافی نہ ہوگی (۶۰) ایسی ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب میں وعدہ کر رکھا ہے وہ تو ایسا ہی ہے کہ اس کے وعدہ پر پہنچنا یقینی ہے (۶۱) اس میں سلامتی کے سوا کوئی اور بیہودہ بات نہ سنیں گے اور وہاں صبح وشام ان کا رزق ان کے لیے (پیش) ہوگا (۶۲) یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں اس کو بنائیں گے جو پرہیزگار رہوگا[5] (۶۳)

---

(۱) سب سے بڑھ کر صادق الوعد ہونا ان کا اس وقت ظاہر ہوا جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا تو انھوں نے صبر کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا اور اُف تک نہ کی، یہی اسماعیل علیہ السلام ہمارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ہیں (۲) ہر نبی بلند مرتبہ ہی ہوتا ہے لیکن اپنے زمانہ میں ان کو خاص مرتبہ حاصل تھا (۳) یہی معراج کمال ہے کہ کمال بندگی حاصل ہو جو اللہ کے خاص بندوں کا شیوہ رہا ہے (۴) اس آیت میں تارکین صلاۃ کے لیے وعید ہے کہ یہ بری عادت گمراہی تک پہنچا دیتی ہے (۵) حضرت آدم اول جنت ہی میں رہے، اب دوبارہ ان کی اولاد میں متقی لوگ وہاں داخل ہوں گے گویا وہ آدم کی میراث تھی جو ان کو ملی، پھر یہ ملکیت کی سب سے مضبوط شکل ہے جس میں کوئی دوسرا اپنی طرف سے ردوبدل نہیں کر سکتا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا
وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ
لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾
أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ
جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ
عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِنْ
مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي
الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ
خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ
أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
الرَّحْمَٰنُ مَدًّا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا
السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾

منزل۴

اور (جبرئیل نے کہا کہ) ہم تو آپ کے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں، ہمارے آگے پیچھے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے[1] (٦٤) وہ آسمانوں اور زمین کا اور دونوں کے درمیان جو بھی ہے ان سب کا رب ہے تو آپ اسی کی بندگی کریں اور اسی کی بندگی میں لگے رہیں، کیا اس نام کا اور بھی کوئی ہے جس سے آپ واقف ہیں (٦٥) اور انسان کہتا ہے جب میں مرجاؤں گا کیا پھر زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا (٦٦) کیا انسان کو یاد نہیں رہا کہ پہلے بھی ہم نے ہی اس کو پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا[2] (٦٧) تو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب کو اور شیطانوں کو جمع کرکے رہیں گے پھر جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل ان کو حاضر کرکے رہیں گے (٦٨) پھر ہر جماعت میں سے کھینچ کر ان کو لائیں گے جو رحمٰن پر سب سے زیادہ سرکش تھے (٦٩) پھر ہم ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو اس میں جھونکے جانے کے زیادہ مستحق ہیں (٧٠) اور تم میں سے ہر ایک کو اس پر سے ہوکر گزرنا ہے، آپ کے رب کا یہ حتمی فیصلہ ہے[3] (٧١) پھر ہم ان لوگوں کو نجات دے دیں گے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے (٧٢) اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں صاف صاف سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور کس کی مجلسیں اچھی ہیں (٧٣) اور ہم نے ان سے پہلے بھی کتنی قومیں ہلاک کردیں جو ساز وسامان اور دکھلاوے میں کہیں بہتر تھیں (٧٤) کہہ دیجیے کہ جو گمراہی میں ہے رحمٰن اس کو اور ڈھیل دیتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ ہے یا عذاب یا قیامت پھر خوب معلوم ہوجائے گا کہ بدترین مقام کس کا تھا اور لشکر کس کا زیادہ کمزور تھا[4] (٧٥)

---

(١) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل کئی روز تک نہ آئے، آپ پر اس کا اثر پڑا، کفار نے بھی مذاق بنانا شروع کردیا چنانچہ جب حضرت جبرئیل آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا اور فرمایا کہ آپ بار بار آئیں تو بہتر ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو یہ جواب بتایا کہ ہمارا اترنا اللہ کے حکم سے ہی ہوتا ہے، وہی آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے اور ساری مصلحتوں کو جانتا ہے، دیر ہوتی ہے تو کسی مصلحت سے، ہر چیز اس کے سامنے ہے وہ کسی چیز کو بھولنے والا نہیں ہے، آپ صرف اسی کی عبادت میں لگے رہیں اور کیا ہے کوئی جو اس جیسی صفات رکھتا ہو اور اس کے نام، اس کی صفات میں اور جب کوئی نہیں تو بندگی کے لائق اور کون ہوسکتا ہے (٢) جب عدم سے وجود بخشا تو فنا کرکے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے (٣) اس سے پل صراط مراد ہے جو دوزخ پر بنا ہوا ہے، ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہے، نیک لوگ ایسے گزر جائیں گے کہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور کافر اور بدعمل لوگ اس میں گرا دیئے جائیں گے، پھر جن کے دلوں میں ایمان ہوا وہ ایک عرصہ کے بعد نکال لیے جائیں گے اور کافر و مشرک ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے (٤) یعنی وہ اہل کفر وشرک دنیا کی ظاہری زیب وزینت کا حوالہ دیتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ کیسے کیسے کرّ وفرّ والے مٹ گئے، یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے بالآخر یا تو وہ دنیا ہی میں پکڑ کرلیتا ہے یا پھر آخرت کا عذاب یقینی ہے، اس وقت سب حقیقت کھل جائے گی۔

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ
بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ
عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ
الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا
مِنْ دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ
بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ
عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾
يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ
إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ
الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا
إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ
هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾
إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ
أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾

منزل۴

اور جو ہدایت پر آئے اللہ ان کی ہدایت کو اور بڑھاتا جاتا ہے اور اچھے باقی رہنے والے کام آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں (٧٦) بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جس نے ہماری نشانیوں کا انکار کیا اور بولا کہ مجھے تو مال و اولاد مل کر رہیں گے[1] (٧٧) وہ غیب جھانک کر دیکھ آیا ہے یا رحمٰن سے عہد لے رکھا ہے (٧٨) ہرگز نہیں، جو بک رہا ہے ابھی ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب کو بڑھاتے ہی چلے جائیں گے (٧٩) اور وہ جو کہہ رہا ہے وہ ہمارے پاس ہی لوٹے گا اور ہمارے پاس وہ تن تنہا آئے گا (٨٠) اور اللہ کو چھوڑ کر انھوں نے معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں (٨١) ہرگز نہیں جلد ہی وہ خود ان کی بندگی کا انکار کردیں گے اور الٹے ان کے مخالف ہوجائیں گے[2] (٨٢) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انھیں برابر اکساتے رہتے ہیں (٨٣) تو آپ ان کے خلاف جلدی نہ کریں، ہم ان کے لیے (ان کی حرکتیں) شمار کررہے ہیں (٨٤) جس دن ہم پرہیزگاروں کو مہمان بنا کر رحمٰن کے پاس جمع کریں گے (٨٥) اور مجرموں کو ہانک کر پیاسا جہنم کی طرف لے جائیں گے[3] (٨٦) سفارش ان کے بس میں نہ ہوگی سوائے اس کے جس نے رحمٰن سے اجازت لی ہو (٨٧) اور وہ کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنا لیا (٨٨) بے شک تم بڑی سنگین بات لے کر آئے ہو (٨٩) قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں (٩٠) کہ انھوں نے رحمٰن کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے (٩١) اور رحمٰن کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اولاد بنائے (٩٢) آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے وہ رحمٰن کے پاس بندہ بن کر ہی آئے گا[4] (٩٣) یقیناً اس نے سب کو شمار کر رکھا ہے اور اچھی طرح سے گن لیا ہے (٩٤) اور سب کے سب اس کے حضور میں قیامت کے دن تن تنہا حاضر ہوں گے (٩٥)

---

(١) بخاری میں ایک واقعہ ہے کہ حضرت خباب نے مکہ کے ایک سردار عاص بن وائل کے یہاں مزدوری کی تھی، کچھ پیسے باقی تھے وہ لینے گئے تو اس نے کہا کہ ایمان چھوڑ دو تو دوں گا، انھوں نے کہا کہ تم مر کر دوبارہ زندہ ہو جاؤ تب بھی میں ایمان نہ چھوڑوں گا، اس پر وہ بولا کہ میں مر کر دوبارہ زندہ ہوں گا تو وہاں بھی میرے پاس بہت سا مال اور اولاد ہوگی، وہیں دے دوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (٢) شیاطین تو برملا اپنی براءت ظاہر کردیں گے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ ان دیوی دیوتاؤں کو بھی زبان دے دے اور وہ بھی براءت کا اظہار کریں جن کو وہ دنیا میں پوجا کرتے تھے (٣) جس طرح پیاسے جانور گھاٹ پر لے جائے جاتے ہیں اسی طرح مجرموں کو جہنم میں پیاسا اتارا جائے گا اور کوئی سفارشی نہ ہوگا، ہاں انبیاء و صالحین جن کو اجازت ہوگی وہ ہی سفارش کرسکیں گے مگر وہ بھی کافروں کے لیے نہ ہوگی (٤) عیسائی اللہ کی صفت رحمت کی حقیقت نہ سمجھ سکے اور انھوں نے یہ عقیدہ اختیار کرلیا کہ اللہ نے سب کو بخشنے کے لیے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ کو بیٹا بنا کر سولی چڑھوایا اور تین دن کے لیے جہنم میں بھیج دیا، مسیحیت کے اس سارے بنیادی فلسفہ کی تردید کے لیے ایک لفظ رحمٰن کافی ہے یعنی وہ مطلقاً رحم کرنے پر قادر ہے، اس کو کسی کفارہ و معاوضہ کی ضرورت نہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰهٰ ﴿١﴾ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ﴿٢﴾ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾ وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰى ﴿٧﴾ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ﴿٨﴾ وَهَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿٩﴾ إِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوْا إِنِّيْ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّا أَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿١١﴾ إِنِّيْ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾

منزل۴

یقیناً جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے رحمٰن ان کے لیے محبت پیدا کردے گا[1] (۹۶) تو ہم نے آپ کی زبانی اس کو آسان اس لیے کردیا تا کہ آپ اس کے ذریعہ پرہیزگاروں کو خوش خبری دے دیں اور جھگڑالو قوم کو خبردار کردیں (۹۷) اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کردیا، کیا کسی کی آہٹ آپ محسوس کرتے ہیں یا ان میں کسی کی بھنک آپ سنتے ہیں[2] (۹۸)

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰہٰ[3] (۱) قرآن ہم نے آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑیں (۲) ہاں یہ ڈر رکھنے والوں کے لیے نصیحت کے طور پر (اترا) ہے (۳) اس کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کیے (۴) رحمٰن عرش پر جلوہ افروز ہوا (۵) سب اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے (۶) اور اگر آپ بلند آواز سے کہیں تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات سے اور نہایت پوشیدہ بات سے بھی واقف ہے (۷) (وہی) اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اچھے اچھے نام اسی کے ہیں (۸) اور کیا آپ کو موسیٰ کا واقعہ پہنچا[4]؟ (۹) جب انھوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو مجھے آگ محسوس ہورہی ہے شاید اس میں سے میں تمہارے پاس کچھ انگارے لے آؤں یا آگ کے پاس مجھے کسی راستہ کا پتہ مل جائے (۱۰) پھر جب وہ وہاں پہنچے تو آواز آئی اے موسیٰ! (۱۱) میں ہی تمہارا رب ہوں، تو تم اپنے جوتے اتار دو تم پاک وادی طویٰ میں ہو (۱۲)

---

(۱) یعنی ان سے محبت کرے گا اور خلق کے دل میں ان کی محبت پیدا کرے گا، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل سے فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی کرو، وہ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں پھر زمین میں اس کی محبت اتاردی جاتی ہے لیکن اس کی ابتدا خدا پرست لوگوں سے ہوتی ہے ورنہ ابتداءً محض عوام کا حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا کسی غلط فہمی سے اس کی طرف جھکاؤ قبولیت عنداللہ کی دلیل نہیں (۲) یعنی کسی کی ضد اور جھگڑے سے دل گیر ہونے کی ضرورت نہیں، کتنے ایسے لوگ صفحۂ ہستی سے مٹ گئے آج کوئی ان کا نام لیوا نہیں (۳) اس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں بھی شمار کیا گیا ہے اور بعض مفسرین نے اس کو حروف مقطعات میں شمار کیا ہے، آگے آپ کو تسکین دی جارہی ہے کہ کسی کے نہ ماننے اور ضد کرنے سے آپ غم نہ کریں اور نہ آپ کو اتنی تکلیف اٹھانے کی ضرورت ہے کہ رات رات بھر جاگ کر عبادت میں مشغول رہیں، چنانچہ اس کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ابتدائی حصہ میں سونے اور آخری حصہ میں عبادت کرنے کا معمول بنالیا (۴) یہاں سے حضرت موسیٰ کی مدین سے واپسی کی تفصیلات اور آگے کے واقعات کا تذکرہ ہے، مدین کے قیام میں حضرت شعیب کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی، کئی سال رہ کر وہ اہلیہ کو لے کر مصر واپس جارہے تھے، صحرائے سینا میں راستہ بھول گئے، سخت سردی تھی پریشان ہوگئے، اسی پریشانی میں دور سے آگ نظر آئی وہاں پہنچے تو عجیب وغریب نظارہ دیکھا، ←

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿١٣﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ
اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ ۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿١٥﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا
مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾
قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا
مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ
تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾
وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً
اُخْرٰى ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ
طَغٰى ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ
عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ
اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾
كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا
بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا
عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾

منزل۴

اور میں نے تمہیں چن لیا ہے[1] تو جو وحی تمہیں کی جا رہی ہے اسے غور سے سنو (۱۳) یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو (۱۴) بلاشبہ قیامت آ کر رہے گی، قریب تھا کہ میں اس کو چھپا ہی[2] جاتا تا کہ ہر شخص کو اس کی محنت کا بدلہ مل جائے (۱۵) تو جو اس کو مانتا نہ ہو اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہو وہ تمہیں ہرگز اس سے روک نہ دے کہ تم بھی ہلاکت میں جا پڑو (۱۶) اور اے موسیٰ یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے (۱۷) وہ بولے یہ میری چھڑی ہے اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی اس میں میرے دوسرے کام ہیں (۱۸) فرمایا اے موسیٰ اس کو ڈال تو دو (۱۹) بس انھوں نے ڈال دیا تو وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گئی (۲۰) فرمایا اس کو اٹھا لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت میں لوٹا دیں گے (۲۱) اور اپنا ہاتھ بغل میں سمیٹو تو وہ بغیر بیماری[3] کے روشن ہو کر نکل آئے گا (یہ) دوسری نشانی کے طور پر ہے (۲۲) تا کہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیاں دکھا دیں (۲۳) فرعون کے پاس جاؤ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے (۲۴) وہ بولے اے میرے رب میرے سینے کو میرے لیے کھول دے (۲۵) اور میرا کام میرے لیے آسان فرما دے (۲۶) اور میری زبان کی گرہ کو بھی کھول دے[4] (۲۷) تا کہ وہ میری بات سمجھ سکیں (۲۸) اور میرے گھر کا ایک مددگار میرے لیے مقرر کر دیجیے (۲۹) ہارون کو جو میرا بھائی ہے (۳۰) اس سے میری طاقت بڑھا دیجیے (۳۱) اور اسے میرے کام میں شریک کر دیجیے (۳۲) تا کہ ہم خوب تیری تسبیح کریں (۳۳) اور خوب تیرا ذکر کریں[5] (۳۴) بلاشبہ تو ہی ہم پر نگاہ رکھنے والا ہے (۳۵) فرمایا موسیٰ تم نے جو مانگا وہ تمہیں دیا گیا (۳۶) اور ہم نے ایک اور موقع پر بھی تم پر احسان کیا تھا (۳۷) جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کے ذریعہ وہ بات بتائی تھی جواب وحی کے ذریعہ (تم کو) بتائی جا رہی ہے[6] (۳۸)

← آگ درخت میں تھی، درخت سرسبز وشاداب تھا، آگ جتنی بھڑکتی تھی درخت اور لہلاتا تھا، اسی اثنا میں آواز آئی جو انھوں نے اپنے بن وموسے سنی، کوہ طور کے دامن میں جو وادی ہے اس کا نام طویٰ ہے، اللہ نے اس کو تقدس بخشا اسی لیے ان کو جوتے اتارنے کا حکم ہوا۔

(۱) یعنی نبوت کے لیے (۲) یعنی اس کے آنے کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں اور اگر ضرورت نہ ہوتی تو سرے سے اس کا تذکرہ ہی نہ کیا جاتا اور اجمالی اظہار کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ سب اس کی فکر اور تیاری میں لگ جائیں، اگر سرے سے اس کا ذکر ہی نہ کیا جاتا تو اس کی فکر ہی کون کرتا، آگے حضرت موسیٰ کو یہ ہدایت کی جا رہی ہے کہ کوئی تمہیں اس کی تیاری سے غفلت میں ڈال دے ایسوں سے دور رہنا ہی بہتر ہے، جب موسیٰ کو یہ حکم ہوا تو اور کوئی کس شمار میں ہے؟! (۳) مراد یہ ہے کہ ہاتھ کی سفیدی کسی مرض کی صورت نہیں تھی، قرآن مجید کو اس کی صراحت اس لیے کرنی پڑی کہ تورات والوں نے صورت واقعہ کو مسخ کر کے حضرت موسیٰ کو برص کا مریض بتایا ہے، اس کے الفاظ میں ''جب اس نے اسے (یعنی ہاتھ کو) نکال کر دیکھا تو اس کا ہاتھ کوڑھ سے برف کی مانند سفید تھا'' (خروج ٦) کتاب مقدس ص ۵۷ مطبوعہ لاہور ←

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ
بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً
مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ
أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا
وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ
فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ
يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي
وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُ
قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن
يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَا ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ
وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾ فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي
إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ
عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن
كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ
كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾

منزل۴

کہ اس کو ایک صندوق میں رکھو پھر اس کو دریا میں ڈال دو تو دریا اس کو ساحل پر لا ڈالے گا (پھر ہوگا یہ کہ) اس کو وہ شخص اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہوگا اور اس کا بھی اور میں نے اپنی طرف سے تم پر محبوبیت نازل کردی تھی اور (یہ) اس لیے (کیا) تاکہ تم میری خاص نگرانی میں پرورش پاؤ[۱] (۳۹) اور جب تمہاری بہن چلتی ہے اور (پہنچ کر) کہتی ہے کہ کیا میں ایسے گھر والوں کا پتہ نہ بتاؤں جو اس کو پال لیں گے تو (اس طرح) ہم نے تمہیں تمہاری والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہوں، اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا تو ہم نے تمہیں مصیبت سے بچایا اور تمہیں بار بار آزمایا[۲] تو تم کئی سال مدین والوں میں رہے پھر متعین وقت پر اے موسیٰ تم پہنچے ہو (۴۰) اور میں نے تمہیں خاص اپنے لیے بنایا ہے (۴۱) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرنا[۳] (۴۲) دونوں فرعون کے پاس جاؤ یقیناً وہ سرکشی پر اتر آیا ہے (۴۳) تو تم دونوں اس سے نرم گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے (۴۴) وہ دونوں بولے اے ہمارے رب! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا سرکشی پر آمادہ نہ ہوجائے (۴۵) فرمایا تم دونوں ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا بھی ہوں دیکھتا بھی ہوں (۴۶) بس دونوں اس کے پاس جاؤ تو اس سے کہو ہم دونوں آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دیجیے اور ان کو تکلیفیں مت دیجیے، ہم آپ کے رب کی نشانی لے کر آپ کے پاس آئے ہیں اور سلامتی اس پر ہے جو ہدایت کا راستہ چلے (۴۷) یقیناً یہ وحی ہم پر آئی ہے کہ جو بھی جھٹلائے گا اور منہ پھیرے گا اس کے لیے عذاب ہے[۴] (۴۸) وہ بولا اے موسیٰ تو تمہارا رب کون ہے (۴۹) فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل بخشی پھر اس کی رہبری فرمائی[۵] (۵۰) وہ بولا تو پہلی قوموں کا کیا قصہ ہے (۵۱)

(۴) کہتے ہیں کہ بچپن میں ان کی زبان جل گئی تھی اس لیے اس میں کچھ لکنت پیدا ہوگئی تھی (۵) اچھے ساتھی میسر ہوں تو ذکر وتسبیح کا مزہ دوبالا ہوجاتا ہے (۶) اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۱) کسی نجومی نے فرعون سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری سلطنت کو ختم کردے گا، اس نے فرمان جاری کردیا کہ جو بچہ پیدا ہو مار دیا جائے، جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کی ماں کو خوف ہوا کہ کہیں یہ بھی مار نہ دیئے جائیں تو اللہ نے ان کو الہام فرمایا، حضرت موسیٰ کی والدہ نے اس کے مطابق کرتو لیا مگر پریشان ہوئیں اور بیٹی سے کہا کہ جاکر خبر لو، صندوق بہتا بہتا فرعون کے محل کے قریب پہنچا اس کی بیوی نے دیکھا تو بچے کو دیکھ کر ششدر رہ گئی اور فرعون کو راضی کرلیا کہ ہم اس کو بیٹا بنا کر رکھیں لیکن بچہ دودھ ہی نہیں پیتا تھا، سب پریشان تھے ادھر حضرت موسیٰ کی بہن وہاں پہنچ گئیں اور انھوں نے اپنی ماں کا پتہ بتایا کہ وہ بہت ماہر دائی ہیں بچہ ان کا دودھ پی لے گا، اس طرح اللہ نے بچہ کو اس کی ماں تک بحفاظت پہنچا دیا (۲) ان آزمائشوں کی تفصیل سورۂ قصص میں

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَ
أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى ﴿٥٣﴾
كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ مِنْهَا
خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ
آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا
بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ
مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ
يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ
كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا
فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ
بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ
يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ﴿٦٣﴾
فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾
قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾

ع ۲

منزل ۴

فرمایا اس کا علم کتاب میں میرے رب کے پاس ہے میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے (۱) (۵۲) جس نے زمین کو تمہارے لیے آرام کرنے کی جگہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے نکال دیئے اور اوپر سے پانی برسایا پھر ہم نے اس سے بھانت بھانت کے پودوں کے جوڑے اگا دیئے (۵۳) کھاؤ اور اپنے جانوروں کو چراؤ یقیناً اس میں ہوش والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۵۴) اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹا دیں گے اور دوسری بار پھر اسی سے نکالیں گے (۵۵) اور ہم نے اس کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں تو اس نے جھٹلایا اور انکار کیا (۲) (۵۶) بولا موسیٰ! کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے کہ اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال دو (۵۷) ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لا کر رہیں گے بس اب کسی کھلے میدان میں اپنے اور ہمارے درمیان مقابلہ کا ایسا وقت طے کر لو جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں اور نہ تم کرو (۵۸) فرمایا میلہ کے دن تم لوگوں سے وعدہ طے ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع ہو جائیں (۵۹) بس فرعون لوٹا تو اس نے ساری تدبیریں کر لیں پھر آیا (۳) (۶۰) موسیٰ نے ان (جادوگروں) سے کہا کم بختو! اللہ پر جھوٹ نہ گڑھو ورنہ وہ تمہیں عذاب سے مٹا کر رکھ دے گا اور جس نے بھی جھوٹ گڑھا وہ ناکام ہوا (۶۱) بس وہ آپس میں اپنے اس معاملہ میں جھگڑنے لگے اور چپکے چپکے سرگوشی کرنے لگے (۶۲) (بالآخر) وہ بولے یقیناً یہ دونوں جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری شاندار تہذیب ختم کر دیں (۶۳) تم اپنی تدبیر مکمل کر لو پھر صف بندی کر کے مقابلہ پر آ جاؤ اور جو آج غالب ہوا وہ کامیاب ہو گیا (۶۴) وہ بولے موسیٰ تم پہلے (اپنا عصا) ڈالتے ہو یا ہم ہی پہلے ڈالیں (۶۵)

← آئے گی (۳) اس سے بڑا سبق یہ ملتا ہے کہ داعی کو کبھی بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا چاہیے (۴) اس سے دعوت کا ایک اہم اصول یہ سامنے آتا ہے کہ مخاطب کتنا ہی سرکش ہو لیکن بات ہمیشہ نرمی سے کی جائے، وہ اثر کیے بغیر نہیں رہتی (۵) ہر چیز کو مکمل طور پر پیدا فرمایا پھر اس کو اپنے کام پر لگا دیا، چاند سورج ستارے سیارے نظام فلکی اور دنیا کی سب چیزیں اسی طے شدہ نظام پر چل رہی ہیں اور اس میں سکنڈوں کا بھی فرق نہیں ہوتا۔

(۱) یعنی جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو اگر وہ حق ہے تو گزشتہ قوموں کے حالات بتاؤ، ان میں سے بہت سوں سے کھلے دلائل کے باوجود اس حق کو کیوں قبول نہیں کیا اور قبول نہ کرنے کی صورت میں وہ سب تباہ کیوں نہیں کر دی گئیں، حضرت موسیٰ نے فرمادیا یہ سب تفصیلات اللہ کو معلوم ہیں پھر وہ اپنی حکمت سے فیصلے فرماتا ہے کہ کس کو سزا ابھیں دینی ہے اور کس کو آخرت میں، وہ نہ بھولتا ہے نہ چوکتا ہے، سب اس کے احاطہ قدرت میں ہے (۲) ساری نشانیاں اور معجزات دیکھنے کے بعد بھی نہ مانا اور بات بنانے کے لیے جادوگر بتایا اور لوگوں کو جوش دلانے کے لیے کہنے لگا کہ یہ تم کو اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کر دینا چاہتے ہیں (۳) ملک کے ماہر جادوگروں کو بلوا کر پوری تیاری کر کے مقررہ وقت پر آ گیا، حضرت موسیٰ نے جادوگروں کو سمجھایا تو ان میں کھلبلی مچ گئی، بہت سے کہنے لگے کہ یہ جادوگر تو ←

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا
صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ
سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ
اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ
وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا
جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ
اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا
خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾
اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ
لَا يَحْيٰي ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ
لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾

فرمایانہیں تم ہی ڈالو بس (جب انھوں نے ڈالا تو) ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں موسیٰ کو ان کے جادو کے زور سے دوڑتی ہوئی لگنے لگیں (٦٦) تو موسیٰ کو اندر ہی اندر کچھ ڈر محسوس ہوا[1] (٦٧) ہم نے کہا ڈرو مت اونچا تو یقیناً تم ہی کو رہنا ہے (٦٨) اور جو تمہارے ہاتھ میں ہے وہ ڈال دو جو کچھ وہ بنا کر لائے ہیں وہ سب کو نگل جائے گا، وہ تو جو کچھ بنا کر لائے ہیں وہ جادو کی چال ہے اور جادوگر کہیں سے بھی آئیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے (٦٩) بس جادوگر سجدہ میں گر گئے، کہنے لگے کہ ہم ہارون و موسیٰ کے رب پر ایمان لائے[2] (٧٠) (فرعون) بولا میری اجازت کے بغیر ہی تم ان پر ایمان لے آئے یقیناً یہی تمہارا سرغنہ ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے تو میں تمہارے ہاتھوں اور پیروں کو مخالف سمتوں سے کاٹ کر رکھ دوں گا اور کھجور کے تنوں میں تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا اور یقیناً تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے (٧١) وہ کہنے لگے جو دلیلیں ہمارے پاس آ چکیں اور جس نے ہمیں پیدا کیا ہم اس پر آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے تو آپ کو جو فیصلہ کرنا ہو کیجیے، آپ کا فیصلہ تو اس دنیا ہی کی زندگی تک ہے (٧٢) ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے تا کہ وہ ہماری خطاؤں کو اور آپ نے جس جادو پر ہمیں مجبور کیا اس کو معاف فرما دے اور اللہ ہی بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے (٧٣) بلاشبہ جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم بن کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم ہی ہے، اس میں نہ مرے[3] گا نہ جیے گا (٧٤) اور جو ایمان کی حالت میں اس کے پاس آئے گا، نیک کام اس نے کر رکھے ہوں گے تو ایسوں ہی کے لیے بلند درجات ہیں (٧٥) ہمیشہ رہنے والے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا[4] (٧٦)

← معلوم نہیں ہوتے لیکن فرعون کے دباؤ میں آ کر بالآخر وہی بات پھر دہرانے لگے جو فرعون پہلے کہہ چکا تھا اور کہنے لگے کہ آج ساری قوت صرف کر دو، پہلے ہی مرحلہ میں کام پورا ہو جائے اور تم ہی کامیاب ٹھہرو۔

(١) چونکہ جادوگروں کا کرتب حضرت موسیٰ کے معجزے سے ظاہری طور پر ملتا جلتا تھا اس لیے ان کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں اور عصا کو بھی جادو نہ سمجھ بیٹھیں (٢) جادوگر فن کے ماہر تھے، فوراً سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہو سکتا، اس سے اوپر کی کوئی چیز ہے اور حضرت موسیٰ اللہ کے رسول ہیں چنانچہ وہ فوراً سجدہ میں گر گئے اور ایمان لے آئے، اللہ تعالیٰ نے لمحوں میں ان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا جو اس جادو کے عوض دنیا کے طلبگار تھے اب دین کے لیے ہر طرح کی جان و مال کی قربانی کے لیے تیار (٣) موت تو وہاں آنی ہی نہیں مگر جینا ہزار مرنے سے بدتر (٤) کفر سے شرک سے اور برائیوں سے دور ہوا اور پاکیزگی اختیار کی۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ
لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾
فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾
وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ
اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ
يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَاۤ اَعْجَلَكَ
عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِيْ وَ
عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا
قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ
مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ
رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ
يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾

منزل۴

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ، بس سمندر میں (لاٹھی) مار کر خشک راستہ بنالینا، نہ تمہیں پکڑے جانے کا ڈر ہوگا اور نہ (غرق ہوجانے کا) خوف (۷۷) تو فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا بس سمندر نے ان کو اچھی طرح سے اپنی لپیٹ میں لے لیا[1] (۷۸) اور فرعون نے اپنی قوم کو بھٹکا کر چھوڑا اور راستہ پر نہ لایا (۷۹) اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے بچایا اور طور کا دایاں حصہ (تورات دینے کے لیے) تم سے طے کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا (۸۰) ہمارے دیئے ہوئے پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ اور اس میں حد سے تجاوز مت کرنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوگیا تو وہ راہ سے گیا (۸۱) اور یقیناً میں اس کے لیے بڑی مغفرت رکھتا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے پھر صحیح راستہ پر رہا (۸۲) اور اے موسیٰ اپنی قوم سے پہلے جلدی کیوں آگئے (۸۳) بولے وہ میرے پیچھے ہی ہیں اور میں تیرے پاس اے میرے رب جلدی اس لیے آیا تاکہ تو خوش ہو[2] (۸۴) فرمایا تمہارے (آنے کے) بعد ہم نے تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور ان کو سامری نے گمراہ کردیا ہے (۸۵) بس موسیٰ غصہ میں بھرے افسوس کے ساتھ قوم کی طرف پلٹے، فرمایا اے میری قوم! کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا[3] یا پھر تمہیں مدت بہت لمبی معلوم ہوئی یا تم نے ارادہ ہی کرلیا تھا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب نازل ہو تو تم نے میرے وعدہ کو پورا نہ کیا (۸۶)

---

(۱) ساحرین فرعون کے ایمان لانے کے بعد حضرت موسیٰ عرصہ تک فرعون کو سمجھاتے رہے اور طرح طرح کے معجزات دکھاتے رہے لیکن اس نے ماننے سے انکار کردیا اور حجت تمام ہوگئی تو اللہ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جائیں اور سمندر راستہ میں پڑے تو اپنی لاٹھی اس پر مار کر خشک راستے بنالیں اور یہی ہوا، جب وہ لوگ نکل گئے اور فرعون کو پتہ چلا تو وہ اپنے لاؤلشکر کے ساتھ تعاقب میں نکلا، سمندر کے کنارے پہنچ کر اس نے خشک راستے دیکھے تو وہ بھی اس میں گھس گیا جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کے ساتھ پار ہوگئے اور فرعون اپنے لاؤلشکر کے ساتھ درمیان میں پہنچا تو بس اللہ نے حکم دیا کہ دونوں طرف کے سمندر مل جائیں، اس طرح فرعون اپنے پورے لشکر کے ساتھ غرق کردیا گیا (۲) صحرائے سینا میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر بلایا تھا تاکہ وہ وہاں چالیس دن اعتکاف کریں تو انھیں تورات عطا کی جائے، بنواسرائیل کے کچھ منتخب لوگوں کو بھی ساتھ لانے کا حکم تھا، حضرت موسیٰ تیز روانہ ہوئے اور خیال تھا کہ ساتھی بھی آجائیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وہاں سامری نامی ایک جادوگر نے (جو منافق تھا اور مسلمان بن کر حضرت موسیٰ کے ساتھ رہتا تھا) قوم کو گمراہی میں ڈال دیا (۳) چالیس دن کی مدت ہوتی ہی کیا ہے مگر پھر بھی تم صبر نہ کرسکے یا تم نے جان بوجھ کر گوسالہ پرستی شروع کردی کہ غضب الٰہی کے مستحق ٹھہرو۔

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ
الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا
جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا
يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾
وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ
رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ
عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا
مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾
قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ
تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ
فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ
لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا
مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ
ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

منزل ۴

وہ بولے ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کو نہیں توڑا البتہ قوم کے زیورات کا ہم پر بوجھ تھا تو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اسی طرح سامری نے بھی کچھ ڈالا (۸۷) پھر اس نے ان کے لیے ایک بچھڑا بنا نکالا، ایک جسم تھا جس کی گائے کی آواز تھی، بس وہ کہنے لگے کہ یہی تو تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے، وہ تو اسے بھول گئے (۸۸) کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ نہ ان کی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ان کے نفع نقصان کا مالک ہے (۸۹) اور پہلے ہارون ان سے کہہ چکے تھے کہ اے میری قوم تم تو اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے تو میرے پیچھے چلو اور میری بات مانو (۹۰) وہ بولے ہم تو اس وقت تک اسی میں لگے رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ نہیں آتے (۹۱) موسیٰ نے کہا اے ہارون تمہیں کس چیز نے روکا جب تم نے انھیں گمراہ ہوتے دیکھا (۹۲) تو تم نے میری پیروی نہیں کی کیا تم نے میری بات ٹھکرادی (۹۳) وہ بولے اے میری ماں کے لخت جگر! میرے سر اور داڑھی کو مت پکڑیئے، مجھے اندیشہ اس کا تھا کہ آپ کہیں گے کہ تم نے بنو اسرائیل کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا اور میری رائے کا انتظار نہ کیا (۹۴) موسیٰ نے کہا اچھا تو سامری تیرا قصہ کیا ہے؟ (۹۵) وہ بولا میری نگاہ ایسی چیز کی طرف پڑی جو انھوں نے نہیں دیکھی بس میں نے فرشتہ کے نقش پا سے ایک مٹھی لے لی پھر اس (بچھڑے) میں ڈال دی اور اسی طرح میرے نفس نے مجھے ورغلایا (۹۶) فرمایا اچھا تو جا، زندگی بھر کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے اور تیرا وقت مقرر ہے، وہ تجھ سے ٹل نہیں سکتا اور اپنے اس معبود (کا حشر) دیکھ جس پر تو جما بیٹھا تھا، ہم ضرور اس کو جلا ڈالیں گے پھر اس کی راکھ سمندر میں بکھیر کر رکھ دیں گے[1] (۹۷)

(۱) بنی اسرائیل کے ساتھ زیورات کی بڑی مقدار تھی جو یا تو ان کو مال غنیمت میں حاصل ہوئی یا کسی اور صورت میں، وہ ان کو اپنے استعمال کے لائق نہیں سمجھتے تھے تو حضرت ہارون سے مشورہ کر کے انھوں نے اس بوجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ان کو ایک جگہ پھینک دیا، سامری لوگوں کو بہکانے کے لیے تاک میں رہتا تھا اس نے چال چلی، کسی موقع پر اس نے ایک فرشتہ کو گھوڑے پر دیکھا تھا کہ جہاں وہ گھوڑا قدم رکھتا ہے وہاں سبزہ اُگ آتا ہے، اس نے سمجھ لیا کہ اس میں زندگی کے آثار ہیں، اس نے وہیں سے کچھ مٹی اٹھالی اور جہاں لوگوں نے زیورات پھینکے تھے وہیں اس نے وہ مٹی ڈال دی پھر ان کو پکا کر بچھڑا بنایا تو اس میں بچھڑے کی آواز نکلنے لگی، اس کو موقع مل گیا اور اس نے لوگوں کو اسی کی طرف پھیر دیا، حضرت ہارون نے لوگوں کو بہت سمجھایا مگر چونکہ حضرت موسیٰ نے جاتے وقت تاکید کی تھی کہ قوم کو متحد رکھنا اس لیے انھوں نے بہت زیادہ سختی نہ کی تاکہ انتشار نہ ہو چنانچہ جب موسیٰ پلٹے تو جوش میں پہلے حضرت ہارون کو ملامت کرنے لگے، انھوں نے اپنا عذر پیش کیا تو وہ سامری کی طرف پلٹے، جب حقیقت معلوم ہوئی تو اس کی سزا بحکم خدا یہ تجویز کی کہ تو بادشاہ بننے کا خواب دیکھ رہا تھا اب زندگی بھر اچھوت بن کر رہے گا، پھر بچھڑے کی طرف متوجہ ہوئے اور سب کے سامنے اس کو جلا کر اس کی راکھ سمندر میں ڈال دی تاکہ اس کی حقیقت سب کے سامنے آجائے پھر لوگوں کو وعظ فرمایا۔

إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ مِن لَّدُنَّا
ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَٰلِدِينَ
فِيهِ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ وَنَحْشُرُ
ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَٰفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا
عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن
لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّى نَسْفًا ﴿١٠٥﴾
فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَآ أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ
يَتَّبِعُونَ ٱلدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهُۥ وَخَشَعَتِ ٱلْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ
فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ ٱلشَّفَٰعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ
لَهُ ٱلرَّحْمَٰنُ وَرَضِىَ لَهُۥ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ ٱلْوُجُوهُ لِلْحَىِّ ٱلْقَيُّومِ وَقَدْ
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا وَ
صَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ ٱلْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

ع ۱۲

منزل۴

تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا علم ہر چیز کو سمیٹے ہوئے ہے (۹۸) اسی طرح ہم آپ کو گزرے ہوئے قصے سناتے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو نصیحت (کی کتاب) دی ہے[1] (۹۹) جس نے بھی اس سے پہلوتہی کی تو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰) اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور قیامت کے دن وہ بوجھ ان کے لیے بہت برا ہے (۱۰۱) جس دن صور پھونکی جائے گی اور اس دن ہم مجرموں کو اس حال میں اکٹھا کریں گے کہ ان کی آنکھیں[2] پھٹی پھٹی ہوں گی (۱۰۲) آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ شاید تم دس دن ٹھہرے ہوگے (۱۰۳) وہ جو کہتے ہیں ہم اس کو خوب جانتے ہیں بس ان میں سب سے بہتر طریقہ رکھنے والا کہے گا تم ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہرے[3] (۱۰۴) اور وہ پہاڑوں کے بارے میں آپ سے پوچھیں تو بتا دیجیے کہ میرا رب ان کو اُڑا کر بکھیر دے گا (۱۰۵) پھر زمین کو ایسا چٹیل میدان کردے گا (۱۰۶) کہ نہ اس میں کوئی ناہمواری نظر آئے گی نہ کوئی ٹیلہ (۱۰۷) اس دن سب بلانے والے کے پیچھے ہو جائیں گے، اس سے انحراف نہ کرسکیں گے اور رحمٰن کے سامنے آوازیں دب کر رہ جائیں گی بس سوائے قدموں کی آہٹ کے آپ کو کچھ سنائی نہ دے گا (۱۰۸) اس دن کوئی سفارش کام نہ آئے گی، ہاں جس کو رحمٰن ہی کی طرف سے اجازت ہو اور وہ اس کی بات پسند فرمائے (۱۰۹) وہ ان کا اگلا پچھلا سب جانتا ہے، وہ اس کو اپنے علم کے دائرہ میں نہیں لاسکتے[4] (۱۱۰) اور اس زندہ قائم ہستی کے سامنے سب چہرے جھک گئے اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ ناکام ہوا[5] (۱۱۱) اور جو نیکیاں کرے گا اور وہ مومن ہوگا تو اس کو نہ کسی حق تلفی کا ڈر ہوگا نہ کمی کا (۱۱۲) اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی قرآن اتارا ہے اور اس میں بدل بدل کر وعیدیں سنادی ہیں کہ شاید وہ ڈریں یا وہ ان کے لیے کوئی نصیحت پیدا کردے[6] (۱۱۳)

---

(۱) صحیح صحیح گزشتہ واقعات کا سنا دینا خود حقانیت کی دلیل ہے (۲) 'زرق' نیلی آنکھوں کو کہتے ہیں نیلگوں آنکھوں والے دشمن کو عربوں میں انتہائی قابل نفرت دشمن سمجھا جاتا تھا قیامت کے دن مجرم انتہائی قابل نفرت ہوں گے جس کے نتیجہ میں ان پر خوف و دہشت طاری ہوگی اسی لیے ترجمہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیا گیا ہے (۳) یعنی آخرت کے ہول کو دیکھ کر کہیں گے دنیا تو بڑی جلدی ختم ہوگئی، اس میں ہفتہ عشرہ ہی رہنا ہوا ہوگا، جو زیادہ عقلمند ہوگا وہ کہے گا کہ میاں دس دن بھی کہاں ایک ہی دن سمجھو، اس کو زیادہ عقلمند اور اچھے طریقہ والا اس لیے فرمایا کہ دنیا کے زوال وفنا اور آخرت کے بقاء ودوام کو اس نے دوسروں سے زیادہ سمجھا (۴) اللہ کی ذات وصفات کا احاطہ کوئی نہیں کرسکتا، وہ اس سے بہت بلند ہے (۵) جو دنیا میں اکڑتا رہا وہاں وہ بھی پست ہوکر رہے گا، ظلم کی سب سے بری شکل شرک ہے، اللہ فرماتا ہے "اِنَّ الشِّرۡكَ لَـظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ" یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے اور اس میں دوسرے گناہ بھی داخل ہیں، ہر ایک ظالم کی خرابی اس کے ظلم کی کیفیت کے اعتبار سے ہوگی (۶) چونکہ اس کے اولین مخاطب عرب تھے اس لیے عربی میں قرآن اتارا گیا تاکہ اس کو پڑھ کر خدا سے ڈریں اور تقویٰ کا راستہ اختیار کریں۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

منزل۴

تو وہ اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے اس کی ذات بلند تر ہے اور آپ اپنی طرف کی گئی وحی مکمل ہونے سے پہلے قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کریں اور دعا کریں کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھادے[1] (۱۱۴) اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا تو وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں جماؤ نہ پایا (۱۱۵) اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کردیا (۱۱۶) تو ہم نے کہا کہ اے آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو وہ تم دونوں کو کہیں جنت سے نکال نہ دے تو پھر تم مشکل میں پڑ جاؤ (۱۱۷) یہاں تم کو یہ (آرام) ہے کہ نہ تم بھوکے رہتے ہو نہ ننگے (۱۱۸) اور نہ تم یہاں پیاسے رہتے ہو اور نہ دھوپ میں تپتے ہو (۱۱۹) بس شیطان نے ان کو پھُسلایا، بولا اے آدم! کیا میں تمہیں ایسے درخت کا پتہ نہ بتاؤں جو ہمیشہ کی زندگی اور ایسی بادشاہت دے جس کو گھن نہ لگے (۱۲۰) تو ان دونوں نے اس میں سے کھالیا بس ان کی شرم کی جگہیں ان کے لیے کھل گئیں تو وہ ان پر جنت کے پتے جوڑنے لگے اور آدم نے اپنے رب کی بات نہ مانی تو راہ سے ہٹ گئے (۱۲۱) پھر ان کے رب نے ان کو چن لیا تو ان کی توبہ قبول کرلی اور راہ دے دی[2] (۱۲۲) ارشاد ہوا تم دونوں یہاں سے نیچے اترو، تم ایک دوسرے کے دشمن بن کر رہو گے پھر اگر میرے پاس سے تمہارے لیے رہنمائی آئے تو جس نے میری رہنمائی کی پیروی کی تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ محروم (۱۲۳) اور جس نے میری نصیحت سے اعراض کیا تو اس کے لیے تنگ زندگی ہے اور اسے ہم قیامت میں اندھا کرکے اٹھائیں گے[3] (۱۲۴) وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو بینا تھا[4] (۱۲۵) ارشاد ہوگا اسی طرح میری نشانیاں تیرے پاس آئی تھیں تو تو نے انھیں فراموش کردیا تھا اور ایسا ہی آج تجھے فراموش کیا جارہا ہے (۱۲۶)

---

(۱) جب حضرت جبرئیل آکر آپ کو آیتیں سناتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی پڑھنے لگتے تاکہ بھول نہ ہو، اس پر یہ آیتیں اتریں کہ آپ پوری وحی سن لیں اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے، سورۂ قیامہ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے، آگے زیادتی علم کی دعا سکھائی گئی ہے، اس سے علم کی اہمیت اور اس کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے (۲) حضرت آدم کے دانہ کھانے اور زمین میں اتارے جانے اور ان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اس کی تفصیلات سورہ بقرہ اور سورہ اعراف میں آچکی ہیں (۳) یہ تنگ زندگی دنیا میں بھی ہوتی ہے کہ ہزار وسائل کے باوجود انسان زندگی کی گھٹن محسوس کرتا ہے اور برزخی زندگی میں بھی تنگی اور سختی جھیلنی پڑے گی (۴) یہ ابتداء کا ذکر ہے پھر بینائی واپس کردی جائے گی تاکہ وہ دوزخ اور اس کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کرسکے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾
فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ
لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ
خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا
نَسْـَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا
لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ
الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا
رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ
اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾

منزل۴

اور جو حد سے تجاوز کرتا ہے اور اپنے رب کی آیتوں کو نہیں مانتا ہم اس کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور دیرپا ہے (۱۲۷) تو کیا ان کو سمجھ نہ آئی کہ ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا جن گھروں میں یہ چل پھر رہے ہیں یقیناً اس میں ہوش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں (۱۲۸) اور اگر پہلے سے آپ کے رب کی طے شدہ بات نہ ہوتی اور متعین وقت نہ ہوتا تو (عذاب آکر) دبوچ ہی لیتا[1] (۱۲۹) تو جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کرتے رہیں اور سورج کے طلوع سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیے اور رات کے حصوں میں تسبیح کیجیے اور دن کے پہروں میں تاکہ آپ کو خوشی حاصل ہو[2] (۱۳۰) اور اس طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے جو ان کے مختلف طبقوں کو ہم نے دنیا کی چمک دمک اس لیے دے رکھی ہے تاکہ اس میں ہم ان کو آزمائیں اور آپ کے رب کا رزق تو بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے[3] (۱۳۱) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجیے اور خود اس میں لگے رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، رزق تو ہم آپ کو دیں گے اور انجام پرہیزگاری کے حق میں ہے (۱۳۲) اور وہ کہتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس سے وہ نشانی کیوں نہیں لاتے تو کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی کھلی دلیل نہیں آچکی[4] (۱۳۳) اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے کسی سزا کے ذریعہ ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تو ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی آپ کی آیتوں کی پیروی کرتے (۱۳۴) کہہ دیجیے سب ہی منتظر ہیں تو تم بھی انتظار کرو بس جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون لوگ سیدھے راستہ والے ہیں اور کس نے ہدایت پائی (۱۳۵)

(۱) یعنی ان مشرکین کی خباثتیں ایسی ہیں کہ عذاب کا وہ فوری طور پر شکار ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت متعین کر رکھا ہے اس لیے ان کو مہلت ملی ہوئی ہے چنانچہ آپ ان کی باتوں پر صبر کرتے رہیے اور نمازوں کا اہتمام رکھئے کہ صبر اور نماز ہی اللہ سے مدد حاصل ہونے کے اہم ترین ذرائع ہیں (۲) اس آیت میں پانچوں نمازوں اور تہجد کی طرف اشارہ ہے (۳) یہود نصاریٰ مشرکین اور دوسری قوموں کو جو سامان عیش ملا ہوا ہے وہ صرف آزمائش کے لیے ہے اور آپ کو جو دولتیں حاصل ہیں مثلاً قرآن کریم، منصب رسالت، فتوحات عظیمہ، آخرت کے اعلیٰ ترین مراتب، ان کے سامنے ان فانی سامانوں کی حقیقت ہی کیا ہے، بہرحال نہ آپ ان کی تکذیب واعراض سے مضطرب ہوں اور نہ ان کے مال و دولت کی طرف نظر فرمائیں (۴) اس طور پر بھی کہ ان گزشتہ آسمانی کتابوں میں آپ کی آمد کا تذکرہ موجود ہے اور اس طور پر بھی کہ ان کے حقائق و واقعات سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے کے باوجود آپ کی زبان مبارک سے جاری ہو رہے ہیں، اتنی بڑی نشانی آنے کے باوجود مانتے نہیں اور اگر پہلے ہی عذاب آجاتا تو عذر کرتے کہ اگر پہلے ہی رسول آجاتا اور ہم کو آگاہ کر دیتا تو ہمیں کیوں آخرت کی رسوائی ←

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۫ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝۱۱

منزل۴

﴿سورۂ انبیاء﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آچکا اور وہ ہیں کہ غفلت کی حالت میں منھ پھیرے ہوئے ہیں (۱) جب کبھی ان کے رب کے پاس سے نصیحت کی کوئی نئی بات ان کو پہنچتی ہے تو کھلواڑ کرتے ہوئے اس کو اس حال میں سنتے ہیں (۲) کہ انکے دل غافل ہیں اور ظالم چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں یہ تو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں کیا تم دیکھتے بھالتے جادو میں پڑو گے (۳) فرمایا میرا رب آسمان اور زمین کی ہر بات سے واقف ہے اور وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۴) (یہی نہیں) بلکہ وہ بولے یہ تو پریشاں خوابیاں ہیں بلکہ خود انھوں نے گڑھ لیا ہے نہیں یہ تو شاعر ہیں (ورنہ) تو ہمارے پاس کوئی نشانی[1] لے کر آئیں جس طرح پہلے لوگ بھیجے گئے (۵) ان سے پہلے بھی کوئی بستی ایمان نہ لائی جس کو ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے (۶) اور آپ سے پہلے بھی ہم نے آدمیوں کو رسول بنایا جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے بس اگر تم نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں سے معلوم کرلو (۷) اور ہم نے ان کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ایسے تھے کہ ہمیشہ (زندہ) رہیں[2] (۸) پھر ہم نے اپنے کیے وعدے کو سچا کر دکھایا تو ہم نے ان کو اور جن کو ہم نے چاہا نجات دی اور حد سے آگے بڑھ جانے والوں کو ہلاک کرڈالا (۹) بلاشبہ ہم نے تم پر ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے بھلا تم سمجھ سے کام کیوں نہیں لیتے[3] (۱۰) اور کتنی بستیوں کو جو ظالم تھیں ہم نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور ان کے بعد دوسری قوم کو آباد کردیا (۱۱)
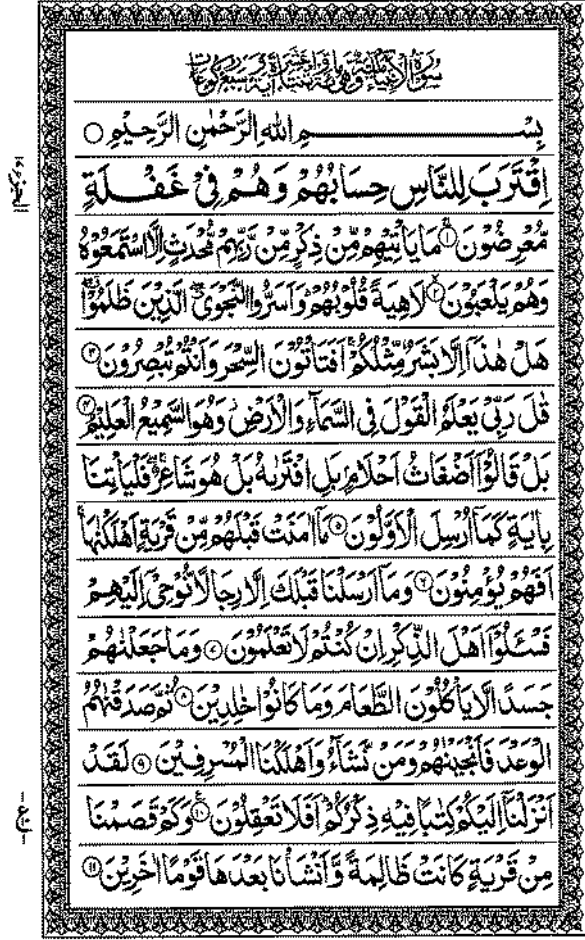
← اٹھانی پڑتی، غرض یہ کہ قرآن نہ آتا تو یوں کہتے اور اب آچکا تو دوسری من گھڑت نشانیوں کا مطالبہ ہے، ان کا مقصود ہدایت حاصل کرنا نہیں، فضول حیلے بہانے تراشنا ہے، تو آپ ان سے کہہ دیں کہ ہم سب انتظار کرتے ہیں آگے کیا حقیقت سامنے آتی ہے پھر کھل جائے گا کہ کون صحیح راستہ پر قائم تھا۔

(۱) حساب کی گھڑی سر پر کھڑی ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ قرآن کی قیمتی نصیحتوں کو محض کھیل تماشا کی حیثیت سے سنتے ہیں اور اس کو طرح طرح کے نام دیتے ہیں، کبھی جادو کہتے ہیں، کبھی شاعری کہتے ہیں، کبھی پریشاں خوابیاں بتاتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ اپنی طرف سے گڑھ لائے ہیں اور مزید نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ ان سے پہلے ہی کتنی بستیاں ہلاک کردی گئیں اور ایمان نہ لائیں تو اب کیا یہ ایمان لائیں گے جنھوں نے طے کرلیا ہے کہ انھیں ماننا ہی نہیں ہے (۲) انبیاء انسانوں ہی میں منتخب کرکے بھیجے گئے ان کو انسانی تقاضے لاحق ہوتے تھے ہمیشہ رہنے کے لیے ان کو دنیا میں نہیں بھیجا گیا (۳) ذکر کا ترجمہ نصیحت سے بھی کیا گیا ہے اور تذکرہ سے بھی تذکرہ کا مطلب وہ ہے جو ایک تابعی حضرت احنف بن قیسؒ سے منقول ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کھول کر اپنا تذکرہ تلاش کرنا شروع کیا جب کفار ومشرکین کا ذکر آیا تو انھوں نے پناہ مانگی کہ میں ان میں تو نہیں پھر جب سابقین اولین اور خاص بندوں کا تذکرہ آیا تو انھوں نے کہا کہ یہ بھی میرا مقام نہیں پھر ایک آیت پر نگاہ پڑی "وَآخَرِيْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحاً وَآخَرَ سَيِّئاً عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَعُفُوَ عَنْهُمْ" (کچھ وہ ہیں جن کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہے، انھوں ←

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا یٰوَیْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖۗ اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ لَكُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾

منزل۴

پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو لگے وہاں سے بھاگنے (۱۲) بھاگو مت اور جن عیش پرستیوں اور کوٹھیوں میں مست تھے ادھر ہی واپس جاؤ تا کہ تم سے پوچھا جائے[1] (۱۳) وہ بولے ہائے ہماری شامت ہم ہی ظالم تھے (۱۴) پھر یہی ان کی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو بھوسے کی راکھ بنا دیا (۱۵) اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو بھی ہے اس تماشے کے لیے نہیں پیدا کیا (۱۶) اگر ہم کوئی کھیل کرنا چاہتے تو اپنے پاس ہی کر لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا (۱۷) بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک کر مارتے ہیں تو وہ اس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے بس وہ مٹ کر رہ جاتا ہے اور تم جو باتیں بناتے ہو اس میں تمہارے ہی لیے بربادی ہے[2] (۱۸) اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اس کے پاس ہیں وہ اس کی بندگی سے نہ اکڑتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں (۱۹) رات و دن تسبیح میں لگے رہتے ہیں تھکتے نہیں (۲۰) کیا انھوں نے زمین میں معبود بنا رکھے ہیں وہ ان کو زندہ کریں گے (۲۱) اگر دونوں (آسمانوں اور زمین) میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ کر رہ جاتا بس جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے جو عرش کا مالک ہے (۲۲) وہ جو کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور ان سب سے پوچھ گچھ ہوگی[3] (۲۳) کیا انھوں نے اس کے سوا معبود بنا رکھے ہیں! کہہ دیجیے اپنی دلیل لے آؤ، یہ میرے ساتھ والوں کی (کتاب) نصیحت (موجود) ہے اور یہ مجھ سے پہلے والوں کی نصیحت (کی کتابیں) بھی ہیں، لیکن بات یہ ہے کہ ان میں اکثر حق کو سمجھتے ہی نہیں تو وہ منہ موڑے ہوئے ہیں (۲۴)

← نے اچھے کاموں کے ساتھ برے کام بھی کر رکھے ہیں امید ہے کہ اللہ ان کو معاف فرما دے گا) فوراً بولے کہ ہاں یہ میرا تذکرہ موجود ہے، گویا قرآن مجید ایک آئینہ ہے جس میں ہر آدمی اپنی شکل دیکھ سکتا ہے اور اپنی تصویر پڑھ سکتا ہے۔

(۱) بطور طنز کے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ اب کہاں بھاگ رہے ہو اپنی ان ہی خرمستیوں میں جاؤ اور اپنے خدم و حشم کو جواب دو (۲) یہ دنیا کوئی کھیل تماشہ کے لیے نہیں پیدا کی گئی بلکہ یہاں تو حق و باطل کا معرکہ گرم ہے، حق جب باطل پر پڑتا ہے تو اس کا بھیجا نکال دیتا ہے لیکن ہر چیز اللہ کے یہاں ایک نظام کے ساتھ چل رہی ہے، جب وقت آئے گا حقیقت سامنے آ جائے گی (۳) یہ توحید کی بہت کھلی ہوئی دلیل ہے کہ کائنات کا پورا نظام ایک قاعدہ کے تحت چل رہا ہے، اگر ایک کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو یقیناً وہ بھی خدائی تصرفات کرنا چاہتے جس کے نتیجہ میں سارا نظام درہم برہم ہو جاتا، اس عقلی دلیل کے بعد آگے آیت میں آسمانی کتابوں کا حوالہ دے کر نقلی دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ہر آسمانی کتاب میں توحید کی دعوت دی گئی ہے لیکن لوگ ان میں غور ہی نہیں کرتے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا
سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ
بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ
لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ
تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾
وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ
فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ
اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ
الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ع ۲

منزل ۴

اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجا اس کو بتا دیا کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو صرف میری ہی بندگی کرو (۲۵) اور وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا تجویز کرلیا، اس کی ذات پاک ہے، ہاں (وہ اس کے) باعزت بندے ہیں (۲۶) وہ اس سے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور اس کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں (۲۷) ان کے آگے پیچھے جو کچھ ہے وہ سب جانتا ہے اور وہ کسی کی سفارش نہیں کرسکتے مگر ہاں جس کے لیے اسی کی مرضی ہو اور وہ اس کے ڈر سے کانپتے رہتے ہیں (۲۸) اور ان میں جو یہ کہے کہ اس کے سوا میں معبود ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں[1] (۲۹) کیا انکار کرنے والوں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین ٹھوس تھے تو ہم نے ان کو پھاڑا اور ہر زندہ چیز ہم نے پانی سے بنائی تو پھر وہ کیوں نہیں مانتے[2] (۳۰) اور زمین میں ہم نے بھاری پہاڑ بنادیئے کہ وہ ان کو لے کر ڈولنے نہ لگے اور اس میں ہم نے کھلے راستے بنادیئے تاکہ وہ راہ پائیں (۳۱) اور آسمان کو ہم نے محفوظ سائبان بنادیا اور وہ ہیں کہ اس کی نشانیوں سے منھ موڑے بیٹھے ہیں (۳۲) اور وہی ہے جس نے رات و دن اور سورج اور چاند پیدا کیے سب (اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں[3] (۳۳) اور آپ سے پہلے بھی ہم نے کسی انسان کے لیے ہمیشہ رہنا طے نہیں کیا بھلا اگر آپ کی وفات ہوگئی تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے (۳۴) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں بھلائی اور برائی میں آزمائش کے لیے مبتلا کرتے ہیں اور لوٹ کر تمہیں ہمارے ہی پاس آنا ہے (۳۵)

---

(۱) مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں، یہودی حضرت عزیر کے بارے میں ایسا ہی تصور رکھتے ہیں، سب کی نفی ہوگئی اور بتادیا گیا کہ یہ سب اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور بالفرض کوئی بھی اپنے کو خدا بنائے تو اس کی سزا جہنم ہے (۲) 'رتق' بندھے ہوئے بڑے تودے کو کہتے ہیں، اس کی دو طرح تشریح کی گئی ہے؛ ایک تو یہ کہ سب زمین سورج چاند ستارے سیارے ایک بڑے تودے کی شکل میں تھے پھر اللہ نے اس کو پھاڑ کر یہ سب چیزیں بنائیں اور دوسرا مفہوم یہ بتایا جاتا ہے کہ اس سے زمین ہی کا گولہ مراد ہے پہلے یہ بالکل جامد تھا اللہ نے اس کو پیداوار کے قابل بنایا، پانی کو زندگی کی اصل قرار دیا گیا ہے اور یہ بات علم رکھنے والوں کے سامنے آچکی ہے (۳) یہ سب اللہ کی قدرتوں کا تذکرہ ہے، فلک سے مراد خلا ہے، اللہ نے ہر سیارہ کے لیے خلا میں ایک متعین راستہ بنادیا ہے، سب اس کے بتائے ہوئے راستہ پر رواں دواں ہیں، ایک لمحہ کے لیے کوئی ادھر سے ادھر نہیں ہوسکتا، ورنہ لمحوں میں یہ دنیا ختم ہوجائے اور قیامت میں یہی ہوگا کہ یہ سب اجرام فلکی ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ ہوجائیں گے اور قیامت آجائے گی، اگلی آیت میں انسان کی اپنی قیامت یعنی موت کا تذکرہ ہے اور دشمنوں سے کہا جارہا ہے کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی تو کیا وہ اس کے بعد ہمیشہ زندہ رہیں گے، موت سب کو آنی ہے اور اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور دنیا کی راحت اور مصیبت سب آزمائش کے لیے ہے۔

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

ع ۳ / ۱۴

منزل۴

اور جب بھی کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق ہی اڑانے لگتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا تذکرہ اس طرح کرتا ہے (کہ ان کو بے حقیقت بتاتا ہے) اور خود ان کا حال یہ ہے کہ وہ رحمٰن کے ذکر کا ہی انکار کیے بیٹھے ہیں[۱] (۳۶) انسان کو جلدبازی سے مرکب کیا گیا ہے، ہم اپنی نشانیاں تمہیں جلد ہی دکھادیں گے تو تم جلدی مت مچاؤ (۳۷) اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو (۳۸) کاش کہ کافر جان لیتے کہ جب وہ اپنے چہروں سے آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی (۳۹) بلکہ وہ اچانک ان کو آدبوچے گی تو ان کے ہوش کھودے گی پھر وہ نہ اس کو ٹال سکیں گے اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی[۲] (۴۰) اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے پھر ان کا مذاق اڑانے والوں پر وہی (عذاب) پلٹ پڑا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۴۱) پوچھیے کہ کون دن و رات رحمٰن سے تمہاری حفاظت کرتا ہے، بات یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے ذکر سے بھی منھ موڑے ہوئے ہیں[۳] (۴۲) یا ان کے معبود ہیں جو ان کو ہم سے بچاتے ہیں وہ خود اپنی مدد تو کر نہیں سکتے اور نہ ہماری طرف سے ان کا ساتھ دیا جاتا ہے (۴۳) البتہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو سامان عیش دیا یہاں تک کہ (اسی میں) انھوں نے لمبی لمبی عمریں گزاریں بھلا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے جارہے ہیں بھلا پھر وہ غالب آئیں گے[۴] (۴۴) کہہ دیجیے میں تو وحی کے ذریعہ تمہیں ڈراتا ہوں اور بہروں کو جب بھی ڈرایا جائے وہ بات سنتے ہی کب ہیں (۴۵)

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے باطل معبودوں کی بے حقیقتی بیان فرماتے تو وہ مشرکین آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اللہ کو نہیں مانتے جو سب کا معبود حقیقی ہے (۲) آج ان کو عذاب کی جلدی ہے اور جب عذاب آجائے گا تو ساری شیخی دھری رہ جائے گی، پہلے بھی رسولوں کو جھٹلانے والوں کا یہی انجام ہوچکا ہے (۳) یعنی رحمٰن کے غصہ اور عذاب سے تمہاری حفاظت کرنے والا دوسرا کون ہے محض اس کی رحمت واسعہ ہے جو فوراً عذاب نازل نہیں کرتا لیکن پھر بھی رحمٰن کی حفاظت کا ان کو احساس و اعتراف نہیں، عیش و عشرت میں پڑے ہوئے ہیں اور جب بھی کوئی نصیحت کی بات کی جاتی ہے تو منھ پھیر لیتے ہیں کہ کہاں یہ باتیں شروع کردیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے معبود ان کو بچالیں گے، ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ اپنے ہی کام نہیں آسکتے، شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ باپ دادا سے عیش کرتے چلے آئے ہیں، ابھی تک عذاب کا کوئی جھٹکا نہیں لگا ہے، اس لیے بے فکری میں مست ہیں لیکن کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا دائرہ تنگ ہوتا چلا جارہا ہے (۴) اس میں ایک اشارہ تو یہ ہے کہ اسلام پھیلتا جارہا ہے، جزیرۃ العرب آہستہ آہستہ اسلام کی آغوش میں آرہا ہے اور کفر و شرک کا دائرہ تنگ ہوتا جارہا ہے، اکثر مفسرین نے یہی مطلب لیا ہے دوسرا اشارہ اس کرہ ارض کے آہستہ آہستہ سمٹنے کی طرف بھی ہوسکتا ہے جدید سائنس اس کا اعتراف کرتی ہے۔

وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا
إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا
مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ
مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ
مُنكِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَ
كُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ
الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا
عَابِدِينَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿٥٥﴾
قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي
فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٦﴾ وَ
تَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ﴿٥٧﴾

منزل۴

ع۴

اور اگر ایک تھپیڑا بھی آپ کے رب کے عذاب کا ان کو چھو جائے تو ضرور یہی کہیں گے ہائے ہماری شامت یقیناً ہم ہی ناانصاف تھے (۴۶) اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازویں قائم کریں گے تو کسی پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کچھ ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے اور حساب لینے کو ہم کافی ہیں[1] (۴۷) اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کی چیز دی تھی اور وہ پرہیزگاروں کے لیے روشنی اور نصیحت تھی[2] (۴۸) جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے اور وہ قیامت کا خوف رکھتے تھے (۴۹) اور یہ مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے اتارا ہے تو کیا تم اس کے بھی منکر ہو (۵۰) اور پہلے ہم نے ابراہیم کو ان کے لائق سوجھ بوجھ عطا کی تھی اور ہم ان سے خوب واقف تھے (۵۱) جب انھوں نے اپنے والد اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو (۵۲) وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے (۵۳) انھوں نے فرمایا یقیناً تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی گمراہی میں رہے ہیں (۵۴) وہ بولے کیا واقعی تم ہمارے پاس حق لے کر آئے ہو یا یوں ہی تماشا کرتے ہو[3] (۵۵) فرمایا کیوں نہیں تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور میں اس پر گواہ ہوں (۵۶) اور (انھوں نے دل ہی دل میں کہا) اللہ کی قسم میں تمہارے چلے جانے کے بعد تمہارے بتوں سے ضرور ایک چال چلوں گا (۵۷)

---

(۱) یہ ترازویں اس طرح نصب کی جائیں گی کہ سب دیکھ لیں آج جبکہ سردی گرمی ناپنے اور باریک سے باریک اور ہلکی سے ہلکی چیز کے ناپنے کے آلات موجود ہیں اعمال کو ناپنے کا تصور کچھ بھی مشکل نہ رہا (۲) حق و باطل کا وہ ایک معیار تھا جس کو سامنے رکھ کر پرہیزگار روشنی اور نصیحت حاصل کر سکتے ہیں لیکن ان میں اکثریت نے کان نہیں دھرا، اور اب یہ ہدایت و نصیحت کی مبارک کتاب اتری ہے جو قیامت تک کے لیے حق و باطل کا معیار ہے، اب ماننا اور نہ ماننا تمہارا کام ہے (۳) اپنی قوم کے عقیدہ کے خلاف ابراہیم علیہ السلام کی بات سن کر وہ یہ کہنے لگے کہ تم سنجیدگی میں یہ بات کہہ رہے ہو یا کوئی مذاق ہے؟ اس پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرا عقیدہ ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾

منزل۴

پھر انھوں نے ان میں بڑے بت کے سوا سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے کہ شاید وہ اس سے رجوع کریں (۵۸) وہ بولے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے (۵۹) کچھ لوگوں نے کہا کہ ایک نوجوان کو ہم نے ان کا چرچا کرتے سنا ہے اس کو ابراہیم کہتے ہیں[1] (۶۰) وہ بولے اس کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تا کہ لوگ اچھی طرح دیکھ لیں (۶۱) انھوں نے پوچھا اے ابراہیم کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے (۶۲) فرمایا بلکہ ان کے اسی بڑے نے کی (ہوگی) بس اگر بولتے ہوں تو خود ہی ان سے پوچھ لو (۶۳) پھر انھوں نے اپنے دل ہی دل میں سوچا اور کہنے لگے کہ بے انصاف تو تم ہی ہو (۶۴) پھر ان کے سر جھک گئے (اور کہنے لگے) تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ بولتے نہیں[2] (۶۵) (ابراہیم نے) کہا تو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو تمہیں ذرا بھی نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان (۶۶) تف تم پر بھی اور ان پر بھی جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو کیا تم اتنی سمجھ نہیں رکھتے (۶۷) وہ بولے اگر تمہیں کچھ کرنا ہو تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (۶۸) (چنانچہ انھوں نے ان کو آگ میں ڈال دیا اور) ہم نے حکم دیا اے آگ! ابراہیم کے لیے ٹھنڈی ہو جا اور سراپا سلامتی بن جا (۶۹) اور انھوں نے ان کے ساتھ برا چاہا تھا مگر ہم نے ان ہی کو نقصان میں لا ڈالا (۷۰) اور ان کو اور لوط کو بچا کر ایسی جگہ پہنچا دیا جس میں جہانوں کے لیے برکت رکھی (۷۱) اور ان کو ہم نے اسحٰق اور مزید فضل کے طور پر یعقوب عطا کیے اور سب کو نیک بخت کیا (۷۲)

---

(۱) کوئی میلہ کا دن تھا، ساری قوم اس میں شریک ہونے چلی گئی، حضرت ابراہیم نے معذرت کر لی تھی، جب سب چلے گئے تو بت خانہ میں جا کر انھوں نے سارے بت توڑ ڈالے بڑا بت چھوڑ کر کلہاڑی اس کی گردن میں لٹکا دی، مقصد ان کا یہ تھا کہ لوگ اپنی آنکھوں سے بتوں کی بے بسی دیکھ لیں کہ جو خود اپنا دفاع نہیں کر سکتا وہ دوسروں کے کیا کام آئے گا اور بڑے بت کو چھوڑا اس لیے تا کہ جس طرح مسائل میں بڑے سے رجوع کیا جاتا ہے اس طرح اس سے رجوع کریں یا خود ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہنے کا موقع رہے کہ بڑا موجود ہے کلہاڑی اسی کی گردن میں پڑی ہے اسی سے پوچھو اور اس کے نتیجہ میں ان کی بے حقیقتی قوم کے سامنے آسکے، چنانچہ جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے ہو نہ ہو یہ ابراہیم ہی ہو سکتے ہیں جو پہلے ہی ان کو بے حقیقت بتایا کرتے تھے (۲) حضرت ابراہیم کے اس طریقہ سے وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے اور ان کے دلوں نے گواہی دی کہ قصور دراصل ہمارا ہی ہے، لیکن پرانے عقیدہ کو چھوڑنے کی جرأت نہیں ہوئی لاجواب ہو کر سر تو جھکا دیا لیکن کہا کہ ابراہیم تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ بولتے نہیں بس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صاف صاف حق بات پیش کرنے کا موقع مل گیا لیکن وہ قوم شرک پر جمی ہوئی تھی، سب کچھ دیکھ لینے کے بعد بھی حضرت ابراہیم سے انتقام لینے پر آمادہ ہو گئی ان کو آگ میں ڈال دیا مگر اللہ کے حکم سے وہ آگ گلزار بن گئی مگر پھر بھی سوائے ان کے بھتیجے حضرت لوط کے اور کوئی ایمان نہ لایا البتہ بادشاہ اس سے مرعوب ہو گیا اور اس نے مزید کوئی کارروائی نہ کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت لوط کو لے کر عراق سے ←

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۤءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۤئِثَ ۗ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۗ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۗ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾

منزل۴

اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ وہ ہمارے حکم سے راستہ بتاتے تھے اور ہم نے ان کو بھلائیاں کرنے، نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی بھیجی اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے (۷۳) اور لوط کو ہم نے حکم (یعنی نبوت) اور علم سے نوازا اور اس بستی سے ان کو نجات دی جہاں نہایت گندی حرکتیں ہوا کرتی تھیں بلاشبہ وہ بڑی بری نافرمان قوم تھی[۱] (۷۴) اور ان کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا، یقیناً وہ صالح لوگوں میں سے تھے (۷۵) اور نوح (کا تذکرہ کیجیے) پہلے جب انھوں نے پکارا تھا تو ہم نے ان کی دعا سن لی پھر ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی (۷۶) اور اس قوم پر ان کی مدد کی جس نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں، یقیناً وہ بری قوم تھی تو ہم نے ان سب کو ڈبو کر رکھ دیا (۷۷) اور داؤد وسلیمان (کو بھی یاد کیجیے) جب وہ دونوں کھیت کے بارے میں فیصلہ کررہے تھے جب اس میں لوگوں کی بکریاں رات کو روند گئیں اور ہم ان کے فیصلہ کے وقت[۲] موجود ہی تھے (۷۸) تو ہم نے سلیمان کو وہ فیصلہ سجھا دیا اور ہر ایک کو ہم نے حکم (یعنی نبوت) اور علم سے نوازا اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کردیا وہ اور پرندے (ان کے ساتھ) تسبیح کرتے تھے اور کرنے والے ہم ہی تھے[۳] (۷۹) اور ہم نے ان کو تمہارے لیے زرہ گری کا فن سکھایا تھا تاکہ تمہاری جنگوں میں وہ تمہاری حفاظت کرسکے تو کیا تم احسان مانتے ہو (۸۰) اور سلیمان کے لیے تیز چلتی ہوا کو (مسخر کردیا تھا) وہ ان کے حکم سے ایسی سرزمین تک چلتی تھی جس میں ہم نے برکت ڈالی تھی اور ہم ہر چیز کے خوب جاننے والے ہیں (۸۱)

← شام تشریف لے گئے، شام کو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بابرکت جگہ فرمایا گیا ہے۔

(۱) لوط علیہ السلام کی قوم اخلاقی انارکی اور ہم جنس پرستی میں مبتلا تھی، قرآن مجید میں کئی جگہ ان کی اس بداخلاقی اور پھر اس پر اللہ کے عذاب کا تذکرہ ہے (۲) قصہ یہ ہوا کہ کسی کی بکریاں ایک شخص کے کھیت کو رات میں گھس کر برباد کرگئیں، اس نے حضرت داؤد کی عدالت میں مقدمہ کیا، انھوں نے اپنی شریعت کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ کھیت کا جتنا نقصان ہوا اس کے بقدر بکریاں اس کو دے دی جائیں، اور وہ نقصان اتنا زیادہ ہوا تھا کہ اس کی بھرپائی میں ساری بکریاں چلی جائیں، حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میرے ذہن میں ایک اور بات بھی آتی ہے، وہ یہ ہے کہ کھیت والا اپنا کھیت بکری والے کو دے دے اور وہ اس میں محنت کرکے اس کو اسی طرح کردے جس طرح بکریوں کے تباہ کرنے سے پہلے تھا اور اس دوران بکری والا اپنی بکریاں کھیت والے کو دے دے جب تک کھیت اس کو واپس نہ مل جائے اس وقت تک کھیت والا بکریوں کا دودھ وغیرہ استعمال کرتا رہے، اس پر دونوں خوش ہوگئے، یہ ایک صلح کی صورت تھی اور حضرت داؤد کا فیصلہ قانون کے مطابق تھا اس لیے اللہ نے دونوں کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے دونوں کو علم اور حکمت سے نوازا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فیصلہ کرنے والا اگر مصالحت کی شکل نکال لے تو زیادہ بہتر ہے (۳) حضرت داؤد کو اللہ نے بڑی دلکش آواز دی تھی، جب وہ زبور پڑھتے اور اللہ کی حمد وثنا لحن کے ساتھ کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ تسبیح کرنے لگتے تھے، →

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

منزل۴

اور شیطانوں میں بھی کچھ (ان کے تابع کر دیئے تھے) جو ان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام کاج کرتے تھے اور ہم ہی نے ان کو تھام رکھا تھا[۱] (۸۲) اور ایوب (کا تذکرہ کیجیے) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ میں بڑی تکلیف میں مبتلا ہو گیا اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۸۳) پھر ہم نے ان کی دعا سن لی اور ان کی سب تکلیف دور کر دی اور ان کے گھر والے انھیں دے دیئے اور ان کے ساتھ اتنا ہی اور دیا اپنی خاص رحمت سے اور تاکہ عبادت گزاروں کے لیے نصیحت رہے[۲] (۸۴) اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل[۳] (کا تذکرہ کیجیے)، سب ہی صبر کرنے والے تھے (۸۵) اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا تھا یقیناً وہ صالح لوگ تھے (۸۶) اور مچھلی والے (کا بھی تذکرہ کیجیے) جب وہ غضب ناک ہو کر چلے گئے تو وہ سمجھے کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے بس تاریکیوں ہی میں (اللہ کو) پکار اٹھے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، میں ہی ظالموں میں تھا[۴] (۸۷) تو ان کی دعا بھی ہم نے سن لی اور ان کو گھٹن سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو ایسے ہی بچالیا کرتے ہیں (۸۸) اور زکریا (کا ذکر کیجیے) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے اور سب سے بہتر وارث[۵] تو آپ ہی ہیں (۸۹) تو ان کی دعا بھی ہم نے سن لی اور ان کو یحییٰ عطا کیے اور ان کے لیے ان کی بیوی کو ٹھیک کر دیا یقیناً وہ سب لوگ بھلے کاموں کو بڑھ چڑھ کر کیا کرتے تھے اور امید اور خوف میں ہمیں پکارا کرتے تھے اور ہمارے لیے خشوع رکھنے والے تھے (۹۰)

← لوہے کو بھی اللہ نے ان کے لیے نرم کر دیا تھا جس سے وہ زرہیں تیار کرتے تھے، حضرت سلیمان کے لیے ہوا مسخر تھی، مہینوں کا سفر وہ ہوا کے دوش پر گھنٹوں میں کر لیا کرتے تھے۔

(۱) کچھ سرکش اور شریر جناتوں کو بھی جو شیطانوں میں شامل تھے اللہ نے ان کے تابع کر دیا تھا وہ ان سے بھاری بھاری کام لیتے تھے جو انسانوں کے بس سے باہر ہوتے تھے، اس کی تفصیل سورۂ سبا میں آئے گی (۲) حضرت ایوب علیہ السلام سخت بیماری میں مبتلا ہوئے، مال و اولاد سب ختم ہو گئے مگر وہ صبر کرتے رہے اور دعا کرتے رہے بالآخر اللہ نے ان کو سب نعمتیں لوٹا دیں اور شفا دی اور مال اور اولاد کو دوگنا فرما دیا (۳) ذوالکفل کا تذکرہ صرف یہیں ایک جگہ پر آیا ہے، یہی لگتا ہے کہ وہ بھی نبی تھے، بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نبی تو نہیں تھے مگر اونچے درجے کے ولی تھے (۴) یہ حضرت یونس کا تذکرہ ہے جس کی تفصیل سورۂ یونس میں گزر چکی ہے کہ جب قوم نے ان کی بات نہ مانی تو وہ بددعا دے کر چلے گئے اور کہہ گئے کہ تین دن کے اندر عذاب آ جائے گا، ان کے جانے کے بعد قوم میں ڈر پیدا ہوا اور سب ایک میدان میں نکل کر گریہ وزاری کرنے لگے اللہ کو رحم آیا اور قوم کو عذاب سے بچا لیا گیا، ادھر حضرت یونسؑ کی اس جلدی چلے جانے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ان کی سرزنش ہوئی اور ایک مچھلی ان کو نگل گئی مگر وہ اللہ کے حکم سے محفوظ رہے اور اسی تاریکی اور تنگی میں مضطر ہو کر دعا کی اللہ نے ←

وَالَّتِيٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓي ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

ع ۶

منزل۴

اور (اس کو بھی یاد کیجیے) جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی اور ہم نے اس میں اپنے پاس سے روح پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو تمام جہانوں کے لیے ایک نشانی بنادیا(۱)(۹۱) یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو میری بندگی کرو (۹۲) اور انھوں نے اپنے درمیان اپنے معاملہ میں کانٹ چھانٹ کرڈالی (حالانکہ) سب کو لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے(۲)(۹۳) تو جو نیکیاں کرے گا اور وہ مومن ہوگا تو اس کی محنت کی ناقدری نہ ہوگی اور ہم اس کے لیے لکھنے والے ہیں (۹۴) اور ممکن نہیں جس بستی کو ہم نے ہلاک کرڈالا کہ وہ لوٹ کر آئیں (۹۵) یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے امنڈ پڑیں گے (۹۶) اور سچا وعدہ قریب آچکے گا تو بس کافروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (وہ کہیں گے) ہائے ہماری شامت یقیناً ہم ہی اس سے غافل تھے بلکہ ظالم ہم ہی تھے(۳)(۹۷) تم اور تم جس کی پوجا کرتے ہو یقیناً سب جہنم کا ایندھن ہیں، تمہیں وہاں جانا ہی ہے(۴)(۹۸) اگر یہ خدا ہوتے تو وہاں داخل نہ ہوتے جبکہ سب اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۹۹) وہاں وہ چیختے چلاتے ہوں گے اور وہاں ان کو (کان پڑی) آواز سنائی نہ دے گی (۱۰۰) بلاشبہ جس کو ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی مل گئی وہ لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱) اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور جو ان کی خواہش ہوگی اسی میں ہمیشہ رہیں گے(۵)(۱۰۲)

← دعا قبول فرمائی اور مچھلی نے ساحل پر آکر ان کو اُگل دیا اور وہ صحیح اپنی قوم کے پاس پہنچ گئے (۵) یعنی تمام امور آپ ہی کی طرف لوٹتے ہیں اور ہر چیز آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

(۱) حضرت مریم اور ان کے فرزند عیسیٰ جن کو بغیر باپ کے پیدا کرکے اللہ نے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنادیا (۲) اللہ بھی ایک اور شریعت کے بنیادی اصول بھی یکساں، ہر نبی نے توحید کی دعوت دی اور آخرت کی طرف متوجہ کیا لیکن لوگوں نے من مانی کرکے انتشار پیدا کیا اور الگ الگ راستے اختیار کرلیے (۳) یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی ایک نشانی ہے پھر اور نشانیاں بھی آتی جائیں گی اور لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (۴) پتھر کے جن بتوں کو پوجتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن بنیں گے تاکہ ان کی بے بسی تم دیکھ لو اور جسمانی عذاب کے ساتھ نفسیاتی عذاب کا مزہ بھی تمہیں چکھنا پڑے (۵) جہنم سے اہل حق کو اتنی دور رکھا جائے گا کہ اس کا احساس بھی ان کو نہ ہوا اور وہ جس طرح عیش کے ساتھ زندگی گزارنا چاہیں گزاریں۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا
فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ
الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا
لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ
اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ
الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ
وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا
الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾

منزل ۴

(اس دن کی) بڑی گھبراہٹ بھی ان کو غمگین نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کرنے آئیں گے (اور کہیں گے) یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳) جس دن ہم آسمان کو کتابی دفتر کی طرح لپیٹ دیں گے جس طرح شروع میں ہم نے اس کو بنایا تھا دوبارہ اسی طرح ہم اس کو کردیں گے، یہ ہمارے ذمہ ہے ہم کرکے رہیں گے (۱۰۴) اور ہم نے نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے [1] (۱۰۵) اس میں یقیناً عبادت گزار بندوں کے لیے پوری تبلیغ ہے [2] (۱۰۶) اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے [3] (۱۰۷) کہہ دیجیے کہ مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے تو کیا تم مانتے ہو؟ (۱۰۸) پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دیجیے تم سب کو برابر میں نے آگاہ کردیا اور میں نہیں جانتا کہ تم سے جس چیز کا وعدہ ہے وہ قریب ہے یا دور (۱۰۹) یقیناً وہ بلند آواز کی باتیں بھی جانتا ہے اور اس کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو [4] (۱۱۰) اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے آزمائش ہو اور ایک مدت تک کے لیے تھوڑا سامان ہے [4] (۱۱۱) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہا اے میرے رب تو ہی حق کے ساتھ فیصلہ کردے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے، اسی سے مدد چاہی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے رہتے ہو [5] (۱۱۲)

سورۂ حج

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو یقیناً قیامت کا بھونچال ایک بڑی چیز ہے (۱)

---

(۱) اہل ایمان بندوں سے یہ اللہ کا وعدہ تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ذریعہ ہوا، زمین کے بڑے حصہ پر عدل وانصاف قائم ہوا اور ایمان والے بندوں نے اس پر حکمرانی کی، اب یہ پیشین گوئی دوبارہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کے ذریعہ پوری ہوگی (۲) پوری دنیا ہلاکت کے راستہ پر پڑ گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نجات کا سامان کیا اور انسانوں کو انسانیت کا سبق دیا، کمزوروں اور مظلوموں کی فریادرسی سکھائی، عورتوں کو ان کا مقام بتایا، دوست دشمن سب آپؐ کی رحمت عامہ سے مستفید ہوئے یہاں تک چرند اور پرند بھی اس سے محروم نہ رہے اور آپؐ کے ذریعہ دیئے گئے احکامات کا سب کو فائدہ پہنچا (۳) نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت للعالمینی کے بیان کے ساتھ توحید کا بیان کیا جارہا ہے کہ ان کی رحمت عظیمہ کا لب لباب توحید ہے (۴) یعنی اگر تم نہیں مانتے تو دنیا میں آرام سے رہنا بھی ایک آزمائش ہے، کچھ دنوں کی بات ہے پھر عذاب الٰہی سے دوچار ہونا پڑے گا (۵) بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا اور یہی نبیوں کا طریقہ ہے وہ تمام معاملات اسی اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى
وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطٰنٍ مَّرِيدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ
وَيَهْدِيهِ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿۴﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ
فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ
مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَآءُ إِلٰٓى
أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا أَشُدَّكُمْ ۚ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ إِلٰٓى أَرْذَلِ الْعُمُرِ
لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ
هَامِدَةً فَإِذَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ
وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَأَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۶﴾

منزل۴

جس دن تم اس کو دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ عورت اپنے حمل کو ساقط کر دے گی اور آپ کو نظر آئے گا کہ لوگ مدہوش ہیں جبکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے البتہ اللہ کا عذاب ہے ہی بڑی سخت چیز[1] (۲) اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر جانے بوجھے جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے چل دیتے ہیں (۳) جس کے لیے طے شدہ ہے کہ جو کوئی اس کو دوست بنائے گا تو وہ اس کو بہکا دے گا اور بھڑکتی ہوئی (دوزخ کے) عذاب تک پہنچا دے گا (۴) اے لوگو! اگر تمہیں اٹھائے جانے میں شک ہے تو (غور تو کرو) ہم نے تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے ٹکڑے سے پھر بوٹی سے پیدا کیا[2] پوری طرح بنا کر اور پوری طرح نہ بنا کر بھی تاکہ تمہارے لیے ہم بات کھول دیں اور رحموں میں ہم جس کو جتنا چاہتے ہیں ایک متعین مدت تک کے لیے ٹھہراتے ہیں پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں تاکہ پھر تم بھری جوانی کو پہنچ جاؤ اور تم میں بعض اٹھا لیے جاتے ہیں اور بعض نکمی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں کہ جانتے بوجھتے بھی کچھ سمجھتے نہیں[3] اور زمین کو تم دیکھو گے کہ وہ خشک ہے پھر جب ہم نے اس پر بارش کی تو لہلہا گئی اور برگ و بار لائی اور ہر قسم کے خوش منظر پودے اس نے اگا دیئے[4] (۵) یہ (سب اسی لیے ہے) کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر زبردست قدرت رکھتا ہے[5] (۶)

---

(۱) یہ قیامت کی ہولناکیوں کا بیان ہے پھر آگے شیطان کی بات ماننے والوں کے سخت انجام کا ذکر ہے (۲) جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کو مشکل سمجھتے ہیں ان سے کہا جا رہا ہے کہ اپنی تخلیق پر ہی غور کر لو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح حیرت انگیز مرحلوں سے گزار کر تمہیں اس منزل تک پہنچایا، تمہارا وجود نہ تھا، تمہیں عدم سے وجود بخشا، جان ڈالی، بھلا جو عدم سے وجود میں لا سکتا ہو اس کے لیے دوبارہ اٹھا کر کھڑا کر دینا کیا مشکل ہے؟! (۳) بچہ مکمل ہو کر ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے اور کبھی نامکمل بھی رہ جاتا ہے اور حمل ساقط ہو جاتا ہے یا اسی نقص کے ساتھ وہ پیدا ہوتا ہے، یہ سب اس کی نشانیاں ہیں، پھر پیدا ہونے والے کبھی بچپن ہی میں فوت ہو جاتے ہیں ورنہ جوانی کو پہنچتے ہیں اور بعض بعض اتنے طویل العمر ہوتے ہیں کہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے سیکھا ہوتا ہے وہ فراموش ہو جاتا ہے اور ان کی کیفیت بچوں کی سی ہو جاتی ہے، حدیث میں ایسی نکمی عمر سے پناہ مانگی گئی ہے (۴) بعث بعد الموت کی نشانیوں میں سے یہ اہم نشانی ہے کہ بالکل مردہ زمین میں ایک بارش سے کیسی جان پڑ جاتی ہے تو جو اللہ مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے کیا وہ ایک انسان کو مرنے کے بعد نہیں جلا سکتا؟! (۵) یعنی یہ سارے واقعات اللہ کی قدرت حکمت اور وحدانیت کے دلائل ہیں۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝

منزل۴

اور قیامت آکر رہے گی اس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ ان سب کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں (۷) اور کچھ لوگ وہ ہیں جو علم اور ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں (۸) اِترا اِترا کر، تاکہ اللہ کے راستہ سے پھیر دیں، ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور قیامت کے دن جلانے والے عذاب کا ہم ان کو مزہ چکھائیں گے[۱] (۹) یہی (بدلہ) ہے اس کا جو تم نے اپنے ہاتھوں بھیجا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا (۱۰) اور کچھ لوگ وہ ہیں جو دور ہی دور سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی دنیاوی فائدہ حاصل ہوا تو اس سے مطمئن ہو گئے اور اگر آزمائش پڑی تو الٹے پھر گئے، انھوں نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی اور یہی تو کھلا ہوا نقصان ہے[۲] (۱۱) اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ اور یہی پرلے درجہ کی گمراہی ہے (۱۲) ایسوں کو پکارتے ہیں جن کا نقصان نفع سے زیادہ قریب ہے، یقیناً وہ برے مددگار اور برے ساتھی ہیں[۳] (۱۳) یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یقیناً اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۴) جو سمجھتا ہے کہ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی مدد کرے گا ہی نہیں تو وہ کسی ذریعہ سے آسمان تک پہنچ جائے پھر سلسلہ (وحی و نصر) کاٹ دے تو دیکھے کہ اس کی تدبیر سے اس کا غصہ ٹھنڈا پڑا[۴] (۱۵)

---

(۱) کھلی ہوئی دلیلوں کو سننے کے باوجود بہت سے لوگ محض ضد اور عناد میں جھگڑتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں، نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ حجت، اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر کے رہے گا اور آخرت کا عذاب مستزاد ہے، اس میں خاص طور پر مشرکین مکہ کا ذکر ہے کہ انھوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن بالآخر اللہ نے ان کو رسوا کیا (۲) ہجرت کے بعد متعدد ایسے واقعات پیش آئے کہ بعض لوگ دنیاوی منافع کے لیے ایمان لائے لیکن جب ان کی توقع پوری نہ ہوئی تو پھر کفر میں لوٹ گئے عام طور پر منافقین نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا جدھر فائدہ دیکھتے ادھر ہو لیتے ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے (۳) یعنی جن کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں ان کا نفع موہوم ہے اور نقصان فوری اور لازمی ہے اور قیامت میں شرک کرنے والے بھی ان شریکوں کے بارے میں کہیں گے کہ "لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ" (۴) اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائے تو اللہ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی آ رہی ہے اس کو جا کر کاٹ دے، اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں، بس تو اپنے غصہ میں گھٹ گھٹ کر مرے، اور چونکہ عربی میں گلا گھونٹ کر خودکشی کرنے کے لیے بھی یہ تعبیر استعمال ہوتی ہے، اس لیے اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے، یعنی جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا تو اب وہ غصہ اور جھنجھلاہٹ میں پڑا رہے گا، تو وہ خودکشی کر کے دیکھ لے کہ اس کا غصہ ٹھنڈا پڑا یا نہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى
وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ
الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ
عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۱۸﴾ ۞ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ
فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾
وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا
مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾
اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ
اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

منزل۴

اور اسی طرح ہم نے اس کو کھلی آیتوں اتارا ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے (۱۶) بلاشبہ جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی[1] اور نصرانی اور مجوسی[2] اور جو شرک کرنے والے ہیں یقیناً اللہ قیامت کے دن ان سب کا فیصلہ کردے گا، بلاشبہ ہر چیز اللہ کے سامنے ہے[3] (۱۷) بھلا آپ نے نہیں دیکھا کہ سب ہی اللہ کے لیے سجدہ ریز ہوتے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان بھی[4] اور بہت سے وہ ہیں جو عذاب کے مستحق ہوچکے اور جس کو اللہ ذلیل کردے اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا، یقیناً اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے (۱۸) یہ دو فریق ہیں[5] جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑے تو جنھوں نے انکار کیا ان کے لیے آگ کا لباس تیار کیا گیا ہے ان کے سر کے اوپر سے کھولتا پانی ڈالا جائے گا (۱۹) اس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰) اور ان کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے (۲۱) جب بھی تکلیف سے وہ نکلنا چاہیں گے اسی میں ڈھکیل دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلتی آگ کا مزہ چکھو (۲۲) بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی سے سجایا جائے گا اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا (۲۳)

---

(۱) یہ ایک فرقہ تھا جو ستاروں کو پوجتا تھا، حرّان اس کا خاص مرکز تھا، حضرت عیسیٰ کے بعد ان میں عیسائیت بھی پھیلی لیکن ایک تعداد پرانے مذہب پر آخر تک قائم رہی (۲) یہ لوگ آگ کو پوجتے ہیں اور دو خالق مانتے ہیں ایک خیر کا جس کا نام یزداں ہے اور دوسرا شر کا جس کا نام اہرمن ہے (۳) اس آیت میں صاف صاف کہہ دیا گیا کہ قیامت میں سب کی قلعی کھل جائے گی، سب اللہ کے سامنے ہیں، جنھوں نے اللہ کو مانا وہ کامیاب ہوں گے ورنہ اپنے کیے کی سزا ان کو بھگتنی پڑے گی (۴) اللہ کی سب مخلوق اللہ کی حمد وثنا میں اور سجود میں لگی ہے، ہم اس کو سمجھ نہیں پاتے وہ اللہ کی اطاعت سے ذرا انحراف نہیں کرتی، اللہ نے جس کو جس کام پر لگا دیا وہ اس میں مشغول ہے البتہ انسانوں میں بہت سے بات ماننے والے اور اللہ کے آگے جھکنے والے بھی ہیں اور بہت سے سرکش بھی (۵) ایک فریق ایمان والوں کا اور ایک انکار کرنے والوں کا۔

وَهُدُوٓا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖ وَهُدُوٓا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَالْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾

ع ۳

منزل ۴

اوران کو پاکیزہ کلام کی ہدایت ملی اور قابل ستائش ذات کا راستہ ملا (۲۴) بیشک جنھوں نے کفر کیا اور وہ اللہ کے راستہ سے اور اس مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے (تمام) لوگوں کے لیے بنایا ہے وہاں کے رہنے والے ہوں یا دور سے آنے والے سب برابر ہیں اور جو اس میں شرارت سے کجی کا ارادہ بھی کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے[1] (۲۵) اور جب ہم نے ابراہیم کو بیت (اللہ) کی جگہ بتادی[2] (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھنا (۲۶) اور لوگوں میں حج کی منادی کردو، وہ پیدل بھی آئیں گے اور ایسی دبلی پتلی اونٹنیوں پر بھی آئیں گے جو ہر دور دراز راستوں سے چلی آتی ہوں گی (۲۷) تاکہ وہ اپنے فائدوں کے لیے حاضر رہیں اور معلوم دنوں میں چوپایوں میں سے ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں دیئے ہیں تو اس میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ[3] (۲۸) پھر انھیں چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کرلیں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم (ترین) گھر کا اہتمام کے ساتھ طواف کریں (۲۹) یہ ہے (اللہ کا حکم) اور جو بھی اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ادب کی چیزوں کی عظمت رکھتا ہے تو یہ اس کے لیے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے اور چوپائے تمہارے لیے حلال کیے گئے ہیں سوائے ان کے جن کو بتایا جاتا رہا ہے تو بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ بات سے بچو[4] (۳۰)

---

(۱) کعبہ اور مقامات حج عرفات مزدلفہ اور منیٰ سب تمام لوگوں کے لیے برابر ہیں، ہر ایک ایمان والے کو وہاں آنے کا حق ہے پھر اگر کوئی کسی کو روکتا ہے اور غلط ارادے کرتا ہے تو اس کے لیے سخت سزا ہے، یہ خاص طور پر اس محترم جگہ کے احترام کی بات ہے کہ وہاں گناہ کا ارادہ بھی گناہ ہے (۲) بیت اللہ حضرت ابراہیم سے پہلے ہی تعمیر ہو چکا تھا مگر پھر آہستہ آہستہ اس کے نشانات مٹ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو وہ جگہ بتائی اور پھر انھوں نے اپنے صاحبزادہ اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس کو تعمیر کیا اور اللہ کے حکم سے حج کی ندا لگائی جو اللہ نے دنیا کے کونے کونے میں پہنچادی، وہ دن ہے اور آج کا دن ہزاروں لاکھوں آدمی بے ساختہ کھنچے چلے آتے ہیں، بار بار آتے ہیں اور سیری نہیں ہوتی، اچھی سواریاں نہ بھی میسر ہوں تو معمولی سواریوں سے آتے ہیں، ''دبلی پتلی اونٹنیوں'' میں اس کی طرف اشارہ ہے اور دور دراز سے سفر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طویل مسافت ان کو دبلا کردیتی ہے (۳) اصل تو اخروی فوائد ہیں مگر ساتھ ساتھ اور بھی فوائد حاصل ہو جاتے ہیں اور حج میں قربانی کی بڑی اہمیت ہے اس لیے خاص طور سے اس کو بیان فرمایا اور گوشت کا مصرف بھی بیان فرمادیا کہ خود بھی کھاؤ اور غریبوں کو بھی کھلاؤ اور خاص طور سے اللہ کا نام لینے کا ذکر فرمایا کہ ان دنوں میں ذکر کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ کے نام پر قربانی کرنا بڑے اجر کی بات ہے، قربانی کے بعد بال بنوا لیے جائیں ناخن ترشوا لیے جائیں اور سب میل کچیل صاف کرلیا جائے، حلق کرانے کے بعد پھر طواف زیارت ہے جو فرائض حج میں سے ہے، آگے اس کا تذکرہ کیا جارہا ہے (۴) قربانی کی مناسبت سے بات صاف کردی گئی کہ جن جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ کر اس کو حرام سمجھا جاتا ہے وہ سب اپنی طرف سے گڑھی ہوئی ←

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

ع

منزل۴

خالص اللہ کے ہو کر اس کے ساتھ شریک نہ کر کے، اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا تو گویا وہ آسمان سے گرا تو پرندوں نے اسے نوچ ڈالا یا ہوا نے اس کو کہیں دور لے جا کر پھینک دیا[۱] (۳۱) یہی (بات) ہے اور جس نے شعائر اللہ کی تعظیم کی تو یقیناً یہ دل کے تقویٰ کی بات ہے[۲] (۳۲) ان (جانوروں) میں تمہارے لیے ایک متعین مدت تک کے لیے فوائد ہیں پھر بیت عتیق کے قریب ان کو پہنچنا ہے[۳] (۳۳) اور ہر قوم کے لیے ہم نے قربانی رکھی ہے تاکہ وہ ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو انھیں اللہ نے دیئے ہیں (اور قربانی کریں) بس تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے تو اسی کے لیے جھک جاؤ اور عاجزی اختیار کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے (۳۴) جن کا حال یہ ہے کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہیں اور جو تکلیف ان کو پہنچتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم رکھنے والے ہیں اور ہم نے جو رزق ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں (۳۵) اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ میں سے بنایا ہے، ان میں تمہارے لیے بھلائی ہے تو ان کو صف بہ صف کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو پھر جب وہ اپنے پہلو کے بل گر جائیں تو ان میں سے کھاؤ اور صبر سے بیٹھ رہنے والوں کو بھی کھلاؤ اور بے قراری دکھانے والوں کو بھی، اسی طرح ہم نے ان کو تمہارے قابو میں دے دیا ہے تاکہ تم احسان مانو[۴] (۳۶) اللہ کو ان کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا، ہاں اس کو تو تمہارے (دل) کا تقویٰ پہنچتا ہے[۵]، اللہ نے اسی طرح ان کو تمہارے قابو میں کر دیا ہے تاکہ تمہیں اللہ نے جو ہدایت عطا فرما دی اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور آپ بہتر کام کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے[۶] (۳۷)

← باتیں ہیں، اللہ نے جو جانور حلال کیے ہیں سورۂ مائدہ میں ان کو بتایا جا چکا ہے وہ سب حلال ہیں تو بتوں کی نجاست سے بھی بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بھی بچو۔
(۱) ایمان کی مثال آسمان سے دی گئی ہے، جس نے شرک کیا گویا وہ آسمان سے گرا اور خواہشات نے اس کو نوچ ڈالا پھر شیطان نے کہیں دور لے جا کر پھینک دیا (۲) شعائر اللہ سے وہ چیزیں مراد ہیں جو اللہ سے خاص نسبت رکھتی ہیں، مقامات حج بطور خاص اس میں داخل ہیں (۳) بیت عتیق سے یہاں سارا حرم مراد ہے، قربانی کا جانور وہاں پہنچا کر قربانی کیا جاتا ہے اور جب تک اس کو قربانی کے لیے خاص نہ کیا جائے اس سے دوسرے فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں پھر آگے اسی قربانی کی مناسبت سے وضاحت فرما دی کہ صرف اللہ ہی کے لیے ہونی چاہیے اگر اس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا تو یہ شرک ہے (۴) قربانی کے جانوروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے اس لیے کہ اللہ کے نام پر ان کو ذبح ہونا ہے، اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ نحر ہے، اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اور ایک ہاتھ اس کا باندھ کر اس کے سینہ پر زخم لگایا جاتا ہے تاکہ سارا خون نکل جائے بس پھر وہ گر پڑتا ہے اس کے بعد اس کے ٹکڑے کر کے کھاؤ اور ہر طرح کے ضرورت مندوں کو کھلاؤ جو اپنی ضرورت ظاہر نہ کرتے ہوں اور قانع رہتے ہوں ان کو بھی اور جو ضرورت ظاہر کر دیں ان کو بھی (۵) قربانی کا فلسفہ بیان کر دیا گیا، گوشت کھانا کھلانا اور خون بہانا ←

إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

منزل۴

یقیناً اللہ ایمان والوں کی پشت پناہی فرماتا ہے، اللہ کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں فرماتا (۳۸) جن (مسلمانوں) سے جنگ کی جارہی ہو ان کو بھی اب (جنگ کی) اجازت دی جاتی ہے اس لیے کہ ان پر بہت ظلم ہو چکا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے[۱] (۳۹) جن کو ناحق ان کے گھروں سے صرف اس لیے نکالا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کا زور ایک دوسرے سے گھٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور کلیسا اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا خوب نام لیا جاتا ہے مٹا کر رکھ دیئے جاتے اور جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا بلاشبہ اللہ پوری طاقت رکھتا ہے زبردست ہے[۲] (۴۰) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں زور عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے[۳] (۴۱) اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ سے پہلے نوح کی قوم اور عاد وثمود بھی (اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں (۴۲) اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم بھی (۴۳) اور مدین والے بھی، اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر ان کو دھر پکڑا تو میری سزا کیسی سخت ہوئی (۴۴) تو کتنی بستیوں کو ہم نے ہلاک کردیا کہ وہ ظلم پر کمر بستہ تھیں تو وہ چھتوں کے بل گری پڑی ہیں اور کتنے کنویں بیکار اور کتنے مضبوط محلات (کھنڈر) پڑے ہیں (۴۵) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہوتے جن سے وہ غور کر سکتے یا کان ہوتے جن سے وہ سن سکتے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں (۴۶)

← مقصود نہیں ہے، اصل مقصود اللہ کی رضا اور جذبہ قربانی ہے (۶) ہر کام بہتر طریقہ پر ہو یہاں تک کہ ذبح کا عمل بھی بہتر طریقہ پر کیا جائے جس کا حدیث میں یوں حکم دیا گیا کہ جب تم میں کوئی ذبح کرے تو چھری تیز کرلے اور ذبیحہ کو آرام دے (اس کو تکلیف نہ پہنچائے)۔

(۱) مسلمان مکہ مکرمہ میں تیرہ سال ظلم وستم سہتے رہے مگر ان کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دی گئی، ہجرت کے بعد یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی جارہی ہے اور اس سے پہلے یہ خوش خبری بھی دے دی گئی کہ اللہ مسلمانوں ہی کی پشت پناہی فرمائے گا، غزوہ بدر میں اس کا پہلا مظاہرہ سامنے آیا جب ایک ہزار نے تین سو تیرہ نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں اللہ کی مدد سے شکست کھائی (۲) اس میں جہاد کی حکمت بیان فرمائی گئی ہے، تمام انبیاء نے اللہ کی عبادت کے لیے عبادت گاہیں بنائیں، حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں نے خانقاہیں اور کلیسا تعمیر کیے جن کو صومعہ اور بیعہ کہا جاتا ہے، حضرت موسیٰ کے پیروؤں نے جو عبادت گاہیں بنائیں ان کو ''صلوات'' کہا گیا ہے اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو مسجد کہا جاتا ہے، اپنے اپنے زمانوں میں اگر اہل حق کو مقابلہ کی اجازت نہ ہوتی تو یہ سب عبادت گاہیں مسمار کردی جاتیں اور ان کا نام ونشان مٹ جاتا، یہاں یہ وضاحت بھی کردی گئی اور عبادت گاہوں میں کم ہی اللہ کا نام لیا گیا البتہ مسجدوں میں اللہ کا خوب نام لیا جاتا ہے (۳) اس آیت میں جہاد کا مقصد واضح کیا گیا ہے کہ طاقت کا حصول حکومت وسلطنت کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے نظام کو جاری کرنے کے لیے ہے۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾

ع ۴

منزل ۴

اور آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا اور آپ کے رب کے پاس ایک دن تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کی طرح ہے (۴۷) اور کتنی ایسی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ڈھیل دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر ہم نے ان کو دبوچ لیا اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے[۱] (۴۸) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تو تمہارے لیے کھل کر ڈرانے والا ہوں (۴۹) تو جو ایمان لائے اور انھوں نے بھلے کام کیے ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے (۵۰) اور جو ہماری آیتوں کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے ہیں وہی لوگ جہنمی ہیں[۲] (۵۱) اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول اور نبی بھیجے جب وہ پڑھتے تو شیطان ان کی پڑھی ہوئی چیز میں شبہ ڈال دیتا تو شیطان جو شبہ ڈالتا ہے اللہ اس کو دور فرما دیتا ہے پھر اللہ اپنی آیتوں کو مستحکم فرما دیتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حکمت رکھتا ہے[۳] (۵۲) تاکہ شیطان جو وسوسہ ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لیے آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں روگ ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور یقیناً ظالم لوگ آخری درجہ کی مخالفت میں لگے ہیں (۵۳) اور تاکہ اہل علم جان لیں کہ وہ آپ کے رب کی جانب سے حق ہی ہے تو وہ اس پر ایمان لے آئیں پھر ان کے دل اس کے لیے جھک جائیں اور بیشک اللہ ایمان والوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہی ہے (۵۴) اور کافر برابر اس کے بارے میں شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ اچانک ان پر قیامت آجائے گی یا ان پر اس دن کا عذاب آپہنچے گا جس میں خلاصی کی کوئی صورت نہیں (۵۵)

---

(۱) گزشتہ قوموں کے نمونے ان کے پاس ہیں، ڈھیل سب کو ملی لیکن کوئی بچ نہ سکا اس کے باوجود بھی یہ عذاب کی جلدی کرتے ہیں جبکہ حساب وکتاب کا دن بڑا سخت ہے اور دنیا کے شمار کے اعتبار سے اس کی مدت ایک ہزار سال کی ہے (۲) اللہ کی نشانیوں کو نیچا دکھانے کی کوشش ہر دور میں ہوئی ہے، آج بھی بڑی بڑی طاقتیں اسی میں لگی ہیں لیکن انھیں اپنے انجام کی خبر نہیں قرآن مجید نے ان کو جہنمی ہونے کا اعلان کیا ہے، دنیا میں خواہ بچ کر نکل جائیں لیکن دوزخ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے (۳) قرآن مجید کی آیتوں میں مشرکین کے دلوں میں شیطان طرح طرح کے شبہات پیدا کرتا، تو اللہ تعالیٰ آیات محکمات سے ان کو دور فرما دیتا ہے بس وہ متشابہ آیات نہ ماننے والوں کے لیے آزمائش ہیں اور وہ ان کو لے کر طرح طرح کی الٹی سیدھی باتیں نکالتے اور کہیں سے کہیں پہنچا دیتے ہیں اور ماننے والے اس کو حق سمجھتے ہیں اسی کو دوسری جگہ اسی طرح فرمایا ﴿هُوَ الَّذِیٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ وہی وہ ذات ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری، اس میں محکم آیتیں ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں بس جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگتے ہیں فتنہ کی خواہش میں اور اس کا مطلب جاننے کی خواہش میں جبکہ اس کا مطلب صرف اللہ ہی جانتا ہے اور پختہ ←

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ
هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ
اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ
ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ
فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾

منزل۴

اس دن بادشاہت صرف اللہ کی ہے[1]، ان کے درمیان وہی فیصلہ فرمائے گا تو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے وہ نعمتوں کی جنتوں میں ہوں گے (۵۶) اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ایسوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے (۵۷) اور جنھوں نے اللہ کے راستہ میں گھربار چھوڑا پھر وہ مارے گئے یا وفات پا گئے ان کو اللہ ضرور اچھا رزق عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۵۸) وہ ایسی جگہ ان کو ضرور داخل فرمائے گا کہ وہ اس سے خوش ہو جائیں گے اور بیشک اللہ خوب جانتا ہے تحمل رکھتا ہے (۵۹) یہ تو ہے ہی اور جس نے اتنا ہی بدلہ لیا جتنی اس کو تکلیف پہنچائی گئی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اس کی مدد فرمائے گا بلاشبہ اللہ بہت معاف کرنے والا بڑی مغفرت فرمانے والا ہے[2] (۶۰) یہ اس لیے کہ اللہ ہی ہے جو رات کو دن پر لاتا ہے اور دن کو رات پر لاتا ہے اور اللہ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے[3] (۶۱) یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا وہ جس کو پکارتے ہیں وہ باطل ہیں اور اللہ ہی بلند ہے بڑا ہے (۶۲) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اوپر سے پانی برسایا تو زمین ہری بھری ہو جاتی ہے بیشک اللہ بڑا مہربان ہے خوب خبر رکھتا ہے (۶۳) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اللہ ہی ہے جو بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے[4] (۶۴)

← علم رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے، سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے اور نصیحت ہوش والے ہی حاصل کرتے ہیں۔

(۱) اس دن ظاہری طور پر بھی کسی کو کوئی تصرف کرنے کا حق نہ ہوگا (۲) مکہ میں تیئس سال پوری طرح ہاتھ روک کر رکھنے کا حکم تھا پھر مدینہ طیبہ میں مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی، اب یہاں جو بھی ظلم کرے مظلوم کو بدلہ لینے کا حق دیا جا رہا ہے مگر اتنا ہی جتنا اس پر ظلم ہوا ہو اور اوپر اللہ کی صفت حلیم کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا گیا کہ معاف کر دینا بہتر ہے، بدلہ لینے کے بعد اگر ظالم پھر زیادتی کرتا ہے تو اللہ کی مدد کا وعدہ ہے (۳) جو اتنی بڑی قدرت والا ہے کیا وہ اس پر قادر نہ ہوگا کہ وہ ایک مظلوم قوم یا مظلوم شخص کی مدد کرے، آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام میں داخل فرما دے گا، آگے بنجر زمین پر بارش کی مثال دے کر یہ اشارہ بھی ہے کہ جلد ہی وہ کفر کی خشک و ویران زمینوں کو اسلام کی بارش سے سبزہ زار بنا دے گا (۴) جب وہ ہر چیز کا مالک ہے تو جو چاہے کرے البتہ وہ کرتا وہی ہے جو سراپا حکمت و مصلحت ہو، اس کے تمام افعال قابل تعریف ہیں اور اس کی ذات تمام خوبیوں اور صفات حمیدہ کی جامع ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي
فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ
إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي
أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾
لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي
الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾
وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾ اللَّهُ
يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ
تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ
إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا
لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ
مِن نَّصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي
وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ
يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ
النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾

ع ٩ / ١٦

منزل ۴

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی نے زمین کی ساری چیزوں کو تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور کشتیوں کو بھی جو سمندر میں اسی کے حکم سے چلتی ہیں اور آسمان کو اسی نے تھام رکھا ہے کہ زمین پر آنہ پڑے ہاں مگر (جب) اسی کا حکم ہو، بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (٦٥) اور وہی ہے جس نے تمہیں زندگی بخشی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ (دوبارہ) تمہیں زندہ کرے گا، یقیناً انسان بڑا ناشکرا ہے (٦٦) ہر امت کے لیے ہم نے بندگی کا ایک طریقہ رکھا ہے وہ اسی پر چل رہے ہیں تو اس مسئلہ میں ان کو آپ سے جھگڑنا نہ چاہیے اور آپ تو اپنے رب کی طرف بلاتے جائیے یقیناً آپ ہی سیدھے راستہ پر ہیں[2] (٦٧) اور اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو کہہ دیجیے کہ تم جو کر رہے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے (٦٨) تم جن باتوں میں اختلاف کر رہے ہو قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان اس مسئلہ میں فیصلہ کر دے گا (٦٩) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ سب جانتا ہے، یہ سب کتاب میں موجود ہے بلاشبہ یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے[3] (٧٠) اور وہ اللہ کو چھوڑ کر (دوسروں کی) عبادت کرتے ہیں جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور جس کا ان کو علم بھی نہیں اور ناانصافوں کا کوئی مددگار نہیں (٧١) اور جب ان کے سامنے صاف صاف ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو آپ کافروں کے چہروں پر ناگواری محسوس کریں گے، لگتا ہے کہ وہ ان لوگوں پر حملہ ہی کر بیٹھیں گے جو ان کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ میں اس سے ناگوار چیز نہ بتادوں؛ آگ ہے جس کا وعدہ اللہ نے کافروں سے کر رکھا ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے[4] (٧٢)

---

(١) یہ محض اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے زمین آسمان چاند سورج ستارے اور تمام مخلوق کو انسان کے کام پر لگا رکھا ہے، فضا میں سب بغیر سہارے کے گردش کر رہے ہیں ذرا بھی کوئی ادھر سے ادھر ہو جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور جب اللہ کا حکم ہوگا اور قیامت آئے گی تو سب کچھ ختم ہو جائے گا اس کی منظر کشی دوسری آیتوں میں موجود ہے (٢) تمام انبیاء نے توحید کی دعوت دی اور دین کے بنیادی اصول سب کے یکساں رہے ہیں البتہ بندگی کی صورتیں مختلف زمانوں میں مختلف رہی ہیں، جن کے موافق وہ امتیں ایک اللہ کی عبادت کرتی رہی ہیں، آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لیے بھیجا گیا اور ایک خاص شریعت دی گئی لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا، سوائے اللہ کے کسی کی عبادت کو مقرر نہیں کیا گیا اس لیے توحید جیسے متفق علیہ کاموں میں جھگڑنا کسی کو کسی حال میں زیبا نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ اگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے تو آپ اپنا کام کیے جائیے اور ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ کر دیجیے ایسے ضدی لوگوں کا علاج اللہ کے پاس ہے (٣) ہر چیز کا وجود اللہ کے علم سے وابستہ ہے اور سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے (٤) بعضے وہ ہیں کہ توحید کی بات سن کر آگ بگولہ ہونے لگتے ہیں اور لگتا ہے کہ دعوت دینے والوں پر حملہ ہی کر بیٹھیں گے اور ایسا کر بھی جاتے ہیں، ان سے کہا جا رہا ہے کہ آگے کی فکر کرو اور اپنی سوچو کہ شرک کے نتیجہ میں تمہارا کیا انجام ہونے والا ہے؟!

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿۷۴﴾ ٱللَّهُ يَصْطَفِى مِنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ ٱلنَّاسِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى ٱللَّهِ تُرْجَعُ ٱلْأُمُورُ ﴿۷۶﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱرْكَعُوا۟ وَٱسْجُدُوا۟ وَٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمْ وَٱفْعَلُوا۟ ٱلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿۷۷﴾ وَجَٰهِدُوا۟ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦ ۚ هُوَ ٱجْتَبَىٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَٰهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِى هَٰذَا لِيَكُونَ ٱلرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِٱللَّهِ هُوَ مَوْلَىٰكُمْ ۖ فَنِعْمَ ٱلْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ ٱلنَّصِيرُ ﴿۷۸﴾

السجدۃ عند الشافعی

ع ۱۰

منزل ۴

اے لوگو! ایک مثال دی گئی ہے تو اسے غور سے سنو، جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے خواہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان کی کوئی چیز لے اڑے تو اس سے چھین بھی نہیں سکتے، لچر ہے ایسا مانگنے والا بھی اور وہ بھی جس سے مانگا جا رہا ہے[1] (۷۳) انھوں نے اللہ کو جیسا پہچاننا چاہیے تھا نہ پہچانا بیشک اللہ تو بڑی طاقت والا زبردست ہے[2] (۷۴) اللہ فرشتوں میں بھی قاصد چنتا ہے اور انسانوں میں بھی، بیشک اللہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۷۵) ان کے آگے پیچھے ہر چیز سے وہ واقف ہے اور سب کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (۷۶) اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلے کام کرو شاید تم مراد کو پہنچو (۷۷) اور اللہ کے راستہ میں جیسا چاہیے کوشش کرتے رہو، اسی نے تمہیں منتخب کیا ہے اور تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی، اپنے باپ ابراہیم کی ملت (پر قائم رہو) انھوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا، پہلے (کتابوں میں) بھی اور اس (کتاب) میں بھی تا کہ رسول تم پر گواہ بنیں اور تم لوگوں پر گواہ[3] بنو تو نماز قائم رکھو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو وہی تمہارا کارساز ہے تو کیا خوب کارساز ہے اور کیا خوب مددگار ہے (۷۸)

(۱) مکھی ایک نہایت معمولی اور حقیر جانور ہے، اس کی مثال دی جا رہی ہے کہ جن کو اللہ کے ساتھ شریک کیا جا رہا ہے وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور بتوں کا حال یہ ہے کہ اگر مکھی ان پر بیٹھ جائے تو اُڑا بھی نہیں سکتے، ایسوں سے مانگنا کیسی شرمناک اور بے عقلی کی بات ہے (۲) شرک کی برائی کرنے کے بعد اہل ایمان کو خطاب کیا جا رہا ہے کہ تم اپنے اصل کام میں لگے رہو، صرف اپنے رب کی بندگی کرو اسی کے آگے پیشانی ٹیکو اور اسی کی رضا کے لیے دوسرے بھلائی کے کام کرتے رہو اور اس کی کوشش میں لگے رہو، تمہارا نام مسلم رکھا گیا اور تم سے پہلے بھی نبیوں کے ماننے والے مسلم ہی تھے مگر یہ لقب تمہارا ہی ٹھہرا تو اس کی لاج رکھو (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مومنوں کے حق میں گواہی دیں گے کہ یہ لوگ ایمان لائے تھے اور مسلمان دوسری امتوں کے بارے میں گواہی دیں گے کہ پیغمبروں نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا تھا اور جب سوال ہوگا کہ تم کیا جانو تو جواب میں یہ امت کہے گی کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔

سورة المؤمنون مكية وهي مائة وثمان عشرة آية وست ركوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ
هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا
عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۶﴾ فَمَنِ
ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ
لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾
ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ
لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾
ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾
وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

﴿سورۂ مؤمنون﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے (۱) جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں[۱] (۲) اور جو فضول خرچی میں نہیں پڑتے (۳) اور جو زکوٰۃ کے عمل کو جاری رکھنے والے ہیں[۲] (۴) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں (۵) سوائے اپنی بیویوں یا ان (باندیوں) کے جن کے وہ مالک[۳] ہو چکے ہیں تو (اس میں) ان پر کوئی ملامت نہیں (۶) جو اس کے علاوہ چکر میں پڑے گا تو ایسے ہی لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں (۷) اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں (۸) اور جو اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھتے ہیں[۴] (۹) یہی لوگ ہیں جو وارث ہونے والے ہیں (۱۰) جو (جنت) الفردوس کے وارث ہوں گے اسی میں ہمیشہ رہیں گے[۵] (۱۱) اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے بنایا ہے (۱۲) پھر اسے ایک محفوظ جگہ نطفہ کی شکل میں رکھا (۱۳) پھر نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کیا پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیوں کی شکل دی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک نئی صورت بنا کر وجود بخشا، تو کیسی برکت والی ذات ہے اللہ کی جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے[۶] (۱۴) پھر اس کے بعد یقینی بات ہے کہ تمہیں مرنا ہے (۱۵) پھر ضرور تمہیں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا (۱۶) اور ہم نے تمہارے اوپر سات طبق بنائے اور ہم مخلوق سے غافل نہیں ہیں[۷] (۱۷)

---
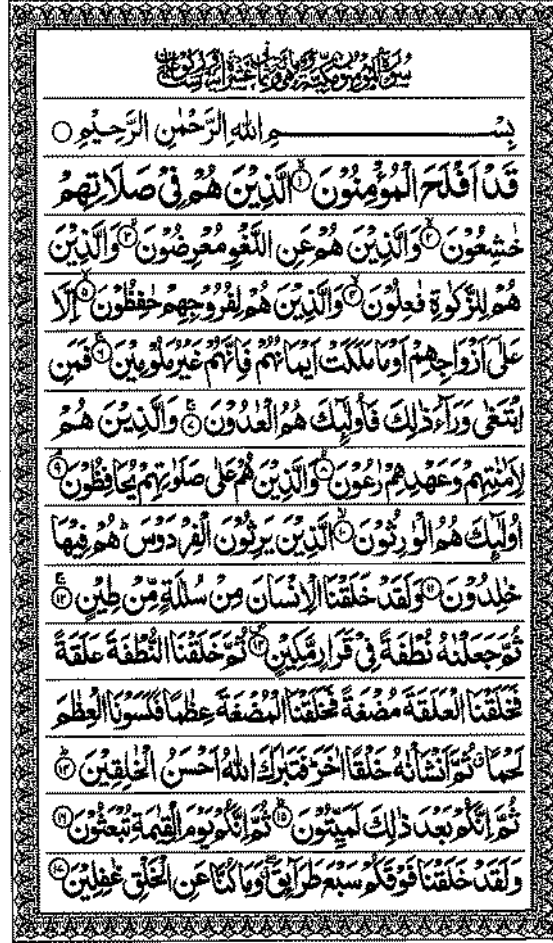
(۱) خشوع کہتے ہیں عاجزی کے ساتھ دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھنا (۲) زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے کے ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک ہوتا ہے اور تزکیہ سے انسان کا دل و دماغ پاک ہوتا ہے، یہاں زکوٰۃ سے مال کی زکوٰۃ بھی مراد ہوسکتی ہے اور تزکیہ کا عمل بھی (۳) اب ایسی باندیوں کا وجود نہیں ہے (۴) پابندی بھی کرتے ہیں اور آداب کی رعایت بھی رکھتے ہیں (۵) مسند احمد میں آتا ہے کہ اس سورہ کی ابتدائی دس آیتوں میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں اگر کوئی شخص وہ باتیں اپنے اندر پیدا کرلے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا، جنت کا وارث ایسے لوگوں کو اس لیے کہا گیا ہے کہ وراثت میں کوئی اپنی طرف سے تبدیلی نہیں کرسکتا، وہ ایک طے شدہ چیز ہے (۶) انسانی تخلیق اللہ کی قدرت کا ایک مظہر ہے، کلام الٰہی میں تخلیق کی جو ترتیب چودہ سو سال پہلے بیان ہوئی تھی آج دنیا اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے، پھر روح ڈال کر اللہ نے اس کو ایک نئی شان عطا کی، مگر فرما دیا کہ یہ ایک درمیانی وقفہ ہے پھر تمہیں مرنا ہے اور اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے (۷) طریقہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر ہو، اسی لیے اس کے معنی آسمان کے بھی لیے گئے ہیں اور سیاروں کے راستوں یا گھیروں کے لیے بھی لیے گئے ہیں، گویا زمین کے اوپر تہہ بہ تہہ سات گھیرے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

نصف الربع — ع ۲ — منزل ۴

اور ہم نے ٹھیک اندازے کے مطابق اوپر سے پانی برسایا تو اس کو زمین میں ٹھہرادیا اور یقیناً ہم اس کو غائب کردینے پر بھی اختیار رکھتے ہیں (۱۸) پھر اس سے ہم نے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغات کھڑے کردیئے، اس میں تمہارے لیے خوب پھل ہیں اور اسی میں سے تم کھاتے ہو (۱۹) اور وہ درخت جو طور سیناء میں نکلتا ہے تیل بھی دیتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی ہے[۱] (۲۰) اور تمہارے لیے چوپایوں میں بھی ضرور عبرت ہے، ان کے پیٹ سے ہم تمہیں (عمدہ دودھ) پلاتے ہیں اور ان میں تمہارے لیے بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو (۲۱) اور ان پر اور کشتی پر تمہیں سوار بھی کیا جاتا ہے[۲] (۲۲) اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تو انھوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پھر کیا تم ڈرتے نہیں (۲۳) ان کی قوم کے کافروں میں سے عزت دار بولے یہ تو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں، یہ تم میں بڑے بننا چاہتے ہیں اور اگر اللہ کی مرضی ہی ہوتی تو وہ فرشتے اتار دیتا، ہم نے پہلے اپنے باپ دادا سے تو اس طرح نہیں سنا (۲۴) یہ تو پاگل سا آدمی معلوم ہوتا ہے تو تھوڑا انتظار کرلو (۲۵) فرمایا اے میرے رب جیسے انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو ہی میری مدد فرما[۳] (۲۶) تو ہم نے ان کو وحی بھیجی کہ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق کشتی بناؤ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچے اور تنور اُبل پڑے تو اس میں ہر ایک (جاندار) کے دو دو جوڑوں کو اور اپنے گھر والوں کو سوار کرلو سوائے ان کے جن کے بارے میں پہلے ہی (ہلاکت کی) بات ہوچکی ہے اور ان میں جنھوں نے ظلم کیا ان کے بارے میں مجھ سے بات مت کرنا، وہ غرق ہوکر رہیں گے[۴] (۲۷)

---

(۱) زیتون کا درخت مراد ہے جو بکثرت شام کے علاقہ میں ہوتا ہے، اس کا تیل بڑا مفید اور قیمتی سمجھا جاتا ہے اور بطور سالن بھی اس کا استعمال ہوتا ہے (۲) جانور کے پیٹ سے خون اور گوبر کے درمیان سے ایسا شفاف دودھ نکلنا اللہ کی قدرت کے مظاہر میں سے ہے، انسان کے لیے وہ بڑی نعمت ہے پھر ان جانوروں کا گوشت بھی غذا کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اور پھر کتنے جانور سواری کے لیے استعمال ہوتے ہیں (۳) حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال دعوت کی محنت کرتے رہے مگر جب لوگوں نے بات نہ مانی تو انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ ان بدبختوں پر میری مدد فرما کیونکہ یہ مجھے جھٹلانے سے باز آنے والے نہیں، اوروں کو بھی گمراہ کریں گے (۴) اہل خاندان میں بھی ان ہی کو سوار کرانا جو ایمان والے ہیں اور کفر کی وجہ سے جن کی ہلاکت طے ہوچکی ان کو مت سوار کرنا۔

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبَارَكًا
وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾
ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ
الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ
وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا
لَّخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ
مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا
حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ
إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ
رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾
فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٤٢﴾

ع

منزل۴

پھر جب تم اور تمہارے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک سے سوار ہو جائیں تو کہنا کہ اصل تعریف تو اللہ کی ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات عطا فرمائی (۲۸) اور کہنا کہ اے میرے رب مجھے برکتوں کے ساتھ (کشتی سے) اتار اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے (۲۹) بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں اور ہم ہیں جانچنے والے (۳۰) پھر ان کے بعد ہم نے دوسری قوموں کو لا کھڑا کیا (۳۱) تو ان میں بھی ہم نے ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں بھلا تم ڈرتے نہیں[1] (۳۲) اور ان کی قوم کے عزت دار لوگ بولے جنھوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تھا اور جن کو ہم نے دنیاوی زندگی کے عیش میں مبتلا کر رکھا تھا کہ یہ تو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں جو تم کھاتے ہو وہ یہ کھاتے ہیں اور جو تم پیتے ہو وہ یہ پیتے ہیں (۳۳) اور اگر تم اپنے ہی جیسے انسان کے پیروکار بن گئے تب تو یقیناً تم نقصان ہی میں رہے (۳۴) کیا وہ تم کو ڈراتا ہے کہ جب تم مٹی اور ہڈی رہ جاؤ گے تو تمہیں نکالا جائے گا (۳۵) بڑی ہی دور کی بات ہے جس سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے (۳۶) بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں ہمیں اٹھایا وِٹھایا نہیں جائے گا (۳۷) یہ شخص تو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور ہم اس کی بات ماننے والے نہیں ہیں (۳۸) انھوں نے دعا کی اے میرے رب جس طرح یہ مجھے جھٹلا رہے ہیں اس پر تو ہی میری مدد فرما (۳۹) فرمایا تھوڑی ہی دیر میں یہ پچھتاتے رہ جائیں گے (۴۰) بس ایک چنگھاڑ نے سچے وعدہ کے مطابق ان کو آدبوچا تو ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ بنا کر رکھ دیا، بس دھتکار دی گئی ظالم قوم (۴۱) پھر ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں لا کھڑی کیں (۴۲)

(۱) یہ بظاہر حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر ہے جنھیں قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا کیونکہ آگے آرہا ہے کہ ان کی قوم کو چنگھاڑ نے ہلاک کیا، یہ عذاب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر ہی آیا تھا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا
رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ
بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ
أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٤٥﴾
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوا
أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا
فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ
يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ
رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ
وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً
وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ
حِينٍ ﴿٥٤﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ
لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ
رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾

ع

منزل ۴

کوئی قوم اپنے متعین وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہوسکتی ہے[1] (۴۳) پھر ہم نے مسلسل رسول بھیجے، جب بھی کسی امت کے پاس رسول آتا وہ اس کو جھٹلا دیتے تو ہم بھی ایک کے بعد دوسری قوم لاتے رہے اور ان کو ہم نے قصے کہانیاں بنادیا تو جو قوم ایمان نہیں لائی وہ دھتکار دی گئی[2] (۴۴) پھر ہم نے اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو بھیجا (۴۵) فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس تو انھوں نے اکڑ دکھائی اور وہ بہت اونچے بننے والے لوگ تھے (۴۶) تو وہ بولے ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی قوم ہماری غلامی کرتی ہے[3] (۴۷) بس انھوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا تو وہ بھی تباہ حال لوگوں میں شامل ہوگئے (۴۸) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب اس لیے دی تھی کہ شاید وہ لوگ ہدایت پر آجائیں (۴۹) اور ہم نے مریم کے بیٹے اور مریم کو ایک نشانی بنایا اور دونوں کو ایک ٹیلے پر ٹھہرایا جہاں سکون بھی تھا اور چشمہ بھی[4] (۵۰) اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور بھلے کام کرو تم جو کرتے ہو وہ ہم جانتے ہیں[5] (۵۱) اور یہ تمہاری امت سب ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھی سے ڈرو (۵۲) پھر لوگوں نے اپنے معاملہ کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا، ہر گروہ کے پاس جو ہے وہ اسی میں مست ہے[6] (۵۳) تو ان کو تھوڑے دن نشے میں رہنے دیجیے (۵۴) کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں ان کو جو مال واولاد دیئے جارہے ہیں (۵۵) تو ان کو جلدی جلدی بھلائیاں پہنچا رہے ہیں، بات یہ ہے کہ ان کو احساس ہی نہیں[7] (۵۶) بیشک جو اپنے رب کے ڈر سے کانپتے رہتے ہیں (۵۷) اور جو اپنے رب کی نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں (۵۸)

---

(۱) انکار کے نتیجہ میں جس قوم کے لیے ہلاکت کا جو وقت متعین تھا وہ اسی وقت ہلاک کی گئی (۲) یعنی رسولوں کا تانتا باندھ دیا، یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور جھٹلانے والوں میں بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے چلتا کرتے رہے (۳) فرعون نے حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا بس اللہ نے قوم کو فرعون سے نجات دی اور ان کی ہدایت کے لیے تورات اتاری مگر بہت کم لوگوں نے اس کو مانا (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہونا اللہ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے (۵) حلال کھانے کا اہتمام سے پہلے تذکرہ فرمایا کہ وہ نیک توفیق کا ذریعہ بنتا ہے، حرام کھانے سے نیکی کی توفیق بھی سلب ہوجاتی ہے (۶) سب نبیوں نے توحید کی دعوت دی پھر ان کی قوموں نے اس کو بھلا دیا اور وہ الگ الگ راستے پر ہوگئے اور ہر قوم اپنے ہی طریقہ میں مست ہے کسی کو غور کرنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی (۷) دنیا میں ہر طرح کی راحت واسباب کے نتیجہ میں کافروں کو غلط فہمی ہورہی ہے انھوں نے دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے جبکہ اصل آخرت کی نعمتیں ہیں، پھر آگے اہل ایمان کی صفات کا بیان ہے اور آخر میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ ہیں جو خیر کو بٹورنے میں لگے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ (۵۹) وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ (۶۰) أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ (۶۱) وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۶۲) بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ (۶۳) حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ (۶۴) لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ (۶۵) قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ (۶۶) مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ (۶۷) أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ (۶۸) أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ (۶۹) أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ (۷۰) وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ (۷۱) أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۷۲) وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۷۳) وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ (۷۴)

منزل۴

اور جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے (۵۹) اور ان کو جو دینا ہے وہ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے لرزتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے رب کے پاس واپس جانا ہے (۶۰) یہی وہ لوگ ہیں جو بڑھ چڑھ کر بھلائیاں کرتے رہتے ہیں اور وہ اس میں بازی لے جانے والے ہیں (۶۱) اور ہم کسی پر بھی اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور ہمارے پاس کتاب (موجود) ہے جو سچ سچ بات بتاتی ہے، اور ان کے ساتھ ذرا بھی ناانصافی نہ ہوگی (۶۲) بلکہ ان (کافروں) کے دل اس طرف سے بے ہوش ہیں اور اس کے سوا ان کو اور کام لگے ہیں جن کو وہ کر رہے ہیں[1] (۶۳) یہاں تک کہ جب ہم ان کے عیش پرستوں کو عذاب کے شکنجے میں کسیں گے تو اس وقت وہی واویلا مچائیں گے (۶۴) آج مت چیخو چلاؤ، تم کو ہماری طرف سے کچھ مدد نہ ملے گی (۶۵) بات یہ ہے کہ میری آیتیں تمہیں سنائی جاتی تھیں تو تم اُلٹے پاؤں بھاگتے تھے (۶۶) اس سے اکڑ کر کہانیوں میں مشغول ہوکر بکواس کیا کرتے تھے[2] (۶۷) کیا انھوں نے بات پر غور ہی نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آگئی جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی (۶۸) یا اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں تو ان کا انکار کر بیٹھے[3] (۶۹) یا وہ کہتے ہیں کہ ان کو کچھ جنون ہے، بات یہ ہے کہ وہ حق کو لے کر آئے ہیں اور ان میں اکثر حق ہی سے نفرت کرتے ہیں[4] (۷۰) اور اگر حق ان کی خواہشات کے مطابق ہوجائے تو آسمان وزمین اور ان میں سب کچھ بگڑ کر رہ جائے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی (کتاب) نصیحت پہنچادی ہے تو وہ اپنی نصیحت سے منھ پھیر رہے ہیں (۷۱) کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں تو آپ کے رب کا معاوضہ بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے[5] (۷۲) اور آپ تو ان کو سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہیں (۷۳) اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً وہ راستہ سے کنارہ کرلینے والے ہیں (۷۴)

---

(۱) یعنی آخرت کے حساب وکتاب سے غافل ہیں اور دنیا کے دوسرے دھندوں میں پڑے ہوئے ہیں، جن سے نکلنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی جو آخرت کی طرف توجہ کریں (۲) مشرکین کا یہ وطیرہ تھا کہ رات میں جمع ہوکر قصے کہانیاں کہتے اور قرآن مجید کے بارے میں طرح طرح کے تبصرے کرتے، کوئی شاعری بتاتا کوئی کچھ اور (۳) سارا عرب آپ کے حالات سے واقف تھا، صادق وامین کہتے کہتے جن کی زبانیں نہ تھکتی تھیں اب اچانک وہ معاذ اللہ جھوٹا ہوگیا (۴) ان کا دل جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق لے کر آئے ہیں لیکن چونکہ اس سے ان کی خواہشات پر زد پڑتی تھی اس لیے ان کو بری لگتی تھی اور قبول نہ کرتے تھے، اللہ آگے فرماتا ہے کہ سچ بات ان کو بری لگتی ہے تو یہ سچائی ان کی خواہشات کے تابع نہیں ہوسکتی ورنہ سارا نظام درہم برہم ہوکر رہ جائے (۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف اللہ کے لیے بلاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی معاوضہ طلب نہیں کیا بلکہ سخت قربانیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی پڑیں۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ
وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ
اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا
مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ
عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا
مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

ع ۴

اور اگر ہم ان پر رحم کردیں اور انہیں جو تکلیف ہے وہ دور کردیں تو ضرور وہ اپنی سرکشی میں گھس کر ہاتھ پاؤں مارنے لگیں گے (۷۵) اور ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا بھی ہے تو نہ وہ اپنے رب کے لیے جھکے اور نہ وہ گڑگڑاتے ہیں[۱] (۷۶) یہاں تک کہ جب ہم ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو وہاں ان کی ساری امیدیں ٹوٹ کر رہ جائیں گی[۲] (۷۷) اور وہی ذات ہے جس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، کم ہی تم احسان مانتے ہو (۷۸) اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور اسی کے پاس اکٹھا کرکے تم لائے جاؤ گے (۷۹) اور وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور رات و دن کا بدلنا اسی کا کام ہے، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۸۰) بلکہ انھوں نے بھی وہی کہا جو ان سے پہلے لوگ کہہ چکے ہیں (۸۱) بولے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہوجائیں گے کیا ہمیں پھر اٹھایا جائے گا (۸۲) یہ وعدہ اس سے پہلے ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے بھی کیا جاچکا ہے یہ صرف پہلوں کی من گڑھت کہانیاں ہیں[۳] (۸۳) پوچھئے کہ زمین اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے (بتاؤ) اگر تم علم رکھتے ہو (۸۴) وہ جھٹ یہی کہیں گے کہ اللہ کا، پھر بھی تم دھیان نہیں رکھتے (۸۵) پوچھئے ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے (۸۶) وہ فوراً یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں، کہیے پھر بھی تم ڈر نہیں رکھتے (۸۷) پوچھئے ہر چیز کی بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو (۸۸) وہ فوراً یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہاتھ میں، آپ کہہ دیجیے تو کہاں کا جادو تم پر چل جاتا ہے[۴] (۸۹)

(۱) یعنی مختلف مصائب میں ان کو ڈالا گیا لیکن وہ ڈھٹائی کے ساتھ اپنی سرکشی میں لگے رہے، ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہی دور ہوا، اہل یمامہ نے ایک مرتبہ غلہ بھیجنا بند کردیا آپ ہی کی سفارش سے دوبارہ جاری ہوا، مگر وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے (۲) بظاہر اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے (۳) اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر کچھ دھیان نہیں کرتے بس پرانے لوگوں کی اندھی تقلید کیے جارہے ہیں، وہی پرانے شکوک وشبہات دہراتے ہیں کہ مٹی میں ملنے اور ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد ہم کیسے اٹھائے جائیں گے (۴) جب سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو کیا تمہاری مشت خاک اس کے قبضہ سے باہر ہوگی؟

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ع ۵

منزل ۴

بات یہ ہے کہ ہم تو سچ ان تک پہنچا چکے البتہ وہ جھوٹے ہیں (۹۰) نہ اللہ نے کوئی لڑکا تجویز کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے (اگر ایسا ہوتا) تو ہر خدا اپنی مخلوق لے کر چل دیتا اور سب ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے[1]، اللہ کی ذات ان تمام چیزوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے رہتے ہیں (۹۱) وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے بس وہ بلند وبالا ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ شریک کرتے ہیں (۹۲) کہیے کہ اے میرے رب تیرا ان سے جو وعدہ ہے اگر وہ مجھے دکھا (۹۳) تو اے میرے رب مجھے ظالم لوگوں میں مت بنا (۹۴) اور یقیناً ہم جو ان سے وعدہ کرتے ہیں وہ آپ کو دکھانے پر ہم قادر ہیں (۹۵) برائی کو آپ دور کرتے رہے ایسے طریقہ پر جو نہایت اچھا ہو، وہ جو بھی کہا کرتے ہیں ہم اس کو خوب جانتے ہیں[2] (۹۶) اور کہیے کہ اے میرے رب میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں (۹۷) اور اس سے بھی میں تیری پناہ چاہتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے پاس آئیں (۹۸) یہاں تک کہ جب ان میں کسی پر موت آ کھڑی ہوگی تو وہ کہے گا اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے (۹۹) تا کہ میں جو (دنیا) چھوڑ آیا ہوں اس میں (پھر جا کر) اچھے کام کرلوں، ہرگز نہیں یہ ایک بڑ ہے جو وہ لگا رہا ہے اور ان کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک جب وہ اٹھائے جائیں گے[3] (۱۰۰) پھر جب صور پھونکی جائے گی تو اس دن وہاں نہ آپس میں رشتے ہوں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا[4] (۱۰۱) تو جس کی میزان (حسنات) بھاری رہی تو وہی لوگ مراد کو پہنچ گئے (۱۰۲) اور جن کی ترازو ہلکی رہی تو یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (۱۰۳) آگ ان کے چہروں کو جھلسا رہی ہوگی اور اس میں ان کے چہرے بگڑ چکے ہوں گے (۱۰۴)

---

(۱) یعنی زمین وآسمان اور ذرہ ذرہ کا تنہا مالک ومختار وہی اللہ ہے، نہ اسے بیٹے کی ضرورت ہے نہ مددگار کی، نہ اس کی حکومت وفرمانبرداری میں کوئی شریک ہے جسے ایک ذرہ کا مستقل اختیار ہو، اگر ایسا ہوتا تو ہر با اختیار حاکم اپنی رعایا کو لے کر علاحدہ ہو جاتا اور اپنی جمعیت اکٹھا کر کے دوسرے پر چڑھائی کر دیتا اور دنیا کا یہ مضبوط ومحکم نظام چند روز بھی قائم نہ رہتا، سورۂ انبیاء میں یہ آیت گزر چکی ہے "لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" اگر ان دونوں (آسمان وزمین) میں اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو دونوں تباہ ہو کر رہ جاتے (۲) پہلے کہا گیا کہ ہم کو قدرت ہے کہ ہم تمہاری آنکھوں کے سامنے ان کو سزا دیدیں پھر کہا جارہا ہے کہ آپ کے بلند اخلاق اور عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی برائی کو بھلائی سے دفع کریں، ان کی بیہودہ بکواس سے مشتعل نہ ہوں، ہم اس کو خوب جانتے ہیں، اپنے وقت پر ان کو پتہ چل جائے گا، آپ کی نرمی کا فائدہ یہ ہوگا کہ بہت سے لوگ گرویدہ ہو کر آپ کی طرف جھک جائیں گے اور دعوت کا مقصد پورا ہوگا (۳) اور اسی درمیانی پردہ کو جو دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کے بیچ میں ہوگا عالم برزخ کہتے ہیں (۴) عالم برزخ کے بعد قیامت کی گھڑی ہے، دوسری صور پھونکے جانے کے بعد ساری مخلوق کو میدان میں لا کھڑا کیا جائے گا اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا
أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا
وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ
رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾
فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ
تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ
الْفَائِزُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾
قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿١١٣﴾
قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾
أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾
فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ
لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾
وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾

منزل ۴

کیا میری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی نہیں جاتی تھیں تو تم ان کو جھٹلا دیا کرتے تھے (١٠٥) وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے (١٠٦) اے ہمارے رب اس سے ہمیں نکال دے پھر اگر ہم نے دوبارہ وہی کیا تو یقیناً ہم ناانصاف ہیں (١٠٧) ارشاد ہوگا اسی میں دھنسے رہو اور مجھ سے بات بھی مت کرنا (١٠٨) میرے بندوں میں سے ایک جماعت کہا کرتی تھی کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے بس تو ہماری مغفرت فرمادے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (١٠٩) تو تم نے ان کا مذاق بنایا یہاں تک کہ اسی چکر میں ہماری یاد بھی بھول گئے اور تم ان کی ہنسی کیا کرتے تھے (١١٠) آج ان کے صبر کا بدلہ ہم نے ان کو یہ دیا کہ وہی لوگ کامیاب ہیں[1] (١١١) ارشاد ہوگا زمین میں کتنے سال رہے ہوگے (١١٢) وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے (١١٣) فرمائے گا یقیناً رہے تو تم کم ہی تھے کاش کہ تم اس کو جان لیتے[2] (١١٤) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو یوں ہی پیدا کر دیا اور تم پلٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے (١١٥) تو وہ اللہ اس سے بہت بلند ہے، جو بادشاہ ہے، حق ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، عزت والے عرش کا مالک ہے (١١٦) اور جو بھی اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے گا جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا، کافر ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے (١١٧) اور آپ کہیے کہ اے میرے رب مغفرت فرمادے اور رحم فرمادے اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے[3] (١١٨)

---

(١) دنیا میں جب مسلمان دعا واستغفار میں مشغول ہوتے تو ان کا مذاق اڑاتے تھے جیسے سر پر کوئی حاکم نہیں ہے جو ایسی سخت شرارتوں کی سزا دے سکے، بیچارے مسلمانوں نے اس وقت صبر کیا، آج دیکھتے ہو کہ تمہارے بالمقابل انھیں کیسے کیسے نوازا گیا اور ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ ہر طرح کامیاب اور طرح طرح کی لذتوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہیں (٢) یعنی واقعی دنیا کی عمر تھوڑی ہی تھی لیکن اس بات کو اگر پیغمبروں کے کہنے سے دنیا میں سمجھ لیتے تو کبھی اس متاع فانی پر مغرور ہو کر انجام سے غافل نہ ہوتے (٣) "أَفَحَسِبْتُمْ" سے ختم سورہ تک کی آیتیں بڑی فضیلت اور تاثیر رکھتی ہیں، جس کا ثبوت بعض احادیث سے بھی ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑦

منزل۴

﴿سورۂ نور﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ سورہ ہے جو ہم نے اتاری ہے اور اس کے (احکامات) ہم نے لازم کیے ہیں اور اس میں ہم نے کھلی آیتیں اتار دی ہیں تاکہ تم یاد رکھو (۱) زناکار عورت اور زناکار مرد دونوں میں ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ[1] اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو ان دونوں کے ساتھ اللہ کے دین میں تمہارے اندر ذرا نرمی نہ پیدا ہونے پائے اور ان دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت ضرور موجود رہے (۲) زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرک عورت سے ہی شادی کرتا ہے اور زانیہ عورت سے زانی مرد یا مشرک ہی شادی کرتا ہے، ایمان والوں کے لیے اس کو حرام کر دیا گیا[2] (۳) اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو ایسے لوگوں کو اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرنا یہی لوگ نافرمان ہیں[3] (۴) ہاں ان میں جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنے حالات) درست کر لیں تو بلاشبہ اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۵) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لیے خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے کسی (مرد) کی گواہی یہ ہے کہ وہ اللہ کی قسم کے ساتھ چار مرتبہ گواہی دے کہ بے شک وہ سچا ہے (٦) اور پانچویں بار (یہ کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو (۷)

---
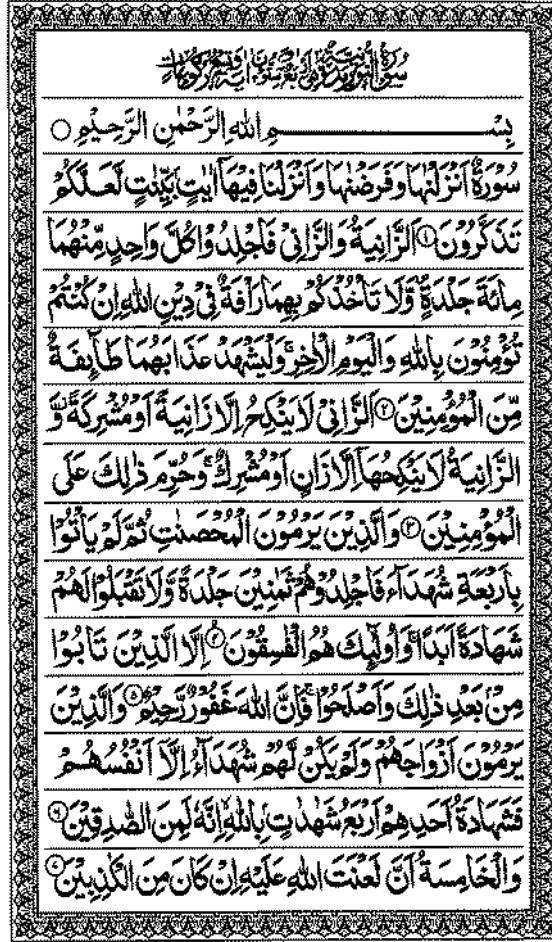
(۱) یہ حدِّ زنا ہے اس کے لیے جو غیر شادی شدہ ہو اور شادی شدہ کے لیے رجم ہے، اس کی صراحت احادیث صحیحہ میں ہے، پھر زنا کے ثبوت کے چار گواہوں کی شرط ہے، ان میں ایک بھی کم ہو جائے تو بقیہ پر حد قذف جاری کی جائے گی، سارے ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد پھر نرمی نہ ہونی چاہیے اور حد جاری کرتے وقت مسلمانوں کی جماعت وہاں موجود رہے تاکہ باعث عبرت ہو (۲) بدکار کا نباہ بدکار ہی سے ہوتا ہے، بدکار مشرک سے بھی اس کا جوڑ بیٹھ جاتا ہے اگرچہ شریعت میں اس کی اجازت نہیں کہ کیسا ہی بدکار ہو اس کے لیے مشرک سے نکاح درست نہیں، اور اگر کوئی پاکباز بدکار سے نکاح کرے تو نکاح ہو جاتا ہے اگرچہ اس پاکباز کے لیے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں وہ بدکاری میں مبتلا نہ ہو جائے، اور اگر بدکار توبہ کر لے تو کوئی حرج نہیں (۳) جن پر حد قذف لگ چکی ہو ان کی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے گی، قاذف کے لیے یہ بھی سزا کا حصہ ہے۔

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٨﴾ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ ع إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هٰذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ﴿١٢﴾ لَوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولٰئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾

منزل۴

اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ اللہ کی قسم کے ساتھ چار مرتبہ گواہی دے کہ وہ جھوٹا ہے (۸) اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ سچا ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب نازل ہو[1] (۹) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (اور یہ بات نہ ہوتی) کہ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑی حکمت رکھتا ہے (تو تم بڑی پریشانی میں پڑ جاتے) (۱۰) یقیناً جن لوگوں نے بہتان لگایا وہ تم ہی میں سے ایک ٹولہ[2] ہے تم اس کو اپنے لیے برا نہ سمجھو وہ تمہارے لیے تو بہتر ہی ہے[3] (البتہ) ان میں سے ہر ایک کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں جس نے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے[4] (۱۱) ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے سنا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے تئیں اچھا گمان رکھتے اور کہتے کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (۱۲) (پھر تہمت لگانے والے) اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، بس اگر وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں (۱۳) اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس چیز میں تم پڑ گئے تھے اس میں تمہیں بڑے عذاب کا شکار ہونا پڑتا (۱۴) جب تم اس کا ایک دوسرے سے چرچا کرنے لگے تھے اور اپنے منھ سے تم ایسی باتیں کہہ رہے تھے جس کی تمہیں کوئی تحقیق بھی نہ تھی اور تم اس کو معمولی سمجھ رہے تھے جبکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات تھی (۱۵) اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے وہ بات سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا کہ ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم ایسی بات منھ سے نکالیں، تیری ذات پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے (۱۶) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ کبھی دوبارہ ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا اگر تم ایمان رکھتے ہو (۱۷) اور اللہ تمہارے لیے آیتوں کو کھول کر بیان کر رہا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حکمت رکھتا ہے (۱۸)

---

(۱) اگر کوئی شوہر اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور چار گواہ نہ پیش کرے تو قاعدہ کی رو سے اس پر حد قذف جاری ہونی چاہیے لیکن میاں بیوی کے خصوصی تعلقات کی وجہ سے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص طریقہ مقرر فرمایا ہے جس کو اصطلاح میں ''لعان'' کہتے ہیں، اس کی تفصیل یہاں بیان کی گئی ہے، بہتر یہ ہے کہ لعان سے پہلے قاضی دونوں کو اللہ سے ڈرائے اور حقیقت کا اعتراف کر لینے کی تلقین کرے، اگر بیوی قسم کھانے کے بجائے اعتراف کر لے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی اور اگر شوہر اپنے جھوٹ کا اعتراف کرے تو اس پر حد قذف جاری ہوگی اور اگر دونوں قسمیں کھالیں تو دنیا میں کسی پر کوئی حد جاری نہ ہوگی البتہ قاضی دونوں کے درمیان نکاح فسخ کر دیگا اور اگر کوئی بچہ پیدا ہو، اور شوہر اسے اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دے تو وہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا، آگے آیت میں اس کو اللہ کا فضل قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان بھی وہی عام ضابطہ جو قذف کا ہوتا ہے تو سخت دشواری ہوتی (۲) یہاں سے آیت نمبر ۲۶ تک واقعۂ افک کا بیان ہے، غزوہ بنی المصطلق میں حضرت عائشہؓ آپؐ کے ساتھ تھیں، واپسی میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا، حضرت عائشہ ضرورت سے جنگل تشریف لے گئی تھیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں تھا، آپؐ نے لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیدیا، وہ جس ہودج پر سوار تھیں وہ لوگوں نے اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا، وہ اندازہ نہیں کر سکے کہ ←

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾
وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ
الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن
يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ
أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ
اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ الْخَبِيثَاتُ
لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ
لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾

منزل۴

یقیناً جولوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بڑا مہربان نہایت رحیم ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) (۲۰) اے ایمان والو! شیاطین کے نقش قدم پر مت چلو اور جو شیاطین کے نقش قدم پر چلتا ہے تو وہ تو بے حیائی اور برائی پر آمادہ کرتا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کسی کا بھی تزکیہ نہ ہوتا لیکن اللہ ہی جس کا چاہتا ہے تزکیہ فرما دیتا ہے اور اللہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۲۱) اور تم میں سے فضل اور وسعت والے قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں، انھیں چاہیے معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کردے اور اللہ تو بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۲۲) بلاشبہ جولوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے (۲۳) جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے (۲۴) اس دن اللہ ان کو ٹھیک ٹھیک پورا پورا بدلہ دے گا اور ان کو پتہ چل جائے گا کہ بیشک اللہ ہی حق ہے، بات کھول دینے والا ہے (۲۵) ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں، اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے ہیں اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے ہیں، یہ لوگ اس بات سے پاک ہیں جو (منافق) بکتے پھرتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے[2] (۲۶)

← حضرت عائشہؓ اس میں نہیں ہیں، جب وہ واپس آئیں تو قافلہ جا چکا تھا، وہ انتظار میں اسی جگہ بیٹھ گئیں، قافلوں کا دستور یہ تھا کہ ایک شخص کو قافلہ کے پیچھے رکھا جاتا تھا تاکہ وہ دیکھتا آئے کہ کوئی چیز گری پڑی تو نہیں رہ گئی، اس قافلہ میں حضرت صفوان بن معطلؓ اس کام پر مقرر تھے، جب وہ واپس ہونے لگے تو انھوں نے حضرت عائشہؓ کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور ان کو حادثہ کا علم ہوا، انھوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا، حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں اور وہ خود اس کی نکیل تھامے آگے آگے چلتے رہے یہاں تک وہ مدینہ طیبہ پہنچ گئیں، یہود اور منافقین تاک میں رہتے تھے، انھوں نے اس کو ایک طوفان کی شکل دیدی اور حضرت عائشہؓ پر ایک گھناؤنی تہمت لگا دی، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اس کو اتنی شہرت دی کہ دو چار سادہ لوح مسلمان بھی اس کے فریب میں آگئے اور کئی روز بے سروپا باتیں لوگوں میں پھیلائی جاتی رہیں بالآخر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں حضرت عائشہؓ کی مکمل براءت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو سخت وعیدیں سنائی گئیں جو اس میں شریک تھے (۳) اگرچہ یہ واقعہ بظاہر بہت تکلیف دہ تھا لیکن انجام کے لحاظ سے اس کو بہتر اس لیے کہا جا رہا ہے کہ اس ذریعہ سے وہ لوگ بے نقاب ہو گئے جو خانوادۂ نبوت کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے، دوسرے حضرت عائشہؓ کا مقام بلند سب کے سامنے ظاہر ہوا، تیسرے اس سے مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی اس وہ اجر عظیم کے ←

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا
وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا
فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا
فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ
وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا
فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل
لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا
يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ
بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ
أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ
عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن
زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ اور گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک آہٹ نہ لے لو اور گھر والوں سے (اجازت کے لیے) سلام نہ کرلو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید تم دھیان رکھو (۲۷) پھر اگر تمہیں وہاں کوئی نہ ملے تو بھی بغیر اجازت لیے داخل مت ہو اور اگر تم سے لوٹ جانے کے لیے کہا جائے تو لوٹ جاؤ، یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور تم جو بھی کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے[1] (۲۸) (البتہ) اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم ایسے غیر رہائشی[2] مکانات میں داخل ہو جہاں تمہیں فائدہ اٹھانے کا حق ہو، اور تم جو بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ سب جانتا ہے[1] (۲۹) ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں[3] یہ ان کے لیے زیادہ پاکی کی بات ہے، یقیناً ان کے سب کاموں کی اللہ خوب خبر رکھتا ہے (۳۰) اور ایمان والیوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہو ہی[4] جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیں اور اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ کے یا شوہروں کے باپ کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا بھتیجوں کے یا بھانجوں[5] کے یا اپنی عورتوں[6] کے یا ان کے جو اپنے ہاتھوں کی ملکیت میں ہوں[7] یا ایسے مردوں کے جو طفیلی کے طور پر لگے رہتے ہوں عورتوں کی طرف ان کو کوئی توجہ نہ ہو[8] یا ان بچوں کے جو عورتوں کی شرم کی جگہوں سے ابھی مطلع نہیں ہوئے[9] اور عورتیں اپنے پیر زمین میں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگار کھل جائے[10] اور اے ایمان والو! تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم اپنی مراد کو حاصل کرلو (۳۱)

←— مستحق ہوئے (۴) یعنی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی (۱) حضرت عائشہؓ پر طوفان اٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی نادانی میں شریک ہوگئے تھے، ان میں ایک حضرت مسطح بھی تھے جو ایک غریب مہاجر تھے حضرت ابوبکرؓ کے عزیز بھی تھے، حضرت ابوبکرؓ ان کی مدد کیا کرتے تھے، حضرت عائشہؓ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ اب مسطح کی مدد نہ کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو امداد دوبارہ جاری کردی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ دوگنی کردی (۲) پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا بدترین گناہوں میں سے ہے، پھر ان میں ازواج مطہرات میں کسی پر تہمت لگانا کس قدر بڑا گناہ ہوگا، علماء نے تصریح کی ہے کہ ان روایات کے نزول کے بعد جو شخص حضرت عائشہؓ کو متہم کرے وہ کافر، مکذب قرآن اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

(۱) یہاں سے معاشرہ میں بے حیائی پھیلنے کے بنیادی اسباب پر پہرہ بٹھانے کے لیے کچھ احکامات دیئے جارہے ہیں، دیکھنے میں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن سماج پر ان کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں (۲) غیر رہائشی مکانات سے مراد وہ عوامی جگہیں ہیں جہاں سے سب کو فائدہ اٹھانے کی اجازت ہوتی ہے مثلاً مسافر خانے، اسپتال، ڈاک خانے، اسکول، مدرسے، بڑے بڑے بازار، ہوٹل وغیرہ، البتہ آیت کے آخر میں متنبہ کیا جارہا ہے کہ ایسی جگہوں میں بھی احتیاط لازم ہے —→

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾ اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣٥﴾ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿٣٦﴾

ع

منزل ۴

اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے غلاموں اور باندیوں میں جو نیک ہوں ان کا بھی (نکاح کردو) اگر وہ ضرورت مند ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو خوشحال کردے گا اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے[1] (۳۲) اور جن کا نکاح نہ ہو پا رہا ہو انھیں چاہیے کہ پاک زندگی گزاریں یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے خوشحال کردے اور تمہارے غلاموں باندیوں میں سے جو مُکاتَب بننا چاہیں تو اگر تمہیں ان میں بھلائی معلوم ہوتی ہو تو ان کو مکاتب بنالو اور (اے ایمان والو) اللہ نے تمہیں جو مال دیا ہے اس میں سے ان کو دے دو[2]، اور اپنی باندیوں کو اگر وہ قید نکاح میں آنا چاہتی ہوں تو دنیاوی زندگی کے کچھ سامان کمانے کے لیے ان کو بدکاری پر مجبور مت کرو اور جو ان پر زبردستی کرے گا تو اللہ ان پر زبردستی کے بعد (ان کے لیے) بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[3] (۳۳) اور ہم نے تمہاری طرف صاف صاف آیتیں اور تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی مثالیں اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت اتار دی ہے (۳۴) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی طاق ہو اس میں چراغ روشن ہو، چراغ شیشہ میں ہو اور شیشہ ایسا جیسے جھلمل کرتا ستارہ، اسے مبارک درخت زیتون (کے تیل) سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو نہ مغربی، لگتا ہو کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے گا خواہ آگ اس کو چھوئے بھی نا، وہ نور ہی نور ہے، اللہ جس کی چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہبری فرماتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں پیش کرتا ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[4] (۳۵) ان گھروں میں جن کے بارے میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو بلند رکھا جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے ان میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں (۳۶)

---
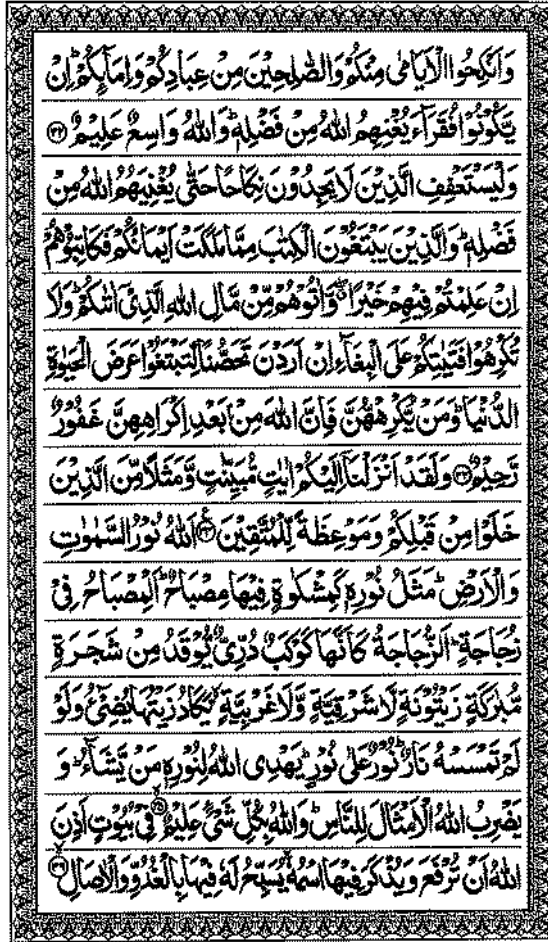
(۳) بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے، اس سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے، اسی لیے سب سے پہلے اس دروازہ کو بند کیا گیا ہے (۴) ہر طرح کی خلقی اور کسبی آرائش کا چھپانا عورت پر لازم ہے سوائے اس کے جو مجبوری میں ظاہر کرنا پڑے، مثلاً ہتھیلیاں، پیر اور ضرورت کے وقت چہرہ (۵) باپ میں دادا، پردادا، نانا، پرنانا بھی شامل ہیں اور بیٹے میں پوتے نواسے بھی شامل ہیں، بھتیجوں اور بھانجوں میں چچا اور ماموں بھی شامل ہیں، یہ سب محارم کہلاتے ہیں ان سے پردہ نہیں ہے (۶) اپنی عورتوں کا ذکر کرکے ان عورتوں کو الگ کردیا گیا جو فاحشہ ہوں ان سے پردہ ہی مناسب ہے (۷) یعنی اپنی باندیاں اور بعض سلف کے نزدیک اس میں غلام بھی داخل ہیں (۸) اس سے مراد وہ بوڑھے لوگ ہیں جو پرانے خدمت گزار ہوتے ہیں اور کھانے پینے کے لیے لگے رہتے ہیں، عورتوں کی ان میں کوئی خواہش نہیں ہوتی (۹) وہ چھوٹے بچے جو ابھی مرد وعورت کے جنسی تعلقات سے بے خبر ہوں (۱۰) اس طرح نہ چلیں کہ زیورات کی آواز دوسرے کو سنائی دے۔

(۱) بے حیائی اور بدکاری کے سدباب کا یہ بہترین راستہ ہے کہ انسان کے اندر جو جنسی خواہش ہے وہ نکاح کرکے جائز طریقے پر پوری کی جائے، اس آیت میں اس کی تلقین کی جارہی ہے کہ جو بالغ مرد وعورت نکاح کے قابل ہوں اور اس وقت کے اخراجات انکے پاس موجود ہوں تو ان کا نکاح ضرور کردینا چاہیے، پاکدامن

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ
اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ
مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ
بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ
وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ
كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ
سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ
يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ
اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ
عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ
يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

منزل۴

وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے، نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دیتے رہنے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور نگاہیں الٹ پلٹ جائیں گی (۳۷) تاکہ اللہ ان کے کاموں کا بہت ہی بہتر بدلہ ان کو دیدے اور اپنے فضل سے ان (کے اجر) میں اور اضافہ فرمادے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے (۳۸) اور جنھوں نے انکار کیا ان کے کام ایسے ہیں جیسے میدان میں ریت، پیاسا اس کو پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو وہاں کچھ بھی نہ پائے اور اپنے پاس اللہ کو پائے بس وہ اس کا سب حساب بے باق کردے اور اللہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے (۳۹) یا (اس کی مثال) گہرے سمندر میں ایسی تاریکیوں کی ہے جن کو موج نے ڈھک رکھا ہے، اس کے اوپر بھی موج ہے اس کے اوپر بادل چھائے ہیں، تاریکیوں پر تاریکیاں ہیں، جب وہ اپنا ہاتھ نکالے تو لگتا نہیں کہ اس کو سجھائی دے گا اور جس کو اللہ روشنی نہ دے تو اس کے لیے روشنی کہاں (۴۰) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح میں لگے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے اڑتے پرندے بھی، سب اپنی عبادت اور تسبیح کو خوب جانتے ہیں اور وہ جو کررہے ہیں اس کو اللہ خوب جانتا ہے (۴۱) اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے (۴۲) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو لاتا ہے پھر ان کو جوڑتا ہے پھر ان کو تہ بہ تہ کردیتا ہے تو آپ بارش کو دیکھیں گے کہ ان کے بیچ سے ہوتی ہے اور آسمان میں (بادلوں کے) جو پہاڑ ہوتے ہیں ان سے اولے برساتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس پر گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان کا رخ پھیر دیتا ہے، اس کی بجلی کی چمک لگتا ہے آنکھیں اچک لے جائے گی (۴۳)

← رہنے کے لیے نکاح کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ضرورتوں کا تکفل فرمائے گا اور جن کے پاس نکاح کے ضروری اخراجات بھی نہیں ہیں تو ان کو یہ تاکید ہے کہ جب تک انتظام نہ ہوسکے وہ پاک زندگی گزاریں اور حدیث میں اس کے لیے روزوں کی ترغیب دی گئی ہے (۲) جب غلاموں باندیوں کا رواج تھا اس وقت وہ اپنے آقاؤں سے معاملہ کرلیتے تھے کہ اتنی رقم دے کر وہ آزاد ہوجائیں گے، یہ معاملہ مکاتبت کہلاتا تھا، آیت میں آقاؤں کو ترغیب دی گئی ہے کہ اگر غلام باندی ایسا معاملہ کرنا چاہیں تو وہ قبول کرلیں اور عام مسلمانوں کو ترغیب دی جارہی ہے کہ ایسے غلاموں اور باندیوں کی مالی مدد کریں تاکہ وہ آزادی حاصل کرسکیں (۳) جاہلیت میں لوگ اپنی باندیوں سے بدکاری کرا کے پیسہ کماتے تھے، اس گھناؤنی رسم کو ختم کیا جارہا ہے، ساتھ ساتھ یہ بتایا جارہا ہے کہ وہ باندیاں مجبوری میں یہ عمل کررہی ہیں تو ان پر کوئی حد ہے نہ گناہ (۴) یہاں اللہ کے نور ہدایت کی مثال روشن چراغ سے دی گئی ہے کہ یہاں مقصود اس ہدایت کی مثال دینا ہے جو گمراہی کے اندھیروں کے عین درمیان راستہ دکھائے، چراغ ہمیشہ اندھیرے کے بیچوں بیچ روشنی پیدا کرتا ہے، اور اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ دنیا میں اندھیرا بھی ہے اور روشنی بھی تو اس دنیا میں جو کچھ روشنی ہے وہ اللہ کے نور ہدایت سے ہی ملتی ہے، نہ مشرقی نہ مغربی یعنی وہ باغ کے درمیانی درخت کے پھل ہوں جو زیادہ قیمتی ہوتے ہیں، اچھے زیتون کی خصوصیت یہ ہے کہ ←

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٣﴾

اللہ ہی رات اور دن کو آگے پیچھے لاتا ہے یقیناً اس میں نگاہ رکھنے والوں کے لیے (بڑا) سبق ہے (۴۴) اور اللہ نے ہر جانور پانی سے پیدا فرمایا تو ان میں بعض پیٹ کے بل رینگتے ہیں اور بعض دو پیروں پر چلتے ہیں اور بعض چار پیروں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرمادیتا ہے، یقیناً اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (۴۵) ہم نے وہ آیتیں اتاردی ہیں جو حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرنے والی ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ چلادیتا ہے (۴۶) وہ کہتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے بات مانی پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد بھی منھ موڑ لیتا ہے اور ایسے لوگ ہرگز ماننے والے نہیں ہیں (۴۷) اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان میں فیصلہ کردیں تو ان میں ایک گروہ یکدم رخ پھیر لیتا ہے (۴۸) اور اگر حق ان کو ملنے والا ہوتا ہے تو وہ ان کی طرف بڑی فرماں برداری کے ساتھ چلے آتے ہیں (۴۹) ان کے دلوں میں روگ ہے یا وہ شک میں پڑ گئے ہیں یا ان کو اس کا ڈر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ان کے ساتھ ناانصافی کریں گے، بات یہ ہے کہ وہ خود ناانصاف ہیں[1] (۵۰) اہل ایمان کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف فیصلہ کے لیے بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ کامیاب ہیں (۵۱) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی بات مانے گا اور اللہ کی خشیت اور تقویٰ پیدا کرے گا تو یہی لوگ بامراد ہیں (۵۲) اور وہ اللہ کی بڑے زور شور سے قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ ان کو حکم دے دیں تو وہ ضرور نکلیں گے، آپ کہہ دیجیے کہ قسمیں مت کھاؤ، (تمہاری) فرمانبرداری کا سب کو پتہ ہے، یقیناً تم جو کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے[2] (۵۳)

اتنا چمکدار ہوتا ہے کہ دور سے روشن معلوم ہوتا ہے۔ (۱) یہ ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن کو اللہ نے نور ہدایت سے سرفراز فرمایا، یہ لوگ مسجدوں میں نماز قائم کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو بلند مرتبہ سمجھ کر ان کی تعظیم کی جائے، پھر مزید ان کے اعتدال وتوازن کا تذکرہ کیا کہ نہ وہ رہبانیت اختیار کرتے ہیں کہ ترک دنیا کرلیں اور نہ دنیا میں ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ آخرت کو بھول جائیں، سخت سے سخت دنیا کی مشغولیت ان کو یادالٰہی سے غافل نہیں کرتی (۲) ریگستان میں جو ریت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے آدمی اس کو پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑتا ہے لیکن درحقیقت وہ کچھ نہیں ہوتا، اس کو سراب کہتے ہیں، اسی طرح اللہ کے منکر جو غیر اللہ کی عبادت نیکی سمجھ کر کرتے ہیں وہ سراب کا سا ایک دھوکہ ہے (۳) یہ تاریکی کی ایک بہت بلیغ مثال ہے، جدید تحقیق سے یہ بات اور صاف ہوجاتی ہے کہ سمندر کے اندر جو تاریکی ہے وہ بڑی سخت اور خوفناک ہوتی ہے اور وہاں روشنی کا کوئی گزر نہیں، اسی طرح اللہ کا انکار کرنے والے تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں جب تک وہ اللہ کے نور ہدایت سے روشنی حاصل نہیں کریں گے بھٹکتے رہیں گے (۴) کائنات کا ذرہ ذرہ ایک حس رکھتا ہے اور اپنے مخصوص طریقے پر اللہ کی تسبیح میں لگا ہوا ہے جس کو اللہ ہی جانتا ہے، آگے اللہ نے اپنی مخلوقات کو جن کاموں میں لگا دیا ہے ان کا ذکر ہے کہ وہ سب اللہ کی اطاعت میں لگے ہیں، سرمو انحراف نہیں کرتے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ
مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى
الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَ
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم
مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن
كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ
آتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ
الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن
قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ
وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ
لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ
بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾

منزل۴

کہہ دیجیے اللہ کی بات مانو اور رسول کی بات مانو پھر اگر تم منھ پھیرو گے تو جو کام ان کے ذمہ کیا گیا وہ ان کے اوپر ہے اور جو تمہارے ذمہ کیا گیا وہ تمہارے اوپر ہے، اور اگر تم ان کی بات مانو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے (۵۴) تم میں جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے بھلے کام کیے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور زمین میں حاکم بنائے گا جیسا اس نے ان کے پہلوں کو حاکم بنایا اور ان کے لیے ان کے اس دین کو ضرور طاقت عطا فرمائے گا جس کو اس نے ان کے لیے پسند کرلیا ہے اور ضرور ان کے خوف کو اطمینان سے بدل دے گا[۱] (بس) وہ میری بندگی کرتے رہیں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جس نے اس کے بعد بھی انکار کیا تو وہی لوگ نافرمان ہیں (۵۵) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کی بات مانتے رہو تا کہ تم پر رحمت ہو (۵٦) جنھوں نے انکار کیا ان کو ہرگز یہ مت سمجھنا کہ وہ زمین میں (کہیں بھاگ کر ہمیں) بے بس کر دیں گے اور ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے اور وہ نہایت برا انجام ہے (۵۷) اے ایمان والو! جو لوگ تمہارے دست نگر (غلام) ہیں اور جو تم میں ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ان کو (گھروں میں آتے ہوئے) تین موقعوں پر تم سے اجازت لینی چاہیے، فجر کی نماز سے پہلے اور جس وقت تم ظہر کی گرمی میں زائد کپڑے اتار دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں، ان (اوقات) کے بعد نہ تمہارے لیے کوئی حرج ہے اور نہ ان کے لیے، ان کا بھی تمہارے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے، تمہارا بھی ایک دوسرے کے پاس، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے[۲] (۵۸)

---

(۱) یہ منافقین کا ذکر ہے کہ جب مطلب نکلتا تھا تو آگے آگے نظر آتے اور کہیں ظاہری نقصان ہوتا تو دور دور نظر نہ آتے، اسی ذیل میں ایک واقعہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا، اس میں یہودی حق پر تھا وہ جانتا تھا کہ آپ حق فیصلہ کریں گے، اس نے منافق سے کہا کہ چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ کرالیں لیکن منافق نے ایک یہودی سردار سے فیصلہ کرانے کی تجویز رکھی، اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں (۲) جب جہاد کا وقت نہ ہوتا تو منافقین منھ بھر بھر کر قسمیں کھاتے کہ جہاد کے موقع پر ہم آپ کے ساتھ رہیں گے پھر جب وقت آتا تو وہ حیلے بہانے کر کے نکل لیتے، اسی لیے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہاری فرمانبرداری کا سب کو پتہ ہے۔

(۱) مسلمانوں نے مکہ مکرمہ میں بہت ستم سہا تھا، مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد بھی حملوں کا خوف لگا رہتا تھا، ایک صحابی نے سوال کیا کہ کیا کبھی وہ وقت آئے گا کہ ہم ہتھیار کھول کر چین وسکون سے رہ سکیں گے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ اس وعدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں پورا جزیرۃ العرب اسلام کے زیر نگیں آچکا تھا اور خلافت راشدہ کے دور میں آدھی دنیا تک اس کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا، لیکن اس حکومت واقتدار کی شرطیں بھی اللہ کی طرف سے

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا
اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ
لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۚ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ
خَيْرٌ لَّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ
وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ
بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا
فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً
طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

ع ۸

منزل۴

اور جب بچے تم میں عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیا کریں جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت لیتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتوں کو صاف صاف تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے (۵۹) اور عورتوں میں سے وہ گھر بیٹھنے والیاں جن کی (بڑھاپے کی وجہ سے) نکاح کی امیدیں ختم ہو چکیں ان کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار دیں اس طرح کہ وہ زینت کا مظاہرہ نہ کر رہی ہوں اور احتیاط رکھنا ہی ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے[۱] (۶۰) نہ نابینا پر کوئی الزام ہے اور نہ پیروں سے معذور شخص پر کوئی الزام ہے اور نہ مریض پر کوئی الزام ہے اور نہ تم پر کہ تم اپنے گھروں میں کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں میں یا اپنی ماؤں کے گھروں میں یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں یا اپنی بہنوں کے گھروں میں یا اپنے چچاؤں کے گھروں میں یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں میں یا اپنے ماموؤں کے گھروں میں یا اپنی خالاؤں کے گھروں میں یا تم جس کے خازن ہو یا اپنے دوست کے یہاں، تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایک ساتھ کھاؤ یا الگ الگ[۲]، تو جب گھروں میں داخل ہو تو اپنوں کو سلام کرو (یہ) اللہ کی طرف سے (ملاقات کی) دعا (مقرر) ہے مبارک ہے پاکیزہ ہے[۳]، اللہ تعالیٰ اسی طرح آیتیں صاف صاف بیان فرماتا ہے تاکہ شاید تم عقل سے کام لو (۶۱)

← لگادی گئیں، جب تک مسلمانوں نے ان شرطوں کو پورا کیا وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن کر رہے اور جب وہ شرائط فراموش کر دیں تو تاش کے پتوں کی طرح بکھر کر رہ گئے (۲) بالغوں کو تو حکم تھا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں لیکن بچے اور غلام و باندی اس سے مستثنیٰ تھے چنانچہ وہ کثرت سے گھروں میں آتے جاتے، اس سے بھی کبھی لوگوں کو تکلیف اور بے ستری ہوتی تھی، یہاں تین اوقات میں بچوں اور باندیوں کو بھی بغیر اجازت داخل ہونے سے روک دیا گیا، یہ آرام کے اوقات ہوتے ہیں اور ان میں آدمی بے تکلفی سے صرف ضروری کپڑوں میں رہنا چاہتا ہے، آگے یہ بھی وضاحت کر دی گئی کہ یہ بچے جب بڑے ہو جائیں تو ان کے لیے وہی حکم ہے جو اوپر گزر چکا، کسی بھی وقت میں ان کے لیے دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

(۱) بوڑھی عورتوں کے لیے اجازت ہے کہ وہ بغیر چادر یا برقعہ کے گھر سے نکل سکتی ہیں بشرطیکہ کوئی بناؤ سنگار نہ کریں مگر احتیاط پردہ ہی میں ہے (۲) اسلام نے صحابہ کا مزاج ایسا محتاط بنا دیا تھا کہ وہ باریک سے باریک چیزوں کا خیال رکھتے تھے، معذوروں کا خیال یہ تھا کہ سب کے ساتھ کھانے میں کہیں دوسروں کو تکلیف نہ ہو، اسی طرح عام لوگوں کا خیال تھا کہ کیسا ہی عزیز و بے تکلف ہو اس کی عدم موجودگی میں اگر اس کے گھر والے کچھ خاطر کرنا چاہیں تو کھانا مناسب نہیں، اس لیے کہ گھر کا مالک موجود نہیں، اسی طرح بعض حضرات جہاد پر جاتے تو گھر کی چابیاں ایسے معذور افراد کے حوالے کر جاتے جو جہاد میں جانے کے لائق نہ ہوتے اور ان سے کہہ جاتے کہ آپ کوئی چیز کھانا چاہیں تو اجازت ہے، اس کے باوجود یہ حضرات احتیاط کرتے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ ایسے بے تکلف موقعوں پر جبکہ ←

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِذَا كَانُوْا
مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ
الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ
اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ
يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ۙ
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ
لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝

ع ۹ / ۱۵

منزل۴

بلاشبہ مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور جب وہ رسول کے ساتھ کسی اجتماعی کام پر ہوتے ہیں تو وہ بغیر ان کی اجازت کے چلے نہیں جاتے، بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں پھر اگر وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت لیں تو آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت چاہیں یقیناً وہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۶۲) تم اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے سے کھسک لیتے ہیں تو جو لوگ بھی ان کی حکم عدولی کر رہے ہیں وہ خبردار رہیں کہ وہ کسی فتنہ میں نہ پڑ جائیں یا کہیں دردناک عذاب ان کو نہ آدبوچے[2] (۶۳) اچھی طرح سن لو جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، تم جس حالت پر بھی ہو اس کو وہ خوب جانتا ہے اور جس دن وہ سب اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو انھوں نے کچھ کیا ہے وہ سب ان کو جتلا دے گا اور اللہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے[3] (۶۴)

﴿سورۂ فرقان﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ (کی کتاب) اتاری تاکہ وہ دنیا جہان کو خبردار کرنے والا ہو (۱) وہ ذات کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کے پاس ہے اور اس نے نہ کوئی لڑکا بنایا اور نہ بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس نے ہر چیز پیدا کی تو اسے خاص انداز سے بنایا[4] (۲)

← معلوم ہے کہ رشتہ دار یا دوست اس پر خوش ہوگا، اتنی باریک بینی دشواری میں مبتلا کرسکتی ہے، اس لیے اس کی صراحت نہیں، البتہ اگر معلوم ہو کہ بغیر اجازت کھانے سے گھر کے مالک کو تکلیف ہوگی تو احتیاط کی جائے (۳) باہمی ملاقات کے لیے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے بہتر دعا ہو ہی نہیں سکتی۔

(۱) یہ آیت غزوۂ خندق کے موقع پر نازل ہوئی تھی جب عرب قبائل نے مل کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاوٹ کے لیے خندق کھودنے کے لیے مسلمانوں کو جمع فرمایا، سارے ہی لوگ اس میں لگ گئے، کسی کو جانا ہوتا تو اجازت لے کر جاتا لیکن منافقین اول تو آئے ہی نہ تھے اور آتے بھی تو بہانے بہانے سے نکل لیتے، اس آیت میں ان کی مذمت اور مخلص مسلمانوں کی تعریف کی گئی ہے (۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے سے حاضر ہو جانا فرض تھا پھر بغیر اجازت اٹھ کر چلے جانے کی اجازت نہ تھی، آگے پھر منافقوں کی مذمت ہے کہ وہ چپکے چپکے کھسک لیتے ہیں، یہ ان کے لیے سخت وبال کا باعث ہو سکتا ہے (۳) مخلوق سے چھپا کر کچھ کرلو، اللہ سے کچھ چھپایا نہیں جاسکتا، جو جیسا کرے گا چھپ کر کرے یا کھل کر اس کا بدلہ اس کو دیا جائے گا (۴) یعنی ہر چیز کو ایک خاص اندازہ میں رکھا کہ اس سے وہی خواص وافعال ظاہر ہوتے ہیں جن کے لیے وہ پیدا کی گئی ہے، وہ اپنے حدود اور دائرہ سے باہر قدم نہیں نکال سکتی۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ
وَلَا يَمْلِكُونَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا
وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُورًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُونَ ۚ فَقَدْ جَآءُو
ظُلْمًا وَّزُورًا ﴿۴﴾ وَقَالُوٓا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوا
مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ ۭ
لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهٗ نَذِيرًا ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى
اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُونُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُونَ
اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ
الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيٓ
اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُورًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوا
بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿۱۱﴾

منزل۴

اوراس کو چھوڑ کر انھوں نے ایسے کتنے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود مخلوق ہیں اور وہ نہ اپنے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے اور نہ موت و زندگی ان کے قبضہ میں ہے اور نہ دوبارہ جی اٹھنا (۳) اور منکر کہتے ہیں کہ یہ تو من گڑھت ہے، جو وہ گڑھ لاتے ہیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس پر ان کی مدد کی ہے، بس یہ (کافر) لوگ ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں (۴) وہ کہتے ہیں یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں، جو انھوں نے لکھ رکھی ہیں پھر وہی صبح و شام ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں[1] (۵) کہہ دیجیے اس کو اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے ہر بھید کو جانتا ہے بلاشبہ وہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۶) اور وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے رسول ہیں کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، کوئی فرشتہ ان کے ساتھ کیوں نہیں اتار دیا گیا کہ وہ ان کے ساتھ ڈرانے کو رہتا (۷) یا ان کو خزانہ دے دیا جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھایا کرتے، اور یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم ایسے شخص کی بات مان رہے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے (۸) دیکھئے یہ آپ کے لیے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں بس وہ گمراہ ہو چکے، اب وہ راستہ پا نہیں[2] سکتے (۹) وہ ذات بڑی برکت والی ہے اگر وہ چاہتا تو آپ کے لیے اس سے بہتر ایسے باغات بنا دیتا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوتیں اور آپ کے لیے محلات بنا دیتا (۱۰) بات یہ ہے کہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور جس نے قیامت کو جھٹلایا ہم نے اس کے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے[3] (۱۱)

---

(۱) مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ چند یہودیوں کی مدد سے چند قصے لکھ لیے گئے ہیں وہی دہرائے جاتے رہتے ہیں، قرآن کریم نے خود ہی اس کا جواب متعدد مقامات پر دیا ہے اور چیلنج کیا ہے کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو اس جیسی ایک چھوٹی سی سورہ ہی بنا لاؤ، وہ دشمن ازلی جو عربی زبان کے سب سے بڑے ماہر تھے اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے اور عاجز رہ گئے (۲) جو لوگ انبیاء کی شان میں اس طرح کی گستاخیاں کر کے گمراہ ہوتے ہیں ان کے راہ راست پر آنے کی کوئی توقع نہیں (۳) یہ جن چیزوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اللہ کے لیے ان کا پورا کرنا کیا مشکل ہے لیکن ان میں طلب حق کا ارادہ ہی نہیں، ساری باتیں محض شرارت اور تنگ کرنے کے لیے کرتے ہیں، قیامت کا ان کو یقین نہیں، اس کی سزا ان کو بھگتنی پڑے گی۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾
وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ
ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا
كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ
الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ
خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ
وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ
عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ
مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَ
لَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا
بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا
وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾
وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ
الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ
لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾

منزل ۴

جب وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ اس کے بپھرنے اور پھنکارنے کی آوازیں سنیں گے[1] (۱۲) اور جب وہ اس میں بیڑیوں میں جکڑ کر کسی تنگ جگہ ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (۱۳) آج ایک ہی موت کو مت پکارو بلکہ بار بار موت کو پکارتے رہو (۱۴) پوچھئے یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشہ رہنے والی جنت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ان کے لیے بدلہ ہے اور آخری رہنے کی جگہ ہے (۱۵) وہاں جو چاہیں گے ملے گا، اسی میں ہمیشہ رہیں گے، یہ آپ کے رب کے ذمہ پختہ وعدہ ہے (۱۶) اور جس دن ہم ان کو اور جن کو وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں جمع کریں گے تو وہ فرمائے گا کیا تم نے[2] میرے بندوں کو بہکایا، یا وہ خود ہی راستہ بہک گئے (۱۷) وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے، ہمیں یہ زیبا نہیں تھا کہ ہم تجھے چھوڑ کر (دوسروں کو) حمایتی بناتے، البتہ تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو عیش و عشرت کا سامان دیا یہاں تک کہ وہ (تیری) یاد ہی بھلا بیٹھے اور یہ لوگ برباد ہو کر رہے (۱۸) بس اب ان (تمہارے معبودوں ہی) نے تمہاری بات جھٹلا دی تو اب نہ تم (عذاب کو) پھیر سکتے ہو اور نہ مدد لے سکتے ہو اور تم میں جو بھی ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۱۹) اور آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہی تھے اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے[3] (دیکھنا ہے کہ) تم صبر کرتے ہو (یا نہیں) اور آپ کا رب سب دیکھتا ہے (۲۰)

(۱) وہ آگ جہنمیوں کو دیکھ کر جوش وغضب سے بھر جائے گی اور اس کی غضبناک آوازوں اور خوفناک پھنکاروں سے بڑے بڑے دلیروں کے پتے پانی ہو جائیں گے (۲) اللہ تعالیٰ ان پتھروں کو بھی بولنے کی طاقت عطا فرمادیں گے جن کو وہ پوجا کرتے تھے، وہ اور ان کے علاوہ وہ انبیاء یا فرشتے یا بزرگ جن کو انھوں نے خدائی کا درجہ دے دیا تھا، سب ہی اپنی اپنی براءت ظاہر کر دیں گے (۳) پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں اہل ایمان کا صبر جانچنے کو، اب دیکھیں کہ تم کافروں کی ایذا رسانی پر صبر کرتے ہو یا نہیں، اور اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا
الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا
كَبِيرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَ
يَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ
فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا
وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ
تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى
الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ
يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ
أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ
إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ
نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾

منزل۴

اور جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ بولے کہ فرشتے ہمارے سامنے اتر کیوں نہ آئے یا ہم اپنے رب ہی کو دیکھ لیتے، یقیناً اندر سے ان میں اکڑ پیدا ہوگئی اور انھوں نے بڑی سرکشی کی (۲۱) جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور وہ کہیں گے (کاش کہ) رکاوٹ والی کوئی اوٹ ہوجاتی[1] (۲۲) اور جو کام انھوں نے کیے ہم اس کی طرف توجہ کریں گے پھر ان کو بکھرا ہوا بھوسا کردیں گے[2] (۲۳) اس دن جنت والوں کا ٹھکانہ سب سے بہتر ہوگا اور مقام راحت بھی بہت خوب ہوگا (۲۴) اور جس دن بادل کے ساتھ آسمان پھٹ پڑیں گے اور فرشتے اتر پڑیں گے[3] (۲۵) اس دن حقیقی بادشاہت رحمٰن کی ہوگی اور وہ کافروں کے لیے بڑا سخت دن ہوگا (۲۶) اور اس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا کاش کہ میں بھی رسول کے ساتھ راہ پر لگ لیتا (۲۷) ہائے میری کم بختی کاش کہ فلاں کو میں نے دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸) (کتاب) نصیحت میرے پاس آجانے کے بعد پھر اس نے مجھے اس سے بہکا ہی دیا اور شیطان ہے ہی انسان کے ساتھ وقت پر دغا کرنے والا (۲۹) اور رسول کہیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پس پشت ڈال رکھا تھا (۳۰) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے مجرموں کو دشمن بنایا ہے اور آپ کا رب ہدایت اور مدد کے لیے کافی ہے[4] (۳۱) اور کافروں نے کہا ان پر قرآن پورا کا پورا ایک ساتھ ہی کیوں نہیں اتار دیا گیا، اس طرح (ہم نے اس لیے کیا) تاکہ اس سے آپ کے دل کو جما دیں اور ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھوایا ہے[5] (۳۲)

---

(۱) یہاں تو فرشتے ان کو نظر نہیں آئیں گے اور جب نظر آئیں گے تو وہ ان کو دوزخ میں ڈالنے کے لیے آئے ہوں گے اس لیے وہ پناہ مانگیں گے (۲) جو کام انھوں نے اچھے سمجھ کر کیے ہوں گے وہ ایمان نہ ہونے کی بناء پر بالکل بے حیثیت ہوکر رہ جائیں گے (۳) بادل کی طرح ایک چیز اترتی ہوئی نظر آئے گی جس میں حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی، آسمان پھٹ کر اس کو جگہ دیدیں گے اور پھر فرشتوں کا تانتا بندھ جائے گا (۴) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ کفار مکہ کی دشمنی ان کے ساتھ نئی نہیں ہے بلکہ ہر پیغمبر کے ساتھ یہی ہوا ہے پھر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور پیغمبروں کی مدد فرماتا ہے (۵) تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کی بڑی حکمت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی طرف سے جو نت نئی تکلیفیں پہنچتی رہتی ہیں ہم کوئی نئی آیت نازل کرکے تسلی کا سامان کردیتے ہیں۔

اور وہ جب بھی آپ کے سامنے کوئی مثال لاتے ہیں تو ہم صحیح بات اور اس سے بہتر جواب اس کا بتادیتے ہیں[1] (۳۳) جن کو ان کے منھ کے بل جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا، وہ بدترین مقام رکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر گمراہ ہیں (۳۴) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو معاون بنایا (۳۵) تو ہم نے کہا کہ تم دونوں ایسی قوم کے پاس جاؤ جس نے ہماری نشانیاں جھٹلائی ہیں پھر ہم نے ان کو تباہ کرڈالا (۳۶) اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ان کو بھی ہم نے ڈبودیا اور ان کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنادیا اور ظالموں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے (۳۷) اور عاد وثمود اور کنویں[2] والے اور ان کے درمیان کتنی قوموں کو (ہم نے ہلاک کیا) (۳۸) اور ہم نے ہر ایک کو مثالیں دے کر (سمجھایا) اور (جب نہ مانے تو) ہر ایک کو تباہ کرکے رکھ دیا (۳۹) اور وہ اس بستی پر سے ہو آئے ہیں جس پر بدترین[3] بارش برسائی گئی، کیا وہ اس کو دیکھتے نہیں رہے، بات یہ ہے کہ ان کو جی اٹھنے کی امید ہی نہ تھی (۴۰) اور جب بھی آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق بناتے ہیں کیا یہی وہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے (۴۱) یہ تو ہمارے معبودوں سے ہم کو ہٹا ہی دیتے اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے، اور آگے ان کو پتہ چل جائے گا جس وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہی میں پڑا ہوا تھا (۴۲) کیا اس کو آپ نے دیکھا جس نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، تو کیا آپ اس کا ذمہ لے سکتے ہیں (۴۳) یا آپ کا خیال یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں وہ تو بالکل جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں[4] (۴۴)

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ
يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ
سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ
وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ
تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ
آيَةً وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَ وَ
أَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ
الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي
أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا
يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا
أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ
تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ
أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾

منزل۴

---

(۱) یہ اس کا دوسرا فائدہ ہے کہ جب کوئی نیا اعتراض کافروں کی طرف سے آتا ہے تو کسی نئی آیت کے ذریعہ اس کا جواب فراہم کردیا جاتا ہے (۲) ''اصحاب الرس'' کے لفظی معنی ہیں ''کنویں والے'' ان کو بھی نافرمانی کی بنا پر ہلاک کیا گیا، بقیہ تفصیلات نہ قرآن مجید میں ہیں نہ مستند احادیث میں، تاریخی روایتیں بہت مختلف ہیں (۳) قوم لوط مراد ہے (۴) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش رہتی تھی کہ جو لوگ کفر وشرک پر اڑے ہوئے ہیں وہ ایمان لے آئیں، قرآن نے جابجا آپؐ کو تسلی دی ہے کہ بات پہنچادینے کی ذمہ داری آپؐ کی ہے، جنھوں نے اپنی خواہشات کو خدا بنا رکھا ہے، ان کی کوئی ذمہ داری آپ کے اوپر نہیں، ان کو آپ کیسے صحیح راستہ پر لا سکتے ہیں جو جانوروں سے گئے گزرے ہیں، جانور بھی اپنے محسن کے آگے سر جھکا دیتے ہیں مگر یہ تو اچھے برے کو نہ سمجھتے ہیں نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ
جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ
النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ
رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً
مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ
صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ
شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ
جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا
عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا
مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ
صِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ
ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾

منزل۴

بھلا آپ نے اپنے رب کو دیکھا کہ کیسے اس نے سایہ دراز کردیا اور اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھیرا رکھتا پھر سورج کو ہم نے اس پر علامت بنایا (۴۵) پھر آہستہ آہستہ ہم نے اس کو اپنی طرف سمیٹ لیا[1] (۴۶) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو بیداری کی چیز بنایا (۴۷) اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری کے ساتھ بھیجا اور ہم ہی نے اوپر سے ستھرا پانی اتارا (۴۸) تاکہ ہم اس سے مردہ بستی میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کریں (۴۹) اور ہم ہی نے اس کو ان کے درمیان پھیلا دیا تاکہ وہ دھیان دیں پھر بھی اکثر لوگوں نے انکار ہی کیا[2] (۵۰) اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیج دیتے[3] (۵۱) تو آپ کافروں کی بات مت مانیے اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان سے پورا مقابلہ کرتے رہیے (۵۲) اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا کر اس طرح چلایا ہے یہ میٹھا سیراب کرنے والا ہے اور یہ نمکین کھاری ہے اور دونوں کے درمیان ایک پردہ اور رکاوٹ والی اوٹ بنادی[4] (۵۳) اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا تو اس کو نسبی اور سسرالی رشتہ والا بنادیا اور آپ کا رب سب کچھ کرسکتا ہے (۵۴) اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور کافر تو ہے ہی اپنے رب کا مخالف[5] (۵۵) اور ہم نے آپ کو بس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۵۶) آپ کہہ دیجیے کہ میں اس پر تم سے کچھ بھی اجرت نہیں مانگتا مگر ہاں یہ کہ جو چاہے اپنے رب کا راستہ پکڑ لے[6] (۵۷)

---

(۱) یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں کا تذکرہ ہے، سورج طلوع ہوتا ہے اس وقت سایہ لمبا نظر آتا ہے پھر آہستہ آہستہ وہ سمٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ نصف النہار کے وقت وہ معمولی رہ جاتا ہے پھر دراز ہونا شروع ہوتا ہے یہاں تک سورج چھپ جاتا ہے، سایہ کا گھٹنا بڑھنا سورج پر منحصر ہے، اس لیے سورج کو سائے کا راہ بتانے والا فرمایا (۲) سمندر سے بھاپ کا اٹھنا، پہاڑوں پر برف کا جمنا پھر اس کا پگھل پگھل کر ندیوں اور نہروں کی شکل میں جاری ہونا اور بادلوں کا مختلف علاقوں میں جا کر اللہ کے حکم سے برسنا، یہ سب اس کی قدرت کے مظاہر ہیں (۳) اللہ چاہے تو اب بھی نبیوں کی کثرت کردے لیکن اس کو منظور یہی ہوا کہ اب اخیر میں سارے جہان کے لیے تنہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ کافروں کے طعن وتشنیع کی پرواہ نہ کیجیے اس قرآن کے ذریعہ مشرکین سے پورا مقابلہ کرتے رہیے (۴) دریا جب سمندر سے ملتا ہے تو دور تک دونوں کا پانی الگ نظر آتا ہے، رنگ میں بھی فرق اور مزہ میں بھی فرق (۵) ساری نعمتوں کے بعد بھی ایک منکر یہ نہیں سوچتا کہ میں کس کی مخالفت کررہا ہوں (۶) یعنی یہی میری خوشی ہے کہ لوگ صحیح راستہ پر آجائیں میں اس پر کوئی اجرت نہیں طلب کرتا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ
بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ
بِهِ خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا
الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ﴿٦٠﴾ تَبَارَكَ الَّذِي
جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ
أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ
هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ
لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا
عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ
يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ
مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾

منزل۴

اوراس زندہ پر بھروسہ رکھئے جس کو کبھی موت نہیں اوراس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہئے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے کے لیے کافی ہے (۵۸) جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو چھ دن میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہی رحمٰن ہے تو آپ اس کی شان اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ لیجیے[1] (۵۹) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کون ہے رحمٰن؟ کیا آپ جس کو کہتے ہیں اس کو ہم سجدہ کرنے لگیں اور (اس بات سے) وہ اور زیادہ بدکنے لگتے ہیں[2] (۶۰) وہ ذات برکت والی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں روشن چراغ اور روشنی بکھیرنے والا چاند بنایا[3] (۶۱) اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو آگے پیچھے کیا (اس میں نصیحت ہے) اس کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکرگزاری کا ارادہ کرے (۶۲) اور رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان کے منھ لگتے ہیں تو وہ صاحب سلامت کرلیتے ہیں (۶۳) اور جو اپنے رب کے لیے سجدے کر کرکے اور کھڑے رہ رہ کر راتیں بِتا دیتے ہیں (۶۴) اور جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب جہنم کے عذاب کو ہم سے پھیر دیجیے یقیناً اس کا عذاب بڑی سزا ہے (۶۵) یقیناً وہ نہایت برا ٹھکانہ اور بدترین رہنے کی جگہ ہے (۶۶) اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی اور ان کا خرچ اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے (۶۷) اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرام کردیا ہو قتل نہیں کرتے سوائے حق کے[4] اور زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کرے گا وہ بڑے گناہ میں جا پڑے گا (۶۸)

---

(۱) وہ خبر رکھنے والے فرشتے ہیں اور ان سے بڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، آپ کے واسطے سے لوگوں کو تلقین کی جارہی ہے اور سب سے بڑھ کر خبر رکھنے والا وہ خود ہے (۲) مشرکین مکہ اگرچہ اللہ کی ذات پر ایمان رکھتے تھے لیکن اللہ کے لیے رحمٰن کے نام کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اس لیے جب اللہ کا ذکر رحمٰن کے نام سے ہوتا تو وہ بڑی بدتمیزی سے اس مبارک نام کی تردید کرتے تھے (۳) بروج سے مراد ستارے بھی ہوسکتے ہیں یا جن کو ماہرین فلکیات بروج کہتے ہیں وہ بھی مراد ہوسکتے ہیں جس کی وضاحت سورۂ حجر میں گذر چکی ہے (ص:۲۳۶) (۴) مثلاً قتل عمد کے بدلے قتل کرنا یا بدکاری کی سزا میں زانی محصن کو سنگسار کرنا یا جو شخص دین سے باغی ہوکر مرتد ہوجائے اس کو قتل کرنا۔

يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ
اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾
اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ
رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ
نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ
مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾

منزل ۵

قیامت کے دن اس کا عذاب دوگنا کردیا جائے گا اور اسی میں ہمیشہ ذلیل ہوکر پڑا رہے گا (٦٩) مگر ہاں جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور اچھے کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور وہ تو بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (٧٠) اور جو توبہ کرتا ہے اور اچھے کام کرتا ہے تو وہ یقیناً اللہ کی طرف پوری طرح لوٹ آتا ہے[1] (٧١) اور جو جھوٹ میں شامل نہیں ہوتے[2] اور جب لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ گزر جاتے ہیں (٧٢) اور جب ان کے رب کی آیتوں سے ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے[3] (٧٣) اور جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہم کو آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے[4] (٧٤) ایسوں ہی کو بدلے میں بالاخانے دیئے جائیں گے ان کے صبر کے عوض میں اور سلام و دعا سے ان کا استقبال کیا جائے گا (٧٥) اسی میں ہمیشہ رہیں گے وہ کیا خوب ٹھکانہ ہے اور کیا خوب رہنے کی جگہ ہے (٧٦) آپ کہہ دیجیے کہ تمہارے رب کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں اگر تم اس کو نہ پکارو بس تم تو جھٹلا ہی چکے ہو اب آگے یہ (جھٹلانا تمہارے) گلے پڑ کر رہے گا[5] (٧٧)

﴿سورۂ شعراء﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ (١) یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں (٢) شاید آپ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے کہ وہ ایمان نہیں لاتے (٣) اگر ہم چاہتے تو ہم آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتار دیتے تو ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک کر رہ جاتیں[6] (٤)

---

(١) پہلے ذکر تھا کافر کے گناہوں کا، یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا (٢) یعنی نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ باطل کاموں اور گناہ کی مجلسوں میں شریک ہوں (٣) یعنی نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنتے ہیں اور سن کر متأثر ہوتے ہیں، مشرکین کی طرح پتھر کی مورت نہیں بن جاتے (٤) یعنی بیوی بچوں کو ایسی صلاح اور نیکی عطا فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں ایسا بنادے کہ لوگ ہماری اقتداء کرکے متقی بن جائیں اور ہمارا خاندان تقویٰ و طہارت میں ہماری پیروی کرے (٥) تمہارے نفع نقصان کی باتیں تمہیں بتادی گئیں اب بندہ کو چاہیے کہ مغرور و بیباک نہ ہو، خدا کو اس کی کیا پرواہ، پھر تم میں جنھوں نے جھٹلا ہی دیا، جلد ہی یہ جھٹلانا ان کے گلے کا پھندا بنے گا، اس کی سزا سے ان کو کسی طرح چھٹکارا نہ مل سکے گا (٦) اللہ چاہتا تو زبردستی سب کو مسلمان بنادیتا لیکن چونکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے اس لیے ہر شخص مکلّف ہے کہ وہ خود دلائل پر غور کرکے ایمان کا راستہ اختیار کرے، بس آپ کو بھی اتنا صدمہ نہیں کرنا چاہیے کہ جان کو ہلکان کرلیں۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ
مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَأْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ
زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ
ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ
اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ
فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾
قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ
فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾
قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾
وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ
اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ
رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ
اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾

منزل۵

اوران کے پاس رحمٰن کے پاس سے جوکوئی نئی نصیحت آتی ہے اس سے وہ اعراض ہی کرتے ہیں (۵) بس انھوں نے (اس نئی نصیحت کو بھی) جھٹلا دیا تو وہ جس چیز کی ہنسی کرتے رہے ہیں آگے ان کو اس کی حقیقت کا پتہ چل جائے گا (٦) کیا انھوں نے زمین میں دیکھا نہیں کہ ہم نے اس میں کیسی کیسی عمدہ قسم کی جوڑے دار چیزیں اگا دیں (۷) یقیناً اس میں نشانی ہے پھر بھی ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے (۸) اور یقیناً آپ کا رب ہی زبردست ہے، نہایت رحم فرمانے والا ہے (۹) اور جب آپ کے رب نے موسیٰ کو آواز دی کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (۱۰) فرعون کی قوم کے پاس بھلا وہ ڈرتے نہیں (۱۱) انھوں نے کہا میرے رب مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے (۱۲) اور میرا سینہ تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان بھی نہیں چلتی تو ہارون کو (یہ) پیغام بھیج دیجیے (۱۳) اور میرے ذمہ ان کا ایک جرم بھی ہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے[1] (۱۴) حکم ہوا ہرگز نہیں تم دونوں میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں (سب) سن رہے ہیں (۱۵) بس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ تو کہو کہ ہم جہانوں کے رب کا پیغام لائے ہیں (۱٦) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دو[2] (۱۷) وہ بولا کہ کیا بچپن میں ہم نے تمھیں پالا پوسا نہیں تھا اور اپنی عمر کے کئی سال تم نے ہم میں گزارے (۱۸) اور تم نے وہ حرکت کی جو کر گئے اور تم بڑے ناشکرے ہو (۱۹) انھوں نے کہا کہ ہاں میں وہ حرکت کر بیٹھا تھا جب مجھے راستہ نہیں ملا تھا (۲۰) پھر جب مجھے تمہارا ڈر ہوا تو میں تمہارے پاس سے نکل گیا تو میرے رب نے مجھے فرمان دیا اور مجھے رسولوں میں شامل فرما دیا[3] (۲۱) اور یہی وہ احسان ہے جس کا بار تم مجھ پر رکھ رہے ہو کہ تم نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (۲۲) فرعون بولا جہانوں کا پروردگار (آخر) ہے کیا (۲۳)

(۱) کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی زبان میں کچھ لکنت تھی اس کا انھوں نے عذر کیا اور اس واقعہ کا بھی حوالہ دیا جب انھوں نے مظلوم کو بچانے کے لیے ظالم کو ایک مکا مارا تو وہ مر گیا اور حضرت موسیٰ پر قتل کا الزام لگا (۲) بنو اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہا جاتا ہے، یہ فلسطین کے علاقہ کنعان کے رہنے والے تھے، حضرت یوسف جب مصر کے حکمراں ہوئے تو انھوں نے سب کو وہیں بلوا لیا پھر جب کچھ عرصہ کے بعد حکومت کا نظام بدلا اور فراعنہ کا سلسلہ شروع ہوا تو انھوں نے بنو اسرائیل پر ظلم وستم ڈھانے شروع کیے (۳) اس کی تفصیلات سورہ طٰہٰ میں گزر چکیں۔

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾
قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾
قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰــهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ
فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ ع
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ڰ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ
سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ
لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ
كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ
لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ
الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾

منزل ۵

کہا وہ آسمانوں اور زمین کا اور دونوں کے درمیان کا سب کا پروردگار ہے اگر تم یقین کرو (۲۴) اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ ارے سنتے بھی ہو (۲۵) انھوں نے فرمایا تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے گزرے ہوئے باپ دادا کا بھی (۲۶) وہ بولا جو رسول تم میں بھیجا گیا ہے وہ تو بالکل ہی دیوانہ لگتا ہے (۲۷) انھوں نے کہا مشرق و مغرب اور ان کے درمیان کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو[1] (۲۸) بولا اگر تم نے میرے علاوہ کسی اور کو معبود ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید میں ڈال دوں گا (۲۹) فرمایا خواہ میں کوئی کھلی ہوئی چیز لے آؤں (۳۰) بولا سچے ہو تو لے آؤ (۳۱) تو انھوں نے اپنی لاٹھی ڈال دی بس وہ صاف صاف اژدہا بن گیا (۳۲) اور اپنا ہاتھ کھینچا تو وہ دیکھنے والوں کے لیے سفید (چمک دار) ہو گیا (۳۳) اس نے اپنے آس پاس درباریوں سے کہا یہ یقیناً ماہر جادوگر ہے (۳۴) یہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں اپنے وطن سے نکال دینا چاہتا ہے تو تمہاری کیا رائے ہے (۳۵) انھوں نے کہا اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجیے اور شہروں میں ہرکارے دوڑا دیجیے (۳۶) وہ ہر بڑے ماہر جادوگر کو لے آئیں (۳۷) چنانچہ جادوگر ایک مقررہ دن کے وعدہ پر اکٹھا کیے گئے (۳۸) اور لوگوں سے کہا گیا تم بھی اکٹھا ہوئے ہوتے (۳۹) تاکہ اگر وہ جادوگر غالب آجائیں تو ہم ان ہی کے راستہ پر چلیں (۴۰) پھر جب جادوگر آ گئے تو انھوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آئے تو ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا (۴۱) بولا ہاں ہاں تب تو تم ضرور خاص لوگوں میں شمار ہوگے (۴۲) موسیٰ نے کہا تمہیں جو ڈالنا ہو ڈالو (۴۳)

---

(۱) فرعون کی طرف سے رب العالمین کی حقیقت کا سوال کیا گیا تھا، حضرت موسیٰ کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ اس کی حقیقت کو کون سمجھ سکتا ہے البتہ وہ صفات سے پہچانا جاتا ہے اس لیے انھوں نے اس کی صفات کا بیان فرمایا، اس پر فرعون نے ان کو مجنوں کہا کہ سوال حقیقت کا تھا جواب میں اس کی صفات کا بیان ہے، اس پر حضرت موسیٰ نے مزید اس کی صفات بیان کر کے فرمایا کہ عقل کا استعمال تمہیں کرنے کی ضرورت ہے، وہ ذات عقل سے ماوراء ہے البتہ اس کی صفات سے اس کو پہچانا جاتا ہے جس کے لیے عقل کی بند کھڑکیاں کھولنے کی ضرورت ہے۔

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ
الْغَالِبُونَ ﴿۴۴﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿۴۵﴾
فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوسَىٰ
وَهَارُونَ ﴿۴۸﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي
عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم
مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۹﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ
رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿۵۰﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۱﴾ ع وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿۵۲﴾
فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ
قَلِيلُونَ ﴿۵۴﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿۵۵﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴿۵۶﴾
فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۵۷﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۵۸﴾ كَذَٰلِكَ
وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۵۹﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى
الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ
رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿۶۲﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ
فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿۶۳﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿۶۴﴾

منزل ۵

تو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں اور بولے فرعون کا اقبال (سلامت رہے) غالب تو ہم ہی رہیں گے (۴۴) پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ جو کچھ بنا کر لاتے تھے اس کو نگلنے لگی[1] (۴۵) بس جادوگر سجدہ میں گر گئے (۴۶) بولے ہم جہانوں کے پروردگار پر ایمان لائے (۴۷) موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر (۴۸) (فرعون) بولا تم نے ہماری اجازت سے پہلے ان کو مان لیا یقیناً یہی تمہارا سرغنہ ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے بس ابھی تمہیں پتہ چل جاتا ہے، میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ ڈالوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا (۴۹) وہ بولے کوئی نقصان نہیں ہمیں تو اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہی ہے (۵۰) ہمیں تو امید یہ ہے کہ ہمارا رب ہماری غلطیاں معاف کر دے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں (۵۱) اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم ہمارے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ، تمہارا پیچھا بھی ضرور کیا جائے گا (۵۲) پھر فرعون نے شہروں میں ہرکارے دوڑا دیئے (۵۳) کہ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں (۵۴) اور یقیناً انھوں نے ہمیں غصہ میں بھر دیا ہے (۵۵) اور ہم سب چوکنّے ہیں (۵۶) پھر ہم نے ان کو باغات اور چشموں سے نکال باہر کیا (۵۷) اور خزانوں اور عزت کی جگہ سے[2] (۵۸) یوں ہی ہوا اور اس کا وارث ہم نے بنی اسرائیل کو بنایا (۵۹) پھر سورج نکلتے نکلتے وہ ان کے پیچھے ہو لیے (۶۰) پھر جب دونوں جماعتوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تو ہم پکڑے گئے[3] (۶۱) موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ابھی مجھے راستہ دے گا (۶۲) تو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مارو بس وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا یوں ہو گیا کہ گویا بڑا پہاڑ ہے (۶۳) اور ہم اس جگہ دوسروں کو بھی قریب لے آئے[4] (۶۴)

---

(۱) جادوگروں نے رسیاں ڈالیں تو لگا کہ سانپ دوڑ رہے ہیں لیکن حضرت موسیٰ نے جیسے ہی اپنی لاٹھی ڈالی ان کا سارا ڈھونگ ختم ہو گیا، وہ ماہر جادوگر تھے، ان کو یقین ہو گیا کہ یہ جادو سے پرے کوئی چیز ہے، ان کے اس یقین نے بے ساختہ ان کو سجدہ میں گرا دیا اور وہ کہنے لگے کہ ہم ایمان لاتے ہیں، فرعون غصے سے بے قابو ہو گیا اور اول فول بکنے لگا، انھوں نے بڑے اطمینان سے کہا کہ ہمیں اللہ کی ذات کا یقین ہے، اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے تو تمہیں جو کرنا ہو کر لو (۲) حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کا پیچھا کرنے کے لیے فرعون اور اس کی قوم بڑے کرّ و فرّ کے ساتھ نکلی اور بالآخر سب ڈوب گئے، سارے محلات اور باغات دھرے رہ گئے اور آگے چل کر سب بنی اسرائیل کے حصہ میں آئے (۳) بحر قلزم کے کنارے پہنچ کر بنی اسرائیل پار ہونے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعون کا لشکر نظر آیا، گھبرا کر کہنے لگے کہ اب تو ہم مارے گئے، حضرت موسیٰ نے ان کو تسلی دی پھر اللہ کے حکم کے مطابق لاٹھی سمندر پر ماری تو اس میں بارہ راستے اس طرح نکل آئے کہ پانی دائیں بائیں پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا، بنی اسرائیل اس سے پار ہونے لگے، پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر بھی پہنچا (۴) الآخرین الف لام کے ساتھ معذب قوموں کے لیے استعمال ہوا ہے جو ایمان والے ہیں وہی اللہ کے اپنے ہیں، باقی سب بیگانے، پرائے اور دوسرے ہیں، اللہ کی رحمت سے دوری کو بتانے کے لیے بھی یہ خاص قرآنی تعبیر معلوم ہوتی ہے۔

وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ
وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾
قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾
قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا
كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ
لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَ
الَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾
وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي
خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾
وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِنْ
وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾
وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا
مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾

منزل ۵

اور ہم نے موسیٰ اور ان کے سب ساتھیوں کو بچالیا (٦٥) پھر دوسروں کو غرق کردیا[1] (٦٦) یقیناً اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں اکثر لوگ نہیں مانتے (٦٧) اور بلاشبہ آپ کا رب زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (٦٨) اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنائیے (٦٩) جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کو پوجتے ہو (٧٠) وہ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں تو اسی میں ہم لگے رہتے ہیں[2] (٧١) انھوں نے پوچھا کہ جب تم پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری (بات) سنتے ہیں (٧٢) یا تمہیں کچھ فائدہ دے سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں (٧٣) وہ بولے بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے (٧٤) انھوں نے فرمایا بھلا تم نے کچھ دیکھا بھی جن کی تم عبادت کرتے رہے ہو (٧٥) تم اور تمہارے قدیم پُرکھے (٧٦) میرے تو وہ سب کے سب دشمن ہیں سوائے جہانوں کے رب کے (٧٧) جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے راستہ دیتا ہے (٧٨) اور جو مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے (٧٩) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے (٨٠) اور جو مجھے مارے گا پھر جلائے گا (٨١) اور جس سے میں امید لگائے ہوں کہ وہ بدلہ کے دن میرے گناہ معاف فرمادے گا (٨٢) اے میرے رب! مجھے فرمان عطا فرما اور نیکوں کے ساتھ مجھے شامل فرمادے[3] (٨٣) اور آنے والوں میں میرا سچا بول باقی رکھ[4] (٨٤) اور ان لوگوں میں سے بنا جو نعمت والی جنت کے وارث ہوں گے (٨٥) اور میرے والد کو معاف کردے یقیناً وہ گمراہوں میں تھے[5] (٨٦) اور جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے اس دن مجھے رسوا نہ فرما (٨٧) جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد (٨٨) مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے گا (٨٩) اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی (٩٠)

---

(١) فرعون کے لشکر نے جب دیکھا کہ بارہ راستے بنے ہوئے ہیں تو وہ بھی پیچھے ہولیا لیکن جب بنی اسرائیل پار ہوگئے اور فرعون درمیان میں پہنچا تو اللہ نے سمندر کو اپنی اصلی حالت میں لوٹا دیا (٢) پوری قوم بت پرست تھی اور چونکہ بت ساز بھی تھے اس لیے سارا وقت اسی میں لگاتے تھے (٣) اللہ تعالیٰ کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر فرما کر دعا شروع کردی جو کمال عبدیت میں سے ہے (٤) یعنی ایسے اعمال کی توفیق دے کہ آنے والی نسلیں ذکر خیر کریں اور اسی طریق پر چلیں، اللہ نے یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا ذکر زبانوں پر جاری ہے اور یہ امت محمدیہ ہر نماز میں "كَمَا صَلَّيْتَ عَلىٰ إِبْرَاهِيمَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ عَلىٰ إِبْرَاهِيمَ" پڑھتی ہے (٥) یہ دعا انھوں نے کی مگر جب ان کا دشمن خدا ہونا ظاہر ہوگیا تو براءت کا اظہار کیا، "فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ"۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾
مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا
هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا
يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾
وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ
أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ
الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ
إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا
إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ
مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾

ع ٩

منزل ٥

اور جہنم گمراہوں کے سامنے نمایاں کی جائے گی (۹۱) اور ان سے کہا جائے گا جن کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہاں ہیں (۹۲) سوائے اللہ کے، کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا وہ اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں (۹۳) پھر وہ اور بہکے ہوئے لوگ اس میں منہ کے بل ڈال دیئے جائیں گے[1] (۹۴) اور ابلیس کے سارے لشکر بھی (۹۵) وہ اس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے (۹۶) اللہ کی قسم یقیناً ہم کھلی گمراہی میں تھے (۹۷) جب ہم تمہیں جہانوں کے رب کے برابر ٹھہرا رہے تھے (۹۸) اور ہمیں صرف ان مجرموں نے بہکایا[2] (۹۹) تو اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے (۱۰۰) اور نہ کوئی مخلص دوست ہے (۱۰۱) تو کاش کہ ہمیں ایک موقع اور مل جاتا تو ہم ایمان لے آتے (۱۰۲) بیشک اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں اکثر لوگ مانتے نہیں (۱۰۳) اور یقیناً آپ کا رب ہی زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۰۴) نوح کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۰۵) جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں (۱۰۶) میں تمہارے لیے معتبر رسول ہوں (۱۰۷) تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱۰۸) اور میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو جہانوں کے رب ہی کے ذمہ ہے (۱۰۹) بس اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو (۱۱۰) وہ بولے بھلا ہم تم پر ایمان لائیں گے جبکہ تمہاری پیروی تو بہت ہی گھٹیا لوگوں نے کی ہے (۱۱۱) انھوں نے کہا میں کیا جانوں کہ وہ کیا کام کرتے ہیں (۱۱۲) ان کا حساب میرے رب ہی کے ذمہ ہے کاش تمہیں احساس ہوتا (۱۱۳) اور میں ایمان والوں کو دھتکار نہیں سکتا[3] (۱۱۴) میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۱۱۵) وہ بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور پتھر مار مار کر ہلاک کر دیئے جاؤ گے (۱۱۶) وہ پکار اٹھے اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا (۱۱۷)

---

(۱) یعنی ان بہکے ہوئے لوگوں کے ساتھ ان کے جھوٹے معبودوں کو بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا، ان میں بعض وہ ہیں جنھوں نے خود خدائی کا دعویٰ کیا اور بعض پتھر کے بت ہیں اور یہ اس لیے ہوگا تا کہ گمراہ اپنے معبودوں کا حشر دیکھ لیں (۲) مراد وہ بڑے بڑے مجرم سردار ہیں جنھوں نے بہکایا (۳) کوئی کیا کام کرتا ہے دیکھنے میں معمولی ہی پیشہ کیوں نہ ہو اگر وہ ایمان لایا تو وہ معتبر ہے، کسی نبی کا کام نہیں کہ ان کو دھتکار دے اور بالفرض اگر ان کے سامنے کوئی دنیاوی مفاد بھی ہے تو میں اس کا مکلّف نہیں، اس کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہے۔

فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ
الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ
اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ
قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ
اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ
تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ
جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا
تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّىْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ
اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا
نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَ
مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾

منزل۵

تو میرے اور ان کے درمیان کوئی کھلا فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ایمان والے ساتھیوں کو نجات عطا فرما (۱۱۸) تو ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو جو بھری کشتی میں تھے نجات دی (۱۱۹) پھر (اس کے) بعد باقی سب کو ڈبو دیا (۱۲۰) بیشک اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں زیادہ تر لوگ نہیں مانتے (۱۲۱) اور یقیناً آپ کا رب ہی زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۲۲) عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۲۳) جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا بھلا تم ڈرتے نہیں (۱۲۴) یقیناً میں تمہارے لیے معتبر پیغام لانے والا ہوں (۱۲۵) تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱۲۶) اور میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر صرف جہانوں کے رب کے ذمہ ہے (۱۲۷) کیا تم ہر ٹیلہ پر ایک یادگار بنا کر تماشا کرتے ہو[1] (۱۲۸) اور ایسے بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے ہمیشہ تمہیں رہنا ہے (۱۲۹) اور جب کسی کی پکڑ کرتے ہو تو بڑے (ظالم و) جابر بن کر پکڑ کرتے ہو (۱۳۰) بس اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱۳۱) اور اس ذات سے ڈرو جس نے وہ چیزیں تمہیں عنایت فرمائیں جن کو تم جانتے ہو (۱۳۲) تمہیں چوپائے بھی دیئے اور بیٹے بھی (۱۳۳) اور باغات بھی اور چشمے بھی (۱۳۴) مجھے تو تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۱۳۵) وہ بولے ہمارے لیے سب برابر ہے تم نصیحت کرو یا نہ کرو (۱۳۶) یہ تو صرف پرانوں کی ایک عادت ہے[3] (۱۳۷) اور ہمیں تو عذاب ہونے کا ہی نہیں (۱۳۸) بس انھوں نے ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو ہلاک کردیا، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں (۱۳۹) اور یقیناً آپ کا رب ہی زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۴۰) ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا[4] (۱۴۱) جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا بھلا تم ڈرتے نہیں (۱۴۲)

(۱) قوم عاد کی کچھ تفصیل سورۂ اعراف آیت/ ۱۷ میں گزر چکی ہے (۲) محض بڑائی کے اظہار کے لیے بلند جگہوں پر اپنی یادگار بناتے تھے، دوسری ان کی شرارت یہ تھی کہ وہ وہاں بیٹھ کر نیچے سے گزرنے والوں کے ساتھ نامناسب حرکتیں کیا کرتے تھے، آگے آیت میں ''مصانع'' پر نکیر کی گئی، اس سے مراد ہر طرح کی شان و شوکت والی بڑی بڑی عمارتیں، قلعے اور محل ہیں جو صرف شان بگھارنے کے لیے بنائے جاتے تھے، پھر آگے اس بات پر تنبیہ کی جارہی ہے کہ اپنے لیے تو تم پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہو مگر غریبوں کے ساتھ تمہارا رویہ بڑا ظالمانہ ہے کہ ذرا سی بات پر اگر کسی کی پکڑ کرلی تو اس کو ظلم کی چکی میں پیس ڈالا (۳) یعنی پہلے بھی لوگ نصیحتیں کرتے چلے آئے ہیں تم ایک رسم پوری کررہے ہو، ہم اس کی طرف توجہ کرنے کے نہیں (۴) سورۂ اعراف میں ثمود کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا
آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾
وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾
وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَ
لَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ
مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ
لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ
عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ
الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾
وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ
إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَ
تَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾

منزل ۵

میں تمھارے لیے معتبر پیغام لانے والا ہوں (۱۴۳) تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱۴۴) اور میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو جہانوں کے رب کے ذمہ ہے (۱۴۵) کیا یہاں جو کچھ ہے اسی میں تم کو آرام سے رہنے دیا جائے گا (۱۴۶) باغات میں اور چشموں میں (۱۴۷) کھیتوں میں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے خوب گھنے ہیں (۱۴۸) اور تم پہاڑوں سے شاندار مکانات تراشتے رہو گے (۱۴۹) بس اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱۵۰) اور ان حد سے گزر جانے والوں کا کہا مت کرو (۱۵۱) جو زمین میں بگاڑ کرتے ہیں اور اصلاح کا کام نہیں کرتے (۱۵۲) وہ بولے یقیناً تم پر جادو کردیا گیا ہے (۱۵۳) تم صرف ہمارے ہی جیسے انسان ہو پھر اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لے آؤ (۱۵۴) انھوں نے کہا یہ اونٹنی ہے، پانی پینے کی ایک باری اس کی ہے اور ایک متعین دن تمھاری باری ہے[1] (۱۵۵) برے ارادہ سے اس کو چھونا بھی نہیں ورنہ بڑے دن کا عذاب تمھیں دبوچ لے گا (۱۵٦) بس انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر پچھتاتے رہ گئے (۱۵۷) بس عذاب نے ان کو دبوچ لیا یقیناً اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں اکثریت ماننے والی نہیں (۱۵۸) اور بلاشبہ آپ کا رب ہی زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۵۹) لوط کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱٦۰) جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا بھلا تم ڈرتے نہیں (۱٦۱) میں تمھارے لیے معتبر پیغام لانے والا ہوں (۱٦۲) تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱٦۳) اور میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا، میرا بدلہ صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے (۱٦۴) کیا دنیا جہان میں تم مردوں سے خواہش پوری کرتے ہو[2] (۱٦۵) اور تمھارے رب نے تمھارے لیے جو تمھاری بیویاں پیدا کی ہیں ان کو تم نے چھوڑ رکھا ہے، بات یہ ہے کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو (۱٦٦)

(۱) ان کی فرمائش پر ایک عجیب وغریب اونٹنی پہاڑ سے نکلی جو اللہ کی ایک نشانی تھی، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمادیا کہ ایک دن گھاٹ پر صرف یہی جائے گی دوسرا کوئی جانور نہ آئے اور ایک دن تم اپنے جانوروں کو پانی پلانا لیکن نافرمان قوم نے بات نہ مانی اور ان میں ایک بدبخت نے اونٹنی کو مار ڈالا بس خوفناک چنگھاڑ کی شکل میں عذاب آیا جس نے ان کے کلیجے پھاڑ دیئے (۲) دنیا میں یہ خلاف فطرت عمل حضرت لوط علیہ السلام ہی کی قوم میں پایا جاتا تھا، اس کی کچھ تفصیلات سورۂ اعراف میں گزر چکی ہیں۔

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾

ع ۹ / ۱۴

منزل ۵

وہ بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو یقیناً نکال باہر کیے جاؤ گے (۱۶۷) انھوں نے کہا کہ میں تو تمہارے کام سے سخت بیزار ہوں (۱۶۸) اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کرتوتوں سے نجات دے (۱۶۹) تو ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو بچالیا (۱۷۰) سوائے بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں رہ گئی[1] (۱۷۱) پھر ہم نے اوروں کو تہس نہس کر دیا (۱۷۲) اور ان پر ایک زبردست بارش برسادی تو جن کو ڈرایا گیا تھا ان کی بارش بہت ہی بری تھی[2] (۱۷۳) یقیناً اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں اکثر ماننے والے نہیں (۱۷۴) اور یقیناً آپ کا رب ہی زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۷۵) باغ والوں[3] نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۷۶) جب شعیب نے ان سے کہا کہ بھلا تم ڈرتے نہیں (۱۷۷) میں تمہارے لیے معتبر پیغام لانے والا ہوں (۱۷۸) تو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۱۷۹) اور میں تم سے اس پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا، بدلہ تو میرا صرف رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۸۰) ناپ پوری پوری کرو اور نقصان پہنچانے والے مت بنو (۱۸۱) اور ٹھیک ترازو سے وزن کیا کرو (۱۸۲) اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم مت دیا کرو اور زمین میں بگاڑ مچاتے مت پھرو (۱۸۳) اور اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور پچھلی خلقت کو بھی (۱۸۴) وہ بولے یقیناً تم پر جادو کر دیا گیا ہے (۱۸۵) اور تم ہو ہی کیا سوائے اس کے کہ ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں (۱۸۶) پھر اگر تم سچے ہو تو آسمان سے چند ٹکڑے ہی ہم پر گرادو (۱۸۷) انھوں نے کہا تم جو کر رہے ہو میرا رب سب جانتا ہے (۱۸۸) بس انھوں نے جھٹلایا تو سائبان کے دن کے عذاب نے ان کو آدبوچا، یقیناً وہ بڑے دن کا عذاب تھا[4] (۱۸۹)

---

(۱) اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہے جو بدقماش لوگوں میں شامل تھی اور ان کا ساتھ دیتی تھی، عذاب سے پہلے جب حضرت لوط علیہ السلام کو وہاں سے نکل جانے کا حکم ہوا تو اللہ کے حکم سے وہ ان ہی مجرموں کے ساتھ رہی اور جب عذاب آیا تو وہ بھی اس کا شکار ہوئی (۲) یہ بارش پتھروں کی تھی جیسا کہ دوسری آیات میں صراحت ہے (۳) ''ایکہ'' گھنے باغ کو کہتے ہیں، حضرت شعیب علیہ السلام کو جس بستی کی طرف بھیجا گیا وہ گھنے جنگل کے پاس تھی، اس کا نام مدین تھا، تفصیل سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے (۴) انھوں نے مطالبہ کیا کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ان پر گرادیا جائے، ہوا یہ کہ کئی روز سخت گرمی کے بعد بادل کا ایک بڑا ٹکڑا بستی کے قریب آیا، اس کے نیچے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، ساری بستی اس کے نیچے جمع ہوگئی بس بادل نے ان پر انگارے برسانے شروع کردیئے جس کے نتیجہ میں پوری بستی ہلاک ہوگئی، قرآن مجید میں اس کو ''سائبان کے دن کا عذاب'' کہا گیا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾

منزل ۵

بلاشبہ اس میں ایک نشانی ہے پھر بھی اکثر لوگ ماننے والے نہیں (۱۹۰) اور یقیناً آپ کا رب ہی زبردست ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۹۱) اور یقیناً (یہ قرآن) رب العالمین کا اتارا ہے (۱۹۲) روح الامین اس کو لے کر اترے ہیں (۱۹۳) آپ کے قلب پر تاکہ آپ خبردار کرنے والے ہوں (۱۹۴) صاف عربی زبان میں (۱۹۵) اور یقیناً یہ پہلوں کے صحیفوں میں بھی (اس کا تذکرہ) ہے (۱۹٦) کیا یہ دلیل ان کے لیے (کافی) نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اس کو جانتے ہیں[۱] (۱۹۷) اور اگر ہم اس کو عجمیوں میں سے کسی پر اتارتے (۱۹۸) پھر وہ ان کے سامنے اس کو پڑھتا تو بھی وہ ایمان لانے والے نہیں تھے[۲] (۱۹۹) مجرموں کے دلوں میں ہم اس کو اسی طرح پروئے جارہے ہیں (۲۰۰) وہ اس پر ایمان نہیں لا سکتے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (۲۰۱) بس وہ اچانک ان پر آجائے گا اور وہ سمجھ ہی نہ سکیں گے (۲۰۲) پھر کہیں گے کہ کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے[۳] (۲۰۳) کیا پھر وہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچاتے ہیں (۲۰۴) بھلا آپ دیکھیے تو، اگر ہم ان کو چند سال عیش وعشرت دے بھی دیں (۲۰۵) پھر جس چیز کا ان سے وعدہ ہے وہ ان پر آپڑے (۲۰٦) تو وہ جس عیش میں رہے وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آسکتا[۴] (۲۰۷) اور ہم نے جو بستیاں بھی ہلاک کیں سب میں ڈرانے والے آچکے (۲۰۸) نصیحت کے لیے، اور ہم کوئی ظلم کرنے والے تو تھے نہیں (۲۰۹) اور اس (کتاب) کو شیطان لے کر نہیں آئے (۲۱۰) اور نہ یہ ان کی اوقات ہے اور نہ یہ ان کے بس کی بات ہے (۲۱۱) وہ تو سن پانے سے محروم کیے جاچکے[۵] (۲۱۲) بس آپ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریں، نہیں تو آپ بھی عذاب میں پڑ جائیں گے (۲۱۳) اور اپنے قریبی عزیزوں کو خبردار کیجیے[٦] (۲۱۴) اور اہل ایمان میں جو آپ کی پیروی کرے اس کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کیجیے (۲۱۵)

(۱) ہر آسمانی کتاب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی گئی، یہودی خوب جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ آخری نبی ہیں جن کا ذکر تورات میں کیا گیا ہے، ان میں جو مسلمان ہوئے وہ کھلم کھلا بتاتے تھے اور نشاندہی کرتے تھے اور جو ایمان نہیں لائے تھے وہ بھی نجی مجلسوں میں کبھی کبھی اس کا تذکرہ کرتے تھے اور اس سے خوب واقف تھے (۲) یعنی اگر یہ عربی قرآن کسی عجمی پر نازل ہوتا اور وہ عربی نہ جاننے کے باوجود اس کو فر فر پڑھ کر سناتا تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے کیونکہ ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ دلائل میں ان کو کچھ کمی نظر آئی ہے بلکہ ایمان نہ لانے کی وجہ ان کی ضد ہے کہ کیسے ہی دلائل سامنے آجائیں ایمان لانا ہی نہیں، آگے اللہ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں اس کو پروئے جارہے ہیں یعنی نہ ماننے پر بھی یہ قرآن تیر کی طرح چھیدتا ہوا ان کے دلوں میں داخل ہورہا ہے جس سے یہ اور بلبلا رہے ہیں اور ہٹ دھرم بنتے جارہے ہیں (۳) آج وہ عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور کل جب عذاب آپڑے گا وہ مہلت مانگیں گے (۴) عیش وعشرت میں پڑ کر وہ آخرت کو فراموش کر بیٹھے ہیں، کل جب حقیقت سامنے آجائے گی تب ان کی سمجھ میں آئے گا کہ عیش وعشرت سے آخرت میں کیا ملا (۵) یہ ان لوگوں کی تردید ہے ←

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ
الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾
وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ
يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا
ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
طس ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾ هُدًى وَبُشْرَىٰ
لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ
هُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٥﴾

منزل ۵

پھر اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو بتا دیجیے کہ میں تمہارے کاموں سے لاتعلق ہوں (۲۱۶) اور اس زبردست، خوب رحم والے پر بھروسہ رکھیے (۲۱۷) جو اس وقت بھی آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں (۲۱۸) اور نمازیوں کے ساتھ آپ کا اٹھنا بیٹھنا بھی (اس کی نگاہ میں ہے) (۲۱۹) یقیناً وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۲۲۰) میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر اترتے ہیں (۲۲۱) وہ ہر لپاڑیئے گنہگار پر اترتے ہیں (۲۲۲) جو سنی بات لا ڈالتے ہیں اور اکثر ان میں جھوٹے ہوتے ہیں[1] (۲۲۳) اور شاعروں کے پیچھے تو بہکے ہوئے لوگ ہی لگتے ہیں[2] (۲۲۴) بھلا آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں (۲۲۵) اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں (۲۲۶) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور اللہ کا خوب ذکر کیا اور ظلم اٹھانے کے بعد ہی انھوں نے اس کا بدلہ لیا، اور جلد ہی ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ کس انجام کی طرف ان کو پلٹ کر جانا ہے[3] (۲۲۷)

﴿سورۂ نمل﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ یہ قرآن کی اور ایک کھلی کتاب کی آیتیں ہیں (۱) ایمان والوں کے لیے ہدایت وبشارت ہیں (۲) جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں (۳) یقیناً جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے ان کے کاموں کو خوش نما بنا دیا ہے تو وہ اسی میں ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں (۴) وہی لوگ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے اور آخرت میں وہی لوگ سب سے بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں (۵)

← جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن اور جادوگر کہا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے پاس جنات وشیاطین خبریں پہنچاتے ہیں، جواب میں کہا جا رہا ہے کہ نہ شیاطین ایسی اچھی باتوں کو پسند کرتے ہیں اور نہ یہ ان کے بس میں ہیں، وہ اس سے پوری طرح محروم ہیں (۶) یہ وہ آیت ہے جس میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم ہوا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خاندان کو جمع کیا اور ان کے سامنے دعوت حق پیش کی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت کا آغاز اہل خاندان سے کرنا چاہیے۔

(۱) شیاطین کا کام ہی یہ تھا کہ وہ کاہنوں اور ساحروں کے پاس آ کر سنی سنائی باتیں دہرایا کرتے تھے (۲) یہ کفار مکہ کے دوسرے پروپیگنڈہ کی تردید ہے کہ معاذ اللہ آپ شاعر ہیں، بتا دیا گیا کہ شاعروں میں مقتدیٰ بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ خیالی وادیوں میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں اور عام طور پر گمراہ لوگ ہی ان کو اپنا مقتدیٰ بناتے ہیں (۳) اس میں ان شعراء کا استثنیٰ ہے جنھوں نے شاعری کو خیر کا ذریعہ بنایا، خاص طور پر حضرت حسان بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما جیسے حضرات اس میں شامل ہیں جنھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور دفاع کیا اور کفار مکہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو گستاخانہ اشعار کہے تھے اور ظلم کی انتہا کی تھی اس کا انھوں نے بھرپور جواب دیا، "مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا" کا تذکرہ یہاں اسی مناسبت سے ہے، آگے ان ظالموں کو وارننگ دی جا رہی ہے جنھوں نے شان اقدس میں گستاخیاں کیں کہ خوب سمجھ لیں کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦﴾ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨﴾ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ﴿١٠﴾ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾

منزل ۵

اور یقیناً آپ کو قرآن حکمت والے اور خوب جاننے والے کے پاس سے مل رہا ہے (۶) (وہ وقت یاد کیجیے) جب موسیٰ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ مجھے آگ دکھائی پڑی ہے میں جلد ہی یا تو وہاں سے کوئی خبر لاتا ہوں یا کچھ آگ ہی سلگا کر لے آتا ہوں تا کہ تم تاپ سکو[۱] (۷) پھر جب وہ وہاں پہنچے تو ندا آئی کہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اس میں برکت رکھ دی گئی ہے اور اللہ کی ذات پاک ہے جو جہانوں کا رب ہے (۸) اے موسیٰ! میں ہی وہ اللہ ہوں جو غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۹) اور اپنی لاٹھی ڈال دو پھر جب (موسیٰ نے) اس کو لہراتے دیکھا جیسے کوئی پتلا سانپ[۲] ہو تو وہ پیچھے کھسکے اور انھوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا، اے موسیٰ ڈرو نہیں یقیناً میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے (۱۰) ہاں البتہ جو ظلم کر بیٹھے پھر برائی کے بدلے اچھائی کرے تو یقیناً میں بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہوں[۳] (۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی بیماری کے سپید (چمکتا) نکل آئے گا، فرعون اور اس کی قوم کے لیے نو نشانیوں میں (یہ بھی ہے) وہ ہیں ہی بڑے نافرمان لوگ (۱۲) پھر جب ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچ گئیں تو وہ بولے یہ تو کھلا جادو ہے (۱۳) اور انھوں نے صرف ظلم اور تکبر میں ان کا انکار کیا جبکہ اندر سے ان کو یقین ہو چلا تھا تو دیکھئے کہ فسادیوں کا کیا انجام ہوا[۴] (۱۴) اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو خاص علم سے نوازا اور انھوں نے کہا اصل تعریف تو اللہ ہی کی ہے جس نے اپنے بہت سے مومن بندوں پر ہمیں فضیلت دی (۱۵) اور سلیمان داؤد کے جانشین ہوئے اور انھوں نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز ہمیں دی گئی ہے یقیناً یہ (اس کا) کھلا ہوا فضل ہے[۵] (۱۶)

---

(۱) مدین سے مصر واپسی کے موقع پر یہ واقعہ پیش آیا، دوسری آیات میں اس کی تفصیلات موجود ہیں، جو آگ حضرت موسیٰ کو نظر آئی تھی درحقیقت وہ ایک نور تھا اور اس میں فرشتے تھے (۲) قرآن مجید میں کہیں ثعبان یعنی اژدھا کہیں حیۃ یعنی عام سانپ کہیں جان (پتلا سانپ) کے الفاظ آتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاٹھی ڈالتے وقت حسب ضرورت سانپ کی مختلف شکلیں بنتی تھیں اور جادوگروں کے سامنے جب وہ سانپ بنا تھا تو بھی اس کی شکلیں بدلتی رہی تھیں (۳) یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور پیغمبروں کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہوتا البتہ کسی سے کوئی قصور ہو گیا ہو تو اسے پکڑ کا اندیشہ ہوتا ہے لیکن جب ایسا کوئی شخص توبہ و استغفار کے بعد اپنے حالات کی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں (۴) ان معجزات کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ جادو سے اوپر کوئی چیز ہے، اندر سے ان کے دل گواہی دے رہے تھے مگر عناد میں انھوں نے ماننے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں تباہ کیے گئے (۵) یہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ کا انعام تھا کہ ان کی حکومت انسانوں کے ساتھ جناتوں اور چرند پرند پر بھی تھی اور وہ ان کی بولی اللہ کے حکم سے سمجھتے تھے اور ان سے گفتگو کرتے تھے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَٰنَ جُنُودُهُۥ مِنَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ وَٱلطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَوْا۟ عَلَىٰ وَادِ ٱلنَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّمْلُ ٱدْخُلُوا۟ مَسَٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَٰنُ وَجُنُودُهُۥ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَٰلِحًا تَرْضَىٰهُ وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ ٱلطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِىَ لَآ أَرَى ٱلْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ ٱلْغَآئِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُۥ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَا۟ذْبَحَنَّهُۥٓ أَوْ لَيَأْتِيَنِّى بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍۭ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّى وَجَدتُّ ٱمْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَىْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا۟ لِلَّهِ ٱلَّذِى يُخْرِجُ ٱلْخَبْءَ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾

السجدۃ

منزل۵

اور سلیمان کے لیے ان کے سب لشکر جمع کیے گئے جنات بھی انسان بھی اور پرند بھی، پھر ان کی صف بندی کی جانے لگی[۱] (۱۷) یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالے اور انھیں پتہ بھی نہ چلے (۱۸) تو اس کی بات سے سلیمان مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے اے میرے رب مجھے توفیق دیتا رکھ کہ میں تیرے اس انعام پر شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا اور میں تجھے خوش کرنے والے بھلے کام کروں اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما (۱۹) اور انھوں نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کیا بات ہے ہدہد نظر نہیں آتا کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے (۲۰) میں اس کو سخت سزا دے کر رہوں گا یا ذبح ہی کر ڈالوں گا یا وہ میرے سامنے صاف دلیل پیش کرے[۲] (۲۱) پھر کچھ ہی دیر وہ ٹھہرے ہوں گے (کہ وہ آ کر) کہنے لگا میں ایسی معلومات لے کر آیا ہوں جو آپ کو بھی نہیں معلوم، اور میں آپ کے پاس سبا کی ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں[۳] (۲۲) میں نے پایا کہ ایک عورت ان پر حکومت کرتی ہے اور ساری چیزیں اس کو ملی ہوئی ہیں اور اس کا ایک زبردست تخت ہے[۴] (۲۳) میں نے اس کو اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے کاموں کو ان کے لیے خوشنما بنا دیا ہے پھر ان کو (صحیح) راستہ سے روک رکھا ہے تو وہ صحیح راستہ پر نہیں[۵] چلتے (۲۴) کہ وہ اس اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین سے چھپی چیز نکال لیتا ہے اور تم جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ سب جانتا ہے (۲۵) وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) عرش عظیم کا مالک ہے (۲۶)

---

(۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں جن وانس چرند پرند سب تھے مگر ان کی خاص ترتیب ہوتی تھی، کوئی اپنی جگہ سے ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا تھا، ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے پورے لشکر کے ساتھ چیونٹیوں کی ایک بڑی بستی کے پاس سے گزرے تو محافظ چیونٹیوں نے سب چیونٹیوں کو خبر دار کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس کی بات سمجھ لی تو فرط سرور ونشاط ادائے شکر کا جذبہ جوش میں آیا، شکر بھی ادا کیا اور دعا بھی فرمائی (۲) اسی لشکر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو ہدہد غیر حاضر ملا (۳) حضرت سلیمان کو اس ملک کا حال معلوم نہیں تھا ایک ہدہد سے معلوم ہوا، اس کے ذریعہ سے اللہ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا "وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْماً" ان کو ایک اطلاع ہدہد نے آکر دی (۴) ملکہ سبا کا نام بلقیس بتایا جاتا ہے، یہ یمن میں قوم سبا کی فرمانروا تھی، اس کا ایسا مرصع تخت شاہی تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا (۵) ہدہد نے یہ سب باتیں بتا کر گویا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس قوم کے مقابل جہاد کی ترغیب دلا دی۔

قال سننظر اصدقت ام کنت من الکذبین ﴿۲۷﴾ اذهب بکتبی
هذا فالقه الیهم ثم تول عنهم فانظر ماذا یرجعون ﴿۲۸﴾ قالت
یایها الملؤا انی القی الی کتب کریم ﴿۲۹﴾ انه من سلیمن وانه
بسم الله الرحمن الرحیم ﴿۳۰﴾ الا تعلوا علی واتونی مسلمین ﴿۳۱﴾
قالت یایها الملؤا افتونی فی امری ما کنت قاطعة امرا
حتی تشهدون ﴿۳۲﴾ قالوا نحن اولوا قوة واولوا باس شدید
والامر الیک فانظری ماذا تامرین ﴿۳۳﴾ قالت ان الملوک
اذا دخلوا قریة افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة و
کذلک یفعلون ﴿۳۴﴾ وانی مرسلة الیهم بهدیة فنظرة بم
یرجع المرسلون ﴿۳۵﴾ فلما جاء سلیمن قال اتمدونن بمال فما
اتن الله خیر مما اتکم بل انتم بهدیتکم تفرحون ﴿۳۶﴾ ارجع
الیهم فلناتینهم بجنود لا قبل لهم بها ولنخرجنهم منها
اذلة وهم صغرون ﴿۳۷﴾ قال یایها الملؤا ایکم یاتینی بعرشها
قبل ان یاتونی مسلمین ﴿۳۸﴾ قال عفریت من الجن انا اتیک
به قبل ان تقوم من مقامک وانی علیه لقوی امین ﴿۳۹﴾

منزل ۵

انھوں نے کہا ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹا ہے (۲۷) میرا یہ خط لے کر جا اور ان کے پاس ڈال کر ہٹ آ، پھر دیکھ کہ وہ جواب میں کیا کرتے ہیں (۲۸) وہ بولی اے درباریو! میرے سامنے ایک شریفانہ خط آیا ہے (۲۹) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ اس اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۳۰) کہ مجھ پر بڑائی مت دکھاؤ اور تابعدار بن کر میرے پاس آجاؤ[۱] (۳۱) اس نے کہا میرے درباریو! میرے معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے سامنے موجود نہ ہو (۳۲) وہ بولے ہم طاقت والے ہیں اور سخت جنگ کر سکتے ہیں اور فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے تو آپ دیکھ لیں کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے (۳۳) اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں (فاتحانہ) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر کے چھوڑتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور ایسا ہی کچھ یہ بھی کریں گے (۳۴) اور میں ان کو ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لاتے ہیں[۲] (۳۵) پھر جب وہ سلیمان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو، بس جو مجھے اللہ نے دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے ہاں تم ہی اپنے ہدیہ سے خوش رہو (۳۶) ان کے پاس جاؤ ہم ان کے یہاں ایسا لشکر لے کر جائیں گے جس کا وہ سامنا بھی نہ کر سکیں گے اور وہاں سے ان کو ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے (۳۷) کہا اے درباریو! تم میں کون ہے جو ان کے فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے پہلے مجھے اس کا تخت لا دے[۳] (۳۸) ایک دیو ہیکل جن بولا میں آپ کے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسے آپ کے پاس لا کر پیش کر دوں گا اور میں اس کی طاقت بھی رکھتا ہوں معتبر بھی ہوں (۳۹)

---

(۱) لگتا ہے کہ یہ علاقہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں شامل رہا تھا کسی وقت وہاں کے باشندوں نے خفیہ طور پر الگ حکومت قائم کر لی تھی اسی لیے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد نے اس کی خبر دی تو انھوں نے تفصیلی بات کرنے کے بجائے ملکہ سبا کو سرکشی سے باز رہنے اور تابعدار بننے کا حکم دیا (۲) مشرکہ ہونے کے باوجود اس میں سمجھ تھی، اس نے مال سے آزمایا کہ اگر وہ حکومت کے خواہش مند ہیں تو ہدیہ قبول کریں گے اور اگر ہدیہ قبول نہیں کرتے تو ہمیں ان کی تابعداری قبول کر لینی چاہیے (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ اس لیے چاہا تا کہ ملکہ کے سامنے ان کا یہ معجزہ ظاہر ہو کہ اتنا بھاری تخت ملکہ کے آنے سے پہلے ہی ان کے پاس پہنچ گیا۔

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡكَ طَرۡفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۖ لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡكُرُ اَمۡ اَكۡفُرُ ؕ وَ مَنۡ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشۡكُرُ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَ مَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ كَرِیۡمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوۡا لَهَا عَرۡشَهَا نَنۡظُرۡ اَتَهۡتَدِیۡۤ اَمۡ تَكُوۡنُ مِنَ الَّذِیۡنَ لَا یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡ قِیۡلَ اَهٰكَذَا عَرۡشُكِ ؕ قَالَتۡ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوۡتِیۡنَا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهَا وَ كُنَّا مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۴۲﴾ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ كٰفِرِیۡنَ ﴿۴۳﴾ قِیۡلَ لَهَا ادۡخُلِی الصَّرۡحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتۡهُ حَسِبَتۡهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتۡ عَنۡ سَاقَیۡهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ ۬ؕ قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمۡ فَرِیۡقٰنِ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ ۚ لَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾

ع ۳ ۱۸

منزل ۵

وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لا کر اسے آپ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں[1] پھر جب انھوں نے اس کو اپنے پاس موجود پایا تو کہنے لگے یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزما کر دیکھے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں جس نے شکر کیا وہ اپنے لیے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو میرا رب بڑا بے نیاز ہے خوب کرم کرنے والا ہے (۴۰) انھوں نے کہا کہ اس کے لیے تخت میں کچھ نیا پن پیدا کر دو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پتہ چلا لیتی ہے یا وہ ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو کچھ پتہ نہیں چلتا[2] (۴۱) پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی علم مل چکا ہے اور ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں[3] (۴۲) اور اس کو غیر اللہ کی عبادت نے (معرفت حق سے) روک رکھا تھا وہ منکر لوگوں میں تھی (۴۳) اس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جاؤ تو جب اس نے اس کو دیکھا اس کو گہرا پانی سمجھا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں، انھوں نے فرمایا یہ تو شفاف شیشوں سے آراستہ ایک محل ہے، وہ بولی اے میرے رب میں نے اپنے ساتھ بڑی ناانصافی کی اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کے لیے مسلمان ہوتی ہوں جو جہانوں کا پروردگار ہے[4] (۴۴) اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو تو وہ دو فریق بن کر باہم جھگڑنے لگے[5] (۴۵) انھوں نے کہا اے میری قوم! تمہیں اچھائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں ہوتی ہے؟ کاش کہ تم اللہ سے استغفار کرتے تا کہ تم پر رحمت ہوتی[6] (۴۶)

---

(۱) کس نے یہ بات کہی، اس سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں، بظاہر راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے جو بڑے صاحب علم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھے، حضرت سلیمان نے جب تخت موجود پایا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ ظاہری اسباب سے کچھ نہ ہوا، یہ محض اللہ کے فضل سے ہوا کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے کہ ان میں ایسی کرامتیں ظاہر ہونے لگیں (۲) بلقیس کو آزمانے کے لیے حضرت سلیمان نے ایسا کیا (۳) یعنی مجھے آپ کے قاصدوں سے جو حالات معلوم ہوئے ان کی وجہ سے مجھے پہلے ہی آپ کی سچائی کا علم ہو چکا تھا اور ہم نے آپ کی تابعداری کا ارادہ کر لیا تھا، آگے اللہ تعالیٰ نے گویا اس کی تعریف کی کہ وہ خود سمجھدار تھی البتہ جھوٹے معبودوں کے خیال اور کفار کی صحبت نے اس کو غلط راستہ پر ڈال دیا تھا، نبی کی صحبت میں پہنچتے ہی وہ صحیح راستہ پر آ گئی (۴) حضرت سلیمان نے دنیا پرستوں پر رعب ڈالنے کے لیے ایک ایسا شیش محل بنوایا تھا جس کے صحن میں پانی کا حوض تھا، اس کے اوپر شفاف شیشے کی چھت تھی یا وہ پورا شیشہ ہی ایسا تھا کہ بہتا ہوا پانی نظر آتا تھا، ملکہ بلقیس جب محل میں داخل ہونے لگی اور وہ صحن آیا تو پانی سمجھ کر اس نے پائنچے چڑھا لئے، حضرت سلیمان نے متنبہ فرمایا کہ یہ پانی نہیں شیشہ ہے، فوراً اس کو اپنی عقل کے قصور کا اعتراف ہوا اور یہ بھی سمجھ گئی کہ جس ساز و سامان پر اس کی قوم کو ناز تھا یہاں اس سے بڑھ کر موجود ہے اور یہ بھی تنبہ ہوا آفتاب کی چمک دمک پر اس کو خدا سمجھ لینا ایسا ہی دھوکہ ہے جیسے آدمی شیشہ کی چمک دیکھ کر پانی سمجھ لے، فوراً ہی اس نے اپنے قصور کا ←

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ
اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ
اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾
وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ
بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾
وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ
لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَىِٕنَّكُمْ
لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ
لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ
عَلٰي عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

ع ۴ ۱۹

منزل ۵

وہ بولے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں، انھوں نے کہا تمہاری نحوست اللہ کے قبضہ میں ہے البتہ تم فتنہ میں پڑ گئے ہو[1] (۴۷) اور شہر میں نو شخص تھے جو فساد کرتے پھرتے تھے اور اصلاح سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا[2] (۴۸) وہ بولے اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم راتوں رات صالح اور ان کے گھر والوں کو مار ڈالیں گے اور پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ان کے گھر والوں کے مارے جانے کے وقت ہم تو تھے نہیں اور ہم سچ ہی کہتے ہیں (۴۹) اور ایک چال انھوں نے چلی اور ایک تدبیر ہم نے بھی کی اور وہ سمجھ بھی نہ سکے (۵۰) تو آپ دیکھ لیجیے کہ ان کی چال کا انجام کیا ہوا! ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو تہس نہس کر ڈالا[3] (۵۱) تو یہ ان کے گھر الٹے پڑے ہیں اس لیے کہ انھوں نے ظلم کیا یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو علم رکھتے ہیں[4] (۵۲) اور جو ایمان لائے تھے ان کو ہم نے بچالیا اور وہ پرہیزگار لوگ تھے (۵۳) اور لوط (کا بھی ذکر کیجیے) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم دیکھتے بھالتے بے حیائی کرتے رہتے ہو (۵۴) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو! بات یہ ہے کہ تم جہالت پر کمر بستہ ہو (۵۵) بس ان کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ لوط کے ماننے والوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو یہ وہ لوگ ہیں جو بہت پاک بنتے ہیں (۵۶) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیا سوائے ان کی بیوی کے اس کو ہم نے پیچھے رہ جانے والوں میں طے کر دیا تھا (۵۷) اور ہم نے ان پر خاص بارش برسائی تو جن کو ڈرایا جا چکا ان کی بارش بری تھی[5] (۵۸) آپ کہہ دیجیے اصل تعریف تو اللہ کی ہے اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے چن لیا، اللہ بہتر ہے یا وہ جن کو یہ لوگ شریک کرتے ہیں[6] (۵۹)

← اعتراف کیا اور مسلمان ہوگئی (۵) ایک فریق مختصر ایمان لانے والوں کا، باقی بے ایمان لوگوں کا، تفصیل سورۂ اعراف میں آچکی ہے (۶) جب حضرت صالح علیہ السلام نے عذاب سے ڈرایا تو قوم نے فوراً عذاب کا مطالبہ کر ڈالا، اس کے جواب میں حضرت صالح علیہ السلام نے یہ بات فرمائی۔

(۱) یعنی آپ کی نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد قوم دو حصوں میں بٹ گئی، اس کو ان کی نحوست سمجھتے ہیں (۲) نو سردار تھے جن کے ساتھ ان کے جتھے تھے، ان ہی لوگوں میں سے کسی نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو مارا تھا (۳) وہ اپنی سازش پوری کر بھی نہ پائے تھے کہ عذاب کا شکار ہوگئے (۴) "اَیْکَۃ" پر حاشیہ سورہ حجر میں صفحہ نمبر ۲۶۷ پر گذر چکا (۵) حضرت لوط علیہ السلام کے واقعات پہلے بھی مختلف سورتوں میں گزر چکے ہیں (۶) یہ پورا خطبہ توحید دلائل کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت کو پہنچایا گیا، شروع میں ہدایت کی گئی کہ اس کا آغاز اللہ کی حمد وثنا اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیج کر کیا جائے، اور اس کے ذریعہ سے ادب سکھایا گیا کہ جب بھی کوئی تقریر کرنی ہو تو اس کا آغاز اللہ کی حمد اور پیغمبروں پر درود وسلام سے کیا جائے۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

منزل۵

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے اوپر سے بارش برسائی تو اس سے ہم نے پر بہار باغات اگا دیئے، تمہارے بس میں نہیں تھا کہ تم اس کے درخت ہی اگا دو، کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود اور بھی ہے کوئی نہیں البتہ یہ لوگ ہیں ہی انحراف کرنے والے (۶۰) بھلا کون ہے جس نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں نکالیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان آڑ بنا دی؟ کیا اللہ کے ساتھ بھی کوئی خدا ہے؟ کوئی نہیں! البتہ ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں (۶۱) بھلا کون ہے جو بے قرار کی فریاد سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تم کو اس نے زمین میں خلیفہ بنا رکھا ہے؟ کیا اور کوئی معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ، بہت کم تم دھیان دیتے ہو (۶۲) بھلا کون ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ بتاتا ہے اور کون اپنی رحمت سے پہلے بشارت دیتی ہوائیں بھیجتا ہے، کیا اللہ کے سوا اور کوئی خدا بھی ہے، جن کو بھی وہ شریک کرتے ہیں ان سے اللہ کی ذات بہت بلند ہے (۶۳) بھلا کون ہے جو اول اول پیدا کرتا ہے پھر وہ دوبارہ پیدا کرے گا اور کون تمہیں آسمان و زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے؟ کہہ دیجیے اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لے آؤ (۶۴) بتا دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں ڈھکی چھپی چیز کا جاننے والا کوئی نہیں صرف اللہ ہے اور ان کو اس کی خبر بھی نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے[1] (۶۵) بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم بالکل ٹھپ پڑ گیا ہے[2] بلکہ وہ اس کے بارے میں شبہ میں ہیں بلکہ (واقعہ یہ ہے) کہ وہ اس سلسلہ میں اندھے ہیں (۶۶)

---

(۱) گزشتہ آیات میں اللہ کی ذات وصفات کی یکتائی کو نہایت بلیغ انداز میں پیرایہ بدل بدل کر پیش کیا گیا ہے، اس کی قدرت کا تذکرہ کر کر کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہے کوئی بااختیار ہستی جس سے یہ کام بن پڑے اور اسی بنا پر وہ معبود بننے کے لائق ہو؟ جب نہیں تو یہ معلوم ہوا کہ یہ مشرکین محض جہالت اور ناسمجھی سے شرک و مخلوق پرستی کے گہرے غار میں گرتے چلے جا رہے ہیں، ڈھکی چھپی چیزیں جن کو غیب کہتے ہیں ان کو صرف اللہ ہی جانتا ہے، اس لیے عالم الغیب صرف اسی کی ذات ہے، البتہ اپنے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کو وہ جتنا چاہتا ہے بتا دیتا ہے اور اس کا سب زیادہ علم اللہ نے اپنے سب سے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا مگر عالم الغیب ذات صرف اللہ کی ہے، وہ کل ڈھکی چھپی باتیں جانتا ہے، اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جو سب جانتا ہو (۲) ساری ان کی تحقیقات چلتی رہتی ہیں، علوم وفنون کی گاڑی دوڑتی رہتی ہے مگر جیسے ہی آخرت کا ذکر ہوتا ہے لگتا ہے کہ ان کی گاڑی بھسٹ ہوگئی، اب ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾

منزل ۵

اور کافر کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہوجائیں گے تو کیا ہم نکالے جائیں گے (۶۷) اس کا وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے بھی کیا جاچکا ہے، یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں (۶۸) کہیے کہ ذرا زمین میں گھوم پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا[1] (۶۹) اور آپ نہ ان پر غم کریں اور نہ ان کی چالوں سے دل کو چھوٹا کریں (۷۰) اور وہ کہتے ہیں کہ سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا (۷۱) کہہ دیجیے کہ وہ بعض چیزیں جن کی تمہیں جلدی ہے ہوسکتا ہے تمہارے پیچھے آہی چکی ہوں[2] (۷۲) اور یقیناً تمہارا رب لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ احسان نہیں مانتے (۷۳) اور یقیناً آپ کا رب ان کے سینوں کی چھپی باتیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں سب جانتا ہے (۷۴) اور آسمان وزمین کی کوئی چھپی چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب میں موجود نہ ہو (۷۵) بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں[3] (۷۶) اور یقیناً وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے (۷۷) آپ کا رب اپنے فرمان سے ان کے درمیان ضرور فیصلہ کردے گا اور وہ زبردست ہے خوب جانتا ہے (۷۸) بس آپ اللہ ہی پر بھروسہ کرتے رہیے یقیناً آپ ہی کھلے حق پر ہیں[4] (۷۹)

---

(۱) کتنے مجرموں کو دنیا میں عبرتناک سزائیں مل چکی ہیں، رسولوں کا فرمانا پورا ہوکر رہا، اسی طرح دوبارہ اٹھنے اور اخروی جزاوسزا کی جو خبر انبیاء دیتے چلے آئے ہیں وہ پوری ہوکر رہے گی (۲) یعنی گھبراؤ نہیں وعدہ پورا ہوکر رہے گا اور کچھ بعید نہیں کہ وعدہ کا کچھ حصہ قریب ہی آلگا ہو، چنانچہ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور مشرکین کو بری طرح سے شکست ہوئی (۳) یہ بھی قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے کہ جن معاملات میں بنی اسرائیل کے بڑے بڑے علماء میں اختلاف رہا قرآن کریم نے اس کی حقیقت صاف کردی (۴) یعنی آپ کسی کے اختلاف یا تکذیب کا اثر نہ لیں، خدا پر بھروسہ کرکے اپنا کام کیے جائیں، جس صحیح و صاف راستہ پر آپ چل رہے ہیں اس میں کوئی کھٹکا نہیں، آدمی جب سچے راستہ پر ہو اور ایک اللہ پر بھروسہ رکھے تو پھر کیا غم ہے!

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا
وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ
إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ وَ
إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ
تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ وَ
يَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ
بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم
بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾
وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾
أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنفَخُ
فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ
إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ
تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ
الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾

منزل ۵

آپ مردوں کو ہرگز نہ سنا سکیں گے اور نہ ان بہروں کو آپ پکار سنا سکتے ہیں جو منہ پھیر کر چل دیں (۸۰) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لا سکتے ہیں، آپ صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کو مانتے ہیں تو وہ مسلمان ہیں[1] (۸۱) اور جب بات ان پر آپڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایسا جانور نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے تھے[2] (۸۲) اور جب ہم ہر امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے تو وہ صف بستہ کھڑے کردیئے جائیں گے (۸۳) یہاں تک کہ جب وہ (سب) حاضر ہوجائیں گے تو وہ فرمائے گا کیا تم نے میری نشانیوں کو جھٹلایا جبکہ تم نے ان کو پوری طرح جانا بھی نہیں یا تم کر کیا رہے تھے (۸۴) اور ان کی زیادتی کی وجہ سے بات ان کے سر تھپ جائے گی تو وہ بول بھی نہ سکیں گے (۸۵) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ہی نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں سکون حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو مانتے ہیں (۸۶) اور جس دن صور پھونکی جائے گی تو آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب دہل جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجزانہ حاضر ہوجائیں گے (۸۷) اور آپ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو ان کو جامد سمجھتے ہیں جبکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے، یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو استحکام بخشا یقیناً تم جو کرتے ہو وہ اس کی پوری خبر رکھتا ہے[3] (۸۸)

---

(۱) جس طرح مردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا جبکہ وہ منہ موڑ کر جا رہا ہو بالکل سودمند نہیں یہی حال ان نہ ماننے والوں کا ہے جن کے دل مردہ ہوچکے ہیں اور کان بہرے ہوگئے ہیں، ان کو کوئی بھی نصیحت کی جائے وہ کارگر نہیں ہوتی، ہاں جو سننا چاہتا ہے اور غور کرتا ہے پھر مانتا ہے اس کے لیے یہ کتاب ہدایت کے دروازے کھولتی چلی جاتی ہے (۲) قیامت کے قریب ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت قریب ہے، شاید اس کے ذریعہ یہ دکھلانا منظور ہو کہ جو بات تم پیغمبروں کے ذریعہ سے نہ مانتے تھے آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے، مگر اس وقت ماننا نافع نہ ہوگا، صرف مکذبین کی تجہیل وتحمیق مقصود ہوگی (۳) آج یہ پہاڑ جو کھڑے نظر آتے ہیں کل قیامت میں بادلوں کی طرح اڑتے پھر رہے ہوں گے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ
اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ
الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۲

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ
مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ
عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً
مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾

منزل ۵

جو اچھائی لے کر آیا تو اسے اس سے بہتر ملے گا اور وہ لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے[1] (۸۹) اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسوں کو منھ کے بل جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا، تمھیں اسی کرتوت کی تو سزا مل رہی ہے جو تم کرتے رہے تھے (۹۰) مجھے حکم ہے کہ میں اس شہر کے رب ہی کی عبادت کرتا رہوں جسے اس نے قابل احترام بنایا اور سب اسی کا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں فرماں بردار ہی رہوں (۹۱) اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں تو جس نے راہ پالی وہ اپنے لیے راہ پاتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو آپ کہہ دیجیے کہ میں تو خبردار کردینے والوں میں ہوں (۹۲) اور کہہ دیجیے کہ اصل تعریف تو اللہ ہی کے لیے ہے وہ جلد ہی تم کو اپنی نشانیاں دکھادے گا تو تم انہیں پہچان[2] لو گے اور تم لوگ جو کچھ کرتے ہو آپ کا رب اس سے بے خبر نہیں ہے (۹۳)

﴿سورۂ قصص﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ (۱) یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں (۲) ہم آپ کے سامنے ان لوگوں کے لیے جو مانتے ہوں موسیٰ اور فرعون کا قصہ ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں (۳) یقیناً فرعون نے زمین میں سر اٹھا رکھا تھا اور وہاں کے باشندوں کو اس نے ٹکڑیوں میں بانٹ دیا تھا، ان میں ایک گروہ کا اس نے زور گھٹا رکھا تھا، ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا یقیناً وہ فسادیوں میں سے[3] تھا (۴) اور ہمیں یہ منظور تھا کہ زمین میں جن کا زور گھٹا دیا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان ہی کو (زمین کا) وارث کریں (۵)

---

(۱) ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا زیادہ ملے گا (۲) اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی بہت سی نشانیاں دکھلاتا رہا ہے، جنھوں نے مانا ان کے لیے کامیابی ہے، اور آگے بھی قیامت کی نشانیاں سامنے آئیں گی جن کو لوگ دیکھ کر پہچان لیں گے اور اصلاح کریں گے، قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں آجائیں گی جن کو دیکھ کر ہر منکر پہچان لے گا لیکن اس وقت کا ماننا معتبر نہیں ہوگا، کیونکہ ایمان لانے کا وقت گزر چکا ہوگا (۳) فرعون نے بنی اسرائیل کو مصر میں غلام بنا کر رکھا تھا پھر جب کسی نجومی نے اس سے یہ کہہ دیا کہ اب جو بچے پیدا ہو رہے ہیں ان میں کسی اسرائیلی کے ذریعہ اس کی سلطنت کا زوال ہوگا تو اس نے حکم نامہ جاری کردیا کہ بنو اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو قتل کردیا جائے اور بچیاں چھوڑ دی جائیں، اس نے اپنی تدبیر کی اور اللہ کا فیصلہ کچھ اور ہی تھا، اللہ کو جس بچہ کے ہاتھوں اس کی سلطنت کا زوال کروانا تھا اس کو اسی کے گھر میں پلوایا۔

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا
مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ
اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا
تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧﴾
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ
امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ
لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠﴾
وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓي اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ
نٰصِحُوْنَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ
وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾

منزل ۵

اور زمین میں ان کو طاقت بخشیں اور فرعون اور ہامان کو اور دونوں کے لشکروں کو ان ہی کے ہاتھوں سے وہ چیزیں دکھا دیں جن کا ان کو خطرہ لگا ہوا تھا (۶) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ ان کو دودھ پلاتی رہو پھر جب تمہیں ان کے بارے میں ڈر ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور نہ ڈرنا اور نہ غم کرنا ہم ان کو تمہاری ہی طرف لوٹانے والے ہیں اور ان کو رسول بنانے والے ہیں[1] (۷) پھر فرعون کے گھر والوں نے ہی ان کو اٹھا لیا اس لیے کہ نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ ان کے دشمن ہوں اور کوفت کا باعث ہوں، یقیناً فرعون و ہامان اور ان کے لشکر کے لوگ چوک گئے (۸) فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کیجیے ہوسکتا ہے یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنالیں اور انھیں (انجام کی) کچھ خبر نہ تھی (۹) اور موسیٰ کی ماں کا دل ہلکان ہونے لگا، اگر ہم نے ان کے دل کو باندھ نہ دیا ہوتا تو قریب تھا کہ وہ اس کا اظہار کر ہی دیتیں (یہ اس لیے ہوا) تاکہ وہ یقین کیے رہیں (۱۰) اور انھوں نے ان کی بہن سے کہا کہ ذرا اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ ان کو دور سے دیکھتی گئی اور ان لوگوں کو احساس بھی نہ ہوا (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کو ان پر روک رکھا تھا تو (موسیٰ کی بہن) بولیں کیا ہم ایسے گھر والوں کا پتہ نہ بتائیں جو آپ کے لیے اس کو پالیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں (۱۲) غرض ہم نے ان کو ان کی ماں کے پاس واپس لوٹا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کریں اور تاکہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہی ہے لیکن ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں[2] (۱۳)

(۱) حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کی ماں فکر میں پڑیں کہ کیسے اس کی حفاظت کی جائے، اللہ کا حکم آیا کہ خطرہ محسوس کرنا تو ان کو ایک صندوق بنا کر اس میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دینا، حفاظت کرنا ہمارا کام ہے، انھوں نے ایسا ہی کیا، وہ صندوق بہتا بہتا فرعون کے محل کے سامنے پہنچا، بچہ کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ گئے، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے فرعون کو راضی کر لیا کہ اس کو بیٹا بنا لیا جائے، اس طرح اللہ نے فرعون کے گھر میں ان کی پرورش کا نظم کر دیا (۲) حضرت موسیٰ کو نیل میں ڈالنے کے بعد ان کی ماں کا برا حال ہونے لگا، برے برے خیالات پریشان کرنے لگے، بہن سے کہا کہ ذرا جا کر دیکھو کہ صندوق کہاں پہنچا، وہ پیچھے پیچھے گئیں، فرعون کے محل میں پہنچیں، وہاں کی صورت حال یہ تھی کہ موسیٰ کسی دائی کو منھ لگانے کو تیار نہ تھے، سب پریشان تھے، موسیٰ کی بہن کو موقع مل گیا انھوں نے کہا کہ ایک کھلائی بہت صاف ستھری ہے بچہ شاید اس کا دودھ پی لے، حکم ہو تو حاضر کردوں، اس طرح وہ بہانے سے اپنی ماں کو لے آئیں، حضرت موسیٰ ان کو دیکھتے ہی چمٹ گئے، اس طرح اللہ نے ان کو ان کی ماں کے پاس واپس لوٹا دیا۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ
أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا
مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ
عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ
إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي
فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ
فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا
يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ
لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ
بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي
كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّارًا
فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾ وَجَاءَ
رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ
يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢٠﴾

منزل۵

اور جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ گئے اور قویٰ میں تناسب پیدا ہو گیا تو ہم نے ان کو حکمت اور علم سے سرفراز کیا اور اچھے کام کرنے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں[1] (۱۴) اور وہ شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے جب وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو انھوں نے دو آدمیوں کو جھگڑتا پایا، ایک ان کی برادری کا تھا اور ایک دشمنوں میں تھا تو ان کی برادری کے آدمی نے اس آدمی کے خلاف مدد چاہی جو ان کے دشمنوں میں تھا بس موسیٰ نے اس کو ایک مکا مار دیا تو اس کا کام ہی تمام کر دیا، کہنے لگے کہ یہ تو شیطانی کام ہوا یقیناً وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا ہے[2] (۱۵) انھوں نے پکارا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بس تو میری مغفرت فرما دے تو اللہ نے ان کو معاف کر دیا بیشک وہ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۶) انھوں نے کہا اے میرے رب تو نے مجھ پر انعام کیا تو اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا (۱۷) پھر شہر میں خوف اور اندیشہ کی حالت[3] میں انھوں نے صبح کی، بس جس نے کل مدد مانگی تھی وہ (پھر) مدد کے لیے پکار رہا تھا، موسیٰ نے اس سے کہا یقیناً تو ہی کھلا ہوا غلط راستہ پر ہے (۱۸) پھر جب انھوں نے چاہا کہ اس شخص کو پکڑیں جو ان دونوں کا دشمن تھا وہ بولا اے موسیٰ کل تم نے جیسے ایک جان لی ہے آج میری جان لینا چاہتے ہو، تم زمین میں زور آور بن کر رہنا چاہتے ہو، اور تم یہ نہیں چاہتے کہ اصلاح کرنے والوں میں شامل ہو (۱۹) اور شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا آیا اور بولا اے موسیٰ دربار میں لوگ تمہارے قتل کے مشورے کر رہے ہیں بس تم نکل جاؤ یقیناً میں تمہارے خیر خواہوں میں ہوں[4] (۲۰)

---

(۱) بچپن ہی سے ہونہار تھے، جوان ہوئے تو اللہ نے خاص علم وحکمت سے نوازا (۲) حضرت موسیٰ نے صرف تنبیہ کرنی چاہی تھی مگر اتفاق سے وہ مکا ایسا لگا کہ اس کا کام ہی تمام ہو گیا، حضرت موسیٰ کو ندامت ہوئی کہ بات حد سے آگے بڑھ گئی اور یہ حضرات انبیاء کی شان ہوتی ہے، نبوت سے پہلے بھی وہ ایک ایک چیز کا محاسبہ کرتے ہیں (۳) کہا جاتا ہے کہ جس قبطی کو حضرت موسیٰ نے مارا تھا وہ فرعون کے یہاں کام کرنے والوں میں تھا اس لیے حضرت موسیٰ کو ڈر رہا کہ کہیں فوری طور پر کاروائی نہ شروع ہو جائے (۴) حضرت موسیٰ نے ہاتھ تو اس مصری قبطی کی طرف بڑھایا تھا کہ اسے مارنے سے روکیں لیکن جب اسرائیلی نے یہ جملہ سنا کہ غلطی تمہاری ہی ہے تو وہ سمجھا کہ اسے مارنے کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہیں، کل کا قصہ اس کے سامنے پیش آ چکا تھا فوراً ہی چیخ اٹھا کہ کیا آج مجھے مارنا چاہتے ہو، اس طرح چھپا ہوا راز کھل گیا اور بات فرعون تک پہنچ گئی، وہاں مشورہ ہوا کہ ایک غیر قوم کا آدمی اتنا سر چڑھ گیا کہ وہ شاہی قوم کے افراد اور سرکاری ملازموں کو قتل کر ڈالے، ایسے آدمی کو فوراً قتل کر دینا چاہیے، وہاں فرعون کے قریبی لوگوں میں ایک آدمی حضرت موسیٰ کا خیر خواہ تھا وہ بھاگتا ہوا پہنچا اور حضرت موسیٰ کو خبر کی۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ
النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ
قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا
شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ
لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى
اسْتِحْيَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ
فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ
مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ
اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ
عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ
قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

منزل ۵

بس وہ وہاں سے ڈرتے ڈرتے دیکھتے بھالتے نکل گئے، دعا کی اے میرے رب! ظالم لوگوں سے مجھے بچالے(۲۱) اور جب وہ مدین کی طرف چل پڑے تو کہنے لگے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا چلادے گا[۱](۲۲) اور جب مدین کے گھاٹ پر پہنچے تو لوگوں کی بھیڑ دیکھی جو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے پرے دو عورتیں دیکھیں جو اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں تو انھوں نے کہا تمہارا کیا قصہ ہے وہ بولیں کہ جب تک چرواہے چلے نہیں جاتے ہم پلا نہیں سکتے اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں[۲](۲۳) تو انھوں نے ان دونوں کے لیے (ان کے جانوروں کو) پانی پلا دیا پھر پلٹ کر سائے میں آ گئے تو دعا کی کہ اے میرے رب میرے لیے جو خیر بھی تو بھیج دے میں اس کا محتاج ہوں (۲۴) تو ان دونوں میں سے ایک شرم کی چال چلتی آئی، بولی میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے لیے جو پانی پلا دیا تھا اس کی آپ کو اجرت دیں تو جب وہ ان کے پاس پہنچے اور ان کو سب واقعہ کہہ سنایا تو انھوں نے کہا ڈرو نہیں تم ظالم لوگوں سے بچ کر نکل آئے ہو[۳](۲۵) دونوں میں سے ایک نے کہا اے ابا جان ان کو اجرت پر رکھ لیجیے، آپ جس کو بھی نوکر رکھیں گے ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو طاقتور ہو امانت دار ہو[۴](۲۶) انھوں نے (موسیٰ کو خطاب کر کے) کہا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم سے اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح کردوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری مزدوری کرو پھر اگر تم دس پورے کردو تو یہ تمہاری طرف سے ہے اور میں تم کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا، اللہ نے چاہا تو تم مجھے نیک لوگوں میں پاؤ گے (۲۷) موسیٰ نے کہا یہ میرے آپ کے درمیان طے ٹھہرا، دونوں مدتوں میں سے میں جو بھی پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زبردستی نہیں ہوگی اور ہم جو بات کہہ رہے ہیں اللہ اس کا ذمہ دار ہے (۲۸)

(۱) مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی تھی اور وہ علاقہ فرعون کی حکومت سے باہر کا تھا، اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا (۲) بظاہر یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں انھوں نے بتایا کہ مردوں میں گھس کر پلانا ہمارے لیے مناسب نہیں اور ہمارے والد بڑھاپے کی وجہ سے خود آ نہیں سکتے تو ہم انتظار کرتے ہیں، جب سب پلا کر فارغ ہو جاتے ہیں تب ہم اپنے جانوروں کو پلاتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں نیکی تھی، انھوں نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور ان کے حوالہ کر کے سایہ میں بیٹھ گئے اور دعا کی (۳) حضرت شعیب علیہ السلام نے جب پورا قصہ سنا تو حضرت موسی علیہ السلام کو تسلی دی کہ تمہیں اب ڈرنے کی ضرورت نہیں، تم فرعون کے حدود سے باہر آ گئے ہو (۴) یہ ان کی ذہانت کا کمال ہے کہ اجرت پر رکھے جانے والے کے لیے انھوں نے دو صفات بیان کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا جملہ نقل فرما کر ایک اصول عطا فرما دیا کہ ایک اچھے ملازم کی یہی پہچان ہے اور چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دونوں چیزوں کا تجربہ ہو چکا تھا اس لیے انھوں نے اس کی گواہی دی۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ
الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ
مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِىَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِى الْبُقْعَةِ
الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾
وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى
مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ
الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ
غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ
مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾
وَاَخِىْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّىْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِىَ رِدْاً
يُّصَدِّقُنِىْٓ ۡ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ
عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ
اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

معانقة ۱۱ عند المتاخرين

منزل۵

پھر جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکے اور اپنی اہلیہ کو لے کر چلے تو طور کی طرف ان کو آگ نظر آئی، اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم تاپ سکو[۱] (۲۹) پھر جب وہ وہاں پہنچے تو میدان کے داہنے کنارے مبارک جگہ میں (واقع) درخت کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں جہانوں کا رب (۳۰) اور اپنی لاٹھی ڈال دو تو جب انھوں نے اسے لہراتے دیکھا جیسے پتلا سانپ ہو تو وہ پیچھے بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا (حکم ہوا) اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تمہیں کوئی خطرہ نہیں (۳۱) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی خرابی کے سپید (چمکتا) نکل آئے گا اور اپنے بازو اپنی طرف سمیٹ لو خوف (دور کرنے[۲]) کے لیے بس تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے لیے یہ دو زبردست دلیلیں ہیں یقیناً وہ نافرمان لوگ ہیں (۳۲) انھوں نے کہا اے میرے رب میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے (۳۳) اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو انھیں بھی میرے ساتھ پشت پناہ کے طور پر بھیج دیجیے، وہ میری تائید کریں گے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلا نہ دیں (۳۴) فرمایا ہم تمہارے بھائی کو تمہارے لیے قوت بازو بنائے دیتے ہیں اور تم دونوں کو ایسا زور عطا کریں گے کہ وہ تمہیں ہاتھ بھی نہ لگا سکیں گے، ہماری نشانیوں سے، تم اور تمہارے پیرو کار ہی غالب آنے والے ہیں[۳] (۳۵)

(۱) روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے دس سال پورے کیے پھر حضرت شعیب نے اپنی ایک صاحبزادی سے جن کا نام ''صفوراء'' نقل کیا جاتا ہے ان کا نکاح کر دیا، اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی والدہ کے پاس مصر جانے کا ارادہ کیا، راستہ میں سخت سردی سے بے حال ہونے لگے، ایک درخت کے پاس آگ نظر آئی تو بیوی سے کہہ کر اس کی طرف لپکے کہ کچھ لے آئیں، وہاں پہنچے تو نبوت سے سرفراز کیے گئے اور دو نشانیاں دی گئیں، ایک عصا دوسری ید بیضا (۲) یعنی بازو کو پہلو سے ملا لو، سانپ وغیرہ کا ڈر جاتا رہے گا، شاید آگے بھی خوف دور کرنے کی یہ تدبیر بتائی ہو (۳) اللہ نے ان کی دونوں درخواستیں قبول فرمائیں، حضرت ہارون کو ان کے ساتھ کیا اور ایسا رعب عطا فرمایا کہ فرعون کچھ نہ کر سکا۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰىۙ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةًۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

منزل۵

پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیوں کے ساتھ پہنچے تو وہ کہنے لگے کچھ نہیں یہ تو ایک جادو ہے جو گڑھ لیا گیا ہے اور ایسا تو ہم نے اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں سنا[۱] (۳۶) اور موسیٰ نے کہا کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور عاقبت کا گھر کس کے پاس ہوگا، ظالم تو کامیاب ہو ہی نہیں سکتے (۳۷) اور فرعون بولا اے درباریو! میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کوئی خدا جانتا نہیں، تو اے ہامان میرے لیے مٹی کو آگ دے کر پکاؤ پھر میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھ سکوں اور میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں[۲] (۳۸) اور اس نے اور اس کے لاؤلشکر نے ملک میں ناحق اکڑ دکھائی اور وہ سمجھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۹) تو ہم نے اس کو اور اس کے لاؤلشکر کو پکڑا پھر سمندر میں پھینک دیا تو دیکھئے کہ ظالموں کا کیا انجام ہوا (۴۰) اور ان کو ہم نے ایسا سردار بنایا تھا کہ وہ جہنم کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی کچھ مدد نہ ہوگی (۴۱) اور دنیا میں پھٹکار ہم نے ان کے پیچھے لگادی اور قیامت کے دن وہی لوگ خوار ہوں گے (۴۲) اور پہلی قومیں ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی لوگوں کے لیے بصیرت کی باتوں اور ہدایت ورحمت کے طور پر تاکہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں[۳] (۴۳)

(۱) ہر منکر کی یہی دلیل ہوتی ہے کہ یہ تو نئی بات ہے ہمارے باپ دادا تو اس راستہ پر نہ تھے (۲) یعنی زمین میں تو کوئی خدا مجھے نظر نہیں آتا، آسمان میں بھی دیکھ لو، یہ بات بطور تمسخر اس نے کہی یا ہوسکتا ہے کہ ذہنی توازن بگڑ گیا ہو کہ ایسی مضحکہ خیز تجویز سوچنے لگا ہو (۳) نزول تورات کے بعد ایسے عذاب کم آئے جس میں پوری پوری قومیں ہلاک کی گئی ہوں، بجائے اس کے جہاد کا طریقہ شروع کیا گیا، اس لیے کہ کچھ لوگ احکام شریعت پر قائم رہا کیے ان ہی کو ذمہ داری دی گئی، یہ کتاب تورات لوگوں کی ہدایت کے لیے دی گئی، قرآن مجید کے بعد آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ احکامات اسی میں بیان کیے گئے تھے لیکن اس کے ماننے والوں نے اس کو ضائع کردیا۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا
كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٤٤﴾ وَلَٰكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا
وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا
وَلَٰكِنْ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِنْ نَذِيرٍ
مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ
مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ
إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا
جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا
أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ
قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾
قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا
يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ
هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾

ع

منزل۵

اورآپ (طور کے) مغربی حصہ میں موجودنہیں تھے جب ہم نے معاملہ موسیٰ کے حوالہ کیا تھا اور نہ آپ مشاہدہ کرنے والوں میں تھے (۴۴) لیکن ہم نے قومیں پیدا کیں پھران پرطویل عمریں گزرگئیں اور نہ آپ مدین والوں میں رہ کر ہماری آیتیں ان کو سنارہے تھے لیکن ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں (۴۵) اور نہ آپ طور کے (مغربی) کنارے پر تھے جب ہم نے آواز دی لیکن آپ کے رب کی رحمت ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا شاید وہ نصیحت حاصل کریں[1] (۴۶) اور تاکہ یہ نہ ہو کہ اپنے کرتوتوں کی بنا پر وہ کسی مصیبت میں مبتلا کردیئے جائیں تو وہ یہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب آپ نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیج دیا کہ ہم آپ کی آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان والوں میں شامل ہوجاتے (۴۷) پھر ہمارے پاس سے جب حق ان کے پاس آہی گیا تو کہنے لگے، ان کو وہ کیوں نہ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا تھا، کیا اس سے پہلے موسیٰ کو جو دیا گیا اس کا انکار انھوں نے نہیں کیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور انھوں نے کہا کہ ہم تو ہر ایک کا انکار کرتے ہیں[2] (۴۸) آپ کہیے اگر تم سچے ہی ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو، میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا (۴۹) پھر اگر وہ آپ کا جواب نہیں دیتے تو جان لیجیے کہ وہ بس اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش پر چلے! بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا[3] (۵۰)

---

(۱) ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی واضح کرنے کے لیے دلیلیں دی گئی ہیں کہ حضرت موسیٰ کے جو واقعات قرآن کریم نے بیان کیے ہیں، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان واقعات کے وقت موجود تھے اور نہ ان کو معلوم کرنے کا آپ کے پاس کوئی ذریعہ تھا، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تفصیل سے واقعات بیان فرما رہے ہیں، اس سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی آتی تھی اس کے ذریعہ سے آپ ان واقعات کو بیان فرماتے تھے (۲) رسول نہ بھیجتے تو کہتے کہ رسول کیوں نہ بھیجا، اب رسول تشریف لائے تو کہتے ہیں کہ ان کو موسیٰ کی طرح معجزے کیوں نہ دیئے گئے اور کتاب تورات کی طرح اکٹھا کیوں نہ اتر آئی، اس پر ارشاد خداوندی ہے کہ موسیٰ ہی کو انھوں نے کب مانا، پھر مشرکین مکہ کو جب پتہ چلا کہ تورات میں اس سے ملتے جلتے احکامات تھے اور اس میں شرک کی نفی کی گئی ہے تو کہنے لگے کہ وہ بھی جادو تھا اور یہ بھی جادو ہے اور ہم کسی کو نہیں مانتے (۳) آسمانی کتابوں میں یہ دو سب سے بڑی اور مشہور کتابیں ہیں قرآن مجید اور تورات، مشرکین مکہ سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم دونوں کو جادو بتاتے ہو تو اس جیسی کتاب بناؤ ہم بھی اسی کو مان لیتے ہیں اور جب یہ لوگ مقابلہ میں کوئی چیز بنا کر نہ لاتے ہیں اور نہ ہدایت قبول کرتے ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ ان کو راہ ہدایت پر چلنا مقصود ہی نہیں اور جو ہدایت چاہتا ہی نہیں اللہ اس کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۵۱) الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ (۵۲) وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ (۵۳) أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (۵۴) وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (۵۵) إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (۵۶) وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۵۷) وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ (۵۸) وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ (۵۹)

منزل۵

اور ہم ایک ایک کر کے (ہدایت کی) بات ان کو پہنچاتے رہے ہیں کہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں[۱] (۵۱) جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں (۵۲) اور جب (یہ کتاب) ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یقیناً یہ ہمارے رب کی طرف سے سچ ہی ہے، ہم تو اس سے پہلے سے اس کو مانتے تھے[۲] (۵۳) ان لوگوں کو دہرا اجر دیا جائے گا ان کے صبر کی وجہ سے اور اس لیے کہ وہ برائی کو اچھائی سے مٹاتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب لغو بات سنتے ہیں تو اسے ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام، تمہیں سلام، ہم جاہلوں کے پیچھے نہیں پڑتے (۵۵) آپ جس کو چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے، ہاں اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے[۳] (۵۶) وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم ہدایت پر آجائیں گے تو اپنے ملک سے نکال دیئے جائیں گے کیا ہم نے ان کو امن دینے والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں رزق کے طور پر ہمارے پاس سے ہر طرح کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں[۴] (۵۷) اور کتنی ایسی بستیوں کو ہم نے اجاڑ دیا جنھیں اپنی خوش عیشی پر ناز تھا تو یہ ان کے مکانات (خالی پڑے) ہیں ان کے بعد وہ تھوڑے دنوں ہی آباد رہ سکے اور وارث تو ہم ہی ہیں (۵۸) اور آپ کا رب بستیوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کی مرکزی جگہ میں رسول نہیں بھیج دیتا جو ہماری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائیں اور ہم بستیوں کو جب ہی ہلاک کرتے ہیں جب وہاں کے رہنے والے ظالم ہوں[۵] (۵۹)

---

(۱) یعنی ہماری وحی کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے اور قرآن کو ہم نے بتدریج نازل کیا تا کہ ہر موقع کے مناسب بروقت ہدایات دی جاسکیں اور تمہیں سمجھنے اور غور کرنے کا موقع رہے (۲) یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی سچائی کی ایک اور دلیل ہے کہ جن لوگوں کو پہلے کتابیں مل چکی ہیں ان میں حق کے طالب ایمان لے آتے ہیں اور انھوں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں پچھلی کتابوں میں موجود ہیں اور وہ پہلے ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے تھے، آگے ان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ ان کو صبر واستقامت کی بنا پر دوہرا اجر ملے گا، پہلے بھی صحیح دین پر قائم رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے (۳) ابوطالب مسلمانوں کے محسن تھے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت چاہا کہ کلمہ پڑھ لیں لیکن نصیب میں نہیں تھا (۴) مشرکین کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوئے تو سارا عرب ہمارا دشمن ہوجائے گا، اس کا جواب یہ دیا جارہا ہے کہ تم جوار حرم میں ہو، شرک وکفر کے باوجود تمہیں پناہ ملی تو ایمان وتقویٰ اختیار کرنے کے بعد پناہ نہ ملے گی، پھر آگے متنبہ کردیا کہ عرب کی دشمنی سے کیا ڈرتے ہو اللہ کے عذاب سے ڈرو، دیکھتے نہیں کتنے نہ ماننے والوں کا کیا انجام ہوا (۵) کفار کہا کرتے تھے کہ اللہ کو ہمارا طریقہ پسند نہیں وہ ہمیں ہلاک کیوں نہیں کرڈالتا، اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ اللہ پہلے اپنا کوئی رسول ان کے مرکزی علاقہ میں بھیجتا ہے اگر وہ اس کی بات مان لیتے ہیں تو محفوظ رہتے ہیں ورنہ انھیں سزا دی جاتی ہے۔

وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا
عِندَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَأَبْقٰى ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَفَمَن وَعَدْنٰهُ وَعْدًا
حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ
الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَآ أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَآ
إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ
كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ
الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا
يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَعَسٰىٓ أَن
يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا
كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ
مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ
الْحَمْدُ فِي الْأُولٰى وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾

منزل۵

اور تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ دنیاوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ کہیں زیادہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۶۰) بھلا ہم نے جس سے اچھا وعدہ کر رکھا ہو پھر وہ اس کو حاصل کر لینے والا ہو وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کا کچھ سامان دے رکھا ہے پھر قیامت کے دن وہ ان لوگوں میں ہوگا جو گرفتار کر کے لائے جائیں گے[1] (۶۱) اور جس دن وہ (اللہ) ان کو پکار کر کہے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے (۶۲) بات جن کے سر تھپ چکی ہوگی وہ بولیں گے اے ہمارے رب یہی ہیں جن کو ہم نے بہکایا، جیسے ہم بہکے ویسے ہی ان کو بہکایا، ہم تیرے سامنے دستبردار ہوتے ہیں، یہ ہمیں پوجتے نہیں[2] تھے (۶۳) اور کہا جائے گا کہ جن کو تم شریک کرتے تھے ان کو بلاؤ پھر وہ ان کو پکاریں تو وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے اور عذاب کو دیکھ لیں گے، کاش وہ راستہ پر آ گئے ہوتے (۶۴) اور جس دن وہ ان کو آواز دے کر پوچھے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا (۶۵) تو اس دن باتیں ان کو سجھائی نہ دیں گی تو وہ ایک دوسرے سے پوچھ نہ سکیں گے (۶۶) پھر جس نے توبہ کر لی اور وہ ایمان لے آیا اور اس نے اچھے کام کیے تو امید ہے کہ وہ کامیابی حاصل کرنے والوں میں ہوگا (۶۷) اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) چن لیتا ہے خود ان کو اختیار نہیں ہوتا، اللہ اس سے پاک ہے اور بہت بلند ہے جس کو وہ شریک کرتے ہیں[3] (۶۸) اور ان کا رب ہر چیز کو جانتا ہے جس کو سینوں میں چھپاتے ہیں اور جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں (۶۹) اور وہی اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، دنیا و آخرت میں اصل تعریف اسی کے لیے ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے (۷۰)

(۱) دنیا میں کفار و مشرکین کتنا ہی آگے بڑھ جائیں مگر یہ سب یہیں دھرا رہ جائے گا، ان بلند مقام اہل ایمان سے ان کا کیا جوڑ جو آخرت کی ہمیشہ ہمیش والی زندگی میں مزے کریں گے (۲) بظاہر اس سے شیاطین مراد ہیں جن کو کافروں نے معبود بنا رکھا تھا، وہ آخرت میں اپنی براءت ظاہر کر دیں گے (۳) کفار و مشرکین کہا کرتے تھے کہ نبی کا انتخاب ہی کرنا تھا تو کسی مالدار عزت دار کا انتخاب ہوتا، اسی کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے، اس میں کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں۔

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَآءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿۷۱﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۷۵﴾ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَءَاتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوٓأُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ ۚ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيمَآ ءَاتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْءَاخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۷۷﴾

ع ۱۵ / ۱۰

پوچھئے تمہارا کیا خیال ہے اگر اللہ تمہارے اوپر ہمیشہ کے لیے قیامت تک رات ہی مسلط کر دیتا تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لیے (دن کی) روشنی لاسکتا تو کیا تم سنتے نہیں (۷۱) (اسی طرح) پوچھئے تمہارا کیا خیال ہے اگر اللہ تمہارے اوپر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی مسلط کر دیتا تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لیے رات لاسکتا جس میں تم آرام پاتے، کیا تم دیکھتے نہیں (۷۲) اور یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن (دونوں) بنائے تا کہ اس میں تم سکون بھی حاصل کرو اور اس کے فضل کو بھی تلاش کر سکو اور تا کہ تم احسان مانو (۷۳) اور جس دن وہ آواز دے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا (۷۴) اور ہم ہر امت میں سے گواہ لے کر آئیں گے پھر کہیں گے اپنی دلیل لے آؤ تو وہ جان لیں گے کہ حق اللہ کے ساتھ ہے اور جو کچھ وہ گڑھا کرتے تھے وہ سب ان سے ہَوا ہو جائے گا (۷۵) یقیناً قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا تو اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی چابیاں طاقتور پہلوانوں کو تھکا دیتی تھیں، جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اِتراؤ مت، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا (۷۶) اور تمہیں اللہ نے جو دیا ہے اس سے آخرت کے گھر کی طلب میں لگو اور دنیا میں سے اپنا حصہ نہ بھولو اور جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے تم بھی (دوسروں کے ساتھ) بھلائی کرو اور زمین میں بگاڑ مت چاہو یقیناً اللہ فسادیوں کو پسند نہیں فرماتا (۷۷)

---

(۱) قارون بنی اسرائیل کا ایک فرد تھا لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی بھی تھا، شروع میں فرعون نے اس کو اپنا پیش کار بنایا تھا تو اس نے خوب دولت سمیٹی، حضرت موسیٰ کی نبوت کے بعد چونکہ وہ بنی اسرائیل ہی کا ایک فرد تھا، ظاہری طور پر اس نے بھی حضرت موسیٰ کو نبی مان لیا لیکن اندر ہی اندر تکبر میں مبتلا رہا، بالآخر اللہ نے اس کو ہلاک کیا۔

قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ قَدْ
أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِۦ مِنَ ٱلْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ
جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْـَٔلُ عَن ذُنُوبِهِمُ ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ
فِى زِينَتِهِۦ ۖ قَالَ ٱلَّذِينَ يُرِيدُونَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا يَـٰلَيْتَ لَنَا
مِثْلَ مَآ أُوتِىَ قَـٰرُونُ إِنَّهُۥ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ
أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ ٱللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا ۚ
وَلَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلصَّـٰبِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِۦ وَبِدَارِهِ ٱلْأَرْضَ فَمَا
كَانَ لَهُۥ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ
ٱلْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ ٱلَّذِينَ تَمَنَّوْا۟ مَكَانَهُۥ بِٱلْأَمْسِ يَقُولُونَ
وَيْكَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ وَيَقْدِرُ ۖ
لَوْلَآ أَن مَّنَّ ٱللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ
ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ ٱلدَّارُ ٱلْـَٔاخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا
يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَٱلْعَـٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾
مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ خَيْرٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا
يُجْزَى ٱلَّذِينَ عَمِلُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ إِلَّا مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾

منزل ۵

وہ بولا یہ تو میرے علم سے مجھے ملا ہے، کیا اسے پتہ نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا جو اس سے زیادہ طاقتور اور زیادہ دولت والی تھیں اور مجرموں سے ان کے جرائم کی تحقیق نہیں کی جائے گی[1] (۷۸) پھر وہ اپنی سج دھج کے ساتھ اپنے قوم کے سامنے نکلا تو جو دنیاوی زندگی کے طلبگار تھے وہ کہنے لگے کاش کہ ہمیں بھی وہ حاصل ہوتا جو قارون کو حاصل ہے یقیناً وہ تو بڑا نصیبہ والا ہے (۷۹) اور جن کو علم حاصل تھا انھوں نے کہا تمہارا ناس ہو، اللہ کا ثواب ایمان لانے والوں اور اچھے کام کرنے والوں کے لیے کہیں بہتر ہے اور یہ چیز صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملا کرتی ہے[2] (۸۰) پھر ہم نے اس کو اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا تو اس کے لیے کوئی گروہ ایسا نہ ہوا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود اپنا بچاؤ کر سکا (۸۱) اور اب وہ لوگ جو کل اس کی جگہ ہونے کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے یقیناً اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو وہ ہمیں بھی دھنسا دیتا، ہو نہ ہو انکار کرنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے[3] (۸۲) یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے جو زمین میں نہ بڑائی کے خواہش مند رہتے ہیں اور نہ فساد کے، اور انجام پرہیزگاروں ہی کے حق میں ہے (۸۳) جو بھی نیکی لے کر آئے گا تو اس کو اس سے بہتر (بدلہ) ملے گا اور جو بدی لے کر آئے گا تو برائیاں کرنے والوں کو ویسے ہی سزا ملے گی جیسے وہ کام کرتے رہے ہیں[4] (۸۴)

ع

---

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ کو مجرموں کے حالات کا پورا علم ہے، اس کو حالات جاننے کے لیے پوچھنے کی ضرورت نہیں البتہ سوال وجواب ان کا جرم ان پر ثابت کرنے کے لیے ہوگا (۲) چیز سے مراد وہ بات بھی ہو سکتی ہے جو عالموں نے کی یعنی صابروں کے ہی دلوں میں ایسی عالمانہ بات ڈالی جاتی ہے اور ثواب وجنت کو بھی اس سے مراد لیا جا سکتا ہے کہ یہ نعمتیں صابروں کو ہی حاصل ہوتی ہیں اور صبر ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی ہر طرح کی خواہشات پر قابو رکھ کر اللہ کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہے (۳) یعنی یہ دنیا کی چمک دمک سب کچھ نہیں، یہ تو بڑی آزمائش ثابت ہوئی جس میں قارون ناکام ہو گیا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے دنیا دے کر آزماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی میں رکھ کر امتحان لیتا ہے، سب اللہ کی طرف سے ہے (۴) یعنی نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملے گا اور برائی کا گناہ اتنا ہی ہوگا جتنی برائی کی گئی۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

سورة العنكبوت مكية وهي تسع وستون آية وسبع ركوعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الم ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٤﴾ مَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٥﴾

یقیناً جس نے آپ پر قرآن کا حکم بھیجا وہ ضرور آپ کو پہلی جگہ دوبارہ لا کر رہے گا، کہہ دیجیے میرا رب اس سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت کو لے کر آیا ہے اور اس سے بھی جو کھلی ہوئی گمراہی میں ہے[1] (۸۵) اور آپ کو امید بھی نہ تھی کہ آپ کو کتاب ملے گی، یہ صرف آپ کے رب کی مہربانی ہے تو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہوں (۸۶) اور وہ ہرگز آپ کو اللہ کی آیات سے نہ روکیں جبکہ وہ آپ پر اتر چکی ہیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور ہرگز مشرکوں کے ساتھ نہ ہوں[2] (۸۷) اور اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکاریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے، حکم اسی کا چلتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے[3] (۸۸)

سورۂ عنکبوت

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمٓ (۱) کیا لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ اتنا کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے ہیں، اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا (۲) اور ہم ان سے پہلے والوں کو بھی آزما چکے ہیں تو اللہ پوری طرح جان کر رہے[4] گا کہ ان میں کون لوگ سچے ہیں اور وہ یقیناً جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا (۳) کیا برائیاں کرنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل بھاگیں گے بڑا ہی برا فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں[5] (۴) جو اللہ سے ملاقات کا امیدوار ہے تو اللہ کا طے شدہ وقت تو آ کر رہے گا اور وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے (۵)

---

(۱) یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے جا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کعبہ کی جدائی کا بڑا اثر تھا، اس وقت یہ آیت اتری کہ ایک دن آپ پھر پہلی جگہ تشریف لائیں گے، آٹھ سال کے بعد یہ وعدہ پورا ہوا اور آپ فاتح بن کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے (۲) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے کام میں قوم کی رعایت نہ فرمائیں بس ان کو اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے اور آیتیں سناتے رہیے، تبلیغ احکام میں کسی کی رعایت نہ کیجیے (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے اوروں کو سنایا جا رہا ہے (۴) اللہ کو سب معلوم ہے البتہ وہ حجت تمام کرنے کے لیے پرکھتا ہے (۵) پہلی دو آیتیں مسلمانوں سے متعلق تھیں جو کافروں کی ایذاؤں میں گرفتار تھے اور یہ آیت ان کافروں سے متعلق ہے جو مسلمانوں کو ستاتے رہتے تھے کہ وہ مسلمانوں کی سختیوں کو دیکھ کر مطمئن نہ رہیں اور یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے، ان کی پکڑ جب ہو گی تو اس کی سختی کے آگے مسلمانوں کی پریشانیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، آگے ایمان والوں کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید ہے اور وہ وقت آنے ہی والا ہے، وہاں ان کے لیے راحت ہی راحت ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ
الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ
عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٧﴾
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ
لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ
فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ
لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ
الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ
الْمُنَافِقِينَ ﴿١١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا
سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ
مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ
أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾

منزل۵

اور جومحنت کرتا ہے وہ اپنے لیے محنت کرتا ہے، یقیناً اللہ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے[۱] (۶) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ہم ضرور ان کی برائیوں کا کفارہ کردیں گے اور جو وہ کرتے ہیں اس کا بہترین بدلہ ان کو ضرور دیں گے (۷) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے اور اگر وہ تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شریک کرو جس کا تمھیں کوئی علم نہیں تو ان کی بات مت ماننا، میری ہی طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے پھر میں بتادوں گا جو تم کیا کرتے تھے[۲] (۸) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو ان کو ہم نیک لوگوں میں داخل کردیں گے (۹) اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو اللہ کے لیے ستایا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کی طرح قرار دیتے ہیں اور اگر آپ کے رب کی مدد آگئی تو یقیناً یہی کہیں گے کہ ہم تمہارے ہی ساتھ تو تھے، کیا اللہ کو پتہ نہیں جو کچھ دنیا جہان کے سینوں میں ہے[۳] (۱۰) اور یقیناً اللہ ایمان والوں کو بھی اچھی طرح جان کر رہے گا اور منافقوں کو بھی اچھی طرح جان کر رہے گا (۱۱) اور کافروں نے ایمان والوں سے کہا کہ ہمارے راستہ پر چلو اور تمہارے گناہوں کا بوجھ تو ہم اٹھالیں گے جبکہ وہ ان کے گناہوں کا بوجھ ذرا بھی اٹھانے والے نہیں ہیں یقیناً وہ تو جھوٹے ہیں (۱۲) البتہ اپنا بوجھ اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور بھی کتنے بوجھ وہ ضرور ڈھوئیں گے اور جو جھوٹ گڑھا کرتے تھے اس کے بارے میں قیامت کے دن ان سے ضرور پوچھ گچھ ہوگی[۴] (۱۳)

---

(۱) یعنی اللہ کو کسی کی طاعت وعبادت سے کیا نفع، اور معصیت سے کیا نقصان، ہاں بندہ جس قدر محنت اٹھائے گا اس کا پھل دنیا وآخرت میں کھائے گا (۲) مکہ مکرمہ میں مسلمان ہونے والوں کو ان کے والدین زبردستی شرک پر آمادہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسلام میں والدین کی بات ماننے کا حکم ہے، ہماری بات ماننا تمہارے اوپر لازم ہے، اس پر یہ اصولی ہدایات دی گئیں کہ جہاں تک ممکن ہو والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا رہے لیکن اگر وہ شرک اور اللہ کی نافرمانی کی بات کہیں تو ان کی بات ماننا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے (۳) یہ کچھ ایسے کمزور لوگوں کا تذکرہ ہے کہ جب ان کو ستایا گیا تو انھوں نے اس کو بہت سخت سمجھا تو مشرکین سے مل گئے اور مسلمانوں سے منافقت کی پھر جب مسلمانوں کو فتح ہونا شروع ہوئی تو آ آ کر کہنے لگے کہ ہم تو آپ کے ساتھ ہی تھے، آگے اللہ فرماتا ہے کہ یہ آزمائشیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردینے کے لیے ہیں (۴) یعنی یہاں بہت ڈینگیں مار رہے ہیں کہ ہم تمہارا بوجھ بھی ڈھوئیں گے مگر آخرت میں حقیقت کھل جائے گی پھر وہاں اپنی گمراہی کا خمیازہ بھی بھگتیں گے اور جن کی گمراہی کا وہ ذریعہ بنے اس کی سزا بھی ان کو مزید دی جائے گی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾

منزل ۵

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تو وہ پچاس چھوڑ ایک ہزار برس ان میں رہے پھر طوفان نے ان کو آدبوچا اور وہ ظالم لوگ تھے[1] (۱۴) تو ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو بچالیا اور اس کو دنیا جہاں کے لیے ایک نشانی بنادیا (۱۵) اور ابراہیم کو (بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (۱۶) اللہ کو چھوڑ کر تم بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ تراشتے ہو یقیناً تم جن کی پوجا کرتے ہو وہ تمہارے لیے ذرا بھی رزق کے مالک نہیں ہیں بس رزق کو اللہ کے پاس تلاش کرو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا حق مانو، اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا[2] (۱۷) اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بھی کتنی قومیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول کا کام تو صاف صاف پہنچا دینا ہے (۱۸) بھلا انھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ مخلوق کو شروع میں کس طرح پیدا کرتا ہے وہ پھر دوبارہ پیدا کردے گا یقیناً اللہ کے لیے یہ آسان ہے (۱۹) کہیے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو، اس نے شروع میں مخلوق کو کس طرح پیدا کیا پھر اللہ ہی وہ دوسری اٹھان بھی اٹھائے گا بیشک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے[3] (۲۰) جس کو چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے اور اسی کی طرف تم کو پلٹنا ہے (۲۱)

---

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، ساڑھے نوسو سال دعوت کا کام کرتے رہے پھر طوفان کے بعد ساٹھ سال اور زندہ رہے (۲) شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اکثر مخلوق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے، سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا، وہی اپنی خوشی کے موافق دیتا ہے لہٰذا اسی کے شکر گزار بنو اور اسی کی بندگی کرو (۳) جب کچھ نہ ہونے کے باوجود اس نے سب کچھ پیدا کردیا تو اب مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۡ وَمَا
لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ
اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ
وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ
وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾

ع

وقف لازم

منزل۵

اور تم نہ زمین میں (اس کو) ہرا سکتے ہو نہ آسمان میں اور تمہارے لیے اللہ کے علاوہ نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار[1] (۲۲) اور جنھوں نے اللہ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہی لوگ میری رحمت سے مایوس ہو چکے اور ان ہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب[2] ہے (۲۳) بس ان کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ ان کو قتل کر دو یا جلا ڈالو تو اللہ نے ان کو آگ سے بچا لیا اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو مانتے ہیں (۲۴) اور انھوں نے کہا کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اختیار کر رکھا ہے صرف دنیاوی زندگی میں آپس کی دوستیوں کے لیے، پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا[3] (۲۵) تو لوط ان پر ایمان لے آئے اور انھوں نے کہا کہ میں اپنے رب کے لیے ہجرت کر جانے والا ہوں بیشک وہ زبردست ہے حکمت رکھتا ہے[4] (۲۶) اور ہم نے ان کو (یعنی ابراہیم کو) اسحٰق اور یعقوب عطا کیے اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو قائم رکھا اور دنیا میں ہم نے ان کو ان کا بدلہ دیا اور آخرت میں وہ ضرور صالح لوگوں میں ہوں گے[5] (۲۷) اور لوط کو (نبی بنایا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا یقیناً تم ایسی گندی حرکت کرتے ہو کہ دنیا جہان میں تم سے پہلے کسی نے نہ کی (۲۸)

(۱) جس کو اللہ سزا دینا چاہے وہ کہیں بھی جا کر بچ نہیں سکتا (۲) جنھوں نے اللہ کی باتوں کا انکار کیا اور اس سے ملنے کی امید نہیں رکھی انھیں رحمت الٰہی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے، لہٰذا وہ آخرت میں بھی مایوس اور محروم ہی رہیں گے، یہ گویا "مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَآتٍ" کا عکس ہوا (۳) اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ شیرازہ قومی کو متحد رکھنے کے لیے تم نے یہ بت پرستی اختیار کر لی ہے اور آپس کے تعلقات کے لیے تم اس پر قائم ہو یا ممکن ہے کہ اس سے بت پرستوں کا اپنے بتوں سے جو محبت ہے وہ مراد ہو جیسے دوسری جگہ "يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ" آیا ہے یعنی وہ اپنے بتوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے (۴) حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے بس صرف وہی ایمان لائے بعد میں نبی ہوئے (۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سب نبی ان ہی کی اولاد میں آتے رہے، اسی لیے ان کو ابوالانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۳۳﴾ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾

کیا تم مردوں[1] (سے خواہش پوری کرنے کو ان) کے پاس جاتے ہو اور راہ مارتے ہو[2] اور اپنی محفل میں گھناؤنی حرکت کرتے ہو بس ان کی قوم نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ سچے ہو تو اللہ کا عذاب لے آؤ (۲۹) انھوں نے دعا کی، اے رب! فسادیوں پر میری مدد فرما (۳۰) اور جب ہمارے قاصد ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو انھوں نے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں یقیناً وہاں کے باشندے بڑے گنہگار ہو رہے ہیں (۳۱) وہ بولے اس میں تو لوط بھی ہیں، انھوں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ اس میں کون ہے، ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو ضرور بچا لیں گے سوائے ان کی بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے (۳۲) اور جب ہمارے قاصد لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کو دیکھ کر پریشان ہو گئے اور ان کی وجہ سے انھوں نے بہت گھٹن محسوس کی، انھوں نے کہا کہ آپ نہ ڈریں نہ گھبرائیں ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچانے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے[3] (۳۳) ہم آسمان سے اس بستی والوں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب نازل کرنے والے ہیں (۳۴) اور ہم نے اس کی کچھ کھلی نشانی ان لوگوں کے لیے چھوڑ دی جو عقل سے کام لیتے ہیں[4] (۳۵) اور مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا تو انھوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو (۳۶)

---

(۱) قوم لوط کا مرض ہم جنسی تھا، یہ اسی کا تذکرہ ہے (۲) راہ مارنے سے مراد ڈاکہ زنی بھی ہوسکتی ہے، یہ ان میں رائج ہوگی، اس کے ساتھ بدکاری سے بھی مسافروں کی راہ مارتے تھے اور اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے فطری راستہ کو چھوڑ کر توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع کر رہے تھے، تو اس کی راہ مار رہے تھے (۳) فرشتے حسین وجمیل نوجوانوں کی شکل میں پہنچے تھے، حضرت لوط نے پہچانا نہیں، اس لیے سخت پریشان ہوئے کہ قوم کے لوگ رسوائی کا ذریعہ بنیں گے، فرشتوں نے دیکھ کر ان کو تسلی دی کہ آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہم تو اس بدقماش قوم کو تباہ کرنے آئے ہیں (۴) ان کی الٹی ہوئی بستی کے کچھ نشانیات مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی پڑتے ہیں۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا
سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا
بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَ
اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا
يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

منزل ۵

تو انھوں نے ان کو جھٹلا دیا بس زلزلہ نے ان کو آ پکڑا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۳۷) اور عاد وثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کیا) اور ان کے مکانات سے تم پر وہ چیز ظاہر ہو چکی ہے[1] اور شیطان نے ان کے کاموں کو ان کی نظر میں خوش نما بنا کر ان کو صحیح راستہ سے روک دیا اور وہ دیکھتے بھالتے لوگ تھے[2] (۳۸) اور قارون وفرعون اور ہامان (کو بھی ہم نے ہلاک کیا) اور موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انھوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ جیت نہ سکے (۳۹) تو سب ہی کو ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں پکڑا تو بعضوں پر سنگریزوں بھری آندھی بھیج دی اور بعضوں کو چنگھاڑ نے آدبوچا اور بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعضوں کو ڈبو دیا اور اللہ ان پر ہرگز ظلم نہیں کرتا البتہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے تھے[3] (۴۰) جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوست بناتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی ہے جو گھر بنائے اور گھروں میں سب سے بودا مکڑی ہی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے[4] (۴۱) اللہ کو چھوڑ کر وہ جس چیز کو بھی پکارتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے (۴۲) اور یہ وہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے دے رہے ہیں اور ان کو جاننے والے ہی سمجھتے ہیں (۴۳) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی ہے (۴۴)

(۱) یعنی ان بستیوں کے کھنڈرات تم دیکھتے رہتے ہو، ان سے عبرت حاصل کرو (۲) یعنی دنیا کے کام کی سمجھ بوجھ رکھتے تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے لیکن شیطان کے بہکاوے سے نہ بچ سکے (۳) پتھروں کی بارش قوم لوط پر ہوئی، سخت آندھی قوم عاد پر آئی، چنگھاڑ سے قوم ثمود تباہ ہوئی، قارون کو زمین میں دھنسایا گیا اور قوم نوح غرق کی گئی اسی طرح فرعون اور اس کے لشکر کو ڈبو دیا گیا (۴) کاش ان کو یہ معلوم ہوتا کہ جن جھوٹے خداؤں پر وہ بھروسہ کیے ہوئے ہیں وہ مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور ہیں اور انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

منزل ۵

آپ کو جس کتاب کی وحی کی گئی ہے آپ اس کی تلاوت کرتے رہیں اور نماز کو قائم رکھیں بلا شبہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے[1] اور اللہ کا ذکر تو سب سے بڑی چیز ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ وہ سب جانتا ہے (۴۵) اور اہل کتاب سے اچھے طریقہ پر ہی بحث کرو سوائے ان میں ناانصافوں[2] کے اور کہہ دو کہ ہمارے لیے جو اترا ہے ہم نے اس کو بھی مانا اور جو تمہارے لیے اترا اس کو بھی، اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں[3] (۴۶) اور اسی طرح ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے تو ہم نے جن کو کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور کچھ لوگ ان (بت پرستوں) میں بھی ہیں جو مانتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو کافر ہیں[4] (۴۷) اور آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پسند شک میں پڑ ہی جاتے[5] (۴۸) بلکہ وہ کھلی آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار ناانصاف ہی کرتے ہیں[6] (۴۹) اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ آئیں؟ کہہ دیجیے کہ نشانیاں تو سب اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۵۰) کیا یہ ان کے لیے کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے جو ان کو سنائی جاتی ہے یقیناً اس میں ماننے والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے (۵۱) کہہ دیجیے کہ ہمارے تمہارے درمیان گواہی کے لیے اللہ کافی ہے وہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس سے واقف ہے اور جنھوں نے باطل کو مانا اور اللہ کا انکار کیا وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (۵۲)

---

(۱) نماز کے اندر اللہ نے فی نفسہ یہ تاثیر رکھی ہے، شرط یہ ہے کہ شرائط وآداب کے ساتھ اور خشوع وانابت کے ساتھ نماز پڑھی جائے پھر اس میں تلاوت وذکر اور اپنی بندگی کے اظہار کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسجد کے باہر بھی آدمی سچا بندہ بن کر رہے، آگے ذکر الٰہی کی اہمیت کا بیان ہے اور دوسری جگہ "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي" نماز میرے ذکر کے لیے قائم کرو کہہ کر مزید ذکر کی اہمیت واضح کی گئی ہے، جو ذکر نماز میں ہوتا ہے وہ افضل ترین ہے (۲) یعنی مشرکوں کا دین سرے سے غلط ہے اور اہل کتاب کا دین اصل میں سچا تھا انھوں نے بعد میں بگاڑا تو ان سے بحث ومباحثہ میں احتیاط ملحوظ رکھو اور نرمی سے بات کرو البتہ جو ان میں بے انصافی اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو اس کے ساتھ مناسب سختی کا برتاؤ کر سکتے ہو (۳) یہ طریقہ حکمتِ دعوت کا ہے کہ مشترک باتوں کا تذکرہ کرو کہ ہمارا تمہارا معبود بھی ایک ہے، جو کتابیں تمہارے لیے اتریں ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں البتہ تم نے ان میں تبدیلیاں کر دیں، اور نبیوں کو خدائی کا درجہ دے دیا، یہ اختلاف کی بات ہے ورنہ ہماری اصل ایک ہی تھی (۴) جن اہل کتاب نے اپنی کتاب کو ٹھیک ٹھیک سمجھا ہے اور وہ منصف مزاج ہیں وہ اس کتاب کو بھی مان رہے ہیں اور دوسرے حقیقت پر غور کرنے والے مشرکین بھی مان رہے ہیں (۵) یہ کتاب تو ایسی ہے کہ بہزار چیلنج کے بڑے بڑے زبان کے ماہرین ایک آیت پیش نہ کر سکے اور اس کا بڑا معجزہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا نازل ہونا ہے، آپ کی مبارک زندگی کے چالیس سال مکہ والوں کے ساتھ گزرے، وہ سب جانتے تھے کہ آپؐ نہ پڑھنا جانتے تھے اور نہ لکھنا، اگر ایسا ہوتا تو باطل پرستوں کو ←

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

ع ۴

منزل ۵

اور وہ آپ سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اگر (اس کا پہلے سے) طے شدہ وقت نہ ہوتا تو ان پر عذاب آ ہی جاتا اور یقیناً وہ ان پر اچانک ہی آ پہنچے گا اور وہ سمجھ بھی نہ پائیں گے (۵۳) وہ آپ سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں جبکہ جہنم کافروں کو گھیرتی جا رہی ہے (۵۴) جس دن عذاب ان کو اوپر سے اور پیروں کے نیچے سے گھیر لے گا اور ارشاد ہوگا کہ جو تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو (۵۵) اے میرے وہ بندو! جو ایمان لائے ہو، یقیناً میری زمین کشادہ ہے تو بس میری ہی بندگی کرو[1] (۵۶) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۵۷) اور جو ایمان لائے اور انھوں نے بھلے کام کیے ان کو ہم جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اسی میں ہمیشہ رہ پڑیں گے، کام کرنے والوں کے لیے کیا ہی خوب بدلہ ہے (۵۸) جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے رہے (۵۹) اور کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ہی ان کو اور تم کو بھی روزی پہنچاتا ہے اور وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے[2] (۶۰) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کام پر لگا دیئے تو وہ یقیناً یہی کہیں گے کہ اللہ (نے) تو پھر وہ کہاں سے الٹے پھرے جاتے ہیں[3] (۶۱) اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق کھول دیتا ہے اور جس کے لیے (چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بیشک اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے (۶۲) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے اوپر سے پانی برسایا پھر اس نے اس سے زمین میں اس کے بنجر ہو جانے کے بعد جان ڈال دی تو وہ یقیناً یہی کہیں گے کہ اللہ (نے) کہہ دیجیے کہ اصل تعریف اللہ ہی کے لیے ہے لیکن ان میں زیادہ تر عقل سے کام نہیں لیتے (۶۳)

← شبہ نکالنے کا موقع ملتا لیکن جبکہ آپ کا امی ہونا مسلمات میں ہے تو اس سرسری شبہ کی بھی جڑ کٹ گئی (۶) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی قلب اطہر پر اتری اور سینہ بہ سینہ لاکھوں لوگوں کے پاس چلی آتی ہے، تحریر میں آنا اس کے لیے مزید ہے (۷) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد معجزے اللہ کے حکم سے دکھائے لیکن ان کا مطالبہ نت نئے معجزہ کا تھا، کہا جا رہا ہے معجزہ تو اللہ کے اختیار میں ہے اور سب سے بڑا معجزہ یہ قرآن ہے تو تمھیں سنایا جا رہا ہے۔

(۱) جب حضرات صحابہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے اور دین پر چلنا ان کے لیے مشکل تر بنا دیا گیا تو یہ اجازت ہوئی کہ وہ ایسے علاقوں میں ہجرت کر کے چلے جائیں جہاں دین پر عمل ممکن ہو، آگے تسکین کے کلمات بھی ہیں کہ اگر تم پر اہل تعلق سے جدائی شاق گزر رہی ہو تو موت کو یاد کرو، دنیا میں جدائی ایک دن ہونی ہی ہے پھر سب اللہ کے سامنے جمع کے جاؤ گے (۲) اگر تم کو ہجرت سے اپنی معیشت کا ڈر ہے تو سوچو کہ روزی اللہ نے ہر ایک کی اپنے ذمہ لی ہے، کوئی اپنی روزی کے لیے نہیں پھرتا جو جہاں رہے گا محنت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو نوازیں گے (۳) اس اعتراف کا تقاضا تھا کہ ایمان لاتے مگر وہ الٹے پاؤں پھرے جاتے ہیں اور ایمان لانے سے ڈرتے ہیں کہ پھر ہمارے لیے بھی اسباب معیشت تنگ کر دیئے جائیں گے، اسی لیے اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے کہ روزی سب ہمارے ہاتھ ←

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الۗمّۗ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾

وقف لازم

منزل ۵

اور یہ دنیا کی زندگی بس کھیل اور تماشا ہے اور اصل زندگی تو بس آخرت ہی کا گھر ہے، کاش کہ وہ جان لیتے (۶۴) جب وہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اعتقاد کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اسی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو خشکی میں بحفاظت پہنچا دیتا ہے تو وہ شرک کرنے لگ جاتے ہیں[۱] (۶۵) جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کی خوب ناشکری کر لیں اور خوب مزے اڑا لیں، آگے ان کو پتہ چل جائے گا (۶۶) کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے (ان کے شہر کو) ایسا حرم بنایا جو سراپا امن ہے اور ان کے آس پاس سے لوگ اُچکے جا رہے ہیں پھر بھی کیا وہ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں (۶۷) اور اس سے بڑھ کر ناانصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو اپنے پاس آنے کے بعد جھٹلائے، کیا جہنم میں انکاریوں کے لیے ٹھکانہ کی کمی ہے[۲] (۶۸) اور جو بھی ہمارے لیے محنت کریں گے تو ہم ضرور ان کے لیے اپنے راستے کھول دیں گے اور یقیناً اللہ بہتر کام کرنے والوں ہی کے ساتھ ہے (۶۹)

رکوع ۷

﴿سورۂ روم﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمٓ (۱) رومی شکست کھا گئے (۲) قریبی سرزمین[۳] میں اور وہ شکست کھا جانے کے بعد (بھی) جلد ہی فتح حاصل کر لیں گے[۴] (۳) چند ہی سالوں میں، باگ ڈور سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن ایمان والے خوشیاں کریں گے (۴) اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ زبردست بھی ہے بڑا مہربان بھی (۵)

میں ہے، ہم جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں اور اس کی حکمتوں سے ہم ہی واقف ہیں، پھر آگے اس کی دلیل بھی دی جا رہی ہے کہ بنجر زمین کس طرح کاشت کے قابل ہوتی ہے اور کون پانی برساتا ہے، اس کا جواب تقریباً سب کے نزدیک یہی ہے کہ اللہ، پھر اس دلیل کے باوجود وہ عقل کا استعمال کیوں نہیں کرتے۔

(۱) مشرکین مکہ بھی ایک اللہ کو مانتے تھے اور سخت مصیبت میں اسی کو پکارتے تھے، لیکن جب مصیبت دور ہو جاتی تھی تو عبادت میں دوسروں کو بھی شریک کرتے تھے، یہ کتنی بڑی ناانصافی تھی کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور غیر کے آگے سر ٹیک رہے ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ آگے ان کو سب پتہ چل جائے گا۔

(۲) جب ان سے ایمان کی بات کی جاتی تو کہتے کہ سارا عرب جو ہماری عزت کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہو جائے گا، اسی کا ایک جواب ہے کہ اللہ نے ان کو پرامن شہر میں بسایا ہے کہ وہاں قتل و غارت کی جرأت کا خیال ہی کون کرتا ہے جبکہ دوسرے شہروں میں دن دہاڑے قتل و غارت ہوتی رہتی ہے، تو جس اللہ نے حرم کو یہ تقدس دیا اور پھر تمہیں شرک کے باوجود وہاں آباد رکھا، کیا وہ ایمان کے بعد تمہاری حفاظت نہیں فرمائے گا، پھر آگے ایک اصول کی بات خوشخبری کی فرما دی کہ جو بھی اللہ کے لیے محنت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستے کھولتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے گا (۳) قریبی زمین سے مراد شام و فلسطین کے علاقے ہیں جو رومی سلطنت میں مکہ سے قریب تھے، ادنیٰ الارض نشیبی جگہ کو بھی کہتے ہیں، شام و فلسطین کی یہ جگہ مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں نشیب میں بھی ہے اس لیے بھی اس کو ادنیٰ الارض کہا گیا ہے (۴) اس آیت کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا میں دو بڑی حکومتیں تھیں جن میں شدید جنگ چل

وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۶ يَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۖۚ وَهُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝۷ اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ لَكٰفِرُوۡنَ ۝۸ اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَعَمَرُوۡهَاۤ اَكۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡهَا وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ۝۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيۡنَ اَسَآءُوا السُّوۡۤاٰى اَنۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا بِهَا يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝۱۰ ع اَللّٰهُ يَبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝۱۱ وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يُبۡلِسُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝۱۲ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ مِّنۡ شُرَكَآئِهِمۡ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ كٰفِرِيۡنَ ۝۱۳ وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يَوۡمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوۡنَ ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمۡ فِىۡ رَوۡضَةٍ يُّحۡبَرُوۡنَ ۝۱۵

منزل ۵

اللہ کا وعدہ ہے، اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا البتہ اکثر لوگ ناواقف ہیں (۶) وہ دنیاوی زندگی کے اوپر اوپر کو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ بالکل ہی غافل ہیں (۷) انھوں نے جی میں سوچا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان میں جو بھی ہے اس کو ٹھیک ٹھیک اور ایک طے شدہ وقت کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے، پھر بھی لوگوں کی اکثریت اپنے رب سے ملاقات کی منکر ہے (۸) کیا وہ زمین میں چل پھر کر دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے والوں کا کیسا انجام ہوا، وہ ان سے زیادہ زور آور تھے، انھوں نے زمین (رہن سہن اور کھیتی باڑی کے) قابل بنائی تھی اور اس کو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جتنا انھوں نے آباد کیا ہے اور ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے تھے تو اللہ ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا، لیکن وہ خود اپنے ساتھ ناانصافی کرتے رہے (۹) پھر برا کرنے والوں کا انجام برا ہی ہوا کہ انھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کا مذاق بنایا کرتے تھے (۱۰) اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دہرادے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۱۱) اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اس دن) مجرموں کی آس ٹوٹ کر رہ جائے گی (۱۲) اور ان کے شریکوں میں کوئی ان کا سفارشی نہ بن سکے گا اور وہ خود اپنے شریکوں کا انکار کردیں گے (۱۳) اور جس دن قیامت برپا ہوگی (اس دن) وہ مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے (۱۴) بس رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے بھلے کام کیے وہ باغ میں ہوں گے ان کی ضیافت کی جائے گی (۱۵)

← رہی تھی روم اور ایران، رومی عیسائی تھے اور ایرانی آتش پرست تھے، مشرکین مکہ کو ایران سے ہمدردی تھی اور اتفاق سے ان دنوں میں ایران نے روم کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرلیا تھا یہاں تک کہ بیت المقدس پر بھی اس کا قبضہ ہوگیا تھا، رومی برابر پسپا ہوتے جارہے تھے، اس پر مشرکین مسلمانوں کا بھی مذاق اڑاتے کہ دیکھو جن پر کتاب اتری وہ کس طرح رسوا ہورہے ہیں، خود مسلمان اس وقت اتنی کمزور حالت میں تھے کہ کچھ بولنا مشکل تھا، اس وقت قرآن مجید نے یہ محیر العقول پیش گوئی کی کہ آنے والے چند سالوں میں معاملہ الٹنے والا ہے، رومی غالب آئیں گے اور اس دن مسلمانوں کو بھی فتح حاصل ہوگی اور اس کی خوشیاں منائیں گے، جس وقت یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کسی بھی پیشین گوئی کا پورا ہونا اس سے زیادہ بعید نہیں ہوسکتا تھا، رومی سلطنت کا خاتمہ بالکل قریب تھا اور مسلمان کسمپرسی کی حالت میں تھے، چنانچہ مکہ کے مشرکوں نے اس پیشین گوئی کا بہت مذاق اڑایا، امیہ بن خلف نے حضرت ابوبکر سے شرط لگائی کہ اگر تین سالوں میں روم غالب آگئے تو میں تمہیں دس اونٹ دوں گا ورنہ تم دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ ''بضع'' سے مراد تین سے نو سال تک لیے جاتے ہیں تو تم شرط نو سال کی کردو اور اونٹوں کی تعداد بھی بڑھادو، انھوں نے امیہ بن خلف سے بات کی وہ اس پر راضی ہوگیا اور اونٹوں کی تعداد سو کردی گئی، حالات کے اعتبار سے اس کو یقین تھا کہ رومی کبھی غالب نہیں آسکیں گے، لیکن اس کے سات سال بعد عین بدر کے معرکہ کے دن جب مسلمان فتح کی خوشیاں منا رہے تھے تو رومیوں کی فتح کی بھی خبر آئی، اور اس طرح قرآن مجید کی پیشین گوئی سچی ثابت ہوئی اور مسلمانوں کو دوہری خوشی ملی، امیہ بن خلف بدر میں مارا جاچکا تھا اس کے بیٹوں نے شرط پوری کی اور حضرت ابوبکر کو ←

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

منزل ۵

رکوع ۵

اور جنھوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ایسے لوگ عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے (۱۶) تو اللہ ہی کی تسبیح ہے جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو (۱۷) اور اسی کی حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر بھی اور اس وقت بھی جب تم ظہر کرتے ہو (۱۸) وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے[1] اور زمین کو بنجر ہوجانے کے بعد زندہ کردیتا ہے اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے[2] (۱۹) اور یہ اس کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر اب تم انسان ہو پھل پھول رہے ہو (۲۰) اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان آپس میں محبت اور مہربانی رکھ دی، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں[3] (۲۱) اور آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، یقیناً اس میں دانشمندوں کے لیے نشانیاں ہیں (۲۲) اور رات اور دن میں تمہارا سونا اور تمہارا اس کے فضل کو تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں (۲۳) اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں خوف اور امید دلانے کے لیے بجلی دکھاتا ہے[4] اور اوپر سے بارش برساتا ہے تو اس سے زمین میں مردہ ہوجانے کے بعد جان ڈال دیتا ہے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں[5] (۲۴)

← سو اونٹ لاکر دیئے، دوطرفہ شرط کی حرمت کا اس وقت اعلان ہوچکا تھا اور اس کو جوا قرار دیا گیا تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو وہ اونٹ صدقہ کردینے کا حکم فرمایا۔

(۱) اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ انڈے سے مرغی نکلتی ہے اور مرغی سے انڈا، یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں (۲) جس طرح مردہ زمین شاداب ہوجاتی ہے اسی طرح انسان مٹی میں ملنے کے بعد دوبارہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہوگا اور پہلے بھی وہ مٹی سے پیدا کیا گیا (۳) یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ نکاح کے بعد بیوی سے عام طور پر غیر معمولی تعلق پیدا ہوجاتا ہے، جوانی میں جوش محبت ہوتا ہے پھر بڑھاپے میں رحمت و ہمدردی کا اضافہ ہوجاتا ہے (۴) ڈر اس کا کہ بجلی نہ گر پڑے اور امید بارش کی کہ اس سے زمین سیراب ہوگی، جدید سائنس نے بجلی کے بارے میں ایک اور انکشاف کیا ہے کہ اس کی کڑک سے بارش کے پانی میں بڑی مقدار میں نائٹروجن شامل ہوجاتی ہے اس سے زمین کی زرعی قوت میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے (۵) آیت/ ۱۹ سے آیت/ ۲۷ تک اللہ کی قدرتوں اور بندوں پر اس کے انعامات کا مسلسل ذکر ہے کہ اگر سچے دل سے ان پر غور کیا جائے تو انسان ایک اللہ کی خدائی اور اس کی قدرت وحکمت اور رحمت کا یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا پھر اس کے بعد ممکن ہے کہ وہ اس خدا کے ساتھ دوسروں کو اس کی خدائی میں شریک کرے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ
دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ
مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ
مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ
لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا
تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

منزل ۵

اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان وزمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر وہ جیسے ہی تمہیں آواز دے گا زمین سے تم نکل پڑوگے (۲۵) اور اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے آگے جھکے ہوئے ہیں (۲۶) اور وہی اول اول پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دہرادے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی سب سے اونچی شان ہے اور وہ زبردست ہے حکمت رکھتا ہے (۲۷) وہ تمہارے لیے تمہارے اندر ہی کی ایک مثال دیتا ہے، ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے کیا تمہارے غلاموں میں کوئی اس میں شریک ہے کہ تم سب اس میں برابر ہو، جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو[1] ان سے بھی اسی طرح ڈرنے لگو، ہم اسی طرح ان لوگوں کے لیے کھول کھول کر نشانیاں بیان کرتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں (۲۸) البتہ ظالم بغیر جانے بوجھے اپنی خواہشات پر چل پڑے ہیں تو جس کو اللہ گمراہ کردے اس کو کون راہ یاب کرسکتا ہے اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۲۹) بس تو آپ دین کے لیے یکسو ہوکر رخ کو اسی کی طرف کرلیجیے، اللہ کی (بنائی) فطرت پر (چلتے رہیے) جس پر اس نے تمام لوگوں کو ڈال دیا ہے، اللہ کی بنائی چیز میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے[2] (۳۰) سب اسی کی طرف رجوع ہوکر (رہو) اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور شرک کرنے والوں میں مت ہوجانا (۳۱) جنھوں نے اپنے دین کو بانٹ دیا اور خود فرقوں میں بٹ گئے، ہر گروہ اپنے اپنے طریقہ پر مگن ہے[3] (۳۲)

---

(۱) کوئی شخص اس کو گوارہ نہیں کرسکتا کہ اس کے غلام خادم بالکل اس کے برابر ہوجائیں اور ان سے اسی طرح ڈرنا پڑے جس طرح دو آزاد آدمی کاروبار میں شریک ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں، ہر شخص اپنے غلام کو غلام ہی کی طرح رکھنا چاہتا ہے، بس جب یہ اپنے لیے اس کو گوارہ نہیں کرتے تو اللہ تو سب سے بڑھ کر غنی ہے وہ کسی کی شرکت کیسے گوارہ فرما سکتا ہے جبکہ سب اس کی مخلوق اور غلام ہیں (۲) ہر ایک کو اللہ نے فطرت اسلام پر پیدا کیا ہے، اصل اس فطرت کو بدلا نہیں جاسکتا البتہ اس پر گرد وغبار اس طرح جم جاتا ہے کہ وہ فطرت چھپ جاتی ہے، جب بھی وہ غبار صاف ہوتا ہے فطرت اپنی چمک کے ساتھ نمودار ہوتی ہے، ماحول کے اثر سے انسان غلط راستہ پر پڑ جاتا ہے لیکن اگر وہ ضد چھوڑ کر سچے دل سے سوچے تو حقیقت تک پہنچ جاتا ہے (۳) انسان اول دنیا میں آیا تو دین حق کے ساتھ آیا پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے الگ الگ راہیں نکال لیں اور اسی میں مست ہوگئے اور یہ بھول گئے کہ اصل راستہ کون سا تھا۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا
أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا
بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا
فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا
بِهَا وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾
أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَ
الْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ
اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ
فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ
تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾ اللَّهُ الَّذِي
خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِن
شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا
يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي
النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾

منزل ۵

اور جب لوگوں کو تکلیف کا سامنا ہوتو وہ پلٹ کر اپنے رب کو پکاریں اور جب وہ اپنے پاس سے ان پر مہربانی کردے تو ان میں ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگے (۳۳) کہ ہم نے اس کو جو کچھ دیا ہے اس کا وہ منکر ہوجائے بس کچھ مزے اڑا لو پھر جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا (۳۴) کیا ہم نے ان کے لیے کوئی دلیل اتاری ہے تو اس شرک کا ارتکاب کرنے کو کہتی ہے جو وہ اللہ کے ساتھ کررہے ہیں (۳۵) اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ مست ہوجائیں اور اگر ان کے کرتوتوں کی بنا پر ان کو تکلیف پہنچے بھی آس توڑ لیں (۳۶) بھلا انھوں نے دیکھا نہیں اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) ناپ ناپ کر دیتا ہے، یقیناً اس میں یقین رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۳۷) بس رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دیتے رہیے[1]، اللہ کی خوشنودی چاہنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے اور وہی لوگ کامیاب ہیں (۳۸) اور تم جو سود پر دیتے ہو کہ وہ لوگوں کے مالوں میں بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور تم اللہ کی خوشنودی کے لیے جو زکوۃ دیتے ہو تو وہی لوگ ہیں جو کئی گنا کرنے والے ہیں[2] (۳۹) وہ اللہ جس نے تم کو پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر وہ تمہیں مارے گا پھر جلائے گا کیا تمہارے شریکوں میں ہے کوئی ایسا جو ان (کاموں) میں کچھ بھی کرسکے، اس کی ذات پاک ہے اور جو وہ شرک کرتے ہیں اس سے بہت بلند ہے (۴۰) لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے کہ خشکی اور تری میں بگاڑ پھیل گیا ہے تا کہ وہ کچھ ان کے کرتوتوں کا ان کو مزہ چکھادے، شاید وہ باز آجائیں[3] (۴۱)

---

(۱) ان کو دیتے وقت مال کی کمی کا اندیشہ نہ ہونا چاہیے اس لیے کہ پچھلی آیت میں کہا جاچکا ہے کہ رزق کی وسعت اور تنگی سب اللہ کے قبضہ میں ہے (۲) یہ پہلی آیت ہے جس میں سود کی مذمت بیان ہوئی ہے، اس وقت اس کی حرمت صاف صاف بیان نہیں کی گئی تھی، یہاں یہ کہا گیا ہے کہ آدمی مال کی بڑھوتری کے لیے سود لیتا ہے لیکن حقیقت میں اس سے مال گھٹتا ہے اس لیے کہ اول تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اللّے تللّے خرچ ہوجاتا ہے اور دوسرے یہ کہ آخرت میں سوائے گھاٹے کے کچھ نہیں اور جو صدقات وزکوۃ دینے والے ہیں ان کے مال میں اول تو دنیا میں بھی برکت ہوتی ہے اور پھر آخرت میں وہ اضعافاً مضاعفہ ملے گا، سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا کہ صدقے کا ثواب سات سو گنا ملتا ہے اور اللہ جس کے لیے چاہتے ہیں مزید اضافہ فرمادیتے ہیں (۳) دنیا کی مصیبتیں بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں، ان کا ظاہری سبب کچھ بھی ہو اس لیے اس وقت توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ
مِنۡ قَبۡلُ ؕ كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّشۡرِكِيۡنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ
الۡقَيِّمِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوۡمَئِذٍ
يَّصَّدَّعُوۡنَ ﴿۴۳﴾ مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ
اَنۡ يُّرۡسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيۡقَكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَلِتَجۡرِىَ
الۡفُلۡكُ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَ
لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ
بِالۡبَيِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَكَانَ حَقًّا
عَلَيۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِىۡ يُرۡسِلُ الرِّيٰحَ
فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَيَبۡسُطُهٗ فِى السَّمَآءِ كَيۡفَ يَشَآءُ وَيَجۡعَلُهٗ
كِسَفًا فَتَرَى الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ
مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنۡ
كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمُبۡلِسِيۡنَ ﴿۴۹﴾

منزل ۵

کہہ دیجیے کہ تم زمین چلو پھرو پھر دیکھو کہ پہلوں کا انجام کیا ہوا، ان کی اکثریت شرک کرنے والی تھی (۴۲) تو آپ اپنے رخ کو سیدھے راستہ پر قائم رکھیں اس سے پہلے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آپہنچے جو ٹل ہی نہیں سکتا، اس دن لوگ الگ الگ کردیئے جائیں گے[1] (۴۳) جس نے انکار کیا اس کا انکار اس کے سر اور جنھوں نے اچھے کام کیے وہ اپنے لیے راہ ہموار کررہے ہیں (۴۴) تا کہ (اللہ) ایمان لانے والوں اور اچھے کام کرنے والوں کو اپنے فضل سے بدلہ دے دے، یقیناً وہ انکار کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۴۵) اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بشارت دیتی ہوائیں بھیجتا ہے تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرتے رہو اور شاید تم شکر گزار ہوجاؤ[2] (۴۶) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنی اپنی قوم کی طرف رسول بھیجے تو وہ کھلی نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے پھر جنہوں نے جرم کر رکھے تھے ان سے ہم نے انتقام لیا اور اہل ایمان کی مدد کرنا تو ہم پر ایک حق تھا (۴۷) اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر وہ آسمان میں جیسے چاہتا ہے انھیں پھیلا دیتا اور ان کو تہ بہ تہ کردیتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے بیچ سے پانی نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے اس کو پہنچا دیتا ہے تو وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں (۴۸) اگرچہ وہ پہلے ہی سے ان پر برسنے سے پہلے مایوس ہورہے تھے[3] (۴۹)

---

(۱) یعنی مقبول و مردود الگ الگ کردیئے جائیں گے (۲) ان ہواؤں کے بے شمار فوائد ہیں جن میں بادبانی کشتیوں اور جہازوں کا چلنا بھی ہے، اگر ہوائیں نہ ہوں تو یہ جہاز چلنے مشکل ہوجائیں اور یہ مال بردار جہاز ہی عالمی تجارت و معیشت کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں (۳) انسان کا حال بیان ہوا ہے کہ مصیبت پر فوراً مایوس اور رحمت ملتے ہی فوراً خوشیاں منانے لگنا۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ
اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَىِٕنْ
اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ
لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝
وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ
ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ
ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ڏ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ
كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ
الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا
يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يَنْفَعُ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ وَلَقَدْ
ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ
بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝

ع ۵ قرأ حفص بضم الضاد وفتحها في الثلاثة لكن الضم مختار ۱۲

منزل ۵

تو اللہ کی رحمت کے آثار تو دیکھئے کہ وہ مردہ زمین کو کیسے زندہ کرتا ہے بلاشبہ وہی ہے جو مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے[1] (۵۰) اور اگر ہم کوئی (نقصان پہنچانے والی) ہوا بھیجیں پھر وہ کھیتی زرد ہوتی دیکھ لیں تو اس کے بعد وہ ناشکری کرنے لگیں گے (۵۱) تو آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے اور نہ بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جب وہ منھ پھیر پھیر کر بھاگ رہے ہوں (۵۲) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لا سکتے ہیں، آپ ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کو مانتے ہوں پھر وہ فرماں بردار ہوں[2] (۵۳) وہ اللہ جس نے تمہیں کمزوری کے ساتھ پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت دی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا طاری کر دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ خوب جانتا پوری قدرت رکھتا ہے[3] (۵۴) اور جس دن قیامت آئے گی (اس دن) مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے، اسی طرح وہ بہکتے رہتے تھے[4] (۵۵) اور جن کو علم اور ایمان کی دولت ملی وہ کہیں گے یقیناً تم اللہ کے لکھے کے مطابق حشر کے دن تک ٹھہرے تو یہی حشر کا دن ہے لیکن تم تو جاننے کی کوشش ہی نہ کرتے تھے[5] (۵۶) بس آج ظالموں کو ان کی معذرت کام نہ دے گی اور نہ ان سے توبہ چاہی جائے گی (۵۷) اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں دے ڈالیں اور اگر آپ ان کے سامنے کوئی نشانی لے بھی آئیں تو انکار کرنے والے یقیناً یہی کہیں گے کہ تم جھوٹ بنا لاتے ہو[6] (۵۸)

---

(۱) جو زمین چند گھنٹے پہلے خشک بے رونق تھی اور اس میں خاک اڑ رہی تھی اچانک اللہ کی رحمت سے لہلہانے لگی، بارش نے اسکی پوشیدہ قوتوں کو ابھار دیا، اسی طرح وہ مردہ دلوں میں جان ڈال دیتا ہے اور ایمان کی کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور اسی طرح خاک میں ملنے کے بعد وہ انسانوں کو دوبارہ حشر کے میدان میں کھڑا کر دے گا، آگے پھر انسان کی ناشکری کا تذکرہ ہے سب نعمتوں کے بعد ایک سخت ہوا چل جائے، کھیتی زرد پڑ جائے اور نقصان نظر آنے لگے تو وہ نعمتیں بھول کر ناشکری پر اتر آتا ہے (۲) یعنی جو سننا ہی نہ چاہے دیکھنا ہی نہ چاہے آپ اس کو نہ سنا سکتے ہیں اور نہ صحیح راستہ دکھا سکتے ہیں (۳) بچہ کمزور پیدا ہوا پھر جوانی کی طاقت آئی، بڑھاپے میں پھر وہی کمزوری، یہ ساری ترتیب اللہ کی حکمت و مصلحت کے ساتھ ہے اور ہر جگہ اللہ کا نظام یہی چلتا ہے، نہ طاقتور ہمیشہ طاقتور رہتا ہے اور نہ کمزور ہمیشہ کمزور (۴) جب مصیبت سر پر کھڑی نظر آئے گی تو دنیا کی اور برزخ کی زندگی تھوڑی معلوم ہونے لگے گی جس طرح یہاں جھوٹ بک رہے ہیں اسی طرح دنیا میں الٹی سیدھی باتیں کیا کرتے تھے اور اس وقت دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا تھا (۵) اہل ایمان کہیں گے کہ دنیا کے بعد برزخ کی زندگی اللہ کے حکم کے مطابق پوری ہوئی، ایک منٹ بھی کمی نہیں ہوئی اور اب جس دن کا وعدہ تھا وہ آ پہنچا، اگر تم نے اس کو مانا ہوتا اور تیاری کی ہوتی تو آج تمہارے حالات کچھ اور ہوتے، اب نہ کوئی معذرت قبول ہوگی اور توبہ کے لیے کہا جائے گا اس کا وقت گزر چکا (۶) ضد اور عناد کے نتیجہ میں جب دلوں پر مہر لگ جاتی ہے تو ہر چیز میں کیڑے نظر آتے ہیں پھر توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ
فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى
فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾

منزل۵

اسی طرح اللہ نہ سمجھنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے (۵۹) تو آپ صبر کرتے رہیں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقین نہ رکھنے والے آپ کے پیمانہ صبر کو لبریز نہ کردیں[1] (۶۰)

﴿سورۂ لقمان﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ (۱) یہ مستحکم کتاب کی آیتیں ہیں (۲) ہدایت و رحمت ہیں اچھے کام کرنے والوں کے لیے (۳) جو نماز درست رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں (۴) وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں (۵) اور لوگوں میں کچھ اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تاکہ بے جانے بوجھے اللہ کے راستہ سے ہٹادیں اور اس کا مذاق بنائیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے[2] (۶) اور جب ایسے شخص کے سامنے میری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو گویا اس کے دونوں کان بھٹ ہیں تو آپ اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے (۷) یقیناً جنھوں نے مانا اور بھلے کام کیے ان کے لیے نعمتوں بھرے باغات ہیں (۸) ہمیشہ اسی میں رہیں گے، اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے (۹) تم دیکھتے ہو کہ اس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے اور زمین میں بھاری بوجھ (پہاڑوں کی شکل میں) رکھ دیئے کہ وہ تمہیں لے کر ڈولنے نہ لگے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے اوپر سے پانی اتارا تو اس میں ہر قسم کے عمدہ جوڑے اگا دیئے (۱۰)

---

(۱) یعنی جب ان بدبختوں کا عناد اس درجہ پہنچ گیا تو آپ ان کی شرارتوں سے رنجیدہ نہ ہوں، اللہ نے جس مدد کا وعدہ کیا ہے وہ کر کے رہے گا، آپ اپنے کام پر جمے رہیں، یہ بدعقیدہ لوگ آپ کو ذرا بھی اپنے کام سے جنبش نہ دے سکیں گے (۲) مکہ مکرمہ کا ایک تاجر نضر بن حارث ایران سے ایرانی بادشاہوں کے قصے کہانیوں کی کتابیں لے کر آیا اور ایک کنیز بھی ساتھ لایا اور لوگوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں میں تمہیں اس سے بہتر قصے سناتا ہوں، لوگ اس کے اردگرد جمع ہونے لگے، اسی بدبخت کی طرف اشارہ ہے، اس سے یہ اصول بھی سامنے آ گیا کہ ہر وہ تفریح جو اللہ سے غافل کردے ''لہو الحدیث'' میں شامل ہے۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ
الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ
لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ
حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔؕ
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ
اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ
اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ
بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ؗ وَّاتَّبِعْ
سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا
اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا
تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾

منزل ۵

یہ ہے اللہ کا بنایا ہوا، اب مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا اوروں نے کیا بنایا ہے البتہ ناانصاف لوگ کھلی گمراہی میں ہیں (۱۱) اور ہم نے لقمان کو حکمت دی کہ اللہ کا حق کا پہچانو اور جو حق پہچانے گا وہ اپنے لیے حق پہچانے گا اور جو حق نہیں پہچانتا تو اللہ بھی بڑا بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے[1] (۱۲) اور (یاد کرو) جب لقمان نے اپنے فرزند سے نصیحت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا یقیناً شرک ایک بہت بڑی ناانصافی ہے (۱۳) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (حسن سلوک کی) تاکید کی، اس کی ماں نے تھک تھک کر اس کا بوجھ اٹھایا اور دو سالوں میں اس کا دودھ چھڑایا کہ میرا حق پہچانو اور اپنے ماں باپ کا حق پہچانو، لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے (۱۴) اور اگر وہ تمہیں اس پر مجبور کریں کہ تم میرے ساتھ شرک کرو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تو ان کی بات مت ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیے جانا اور اس کے راستہ چلنا جس نے مجھ سے لو لگا رکھی ہے[2]، پھر تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو تم کیا کرتے تھے (۱۵) (لقمان نے کہا) اے میرے بیٹے! اگر رائی برابر بھی کوئی دانہ ہو پھر وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں یا زمین میں (کہیں بھی) ہو، اللہ اس کو لا حاضر کرے گا، بیشک اللہ بڑا باریک بیں پورا باخبر ہے[3] (۱۶) اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھو، بھلائی کی تلقین کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اور تمہیں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرتے رہو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں (۱۷) اور لوگوں کے لیے گال مت پھلاؤ اور نہ زمین میں اکڑ کر چلو، بلاشبہ کسی اکڑنے والے اترانے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا[4] (۱۸)

---

(۱) حضرت لقمان نبی نہیں تھے، بڑے صاحب علم اللہ والے آدمی تھے، ان کی دانشوری کے قصے عربوں میں بھی مشہور تھے، عرب شاعروں نے ان کا ذکر بڑے احترام سے کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بات واضح فرمائی ہے کہ لقمان جن کی حکمت ودانائی کا لوہا تم بھی مانتے ہو وہ بھی توحید کے قائل تھے، اور تم اپنی اولاد کو اگر وہ ایمان لے آئیں، شرک پر مجبور کرتے ہو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے کو شرک سے بچنے کی تاکید کی پھر درمیان میں اللہ تعالیٰ نے وہ اصول بھی بیان فرما دیا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں البتہ اگر وہ شرک پر مجبور کرنا چاہیں تو ان سے بہتر طریقہ پر معذرت کر لی جائے، اللہ کی معصیت میں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے (۲) اس سے اہم اصول یہ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنا اور ان کے راستہ چلنا کامیابی کی کنجی ہے بعض مرتبہ آدمی اپنے علم ومطالعہ سے جو سمجھتا ہے وہ صحیح نہیں ہوتا، اس لیے عافیت کا راستہ یہی ہے کہ وہ علماء جو ربانی ہوں جن کی زندگی خالص للّٰہیت کی ہو ان کا اتباع کیا جائے (۳) یہ اللہ کے علم محیط کا بیان ہے (۴) یہ حضرت لقمانؑ کی وہ نصیحت ہے جس کو اللہ نے تمام مسلمانوں کے لیے راہ عمل کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

اور درمیانی چال[1] چلو اور آواز دھیمی رکھو[2] یقیناً بدترین آواز گدھوں کی آواز ہے (١٩) بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کو تمہارے لیے کام پر لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی بارش فرما رکھی ہے، پھر بھی لوگوں میں کچھ بغیر سمجھے بوجھے اور بغیر روشن کتاب کے اللہ کی بات میں جھگڑتے ہیں (٢٠) اور جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ نے جو اتارا ہے اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے نہیں ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا تب بھی کہ جب شیطان ان کو بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو (٢١) اور جس نے اپنے کو اللہ کے حوالہ کردیا اور وہ نیکی پر ہوا تو اس نے یقیناً مضبوط کڑا تھام لیا اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے (٢٢) اور جس نے انکار کیا تو اس کا انکار آپ کو غم میں نہ ڈال دے ان سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ انھوں نے کیا وہ سب ہم ان کو جتلا دیں گے یقیناً اللہ سینوں کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے (٢٣) ہم ان کا کچھ کام چلا دیں گے پھر ان کو سخت عذاب میں کھینچ کر لائیں گے (٢٤) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ یقیناً یہی کہیں گے کہ اللہ نے، کہہ دیجیے کہ اصل تعریف تو اللہ کے لیے ہے البتہ اکثر لوگ جانتے نہیں[3] (٢٥) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے بلاشبہ اللہ ہی ہے جو بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے (٢٦) اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ قلم بن جائیں اور سمندر اس کی روشنائی ہوجائے، سات سمندر اس کے بعد اور ہوں تو بھی اللہ کی باتیں ختم ہونے کو نہ آئیں، بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (٢٧)

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ
لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتٰبٍ مُنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَ
إِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾
وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا
يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ
عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّمَا
فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ
سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾

منزل ٥

(١) نہ اتنا تیز چلے کہ دوڑنے کے قریب پہنچ جائے اور نہ اتنے دھیمے کہ سستی میں داخل ہوجائے، حکم ہے کہ نماز کے لیے بھی آدمی جا رہا ہو تو اطمینان و وقار سے چلے دوڑنے نہ لگے (٢) جن کو سنانا ہے وہ اطمینان سے سن لیں بلاضرورت آواز بلند نہ کی جائے، معلوم ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کا بھی بلاضرورت استعمال اسلامی آداب کے خلاف ہے (٣) مشرکین مکہ بھی اللہ کو رب مانتے تھے لیکن عبادت میں دوسروں کو اس کے ساتھ شریک کرتے تھے۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ۝
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللّٰهَ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ
مِن دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ
الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي
ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ
دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ
فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ۝
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ
عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللّٰهِ
الْغَرُورُ ۝ إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ
يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

منزل۵

(اس کے لیے) تم سب کو پیدا کرنا اور مرنے کے بعد جلانا صرف ایک جان (کے پیدا کرنے اور جلانے) کی طرح ہے[1] بیشک اللہ خوب سنتا ہے خوب دیکھتا ہے (۲۸) بھلا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ دن پر رات کو اور رات پر دن کو داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کام پر لگا دیئے ہیں، سب متعین مدت کے لیے رواں دواں ہیں اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کی پوری خبر رکھتا ہے (۲۹) اس لیے کہ اللہ ہی سچ ہے اور اس کے علاوہ جس کو وہ پکارتے ہیں سب جھوٹ ہیں اور اللہ ہی بلند ہے بڑا ہے (۳۰) بھلا آپ نے دیکھا نہیں کہ جہاز سمندر میں اللہ کی نعمت کو لے کر چلتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اپنی نشانیوں میں سے کچھ دکھا دے، یقیناً اس میں تمام صبر شکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں[2] (۳۱) اور جب بادلوں کی طرح موج نے ان کو ڈھانپ لیا تو وہ لگے پکارنے اللہ کو اسی کے لیے بندگی کو خالص کر کے، پھر جب اس نے ان کو خشکی میں پہنچا کر بچا لیا تو ان میں کچھ ہی راہ راست پر رہتے ہیں (باقی پھر شرک کرنے لگتے ہیں) اور ہماری نشانیوں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو بات کے جھوٹے ہیں ناشکرے ہیں (۳۲) اے لوگو! اپنے رب کا لحاظ کرو اور اس دن سے ڈرو جب باپ نہ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کے کچھ کام آ سکے گا[3] یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو تمہیں دنیا کی زندگی فریب میں نہ ڈال دے اور نہ اللہ کے بارے میں وہ دغا باز تمہیں دھوکہ دے پائے (۳۳) یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش کرتا ہے اور رحم کے اندر جو کچھ ہے اس کو جانتا ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس جگہ اس کی موت ہوگی بلاشبہ اللہ خوب جانتا پوری خبر رکھتا ہے[4] (۳۴)

---

(۱) سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک انسان کا پیدا کرنا اس کے لیے برابر ہے (۲) انتظار کی گھڑیاں بھی گزارنی پڑتی ہیں پھر نعمتیں ملتی ہیں تو اس کا تقاضا شکر اور احسان شناسی ہے (۳) دنیا کی مصیبت کے بعد آخرت کی مصیبت کا ذکر ہے، دنیا کی مصیبت میں اتنا ہوش رہتا ہے کہ ماں باپ کو اپنے بچوں کی فکر ہوتی ہے اور بعض مرتبہ وہ اپنی جان دے کر ان کی جان بچانا چاہتے ہیں اور آخرت کا حال یہ بیان ہوا کہ وہاں کسی کو کسی کی فکر نہ ہوگی، اس دن کا اصل دھیان چاہیے کہ وہاں کامیابی کیسے ملے، آگے فرما دیا کہ اس کی شکل یہی ہے کہ آدمی دنیا کے فریب میں نہ پڑے اور شیطان جو سب سے بڑا دغا باز اور فریبی ہے اس سے ہر وقت ہوشیار رہے اور شرک سے بچتا رہے (۴) یہ چیزیں ''مفاتیح الغیب'' کہلاتی ہیں، قیامت کب آئے گی، بارش کب اور کہاں ہوگی، رحم مادر میں کیا ہے، کس طرح ہے، موت کب اور کہاں آئے گی، اللہ کے علاوہ اس کی تفصیل کوئی نہیں جانتا، غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، آج رحم مادر کے الٹراساؤنڈ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے اول تو ناقص معلومات ہوتی ہیں دوسرے یہ کہ وہ علم مشینوں سے دیکھ کر حاصل ہوتا ہے غیب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۸﴾ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۗ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾

منزل ۵

سورۂ سجدہ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓـمّٓ (۱) اس کتاب کا اتارا جانا جس میں کوئی شبہ ہی نہیں جہانوں کے پروردگار کی جانب سے ہے (۲) کیا وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کو گڑھ لیا ہے، نہیں وہ آپ کے رب کی طرف سے بالکل ٹھیک ہی (اتری) ہے تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، شاید وہ راستہ پر آجائیں[1] (۳) وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا، تمہارے لیے اس کے سوا نہ کوئی حمایتی ہے نہ کوئی سفارشی، کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (۴) وہ آسمان سے زمین تک کام کی تدبیر فرماتا ہے پھر وہ سب اسی کی طرف اٹھ جاتا ہے اس دن جس کی مقدار تمہارے شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی[2] ہے (۵) وہ ہے چھپے اور کھلے کا جاننے والا، زبردست، نہایت رحم والا (٦) جس نے ہر چیز بہت خوب پیدا کی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی (۷) پھر اس کی نسل ایک نچوڑے ہوئے معمولی پانی سے چلائی[3] (۸) پھر اس کو ٹھیک ٹھیک بنایا اور اس میں اپنے پاس سے روح پھونکی اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے، بہت تھوڑا ہے جو تم شکر کرتے ہو[4] (۹) اور وہ بولے کہ جب ہم زمین میں رل مل جائیں گے تو کیا پھر نئی صورت میں آئیں گے، بات یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں (۱۰)
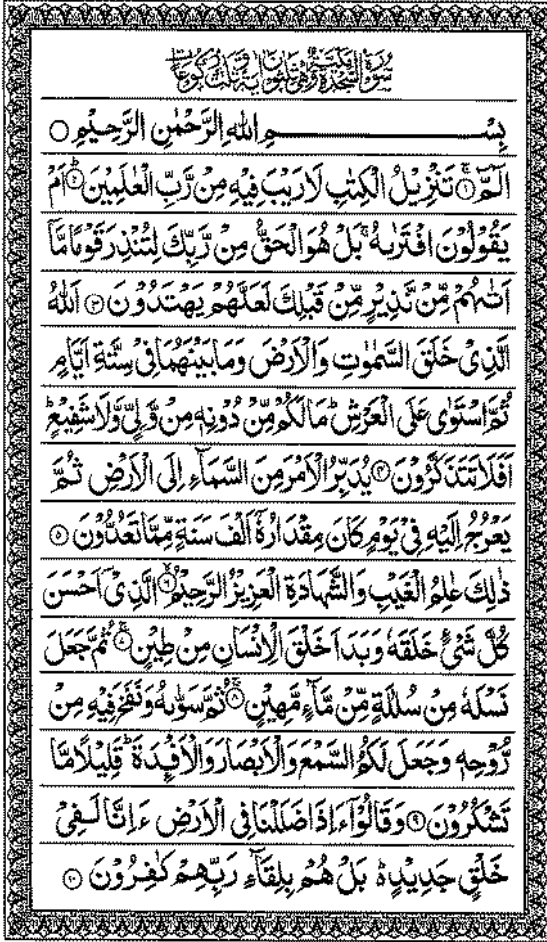
---

(۱) عرب میں جب سے بت پرستی پھیلی اس کے بعد سے وہاں کوئی نبی نہیں آیا یہ اسی کی طرف اشارہ ہے (۲) زمین سے آسمان تک سب اللہ ہی کے تصرف میں ہے پھر قیامت کے دن جو ہزار برس کا ہوگا سب چیزیں اٹھالی جائیں گی اور نیا دور شروع ہوگا، دوسرا اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ دنیا میں سب کام ہو رہے ہیں اور بعض بعض کاموں کے نتائج ہزار ہزار برس میں نکلتے ہیں تو یہ تمہارے نزدیک لمبی مدت ہے، اللہ کے نزدیک اس کی حیثیت ایک دن سے زیادہ نہیں (۳) منی کا قطرہ جو حیات انسانی کا ذریعہ بنتا ہے ایک ناپاک پانی ہے جو انسانی طاقت کا ایک نچوڑ ہوتا ہے، انسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے اسی سے اس کا خلاصہ تیار ہوتا ہے (۴) رحم مادر میں بچہ کی شکل بنانے والا، اس کو خوبصورتی دینے والا، اس کے اعضا تراشنے والا اور پھر اس میں روح پھونکنے والا اللہ ہی ہے، انسان کا وجود اسی ذات باری کا عطیہ ہے لیکن پھر بھی انسان شکر نہیں کرتا اور اس کے ساتھ شریک کرتا ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

منزل۵

کہہ دیجیے کہ موت کا فرشتہ تمہاری روح قبض کرے گا جو تم پر متعین ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۱) اور اگر آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے پاس سر جھکائے (کہتے) ہوں گے اے ہمارے رب ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا بس ہمیں (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیجیے، ہم اچھے کام کریں گے، ہمیں پورا یقین آچکا ہے (۱۲) اور اگر ہماری مشیت ہی ہوتی تو ہم ہر شخص کو اس کا راستہ دے ہی دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی کہ میں جہنم کو انسانوں اور جناتوں سب سے بھر کر رہوں گا[1] (۱۳) تو اب تم جو اس دن کی ملاقات کو بھلا بیٹھے تھے اس کا مزہ چکھو، ہم نے بھی تم کو فراموش کر دیا اور تم جو کیا کرتے تھے اس کی پاداش میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو (۱۴) ہماری نشانیوں کو ماننے والے تو وہ ہیں کہ جب وہ نشانیاں ان کو یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ اکڑ نہیں دکھاتے (۱۵) ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں[2] وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے رہتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۱۶) تو کوئی بھی نہیں جانتا کہ ان کے ان کاموں کے بدلہ میں کیا کچھ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے جو وہ کرتے رہے ہیں[3] (۱۷) بھلا جو ایمان لا چکا کیا وہ اس کی طرح ہوگا جو نافرمان ہو، وہ برابر نہیں ہو سکتے (۱۸) رہے وہ لوگ جنھوں نے مانا اور اچھے کام کیے تو ان کے لیے مہمانی کے طور پر جنتوں کا ٹھکانہ ہے ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے (۱۹) اور جنھوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب جب وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے وہیں پلٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا جہنم کا وہ مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۲۰)

---

(۱) اصل مقصد تو انسان کی آزمائش ہے کہ وہ اپنی سمجھ سے کام لے کر پیغمبروں کی بات مانتا ہے یا نہیں، اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ جو اس آزمائش میں کامیاب ہوگا وہی کامیاب ٹھہرے گا اور جو نا سمجھی سے کام لے گا تو ایسے لوگوں سے جہنم بھری جائے گی، ورنہ دیکھنے کے بعد تو ہر شخص ماننے پر مجبور ہوگا اور پھر آزمائش ہی کب رہ جائے گی، اسی لیے جب سب دیکھ لینے کے بعد کافر کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ بھیج دیجیے تو اللہ فرمائے گا کہ اگر ایسے ہی ہمیں ہدایت پر لانا ہوتا تو امتحان کیوں لیا جاتا، سب ہی کو ہم ہدایت پر لے آتے (۲) یعنی راتوں کو وہ نمازیں پڑھتے ہیں اس میں فرض بھی شامل ہیں اور تہجد کی نفل نماز بھی (۳) اللہ کے خزانہ میں ایسے لوگوں کے لیے کیسی کیسی نعمتیں چھپی ہوئی ہیں وہ انسانوں کے خیالات وتصورات سے بہت بلند ہیں "مَـالا عَيْـنٌ رَأَتْ وَلا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلا خَطَرَ عَلىٰ قَلْبِ بَشَرٍ" جو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ دل میں ان کا خیال آیا۔

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ
الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝۲۲
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ
مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝۲۳ وَ
جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ڜ وَ
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۲۵ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۶ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ
الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ
اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝۲۷ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۸ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۲۹ فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝۳۰

منزل ۵

اور ہم ضرور ان کو بڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب کا مزہ چکھائیں گے شاید وہ پلٹیں[1] (۲۱) اور اس سے بڑھ کر ناانصاف کون ہوگا جس کو آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جائے پھر وہ ان سے پہلوتہی کرے، ہم ایسے مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے (۲۲) اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو آپ اس کے ملنے کے بارے میں شبہ نہ کریں[2] اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے رہنما بنایا (۲۳) اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جب انھوں نے صبر کیا پیشوا بنا دیا جو ہمارے حکم سے راستہ بتاتے رہے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے (۲۴) یقیناً آپ کا رب ہی ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کرتے چلے آئے ہیں (۲۵) کیا یہ بات ان کی ہدایت کے لیے کافی نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو ہلاک کرڈالا جن کے گھروں میں وہ چل پھر رہے ہیں، بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں[3]، پھر بھی کیا وہ کان نہیں دھرتے (۲۶) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم پانی کو چٹیل زمین میں لے جاتے ہیں تو اس سے کھیتی اگاتے ہیں جس سے ان کے جانور اور وہ خود کھاتے ہیں پھر کیا وہ دیکھتے نہیں (۲۷) اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہے (بتاؤ) اگر تم سچے ہو (۲۸) کہہ دیجیے فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کو مہلت ملے گی (۲۹) تو آپ ان کا خیال چھوڑ دیئے اور انتظار کیجیے وہ بھی انتظار میں ہیں (۳۰)

---

(۱) آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے اس دنیا میں جو مصیبتیں اور آفتیں آتی ہیں ان کا بڑا حصہ اسی لیے ہوتا ہے کہ آدمی میں اپنی برائیوں کا احساس پیدا ہو، اور وہ اللہ کی طرف رجوع ہوکر توبہ کرے، اس کے بعد بھی احساس پیدا نہ ہو تو اس سے بڑی محرومی کیا ہوگی (۲) تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی اس میں شبہ کرنے کی ضرورت نہیں (۳) عاد وثمود کی بستیوں سے مشرکین شام ویمن کے سفروں میں گزرتے تھے تو ان کھنڈرات میں جاکر ٹہلتے گھومتے بھی تھے اور وہ نشانیاں ان کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتی تھیں۔

سورة الاحزاب مدنية ثلث وسبعون اية وتسع ركوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ① وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ② وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ⑥

منزل ۵

﴿سورۂ احزاب﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبی! اللہ ہی سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کی بات مت مانئے، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے حکمت رکھتا ہے[1] (۱) اور آپ کے رب کی جانب سے جو آپ کو حکم دیا جارہا ہے اس پر چلتے رہیے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ اس کی پوری خبر رکھتا ہے (۲) اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے اور اللہ کام بنانے کے لیے کافی ہے (۳) اللہ نے کسی شخص کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے اور نہ اس نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے منھ بولے بیٹوں کو تمہاری اولاد بنایا، یہ سب تمہارے اپنے منھ کی باتیں ہیں اور اللہ ہی ٹھیک بات کہتا ہے اور وہی راستہ کی رہنمائی فرماتا ہے[2] (۴) ان کو اپنے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی اللہ کے یہاں انصاف کی بات ہے، پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں، اور جو تم سے چوک ہوجائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ جو تم دل سے جان بوجھ کر کرو (اس پر تمہاری پکڑ ہے) اور اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۵) نبی کا مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق ہے، اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں، اور اللہ کے حکم میں مسلمانوں اور ہجرت کرنے والوں سے زیادہ آپس کے رشتہ داروں کا ایک دوسرے پر حق ہے سوائے اس کے کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ احسان کرو، یہ کتاب کا لکھا ہے[3] (۶)

---

(۱) بعض مرتبہ کفار ومشرکین کی جانب سے آپ کو مشورے دیئے جاتے اور منافقین اس کی تائید کرتے اور اس کی خوبیاں بیان کرتے حالانکہ حقیقت میں وہ اندر سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والے مشورے ہوتے تھے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکسو رہنے کا حکم ہے کہ آپ ان مشوروں پر کان نہ دھریں، اللہ نے ہر ایک کے پہلو میں ایک ہی دل رکھا ہے، جب وہ ایک ذات کی طرف اور اس کے احکامات کی طرف متوجہ ہے تو دوسری طرف رخ کرنے کی ضرورت نہیں (۲) زمانہ جاہلیت کا رواج تھا بیوی کو ماں کی طرح کہہ دیا تو وہ ماں بن گئی، کسی اجنبی کو بیٹا بنالیا تو وہ حقیقی بیٹا ہوگیا، آیت میں دونوں کی نفی ہے، ظہار کا حکم سورۂ مجادلہ میں آئے گا، منہ بولے بیٹے کا حکم یہیں آگے بیان ہورہا ہے کہ ان کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو اور باپ معلوم نہ ہو تو بھی ان سے اچھا دوستانہ برتاؤ کرو، بیٹا کہہ دینے سے وہ صلبی اولاد کی طرح نہیں ہوسکتا کہ اس کو میراث میں حق ملے، تو جس طرح ایک پہلو میں دو دل نہیں ہوسکتے اسی طرح دو مائیں نہیں ہوسکتیں اور نہ دو قسم کے بیٹے ہوسکتے ہیں؛ ایک انسان کی اپنی صلب سے پیدا ہوا اور دوسرا زبانی اعلان سے بیٹا بن جائے (۳) یہ بات واضح کی جارہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں لیکن یہ ایک شرف کے طور پر ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس رشتہ کو بنیاد بنا کر وراثت چلائی جائے، وراثت کے لیے خونی رشتہ کی اہمیت ہے اور ظاہر ہے کہ جب ازواج مطہرات ماں ہونے کے باوجود وہ میراث میں حصہ نہیں پاتیں تو ایک منہ بولا بیٹا کیسے حصہ پیدا پاسکتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ﴿۷﴾ لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاۗءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ڕ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْــُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

منزل ۵

اور جب ہم نے تمام نبیوں سے ان کے عہد لیے اور آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ان سے ہم نے نہایت پختہ عہد لیا تھا (۷) تاکہ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھ لے اور اس نے کافروں کے لیے تو دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے[1] (۸) اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو، جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ہوا (بھیجی) اور ایسے لشکر بھیجے جنھیں تم نے نہیں دیکھا اور تم جو کر رہے تھے اللہ اس کو دیکھ رہا تھا[2] (۹) جب وہ تم پر تمہارے اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے[3] اور جب نگاہیں ڈگمگانے لگیں اور کلیجے منھ کو آ گئے اور تم اللہ سے طرح طرح کے گمان کرنے لگے (۱۰) اس وقت ایمان والوں کی آزمائش ہو کر رہ گئی اور ان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا گیا (۱۱) اور جب منافق اور دل کے روگی کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سب فریب[4] تھا (۱۲) اور جب ان میں ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو تم ٹک نہیں سکتے تو اب لوٹ چلو اور ان میں کچھ لوگ نبی سے یہ کہہ کہہ کر اجازت لینے لگے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں جبکہ وہ کھلے نہیں تھے، ان کا مقصد تو بھاگ لینا تھا (۱۳) اور اگر وہاں (مدینہ میں) چاروں طرف سے چڑھائی ہو جائے پھر ان سے فتنہ انگیزی کے لیے کہا جائے تو فوراً قبول کر لیں اور (اس وقت) گھروں میں تھوڑا ہی ٹھہریں (۱۴) جبکہ وہ پہلے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ پیچھے نہیں بھاگیں گے اور اللہ کے عہد کی پوچھ ہونی ہے[5] (۱۵)

---

(۱) اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ وہ سچی بات امت تک پہنچا دیں تاکہ اس کے بعد ان سے پوچھ گچھ ہو سکے اور سچوں کا سچائی پر رہنا ظاہر ہو اور منکروں کو سچائی سے انکار کرنے پر سزا دی جائے (۲) یہ غزوہ خندق کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں کہ اس میں بنو نضیر کے یہودیوں کی سازش سے قریش، بنو غطفان، بنو مرہ، بنو اشجع، بنو کنانہ اور بنو فزارہ نے مل کر زبردست لشکر تیار کیا، لشکر جب مدینہ منورہ روانہ ہوا تو آپ نے حضرات صحابہ سے مشورہ کیا، انھوں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا، سخت مشقت اور فاقوں کی حالت میں صحابہ نے ساڑھے تین میل لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس فاقوں کی حالت میں بھی اس میں شریک رہے، تمام لشکروں نے آ کر خندق کے پار ڈیرا ڈال دیا اور ایک مہینہ تک مسلمانوں پر بڑے سخت حالات گزرے بالآخر اللہ نے سخت برفانی آندھی بھیجی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے، ہانڈیاں الٹ گئیں، سواری کے جانور بدک کر بھاگنے لگے، اس طرح اللہ کی مدد سے اس مصیبت سے نجات ملی اور وہ لشکر محاصرہ ختم کر کے چلے گئے (۳) اوپر سے تو وہ لشکر تھے ہی، طرہ یہ کہ قبیلہ بنو قریظہ نے بھی بدعہدی کی اور وہ بھی ان لشکروں سے مل گئے اس وقت مسلمانوں کی سخت آزمائش ہوئی اور غیر اختیاری طور پر کچھ وسوسے آنے لگے جو ایمان کے منافی نہیں (۴) بعض منافق کہنے لگے کہ پیغمبر صاحب تو کہتے تھے کہ میرا دین مشرق و مغرب میں پھیلے گا اور فارس و روم کے محلات مجھے دکھائے گئے، یہاں تو مسلمان قضائے حاجت کے لیے بھی نہیں نکل سکتے، وہ وعدے کہاں گئے؟! (۵) ایسے سخت حالات سے منافقوں کے پول کھل گئے اور بہانے کر کر کے بھاگنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ابھی ان کو مسلمانوں کے خلاف ←

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا
لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ
اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ
لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً
عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ
اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ
سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَي الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ
الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ
بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا
قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ
الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ
صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

ع ۲

منزل ۵

کہہ دیجیے کہ اگر تم موت سے یا قتل ہونے سے بھاگتے ہو تو تمہیں بھاگنا ہرگز کام نہ دے گا اور پھر بھی تم تھوڑا ہی عیش کر سکو گے (۱۶) پوچھئے کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے گا اگر وہ تمہارے لیے برائی کا ارادہ کر لے، یا (کون ہے جو اس کی رحمت کو روک سکتا ہے) اگر وہ مہربانی ہی کا ارادہ فرمالے اور وہ اپنے لیے اللہ کے علاوہ نہ کوئی حمایتی پاسکیں گے اور نہ مددگار (۱۷) اور اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں روڑا اٹکاتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور خود بہت ہی کم جنگ میں شریک ہوتے ہیں[۱] (۱۸) حال یہ ہے کہ وہ تم پر بڑے حریص ہیں، پھر جب ڈر کا وقت آتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ ڈگر ڈگر کرتی آنکھوں سے آپ کو تکتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہونے لگے، پھر جب ڈر ختم ہوجاتا ہے تو وہ مال کی لالچ میں آپ سے مل کر بڑی تیز تیز زبانیں چلاتے ہیں یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے بس اللہ نے ان کے سب کام اکارت کردیئے اور یہ اللہ کے لیے بڑا آسان ہے (۱۹) وہ سمجھتے ہیں کہ لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر لشکر آہی پڑیں تو وہ چاہیں گے کہ بدوؤں میں جا کر دیہات میں رہیں، تمہاری خبریں معلوم کرتے رہیں اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو بہت ہی کم جنگ کریں[۲] (۲۰) یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول (ﷺ) میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اس نے اللہ کو بہت یاد کیا ہو[۳] (۲۱) اور جب ایمان والوں نے لشکر دیکھے تو بولے اسی کا تو ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ کہا اور ان کا ایمان اور جذبۂ طاعت اور بڑھ گیا (۲۲)

← فتنہ انگیزی کے لیے دعوت دی جائے تو تھوڑی دیر بھی وہ گھروں میں نہ ٹکیں، فوراً اس کام کے لیے تیار ہوجائیں۔

(۱) یہ ایک منافق کی طرف اشارہ ہے جو اپنے گھر میں کھانے پینے میں مشغول تھا اور اس کا ایک بھائی جو مخلص مسلمان تھا جہاد میں جانے کے لیے تیار تھا اس سے کہہ رہا تھا کہ کہاں مصیبت میں پڑ رہے ہو، آؤ اطمینان سے کھاؤ پیو اور رہو (۲) یہ منافقوں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ جنگ کے مواقع پر تو لگتا ہے ان کو سانپ سونگھ گیا، آپ کو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ لگتا ہے کہ موت کی غشی طاری ہے، اس ڈر سے کہ کہیں جنگ میں شرکت کا آپ حکم نہ دے دیں اور جب مال غنیمت حاصل ہوتا ہے تو مال کی لالچ میں آکر آپ سے باتیں بناتے ہیں، جنگ کے موقعوں پر اکثر ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ دیہاتوں میں رہیں اور خبریں معلوم کرتے رہیں، فتح ملنے پر فوراً حاضر ہوجائیں اور مال غنیمت میں حصہ لگانے کی تدبیریں کریں (۳) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال دیکھو کہ سب سے زیادہ فکر اور اندیشہ آپ کو ہے مگر پائے ثبات میں ذرا جنبش بھی نہیں، جو لوگ آخرت کے ثواب کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا خوب ذکر کرتے ہیں ان کے لیے ان کی ذات بہترین نمونہ ہے، ہر قول و فعل میں نشست و برخاست میں ہمت و استقلال میں اور ہر معاملہ میں چاہیے کہ ان ہی کی اتباع ہر حال میں کی جائے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔـوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

ع ۳

منزل ۵

ان ہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں کہ انھوں نے اللہ سے جو عہد کیا وہ پورا کر دکھایا تو بعضوں نے اپنا ذمہ پورا کردیا اور بعض انتظار میں ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے[۱] (۲۳) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دیدے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمادے، یقیناً اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۲۴) اور اللہ نے کافروں کو غصہ میں بھرا پھیر دیا کچھ بھلائی ان کے ہاتھ نہ لگی اور مسلمانوں کی طرف سے جنگ کے لیے اللہ خود کافی ہوگیا اور اللہ بڑی طاقت رکھتا ہے زبردست ہے (۲۵) اور اہل کتاب میں جو ان کے مددگار رہوئے ان کو اللہ نے ان کے قلعوں سے لا اتارا اور ان کے دلوں میں دھاک بٹھادی، کتنوں کو تم قتل کر رہے تھے اور کتنوں کو قیدی بنا رہے تھے[۲] (۲۶) اور ان کی زمینوں، ان کے شہروں اور ان کے مالوں کا اللہ نے تم کو وارث بنایا اور ایسی جگہوں کا جہاں تم نے کبھی قدم بھی نہ رکھا تھا، اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے[۳] (۲۷) اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دے دلا دوں اور تمہیں بہتر طریقہ پر رخصت کردوں (۲۸) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو یقیناً اللہ نے تم میں اچھے کام کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے[۴] (۲۹) اے نبی کی بیویو! تم میں کسی نے کھلی بے حیائی کی تو اس کے لیے دوہرا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے (۳۰)

---

(۱) منافقوں نے لشکروں کو دیکھ کر راہ فرار اختیار کی اور ایمان والوں کے ایمان میں اور اضافہ ہوا اور وہ پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے، بعضوں نے جان کا نذرانہ پیش کردیا اور بعض منتظر ہیں، سخت حالات ان کو ذرا بھی ہلا نہ سکے (۲) یہ بنوقریظہ کا ذکر ہے جنھوں نے مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدہ کو توڑ کر مشرکوں کا ساتھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے بعد ان کا محاصرہ کیا، بالآخر وہ قلعہ سے اتر آئے اور اس بات پر راضی ہوئے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کا جو بھی فیصلہ کردیں وہ اس پر راضی ہیں، حضرت معاذ نے تورات کے مطابق ان کا یہ فیصلہ کیا کہ سب جنگجو مار دیئے جائیں اور عورتوں بچوں کو قیدی بنالیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا (۳) اللہ نے بنوقریظہ کے مالوں کا مسلمانوں کو وارث بنایا اور مزید خیبر کا بھی وعدہ ہوا جہاں مسلمانوں کے قدم ابھی تک نہیں پہنچے تھے، ہجرت کے ساتویں سال وہ بھی فتح ہوگیا اور وہ بھی زمین مسلمانوں کو ملی (۴) اس کا پس منظر یہ ہے کہ خندق و بنی قریظہ کی فتوحات کے بعد وہ ازواج مطہرات جنھوں نے ہمیشہ تنگی میں زندگی گزاری تھی آپ سے نفقہ میں کچھ اضافہ کا مطالبہ کیا اور ان میں سے بعضوں کی زبان سے یہ بھی نکل گیا کہ کسریٰ وقیصر کی بیگمات ہر طرح سے عیش کریں اور ہم لوگ ایسی تنگی میں رہیں، اگرچہ یہ کوئی گناہ کی بات نہ تھی مگر ان کے مقام کے اعتبار سے مطالبہ ان کے شایانِ شان نہیں سمجھا گیا اور قرآن مجید میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی کہ آپ ازواج مطہرات سے بات صاف کرلیں، اگر ان کو پیغمبر کے ساتھ رہنا ہے تو انھیں اپنا سوچنے کا انداز بدلنا ہوگا، ان کا مقام دوسری عورتوں سے بلند ہے، ان کا مطمح نظر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اس کے نتیجہ میں آخرت کی بھلائی ہونی چاہیے، اس کے ساتھ ہی ان کو اختیار ←

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ
النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ
بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾
وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾
اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ
وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ
الْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ
الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

اورتم میں جو اللہ اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور اچھے کام کرتی رہے گی ہم اس کو اس کا اجر بھی دوگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے (۳۱) اے نبی کی بیویو! تم ہر کسی عورت کی طرح نہیں ہو[1] اگر تم پرہیزگاری رکھو، بس دب کر بات مت کرنا کہیں وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے امید نہ کرنے لگ جائے اور معقول بات کہو[2] (۳۲) اور اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو[3] اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر مت نکلنا[4] اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتی رہنا اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتی رہنا، اے (نبی کے) گھر والو! یقیناً اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے میل کچیل کو دور کردے اور تمہیں پوری طرح پاک صاف کردے[5] (۳۳) اور تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت (کی جو باتیں) سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو بلاشبہ اللہ بڑا باریک بیں اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے (۳۴) یقیناً فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور یقین رکھنے والے مرد اور یقین رکھنے والی عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع رکھنے والے مرد اور خشوع رکھنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا خوب ذکر کرنے والے مرد اور خوب ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے[6] (۳۵)

← دے دیا گیا کہ اگر وہ دنیا چاہیں تو وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے علاحدگی اختیار کرلیں، اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تحفے تحائف دے کر بہتر طریقے پر رخصت کردیں گے، ازواج مطہرات کے سامنے جب یہ اختیار رکھا گیا تو سب نے بیک زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار فرمالی خواہ اس کو کیسی تنگی ترشی برداشت کرنی پڑے۔

(۱) ازواج مطہرات کا مقام عام عورتوں سے بلند ہے، اگر وہ تقویٰ اختیار کریں گی تو ان کو دوگنا اجر ملے گا، اور اگر گناہ کریں گی تو اس کا عذاب بھی دوگنا ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو پیغمبر کے ساتھ جتنا قرب ہو، اسے اتنا ہی محتاط رہنا چاہیے (۲) اس آیت نے نامحرم مردوں کے ساتھ خواتین کی گفتگو کا اصول بتایا گیا ہے کہ وہ آواز میں نزاکت پیدا نہ کریں بلکہ پھیکے انداز میں گفتگو کریں تاکہ کسی کے دل میں غلط خیال جڑ نہ پکڑلے (۳) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا اصل مقام اس اپنا گھر ہے، اگرچہ اس کے لیے ضرورت کے وقت پردے کے ساتھ نکلنا درست ہے مگر آیت کے اس ٹکڑے سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ عورت کا اصل فریضہ گھر اور خاندان کی تعمیر ہے، اور ایسی سرگرمیاں جو اس مقصد کو فوت کرتی ہوں وہ نامناسب ہیں، اور ان سے معاشرہ کا توازن بگڑ جاتا ہے (۴) پہلی جاہلیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے، جس میں عورتیں کھلے عام بناؤ سنگھار کے ساتھ نکلتی تھیں اور اس سے دوسری جاہلیت کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے جس کے مظاہر آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں کہ اس نے پہلی جاہلیت کو بھی مات کردیا ہے (۵) ازواج مطہرات کا ذکر چل ہی رہا ہے ←

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ
يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ
عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ
مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا
قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ
اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾
الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا
اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ
سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

ع

منزل ۵

اور جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کر دیں تو پھر کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لیے گنجائش نہیں کہ وہ اپنے معاملہ میں با اختیار رہیں اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا[١] (۳۶) اور جب آپ اس سے یہ بات کر رہے تھے جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے بھی اس پر احسان کیا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو اور اللہ سے ڈرو اور آپ کے جی میں وہ بات تھی جو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ کو لوگوں (کے کہنے سننے) کا لحاظ تھا جبکہ اللہ کا زیادہ حق ہے کہ آپ اس کا لحاظ رکھیں، پھر جب زید اس سے غرض پوری کر چکے تو ہم نے اس کو آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ اہل ایمان کے لیے اپنے منھ بولے بیٹوں کی بیویوں کے سلسلہ میں جبکہ وہ ان سے غرض پوری کر چکے ہوں کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہنا ہی تھا[٢] (۳۷) نبی کے لیے اس چیز میں کوئی مضائقہ نہیں جو اللہ نے ان کے لیے طے کر دی، جو پہلے گزر چکے ان کے سلسلہ میں بھی اللہ کا نظام یہی تھا اور اللہ کا فیصلہ پوری طرح طے شدہ ہے (۳۸) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے ڈر نہ رکھتے تھے اور کفایت کرنے کے لیے اللہ ہی کافی ہے (۳۹) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں البتہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں پر مہر ہیں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[٣] (۴۰) اے ایمان والو! اللہ کا خوب ذکر کرو (۴۱) اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو (۴۲) وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے رحمت کی (دعا کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے اور وہ تو ایمان والوں کے لیے بڑا شفیق ہے (۴۳)

← وہ اہل بیت میں داخل ہیں ہی، ان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اور ان کی اولاد بھی اہل بیت میں داخل ہیں، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو اپنی چادر میں ڈھانپ لیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں (٦) قرآن مجید میں دیئے گئے احکامات مردوں کے لیے بھی ہیں اور عورتوں کے لیے بھی، مگر بعض خواتین کو یہ خیال تھا کہ خاص خواتین کے لیے کوئی خوشخبری ہوتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(١) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کا رشتہ بعض خواتین سے دیا لیکن خواتین یا ان کے رشتہ داروں نے خاندان کی اونچ نیچ یا مالی تفاوت کی وجہ سے رشتہ منظور نہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں یہ اصول بتا دیا گیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیدیں تو اس سے سرتابی گمراہی ہے، اہل ایمان کے لیے آپ کی اطاعت بہرصورت لازم ہے (٢) حضرت زید رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نبوت سے پہلے اپنا بیٹا بنایا تھا، اس لیے وہ زید بن محمد کہلاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب سے کرنی چاہی تو ان کو تردد ہوا، لیکن جب آیت بالا نازل ہوئی تو وہ راضی ہو گئیں، مگر نبھ نہ سکی اور کچھ ہی عرصہ میں انھوں نے طلاق دینے کا ارادہ کیا، اسی اثنا میں آپ پر وحی آئی کہ زید طلاق دیں گے ←

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى
اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ
فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ
وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا
لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ
مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ
خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً
مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا
مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾

منزل ۵

جس دن وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا اور اس نے ان کے لیے بڑی عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے (۴۴) اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے (۴۵) اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشنی بکھیرنے والا چراغ (بنایا ہے) (۴۶) اور آپ اہل ایمان کو خوشخبری دے دیجیے کہ ان کو اللہ کی طرف سے بڑا فضل حاصل ہونے والا ہے (۴۷) اور کافروں اور منافقوں کی بات مت مانئے اور ان کی ایذا رسانی کی پرواہ نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ ہی کام بنانے کے لیے کافی ہے (۴۸) اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تمہارے لیے ان کے ذمہ کوئی عدت نہیں ہے[1] جس کی گنتی تمہیں شمار کرنی پڑے بس تم انھیں کچھ دے دلا دو اور اچھی طرح رخصت کر دو[2] (۴۹) اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان بیویوں کو حلال کیا جن کے مہر آپ دے چکے اور جن باندیوں کے آپ مالک ہوئے جو اللہ نے مال غنیمت کے طور پر آپ کو دی ہوں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھی کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالہ کی بیٹیاں جنھوں نے آپ کے ساتھ وطن چھوڑا اور کوئی بھی مومن عورت اگر وہ نبی کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں، (یہ حکم) صرف آپ کے لیے ہے سب مسلمانوں کے لیے نہیں، ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور باندیوں کے سلسلہ میں جو لازم کر رکھا ہے وہ ہم جانتے ہیں (اور آپ کے لیے الگ احکام اس لیے ہیں) تا کہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے[3] (۵۰)

← اور آپ کو اللہ کے حکم سے ان سے نکاح کرنا ہوگا تا کہ منھ بولے بیٹے کی بیوی کو جو معیوب سمجھا جاتا تھا اس رسم کا عملی طور پر خاتمہ ہو، حضرت زید نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق کا ذکر کیا تو حتی الامکان آپؐ نے ان کو روکنا چاہا، اگرچہ آپ جانتے تھے کہ وہ طلاق دیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے اس کو چھپایا کہ میں نے ہی زید سے ان کا نکاح کرایا، اب وہ طلاق دیں اور میں نکاح کروں تو لوگ کیا کہیں گے، تو جب تک حتمی حکم نہیں آ جاتا مجھے نباہ کا ہی مشورہ دینا چاہیے، بالآخر حضرت زیدؓ نے طلاق دے ہی دی اور آیت کا یہ ٹکڑا "زَوَّجْنٰكَهَا" کہ ہم نے ان سے آپ کا نکاح کرا دیا۔ بھی نازل ہوگیا (۳) آیت سے بات صاف ہوگئی کہ منھ بولا بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں ہوتا اور خاتم النبیین کہہ کر یہ عقیدہ بھی صاف صاف بیان کر دیا گیا کہ آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی، آپ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے، اب کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔

(۱) ہاتھ لگانے سے مراد رخصتی اور بیوی کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا ہے، اگر اس سے پہلے طلاق دیدی تو عدت لازم نہیں ہے، مطلقہ فوراً دوسرا نکاح کر سکتی ہے (۲) اس سے مراد طلاق کے بعد رخصت کرتے وقت ایک جوڑا ہے جسے اصطلاح میں متعہ کہا جاتا ہے، یہ ہر صورت میں مرد کو دینا چاہیے خواہ رخصتی سے پہلے طلاق ہو یا رخصتی کے بعد، یہ مہر کے علاوہ ہے، اور اس لیے ہے تا کہ یہ علاحدگی بھی خوش اسلوبی کے ساتھ ہو (۳) اس آیت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ←

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ
وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ
مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ
اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا
دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ
لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ
وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ
مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ
تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

منزل ۵

ع ۱۴ / ۲

آپ ان میں جن کو چاہیں الگ کریں اور جن کو چاہیں اپنے آپ سے قریب کریں اور جن کو آپ نے الگ کیا ہو ان میں بھی جن کو چاہیں (دوبارہ قریب کرلیں[۱]) اس سے لگتا ہے کہ ان سب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور وہ غمگین نہ ہوں گی، اور آپ نے انھیں جو دیا ہے اس پر سب کی سب خوش ہوں گی اور تمہارے دلوں میں جو بھی ہے اللہ جانتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے تحمل رکھتا ہے[۲] (۵۱) اب اس کے بعد آپ کے لیے (مزید) عورتیں درست نہیں ہیں اور نہ ان (بیویوں) کی جگہ اور بیویاں (درست ہیں) خواہ ان کی خوبی آپ کو بھا جائے سوائے ان (باندیوں) کے جن کے آپ مالک ہو جائیں، اور اللہ ہر چیز پر نگرانی رکھتا ہے[۳] (۵۲) اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل مت ہو جب تک تمہیں کھانے کے لیے اجازت نہ مل جائے، اس کے پکنے کی راہ دیکھتے نہ رہو، ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو پھر جب کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو، باتوں میں جی لگاتے مت بیٹھو، یقیناً یہ چیز نبی کو تکلیف پہنچاتی ہے بس وہ تم سے شرم کرتے ہیں اور اللہ کو ٹھیک بات کہنے میں کوئی شرم نہیں، اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے ان سے مانگ لو، یہ چیز تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزگی (کا باعث) ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی اور تمہیں اس کی اجازت نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو، یقیناً یہ اللہ کے یہاں بڑی سنگین بات ہے[۴] (۵۳) تم اگر کچھ ظاہر کرتے ہو یا اسے چھپاتے ہو تو یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے[۵] (۵۴)

← مخصوص احکامات بیان کئے جا رہے ہیں، پہلا حکم چار بیویوں سے زیادہ نکاح کی اجازت کا ہے، دوسرا حکم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کتابیہ سے شادی نہیں کر سکتے اور نہ کسی ایسی خاتون سے جس نے ہجرت نہ کی ہو جبکہ عام مسلمانوں کو اس کی اجازت دی گئی تھی، اور تیسرا مخصوص حکم یہ ہے کہ اگر کوئی خاتون آپ سے بغیر مہر کے نکاح کرنا چاہے اور آپ رضا مند ہوں تو کر سکتے ہیں مگر عملاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رخصت سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔

(۱) یہ چوتھا خصوصی حکم ہے جو دیا جا رہا ہے، عام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ برابری کی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مستثنیٰ کیا جا رہا ہے کہ آپ جب چاہیں جس کے ساتھ چاہیں رہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھایا اور مساوات کا معاملہ فرمایا یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں بھی مساوات فرماتے رہے، جب بیماری سخت ہوئی تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت لے کر حضرت عائشہؓ کے یہاں قیام اختیار فرمایا (۲) جب ازواج مطہرات کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر مساوات کو لازم نہیں فرمایا اور اس کے باوجود آپ سب کا حق برابر ادا کریں گے تو اس سے ہر ایک کو خوشی ہوگی (۳) ازواج مطہرات نے جس صبر وتحمل کے ساتھ زندگی گزاری پھر اختیار کے وقت بھی سب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو اختیار کیا اور تنگی کے ساتھ زندگی کو پسند کیا، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپؐ اب کوئی نکاح نہ فرمائیں اور جو ازواج ہیں ان کو باقی رکھیں (۴) حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کا اہتمام فرمایا، کچھ لوگ پہلے ہی سے آ کر بیٹھ گئے ←

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ
وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ
لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ
لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ
اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾

منزل ۵

نہ ان خواتین پر کوئی گناہ ہے کہ وہ اپنے باپوں کے سامنے ہوں، نہ اپنے بیٹوں کے، نہ اپنے بھائیوں کے، نہ اپنے بھتیجوں کے، نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے زیر ملکیت غلام باندیوں کے اور تم سب اللہ سے ڈرتی رہو یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (۵۵) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام پڑھا کرو[1] (۵۶) جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ نے پھٹکار کی ہے اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵۷) اور جو بھی ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں پر بغیر ان کے کچھ کیے تہمت لگاتے ہیں تو ایسوں نے بڑا بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا (۵۸) اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں[2]، اس میں لگتا ہے کہ پہچان پڑیں تو ان کو تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بڑی مغفرت فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے[3] (۵۹) اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں شر انگیزی کرنے والے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں وہ کچھ ہی مدت آپ کے ساتھ رہ پائیں گے (۶۰) وہ پھٹکارے ہوئے لوگ، جہاں کہیں ملیں گے پکڑے جائیں گے اور اچھی طرح مارے جائیں گے (۶۱) یہ اللہ کا دستور ان لوگوں میں بھی رہا ہے جو پہلے گزر چکے ہیں اور آپ اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے[4] (۶۲)

← اور کچھ بعد تک بیٹھے رہے، جس سے آپ کی مشغولیت میں فرق پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی، اس پر نکیر کی گئی، اور پردہ کا حکم بھی آ گیا کہ لوگ ازواج مطہرات کے سامنے نہ آئیں، کوئی چیز مانگنی بھی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگیں (۵) خاص طور پر ازواج مطہرات سے نکاح کے سلسلہ میں بھی تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اس کا وسوسہ بھی کوئی دل میں نہ آئے پھر خود ان ازواج مطہرات نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس عدیم النظیر زہد وورع اور صبر وتوکل کے ساتھ زندگیاں گزار دیں وہ تمام امت کی خواتین کے لیے ایک نمونہ ہے۔

(۱) صلوٰۃ النبی سے مراد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعظیم وثنا کے ساتھ رحمت وعطوفت چاہنا ہے، پھر جس کی طرف صلوٰۃ کی نسبت ہوگی اس کے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے اس کے معانی متعین ہوں گے، اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں اور مسلمانوں کی صلوٰۃ دعائے رحمت کرنا ہے (۲) اس آیت نے واضح کر دیا کہ پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہے کہ وہ جب بھی باہر نکلیں تو اپنی چادروں کو اپنے چہروں پر لٹکا کر انھیں چھپا لیا کریں، اس کی شکل جو بھی اختیار کی جائے، مقصد یہ ہے کہ آنکھوں کے علاوہ بقیہ چہرہ چھپا ہوا ہونا چاہیے (۳) بعض منافقین، عورتوں کو راستے میں چھیڑا کرتے تھے، یہاں پردہ کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ وہ شریف وپاکباز عورت کی علامت بھی ہوگا، پھر اس کے بعد منافقوں کو انھیں چھیڑنے کی اور ستانے کی ہمت نہ ہوگی (۴) منافقوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر انھوں نے اپنی بے جا حرکتیں نہ چھوڑیں تو ان کی منافقت صاف ظاہر ہو جائے گی، پھر ان کے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کیا جائے گا اور وہ مدینہ میں رہ نہ سکیں گے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا
يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ
وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا
نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا
اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا
فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ
لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا
مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ
لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ
حَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ
الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ
اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾

منزل ۵

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، بتادیجیے کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے اور آپ کو کیا پتہ، ہوسکتا ہے قیامت قریب ہی ہو (۶۳) یقیناً نہ ماننے والوں پر اللہ نے پھٹکار کی ہے اور دہکتی آگ ان کے لیے تیار کر رکھی ہے (۶۴) ہمیشہ اسی میں رہیں گے، نہ ان کو کوئی حمایتی ملے گا اور نہ مددگار (۶۵) جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹے پلٹے جائیں گے، وہ کہیں گے کاش کہ ہم نے اللہ کی بات مان لی ہوتی اور رسول کا کہا کرلیا ہوتا (۶۶) اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی بات مانی تو انھوں نے ہمیں گمراہ کیا (۶۷) اے ہمارے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر بڑی پھٹکار برسا (۶۸) اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنھوں نے موسیٰ کو پریشان کیا پھر اللہ نے ان کو اس الزام سے بری کردیا جو انھوں نے لگایا اور وہ اللہ کے یہاں عزت دار تھے[1] (۶۹) اے ایمان والو! اللہ کا لحاظ رکھو اور جچی تلی بات کہو (۷۰) وہ تمہارے لیے تمہارے کاموں کو بنادے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی بات مانے گا تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی (۷۱) ہم نے (بارِ) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے رکھا تو انھوں نے اس کو اٹھانا قبول نہ کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھالیا یقیناً وہ بڑا بے باک و نادان ٹھہرا[2] (۷۲) تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور شرک کرنے والے مردوں اور شرک کرنے والی عورتوں کو عذاب دے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف کرے اور اللہ تو بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۷۳)

---

(۱) بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح سے ستایا اور ان پر الزامات لگائے، یہاں امت کو خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کہیں ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا (۲) امانت کا مطلب یہاں تکلیف شرعی ہے یعنی اپنی آزاد مرضی سے اللہ کے احکام کی طاعت کی ذمہ داری لینا، احکام کی پابندی پر جنت کا وعدہ اور نافرمانی پر جہنم کی وعید سنائی گئی، بڑی بڑی مخلوق اس کو اٹھانے سے ڈرتی مگر انسان نے اس بار امانت کو اٹھالیا ''ظلوماً'' اس کو اسی لیے کہا گیا کہ اس کو اپنے اوپر بھی ترس نہ آیا اور ''جہول'' اس لیے کہا گیا کہ انجام سے بھی وہ بے خبر رہا، یہ صفت خاص طور پر ان لوگوں کی ہے جو امانت لے کر بھول گئے، آگے اس کی تفصیل فرمادی کہ اس کے نتیجہ میں جو بھی نافرمانی کرے گا کھل کر کے یا چھپ کر، اس کو سزا ملے گی اور جو اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور اللہ کی طرف سے اس کو رحمت ومغفرت کا پروانہ ملے گا۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ
الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي
الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ
فِيْهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
السَّاعَةُ ۚ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ
سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ
اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ
اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦

منزل ۵

﴿سورۂ سبا﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اصل تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس کی شان یہ ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی تعریف اسی کی ہے اور وہی حکمت والا ہے پوری خبر رکھتا ہے (۱) جو کچھ زمین میں اندر جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور وہی نہایت رحم فرمانے والا بخشنے والا ہے (۲) اور جنھوں نے بات نہ مانی وہ بولے قیامت ہم پر نہیں آئے گی، بتا دیجیے کیوں نہیں میرے اس رب کی قسم جو ڈھکے چھپے کو جاننے والا ہے وہ تم پر آکر رہے گی، آسمانوں اور زمین میں کوئی ذرہ بھی اس سے چھپ نہیں سکتا، اور نہ اس سے چھوٹی کوئی چیز ہے اور نہ اس سے بڑی جو کھلی کتاب میں (موجود) نہ ہو (۳) تاکہ وہ ماننے والوں اور اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ دیدے، ایسوں ہی کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے[1] (۴) اور جو ہماری نشانیوں کو نیچا دکھانے کے لیے کوشاں ہوئے ایسوں کے لیے دردناک سزا کا عذاب ہے[2] (۵) اور جن کو علم ملا ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو اترا ہے وہی ٹھیک ہے اور وہی راستہ بتاتا ہے اس زبردست کا خوبیوں والے کا (۶) اور نہ ماننے والے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں ایسے شخص کے بارے میں بتائیں جو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم پوری طرح ریزہ ریزہ کردیے جاؤ گے تو پھر تمہیں نیا بنایا جائے گا[3] (۷)

---

(۱) قیامت اس لیے آکر رہے گی کہ ہر آدمی کو اپنے کیے کا بدلہ مل جائے (۲) جن کا کام ہی یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان کو نیچا دکھانے کی ناکام کوشش میں مصروف ہیں (۳) جو اللہ ذرہ ذرہ کا مالک ہے جو چاہے زمین کے اندر لے جائے اور جو چاہے نکالے، ایک انسان کے مر کر مٹی میں مل جانے کے بعد اس اللہ کے لیے اس کا نکالنا کیا مشکل ہے، جو لوگ سچے دل سے سوچتے ہیں وہ نبیوں کی بتائی ہوئی اس حقیقت کو مانتے ہیں اور جو سچے دل سے نہیں سوچتے اور نہ سوچنا چاہتے ہیں ان کا جواب وہی ہوتا ہے جو آگے آیت میں آرہا ہے۔

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ﴿٨﴾ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ
بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ
يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾ أَنِ اعْمَلْ
سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَ
أَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ
رَبِّهِ ۖ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾
يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ
وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ
الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ
إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ
أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾

منزل۵

ع

کیا اس نے اللہ پر جھوٹ گڑھا ہے یا اس کو کچھ جنون ہے؟ بات یہ ہے کہ جو آخرت کو نہیں مانتے وہ عذاب میں ہیں اور گمراہی میں دور جا پڑے ہیں[1] (۸) بھلا انھوں نے اپنے سامنے اور اپنے پیچھے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا اگر ہم چاہیں تو زمین میں ان کو دھنسا دیں یا آسمان کے چند ٹکڑے ان پر گرا دیں، یقیناً اس میں ہر انابت رکھنے والے بندے کے لیے ایک نشانی ہے (۹) اور ہم نے داؤد کو اپنے پاس سے فضل عطا کیا، اے پہاڑو! ان کے ساتھ تسبیح پڑھو اور اے پرندو! تم بھی اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا[2] (۱۰) کہ بڑی بڑی زرہیں بناؤ اور ٹھیک اندازے سے کڑیاں جوڑو، اور اچھے کام کرو یقیناً تم جو بھی کرتے ہو میں اس پر پوری نگاہ رکھتا ہوں (۱۱) اور (ہم نے) سلیمان کے لیے ہوا (کو مسخر کیا) اس کا صبح کا سفر بھی ایک مہینہ (کی مسافت) کا ہوتا تھا اور شام کا سفر بھی ایک مہینہ (کی مسافت[3]) کا، اور ان کے لیے ہم نے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنوں میں کتنے ان کے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام میں لگے رہتے اور جو بھی ان میں ہمارے حکم سے ہٹتا ہم اس کو آگ کا عذاب چکھاتے (۱۲) وہ ان کے لیے جو وہ چاہتے بنا دیتے قلعے اور مجسمے اور حوض جیسی (بڑی بڑی) لگنیں اور جمی جمائی دیگیں، اے داؤد کے خاندان والو! سراپا شکر بن کر کام کیے جاؤ اور میرے بندوں میں کم ہی احسان ماننے والے ہیں (۱۳) پھر جب ہم نے ان پر موت طاری کر دی تو ان کو ان کی موت کا پتہ دیمک سے چلا جو ان کی لکڑی کھاتی رہی پھر جب وہ گرے تو جنوں کے سامنے بات آئی کہ اگر وہ ڈھکے چھپے سے واقف ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں پڑے نہ رہتے[4] (۱۴)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں جبکہ وہ خود گمراہی کے نتیجہ میں عذاب کے مستحق ہو چکے اور ان کی عقلیں اتنی ماؤف ہو چکیں کہ وہ حق کو سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھے اور یہ فراموش کر بیٹھے کہ سب زمین و آسمان اللہ کی ملک میں ہیں، جس کو چاہے وہ دھنسا دے اور جس پر چاہے اوپر سے کوئی ٹکڑا گرا دے پھر کون بچا سکتا ہے (۲) حضرت داؤد علیہ السلام کا لحن مشہور رہے، جب وہ حمد و تسبیح کے زمزمے گاتے تو اللہ کے حکم سے پہاڑ اور پرندے بھی ان کی آواز میں آواز ملاتے، دوسرا ان کا معجزہ یہ تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا اور اس زمانہ میں جنگوں کا زور تھا، لوگ ان میں زرہوں کا استعمال کرتے تھے، اللہ نے ان کو یہ صلاحیت دی تھی کہ وہ جیسی چاہتے زرہ تیار کر لیتے (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے یہ طاقت دی تھی کہ مہینہ بھر کا سفر گھنٹوں میں طے ہو جاتا، دوسرا معجزہ یہ تھا کہ تانبہ وہ جس طرح چاہتے تھے پگھلا لیتے تھے، اس طرح اس سے ہر طرح کی مصنوعات تیار ہو جاتی تھیں، تصویروں سے بظاہر بے جان چیزوں کی تصویریں مراد ہیں، اس لیے کہ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاندار کی تصویریں ان کی شریعت میں بھی ناجائز تھیں (۴) شریر جنات حضرت سلیمانؑ کی نگرانی میں ہی کام کرتے تھے جب انھوں نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تو ایک لاٹھی کے سہارے نگرانی کے لیے کھڑے ہو گئے اور اللہ کے حکم سے اسی حال میں ان کی وفات ہو گئی، لیکن جسم اس طرح رہا کہ جنات ان کو زندہ سمجھتے رہے یہاں تک کہ کام مکمل ہونے کو آیا تو لکڑی کو دیمک چاٹ گئی اور جسم گر پڑا، اس وقت جناتوں کو یہ احساس ہوا کہ اگر وہ ڈھکی چھپی بات جانتے ہوتے ←

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَىْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَىْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِىْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِىَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِىْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

منزل۵

یقیناً (قوم) سبا کے لیے جہاں وہ رہتے تھے وہیں ایک نشانی موجود تھی، دائیں اور بائیں دو باغات تھے، اپنے رب کا دیا کھاؤ اور اس کا احسان مانو، شہر بھی خوب اور پروردگار بھی بخشنے والا[1] (۱۵) پھر انھوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں میں تبدیل کر دیا جو بدمزہ پھلوں، جھاؤ کے درختوں اور سدرہ[2] کے چند درختوں پر مشتمل تھے (۱۶) یہ ہم نے ان کو ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ایسے ناشکرے کو ہم سزا ہی دیتے ہیں (۱۷) اور ہم نے ان کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی ہے[3] (مسلسل) بستیاں بسائی تھیں جو نظر آتی تھیں اور ان میں سفر کو (منزلوں میں) تقسیم کر دیا تھا، ان میں راتوں اور دنوں میں بے خوف سفر کرو (۱۸) بس وہ کہنے لگے اے ہمارے رب! ہمارے سفروں (کی منزلوں) کو دور دور کر دے، اور انھوں نے اپنے ساتھ ناانصافی کی تو ہم نے ان کو قصہ (پارینہ) بنا دیا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، یقیناً اس میں ہر جمنے والے حق شناس کے لیے نشانیاں ہیں (۱۹) اور واقعی ابلیس نے ان کے بارے میں اپنا خیال درست کر دکھایا، بس وہ اسی کے پیچھے ہو لیے سوائے اہل ایمان کی ایک جماعت کے[4] (۲۰) اور اس کا ان پر کوئی دباؤ نہ تھا البتہ یہ اس لیے ہوا تاکہ ہم جان لیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے ان لوگوں میں سے جو اس کے بارے میں شبہ میں پڑے ہیں اور آپ کا رب ہر چیز پر نگہداشت رکھتا ہے[5] (۲۱) کہہ دیجیے کہ اللہ کے علاوہ تم جس کا دعویٰ کرتے ہو ان کو پکارو، وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی ساجھا ہے اور نہ ان میں کوئی اس کا مددگار ہے (۲۲)

← تو ان کو حضرت سلیمان کی وفات کا علم ہو جاتا اور وہ اس تکلیف دہ کام سے نجات پا جاتے۔

(۱) قوم سبا یمن میں آباد تھی، اس کو ہر طرح سے خوش حالی حاصل تھی، دونوں طرف سرسبز و شاداب باغات تھے، راستے پر امن تھے، وہ اپنی خوش حالی میں بدمست ہو گئے، اللہ نے ان کی اصلاح کے لیے انبیاء بھیجے لیکن وہ اپنی بداعمالیوں سے باز نہ آئے تو اللہ نے مآرب کا باندھ ان پر کھول دیا، جس کے نتیجہ میں وہ تتر بتر ہو کر رہ گئے (۲) سدرہ کی تحقیق کے لیے سورہ والنجم کا حاشیہ ص: ۵۲۷ ملاحظہ ہو (۳) اس سے مراد ملک شام ہے جہاں اہل یمن کی تجارتی آمد و رفت رہا کرتی تھی، اللہ کا کرنا کہ یمن سے شام تک مسلسل بستیاں تھیں اور ایسے فاصلے پر تھیں کہ آدمی صبح نکلے تو دوپہر تک کسی بستی میں پہنچ کر کھائے پیے اور آرام کرے، عصر کو چلے تو رات کو منزل مل جائے، اور یہ ساری بستیاں راستہ پر ہی تھیں، دور سے نظر آتی تھیں، اللہ کا دیا آرام ان کو نہ بھایا اور انھوں نے خود اپنے لیے بددعا کی کہ سفر کا پتہ نہیں چلتا منزلیں دور ہو جاتیں اور سفر کی پریشانیاں ہوں تو سفر معلوم ہو (۴) ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں آدم کی اولاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا، وہ خیال اس قوم کے نافرمانوں پر صادق آیا اور سب اسی کے پیچھے لگ لیے سوائے چند ایمان والوں کے (۵) ایسا نہیں تھا کہ ابلیس کو کوئی طاقت اور دباؤ حاصل ہو، اس کا کام صرف بہکانا تھا، جس سے گناہ کی خواہش پیدا ہوتی ہے، مگر کوئی شخص گناہ پر مجبور نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص شریعت پر جم جائے تو شیطان اس کا کچھ بھی نہیں کر سکتا، اور شیطان کو بہکانے کی ←

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ
عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَ
إِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ
بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ
بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ
مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا
تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ
تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ
الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ
لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ
صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ ۖ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾

منزل۵

اوراس کے پاس اسی کوسفارش کام آئے گی جس کے لیے اس نے اجازت دی ہو، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کردی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا، وہ جواب دیتے ہیں کہ سچ ہی کہا اور وہ بلند ہے بڑا ہے[1] (۲۳) پوچھئے! آسمانوں اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے، کہہ دیجیے اللہ (کے سوا کون ہے) اور یقیناً ہم یا تم ضرور صحیح راستہ پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں[2] (۲۴) فرما دیجیے کہ ہماری غلطیوں کا سوال تم سے نہیں کیا جائے گا اور تم جو کرتے ہو اس کی پوچھ گچھ ہم سے نہ ہوگی (۲۵) کہہ دیجیے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع فرمائے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دے گا اور وہ خوب فیصلہ کرنے والا خوب جاننے والا ہے (۲۶) کہیے کہ ذرا مجھے ان ساجھے داروں کو دکھاؤ جن کو تم نے اس کے ساتھ ملا رکھا ہے، کوئی نہیں وہ اللہ زبردست ہے حکمت رکھتا ہے (۲۷) اور ہم نے آپ کو تمام ہی لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۲۸) اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا (۲۹) بتا دیجیے کہ تمہارے لیے ایک دن مقرر ہے، اس سے تم نہ ایک لمحہ کے لیے پیچھے ہو سکتے ہو اور نہ آگے ہو سکتے ہو (۳۰) اور انکار کرنے والے کہتے ہیں نہ تو ہم اس قرآن کو کبھی مانیں گے اور نہ اس سے پہلے کی کتابوں کو مانیں گے اور اگر آپ دیکھ رہے ہوتے جب لوگ اپنے رب کے پاس لا کھڑے کیے گئے ہوں گے بات کو ایک دوسرے پر ڈال رہے ہوں گے، جن کو کمزور جانا گیا وہ متکبرین سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے (۳۱) متکبرین کمزوروں سے کہیں گے کیا ہم نے تم کو صحیح راستہ سے روکا اس کے تمہارے پاس آجانے کے بعد، بات یہ ہے کہ تم ہی مجرم تھے (۳۲)

← صلاحیت بھی اس امتحان کے لیے دی تا کہ کھل جائے کہ کون اس کی راہ چلتا ہے اور کون اس کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور ایمان وعمل صالح پر قائم رہتا ہے۔

(۱) آیت نمبر ۲۲-۲۳ میں مشرکین کے مختلف معبودوں کی تردید کی گئی ہے، ان میں بعض تراشے ہوئے بتوں کو خدا مانتے تھے اور سمجھتے کہ براہ راست وہی ہماری حاجتیں پوری کرتے ہیں، آیت نمبر ۲۲ میں اس کی نفی کی گئی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک نہیں، اللہ کے ساتھ ان کا کوئی ساجھا نہیں، بعض بتوں کو اللہ کا مددگار سمجھتے تھے، اسی آیت کے اخیر میں اس کی بھی نفی کر دی گئی کہ اس کا کوئی مددگار نہیں، تیسرا گروہ ان مشرکوں کا تھا جو ان بتوں کو سفارشی سمجھتا تھا، آیت نمبر ۲۳ میں اس کی حقیقت بھی بیان کر دی گئی کہ اس کی بارگاہ میں اس کو سفارش کا حق ہوگا جس کو اجازت دی جائے گی، بغیر اجازت کسی کو سفارش کا حق حاصل نہیں، فرشتوں کا حال یہ ہے کہ وہ لرزاں وترساں رہتے ہیں، جب اللہ کی طرف سے ان کو کوئی حکم ملتا ہے تو مدہوش سے ہو جاتے ہیں پھر جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں (۲) حق کا راستہ ایک ہی ہے، بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آجاتی ہے کہ سب راستے ایک ہی منزل کی طرف جاتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے، حق کے راستہ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ
النَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا وَأَسَرُّوا
النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ
كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ
مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٤﴾ وَ
قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٣٥﴾ قُلْ
إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُم بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ
عِندَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ
جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ﴿٣٧﴾ وَ
الَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ
مُحْضَرُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ
يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٣٩﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا
ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾

ع

منزل ۵

اور جنہیں کمزور سمجھا گیا وہ متکبرین سے کہیں گے ہاں یہ تو رات اور دن کا فریب تھا جب تم ہم کو کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے ہمسر ٹھہرائیں[1] اور جب عذاب کو وہ دیکھیں گے تو اندر ہی اندر پچھتائیں گے اور جنھوں نے انکار کیا ان کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے، ان کو وہی بدلہ ملے گا جو وہ کیا کرتے تھے (۳۳) اور جب بھی ہم نے کسی بستی میں ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے عیش پرستوں نے یہی کہا تم جس چیز کو لے کر آئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے (۳۴) اور انھوں نے کہا کہ ہم تو مال و اولاد میں بہت زیادہ ہیں اور ہمیں تو عذاب ہوگا ہی نہیں (۳۵) بتا دیجیے کہ یقیناً میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) ناپ ناپ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۳۶) اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ تمہارا درجہ ہم سے قریب کریں، ہاں جو ایمان لایا اور اس نے بھلے کام کیے تو وہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے کاموں کے بدلہ میں دوگنا اجر ہے اور وہ بالاخانوں میں مطمئن ہوں گے[2] (۳۷) اور جو ہماری نشانیوں کو نیچا دکھانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں وہی لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے (۳۸) فرما دیجیے یقیناً میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو (چاہتا ہے) ناپ ناپ کر دیتا ہے اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو وہ اس کا بدل عطا فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (۳۹) اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا تمہاری ہی پرستش یہ لوگ کیا کرتے تھے (۴۰)

---

(۱) یعنی رات دن تمہارا یہی کام تھا کہ لوگوں کو بہکاؤ اور ان کو شرک میں مبتلا کرو، ظاہر میں الزام ایک دوسرے پر ڈالیں گے لیکن اندر ہی اندر پچھتائیں گے۔

(۲) لوگوں کو ہمیشہ اپنے مال واولاد پر غرور رہا ہے، اور یہ سمجھتے رہے ہیں کہ جب دنیا میں اللہ نے ہم کو اتنا سب کچھ دیا ہے تو آخرت میں بھلا ہم کیوں محروم رہیں گے، فرما دیا گیا کہ اس کا تعلق تو اللہ کی مشیت سے ہے، اللہ کے قرب سے اس کا کوئی تعلق نہیں، یہ چیزیں دنیا کی حد تک ہیں، آخرت میں تو صرف ایمان اور اچھے کام ہی فائدہ پہنچائیں گے اور اللہ کے قرب کا ذریعہ بنیں گے۔

قَالُوا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ
الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ
النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ
يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾
وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ
مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ
مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ
اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ
تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ
فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾

ع ۱۱

منزل ۵

وہ کہیں گے ہم تیری تسبیح کرتے ہیں، تو ہمارا حمایتی ہے یہ نہیں، ہاں یہ خود جنوں کو پوجا کرتے تھے، اکثر ان ہی پر یقین رکھتے تھے[1] (۴۱) تو آج تم میں کوئی ایک دوسرے کے نفع نقصان کا مالک نہ ہوگا اور ہم ظالموں سے کہیں گے اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۴۲) اور جب ان کے سامنے صاف صاف ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ آدمی صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ان چیزوں سے روک دے جن کو تمہارے باپ دادا پوجا کرتے تھے، اور کہتے ہیں کہ کچھ نہیں یہ صرف ایک جھوٹ ہے جو گڑھ لیا گیا ہے اور جنھوں نے انکار کیا جب حق ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا کہ یہ کچھ نہیں صرف ایک کھلا ہوا جادو ہے (۴۳) اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور نہ آپ سے پہلے ہم نے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا بھیجا[2] (۴۴) اور ان سے پہلے والے بھی جھٹلا چکے ہیں اور ہم نے اُن کو جو دیا یہ اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے پھر انھوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو میری گرفت کیسی (سخت) ہوئی[3] (۴۵) کہہ دیجیے کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں (وہ یہ) کہ تم اللہ کے واسطے تو دو دو ایک ایک اٹھ کھڑے ہو پھر سوچو، تمہارے ساتھی کو کچھ بھی جنون نہیں، وہ تو تمہیں آگے (آنے والے) ایک سخت عذاب سے ڈرانے والا ہے[4] (۴٦) فرما دیجیے کہ میں نے تم سے جو اجرت مانگی ہو وہ تمہاری ہے میری اجرت تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر نگراں ہے (۴۷) کہہ دیجیے کہ یقیناً میرا رب حق (دلوں میں) ڈالتا جاتا ہے جو ڈھکے چھپے کا خوب جاننے والا ہے (۴۸)

---

(۱) جنوں سے مراد بظاہر یہاں شیطان ہیں، مشرکین کا حال یہ تھا کہ وہ شیاطین سے بہت سے کام نکالا کرتے تھے اور کہنے پر چلتے تھے، شیاطین ہی نے ان کو شرک کا عقیدہ سکھایا تھا، اس طرح وہ حقیقت میں شیاطین ہی کی عبادت کرتے تھے (۲) یہ لوگ قرآن مجید کو من گھڑت کہہ رہے ہیں جبکہ حال یہ ہے کہ من گڑھت خود ان کا مذہب ہے، ان کے پاس نہ پہلے کتابیں آئیں نہ رسول آئے، انھوں نے اپنے خیال سے گڑھ گڑھ کر مذہب بنالیا، اب یہ آسمانی کتاب اتری ہے، ان کو تو چاہیے تھا کہ اس پر شکر کرتے اور اس کی قدر کرتے لیکن بجائے اس کے اس کو من گڑھت بتا رہے ہیں (۳) یعنی جیسی لمبی لمبی عمریں جسمانی قوتیں اور عیش و ترفہ ان کو دیا گیا تمہیں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا، لیکن جب انھوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی، تو دیکھ لو کہ کیسا انجام ہوا، سب دھرا رہ گیا (۴) یعنی انصاف کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو اور کئی مل کر بھی مشورہ کرلو اور الگ تنہائی میں بھی سوچو کہ جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چالیس سال تم میں گزارے اس کی صدق و امانت اور عقل و فہم کے تم سب معترف رہے، اب اچانک تم کیا یہ گمان کرسکتے ہو کہ معاذ اللہ اس کو جنون ہوگیا، کیا کوئی دیوانہ ایسی حکمت کی باتیں کرسکتا ہے، اتنا زبردست لائحہ عمل پیش کرسکتا ہے جو تم کو سخت خطرات سے آگاہ کررہا ہے، دلائل و شواہد سے تمہارا بھلا برا سمجھا رہا ہے، یہ کام دیوانوں کے نہیں، ان اولوالعزم پیغمبروں کے ہوتے ہیں جن کو احمقوں نے ہمیشہ دیوانہ کہا ہے، پھر آگے یہ وضاحت بھی کردی گئی کہ وہ طالب دنیا بھی نہیں، ہر پیشکش وہ ٹھکرا چکے اور کہہ چکے کہ میرا اجر صرف اللہ کے ذمہ ہے ←

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

منزل ۵

کہہ دیجیے کہ حق آچکا اور باطل کا نہ آغاز باقی رہا نہ انجام[1] (۴۹) فرما دیجیے کہ اگر میں بے راہ ہوا تو اپنے برے کو بے راہ ہوتا ہوں اور اگر راہ یاب ہوا تو اس وحی سے ہوا جو میرا رب مجھ پر کرتا ہے یقیناً وہ خوب سنتا ہے قریب ہے[2] (۵۰) اور اگر آپ دیکھتے جب وہ گھبرا جائیں گے تو پھر وہ چھوٹنے نہ پائیں گے اور قریب جگہ ہی سے پکڑ لیے جائیں گے[3] (۵۱) اور کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اتنی دور سے کہاں وہ چیز ان کے ہاتھ آسکے گی (۵۲) اور پہلے وہ انکار کر ہی چکے اور دور ہی سے بن دیکھے تکّے مارا کرتے تھے[4] (۵۳) اور ان کے اور ان کی چاہتوں کے درمیان پردہ[5] پڑ جائے گا جیسے پہلے ان کی راہ چلنے والوں کے ساتھ ہو چکا بلاشبہ وہ ایسے شک میں پڑے ہوئے تھے جو ان کو چین نہ لینے دیتا تھا (۵۴)

﴾سورۂ فاطر﴿

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اصل تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو آسمان اور زمین کو از سرِ نو پیدا کرنے والا، فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے، جن کے بازو ہیں دو دو، تین تین اور چار چار، مخلوق میں وہ جو چاہتا ہے اضافہ فرماتا ہے یقیناً اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۱) اللہ لوگوں کے لیے جو اپنی رحمت کھول دے تو کوئی اسے روکنے والا نہیں اور جو روک لے تو اس کے بعد کوئی بھیجنے والا نہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے (۲) اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو، ہے کوئی پیدا کرنے والا اللہ کے علاوہ جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی پہنچائے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں پلٹے جاتے ہو (۳)
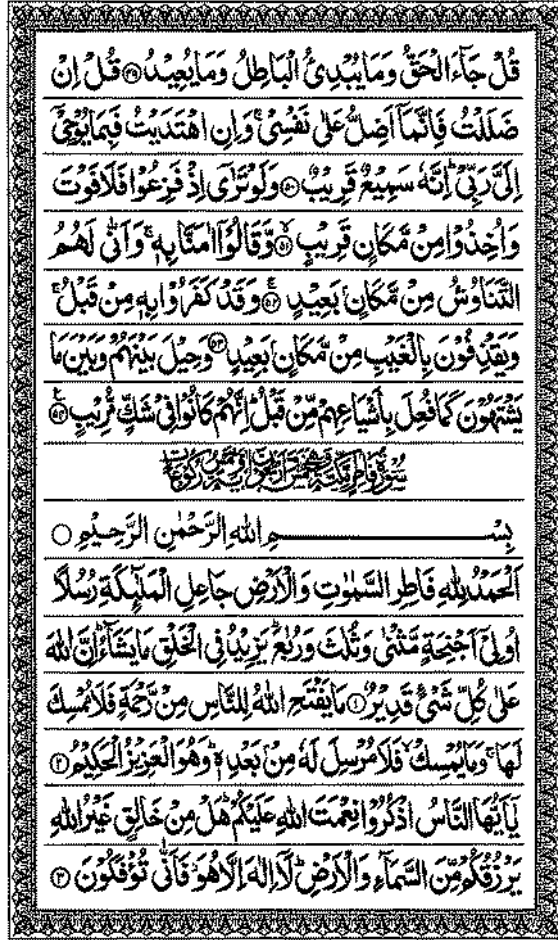
← جو کچھ دینا دلانا تم چاہتے ہو وہ سب اپنے پاس رکھو۔

(۱) یعنی دین حق آپہنچا اب اس کی طاقت کو کوئی روک نہیں سکتا، فتح مکہ کے موقع پر یہ آیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تھی (۲) اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اس میں میرا ہی تو نقصان ہے، اب میں جو صحیح راستہ بتاتا ہوں اس پر مجھے اللہ نے چلایا اور اس کی وحی فرمائی ہے (۳) یہ کفار یہاں ڈینگیں مارتے ہیں، وہاں حالت خراب ہوگی اور موقع پر ہی دھر لیے جائیں گے (۴) وہاں آنکھوں سے دیکھ کر کہیں گے کہ ہم ایمان لاتے ہیں، جبکہ موقع دور نکل چکا ہوگا، اب ان کا ہاتھ اتنی دور کہاں پہنچ سکتا ہے کہ وہاں سے ایمان اٹھا لائیں، جب وقت تھا تو اس وقت مانتے نہ تھے، اور تکے مارتے رہتے تھے (۵) یعنی جس چیز کی آرزو رکھتے ہوں گے مثلاً ایمان مقبول یا نجات یا دنیا کی طرف واپسی، لذت و آرام، ان تمام چیزوں اور ان کے درمیان زبردست رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی پھر کبھی وہ ان چیزوں تک نہ پہنچ سکیں گے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

ع ۱۴

منزل ۵

اور وہ اگر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ سے پہلے کتنے رسولوں کو جھٹلایا جاچکا ہے اور سب کام اللہ ہی تک پہنچتے ہیں (۴) اے لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تمہیں دنیا کی زندگی فریب میں نہ ڈال دے اور نہ اللہ کے بارے میں تمہیں وہ فریبی دھوکہ دے سکے[1] (۵) یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن بنا کر رکھو، وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں (۶) جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور انھوں نے بھلے کام کیے ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے (۷) بھلا جس کے لیے اس کی بداعمالیاں مزین کردی گئی ہوں تو ان کو وہ اچھا سمجھے (وہ بھلے آدمی کی طرح کیسے ہوسکتا ہے) بس اللہ تو جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ یاب کرتا ہے تو آپ کی جان ان پر غم کھا کھا کر ہلاکت میں نہ پڑ جائے، یقیناً جو وہ کررہے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے[2] (۸) اور اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھالاتی ہیں پھر ہم ان کو بنجر علاقہ میں ہنکا کر لے جاتے ہیں اور اس سے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کردیتے ہیں (لوگ) اسی طرح اٹھائے جائیں گے[3] (۹) جو بھی عزت چاہتا ہو تو عزت تو سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے[4]، اچھی باتیں اسی کے پاس پہنچتی ہیں اور اچھا کام اس کو اوپر اٹھاتا ہے[5] اور جو برائیوں کے لیے چالیں چلتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ایسوں کی چالیں بالکل برباد جاتی ہیں (۱۰) اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہارے جوڑے بنائے اور جو بھی مادہ کے پیٹ میں رہتا ہے اور جو بھی وہ جنتی ہے وہ سب اس کے علم میں ہے اور جو بھی عمر والا عمر پاتا ہے اور اس کی عمر میں جو کمی ہوتی ہے وہ سب کتاب میں لکھا ہے یقیناً یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے (۱۱)

---

(۱) یعنی شیطان جس کا کام ہی فریب اور دھوکہ دینا ہے (۲) اوپر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین دی گئی ہے کہ اگر وہ نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں، گزشتہ نبیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا، متعصب اور ضدی لوگ نہیں مانتے تو ان کو اللہ کے حوالہ کیجیے، وہیں پہنچ کر سب باتوں کا فیصلہ ہوجائے گا اور یہاں مزید تاکید ہے کہ ایسے ہٹ دھرموں کے پیچھے آپ اپنے آپ کو گھلا نہ دیں، اللہ ان کے کرتوت جانتا ہے، وہ خود ان کا بھگتان کردے گا، آپ غمگین نہ ہوں (۳) جس طرح پانی پڑنے سے زمین سے پودے نکلنے لگتے ہیں اسی طرح جب اللہ کا حکم ہوگا زمین سے مردے جی اٹھیں گے (۴) کفار نے دوسرے معبود اسی لیے ٹھہرائے تھے کہ ان کی عزت ہوگی اور منافقوں نے کافروں سے دوستی اسی عزت کے لیے رچائی تھی، یہاں بات صاف کردی گئی کہ دنیا وآخرت کی عزت سب اللہ کے قبضہ میں ہے جس کو ملے گی وہیں سے ملے گی، اصل اسی کی فرمانبرداری ہے، اصلی عزت اسی سے حاصل ہوتی ہے (۵) ستھرا کلام یعنی اللہ کا ذکر، دعا ومناجات، تلاوت، علم ونصیحت وغیرہ خاص طور پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ مراد ہے، کہ اس کا اقرار ہی آدمی کو اونچا اٹھاتا ہے لیکن پھر عمل صالح کی ضرورت ہے جو اس کو بلندیوں کی انتہا تک پہنچاتا ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَ
هَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ
حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن
فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۲﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ
فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى
ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا
يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿۱۳﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ
سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ
وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿۱۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى
اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۱۵﴾ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ
وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۱۷﴾ وَ
لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا
لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ إِنَّمَا تُنذِرُ
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿۱۸﴾

منزل ۵

اور دو دریا ایک جیسے نہیں ہوتے یہ میٹھا ہے، پیاس بجھاتا ہے، اس کا پانی راس آتا ہے اور یہ نمکین ہے کھارا ہے اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو[۱] اور زیورات نکالتے ہو جو تم پہنتے ہو اور آپ اس میں جہازوں کو پھاڑتا چلتا دیکھیں گے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور شاید تم احسان مانو (۱۲) وہ دن پر رات کو لاتا ہے اور رات پر دن کو لاتا ہے، اور سورج اور چاند اس نے کام پر لگا دیئے ہیں، سب ایک متعین مدت تک کے لیے گردش میں ہیں، وہی ہے اللہ تمہارا رب، اسی کی بادشاہت ہے اور اس کے علاوہ تم جن کو بھی پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں (۱۳) اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہ دیں اور قیامت کے دن تو وہ تمہارے شرک کا بھی انکار کر دیں گے، اور اس خوب خبر رکھنے والے کی طرح آپ کو کوئی بتا نہیں سکتا (۱۴) اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی ہے جو بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے (۱۵) اگر وہ چاہے تو تم کو چلتا کر دے اور ایک نئی مخلوق لے آئے[۲] (۱۶) اور یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں (۱۷) اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ تلے دبا اپنا بوجھ اٹھانے کو بلائے گا بھی تو (کوئی) اس میں سے ذرا بھی بوجھ نہ اٹھا پائے گا خواہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، آپ تو ان ہی لوگوں کو ڈرا (سکتے) ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور انھوں نے نماز قائم کر رکھی ہے اور جو بھی سنورا وہ اپنے لیے سنورتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے[۳] (۱۸)

---

(۱) سمندروں اور دریاؤں کا پانی یکساں نہیں ہوتا کسی کا کھارا کسی کا میٹھا، البتہ ان میں مچھلیاں ہوتی ہیں جن کا تازہ گوشت لوگ کھاتے ہیں، اور ان میں کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز چلتے ہیں جو کاروبار کا بڑا ذریعہ ہیں، یہ سب انسانوں پر اللہ کے انعامات ہیں (۲) یعنی تم نہ مانو تو وہ قدرت رکھتا ہے کہ تم سب کو فنا کر کے ایسی مخلوق پیدا کر دے جو فرشتوں کی طرح ہمیشہ اس کی حمد وثنا میں لگی رہے لیکن اس کی مشیت یہی ہے کہ زمین میں یہ سب سلسلے چلتے رہیں اور اخیر میں ہر ایک اپنے عمل کا بدلہ پائے (۳) جس نے اپنے آپ کو سنوار لیا اور اللہ کا فرمانبردار بندہ بن گیا اس کے اس عمل کا فائدہ اسی کو پہنچے گا۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ
إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي
الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾
وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ
رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ
أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ
اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا
أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ
أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ
وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ
مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ
يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا
رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ﴿٢٩﴾

منزل ۵

اور اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے (۱۹) اور نہ تاریکیاں اور روشنی برابر ہیں (۲۰) اور نہ سایہ اور تپش (۲۱) اور نہ ہی زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور جو قبروں میں (مرے پڑے) ہیں آپ ان کو سنا نہیں سکتے[1] (۲۲) آپ تو صرف خبردار کرنے والے ہیں (۲۳) ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں خبردار کرنے والا نہ گزرا ہو (۲۴) اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے والے بھی جھٹلا چکے ہیں ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے[2] (۲۵) پھر ہم نے انکار کرنے والوں کی پکڑ کی تو میری پکڑ کیسی (سخت) تھی (۲۶) بھلا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی نے اوپر سے بارش برسائی پھر ہم نے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کر دیئے اور پہاڑوں میں بھی کچھ ٹکڑے سپید اور سرخ مختلف رنگوں کے ہیں اور کچھ سیاہ بھجنگ (۲۷) اور اسی طرح لوگوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی مختلف رنگوں کے ہیں، اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں یقیناً اللہ زبردست ہے بہت بخشنا ہے[3] (۲۸) بیشک جو لوگ کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور انھوں نے نماز قائم کر رکھی ہے اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے چھپ کر اور کھل کر وہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ماند نہیں پڑ سکتی[4] (۲۹)

---

(۱) یہ بلیغ مثال ہے کافر اور مومن کی، ایک اندھا ایک بینا، ایک کے پاس روشنی اور ایک تاریکیوں میں بھٹکتا ہوا، ایک دوزخ کی تپش اور آگ میں اور ایک باغات کے سایہ میں، ایک زندہ دل رکھنے والا حق و باطل کا فرق سمجھنے والا اور ایک مردہ دل جس پر کسی بات کا اثر نہ ہو، اخیر میں کہہ دیا کہ ان کا حال تو یہ ہے کہ جیسے کہ مردے قبروں میں پڑے ہوں آپ کچھ بھی کہتے رہیں ان پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں (۲) بعض نبیوں کو مختصر صحیفے اور بعض کو مفصل کتابیں دی گئیں (۳) اللہ کی قدرت کی یہ سب نیرنگیاں ہیں جو لوگ بظاہر غور کرتے ہیں اور ان سے اللہ کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں وہ اللہ سے ڈرتے ہیں (۴) دنیا میں آدمی تجارت میں مال لگاتا ہے اور گھاٹا بھی ہوتا ہے لیکن یہ وہ تجارت ہے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ
شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا
الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ
وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ
هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ
فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا
لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ
لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ
يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ
الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن
تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾

ع ۱۴

منزل۵

تا کہ وہ ان کو ان کا بدلہ پورا پورا دیدے اور اپنے فضل سے ان کو اور بڑھا کردے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے (۳۰) اور آپ کی طرف ہم نے جو کتاب بھیجی ہے وہی حق ہے جو اپنے سے پہلی (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے، یقیناً اللہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے پوری نگاہ رکھتا ہے (۳۱) پھر ہم نے کتاب کا وارث اپنے ان بندوں کو بنایا جن کو ہم نے چن لیا تو ان میں کچھ لوگ تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ درمیانی ہیں اور ان میں کچھ اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں، یہی بڑی فضیلت کی بات ہے[۱] (۳۲) ہمیشہ رہنے والے باغات میں وہ داخل ہوں گے اس میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا (۳۳) اور وہ کہہ اٹھیں گے کہ اصل تعریف تو اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم سے سب رنج کافور کیا یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے (۳۴) جس نے اپنے احسان سے ہم کو رہنے کے گھر اتارا جس میں نہ ہمیں کوئی مشقت ہوتی ہے اور نہ تھکن ہوتی ہے (۳۵) اور جنھوں نے انکار کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ہی ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی، اسی طرح ہم ہر انکار کرنے والے کو سزا دیں گے (۳۶) اور وہ اس میں چلا چلا کر کہیں گے کہ ہمارے رب ہمیں نکال دے جو کام ہم کیا کرتے تھے ان کو چھوڑ کر ہم اچھے کام کریں گے (ارشاد ہوگا کہ) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرلے اور ڈرانے والا بھی تمہارے پاس آیا تو اب مزہ چکھو، بس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں[۲] (۳۷)

---

(۱) اس سے مراد مسلمان ہیں جن کو قرآن مجید ملا پھر ان کی تین قسمیں بیان فرمائیں، ایک وہ جو کوتاہ ہیں فرائض وواجبات کے بھی تارک بن جاتے ہیں، دوسرے وہ ہیں جو فرائض وواجبات کی تو پابندی کرلیتے ہیں لیکن اللہ کے قرب ورضا کے کاموں میں زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے، اور تیسری قسم ان مقبولان بارگاہ کی ہے جو ایک ایک لمحہ اللہ کے لیے گزارتے ہیں، یہ تینوں قسمیں مسلمانوں ہی کی بیان ہوئی ہیں، آخرکار سب ہی جنت میں داخل ہوں گے، لیکن تیسری قسم کے بارے میں فرمادیا گیا وہ بڑی فضیلت رکھنے والے لوگ ہیں، جنت میں انہیں بلند مقامات حاصل ہوں گے (۲) اللہ نے انسان کو جو عمر دی ہے وہ سوچنے کے لیے بہت ہے، مختلف مراحل اس کی زندگی میں ایسے آتے ہیں جو اس کو دعوت فکر دیتے ہیں، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو آخرت کے عذاب سے آگاہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اور ہر دور میں ایسے نائبین انبیاء پیدا ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے جو یہ کام کرتے رہیں گے، اس کے بعد بھی اگر کوئی نہیں سمجھنا چاہتا ہے تو وہ دوزخ کا مزہ چکھے۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ
فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا
مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا
مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا
فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اَنْ تَزُوْلَا ڬ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ
بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى
الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَۨا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا
فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا
بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾

منزل ۵

بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے ڈھکے چھپے سے واقف ہے، یقیناً وہ سینوں میں (چھپی) باتوں کو بھی جانتا ہے (۳۸) اسی نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا پھر جس نے کفر کیا تو اس کا کفر اسی کے سر اور کافروں کے لیے ان کا کفران کے رب کے پاس اور زیادہ غضب ہی کا ذریعہ ہوگا اور کافروں کو اپنے کفر سے نقصان میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا (۳۹) کہہ دیجیے کہ تمہارے ان ساجھے داروں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو، ذرا مجھے دکھاؤ زمین سے انھوں نے کیا پیدا کیا یا آسمانوں میں ان کی کوئی ساجھے داری ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے تو اس سے وہ کوئی دلیل رکھتے ہیں، بات یہ ہے کہ یہ ظالم ایک دوسرے سے جو کچھ وعدے کرتے ہیں سب فریب ہیں[1] (۴۰) یقیناً اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامتا ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل گئے تو اس کے سوا کوئی ان کو سنبھالنے والا نہیں یقیناً وہ بڑا تحمل والا بخشنے والا ہے (۴۱) اور انھوں نے بڑے یقین کے ساتھ اللہ کی قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ ضرور اور امتوں سے زیادہ راہ پر آجائیں گے، پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آگیا تو وہ اس کی وجہ سے اور بدک گئے[2] (۴۲) زمین میں اکڑتے ہوئے اور برائی کے لیے چالیں چلتے ہوئے اور برائی کی چال ان ہی چال والوں پر الٹ کر رہے گی پھر کیا ان کو پچھلوں کے دستور کا انتظار ہے تو آپ اللہ کے دستور کو نہ ہی بدلتا پائیں گے اور نہ ہی اللہ کے دستور کو ٹلتا پائیں[3] گے (۴۳)

---

(۱) یعنی ان کے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں، ایک دوسرے کو یہی سمجھاتے چلے آئے کہ یہ سب ہمارے سفارشی بنیں گے، حالانکہ یہ خالص فریب ہے، وہاں کفار کی سفارش کے لیے بڑے سے بڑے مقرب کو بھی جرأت نہیں کہ وہ ان کے بارے میں کچھ بول سکے (۲) عرب کے لوگ جب سنتے تھے کہ یہود وغیرہ دوسری قوموں نے اپنے نبیوں کی یوں نافرمانی کی تو کہتے کہ ہم میں جب نبی آئے گا تو ہم ان قوموں سے بہتر اس نبی کی اطاعت کریں گے لیکن جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو ان کے تکبر نے ان کو مارا اور بجائے اطاعت کے عداوت پر کمر بستہ ہوئے اور طرح طرح کی چالیں چلنے لگے، بالآخر سب چالیں ان ہی پر پڑیں اور سارے عرب میں اسلام غالب ہوا (۳) گزشتہ قوموں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا دستور رہا ہے اس میں نہ تبدیلی ہوئی اور نہ وہ ٹلا ہے تو کیا ان کو اسی کا انتظار ہے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يس ﴿١﴾ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣﴾ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤﴾ تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٥﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾

کیا انھوں نے زمین میں چل پھر کر دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے والوں کا کیسا انجام ہوا جبکہ وہ ان سے زیادہ زور آور تھے اور ایسا نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز بھی اللہ کو بے بس کر دے، یقیناً وہ سب کچھ جانتا ہے ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے (۴۴) اور اگر اللہ لوگوں کی ان کے کرتوتوں پر پکڑ کرنے لگے تو روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہ چھوڑے لیکن وہ تو ایک متعین مدت تک کے لیے ان کو مہلت دیتا ہے پھر جب ان کی مدت آپہنچے گی تو اللہ اپنے بندوں کو خود ہی دیکھ لے گا۔ (۴۵)

﴿سورۂ یٰسین﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰسٓ (۱) قرآن حکیم کی قسم (۲) یقیناً آپ رسولوں ہی میں سے ہیں[1] (۳) سیدھی راہ پر ہیں (۴) (یہ قرآن) اس ذات کی طرف سے اتارا جا رہا ہے جو زبردست بھی ہے، رحم فرمانے والا بھی ہے (۵) تاکہ آپ اس قوم کو خبردار کریں جن کے باپ دادا کو خبردار نہیں کیا گیا تو وہ غفلت میں پڑے ہیں[2] (٦) ان میں زیادہ تر لوگوں پر بات تھپ چکی تو وہ ایمان نہیں لائیں گے (۷) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو ان کے سر اکڑے پڑے ہیں (۸) اور ہم نے ان کے سامنے بھی ایک آڑ کھڑی کر دی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک آڑ (کھڑی کر دی ہے) اس طرح ہم نے ان کو ڈھانپ دیا ہے تو ان کو (کچھ) سجھائی نہیں دیتا[3] (۹)

---

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک کھلی دلیل ہے کہ نبی امی ہونے کے باوجود ایسے مضبوط و مستحکم الفاظ و معانی رکھنے والا قرآن آپ کی زبان سے جاری کرایا گیا (۲) مکہ اور اس کے اطراف میں عرصہ سے کوئی نبی نہیں آیا تھا (۳) یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جن کی ڈھٹائی انتہا کو پہنچ رہی تھی اور انھوں نے طے کر لیا تھا کہ ہم کو مان کر نہیں رہنا ہے، اللہ نے ان کے اندر بھی قبول کرنے کی صلاحیت رکھی تھی مگر اس صلاحیت کو انھوں نے کچل کر رکھ دیا تھا، ہاتھ میں پکڑنے کی صلاحیت اللہ نے رکھی ہے اگر کوئی اس کو بالکل استعمال نہ کرے اور یکساں ایک حالت میں چھوڑ دے تو وہ آہستہ آہستہ شل ہو کر رہ جاتا ہے اور اپنی صلاحیتیں کھو دیتا ہے، یہی ان میں سے بڑی تعداد کا حال تھا کہ انھوں نے قبول کرنے کی صلاحیت کو ضائع کر دیا تو اللہ نے ان کے لیے محرومی کا فیصلہ فرما دیا، اب ان کو کچھ سجھائی نہیں دیتا، گلے میں طوق کا پڑ جانا اور آگے پیچھے دیواروں کا کھڑا ہو جانا کہ کچھ نظر نہ پڑے، یہ ان کی ہٹ دھرمی کو بیان کرنے کی ایک تعبیر ہے۔

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾
إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلذِّكْرَ وَخَشِىَ ٱلرَّحْمَٰنَ بِٱلْغَيْبِ ۖ
فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ
وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا۟ وَءَاثَٰرَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَىْءٍ أَحْصَيْنَٰهُ فِىٓ
إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٢﴾ وَٱضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَٰبَ ٱلْقَرْيَةِ إِذْ
جَآءَهَا ٱلْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾ إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ ٱثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوٓا۟ إِنَّآ إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا۟
مَآ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ أَنزَلَ ٱلرَّحْمَٰنُ مِن شَىْءٍ
إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾ قَالُوا۟ رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ
لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٧﴾ قَالُوٓا۟
إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا۟ لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم
مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوا۟ طَٰٓئِرُكُم مَّعَكُمْ ۚ أَئِن
ذُكِّرْتُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿١٩﴾ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا
ٱلْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱتَّبِعُوا۟ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾
ٱتَّبِعُوا۟ مَن لَّا يَسْـَٔلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٢١﴾

منزل ۵

اوران کے لیے برابر ہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ مانیں گے نہیں (۱۰) آپ تو اس کو خبردار کر سکتے ہیں جو سمجھانے پر چلے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے[۱] تو آپ اس کو بشارت دے دیں بخشش کی اور عزت کے بدلہ کی (۱۱) ہم ہی ہیں جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو انھوں نے آگے بھیجا اور جو ان کے پیچھے ان کے نشان رہے ہم اس کو لکھتے رہے ہیں اور ہر چیز ایک کھلی کتاب میں ہم نے گن گن کر رکھی ہے[۲] (۱۲) اور آپ ان کے سامنے گاؤں والوں کی مثال دیجیے جب رسول ان کے پاس پہنچے تھے (۱۳) جب ہم نے ان کے پاس دو رسولوں کو بھیجا تو انھوں نے دونوں کو جھٹلا دیا بس ہم نے تیسرے سے ان کو قوت دی تو ان سب نے کہا ہم کو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے (۱۴) (قوم کے لوگ) بولے تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم صرف جھوٹ کہتے ہو[۳] (۱۵) انھوں نے کہا کہ ہمارا رب خوب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہارے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں (۱۶) اور ہمارے ذمہ تو صرف صاف صاف (پیغام) پہنچا دینا ہے (۱۷) وہ بولے ہم تو تم سے برا شگون لیتے ہیں[۴] اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک ہی کر ڈالیں گے اور ہماری طرف سے تمہیں سخت سزا مل کر رہے گی (۱۸) انھوں نے فرمایا تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ ہے، کیا (یہ سب کچھ) صرف اس لیے (ہے) کہ تمہیں سمجھایا گیا، بات یہ ہے کہ تم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو (۱۹) اور شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا آیا، بولا اے میری قوم رسولوں کا کہا مان لو (۲۰) ایسوں کی بات مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور وہ راہ راست پر ہیں[۵] (۲۱)

---

(۱) جو سمجھنا چاہے اور اس کے دل میں کچھ خدا کا خوف ہو تو وہ بات سنتا بھی ہے اور غور بھی کرتا ہے (۲) جو اچھے یا برے عمل کر کے گئے یا ان کے اچھے یا برے اثرات چھوڑ گئے اور ان کا تسلسل رہا، سب محفوظ کیا جا رہا ہے، جو خیر کا ذریعہ بنتے ہیں وہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہوتا ہے اور جو شر کا ذریعہ بنتے ہیں اس کا وبال ان پر پڑتا رہتا ہے (۳) یہ کسی بستی کا ذکر ہے جس کا اللہ نے بطور عبرت کے تذکرہ فرمایا ہے کہ وہاں دو رسول بھیجے گئے پھر تیسرے کو مزید بھیجا گیا مگر لوگوں نے بات مان کر نہ دی، جس کے نتیجہ میں وہ سب ہلاک کر دیئے گئے، بعض مفسرین نے شام کے مشہور شہر انطاکیہ کا نام لیا ہے مگر نہ کہیں حدیث میں اس کی صراحت ہے اور نہ قرآن مجید نے وضاحت کی ہے (۴) بستی والوں کی نافرمانی پر قحط پڑا تو اس کو بستی والوں نے رسولوں کی نحوست بتایا (معاذ اللہ) (۵) یہ ایک نیک انسان تھا جو مسلمان ہو چکا تھا شہر کے کنارے کہیں رہتا تھا اس کو پتہ چلا کہ رسولوں کے ساتھ گستاخیاں کی جا رہی ہیں اور ان کو ستایا جا رہا ہے تو وہ بھاگتا بھاگتا آیا اور حکیمانہ انداز سے بڑے مؤثر طریقہ پر قوم کو سمجھانے کی کوششیں کیں مگر لوگ الٹے اس کے دشمن ہو گئے اور اس کو مار ڈالا۔

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾
ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي
شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّيٓ
ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي
يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ
أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾
إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَٰحَسْرَةً عَلَى
الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا
كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن
كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَءَايَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ
أَحْيَيْنَٰهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّٰتٍ
مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَٰبٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن
ثَمَرِهِۦ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَٰنَ الَّذِي خَلَقَ
الْأَزْوَٰجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۢبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾
وَءَايَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾

اور میں آخر کیوں نہ اس (پروردگار) کی بندگی کروں جس نے مجھے عدم سے وجود بخشا اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (٢٢) کیا میں اس کے علاوہ ایسے معبود اختیار کرلوں کہ اگر رحمٰن مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو نہ ان کی سفارش میرے کچھ کام آسکے اور نہ وہ مجھے بچاسکیں (٢٣) (اگر میں نے ایسا کرلیا) تب تو یقیناً میں کھلی گمراہی میں (داخل) ہوگیا (٢٤) یقیناً میں تو تمہارے رب پر ایمان لاچکا ہوں تو مجھ سے سن لو[1] (٢٥) (قوم کے لوگوں نے اس کو مار مار کر ہلاک کردیا تو اللہ کی طرف سے) حکم ہوا کہ جنت میں چلا جا، کہنے لگا کاش میری قوم کو پتہ چل جاتا (٢٦) کہ میرے رب نے میری کیا ہی بخشش فرمائی اور مجھے عزت والوں میں کیا (٢٧) اور اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ (لشکر) ہمیں اتارنا ہی تھا (٢٨) وہ تو صرف ایک چنگھاڑ تھی بس وہ سب بجھ کر رہ گئے (٢٩) افسوس میرے ان بندوں پر جب ان کے پاس کوئی رسول آتا تو وہ اس کا مذاق اڑاتے (٣٠) کیا انھوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو ہلاک کردیا، وہ ان کے پاس واپس نہیں آسکتے (٣١) اور یقیناً سب کے سب ہمارے پاس حاضر کردیئے جائیں گے[2] (٣٢) اور ان کے لیے ایک نشانی یہ بنجر زمین بھی ہے ہم نے اس کو زندہ کردیا اور اس میں سے دانا نکالا تو اس سے وہ کھاتے ہیں (٣٣) اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات بنائے اور اس میں چشمے جاری کردیئے (٣٤) تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنالیا، پھر بھی وہ احسان نہیں مانتے؟[3] (٣٥) وہ ذات پاک ہے جس نے سب جوڑے پیدا کیے زمین کی پیداوار میں بھی اور خود ان میں بھی اور کتنی ایسی چیزوں میں جو وہ جانتے ہی نہیں[4] (٣٦) اور ان کے لیے ایک نشانی رات بھی ہے دن کو ہم اس سے کھینچ لیتے ہیں بس وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں (٣٧)

---

(١) بےخوف ہوکر اس نے اعلان کیا کہ رسول بھی گواہ ہوں اور سننے والوں پر بھی شاید اثر پڑے، بس لوگ پل پڑے اور اس کو مار ڈالا، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کو جنت کا پروانہ دے دیا، وہاں بھی اس اللہ کے بندے کو اپنی قوم یاد آئی اور اس نے یہ تمنا کی کہ کاش جو عزت میری یہاں ہورہی ہے قوم کو معلوم ہوجائے تو شاید ان کی سمجھ میں آئے، ادھر یہ ہوا کہ اس کے بعد اللہ کا عذاب آیا اور قوم ہلاک کردی گئی اور اس کے لیے کسی اہتمام کی بھی ضرورت نہیں پڑی کہ فرشتوں کے لشکر اتارنے پڑے ہوں بس فرشتے نے ایک چیخ ماری اور لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے اور سب وہیں کے وہیں ڈھیر ہوکر رہ گئے، اور کسی بھی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے اللہ کو فرشتوں کے لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں جب وہ کسی مصلحت سے چاہتا ہے اتارتا ہے ورنہ ایک اشارہ کافی ہے۔ (٢) ہلاک ہونے والے دنیا میں تو واپس نہیں آسکتے مگر اللہ کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے۔ (٣) انسان اسباب اختیار کرتا ہے، زمین جوتتا ہے بیج ڈالتا ہے مگر ایک ہی زمین میں قسم قسم کے پھل پھول اور اناج کون پیدا کرتا ہے اس میں انسان کو کیا دخل۔ (٤) ہر چیز کے اللہ نے جوڑے رکھے ہیں، کتنی چیزیں انسان نہیں جانتا تھا اب وہ اس کے علم میں آرہی ہیں، =

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ
قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ
لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ
يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾
وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ
لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا
تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ
مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا
مِنْ مَّرْقَدِنَا ۫ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾

اورسورج اپنے ٹھکانے کی طرف رواں دواں ہے یہ اس زبردست خوب جاننے والے کا مقرر کیا ہوا ہے[1] (۳۸) اور چاند کی منزلیں بھی ہم نے طے کر رکھی ہیں یہاں تک کہ پھر وہ ویسے ہی ہو جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی (۳۹) نہ سورج کو روا ہے کہ وہ چاند کو جا لے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں (۴۰) اور یہ بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری کشتی میں سوار کرایا (۴۱) اور ان کے لیے اس جیسی اور چیزیں پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوسکیں[2] (۴۲) اور اگر ہم چاہیں تو ہم ان کو ڈبو دیں تو نہ کوئی ان کی فریاد سننے والا ہو اور نہ وہ بچائے جاسکیں (۴۳) البتہ یہ ہماری مہربانی ہے اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع ہے (۴۴) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر مہربانی ہو[3] (۴۵) اور جب بھی ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں کوئی نشانی پہنچتی ہے تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں (۴۶) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم کو اللہ نے جو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کیا ہم ان کو کھلائیں جن کو اللہ چاہتا تو خود ہی کھلا دیتا تم تو صاف بہکے ہوئے ہو[4] (۴۷) اور وہ کہتے ہیں کہ وہ وعدہ کب پورا ہوگا (بتاؤ) اگر تم سچے ہو (۴۸) کیا ان کو اسی ایک چنگھاڑ کا انتظار ہے جو ان کو آ پکڑے گی جبکہ وہ جھگڑ رہے ہوں گے (۴۹) پھر وہ نہ کوئی وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاسکیں گے (۵۰) اور صور پھونک دی جائے گی بس وہ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیزی کے ساتھ چل پڑیں گے (۵۱) بولیں گے ہائے بربادی ہماری قبروں سے ہمیں کس نے اٹھایا؟ یہی وہ چیز ہے جس کا رحمٰن کی طرف سے وعدہ تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا (۵۲)

← بجلی میں ایک مثبت ایک منفی، ایٹم میں ایک نیوٹرون (Neutron) اور دوسرا پروٹون (Proton) اور کتنی چیزیں وہ آگے جان لے گا۔

(۱) سورج کی چال اور راستہ مقرر ہے، جدید سائنس کے مطابق وہ مجمع النجوم کی جانب کسی نامعلوم مرکز کی طرف تیزی سے بھاگا جا رہا ہے جسے Solar Apex کہا جاتا ہے، اور چاند نظر آنے میں گھٹتا بڑھتا ہے اس کی بھی اللہ نے منزلیں متعین کر رکھی ہیں، چودھویں رات کا چاند مکمل ہونے کے بعد گھٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک مہینہ کے آغاز میں پھر جب نکلتا ہے تو پتلا خمدار پیلا کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح اور یہ سارے سیارے چاند سورج اللہ کے بنائے ہوئے اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ وہ کچھ بھی ادھر سے ادھر ہوں، نہ چاند اپنے وقت سے پہلے طلوع ہوسکتا ہے اور نہ سورج، سب اپنے اپنے کام پر لگے ہیں یہی ان کی بندگی ہے۔
(۲) عربوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے نوجوان لڑکوں کو بحری تجارتی مہم پر بھیجا کرتے تھے، اللہ نے یہ احسان بھی جتلایا ہے کہ سفر کیسے پرخطر ہوتے ہیں اگر ہم کشتی غرق کردیں تو کون بچانے والا ہے، پھر اللہ آگے فرماتا ہے کہ اسی جیسی اور سواریاں بھی ہم نے پیدا کی ہیں، اس میں مفسرین نے اونٹوں کا ذکر کیا ہے جن کو صحراء کے جہاز کہا کرتے تھے اور آج ان سے زیادہ اس کا مصداق ہوائی جہاز ہیں جو ہوا کے دوش پر تیرتے ہیں جس طرح کشتیاں پانی پر تیرتی ہیں (۳) یعنی جو تمہاری نافرمانیاں ←

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝٥٣
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٥٤ إِنَّ
أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝٥٥ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ
عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝٥٦ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ۝٥٧
سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ۝٥٨ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝٥٩
أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُبِينٌ ۝٦٠ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝٦١ وَلَقَدْ أَضَلَّ
مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝٦٢ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي
كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝٦٣ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝٦٤ الْيَوْمَ
نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ ۝٦٥ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ
يُبْصِرُونَ ۝٦٦ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا
مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝٦٧ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا
يَعْقِلُونَ ۝٦٨ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ
مُبِينٌ ۝٦٩ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝٧٠

وقف غفران — ع ٤

منزل ۵

صرف ایک ہی چنگھاڑ ہوگی بس وہ سب کے سب ہمارے پاس حاضر کردیئے جائیں گے (۵۳) پھر آج کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہوگی اور تمہیں اسی کے مطابق بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے (۵۴) یقیناً جنت کے لوگ اس دن مزے اڑانے میں لگے ہوں گے (۵۵) وہ اور ان کی بیویاں سائے میں ٹیک لگائے مسہریوں پر بیٹھے ہوں گے (۵٦) وہاں ان کے لیے میوے ہوں گے اور جو منگوائیں گے (۵۷) نہایت مہربان پروردگار کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا (۵۸) اور اے مجرمو! آج تم الگ ہوجاؤ (۵۹) اے آدم کے بیٹو! کیا ہم نے تم کو یہ تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہیں کروگے یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (٦٠) اور صرف میری ہی بندگی کرو، یہ سیدھا راستہ ہے (٦١) اور حال یہ ہے کہ تم میں بڑی تعداد کو (شیطان نے) گمراہ کردیا، بھلا کیا تم سمجھ ہی نہیں رکھتے (٦٢) یہی وہ جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جارہا تھا (٦٣) آج اس میں گھسو جاکر اس وجہ سے کہ تم انکار کرتے رہے تھے (٦۴) آج ہم ان کے منھ پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے گفتگو کریں گے اور ان کے پیر اس کی گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے[1] (٦۵) اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹادیتے پھر وہ راستہ کی طرف لپکتے بھی تو ان کو کہاں سے سجھائی دیتا[2] (٦٦) اور ہم اگر چاہتے تو ان ہی کی جگہ پر ان کی صورتیں بگاڑ دیتے تو نہ چلنا ان کے بس میں ہوتا اور نہ وہ واپس آتے (٦٧) اور جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کی پیدائش کو الٹ دیتے ہیں پھر بھی کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے[3] (٦٨) اور نہ ہم نے ان (نبی) کو شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے شایان شان تھا، یہ تو صرف ایک نصیحت ہے اور ایسا قرآن ہے جو کھول کھول کر بیان کرتا ہے (٦٩) تاکہ وہ اس کو خبردار کرے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات پوری ہوجائے[4] (٧٠)

← گزر چکی ہیں اور جو تم کررہے ہو ان کی سزا سے ڈرو اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ "وَمَا خَلْفَكُمْ" سے مراد اعمال لیے جائیں اور "وَمَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ" سے مراد جزاء کا دن لیا جائے، یعنی اپنے اعمال اور ان پر مرتب ہونے والی سزا سے ڈرو۔ (۴) تمسخر کا یہ انداز تھا کہ ہم کیوں کھلائیں اللہ پاک چاہیں تو خود ہی کھلادیں۔
(۱) جب منکر و مجرم اپنے کفر اور جرم کا انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعضاء کو قوت گویائی عطا فرمائے گا جو ایک ایک جرم کی گواہی پیش کریں گے یہاں تک کہ کھال بھی بولے گی اور گواہی دے گی جیسا کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔ (۲) یعنی جیسے انھوں نے ہماری نشانیوں سے آنکھیں بند کرلی ہیں ہم چاہیں تو دنیا میں ان کو بالکل اندھا کردیں اور جس طرح وہ حق کے راستہ پر چلنا نہیں چاہتے ہم چاہیں تو ان کو بالکل اپاہج بنادیں لیکن ہم نے ان کو ڈھیل دی، اب قیامت میں یہی اعضا ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ (۳) بڑھاپے میں آدمی بالکل بچوں کی طرح کمزور ہوجاتا ہے جوانی کی ساری طاقتیں ختم ہوجاتی ہیں، یہ انسان ←

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ﴿٧١﴾
وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ
وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ
يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا
يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ
أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ
نَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي
أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ
الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ
الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾
فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ﴿٣﴾

منزل۶

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیزیں اپنے ہاتھوں سے ہم نے بنائیں ان میں چوپائے ان کے لیے پیدا کردیئے تو وہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں اور ان کو ہم نے ان کے تابع کردیا تو ان میں ان کی سواریاں بھی ہیں اور ان میں کچھ وہ بھی ہیں جن کو وہ کھاتے ہیں (۷۱) اور ان میں ان کے لیے اور بھی فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں، پھر کیوں احسان نہیں مانتے (۷۲) اور انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا رکھے ہیں کہ شاید ان کی مدد ہو (۷۳) ان کی وہ کچھ مدد نہیں کرسکتے اور یہ ان کی فوج ہوکر پکڑ لائے جائیں گے[۱] (۷۴) تو آپ ان کی بات سے غم نہ کریں یقیناً ہم ان کی ہر چیز جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں (۷۵) بھلا انسان نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اس کو ایک قطرہ سے بنایا بس وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہوگیا (۷۶) ہم پر مثال رکھتا ہے اور اپنی پیدائش بھول گیا (۷۷) کہتا ہے کہ کون ہڈیوں میں جان ڈالے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہوچکیں (۷۸) کہہ دیجیے کہ ان میں وہی جان ڈالے گا جس نے پہلی بار ان کو بنایا اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام خوب جانتا ہے[۲] (۷۹) جس نے تمہارے لیے ہرے درخت سے آگ بنادی، بس تم اس سے سلگانے کا کام کرتے ہو (۸۰) بھلا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس کو اس کی قدرت نہ ہوگی کہ ان جیسوں کو پیدا کردے، کیوں نہیں اور وہی تو سب کچھ پیدا کرنے والا ہے سب جاننے والا ہے (۸۱) اس کا کام تو یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ فرمالے تو اس سے کہہ دیتا ہے، ہوجا، بس وہ ہوجاتی ہے (۸۲) تو وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے (۸۳)

﴿سورۂ صٰفّٰت﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے قطار در قطار صف باندھنے والوں کی[۱] (۱) پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی (۲) پھر یاد کر کے پڑھنے والوں کی (۳)

← کے عروج وزوال کی کہانی ہے جو اس کو درس عبرت دیتی ہے۔ (۴) قرآن مجید کی فصاحت واعجاز کو دیکھ کر مشرکین باتیں بناتے، کوئی شعر کہتا تو کوئی سحر، اس کی تردید کی جارہی ہے، خود دشمن کی زبان سے اللہ نے کہلوایا کہ کہاں شعر اور کہاں یہ کلام، جو ذرا بھی زندہ دل رکھتا ہو یہ اس کے لیے بیش بہا دولت ہے۔

(۱) یعنی جن کی عبادت کیا کرتے تھے جب مدد کی ضرورت ہوگی تو وہ ان کے خلاف بولنے لگیں گے اور ان سے اپنی بیزاری ظاہر کردیں گے، اس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ پر ہے (۲) راکھ اور ہڈی اور مٹی سے دوبارہ انسان کیسے بن جائے گا یہ تو اعتراض ذہن میں آیا یہ خیال نہ رہا کہ ہماری اصل کیا تھی سوائے ایک ناپاک قطرہ کے، وہ کیسے انسان بن کر کھڑا ہوگیا؟ جس نے پہلی بار پیدا کیا وہی دوسری بار بھی پیدا فرمادے گا! پھر آگے فرمایا کہ جو ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا ←

إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ
الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا
مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ ﴿٧﴾ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ﴿٩﴾ إِلَّا مَنْ خَطِفَ
الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ
مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿١٢﴾
وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوا إِنْ
هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾
أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ
وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَٰذَا
يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢١﴾ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا
وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ
صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ
هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾
قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾

منزل۶

یقیناً تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے[۱] (۴) آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کا پروردگار ہے اور مشرقوں کا رب ہے[۲] (۵) ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی خوب رونق دی ہے (۶) اور ہر سرکش شیطان سے محفوظ رکھنے کے لیے[۳] (۷) وہ ملأ اعلیٰ کی سن گن پا نہیں سکتے اور ہر طرف سے مارے جاتے ہیں (۸) دھتکارنے کو، اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے (۹) سوائے اس کے کہ کوئی کچھ اچک لے تو چمکتا ہوا ایک شعلہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے (۱۰) تو آپ ان سے پوچھئے کہ ان کا پیدا کرنا سخت ہے یا ہم نے جو اور چیزیں پیدا کیں، ان کو تو ہم نے چپکتی ہوئی مٹی سے بنایا ہے[۴] (۱۱) ہاں آپ کو تو تعجب ہوتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں (۱۲) اور جب سمجھایا جاتا ہے تو نصیحت نہیں حاصل کرتے (۱۳) اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق کا ماحول بناتے ہیں (۱۴) اور کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے (۱۵) بھلا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے (۱۶) اور کیا ہمارے باپ دادا بھی جو پہلے ہوئے (۱۷) بتادیجیے کہ ہاں (ایسا ہی ہوگا) اور (اس وقت) تم ذلیل ہوگے (۱۸) بس یہ تو صرف ایک للکار ہوگی پھر وہ دیکھنے لگیں گے (۱۹) اور کہیں گے ہائے بربادی یہی بدلہ کا دن ہے (۲۰) (ہاں) یہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۲۱) ان سب کو گھیر لاؤ جنھوں نے ظلم کیا اور ان کے ساتھیوں کو اور ان کو بھی جن کو یہ پوجا کرتے تھے (۲۲) اللہ کو چھوڑ کر، پھر ان سب کو جہنم کا راستہ بتادو (۲۳) اور ذرا ان کو ٹھہرا رکھو ان سے پوچھا جائے گا (۲۴) کیا بات ہے (اب) ایک دوسرے کی مدد (کیوں) نہیں کرتے (۲۵) بلکہ وہ تو اس دن سر جھکائے کھڑے ہوں گے (۲۶) اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے (۲۷) کہیں گے تم ہی ہمارے پاس چڑھے چلے آتے تھے[۵] (۲۸) وہ کہیں گے بلکہ تم ہی کون سے ایمان لانے والے تھے (۲۹)

← کرسکتا ہے، وہ بوسیدہ ہڈیوں میں جان نہیں ڈال سکتا، ہرے بھرے درختوں سے ایندھن حاصل ہوتا ہے اور عربوں میں دو درخت تھے مرخ اور عفاران کے رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی تھی (۳) قسمیں عام طور پر تاکید کے لیے ہوتی ہیں قرآن مجید میں تاکید کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے جو آگے آنے والی چیز یعنی مقسم علیہ کے لیے گواہ کی حیثیت رکھتی ہیں، یہاں بظاہر فرشتے مراد ہیں جو اللہ کے سامنے صف باندھ کر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں، شیطانوں کو بھگاتے ہیں اور اللہ کے حکم کو یاد کرتے ہیں اور اس کا چرچا کرتے ہیں۔

(۱) یہ حقیقت توحید کا بیان ہے اور مشرکین مکہ فرشتوں کو جو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اس کی نفی ہے اور اس کی ایک دلیل کے طور پر گزشتہ آیات ہیں کہ فرشتے ہمہ وقت بندگی کے کام میں لگے ہیں (۲) مشرقوں سے مراد طلوع ہونے کی جگہیں ہیں خواہ وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ ہوں جو موسم کے اعتبار سے بدلتی رہتی ←

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَٰغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا
قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ إِنَّا لَذَآئِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَٰكُمْ إِنَّا كُنَّا غَٰوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ
يَوْمَئِذٍ فِى ٱلْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾
إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ
أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا۟ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَآءَ بِٱلْحَقِّ وَصَدَّقَ
ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا۟ ٱلْعَذَابِ ٱلْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا
كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ
مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَٰكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِى جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ
مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍۭ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ
لِّلشَّٰرِبِينَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَعِندَهُمْ قَٰصِرَٰتُ
ٱلطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
يَتَسَآءَلُونَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّى كَانَ لِى قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَقُولُ
أَءِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَٰمًا
أَءِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾ فَٱطَّلَعَ
فَرَءَاهُ فِى سَوَآءِ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَٱللَّهِ إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ﴿٥٦﴾

منزل۶

اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے (۳۰) اب تو ہمارے رب کی بات ہم پر ٹھپ گئی، اب ہمیں مزہ چکھنا ہی ہے (۳۱) ہم تو بہکے ہوئے تھے ہی، تو ہم نے تم کو بھی بہکایا (۳۲) بس وہ سب اس دن عذاب میں شریک ہوں گے (۳۳) ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں (۳۴) ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اکڑتے تھے (۳۵) اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو کسی دیوانے شاعر کے[1] لیے چھوڑ دیں (۳۶) جبکہ وہ تو حق لے کر آئے تھے اور انھوں نے رسولوں کو سچا بتایا تھا (۳۷) یقیناً اب تمہیں دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا (۳۸) اور تمہیں اسی کی سزا مل رہی ہے جو تم کیا کرتے تھے (۳۹) سوائے اللہ کے خاص بندوں کے (۴۰) وہی لوگ ہیں جن کے لیے روزی مقرر ہے (۴۱) (یعنی) میوے اور ان کا اعزاز کیا جائے گا (۴۲) نعمتوں کی جنتوں میں (۴۳) آمنے سامنے مسہریوں پر (۴۴) ستھری شراب کے جام کا ان میں دور چل رہا ہوگا (۴۵) بالکل سفید پینے والوں کے لیے لذت بھری (۴۶) نہ اس میں سر گھومے گا اور نہ وہ بہکیں گے (۴۷) اور ان کے پاس شرمیلی نگاہوں والی، خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی (۴۸) جیسے وہ چھپے ہوئے انڈے ہوں[2] (۴۹) پھر وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے (۵۰) ان میں ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک دوست تھا (۵۱) وہ کہتا تھا کیا تم واقعی یقین رکھتے ہو (۵۲) بھلا جب ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جائیں گے پھر کیا ہمیں بدلہ ملے گا (۵۳) وہ (اپنے جنتی ساتھیوں سے) کہے گا کیا تم جھانک کر دیکھو گے (۵۴) پھر وہ خود جھانک کر دیکھے گا تو اسے جہنم کے بیچ پائے گا (۵۵) کہے گا خدا کی قسم تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا (۵۶)

← ہیں یا چاند ستاروں کی (۳) اس کا ذکر سورۂ حجر میں ہو چکا (۴) آسمان زمین سورج چاند کا پیدا کرنا مشکل ہے یا ایک مشت خاک کو دوبارہ زندگی دینا (۵) کمزور لوگ طاقتوروں سے کہیں گے۔

(۱) مشرکین مکہ آپ کو شاعر اور مجنون بتایا کرتے تھے، آگے اس کی قلعی کھولی جارہی ہے کہ شاعروں کا جھوٹ مشہور ہے، ایسے راست باز کو شاعر کیسے کہا جاسکتا ہے جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آیا ہے، کیا مجنون اور دیوانے ایسے صحیح سچے اور پختہ اصول پیش کیا کرتے ہیں (۲) یہ صفائی اور شفافیت کی تشبیہ ہے۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥٧﴾ أَفَمَا نَحْنُ
بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ
هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾ أَذَٰلِكَ
خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾
إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ
الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾
ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى
الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ
يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ
فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾
سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿٧٩﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٠﴾
إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾

ع ٢

منزل ٦

اور اگر میرے رب کا انعام نہ ہوتا تو میں بھی پکڑا جاتا[1] (۵۷) تو کیا (سچ مچ) اب ہم مرنے والے نہیں (۵۸) سوائے ہماری پہلی موت کے، اور اب ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا (۵۹) حقیقت یہ ہے کہ یہی بڑی کامیابی ہے (٦٠) ایسی ہی چیزوں کے لیے کام کرنے والوں کو کام کرنا چاہیے (٦١) بھلا یہ مہمانی بہتر ہے یا زقوم کا درخت (٦٢) ہم نے اس کو ظالموں کے لیے مصیبت بنا دیا ہے[2] (٦٣) وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے (٦٤) اس کے خوشے جیسے شیطانوں کے سر (٦٥) بس وہ (اہل جہنم) اسی سے کھائیں گے تو اسی سے پیٹ بھریں گے (٦٦) پھر اس پر انھیں کھولتے پانی کا آمیزہ ملے گا[3] (٦٧) پھر ان کو جہنم ہی کی طرف لے جایا جائے گا (٦٨) انھوں نے اپنے باپ دادا کو غلط راستہ پر پایا (٦٩) بس وہ ان ہی کے نقش قدم پر بکٹٹ بھاگے چلے جا رہے ہیں[4] (٧٠) اور ان سے پہلے گزشتہ لوگوں میں اکثر گمراہ ہی ہوئے (٧١) اور یقیناً ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے (٧٢) پھر دیکھئے کہ جن کو خبردار کیا گیا تھا ان کا کیسا انجام ہوا (٧٣) سوائے اللہ کے خاص بندوں کے (٧٤) اور نوح نے ہم کو پکارا تو (دیکھ لو کہ ہم) کیا خوب دعا قبول کرنے والے ہیں (٧٥) اور ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے بچایا[5] (٧٦) اور ان ہی کی اولاد کو ہم نے باقی رکھا (٧٧) اور اسی کو بعد والوں میں قائم رکھا (٧٨) سلام ہو نوح پر دنیا جہاں میں (٧٩) ہم اچھے کام کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (٨٠) یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں تھے (٨١) پھر دوسروں کو ہم نے ڈبو دیا (٨٢)

---

(١) یعنی تو نے ساری کوشش کر ڈالی کہ میں بھی ایک اللہ کو نہ مانوں اور نبیوں کی بات کا انکار کروں، وہ تو اللہ کا فضل ہوا کہ میں بچ گیا ورنہ میں بھی دھر لیا گیا ہوتا، پھر وہ خوشی میں کہے گا کہ اب موت تو آنی نہیں، بس اب یہ نعمت ہمیشہ کی ہے، اب ہم لوگ عذاب سے محفوظ کر دیئے گئے اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (٢) زقوم جہنم کے درخت کا نام ہے جو سخت کڑوا بدمزہ اور کانٹے دار ہوگا جیسے تھوہڑ کا درخت، وہ جہنم میں بھی کافروں کے لیے مصیبت ہوگا کہ جب بھوک لگے گی تو وہی کھانے میں ملے گا اور دنیا میں بھی ان کے لیے مصیبت کہ جب اس کا ذکر آیا تو انھوں نے فوراً انکار کر دیا کہ کہیں آگ میں درخت اُگ سکتا ہے (٣) کھولتا ہوا پانی جس میں زقوم کا مزہ ہوگا اور پیپ ملا ہوا ہوگا (٤) باپ دادا کے طریقے پر آنکھ بند کر کے دوڑ پڑے، غور ہی نہ کیا کہ صحیح ہے یا غلط (٥) تفصیل گزر چکی ہے کہ وہ ساڑھے نو سو سال تک دعوت دیتے رہے مگر چند ہی لوگ ایمان لائے بالآخر سب ڈبو دیئے گئے اور ایمان والوں کو ایک کشتی میں بچا لیا گیا۔

وقف لازم

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝۸۳ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝۸۴
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝۸۵ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ
تُرِيْدُوْنَ ۝۸۶ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۷ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝۸۸
فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝۸۹ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝۹۰ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ
فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝۹۱ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝۹۲ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ
ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝۹۳ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝۹۴ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا
تَنْحِتُوْنَ ۝۹۵ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۹۶ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا
فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝۹۷ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝۹۸
وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝۹۹ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰۰ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝۱۰۱ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ
قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى
قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ
الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۰۲ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝۱۰۳ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝۱۰۴
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۰۵ اِنَّ
هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝۱۰۶ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۷

منزل۶

اور یقیناً ان ہی کے راستہ پر چلنے والوں میں ابراہیم بھی تھے (۸۳) جب وہ اپنے رب کے پاس پاک دل کے ساتھ حاضر ہوئے (۸۴) جب انھوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو (۸۵) کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے خدا چاہتے ہو (۸۶) آخر رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے (۸۷) پھر انھوں نے ایک نظر ستاروں پر ڈالی[1] (۸۸) تو کہا کہ میں بیمار ہوں (۸۹) بس وہ ان سے منھ پھیر کر چل دیئے (۹۰) پھر ان کے معبودوں کے پاس جا پہنچے، پوچھا کیا تم کھاتے نہیں (۹۱) کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں (۹۲) پھر پوری طاقت سے ان کو مارنے کے لیے پل پڑے (۹۳) تو لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے (۹۴) (ابراہیم نے) کہا کیا تم ایسوں کو پوجتے ہو جن کو تم خود تراشتے ہو (۹۵) جبکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے سب کام کاج کو (۹۶) وہ بولے اس کے لیے ایک عمارت بناؤ پھر اس کو آگ میں ڈال دو (۹۷) تو انھوں نے ان کے ساتھ ایک چال چلی تو ہم نے ان ہی کو نیچا کر دیا (۹۸) اور انھوں نے فرمایا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ جلد ہی مجھے راستہ دے گا (۹۹) اے میرے رب مجھے نیک (اولاد) عطا فرما (۱۰۰) تو ہم نے ان کو ایک بردبار بچے کی خوشخبری دی (۱۰۱) پھر جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے بھاگنے کے قابل ہوا تو انھوں نے کہا اے میرے بیٹے میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تم سوچ کر بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے اسے کر گزریئے، اللہ چاہے گا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں ہی پائیں گے (۱۰۲) پھر جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیم نے ان کو پیشانی کے بل لٹا دیا (۱۰۳) اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم (۱۰۴) تم نے خواب کو سچ کر دکھایا یقیناً ہم اچھا کام کرنے والوں کو ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں (۱۰۵) یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا (۱۰۶) اور ہم نے ایک زبردست قربانی کو اس کا فدیہ بنا دیا (۱۰۷)

---

(۱) قوم میں ستارے دیکھ کر فیصلے کرنے کا رواج تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب انھوں نے دیکھا کہ ستاروں کو دیکھنے کے بعد یہ فرما رہے ہیں کہ میں بیمار ہوں تو ان کو یقین آ گیا کہ وہ بیمار ہی ہوں گے ورنہ جلد ہی بیمار ہو جائیں گے، اس لیے وہ ان کو چھوڑ کر چل دیئے، وہ ان کے میلے کا دن تھا، اس میں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لے جانا چاہتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی تدبیر سے بچ گئے اور تنہائی کو غنیمت جان کر ان کے بت خانے پہنچ گئے اور سارے بت توڑ ڈالے، لوگوں کو پتہ چلا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بلوائے گئے، انھوں نے صاف کہا کہ بڑا بت موجود ہے اس سے پوچھو کہ اور بت کس نے توڑے؟ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حقیقت کھول دی کہ اول تو اگر وہ خود معبود ہوتے تو پہلے اپنا بچاؤ کرتے پھر یہ کہ بڑا بت بھی یونہی بیٹھا رہا اور کچھ نہ بول سکا اور یہ بھی نہیں تو جا کر اس ←

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۰۸﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۱۰﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنَاهُ
بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۱۲﴾ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَ
مِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ
مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۱۱۵﴾
وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿۱۱۶﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿۱۱۷﴾
وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي
الْآخِرِينَ ﴿۱۱۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۲﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ
لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ أَتَدْعُونَ
بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۲۵﴾ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ
الْأَوَّلِينَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ
الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ
إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّهُ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾

ع

منزل۶

اور بعد میں آنے والوں میں ہم نے اس کو باقی رکھا (۱۰۸) سلام ہو ابراہیم پر (۱۰۹) اچھے کام کرنے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں (۱۱۰) یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں تھے (۱۱۱) اور ہم نے ان کو اسحٰق کی بشارت دی کہ وہ نیک بختوں میں سے ایک نبی ہوں گے (۱۱۲) اور ہم نے ان پر اور اسحٰق پر برکت اتاری اور ان کی اولاد میں اچھے کام کرنے والے بھی ہوں گے اور کھل کر اپنے ساتھ ناانصافی کرنے والے بھی ہوں گے (۱۱۳) اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا (۱۱۴) اور ان کو اور ان کی قوم کو بڑی تکلیف سے بچالیا (۱۱۵) اور ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے (۱۱۶) اور ان دونوں کو کھلی کتاب دی (۱۱۷) اور ان کو سیدھا راستہ چلایا (۱۱۸) اور بعد میں آنے والوں میں ہم نے اس کو باقی رکھا (۱۱۹) سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر (۱۲۰) اچھا کام کرنے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۲۱) یقیناً وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں تھے (۱۲۲) اور یقیناً الیاس بھی رسولوں ہی میں تھے (۱۲۳) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں (۱۲۴) کیا تم بعل (بت) کی دہائی دیتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو تم نے چھوڑ رکھا ہے (۱۲۵) اللہ کو جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا بھی رب ہے جو گزر چکے (۱۲۶) تو انھوں نے ان کو جھٹلا دیا بس وہ سب دھر لیے جانے والے ہیں (۱۲۷) سوائے اللہ کے خاص بندوں کے (۱۲۸) اور بعد میں آنے والوں میں ہم نے اس کو باقی رکھا (۱۲۹) سلام ہو، الیاس پر (۱۳۰) اچھے کام کرنے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں (۱۳۱) وہ ہمارے مومن بندوں میں تھے (۱۳۲) اور لوط بھی رسولوں ہی میں تھے (۱۳۳)

← بت سے پوچھ لو کہ کیا ہوا، سب کے سر ندامت سے جھک گئے مگر ہدایت مقدر نہ تھی، ان کو آگ میں ڈالا، اللہ نے حفاظت فرمائی اور دانشمند بیٹا عطا فرمایا پھر دونوں باپ بیٹے کو امتحان سے گزارا گیا، اپنی دانست میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلادی مگر اللہ نے ایک مینڈھا بھیج دیا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ پر ذبح ہوگیا اور قربانی مکمل ہوگئی، اور یہ قربانی اللہ نے قیامت تک کے لیے شریعت کا جز بنادی، بظاہر ذبح عظیم میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) حضرت الیاس علیہ السلام کا اتنا ہی تذکرہ قرآن مجید میں ہے، اس سے زیادہ تفصیلات نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث صحیحہ میں، البتہ اسرائیلی روایات میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ایک بادشاہ کی بیوی نے بعل نامی ایک بت کو پوجنا شروع کیا تھا پھر شرک پھیلنے لگا تو حضرت الیاس علیہ السلام کو اصلاح کے لیے بھیجا گیا مگر لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کے قتل کے درپے ہوگئے اور اللہ نے ان کو بحفاظت اٹھالیا اور قوم تباہ کردی گئی۔

اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

منزل۶

جب ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیا (۱۳۴) سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ یقیناً پیچھے رہ جانے والوں میں تھی (۱۳۵) پھر اوروں کو ہم نے تہس نہس کرڈالا (۱۳۶) اور تم ان (کی بستیوں) سے صبح کو بھی گزرتے ہو (۱۳۷) اور شام کو بھی پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے[۱] (۱۳۸) اور یونس بھی رسولوں میں تھے (۱۳۹) جب وہ بھاگ کر بھری کشتی پر جا پہنچے (۱۴۰) پھر وہ قرعہ[۲] میں شریک ہوئے تو الزام ان ہی پر آیا (۱۴۱) تو ان کو مچھلی نگل گئی اور وہ بدحال ہو رہے تھے (۱۴۲) بس اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے (۱۴۳) تو یقیناً قیامت تک اسی کے پیٹ میں پڑے رہتے (۱۴۴) پھر ہم نے ان کو ایک کھلے میدان میں لا ڈالا جبکہ وہ نڈھال تھے (۱۴۵) اور ان پر بیل[۳] کا درخت اگا دیا (۱۴۶) اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ (لوگوں) کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا (۱۴۷) بس وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو ایک مدت تک مزے میں رکھا (۱۴۸) اب آپ ان سے پوچھئے کہ بھلا ان کے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں[۴] (۱۴۹) یا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا اور وہ دیکھ رہے تھے (۱۵۰) اچھی طرح سن لو وہ جی میں گڑھ گڑھ کر کہتے ہیں (۱۵۱) کہ اللہ کے یہاں اولاد ہوئی اور یقیناً وہ جھوٹے ہی ہیں (۱۵۲) کیا اس نے بیٹوں کی بہ نسبت بیٹیاں اختیار کیں (۱۵۳) تمہیں ہوا کیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو[۵] (۱۵۴) بھلا تم دھیان نہیں دیتے (۱۵۵) یا تمہارے پاس کوئی کھلی دلیل موجود ہے (۱۵۶) تو اگر تم سچے ہی ہو تو اپنی کتاب لے آؤ (۱۵۷) اور وہ خدا اور جنوں کے درمیان رشتہ بتاتے ہیں جبکہ جنوں کو پتہ ہے کہ[۶] وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں (۱۵۸) اللہ اس سے بہت پاک ہے جو وہ بتاتے ہیں (۱۵۹) سوائے اللہ کے منتخب بندوں کے[۷] (۱۶۰)

---

(۱) گزر چکا ہے کہ یہ بستیاں اہل مکہ کے شام کو جانے والے راستہ پر تھیں، اور ان کی نگاہوں سے گزرتی تھیں (۲) حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے گزر چکا ہے کہ وہ قوم کے لیے عذاب کی پیشین گوئی کر کے چلے گئے، ان کے جانے کے بعد عذاب کے کچھ اثرات قوم کو نظر آئے تو وہ سب جمع ہوکر بلک بلک کر روئے اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگی، اللہ نے عذاب پھیر دیا، حضرت یونسؑ نے دیکھا کہ عذاب نہ آیا تو شاید شرمندگی کی وجہ سے وہ اپنی بستی میں واپس نہیں آئے، غالبًا ان کو قوم کے ایمان لانے کا بھی پتہ نہیں تھا، کشتی پر پار ہونے کے لیے بیٹھے تو کشتی ڈولنے لگی، لوگوں نے کہا کہ کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے اس کو دریا میں ڈال دیا جائے، قرعہ میں بار بار حضرت یونسؑ ہی کا نام آیا تو ان کو دریا میں ڈال دیا گیا، ایک مچھلی بحکم خدا انتظار میں تھی وہ نگل گئی، اس کے پیٹ میں انھوں نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" کا ورد شروع فرمادیا، اللہ کو ان کی عاجزی پسند آئی اور مچھلی نے ان کو ساحل پر لا کر اُگل دیا، اس وقت وہ بالکل کمزور ہو چکے تھے، کھال گل گئی تھی، اللہ نے ان کی بیماری کا علاج فراہم کیا اور وہ تندرست ہو کر بستی واپس آئے، قوم منتظر تھی، سب ایمان لے آئے اور ایک عرصہ تک زندہ رہے (۳) کدّو کی ایک بیل تھی جس کو اللہ نے ان کے قریب ہی اگا دیا تھا، جس نے ان کے لیے غذا اور دوا کا کام کیا (۴) حد یہ تھی کہ خود ان کے یہاں لڑکی ←

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ
صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ
الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾
لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾
فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا
الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ
الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾
أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ
الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٨﴾ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٩﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى
الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ﴿٢﴾
كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوا وَّلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾

منزل ۶

تو تم اور تم جن کو پوجتے ہو وہ (۱۶۱) اس کے ہاتھ سے کسی کو پھسلا نہیں سکتے[۱] (۱۶۲) سوائے اسی کے جو جہنم میں جانے ہی والا ہو[۲] (۱۶۳) اور (فرشتے کہتے ہیں) ہم میں ہر ایک کے لیے متعین جگہ ہے (۱۶۴) اور ہم ہی قطار باندھنے والے ہیں (۱۶۵) اور ہم ہی پاکی بیان کرنے والے ہیں[۳] (۱۶۶) اور وہ (مشرکین) تو یہی کہتے ہیں (۱۶۷) کہ اگر ہمارے سامنے پہلوں کی نصیحت والی کتاب ہوتی (۱۶۸) تو ہم ضرور اللہ کے خاص بندوں میں ہوتے (۱۶۹) پھر انھوں نے اس کا انکار کیا تو ان کو آگے پتہ چل جائے گا[۴] (۱۷۰) اور ہمارے ان بندوں کے لیے جن کو رسول بنایا گیا ہماری بات طے شدہ ہے (۱۷۱) کہ یقیناً مدد تو ان ہی کی ہونی ہے (۱۷۲) اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے (۱۷۳) تو ایک مدت تک کے لیے آپ ان سے اعراض کیجیے (۱۷۴) اور ان کو دیکھتے جائیے پھر وہ آگے دیکھ لیں گے (۱۷۵) تو کیا ان کو ہمارے عذاب کی جلدی ہے (۱۷۶) بس جب وہ ان کے میدان میں اترے گا تو جن کو ڈرایا گیا ان کی صبح بری ہوگی (۱۷۷) اور آپ ایک مدت تک کے لیے ان سے بے پرواہ ہوجائیے (۱۷۸) اور دیکھتے جائیے تو آگے وہ بھی دیکھ لیں گے (۱۷۹) آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان تمام چیزوں سے پاک ہے جو وہ بتاتے ہیں (۱۸۰) اور رسولوں پر سلام ہے (۱۸۱) اور اصل تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۱۸۲)
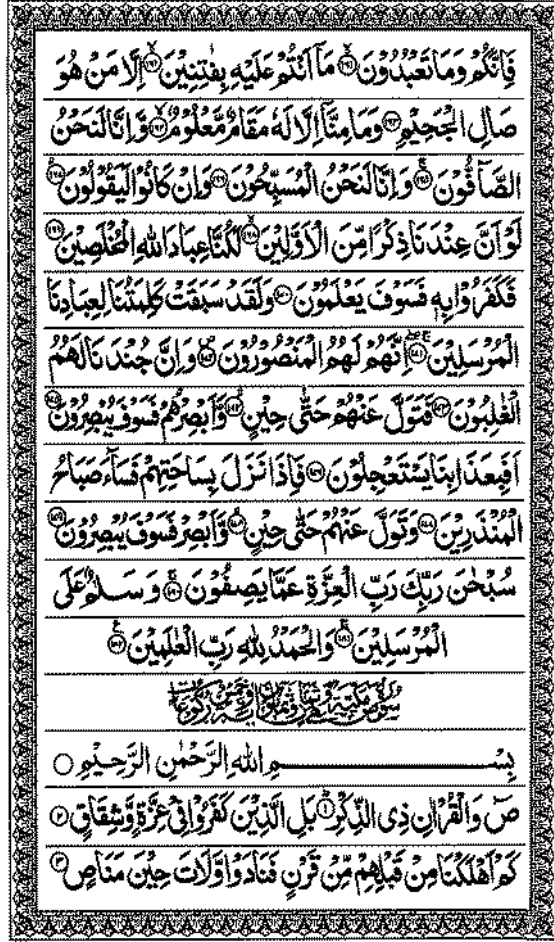
﴿سورۂ صٓ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ص، نصیحت والے قرآن کی قسم (۱) بات یہ ہے کہ انکار کرنے والے غرور اور مخالفت میں لگے ہیں (۲) ان سے پہلے ہم نے کتنی نسلوں کو ہلاک کردیا پھر انھوں نے پکارا تو رہائی کا وقت رہا ہی نہ تھا[۵] (۳)

← ہوتی تو منہ اتر جاتا، زندہ دفن کر آتے اور اللہ کے لیے لڑکیاں تجویز کر رہے تھے (۵) وہ کہتے تھے کہ جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں فرشتوں کی مائیں ہیں معاذ اللہ! (۶) کہ وہ ہر طرح کی پکڑ دھکڑ سے محفوظ ہیں جن ہوں یا انسان۔

(۱) جس کو اللہ نے ہدایت کے لیے منتخب کرلیا ہو اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا (۲) اور اس نے اپنی ہٹ دھرمی سے غلط راستہ پر رہنا طے ہی کرلیا ہو (۳) فرشتوں کی زبانی صاف بتا دیا گیا کہ ان کا اللہ سے کوئی رشتہ نہیں، وہ سب اللہ کے بندے صف بہ صف اس کے سامنے عاجزانہ کھڑے ہیں (۴) مشرکین مکہ یہود و نصاریٰ سے کہتے تھے کہ اگر ہم کو کتاب ملی تو ہم تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہوں گے مگر جب کتاب ملی تو انکار کر بیٹھے (۵) جب تک نبیوں نے بلایا کیا وہ انکار کیے گئے اور بعض سرکشی و عناد کی وجہ سے، پھر جب عذاب آ گیا تو لگے پکارنے جبکہ توبہ و رجوع کا وقت گزر چکا۔

وَعَجِبُوٓا أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ ٱلْكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ أَجَعَلَ ٱلْءَالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَٱنطَلَقَ ٱلْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ ٱمْشُوا۟ وَٱصْبِرُوا۟ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ يُرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِى ٱلْمِلَّةِ ٱلْءَاخِرَةِ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا ٱخْتِلَٰقٌ ﴿٧﴾ أَءُنزِلَ عَلَيْهِ ٱلذِّكْرُ مِنۢ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِى شَكٍّ مِّن ذِكْرِى ۖ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا۟ عَذَابِ ﴿٨﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ ٱلْعَزِيزِ ٱلْوَهَّابِ ﴿٩﴾ أَمْ لَهُم مُّلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا۟ فِى ٱلْأَسْبَٰبِ ﴿١٠﴾ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ ٱلْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو ٱلْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ ٱلرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا يَنظُرُ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوا۟ رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ ٱلْحِسَابِ ﴿١٦﴾ ٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَٱذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُۥدَ ذَا ٱلْأَيْدِ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ إِنَّا سَخَّرْنَا ٱلْجِبَالَ مَعَهُۥ يُسَبِّحْنَ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾

منزل۶

ع

اور ان کو اس پر تعجب ہے کہ ان کے پاس جو خبردار کرنے والا آیا وہ ان ہی میں سے ہے اور کافر بولے یہ تو جادوگر ہے جھوٹا ہے (۴) بھلا اس نے سب معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے[1] (۵) اور ان میں عزت دار لوگ یہ کہہ کر چلتے بنے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، یقیناً اس کے پیچھے کوئی اور ہی مقصد (نظر آتا) ہے[2] (۶) پچھلے دین میں بھی ہم نے یہ بات نہیں سنی، کچھ نہیں یہ تو من گڑھت بات معلوم ہوتی ہے (۷) کیا ہمارے بیچ اسی پر نصیحت اتری، بات یہ ہے کہ وہ میری نصیحت میں شبہ کرتے ہیں بلکہ انھوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا ہے (۸) کیا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو زبردست ہے خوب دینے والا ہے[3] (۹) یا ان کو آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان کی بادشاہت ملی ہوئی ہے تو وہ رسیاں تان کر (آسمان پر) چڑھ جائیں (۱۰) یہ تو لشکروں میں ایک ایسا لشکر ہے جو یہیں شکست کھا جائے گا[4] (۱۱) ان سے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد اور زبردست پکڑ رکھنے والا فرعون سب ہی جھٹلا چکے (۱۲) اور ثمود اور قوم لوط اور باغات والے بھی یہی وہ لشکر ہیں (جو سب تباہ ہوئے) (۱۳) سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو میری سزا ان پر پڑ کر رہی (۱۴) اور ان کو تو اس ایک ہی چیخ کا انتظار ہے جس میں کوئی وقفہ نہیں ہوگا (۱۵) اور وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں روز حساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ دیدے (۱۶) آپ تو ان کی بکواس پر صبر کیجیے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجیے جو قوت والے تھے یقیناً وہ (بارگاہ الٰہی میں) بار بار رجوع کرنے والے تھے (۱۷) ہم نے پہاڑوں کو کام پر لگا دیا وہ دن ڈھلے اور دن چڑھے ان کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے تھے (۱۸)

---

(۱) ابوطالب کی بیماری کے زمانہ میں قریش کے سرداران کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے بھتیجے کو سمجھایئے وہ اپنی دعوت دینا چھوڑ دے، ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسی بات ان سے کہلوانا چاہتا ہوں اگر وہ یہ بات مان لیں تو دنیا ان کے آگے جھک جائے، وہ سب فوراً بولے ضرور بتائیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ کا ذکر فرمایا تو فوراً وہ سب کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہوگئے کہ سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی معبود اختیار کر لیں یہ تو عجیب بات ہے، اسی پر یہ آیات نازل ہوئیں (۲) مشرکین باتیں بنانے کے لیے اور دوسرے لوگوں کو روکنے کے لیے یہ حربے استعمال کرتے تھے اور اس طرح کی باتیں کرتے تھے کہ دوسرے شبہ میں پڑ جائیں حالانکہ وہ ان کی خدمت میں آ کر دولت، عزت، حکومت ہر طرح کی پیشکش کر چکے تھے، جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی بعض آیتیں تلاوت فرمائیں اور وہ اپنا سا منھ لے کر رہ گئے (۳) نبوت پر یہ ایسے اعتراضات کر رہے ہیں کہ جیسے سب ان ہی کے ہاتھ میں ہو، آگے کہا جا رہا ہے کہ اگر ہر چیز کے مالک ہیں تو آسمان پر چڑھ جائیں اور جا کر دیکھ لیں (۴) کتنی بڑی بڑی قومیں تباہ کر دی گئیں ان کے سامنے ان کی حیثیت ہی کیا ہے جلد ہی یہ شکست کھا جائیں گے، فتح مکہ سے یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ
وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾
إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ
بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ
سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ
نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ
ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ
لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا
وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ
مَآبٍ ﴿٢٥﴾ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا
يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ
ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾

منزل ۶

اور پرندوں کو بھی جمع کر کے (ہم نے مسخر کر دیا تھا) سب کے سب اسی کے لیے انابت میں لگے تھے (۱۹) اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط کیا تھا اور ان کو دانائی اور فیصلہ کی طاقت دی تھی[1] (۲۰) اور کیا آپ کو جھگڑا کرنے والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار کود کر عبادت خانہ میں جا گھسے (۲۱) جب وہ داؤد کے پاس جا پہنچے تو وہ ان سے گھبرا گئے انھوں نے کہا ڈریئے مت ہم دو جھگڑنے والے ہیں جن میں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجیے اور زیادتی مت کیجیے اور ہمیں سیدھا راستہ بتا دیجیے (۲۲) یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبے ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبہ ہے پھر یہ کہتا ہے کہ یہ بھی میرے حوالہ کر دے اور اس نے زور بیان سے مجھے دبا لیا ہے (۲۳) انھوں نے کہا یقیناً اس نے تیرے ساتھ ظلم کیا کہ اپنے دنبوں میں شامل کرنے کے لیے تیرا دنبہ مانگا اور بلاشبہ اکثر لوگ جن کے درمیان شرکت ہوتی ہے ایک دوسرے پر زیادتی ہی کرتے ہیں سوائے ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کے اور وہ تو بہت کم ہی ہیں، اور داؤد کو خیال ہوا کہ ہم نے ان کو آزمایا ہے تو وہ اپنے رب سے استغفار کرنے لگے اور جھک کر (سجدے میں) گر پڑے اور رجوع ہوئے (۲۴) تو ہم نے اس معاملہ میں ان کو معاف کر دیا اور یقیناً ان کو ہمارے دربار میں تقرب حاصل ہے اور (ان کے لیے) اچھا ٹھکانہ ہے (۲۵) اے داؤد ہم نے تم کو ملک کا خلیفہ بنایا تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا اور خواہش پر مت چلنا ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بہکا دے گی یقیناً جو لوگ بھی اللہ کے راستہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انھوں نے حساب کے دن کو فراموش کیا (۲۶) اور ہم نے آسمان و زمین کو اور ان کے درمیان جو بھی ہے اس کو بے کار نہیں پیدا کیا، یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنھوں نے انکار کیا بس منکروں کی تو جہنم سے بربادی ہے (۲۷)

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان کو طاقت، حکومت، دولت، نبوت، فیصلہ کی طاقت اور ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا، ایک دن ان کو یہ خیال آ گیا کہ سارے انتظامات بہت بہتر ہیں کوئی کام ادھر سے ادھر نہیں ہوتا، یہ بات اللہ کو اچھی نہ لگی، اللہ نے دکھا دیا کہ جو دن ان کی عبادت کا تھا اور اس میں ان سے کسی کو ملنے کی اجازت نہ تھی دو آدمی سارے پہروں کے باوجود دیوار کود کر اندر داخل ہوئے جس سے عبادت پر بھی اثر پڑا، یکسوئی نہ رہ سکی، انتظامات میں بھی نقص سامنے آیا اور اللہ نے بتا دیا کہ سب ہمارے کرنے سے ہوتا ہے، اگر ایک لمحہ بھی ہم تمہیں تمہارے حوالہ کر دیں تو سب بکھر کر رہ جائے، حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ ان کی آزمائش ہوئی ہے، ان کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوا اور فوراً سجدہ میں گر کر توبہ وانابت میں لگ گئے۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ
أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ
لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ
نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ
الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى
تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَ
الْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ
أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ
بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ
رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ
مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا
أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾
ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ
أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾

منزل۶

کیا ہم ماننے والوں اور اچھے کام کرنے والوں کو زمین میں بگاڑ کرنے والوں کے برابر کر دیں گے یا پرہیزگاروں کو گنہگاروں کے برابر قرار دیں گے (۲۸) یہ ایک مبارک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ عقل رکھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں[1] (۲۹) اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیے وہ کیا خوب بندے تھے بیشک وہ (بارگاہ الٰہی میں) رجوع کرنے والے تھے (۳۰) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب شام کو ان کے سامنے اعلیٰ قسم کے گھوڑے لائے گئے (۳۱) پھر انھوں نے کہا یہ تو میں اپنے رب کی یاد کی جگہ مال کی محبت میں لگ گیا یہاں تک کہ (سورج) غروب ہو گیا (۳۲) دوبارہ ان کو لاؤ تو میرے پاس بس پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر وار کرنے لگے[2] (۳۳) اور ہم نے سلیمان کو جانچا تھا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا پھر وہ رجوع ہوئے[3] (۳۴) دعا کی کہ اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے شایان نہ ہو یقیناً تو ہی خوب دینے والا ہے[4] (۳۵) تو ہم نے ان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا، وہ ان کے حکم سے نرم وگداز جہاں وہ چاہتے تھے چلتی تھی (۳۶) اور شیطان (بھی تابع کر دیئے جن میں) ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور تھے (۳۷) اور کچھ دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے (۳۸) یہ میری عنایتیں ہیں اب یا تو احسان کرو یا اپنے پاس رکھو (تم پر) کوئی حساب نہیں[5] (۳۹) اور یقیناً ان کو ہمارے دربار میں تقرب حاصل ہے اور (ان کے لیے) اچھا ٹھکانہ ہے (۴۰) اور ہمارے بندے ایوب کو بھی یاد کیجیے جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تو شیطان نے اذیت اور جنجال میں ڈال کر رکھا ہے (۴۱) (ارشاد ہوا) اپنا پیر مارو یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کو اور پینے کو (۴۲) اور ہم نے ان کو اپنے گھر کے لوگ دے دیئے اور اتنے ہی اور بھی (دیئے) اپنی رحمت کے طور پر اور عقلمندوں کے لیے نصیحت کے طور پر (۴۳)

---

(۱) اللہ انصاف کا حکم دیتا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نیک و بد میں فرق کیا جائے اور اللہ نے اسی لیے کتاب اتاری تاکہ لوگ اچھے برے کو سمجھ کر خیر کا راستہ اختیار کریں اور اس کے مطابق ان کو بدلہ ملے (۲) عصر کے وقت کا وظیفہ فوت ہوا تو بیتاب ہو گئے اور جن گھوڑوں میں مشغولیت کی وجہ سے ایسا ہوا تھا ان کو منگوا کر شدت غیرت اور غلبہ حبّ الٰہی میں ان کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹنے لگے (۳) بعض روایتوں میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جوش میں فرمایا کہ آج میں اپنی سب بیویوں کے پاس جاؤں گا اور سب سے لڑکے پیدا ہوں گے جن کو میں جہاد میں لگاؤں گا، انشاء اللہ انھوں نے نہیں کہا، اللہ نے گرفت کی اور اتفاق یہ کہ کسی بیوی کے یہاں اولاد نہ ہوئی سوائے ایک بیوی کے اور وہ بھی ناقص، بظاہر اسی کی طرف آیت میں اشارہ ہے (۴) نبی کی شان یہ نہیں کہ وہ حکومت برائے حکومت مانگے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکومت اس لیے مانگی تاکہ ہر جگہ اللہ کے نام کا بول بالا ہو، اللہ نے دعا قبول فرمائی، انسانوں کے علاوہ جنوں اور چرند پرند پر بھی حکومت عطا فرمائی (۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے اختیار دیا کہ جتنا چاہیں صدقہ کریں اور جتنا چاہیں رکھیں۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ
نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾
وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَ
الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ
لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾
مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾
وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ
الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ
لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هَٰذَا
فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا
فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا
بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾
قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾
وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾

منزل ۶

اور (ہم نے ان سے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا لے لو، اس سے مار دو اور قسم مت توڑو بیشک ہم نے ان کو برداشت کرنے والا پایا، بہت خوب بندے تھے یقیناً وہ رجوع کرنے والے تھے[1] (۴۴) اور ہمارے بندوں میں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کیجیے جو طاقت والے بھی تھے اور بصیرت والے بھی (۴۵) ہم نے ان کو ایک خاص چیز (یعنی) آخرت کی یاد کے لیے چن لیا تھا (۴۶) اور یقیناً وہ (سب) ہمارے منتخب بہتر ترین لوگوں میں تھے (۴۷) اور اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجیے، سب سے بہتر ترین لوگوں میں تھے (۴۸) یہ ایک یاددہانی ہے اور بلاشبہ ڈر رکھنے والوں ہی کے لیے اچھا ٹھکانہ ہے (۴۹) ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں جن کے دروازے ان کے لیے کھول رکھے گئے ہیں (۵۰) ان میں ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے اور وہاں وہ خوب پھل اور مشروبات منگوا رہے ہوں گے (۵۱) اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی ہمجولیاں ہوں گی (۵۲) یہی وہ (چیز) ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لیے وعدہ کیا جاتا تھا (۵۳) یہ ہمارا (دیا) رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا (۵۴) یہ ہے (پرہیزگاروں کے لیے) اور سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانہ ہے (۵۵) (یعنی) دوزخ جس میں وہ گھسیں گے تو وہ رہنے کی بری جگہ ہے (۵۶) یہ ہے، بس اس کا مزہ چکھیں گرم پانی اور پیپ (۵۷) اور کچھ اس جیسی اور چیزیں (۵۸) (جب وہ اپنے پیروکاروں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ) یہ ایک اور فوج ہے جو تمہارے ساتھ گھسی چلی آرہی ہے، ان پر پھٹکار، یہ تو یقیناً دوزخ میں گرنے والے ہیں (۵۹) وہ بولیں گے خود تم پر پھٹکار، تم ہی اس مصیبت کو ہمارے سامنے لائے تو یہ برا ٹھکانہ ہے[2] (۶۰) وہ کہیں گے اے ہمارے رب جس نے اس کو ہمارے سامنے کیا ہو دوزخ میں اس کے عذاب کو بڑھا کر دوگنا کردے (۶۱) اور وہ کہیں گے کیا بات ہے وہ لوگ ہمیں دکھائی نہیں دے رہے ہیں جن کو ہم بدترین شمار کرتے تھے (۶۲)

---

(۱) حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے دوران شیطان ان کی بیوی کے پاس آیا، بس وہی پاس رہ گئی تھیں، اور ان کی بیماری سے سخت پریشان تھیں، شیطان نے کہا کہ میں ان کا علاج کردوں گا بس تمہیں یہ کہنا پڑے گا کہ ان کو ہم نے ٹھیک کیا، اہلیہ نے حضرت ایوب علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا تو ان کو بڑا رنج ہوا کہ وہ بھی شیطان کی چال میں آنے لگیں تو انھوں نے غصہ میں کہا کہ اگر میں اچھا ہوا تو تجھے سو کوڑے ماروں گا، جب شفا ہوئی تو ان کو شرمندگی ہوئی کہ ایسی باوفا دیندار بیوی کو کیسے ماریں، اس پر یہ آیت اتری کہ سو سینکوں کو مٹھا لے کر ایک مرتبہ ماردیں قسم پوری ہوجائے گی، یہ بھی ان پر اللہ کا انعام ہوا (۲) جب بڑے بڑے کافروں کو جہنم میں داخل کرنے کے لیے جمع کرلیا جائے گا تو پیچھے ان کے پیروکاروں کی جماعتیں آنا شروع ہوں گی، ان کو دیکھ کر سردار کہیں گے ہماری ہی مصیبت پڑی ہے یہ سب کہاں مرتے کھپتے چلے آرہے ہیں، خدا کی پھٹکار ہو ان پر، یہ سن کر وہ کہیں گے کہ یہ سب تمہاری ہی مصیبت لائی ہوئی ہے، تم ہی نے ہم کو بہکایا پھر اللہ سے فریاد کریں گے کہ جو یہ مصیبت ہمارے سامنے لایا اس کو دوہرا عذاب دے۔

أَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ يُوحٰى إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

منزل۶

کیا ہم نے ان کو ہنسی میں اڑا یا تھا یا نگاہیں ان سے چوک گئیں[1] (۶۳) بے شک یہ جہنمیوں کا جھگڑنا برحق ہے (۶۴) آپ کہہ دیجیے یقیناً میں تو ڈرانے والا ہوں اور معبود صرف اللہ ہے جو یکتا ہے زبردست ہے (۶۵) آسمانوں اور زمین کا اور دونوں کے درمیان میں جو کچھ ہے ان سب کا رب ہے، غالب ہے بخشش کرنے والا ہے (۶۶) بتادیجیے کہ یہ بہت بڑی خبر ہے (۶۷) جس کو تم دھیان میں نہیں لاتے (۶۸) مجھے عالم بالا کی کچھ خبر نہ تھی جب وہ آپس میں سوال و جواب کررہے تھے[2] (۶۹) مجھے تو وحی صرف یہی کی جاتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۷۰) (یاد کیجیے کہ) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی کا ایک انسان بنانے والا ہوں (۷۱) پھر جب میں اسے بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں پڑ جانا (۷۲) تو سب ہی فرشتوں نے سجدہ کیا (۷۳) سوائے ابلیس کے وہ اکڑا اور منکروں میں ہوگیا (۷۴) فرمایا اے ابلیس جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں[3] سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا، کیا تیرے اندر اکڑ پیدا ہوئی یا تو درجہ میں بڑا تھا (۷۵) وہ بولا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے (۷۶) ارشاد ہوا تو یہاں سے نکل جا بس یقیناً تو مردود ہے (۷۷) اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری پھٹکار رہے گی (۷۸) وہ بولا تو اے میرے رب تو مجھے اس دن تک کے لیے مہلت دے دے جس دن وہ اٹھائے جائیں گے (۷۹) فرمایا تجھے مہلت ہے (۸۰) متعین وقت کے دن تک[4] (۸۱) وہ بولا بس تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکا کر رہوں گا (۸۲)

---

(۱) اہل ایمان کے بارے میں یہ کہیں گے کہ سب نظر آتے ہیں وہ نظر نہیں آرہے، کیا ہم واقعی دنیا میں ان کا ناحق مذاق اڑاتے تھے؟ آج وہ کہیں اور مزے کررہے ہیں یا یہ کہ ہماری نگاہیں خطا کررہی ہیں، وہ بھی یہیں کہیں ہیں بالآخر حقیقت کھل جائے گی کہ وہ جنت میں مزے کررہے ہیں اور منکروں کے کلیجے کٹ کر رہ جائیں گے (۲) اس سے فرشتوں کی اس گفتگو کی طرف اشارہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ہوئی تھی، آپ کی زبانی کہلوایا جارہا ہے کہ میں اس وقت موجود نہیں تھا اور نہ دوسرے گزشتہ پیغمبروں کے حالات میں جانتا تھا، یہ تو صرف وحی الٰہی کے نتیجہ میں' میں تم سے بیان کررہا ہوں جو پیغمبر کے پاس آتی ہے، یہ رسالت کی ایک دلیل ہے اور تم اس سے منھ موڑے ہوئے ہو (۳) یہ انسان کے لیے انتہائی عزت وشرف کی بات ہے، اللہ نے کیسے پیار سے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا، اس سے انسانیت کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے، تمام مخلوقات میں اللہ نے اس کو کیسی عزت بخشی (۴) یعنی صور پھونکنے کے دن تک، تخلیق آدم کا واقعہ سورۂ بقرہ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ
مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ
هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

سُورَةُ الزُّمَرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ
الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ
الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ
إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ
يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ لَوْ أَرَادَ
اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ
هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٤﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ
يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٥﴾

منزل۶

سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں خاص ہیں (۸۳) فرمایا بس ٹھیک ہے، اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں (۸۴) کہ میں تجھ سے اور تیرے ماننے والوں سے سب سے جہنم کو بھر کر رہوں گا (۸۵) آپ کہہ دیجیے میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں بات بنانے والا ہوں (۸۶) یہ تو تمام جہانوں کے لیے ایک نصیحت ہے (۸۷) اور تمہیں کچھ ہی وقت میں اس کی خبر معلوم ہو جائے گی (۸۸)

﴿سورۂ زمر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۱) ہم نے آپ کی طرف کتاب ٹھیک ٹھیک اتاری ہے تو آپ اللہ کی بندگی کیجیے اسی کے لیے بندگی کو خالص کر کے (۲) اچھی طرح سن لو خالص بندگی اللہ ہی کے لیے ہے اور جن لوگوں نے اس کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی بندگی اس لیے کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ سے مرتبہ میں قریب کر دیں[1]، ان کے درمیان اللہ تعالیٰ ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں جھگڑتے ہیں، یقیناً اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو، انکار ہی اس کا شیوہ ہو[2] (۳) اگر اللہ کو لڑکا ہی مقرر کرنا ہوتا تو اپنی مخلوقات میں جس کو چاہتا چن لیتا، اس کی ذات تو پاک ہے وہی اللہ ہے جو یکتا ہے زبردست ہے (۴) اس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا، وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کام پر لگا دیے ہیں سب ایک خاص مدت تک گردش کرتے رہیں گے، سن لو وہی غالب ہے بخشش کرنے والا ہے (۵)

---

(۱) مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ ہم اوروں کی عبادت اصل خدا سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ اس لیے کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں، یہاں بات صاف کر دی گئی کہ عبادت صرف اللہ ہی کے لیے زیبا ہے، کسی دوسرے کی عبادت کسی بھی مقصد سے کی جائے یہ بھی شرک ہے، جس کو اصطلاح میں ''شرک فی الالوہیہ'' کہا جاتا ہے (۲) یعنی جو ہٹ دھرمی اور ضد پر آ جاتا ہے وہ ہدایت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ
بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا
يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ
مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ
مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ
بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ
اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا
يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا
رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ع

منزل ۶

اس نے تم کو ایک اکیلی جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا اور اس نے تمہارے لیے چوپایوں کے آٹھ جوڑے اتار دیئے[1]، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں کے درمیان بناوٹ کے ایک مرحلہ کے بعد دوسرے مرحلہ سے گزار کر پیدا کرتا ہے[2]، وہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کا راج ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں سے پھیر دیئے جاتے ہو (۶) اگر تم نے انکار کیا تو اللہ کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم احسان مانو تو اس سے وہ ضرور تم سے خوش ہوگا اور کوئی بوجھ ڈھونے والا دوسرے کا بوجھ نہیں ڈھوئے گا پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے بس وہ تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے جتلا دے گا یقیناً وہ سینوں کی (چھپی) چیزوں کو بھی خوب جانتا ہے (۷) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پوری طرح اسی کی طرف لو لگا کر پکارتا ہے پھر جب وہ اس کو اپنے پاس سے نعمت سے نوازتا ہے تو پہلے جس (تکلیف) کے لیے اس کو پکارا تھا سب بھول جاتا ہے اور اللہ کے ہمسر ٹھہراتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ (دوسروں کو بھی) اس کے راستہ سے بھٹکاتا ہے، کہہ دیجیے کہ اپنی ناشکری کو کچھ دن اور برت لے یقیناً تو جہنمی ہے (۸) بھلا کیا (وہ اس کے برابر ہوسکتا ہے) جو رات کے مختلف حصوں میں بندگی میں لگا ہو، (کبھی) سجدہ میں (کبھی) قیام میں ہو، اور آخرت کا ڈر رکھتا ہو، اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو، پوچھیے کہ کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہوسکتے ہیں[3]، یقیناً نصیحت تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں (۹) کہہ دیجیے کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرو، جنھوں نے اس دنیا میں اچھے کام کیے ان کے لیے اچھائی ہے، اور اللہ کی زمین (بڑی) کشادہ ہے، یقیناً صبر کرنے والوں کو ان کا بدلہ پورا پورا بے حساب دیا جائے گا[4] (۱۰)

---

(۱) اس سے مراد اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے نر مادہ مل کر آٹھ ہوئے، چونکہ یہ جانور سب سے زیادہ انسان کے کام آتے ہیں اس لیے خاص طور پر ان کا ذکر فرمایا (۲) ایک اندھیری پیٹ کی، دوسری رحم کی، اور تیسری اس جھلی کی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے، اندر کی جو بات اللہ نے اپنے کلام میں بتائی چودہ سو سال گذرنے پر جدید سائنس بھی اس کو تسلیم کرتی ہے، بناوٹ کے مرحلوں کا تذکرہ پہلے سورۂ حج اور سورۂ مؤمنون میں گزر چکا، آگے سورۂ غافر میں آئے گا (۳) جو اللہ کی معرفت رکھتا ہو، اس کو ایک جانتا ہو، اس کی قدرت کے مظاہر میں غور کرتا ہو، رات دن اللہ کی بندگی میں لگا ہوا اور اس سے ڈرتا رہتا ہو بھلا کیا یہ اللہ کا مقرب بندہ اور وہ ناشکرا جس کا ذکر اوپر ہوا برابر ہوسکتے ہیں، دنیا میں سب مزے کر رہے ہیں لیکن آخرت کو اللہ نے اسی انصاف کے لیے بنایا ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے (۴) سختیوں اور دشواریوں کے باوجود اپنی جگہ رہ کر صبر و استقامت کے ساتھ کوئی دین پر عمل کر رہا ہے اس کا اجر بے حساب ہے اور اگر ←

قُلْ إِنِّىٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ
أَكُونَ أَوَّلَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ قُلْ إِنِّىٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ ٱللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُۥ دِينِى ﴿١٤﴾ فَٱعْبُدُوا۟ مَا
شِئْتُم مِّن دُونِهِۦ ۗ قُلْ إِنَّ ٱلْخَٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَ
أَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٥﴾ لَهُم مِّن
فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ ٱلنَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ ٱللَّهُ بِهِۦ
عِبَادَهُۥ ۚ يَٰعِبَادِ فَٱتَّقُونِ ﴿١٦﴾ وَٱلَّذِينَ ٱجْتَنَبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ أَن
يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ ٱلَّذِينَ
يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَىٰهُمُ ٱللَّهُ ۖ
وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ
أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِى ٱلنَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن
فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ۖ وَعْدَ ٱللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ
ٱللَّهُ ٱلْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُۥ يَنَٰبِيعَ
فِى ٱلْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِۦ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهُۥ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَىٰهُ مُصْفَرًّا
ثُمَّ يَجْعَلُهُۥ حُطَٰمًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٢١﴾

ع ۲

منزل۶

آپ بتا دیجیے کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں اللہ کی عبادت بندگی کو اسی کے لیے خالص کر کے کرتا رہوں (۱۱) اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں (۱۲) کہہ دیجیے کہ اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۱۳) بتا دیجیے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اپنی بندگی کو اسی کے لیے خالص کر کے (۱۴) تو تم اس کے علاوہ جس کو چاہو[1] پوجو، کہہ دیجیے کہ نقصان میں وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کا قیامت کے دن نقصان کیا، اچھی طرح سن لو کہ یہی کھلا ہوا نقصان ہے (۱۵) ان کے اوپر بھی آگ کے بگولے ہوں گے اور ان کے نیچے بھی بگولے ہوں گے، یہی (وہ چیز) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (بس) اے میرے بندو! مجھ ہی سے ڈرو (۱۶) اور جو طاغوت[2] کی عبادت سے دور رہے اور اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ان کے لیے بشارت ہے تو آپ میرے بندوں کو بشارت دے دیجیے (۱۷) جو بات اچھی طرح سنتے ہیں پھر اس کی بھلی بات کی پیروی کرتے ہیں[3] وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دی اور وہی لوگ عقلمند ہیں (۱۸) بھلا جس پر عذاب کی بات ٹھپ چکی ہو تو کیا جو آگ میں ہو اس کو آپ بچا سکتے ہیں[4] (۱۹) البتہ جنھوں نے اپنے رب سے ڈر رکھا ان کے لیے بالا خانے ہیں، ان کے اوپر بھی بالا خانے بنے ہیں، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (۲۰) بھلا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی نے اوپر سے پانی برسایا پھر زمین میں اس کو چشموں میں جاری کر دیا پھر وہ اس سے رنگا رنگ کھیتی نکالتا ہے پھر وہ پکتی ہے تو آپ اسے زرد دیکھیں گے پھر وہ اسے چورا چورا کر دیتا ہے یقیناً اس میں عقلمندوں کے لیے نصیحت ہے[5] (۲۱)

← اپنی جگہ رہ کر عمل ممکن نہ ہو تو اللہ کی زمین کشادہ ہے، ہجرت کر کے ایسی جگہ چلا جائے جہاں دین پر عمل کرنا ممکن ہو۔

(۱) اچھے اور برے راستے صاف صاف بنا دیئے گئے، ان کے نتائج سے بھی واقف کرا دیا گیا، اللہ کی پسندیدگی بھی واضح کر دی گئی، اب دنیا میں کوئی زور زبردستی نہیں، جو چاہے اچھا راستہ اختیار کر کے کامیاب ہو ورنہ اپنے کیے کا بھگتان بھگتنے کے لیے تیار رہے (۲) طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے اللہ کو چھوڑ کر پوجا جائے (۳) اچھی باتوں کو اختیار کر لیتے ہیں اور جن بری باتوں سے روکا جاتا ہے اس سے باز رہتے ہیں (۴) اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے اس نے کفر و انکار ہی کا راستہ اپنے لیے طے کر رکھا ہو جس کا لازمی نتیجہ جہنم ہے (۵) اس سے عقلمند نصیحت حاصل کرتا ہے کہ اسی طرح دنیا کی رونقیں اور بہاریں بھی چند روزہ ہیں پھر سب چورا چورا ہو جائے گا اور دنیا کی نعمتیں بھی اللہ کی دی ہوئی ہیں، کس طرح وہ بارشیں فرماتا ہے اور اس سے چشمے جاری ہوتے ہیں اور پانی زمین کے سوتوں میں جذب ہو کر جمع ہوتا ہے پھر اسی کے حکم سے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں، ان نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ اسی ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور یہاں کی بہاروں پر فریفتہ ہو کر اصل مالک کو آدمی فراموش نہ کر دے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ
لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ
نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ
الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ
اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِىْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾
فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْىَ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ
ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ
شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ
مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

وقف لازم

منزل ۶

بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے (کیا وہ اس کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکی میں ہو) بس تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے، وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں[1] (۲۲) اللہ نے بہترین بات اتاری کتاب کی شکل (میں جس کے مضامین) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں (جس کی باتیں) بار بار دہرائی گئی ہیں[2]، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں پھر ان کے جسم اور ان کے دل اللہ کی یاد کے لیے نرم پڑ جاتے ہیں، یہ اللہ کی دی ہدایت ہے، وہ اس کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۲۳) بھلا (اس کا کیا حال ہوگا) جو قیامت کے دن اپنے چہرے[3] سے بدترین عذاب کو روک رہا ہوگا اور ظالموں سے کہہ دیا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو (۲۴) ان سے پہلے بھی جو لوگ گزرے ہیں وہ جھٹلا چکے ہیں تو ایسی جگہ سے عذاب نے ان کو آدبوچا جہاں سے ان کو سان وگمان بھی نہ تھا (۲۵) بس اللہ نے دنیا کی زندگی میں بھی ان کو رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے ہی، اگر وہ سمجھ رکھتے (۲۶) اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح مثالیں دے ڈالیں کہ شاید وہ دھیان دیں (۲۷) یہ قرآن ہے عربی زبان میں جس میں ذرا بھی کجی نہیں، کہ شاید وہ تقویٰ اختیار کریں (۲۸) اللہ ایک مثال دیتا ہے، ایک شخص (غلام) ہے اس میں بہت سے شریک ہیں آپس میں گتھم گتھا اور ایک شخص ہے جو پورا کا پورا ایک خاص شخص کا (غلام) ہے کیا مثال میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں[4]؟ اصل تعریف اللہ ہی کے لیے ہے البتہ ان میں زیادہ تر لوگ سمجھ نہیں رکھتے (۲۹) آپ کی بھی وفات ہونی ہے اور ان سب کو بھی مرنا ہے (۳۰) پھر قیامت کے دن یقیناً تم اپنے رب کے پاس جھگڑوگے[5] (۳۱)

(۱) ایک خیر کو قبول کررہا ہے اچھی باتیں اس پر اثر انداز ہورہی ہیں اور دوسرے کا دل پتھر ہے کہ کوئی اچھی چیز اس میں گھستی ہی نہیں، دونوں کیسے برابر ہوسکتے ہیں (۲) قرآن مجید کا بنیادی مضمون ہی توحید کی دعوت، آخرت کا دھیان پیدا کرنا، رسولوں کی پیروی کی طرف بلانا ہے، یہ چیزیں مختلف پیرایوں میں بار بار کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں (۳) آدمی سخت چیز کا مقابلہ ہاتھ پاؤں کو ڈھال بنا کر کرتا ہے، مگر وہاں ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوں گے جس کے نتیجہ میں منھ سامنے کرنا پڑے گا یقیناً یہ سخت ترین تکلیف دہ صورت ہوگی (۴) جو مشترک غلام ہوتا ہے وہ کھینچا تانی میں رہتا ہے، اور دونوں طرف سے اس کو مار سہنی پڑتی ہے اور جو ایک ہی شخص کا غلام ہوتا ہے اسے ایک ہی بات ماننی ہے، اس لیے وہ عافیت میں ہے، اسی طرح جو صرف اللہ کو مانتا ہے وہ یکسو ہوکر اس کی عبادت میں لگ جاتا ہے اور جو شرک میں مبتلا ہوتا ہے وہ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا رہتا ہے اور اسے یکسوئی حاصل نہیں ہوتی (۵) یعنی سب کو مرنا ہے، اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، وہاں سب مقدمات پیش ہوں گے، کفار و مشرکین کہیں گے ہمیں حق کی بات نہیں پہنچائی گئی پھر دلائل سے ان کو خاموش ہونا پڑے گا، ان ہی خصومات اور ردوقدح کی طرف آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ
إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِي جَاءَ
بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ مَا
يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٤﴾ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ
عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ
الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٥﴾ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ
بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾
وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ
ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ
ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ
حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يَا قَوْمِ
اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾
مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٤٠﴾

منزل۶

تو اس سے بڑھ کر بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی جب اس کے پاس آ جائے تو اسے جھٹلا دے! کیا جہنم میں انکار کرنے والوں کے لیے ٹھکانہ کی کمی ہے (۳۲) اور جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کو سچ مانا وہی لوگ متقی ہیں[۱] (۳۳) وہ جو چاہیں گے اپنے رب کے پاس ان کو وہ سب ملے گا، یہ اعلیٰ کام کرنے والوں کا بدلہ ہے (۳۴) تا کہ اللہ ان کے برے کاموں کا کفارہ کر دے اور جو اچھے کام وہ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ ان کو دیدے[۲] (۳۵) کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں اور وہ آپ کو اس کے علاوہ اوروں سے ڈراتے ہیں[۳] اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۶) اور جسے اللہ ہدایت عطا فرما دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا اللہ غالب، انتقام لینے والا نہیں ہے (۳۷) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ نے[۴] ان سے پوچھئے پھر تمہارا کیا خیال ہے جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو؟ اگر اللہ مجھے تکلیف دینے کا ارادہ فرما لے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر وہ میرے ساتھ رحمت کا ارادہ فرما لے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں (۳۸) فرما دیجیے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں بھی کر رہا ہوں، آگے تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے (۳۹) کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر کے چھوڑے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب اترتا ہے (۴۰)

---

(۱) سچائی کو لانے والے نبی اور ماننے والے اہل ایمان، یہ ہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے (۲) معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ اچھے کام کرنے والوں کی چھوٹی موٹی غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں، اور ان کے ساتھ اللہ کا معاملہ مہربانی کا ہوتا ہے (۳) مشرکین مکہ کہتے تھے کہ بتوں کو غلط نہ کہو کہیں وہ تم سے انتقام نہ لے لیں گویا نبی کو ڈراتے تھے، اس سے بڑھ کر گمراہی اور کیا ہوگی (۴) جب تم اسی اللہ کو خالق مانتے ہو تو یہ دسیوں تم نے مددگار کہاں سے بنا لیے، بہر حال اگر تم نہیں مانتے تو آگے سب حقیقت کھلی جاتی ہے، پتہ چل جائے گا کہ ذلت کا عذاب کس پر آتا ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ لِلنَّاسِ بِٱلْحَقِّ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾ ٱللَّهُ يَتَوَفَّى ٱلْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَٱلَّتِى لَمْ تَمُتْ فِى مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ ٱلَّتِى قَضَىٰ عَلَيْهَا ٱلْمَوْتَ وَيُرْسِلُ ٱلْأُخْرَىٰٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ أَمِ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا۟ لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَٰعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَحْدَهُ ٱشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ قُلِ ٱللَّهُمَّ فَاطِرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ عَٰلِمَ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِى مَا كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مَا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُۥ مَعَهُۥ لَٱفْتَدَوْا۟ بِهِۦ مِن سُوٓءِ ٱلْعَذَابِ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا۟ يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾

ع

منزل۶

ہم نے آپ پر لوگوں کے لیے کتاب صحیح صحیح اتار دی تو جس نے راہ پکڑی اس نے اپنے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اس کی گمراہی اسی کے سر اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں (۴۱) اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے اور جن کو مرنا نہیں ہے ان کی نیند میں (ان کی جانیں بھی قبض کر لے لیتا ہے) پھر جن کے بارے میں موت کا فیصلہ ہوا ان کی (جانیں) روک لیتا ہے اور دوسری (جانوں) کو ایک متعین مدت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں[۱] (۴۲) کیا انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر سفارشی بنا رکھے ہیں پوچھیے کہ خواہ وہ نہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ سمجھ رکھتے ہوں[۲] (۴۳) بتا دیجیے کہ ساری سفارش اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے (۴۴) اور جب صرف اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو جو آخرت کو نہیں مانتے ان کے دل مرجھا جاتے ہیں اور جب اس کے علاوہ دوسروں کا تذکرہ ہوتا ہے تو بس وہ کھِل جاتے ہیں[۳] (۴۵) کہہ دیجیے اے اللہ آسمانوں اور زمین کو وجود بخشنے والے چھپے اور کھلے کو جاننے والے! اپنے بندوں کے درمیان تو ہی فیصلہ کرے گا جن میں وہ جھگڑتے رہے ہیں (۴۶) اور اگر ظالموں کے پاس زمین کا سب کچھ ہوتا اور اتنا ہی اور ہوتا تو وہ قیامت کے دن برے عذاب سے بچنے کے لیے اس کو فدیہ دے دیتے اور اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ سب کھل کر آ جائے گا جس کا وہ سان وگمان بھی نہ کرتے تھے (۴۷)

---

(۱) نیند میں بھی روح نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع رہتا ہے جس سے زندگی قائم رہتی ہے، اور موت میں یہ تعلق بھی قائم نہیں رہتا، بس جسم مردہ ہو جاتا ہے، بعض علماء نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ جسم کا جان سے دو طرح کا تعلق ہوتا ہے؛ ایک تعلق احساس وادراک کا اور دوسرا تدبیر اور تغذیہ کا، نیند میں ادراک واحساس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے البتہ تدبیر کا تعلق قائم رہتا ہے اسی لیے جسم سلامت رہتا ہے، اور موت میں جسم میں جان سے دونوں طرح کے تعلق ختم ہو جاتے ہیں، نہ احساس کا تعلق رہتا ہے اور نہ تدبیر کا، اسی لیے موت کے بعد جسم محفوظ نہیں رہ پاتا، اس طرح یہ نیند حقیقت میں موت کو یاد دلاتی ہے اور یہ اسی کا ایک حصہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے نیند سے اٹھنے کے بعد جو دعا سکھائی اس میں فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُوْرُ" (اصل تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) (۲) مشرکین بتوں کو سفارشی کہتے تھے بس اول تو سفارشی ہونے سے معبود ہونا لازم نہیں آتا، دوسرے سفارشی بھی وہی بن سکتا ہے جسے اللہ کی طرف سے سفارش کی اجازت ہو اور اسی کے حق میں سفارش کر سکتا ہے جس کو اللہ پسند فرمائے اور شرک کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ ان کے بارے میں کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی اور جن کو یہ سفارشی سمجھ رہے ہیں ان کو سفارش کی اجازت نہیں، دونوں باتیں حاصل نہیں تو بس دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا (۳) توحید سے ان کو بالکل مناسبت نہیں ہوتی۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا
خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ
مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ
مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥١﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ
مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ
بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى
مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾

منزل٦

اور ان کے کاموں کی ساری خرابیاں ان کے سامنے آجائیں گی اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر ہی الٹ پڑے گی[1] (۴۸) بس جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے پاس سے نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہتا ہے کہ مجھے تو یہ اپنے علم (وذہانت) سے ملی ہے، اصل یہ ہے کہ وہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں[2] (۴۹) ان سے پہلے والے بھی یہی بات کہتے چلے آئے ہیں تو جو وہ کیا کرتے تھے کچھ بھی ان کے کام نہ آیا (۵۰) بس اپنے کرتوتوں کی برائیاں ان کو بھگتنی پڑیں اور ان میں بھی جو ناانصاف ہیں ان کو بھی جلد ہی اپنے برے کرتوت بھگتنے پڑیں گے اور وہ بے بس نہیں کر سکتے (۵۱) کیا انھوں نے جانا نہیں کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اپنا رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) ناپ ناپ کر دیتا ہے یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو مانتے ہیں[3] (۵۲) کہہ دیجیے اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں کے ساتھ زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوجانا، یقیناً اللہ سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، بیشک وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۵۳) اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور اسی کے فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہیں عذاب آدبوچے پھر تمہاری مدد بھی نہ ہو (۵۴) اور اپنے رب کے پاس سے اتری اچھی باتوں پر چلو قبل اس کے کہ اچانک تمہیں عذاب دبوچ لے اور تم سمجھ بھی نہ سکو[4] (۵۵) کہ کہیں کوئی کہنے لگے ہائے میری شامت کہ میں نے اللہ کے حق میں کمی کی اور میں مذاق اڑانے والوں ہی میں شامل رہا (۵۶)

---

(۱) آخرت اور عذاب کا مذاق بنایا جاتا تھا اور عذاب کی بار بار جلدی کی جاتی تھی، آخرت میں وہی عذاب ان پر الٹ پڑے گا (۲) قارون نے یہی کہا تھا کہ "إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِيْ" یہ تو مجھے اپنے ہنر سے ملا ہے اور یہی قارونی صفت بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے (۳) ایک وہی محنت کرتا ہے اسی انداز سے تدبیریں کرتا ہے اس کو نہیں ملتا اور ایک اپنی قسمت کا دھنی ہے، یہ سب اللہ کی قدرت کے مظاہر ہیں (۴) ابھی موقع ہے اس مغفرت کرنے والے رب کی طرف بڑھو اور ہر طرح کے کفر وشرک سے، گناہ سے توبہ کرلو، قبل اس کے کہ موت آدبوچے یا عذاب ہی آجائے اور وقت ہاتھ سے نکل جائے، اس وقت سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ نہیں، اس وقت نہ یہ عذر چلے گا کہ ہدایت ہم تک نہیں پہنچی اور نہ یہ درخواست قبول ہوگی کہ ایک مرتبہ ہم کو اور دنیا میں بھیج دیا جائے، ہم اپنی اصلاح کرلیں گے، ہدایت آچکی، اس کا جاننا اور اس کے لیے کوشش کرنا اور غور کرنا ہر اس انسان کی ذمہ داری ہے جو اللہ کو نہیں مانتا، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے۔

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ
تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ
وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا
عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا
يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّ
هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ
اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ
فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ
مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾

ع ۴

منزل ۶

یا کوئی کہہ بیٹھے کہ اگر اللہ ہمیں ہدایت دے دیتا تو میں ضرور متقیوں میں ہوتا (۵۷) یا عذاب دیکھ کر یہ کہنے لگے کہ ایک موقع ہمیں اور مل جائے تو میں اچھے کام کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں (۵۸) کیوں نہیں تیرے پاس میری آیتیں پہنچ چکی تھیں پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور تو اکڑا اور انکار کرنے والوں میں شامل ہو گیا (۵۹) اور قیامت کے دن آپ دیکھیں گے کہ اللہ پر جھوٹ کہنے والوں کے چہرے سیاہ پڑے ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے ٹھکانہ کی کوئی کمی ہے! (۶۰) اور اللہ پرہیزگاروں کو ان کی کامیابی کے ساتھ بچا لے جائے گا، ان کا بال بیکا نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے[1] (۶۱) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے (۶۲) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اور جنھوں نے بھی اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ نقصان میں ہیں (۶۳) پوچھئے کہ اے نادانو! کیا پھر تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی پرستش کروں (۶۴) جبکہ آپ کو اور آپ سے پہلے والوں کو وحی آ چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سب کام بے کار چلے جائیں گے اور تم ضرور نقصان اٹھاؤ گے (۶۵) بلکہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکرگذاروں میں شامل ہو جاؤ (۶۶) اور انھوں نے اللہ کو نہ پہچانا جیسے پہچاننا چاہیے جبکہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اس کی ذات پاک ہے اور ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے[2] (۶۷)

---

(۱) اہل تقویٰ کو اللہ تعالیٰ ہر طرح کی تکلیف سے بچا کر مکمل کامیابی عطا فرمائے گا (۲) یعنی جس شان عظمت کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دل کل زمین اس کی مٹھی اور سارے آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ایک ہاتھ میں ہوں گے، اس کی عبادت میں کسی عاجز ومحتاج مخلوق کو شریک کرنا کیسی عجیب بات ہے، وہ شرکاء تو خود اس کی مٹھی میں پڑے ہیں جس طرح چاہے ان میں تصرف کرے، کوئی ذرا بھی چوں چرا نہیں کر سکتا، کسی عارف نے اس کی بڑی اچھی مثال بیان کی کہ دربار لگا ہوا ہو، بادشاہ تیر کمان لیے بیٹھا ہو اور ایک غلام کسی ستون سے بندھا ہوا ہو اور بادشاہ اس پر نشانہ سادھ رہا ہو، ایسے میں کوئی بادشاہ کو چھوڑ کر غلام سے مانگنے لگے، اس سے بڑھ کر حماقت اور کیا ہو سکتی ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۹ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۰ ع وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۱ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۲ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝۷۳ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۷۴

منزل۶

اور صور پھونکی جائے گی تو آسمانوں اور زمین میں سب بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے پھر اس میں دوبارہ صور پھونکی جائے گی بس وہ پل بھر میں کھڑے ہوکر دیکھنے لگیں گے[1] (٦٨) اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجائے گی اور دفتر لاکر رکھ دیئے جائیں گے اور نبیوں کو اور گواہوں کو پیش کردیا جائے گا اور ان میں صحیح صحیح فیصلہ کردیا جائے گا اور ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی (٦٩) اور ہر شخص کو اس کے کام کا پورا پورا بدلہ دیدیا جائے گا اور وہ (اللہ) ان کے کاموں کو خوب جانتا ہے (٧٠) اور کافروں کو گروہ در گروہ کھینچ کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے[2] اور وہاں کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں پہنچے جو تمہارے سامنے تمہارے رب کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن عذاب کا حکم انکار کرنے والوں پر تھپ چکا (٧١) کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ ہمیشہ اسی میں رہنے کے لیے بس اکڑنے والوں کا ٹھکانہ برا ہوا (٧٢) اور ڈر رکھنے والوں کو جوق در جوق جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں جا پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے گئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام ہو تم پر، کیا کہنے تمہارے، بس ان میں ہمیشہ کے لیے داخل ہوجاؤ (٧٣) اور وہ کہیں گے اصل تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ایسی جگہ ہمیں بخشی کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں ٹھکانہ بنائیں تو کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے (٧۴)

---

(١) پہلی مرتبہ جب صور پھونکی جائے گی تو سب مرجائیں گے اور روحوں پر بھی غشی طاری ہوجائے گی اور دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہوکر بدحواسی سے ادھر ادھر دیکھنے لگیں گے، وہ قیامت کا منظر ہوگا، پھر اللہ جل شانہ نزول اجلال فرمائیں گے جس سے پوری زمین چمکنے لگے گی پھر حساب وکتاب شروع ہوگا اور نبیوں کو اور گواہوں کو پیش کیا جائے گا، گواہی دینے والے انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے اور دوسرے انسان بھی ہوں گے، آدمی کے اعضاء وجوارح بھی ہوں گے (٢) جس طرح دنیا میں جیل خانہ کا پھاٹک کھلا نہیں رہتا جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے کھول کر داخل کرتے ہیں پھر بند کردیتے ہیں اسی طرح دوزخی جب دوزخ کے قریب پہنچیں گے دروازے کھول کر ان کو ڈھکیل دیا جائے گا اور پھر دروازے بند کردیئے جائیں گے، اس کے برخلاف اہل جنت جب جنت پہنچیں گے تو دروازے کھلے پائیں گے اور فرشتوں کی جماعت استقبال کرنے کو موجود ہوگی جو ان کو جنت میں ہمیشہ کے لیے رہنے کی بشارت سنائے گی اور اہل جنت خوشی میں کھل جائیں گے اور حمد وثنا کے زمزمے گائیں گے۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٥﴾ ع

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ الذَّنْبِ
وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ
اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا
يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ
الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ
لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ
حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾

وقف لازم / وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

منزل۶

اور آپ دیکھیں گے کہ فرشتے عرش کو ہر طرف سے گھیرے ہوں گے اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ حمد میں مشغول ہوں گے اور ٹھیک ٹھیک ان کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اعلان ہوگا کہ اصل تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۷۵)

﴿سورۂ مؤمن﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰـمٓ[1] (۱) یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو غالب ہے خوب جانتا ہے (۲) گناہ کو معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا اور قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳) اللہ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جنھوں نے انکار کیا تو شہروں میں ان کا دور دورہ آپ کو دھوکہ میں نہ ڈال دے[2] (۴) ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد بہت سے فرقے جھٹلا چکے ہیں اور ہر قوم نے یہ چاہا کہ اپنے رسول کو پکڑ لے اور باطل دلیلوں سے انھوں نے بحث کی تاکہ اس کے ذریعہ حق کو ڈگمگا دیں تو میں نے ان کی پکڑ کی پھر (دیکھو) میری سزا کیسی (سخت) ہوئی (۵) اور اس طرح انکار کرنے والوں پر آپ کے رب کا حکم ٹُھپ چکا ہے کہ وہ جہنم ہی کے لوگ ہیں (۶) جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے آس پاس ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح میں مشغول ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے، تو ان لوگوں کو معاف فرمادے جنھوں نے توبہ کی اور تیرا راستہ چلے اور ان کو عذاب جہنم سے بچالے[3] (۷)

---

(۱) یہاں سے سورۂ احقاف تک سات سورتیں مسلسل ''حٰم'' سے شروع ہورہی ہیں، حٰم حروف مقطعات میں سے ہے جس کے بارے میں اللہ ہی جانتا ہے، سورۂ بقرہ کے شروع میں اس کے بارے میں کچھ عرض کیا جاچکا ہے (۲) دنیا کافروں کی جنت ہے، وہ یہاں دندناتے پھرتے ہیں اس سے کسی کو دھوکہ نہ ہو، اس لیے وضاحت فرمادی کہ گزشتہ امتوں میں بھی یہی ہوا ہے بالآخر کافر پکڑے گئے اور عذاب میں گرفتار ہوئے، اور قرآن مجید ہی میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اگر اہل ایمان کے ایمان ہل جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں کو سونے چاندی کا بنا دیتا (۳) اہل ایمان کے لیے انتہائی اعزاز ہے کہ عرش کے فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں، اور پھر یہ دعا صرف مومنوں کی حد تک نہیں رہتی بلکہ وہ ان کی نیک اولادوں کے لیے بھی کرتے ہیں۔

رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ اِۨلَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ
مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ
الۡحَكِیۡمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ
فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ
كَفَرُوۡا یُنَادَوۡنَ لَمَقۡتُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ مِنۡ مَّقۡتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ
اِذۡ تُدۡعَوۡنَ اِلَی الۡاِیۡمَانِ فَتَكۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا
اثۡنَتَیۡنِ وَاَحۡیَیۡتَنَا اثۡنَتَیۡنِ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰی
خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِیۡلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمۡ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ
كَفَرۡتُمۡ ۚ وَاِنۡ یُّشۡرَكۡ بِهٖ تُؤۡمِنُوۡا ؕ فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡكَبِیۡرِ ﴿۱۲﴾
هُوَ الَّذِیۡ یُرِیۡكُمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ رِزۡقًا ؕ
وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿۱۳﴾ فَادۡعُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ
الدِّیۡنَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ
یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ لِیُنۡذِرَ
یَوۡمَ التَّلَاقِ ۙ﴿۱۵﴾ یَوۡمَ هُمۡ بٰرِزُوۡنَ ۬ۚ لَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰهِ
مِنۡهُمۡ شَیۡءٌ ؕ لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡیَوۡمَ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

ع ۹ ۱

منزل۶

اے ہمارے رب اور ان کو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں بھی جو اس قابل ہوں، یقیناً تو ہی غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۸) اور ان کو تمام تکلیفوں سے بچا کے رکھ اور جس کو بھی تو نے اس دن تکلیفوں سے بچا لیا تو اس پر یقیناً تیری رحمت ہوئی، اور یہی وہ بڑی کامیابی ہے[1] (۹) یقیناً جنھوں نے انکار کیا ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ جتنا (آج) تم اپنی ذات سے بیزار ہو اس سے زیادہ اللہ تم سے اس وقت بیزار تھا جب تمہیں ایمان کے لیے بلایا جا رہا تھا تو تم انکار کرتے تھے[2] (۱۰) وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے دو بار ہمیں موت دی اور دو بار ہمیں زندہ کیا[3] بس ہمیں اپنے گناہوں کا اعتراف ہے تو کیا اب نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ (۱۱) (کہا جائے گا) یہ سب اس لیے ہوا کہ جب بھی ایک اللہ کی طرف بلایا گیا تو تم نے انکار کیا اور جب اس کے ساتھ شرک ہوا تو تم نے مان لیا بس اب تو فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جو بلند ہے برتر ہے (۱۲) وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے روزی اتارتا ہے، اور نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو متوجہ رہتا ہو (۱۳) تو اللہ کو اس طرح پکارو کہ بندگی اسی کے لیے خالص ہو خواہ کافروں کو کیسا ہی برا لگے (۱۴) وہ بلند درجے والا عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی عطا فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے (۱۵) جس دن وہ سامنے ہوں گے ان میں سے کوئی چیز بھی اللہ کے لیے چھپی نہ ہوگی، آج کس کی بادشاہت ہے صرف اللہ ہی کی جو یکتا ہے زبردست ہے (۱۶)

---

(۱) اس سے ہر طرح کی تکلیف مراد ہے خاص طور پر آخرت کی (۲) کافروں کو کفر کی وجہ سے آخرت میں اپنی ذات سے نفرت محسوس ہو رہی ہوگی، کہا جائے گا کہ جب تم دنیا میں کفر و شرک کرتے تھے تو اللہ کو اس سے زیادہ تم سے نفرت و بیزاری ہوتی تھی (۳) پہلے منی تھے یا نطفہ تو مردہ تھے پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے پھر مرے پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے، دو موتیں ہوئیں اور دو زندگیاں، جیسا کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا "كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ كُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ" تم کیسے اللہ کا انکار کرتے ہو جبکہ تم مردہ تھے تو اس نے تمہیں زندگی بخشی پھر تمہیں موت دی پھر تم کو زندہ کیا پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى
الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ڛ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ
يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾
وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا
يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ اَوَلَمْ
يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي
الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ
هَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ
بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَاۗءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
وَاسْتَحْيُوْا نِسَاۗءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾

ع ۲

منزل ۶

آج ہر شخص کو جو وہ کر کے آیا ہے اس کا بدلہ مل جائے گا آج ناانصافی نہ ہوگی، یقیناً اللہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے (۱۷) اور آپ ان کو اس آنے والے دن سے ڈرائیے جب گھٹ گھٹ کر کلیجے منھ کو آ رہے ہوں گے، ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہوگا جس کی بات مانی جائے (۱۸) وہ آنکھوں کی خیانتوں کو بھی جانتا ہے اور سینوں کے راز کو بھی (۱۹) اور اللہ ہی صحیح صحیح فیصلہ فرماتا ہے اور جو اس کے علاوہ اوروں کی دہائی دیتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، یقیناً اللہ ہی ہے جو خوب سنتا خوب دیکھتا ہے (۲۰) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تو دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے والوں کا انجام کیسا ہوا، وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور ملک میں ان سے زیادہ یادگاریں رکھنے والے تھے بس اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں گرفتار کر لیا اور کوئی ان کو اللہ سے بچانے والا نہ ہوا (۲۱) یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے تو انھوں نے انکار کیا تو اللہ نے ان کی پکڑ کی، یقیناً وہ طاقتور ہے سخت سزا والا ہے (۲۲) اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا (۲۳) فرعون و ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے یہ جھوٹا جادوگر ہے (۲۴) پھر جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے صحیح بات لے کر آئے تو وہ بولے جنھوں نے ان کی بات مانی ان کے بیٹوں کو مار ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کا داؤ تو سیدھا لگتا نہیں[1] (۲۵)

(۱) فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل دو مرتبہ ہوا، ایک حضرت موسیٰ کی پیدائش سے پہلے جب کسی نجومی نے پیشین گوئی کی تھی کہ بنی اسرائیل کے یہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کے ذریعہ سے تمہارا سب تخت و تاج جاتا رہے گا اور دوسری مرتبہ یہ حکم اس نے اس وقت دیا جب لوگ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے لگے تاکہ ایمان لانے والوں کی نسل بھی نہ پھیلے اور ان کے اندر خوف بھی پیدا ہو تاکہ وہ ایمان سے پھر جائیں اور نئے لوگ ایمان نہ لائیں لیکن اللہ کا فیصلہ غالب آکر رہا ہے، فرعون غرق ہوا اور ایمان والوں کی اللہ نے حفاظت فرمائی، اور اس کی تدبیریں ناکام ہوگئیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ
الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ
مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ
مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا
اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ
وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ
بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ
فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ
مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾
وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ
يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿٣٠﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ
وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾
وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾

ع

اورفرعون بولا ذرا مجھے چھوڑ وتو میں موسیٰ کا کام ہی تمام کیے دیتا ہوں اور وہ اپنے رب کو بلاتا رہے مجھے تو یہ ڈر[1] ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد پیدا کرے گا (٢٦) اور موسیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے لی ہے ہر متکبر سے جو حساب کے دن کو نہ مانتا ہو (٢٧) اورفرعون کے خاندان کا ایک ایمان والا شخص جو اپنے ایمان کو چھپا تا رہا تھا بول پڑا کیا تم ایک آدمی کو صرف اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے جبکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہی ہے تو اس کا جھوٹ اس کے سر اور اگر وہ سچا ہے تو جن چیزوں سے وہ ڈراتا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر پڑ کر رہے گا یقیناً اللہ اس کو راہ نہیں دیتا جو حد سے تجاوز کرنے والا ہو جھوٹا ہو (٢٨) اے میری قوم آج تمہیں ایسی حکومت حاصل ہے کہ ملک میں تمہارا بول بالا ہے بس پھر اگر اللہ کا عذاب ہمارے اوپر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا، فرعون بولا جو مجھے سوجھی ہے وہ میں تمہیں سجھا رہا ہوں اور میں تمہیں صحیح راستہ بتا رہا ہوں (٢٩) اور ایمان والے نے کہا کہ اے میری قوم مجھے تم پر وہی ڈر ہے جیسے مختلف امتوں کے دن (گذر چکے ہیں) (٣٠) جیسے نوح کی قوم کا حال ہوا اور عاد وثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہو چکا ہے، اور اللہ بندوں کے ساتھ ذرا بھی ناانصافی نہیں چاہتا (٣١) اور میری قوم مجھے تم پر اس دن کا ڈر ہے جو چیخ پکار کا ہوگا (٣٢)

---

(١) معجزات دیکھ کر فرعون بھی سہم سا گیا تھا، درباریوں کی رائے بھی قتل کی نہیں تھی، اس لیے وہ صرف دھمکی دیتا تھا، حضرت موسیٰ کو خبر پہنچی تو انھوں نے بڑے اطمینان سے کہا میں تو اپنے رب کی پناہ میں ہوں، مجھے کون قتل کر سکتا ہے، فرعون ہی کے خاندان کا ایک مرد صالح جواب تک اپنا ایمان چھپا رہا تھا اس نے جب فرعون کی دھمکی سنی تو اس سے برداشت نہ ہوا اور اس اللہ کے بندے نے ایسی حکیمانہ بلیغ اور مؤثر تقریر فرعون کے سامنے کی کہ وہ ڈھیلا تو تھا ہی اور ڈھیلا پڑ گیا۔

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾

منزل۶

جس دن تم الٹے پاؤں بھاگو گے، اللہ سے تمہیں کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو بھی اللہ گمراہ کردے تو اس کو کوئی راہ دینے والا نہیں (۳۳) اور یقیناً پہلے یوسف بھی تمہارے پاس کھلے دلائل کے ساتھ آئے تھے پھر جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے ان چیزوں کے بارے میں تم برابر شک میں پڑے رہے، یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوگیا تو تم بولے ان کے بعد تو اللہ کوئی رسول بھیجے گا ہی نہیں[1]، اسی طرح اللہ اس کو گمراہ کردیتا ہے جو حد سے بڑھنے والا شبہ میں پڑنے والا ہو (۳۴) جو لوگ بھی اپنے پاس بغیر کسی دلیل کے آئے ہوئے اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے رہتے ہیں تو یہ اللہ کے یہاں بڑی ناراضگی کی بات ہے اور ایمان والوں کے یہاں بھی، اسی طرح اللہ ہر اکڑنے والے زبردستی کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتا ہے[2] (۳۵) اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں ان راستوں تک پہنچ جاؤں[3] (۳۶) جو آسمانوں کے راستے ہیں پھر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں، اور اسی طرح فرعون کے برے کام اس کے لیے خوشنما کردیئے گئے اور راہ حق سے اسے روک دیا گیا اور فرعون کی چال مٹ کر رہ گئی (۳۷) اور ایمان والے نے کہا اے میری قوم! میری بات مانو، میں تمہیں سیدھا راستہ بتاؤں گا[4] (۳۸) اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو بس ایک عارضی سامان ہے اور آخرت ہی اصل ٹھکانے کا گھر ہے (۳۹) جو بھی برائی کرے گا اس کو اسی مطابق بدلہ ملے گا اور ایمان کے ساتھ جو بھی بھلا کام کرے گا وہ مرد ہو یا عورت تو ایسے ہی لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا، وہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا (۴۰)

---

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں مصر والے ان کی نبوت کے قائل نہ ہوئے، جب ان کی وفات کے بعد نظام بگڑا تو کہنے لگے کہ ان کا مبارک سایہ تھا، ٹھیک چل رہا تھا، اب ایسا نبی کوئی نہ آئے گا، یا وہ انکار یا یہ اقرار، مردمومن نے یہ مثال اسی لیے دی کہ نعمت کی قدر زوال کے بعد ہوتی ہے، فی الحال تم موسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں بھی ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو بعد میں پچھتانا پڑے گا اس لیے ابھی مان لو (۲) پھر ایمان کی توفیق ہی سلب کرلی جاتی ہے (۳) ہامان فرعون کا وزیر تھا اور اب نئی تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اس کی وزارت میں بھٹہ سازی اور عمارت وغیرہ بنانے کا کام بھی تھا (۴) فرعون نے غلط راستہ کو "سبیل الرشاد" کہا تھا، اب مرد صالح نے کھل کر کہا میں تمہیں سبیل الرشاد کی دعوت دیتا ہوں جو بھی ایمان لائے گا اور اچھے کام کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

منزل۶

اور اے میری قوم! بات کیا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو (۴۱) تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں جس کی مجھ کو کچھ خبر تک نہیں اور میں تمہیں اس ذات کی طرف بلا رہا ہوں جو غالب ہے بہت بخشنے والی ہے (۴۲) یقینی بات ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ دعوت دیئے جانے کے لائق ہی نہیں ہے، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں، اور ہم کو لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے اور حد سے بڑھ جانے والے ہی جہنم کے لوگ ہیں (۴۳) پھر آگے تم یاد کرو گے جو میں تم سے کہا کرتا تھا اور میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں یقیناً اللہ بندوں پر پوری نگاہ رکھتا ہے[1] (۴۴) بس اللہ نے اسے ان کی بری چالوں سے بچالیا اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب ٹوٹ پڑا (۴۵) وہ آگ ہے جس پر صبح اور شام ان کو تپایا جاتا ہے[2] اور جس دن قیامت آئے گی (کہا جائے گا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو (۴۶) اور جب وہ جہنم میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے ہم تو تمہارے ہی پیروکار تھے تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم پر سے ہٹا سکتے ہو (۴۷) متکبرین کہیں گے ہم سب اسی میں پڑے ہیں، اللہ بندوں میں فیصلہ کر چکا (۴۸) اور جو آگ میں پڑے ہوں گے وہ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے اپنے رب سے دعا کردیجیے کہ کسی دن وہ ہمارا عذاب ہلکا کردے[3] (۴۹)

---

(۱) اس بندۂ خدا نے حجت تمام کردی، بولا کہ مجھے جو سمجھانا تھا سمجھا چکا، تم نہیں مانتے تو تم جانو، بعد میں یاد کروگے کہ کوئی مرد خدا سمجھاتا تھا، اب میں اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کے حوالہ کرتا ہوں، تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو اللہ ہی میرا مددگار ہے، بس اللہ نے حضرت موسیٰ کے ساتھ اس کو بھی بچالیا اور سب کے سامنے فرعون اور اس کا پورا لشکر غرق ہوگیا (۲) یہ برزخ کا عذاب ہے، حدیث میں بھی آتا ہے کہ نافرمانوں کو جہنم کی لپٹیں قیامت تک جھلساتی رہیں گی اور جہنم میں ان کی جگہ ان کو دکھائی جاتی رہے گی تاکہ اذیت سخت ہو (۳) دنیا میں بہکانے والوں سے مایوس ہوکر داروغۂ جہنم سے درخواست کریں گے۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ
قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝۵۰ۧ
اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝۵۱ۙ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ
مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝۵۲ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝۵۳ۙ
هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۵۴ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۵۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ
اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ
مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
الْبَصِيْرُ ۝۵۶ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَمَا
يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸

منزل۶

وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے رسول تمہارے پاس کھلی دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! تو وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو اور کافروں کا دعا کرنا بالکل بے کار جائے گا (۵۰) یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ماننے والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے (۵۱) جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کام نہ آئیں گے اور ان کے حصہ میں پھٹکار ہوگی اور برا گھر ہوگا (۵۲) اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنواسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا (۵۳) جو ہدایت ونصیحت ہے سوجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے (۵۴) تو آپ ثابت قدم رہئے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنی بھول چوک پر استغفار کیجیے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام اور صبح کو تسبیح کرتے رہیے[1] (۵۵) یقیناً جو لوگ اللہ کی باتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو، یہ صرف ان کے اندر بڑائی کا احساس ہے جس تک وہ کبھی پہنچ نہیں سکتے، تو آپ اللہ کی پناہ چاہیں، بلاشبہ وہی خوب سنتا خوب دیکھتا ہے[2] (۵۶) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بھی بڑی بات ہے لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے[3] (۵۷) اور اندھا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے اور نہ ایمان لانے والے اور اچھے کام کرنے والے اور بدکار (برابر ہوسکتے ہیں) بہت ہی کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو[4] (۵۸)

---

(۱) آپ کو سنا کر پوری امت کو اس کی تلقین کی گئی ہے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ دن میں سوسو مرتبہ استغفار فرماتے تھے جبکہ اللہ نے آپ کو گناہوں سے پاک بنایا تھا تو گنہگاروں کے لیے اس کی کتنی اہمیت ہے اور ان کو کتنی مرتبہ توبہ واستغفار کرنا چاہیے (۲) توحید، آسمانی کتابوں اور نبیوں کے معجزات وہدایت کے بارے میں خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں اور بے سند باتیں نکال کر حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں، اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں صرف غرور مانع ہے کہ حق کے آگے گردن جھکائیں ان کو جو اپنی بڑائی کا احساس ہے وہ نہ اس پر فائز ہیں اور نہ کبھی وہاں پہنچ سکتے ہیں (۳) یعنی یہ تو مانتے ہیں کہ آسمان وزمین اللہ نے پیدا کیے لیکن یہ بات نہیں سمجھ میں آتی کہ اللہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ اٹھائے گا (۴) جو اللہ کی نشانیاں کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اور جو اندھے ہیں وہ برائیوں میں پڑے ہیں انجام سے بے خبر ہیں کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾

منزل ٦

قیامت تو آنی ہی ہے اس میں کوئی شبہ ہی نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں مانتے (۵۹) اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا یقیناً جو لوگ میری بندگی سے اکڑتے ہیں جلد ہی وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے[1] (٦٠) اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا یقیناً اللہ تو لوگوں پر بہت فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ احسان نہیں مانتے (٦١) وہی اللہ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو پھر تم کہاں سے پھیر دیئے جاتے ہو (٦٢) اسی طرح وہ لوگ پھیر دیئے جاتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے رہے ہیں (٦٣) وہ اللہ جس نے زمین کو تمہارے لیے جائے قرار اور آسمان کو سائبان[2] بنایا اور تمہیں صورت بخشی تو تمہیں خوبصورت بنایا اور پاکیزہ چیزیں تمہیں روزی میں دیں، وہی اللہ تمہارا رب ہے تو اللہ بڑی برکت والا ہے، تمام جہانوں کا پالنہار ہے (٦٤) وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بس بندگی کو اسی کے لیے خالص کرکے اسے پکارو، اصل تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے[3] (٦٥) کہہ دیجیے کہ مجھے اس سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان چیزوں کو پوجوں جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی جانب سے کھلی نشانیاں آچکی ہیں اور مجھے یہ حکم ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار رہوں (٦٦)

---

(١) دعا خود عبادت کا مغز ہے اس میں بندہ اپنی بندگی کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مالک سے مانگتا ہے اور اس کا مانگنا کبھی بھی خالی نہیں جاتا، کبھی بعینہ مانگی ہوئی چیز مل جاتی ہے، کبھی اس کی وجہ سے مصیبتیں ٹلتی ہیں، ورنہ اس دعا کا اتنا اجر لکھا جاتا ہے کہ قیامت میں اس اجر کو دیکھ کر بندہ تمنا کرے گا کہ کاش کہ دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوئی ہوتی (٢) بناء عمارت کو کہتے ہیں یہاں سائبان مراد ہے (٣) جب وہی منعم حقیقی ہے، زندگی کی ساری ضرورتیں پوری فرماتا ہے تو پھر کون عبادت کے لائق ہوسکتا ہے، صرف اسی سے لولگائی جائے اور اسی کو پکارا جائے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ
ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ
اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ
اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڜ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ
اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي
النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ
قَبْلُ شَـيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝
اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى
الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ
بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝

منزل ٦

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر پانی کے قطرہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر (وہ تمہیں باقی رکھتا ہے) تا کہ تم اپنی پختہ عمر کو پہنچو پھر (باقی رکھتا ہے) تا کہ تم بوڑھے ہو اور تم میں بعض پہلے ہی اٹھا لیے جاتے ہیں اور (باقی اس لیے رکھتا ہے) تا کہ تم اپنی متعین مدت پوری کرلو اور شاید تم سمجھ سے کام لو[1] (٦٧) وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، تو جب وہ کسی چیز کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہوجا بس وہ ہوجاتی ہے (٦٨) بھلا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں، وہ کہاں سے پھیر دیئے جاتے ہیں (٦٩) جنھوں نے کتاب کو بھی جھٹلایا اور ان چیزوں کو بھی جو ہم نے رسولوں کے ساتھ بھیجیں، بس آگے ان کو پتہ چل جائے گا (٧٠) جب طوق وسلاسل ان کی گردنوں میں پڑے ہوں گے، وہ گھسیٹ کر لے جائے جائیں گے (٧١) کھولتے پانی میں، پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے (٧٢) پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک کیا کرتے تھے (٧٣) اللہ کے علاوہ، وہ کہیں گے کہ وہ ہم سے ہَوا ہوگئے بلکہ ہم تو پہلے کسی کو پکارتے ہی نہ تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو بے راہ کرتا ہے[2] (٧٤) یہ نتیجہ ہے اس کا جو تم زمین میں ناحق مستیاں کرتے تھے اور اس کا کہ تم اترایا کرتے تھے (٧٥) جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ وہیں پڑے رہنے کے لیے داخل ہوجاؤ بس غرور کرنے والوں کا ٹھکانہ کیسا برا ہوا (٧٦) بس آپ تو ثابت قدم رہیے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر یا تو ہم نے ان کے بارے میں جو وعدہ کیا ہے کچھ آپ کو ہم وہ دکھا ہی دیں یا آپ کو وفات ہی دے دیں تب بھی ان کو لوٹنا تو ہماری ہی طرف ہے[3] (٧٧)

---

(١) جو انسان کو اتنے مراحل سے گزارتا ہے اس کے لیے دوبارہ اس کو کھڑا کردینا کیا مشکل ہے جبکہ اس کی شان یہ ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کلمہ "کُـن" سے فرمادیتا ہے (٢) اول مشرکین منکر ہوجائیں گے کہ ہم نے شریک ٹھہرائے ہی نہیں پھر گھبرا کر منھ سے نکلے گا کہ "ضَلُّوْا عَنَّا" وہ ہم سے چوک گئے اس میں کچھ اعتراف ہوگا پھر وہی کہہ دیں گے کہ ہم کسی کو پکارتے ہی نہ تھے، جیسے یہاں جھوٹ بول رہے ہیں اسی طرح دنیا میں بھی جھٹلاتے رہے تھے اور راہ راست سے دور تھے، اس کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے (٣) یعنی ان کی گستاخیوں اور کفر وانکار پر ہم نے جس عذاب کا وعدہ کیا ہے وہ بہرحال پورا ہوگا وہ بچ کر نکل نہیں سکتے، ہوسکتا ہے کہ ان کی حیات ہی میں ہم آپ کو دکھادیں جیسا کہ کچھ بدر و فتح مکہ کے موقع پر ہوا، یا آپ کی وفات کے بعد، انجام سب کا ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿٨٥﴾

منزل۶

اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے، ان میں بعضوں کے حالات آپ کو بتائے اور بعضوں کے حالات آپ کو نہیں بتائے، اور کسی رسول کے بس میں نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لے آئے پھر جب اللہ کا حکم آپہنچے گا تو ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہوجائے گا اور وہاں باطل پرست نقصان اٹھا جائیں گے[1] (۷۸) وہ اللہ جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے تاکہ تم اس میں کچھ پر سواری کرو اور ان میں کچھ کو تم کھاتے بھی ہو (۷۹) اور ان میں تمہارے لیے بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم ان پر چڑھ کر اپنی اس ضرورت تک پہنچ جاؤ جو تمہارے جی میں ہے اور تم ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو (۸۰) اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم اس کی کن کن نشانیوں کا انکار کروگے (۸۱) بھلا انھوں نے زمین میں چل پھر کر دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے والوں کا انجام کیسا ہوا وہ (تعداد میں بھی) ان سے زیادہ تھے اور طاقت میں بھی ان سے بڑھ کر تھے، اور ملک میں (پھیلی ہوئی) یادگاروں میں بھی، تو انھوں نے جو کچھ کمایا دھرا وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آیا (۸۲) بس جب ہمارے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو ان کو اپنے علم پر ناز ہوا اور بالآخر جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کی لپیٹ میں آگئے (۸۳) پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو لگے کہنے کہ ہم نے ایک اللہ کو مانا اور اس کے ساتھ ہم جو شرک کیا کرتے تھے اس کا ہم نے انکار کیا (۸۴) تو جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کو ان کے ایمان لانے کا (اس وقت) بالکل فائدہ نہیں پہنچا (یاد رکھو یہ) اللہ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) چلا آتا ہے، اور اس وقت انکار کرنے والے نقصان میں رہے[2] (۸۵)

---

(۱) جن رسولوں کے حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے گئے وہ بھی ایک معجزہ ہے کہ جو حالات نہ آپ کے سامنے گزرے اور نہ کسی ذریعہ سے آپؐ کو ان کی خبر ملی، ان کی تفصیلات آپؐ کی زبان مبارک سے جاری ہوئیں، مشرکین مکہ نت نئے معجزات کا مطالبہ کیا کرتے تھے، اللہ نے فرمادیا کہ آپؐ کہہ دیجیے کہ یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، ایسا نہیں کہ میں اپنے اختیار سے معجزات دکھاتا رہوں (۲) یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ لوگ شروع میں انکار کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اس وقت شور مچاتے ہیں اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں، اللہ کا دستور یہ ہے کہ اس وقت کی توبہ قبول نہیں فرماتا، بالآخر مجرمین ومنکرین اپنے کفر وانکار کی پاداش میں تباہ ہوتے ہیں۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا
عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ
لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٤﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ
اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿٥﴾
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦﴾ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٨﴾ قُلْ اَئِنَّكُمْ
لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ
اَنْدَادًا ۚ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا
وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً
لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ
لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ﴿١١﴾

منزل ٦

﴿سورۂ حمٓ سجدہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حمٓ (۱) (یہ کتاب) اتاری جارہی ہے اس ذات کی طرف سے جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والی ہے (۲) عربی قرآن کی شکل میں یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں کھول دی گئی ہیں ان لوگوں کے لیے جو جاننا چاہیں (۳) (یہ کتاب) بشارت بھی دیتی ہے اور خبردار بھی کرتی ہے پھر ان میں زیادہ تر لوگ منھ پھیر لیتے ہیں تو وہ سنتے ہی نہیں (۴) اور بولے کہ تم جس چیز کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنے کام میں لگے ہیں (۵) کہہ دیجیے یقیناً میں تمہارے جیسا انسان ہوں (البتہ) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود تو صرف ایک ہی معبود ہے تو اپنے رخ کو اسی کی طرف ٹھیک کرلو اور اسی سے مغفرت مانگو اور شرک کرنے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۶) جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے بالکل ہی منکر ہیں (۷) یقیناً جنھوں نے مانا اور اچھے کام کیے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے (۸) پوچھیے کہ کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور تم اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو، وہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۹) اور اس نے اس (زمین) میں اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی[1] اور اس نے اس میں زندگی کے سب سامان مقرر کیے سب چار دن میں ہوا[2]، سب سوال کرنے والوں کے لیے یکساں[3] (۱۰) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا خوشی خوشی یا بزور طاقت دونوں حاضر ہو جاؤ، دونوں بولے ہم خوش خوش حاضر ہیں[4] (۱۱)

---

(۱) اس کے اندر برکت رکھی یعنی قسم قسم کی کانیں، درخت اور میوے اور غلے پیدا کیے اور زندگی کے سب سامان رکھے یعنی گیسوں کا تناسب، پانی کی فراوانی، ہر علاقہ میں وہاں کی ضرورت کے مطابق غذائیں پیدا فرمائیں (۲) دو دن میں اصل زمین پیدا فرمائی دو دن میں اس کی ضرورتیں پیدا فرمائیں کل یہ چار دن ہوئے اور دو دن میں ساتوں آسمان پیدا فرمائے یہ سب آسمان وزمین چھ دن میں بنے جیسا کہ متعدد آیتوں میں اس کا تذکرہ ہے، دن سے مراد کون سا دن ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے اس لیے کہ یہ سورج کی پیدائش سے پہلے کا واقعہ ہے، پھر جو اللہ جس چیز کو جب چاہے لمحوں میں پیدا فرمادے، اس نے یہ چیزیں چھ دن میں کیوں پیدا فرمائیں اس کی حکمت بھی وہی جانتا ہے جس نے پیدا کیا، شاید اس میں انسان کو حکمت وتدریج کا سبق دیا گیا ہو یعنی تمام ضرورت مندوں کے لیے برابر جو بھی چاہے ان سے فائدہ اٹھائے (۴) یہ چیزیں اللہ کے تکوینی نظام سے متعلق ہیں جن میں ذرہ برابر فرق نہیں ہوسکتا، کل مخلوق اسی تکوینی نظام کی پابند ہے، اس کے خلاف وہ کر ہی نہیں سکتی، یہی ان کی تسبیح ہے، البتہ انسان کا ایک حصہ تکوینی نظام سے متعلق ہے اس میں اس کو بھی کچھ اختیار نہیں اور دوسرا حصہ تشریعی نظام سے متعلق ہے اس میں اس کو اختیار دے کر بتا دیا گیا ہے کہ اس پر عمل کرنے میں تمہارے لیے نجات اور عمل نہ کرنے میں اللہ کی ناراضگی اور ہمیشہ کی مصیبت، یہی اس کے امتحان کا حصہ ہے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا
وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ
الْعَلِيْمِ ﴿١٢﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ
عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ
خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۖ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً
فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ
الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿١٥﴾
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ
لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى
فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَ
نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ
اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ
عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾

ع ٢ ١٤

منزل۶

تو اس نے دو دن میں وہ (یعنی) سات آسمان مقرر کیے اور ہر آسمان کو اس کا کام بتادیا[1] اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے سجایا بھی اور حفاظت کے طور پر بھی (ان کو رکھا) یہ زبردست خوب جاننے والے کا مقرر کیا ہوا (نظام) ہے[2] (١٢) پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ کہیے کہ عاد وثمود کی چنگھاڑ کی طرح میں تمہیں ایک چنگھاڑ سے ڈراتا ہوں[3] (١٣) جب ان کے پاس رسولوں نے ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے آ آ کر کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی مت کرو، وہ بولے کہ اگر اللہ (یہی) چاہتا تو فرشتوں کو اتار دیتا، بس تمہیں جس چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے ہم تو اس کو ماننے والے نہیں (١۴) بس رہے عاد تو انھوں نے زمین میں ناحق غرور کیا اور بولے کہ ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہے؟ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے بڑھ کر طاقتور ہے؟! اور وہ ہماری نشانیوں کا انکار ہی کرتے رہے (١۵) بس ہم نے ان پر نحوست بھرے دنوں میں زناٹے دار ہوا بھیج دی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں بھی رسواکن عذاب کا مزہ چکھا دیں اور یقیناً آخرت کا عذاب اور زیادہ ذلت آمیز ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہ ہوگی (١٦) اور رہے ثمود تو ہم نے ان کو صحیح راستہ دکھایا تو ان کو ہدایت کے مقابل اندھا پن ہی اچھا لگا تو ان کے اپنے کرتوتوں کی بنا پر ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان کو آدبوچا (١٧) اور ایمان والوں کو ہم نے بچالیا اور وہ بھی بچ بچ کر زندگی گزارتے تھے (١٨) اور جس دن اللہ کے دشمن سب کے سب جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے تو ان کی ٹکڑیاں کردی جائیں گی (١٩) یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے کیے ہوئے کاموں پر ان کے خلاف گواہی دیں گی[4] (٢٠)

---

(١) یعنی کہاں کیا کیا اور کب کب ہونا ہے سب طے فرمادیا (٢) جھلملاتے ستارے چاند سورج سب باعث زینت ورونق بھی ہیں اور پہرہ کا زبردست نظام بھی ہیں کہ شیاطین پر نہیں مار سکتے (٣) اگر وہ اتنی نشانیاں بتانے کے بعد بھی نہیں مانتے تو آپ فرما دیجیے کہ تمہارا حشر بھی عاد وثمود جیسا ہوسکتا ہے کہ حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام نے ہر ہر طرح سمجھایا مگر بات ان کی سمجھ میں نہ آئی نتیجہ میں دونوں قومیں تباہ کردی گئیں (۴) جب کافر اور مجرم اپنے گناہوں سے مکر جائیں گے تو کھالیں بولیں گی اور گواہی دیں گی۔

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ
الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ
سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ
لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي
ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن
يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ
الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ
قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا
خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ
وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾ فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا
دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾

منزل۶

اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی وہ (کھالیں) کہیں گی ہمیں اس ذات نے بولنے کی طاقت دی جس نے ہر ایک چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے اور اسی نے پہلی بار بھی تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹ رہے ہو (۲۱) اور تم چھپتے نہ تھے کہ (کہاں) تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں بلکہ تمہارا خیال تو یہ تھا کہ تمہارے اکثر کاموں سے اللہ تو واقف ہی نہیں ہے[1] (۲۲) اور یہی وہ تمہارا گمان جو تم نے اپنے رب سے (متعلق) رکھا تھا اسی نے تمہیں تباہ کیا تو تم نقصان اٹھا گئے (۲۳) بس اگر یہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر توبہ کرنا چاہیں تو بھی یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن کی توبہ قبول ہو[2] (۲۴) اور ہم نے ان پر کچھ ہم نشین مسلط کیے تھے تو انھوں نے ان کے سب اگلے پچھلے کام ان کے لیے خوش نما بنا کر پیش کیے اور ان قوموں کے ساتھ ان پر بھی (عذاب کی) بات ٹھپ گئی جو جناتوں اور انسانوں میں ان سے پہلے گزر چکی ہیں، یقیناً وہ نقصان ہی میں رہے[3] (۲۵) اور کافر بولے اس قرآن کو سننا مت اور (جب پڑھا جائے تو) اس میں شور غوغا کرو تاکہ تم ہی غالب رہو[4] (۲۶) تو ہم بھی انکار کرنے والوں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا کر رہیں گے اور جو وہ بدترین کام کیا کرتے تھے اس کا بدلہ ہم ان کو ضرور دیں گے (۲۷) یہ اللہ کے دشمنوں کی سزا ہے دوزخ (کی شکل میں) ان کو ہمیشہ اسی میں رہنا ہے، جو انکار وہ ہماری آیتوں کا کیا کرتے تھے اس کی سزا کے طور پر (۲۸)

---

(۱) گناہ کرتے وقت یہ خیال تو تھا نہیں کہ آنکھ کان اور کھال گواہی دیں گے اور ان سے چھپنا ممکن بھی نہیں تھا اور اللہ کے علم محیط کا تمہیں یقین نہ ت، ہاتم سوچتے تھے کہ جو چاہو کرو، کون دیکھنے والا ہے، اسی گمان نے تمہیں تباہ کیا (۲) یعنی اب دوزخ سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں، صبر کریں نہ کر سکیں توبہ کی قبولیت ممکن نہیں (۳) شیاطین بھی مسلط تھے جو گناہوں کو خوشنما اور ضروری بنا کر پیش کرتے تھے اور شیطانی رنگ میں رنگے ہوئے بہت سے انسان بھی جو دوست بن کر دین سے غافل کر رہے تھے، دوزخ میں جانے والا کہے گا کہ اے اللہ ان بہکانے والوں کو مجھے دکھادے تو میں ان کو اپنے پاؤں سے روندوں تاکہ وہ ذلیل ہوں، دوسری جگہ قرآن مجید میں ان کی دوسری خواہش کا بھی ذکر ہے کہ ان بہکانے والوں کو دوگنا عذاب دے، وہاں ارشاد ہے کہ "لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ" (ہر ایک کے لیے دوگنا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں) دنیا میں تمہیں برے لوگوں کی باتیں اچھی لگتی تھیں اور اچھی باتیں تمہیں پسند نہیں تھیں اب اس کا مزہ چکھو (۴) قرآن کریم کی آواز جس کے کانوں میں پڑ جاتی وہ فریفتہ ہو جاتا، اس کے روکنے کی کفار نے یہ شکل نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر کان نہ دھرو اور اس قدر شور مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں، اب بھی اہل باطل اسی طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں کہ حق کی بات کان میں پڑنے نہ پائے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ
وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِنْ
غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ
لَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ
عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا
يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ
الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ
عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴿٣٨﴾

منزل ۶

اور جنھوں نے انکار کیا وہ کہیں گے اے ہمارے رب انسانوں اور جناتوں میں جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا ان کو ہمیں دکھا دیجیے ہم ان کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں تاکہ وہ اچھی طرح ذلیل ہوں (۲۹) بلاشبہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر جمے رہے ان پر فرشتے (یہ کہتے) اتریں گے کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی بشارت قبول کرو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۳۰) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے حمایتی تھے اور آخرت میں بھی اور یہاں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جو تمہارا جی چاہے گا اور تم جو مانگو گے وہ تمہیں ملے گا (۳۱) میزبانی (کی جارہی) ہے اس بخشنے والے نہایت رحم فرمانے والے کی طرف سے (۳۲) اور اس سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور اچھے کام کیے اور کہا کہ میں تو فرمانبردار ہوں (۳۳) اور اچھائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں، (بری بات کا) جواب ایسا دو جو بہت اچھا ہو تو دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی اب گویا وہ جگری دوست ہے[1] (۳۴) اور یہ بات اسی کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہوں اور اسی کو ملتی ہے جو بڑی قسمت والا ہو (۳۵) اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کچوکا لگے تو اللہ کی پناہ چاہو یقیناً وہ خوب سنتا خوب جانتا ہے[2] (۳۶) اور رات و دن اور سورج اور چاند اسی کی نشانیوں میں سے ہیں، نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو، اور سجدہ اللہ کو کرو جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو (۳۷) پھر اگر وہ اکڑے تو جو آپ کے رب کے پاس ہیں وہ رات و دن اسی کی تسبیح میں لگے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں ہیں[3] (۳۸)

---

(۱) ایک سچے داعی الی اللہ کے لیے جن صفات واخلاق کی ضرورت ہے یہاں اس کی تعلیم دی جارہی ہے، جو شخص بدسلوکی کررہا ہو اس کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کیا جائے، سیرت نبوی میں اس کے بہترین نمونے موجود ہیں، اس کا فائدہ یہ بتایا جارہا ہے کہ سخت سے سخت دل نرم ہوتے دیکھے گئے ہیں، دشمن بھی اس سے دوست اور مددگار بن جاتے ہیں، لیکن آگے فرمادیا کہ یہ بڑی اعلیٰ صفت ہے جو اللہ اپنے صبر کرنے والے بندوں ہی کو مرحمت فرماتے ہیں جو بڑی قسمت والے ہوتے ہیں (۲) شیطان کے کچوکے سے مراد اس کا وسوسہ ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ گناہ کے کام کا خیال پیدا ہونے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ چاہے "أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" کا ورد کرلے (۳) یہ آیت سجدہ ہے، اس میں بتادیا گیا ہے کہ سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں، تم سب اسی کو سجدہ کرو اور اگر کسی کو غرور مانع ہے تو یہ کسی اور کا نہیں خود اس کا نقصان ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ
اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا
شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا
جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا
قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ
اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ
ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ
يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

منزل ۶

اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں ہے کہ زمین کو آپ مرجھایا ہوا دیکھتے ہیں پھر جب ہم نے اس پر بارش کی تو وہ لہلہا گئی اور پھل پھول لائی یقیناً جس نے اس کو زندگی دی وہی مردوں کو جلانے والا ہے بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۳۹) یقیناً جو لوگ ہماری آیتوں میں ہیر پھیر کر رہے ہیں[1] وہ ہم سے چھپے نہیں ہیں، بھلا جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن حفاظت کے ساتھ نکل آئے، جو چاہو کیے جاؤ، جو بھی تم کر رہے ہو اس پر وہ پوری نگاہ رکھتا ہے (۴۰) (وہ بدترین لوگ ہیں) جنھوں نے (کتاب) نصیحت کا انکار کیا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچ گئی تھی اور وہ تو ایک بلند مرتبہ کتاب ہے (۴۱) اس پر جھوٹ کا گزر نہیں سامنے سے نہ پیچھے سے، اس ذات کی طرف سے اتاری گئی ہے جو حکمت رکھنے والی قابل ستائش ہے (۴۲) آپ سے وہی کہا جا رہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہا جا چکا، یقیناً آپ کا رب بڑی مغفرت والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی (۴۳) اور اگر ہم اسے عجمی (زبان کا) قرآن بناتے تو وہ ضرور یہ کہتے کہ اس کی آیتیں کھولی کیوں نہیں گئیں کیا (قرآن) عجمی[2] اور (رسول) عربی، کہہ دیجیے کہ وہ ماننے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو مانتے نہیں ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ ان کو دکھائی نہیں دیتا یہ وہ لوگ ہیں (جیسے) ان کو دور سے آواز دی جا رہی ہو[3] (۴۴) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تو وہ اس میں جھگڑ پڑے اور اگر پہلے سے آپ کے رب کی جانب سے طے شدہ بات نہ ہوتی تو (اسی وقت) ان کا فیصلہ ہو جاتا اور وہ یقیناً اس کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہیں جس نے ان کو خلجان میں ڈال رکھا ہے (۴۵) جس نے اچھا کام کیا تو اپنے لیے کیا اور جس نے برائی کی تو وہ اس کے سر اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بندوں کے ساتھ ذرا بھی ناانصافی کرے (۴۶)

---

(۱) یعنی جو آیتیں سن کر یا نشانیاں دیکھ کر بھی کجروی سے باز نہیں آتے اور ان میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے ہیں اور توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں (۲) مشرکین کا کام ہی اعتراض کرنا ہے کہنے لگے کہ ان پر اگر عجمی زبان میں قرآن اترتا تو معجزہ ہوتا اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ تمہارا کام تو اعتراض کرنا ہے اس وقت تم یہ کہتے کہ رسول عربی اور قرآن عجمی یہ تو عجیب بات ہے، غرض بات نہ ماننی ہو تو ہزار بہانے ہیں (۳) جیسے دور سے کوئی آواز آ رہی ہو سمجھ نہ پڑ رہی ہو وہی حال ان کا قرآن مجید کے بارے میں ہے وجہ یہ ہے کہ سننا ہی نہیں چاہتے۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ
أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ
يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾
وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن
مَّحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ
فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ
مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن
رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا
أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ
ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾
سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَا
إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ﴿٥٤﴾

منزل۶

قیامت کا علم اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے¹ اور اس کے علم کے بغیر نہ اپنے شگوفوں سے پھل نکلتے ہیں اور نہ کسی مادہ کو حمل ٹھہرتا ہے اور نہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور جب وہ انھیں آواز دے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے ہم نے تو بتا دیا کہ ہم میں کوئی اس کا اقرار نہیں کرتا² (۴۷) اور پہلے وہ جن کو پکارا کرتے تھے وہ سب ہوا ہو جائیں گے اور وہ سمجھ لیں گے کہ اب ان کو چھٹکارا نہیں (۴۸) انسان بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور اگر اسے برائی پہنچتی ہے تو مایوس ہو کر امید توڑ لیتا ہے (۴۹) اور اگر ہم اس کو مصیبت سے دوچار ہونے کے بعد اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو یہی کہتا ہے کہ ہاں یہ ہے میرے لائق، اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت برپا ہونے والی ہے اور اگر میں اپنے رب کے پاس پلٹا بھی تو اس کے پاس میرے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے، بس ہم انکار کرنے والوں کو ان کا کیا دھرا جتلا دیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھا کر رہیں گے (۵۰) اور جب ہم نے انسان پر انعام کیا تو اس نے اعراض کیا اور پہلو تہی کی اور جب مصیبت³ سے دوچار ہوا تو لگا (لمبی) چوڑی دعائیں کرنے (۵۱) پوچھئے بھلا بتاؤ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے پھر تم نے اس کا انکار کیا تو اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو مخالفت میں دور جا پڑا (۵۲) آگے ہم ان کو اطراف عالم میں اور خود ان کے اندر اپنی نشانیاں دکھا دیں گے⁴ یہاں تک کہ یہ بات ان کے سامنے کھل کر آجائے گی کہ یقیناً یہی سچ ہے، کیا آپ کے رب کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے (۵۳) سن لو وہ تو اپنے رب سے ملاقات کے بارے میں شک میں پڑے ہیں (اور) خوب سن لو ہر چیز اس کے احاطہ (قدرت) میں ہے (۵۴)

---

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمادیا تھا کہ "مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" (جس سے پوچھا جائے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا) بس اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے (۲) جب حقیقت کھل جائے گی تو مشرکین بھی شرک سے براءت ظاہر کریں گے مگر اس وقت یہ چیز کام نہ آئے گی (۳) انسان کی طبیعت عجیب ہے، مصیبت میں پڑتا ہے تو خدا یاد آتا ہے اور نعمتیں ملتی ہیں تو سب بھول جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ اللہ کا فضل قرار دیتا اس کو وہ اپنی ذہانت کا نتیجہ سمجھتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کے اندر بڑائی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ خدا فراموش بن کر کفر و شرک کرنے لگتا ہے (۴) آفاق اُفق کی جمع ہے یعنی آسمان کے کنارے، مراد اس سے وہ بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو اللہ نے زمین و آسمان میں رکھی ہیں، جیسے پہاڑ، دریا، بادل، سمندر، نباتات و جمادات وغیرہ، اور انفس نفس کی جمع ہے، یعنی خود انسان کی ذات، اس سے مراد انسان کا جسم ہے جو بجائے خود اللہ کی قدرت کا بہت بڑا مظہر ہے۔

﴿سورۂ شوریٰ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) عٓسٓقٓ (۲) اللہ جو غالب ہے حکمت رکھتا ہے وہ اسی طرح آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف وحی کرتا رہا ہے[1] (۳) آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے سب اسی کا ہے اور وہ بزرگ ہے برتر ہے (۴) لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں گے اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور زمین والوں کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، سن لو اللہ ہی ہے جو بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۵) اور جو اس کے علاوہ مددگار بناتے ہیں اللہ کو سب یاد ہیں اور آپ پر ان کا کوئی ذمہ نہیں (۶) اور اسی طرح ہم نے آپ پر عربی قرآن کی وحی کی ہے تا کہ آپ ام القریٰ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبردار کریں[2] اور حشر کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شبہ نہیں، ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں (۷) اور اللہ کی مشیت ہی ہوتی تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے اور ظالموں کے لیے نہ کوئی حمایتی ہے نہ مددگار[3] (۸) کیا انھوں نے اس کے علاوہ مددگار بنا لیے ہیں جبکہ اللہ ہی مددگار ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۹) اور تم نے جس چیز میں اختلاف کیا اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے وہ اللہ ہی میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں (۱۰)

سُورَةُ الشُّورٰى مَكِّيَّةٌ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ① عٓسٓقٓ ② كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ
اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ④ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑤ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ
حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ⑥ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ
الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ⑦ وَلَوْ
شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ
فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ⑧ اَمِ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑨ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ
اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ⑩

ع ۲

---

(۱) اللہ کی عظمت وجلال سے اور فرشتوں کی کثرت سے لگتا ہے آسمان پھٹ پڑیں گے، اور زمین والوں پر یہ اللہ کا فضل ہے کہ فرشتے آسمان پر ان کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں (۲) ام القریٰ مکہ مکرمہ ہی کو کہتے ہیں اس کے معنی ہیں بستیوں کی اصل، کہ یہی دنیا کی پیشانی ہے، یہیں پر اللہ کا پہلا گھر ہے اور جغرافیائی اعتبار سے بھی پوری دنیا میں اس کو مرکزیت حاصل ہے (۳) اس کی حکمت ومشیت کا تقاضا یہی ہوا کہ انسانوں کو عمل کی آزادی دی جائے پھر جس نے اس کا صحیح استعمال کیا وہ کامیاب ٹھہرا اور جس نے اس کو اللہ کی نافرمانی میں استعمال کیا وہ ظالم ٹھہرا، اس کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ مددگار۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ
مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ
السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ
مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ
لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ
يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا
تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَ
اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾
فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ
وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ
بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا
حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

منزل ۶

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے خود تمہارے اندر اور چوپایوں میں جوڑے بنائے، اس کے ذریعہ وہ تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں اور وہ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے (۱۱) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، جس کی چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) ناپ ناپ کر دیتا ہے یقیناً وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (۱۲) اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ طے کیا جس کی تاکید اس نے نوح کو کی تھی اور جس کی وحی ہم نے آپ کو کی اور جس کی تاکید ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی کہ دین کو قائم کرو اور اس میں الگ الگ مت ہو جاؤ[1]، آپ ان کو جس چیز کی طرف بلاتے ہیں وہ مشرکوں پر بہت بھاری ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لیے چن لیتا ہے اور وہ اسی کو اپنا راستہ دیتا ہے جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے[2] (۱۳) اور وہ علم اپنے پاس پہنچنے کے بعد بھی الگ الگ ہو گئے محض آپس کی ضد میں اور اگر ایک متعین مدت تک کے لیے آپ کے رب کی طے شدہ بات نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ ہی کر دیا جاتا اور یقیناً ان کے بعد بھی جن کو کتاب ہاتھ لگی وہ بھی اس کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو ان کو چین نہیں لینے دیتا[3] (۱۴) تو آپ اسی کی دعوت دیتے رہیے اور آپ کو جیسے کہا گیا اسی پر جمے رہیے اور ان کی خواہشوں پر مت چلیے اور کہہ دیجیے کہ اللہ نے جو کتاب اتاری میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ہمارے لیے ہمارے کام ہیں اور تمہارے لیے تمہارے کام، ہم میں اور تم میں کوئی بحث نہیں، اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۵)

---

(۱) یہ پانچ اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر ہے، بقیہ تمام نبیوں کا راستہ بھی یہی تھا (۲) جو خود متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کے لیے قبول فرماتا ہے اور جو لوگ علم آنے کے بعد بھی سچی بات پہنچنے کے بعد بھی محض ضد اور عناد میں اپنی بات پر اڑے رہتے ہیں وہ اللہ کی ناراضگی مول لیتے ہیں، اور چونکہ اللہ کا فیصلہ فوراً تباہ کر دینے کا نہیں ہوتا وہ ڈھیل دیتا ہے اس لیے وہ باقی رہتے ہیں ورنہ تو وہ اس قابل تھے کہ فوراً ہی ان کو ہلاک کر دیا جاتا (۳) پہلے جن کو کتابیں دی گئیں انھوں نے بھی انکار کیا اور بعد میں جن کو کتاب ملی وہ بھی شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لاتے، بظاہر اس سے مراد مشرکین مکہ ہیں، اسی لیے آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استقامت کی تلقین بھی ہے اور تسکین بھی کہ آپ اپنا کام کیے جایئے اور ان سے کہہ دیجیے کہ جو کام ہمارے ذمہ ہے یعنی تبلیغ وہ ہم نے کر دیا، اب تم جانو تمہارا کام، آگے سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، وہیں سب پتہ چل جائے گا۔

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ
دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾
اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ
لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ
أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾
اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ ع
مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ
كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ
مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ
وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ
مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا
يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾

منزل۶

اور جو اللہ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں جبکہ اس کو تسلیم کیا جاچکا[1]، ان کی دلیل اللہ کے یہاں بودی ہے اور ان پر (اللہ کا) غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے (۱۶) اللہ وہ ہے جس نے ٹھیک ٹھیک یہ کتاب اور ترازو[2] اتاری ہے اور آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو (۱۷) جو اس کو نہیں مانتے وہی اس میں جلدی مچاتے ہیں اور جو مانتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ سچ ہے، سن لو جو بھی قیامت کے سلسلہ میں جھگڑا کرتے ہیں وہ گمراہی میں دور جا پڑے ہیں (۱۸) اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ طاقتور ہے غالب ہے (۱۹) جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی اس کے لیے بڑھا دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس میں سے کچھ اس کو دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں[3] (۲۰) کیا ان کے لیے جو شریک ہیں انھوں نے ان کے لیے دین کا راستہ طے کیا ہے جس کی اللہ نے ان کو اجازت نہیں دی اور اگر طے شدہ بات نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ ہی کر دیا گیا ہوتا اور یقیناً جو ظالم جو ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۲۱) آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ اپنے کیے پر کانپ رہے ہوں گے اور وہ تو ان پر پڑ کر رہے گا[4] اور جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے وہ جنتوں کی کیاریوں میں ہوں گے، اپنے رب کے پاس وہ جو چاہیں گے، پائیں گے یہی بڑی فضیلت ہے (۲۲)

---

(۱) انسانوں میں اہل ایمان کی ایک بڑی تعداد ہے جو مانتی ہے اور ساری مخلوق اس کی بندگی میں لگی ہے (۲) ترازو سے عدل وانصاف مراد ہے، اس لیے کہ وہی اس کا ذریعہ ہے (۳) جو شخص صرف دنیا کی بہتری چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا دے دیتے ہیں مگر ہر مانگی ہوئی چیز نہیں ملتی (۴) اس وقت کا نپنا فائدہ نہیں پہنچائے گا پھر اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا اور دنیا میں جو کر کے گیا ہے اس کی سزا اس کو بھگتنی ہی پڑے گی۔

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ
حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ
اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾
وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ
بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ
مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ
مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٨﴾ وَ
مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ
وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا
كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
فِي الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٣١﴾

منزل۶

یہی وہ چیز ہے جس کی بشارت اللہ اپنے اُن بندوں کو دیتا ہے جنھوں نے مانا اور بھلے کام کیے، کہہ دیجیے میں اس پر تم سے اجرت نہیں مانگتا مگر رشتوں کا تو پاس ہو[1]، اور جو بھی اچھا کمائے گا تو ہم اس کے لیے اس میں اچھائی کو اور بڑھا دیں گے[2] یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے (۲۳) کیا ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ اللہ پر جھوٹ گڑھ لائے سو اگر اللہ چاہتا ہی تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور اللہ اپنی باتوں سے باطل کو مٹاتا ہے اور سچ کو ثابت کرتا ہے[3] یقیناً وہ سینوں کے اندر کی چیزوں سے بھی خوب واقف ہے (۲۴) اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے اور تمہارے کاموں کو جانتا ہے (۲۵) اور ان لوگوں کی دعا سنتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور اپنے فضل سے ان کو بڑھا کر دیتا ہے، اور رہے انکار کرنے والے تو ان کے لیے سخت عذاب ہے (۲۶) اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے روزی خوب کھول دیتا تو وہ ملک میں سرکشی[4] مچاتے لیکن اللہ ناپ کر جو چاہتا ہے اتارتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھتا ہے، اچھی طرح نگاہ رکھتا ہے (۲۷) اور وہی لوگوں کے مایوس ہونے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت عام کر دیتا ہے اور وہی کام بنانے والا قابل تعریف صفات رکھتا ہے (۲۸) اور آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور ان میں چلنے پھرنے والوں کو پھیلانا اس کی نشانیوں میں سے ہے اور وہ جب چاہے ان کو اکٹھا کر سکتا ہے (۲۹) اور تم جس مصیبت سے بھی دوچار ہوتے ہو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور کتنی چیزیں وہ درگزر کر جاتا ہے[5] (۳۰) اور تم زمین میں (بھی اللہ کو) بے بس نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہے اور نہ مددگار (۳۱)

---

(۱) قریش مکہ کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو رشتہ داریاں تھیں ان کا حوالہ دیا جا رہا ہے کہ ان کا تو تمہیں کچھ لحاظ ہونا چاہیے (۲) ہر اچھے عمل کا ثواب کم از کم دس گنا تو ملتا ہی ہے اس سے زیادہ کی حد اللہ ہی جانتا ہے، اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں شرط یہ ہے کہ عمل ٹھیک ہو اور صحیح نیت سے ہو پھر عمل کے اندر احسان کی کیفیت جتنی بڑھتی جاتی ہے اجر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے (۳) (معاذ اللہ) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گڑھ کر قرآن مجید بنا رہے ہوتے تو اللہ آپ کے دل پر مہر لگا دیتا، اس لیے کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ اگر کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو وہ اس کی بات چلنے نہیں دیتا اور باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے ثابت کرتا ہے (۴) پھر کوئی کسی کی نہ سنتا اور پورا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا (۵) قرآن مجید ہی میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر اللہ لوگوں کی ان کے کرتوتوں پر پکڑ کرنے لگتا تو روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا باقی نہ چھوڑتا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ
فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ
الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُمْ
مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ
كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾
وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ
بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ
الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا ۖ
فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ
سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَ
يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾

ع

منزل ۶

اور پہاڑوں کی طرح سمندر میں چلنے والے جہاز اس کی نشانیوں میں سے ہیں (۳۲) اگر وہ چاہے تو ہوا روک دے تو وہ اس کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں، یقیناً اس میں صابر وشکر پر ہمیشہ قائم رہنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۳۳) یا ان کو ان کے کرتوتوں کی بنا پر تباہ کردے اور وہ بہت سوں سے درگزر کر جائے (۳۴) اور جو ہماری نشانیوں میں جھگڑا کرتے ہیں وہ جان لیں کہ ان کے لیے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں (۳۵) بس تمہیں جو ملا ہے وہ دنیا کی زندگی کا تھوڑا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں (۳۶) اور جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے بچتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں (۳۷) اور جو اپنے رب کی بات مانتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کے معاملات آپس کے مشورہ سے (طے ہوتے) ہیں[1] اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں (۳۸) اور جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ مقابلہ کرتے ہیں (۳۹) اور برائی کا بدلہ تو اتنی ہی برائی سے ہے پھر جو معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمہ ہے بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (۴۰) اور جو اپنے اوپر ظلم کے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں[2] (۴۱) الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق سرکشی مچاتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے اذیت ناک عذاب ہے (۴۲) اور جس نے صبر کیا اور معاف کردیا تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں (۴۳)

---

(۱) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ایک چیز کا مشورہ ہر ایک سے کیا جائے بلکہ جیسا مسئلہ ہو اس کے اعتبار سے اس کے جاننے والوں اور دلچسپی رکھنے والوں سے مشورہ کیا جائے (۲) اگر کسی کو کسی نے تکلیف پہنچائی ہے تو مظلوم کو اجازت ہے کہ جتنی تکلیف اس کو پہنچی ہے اس کے بقدر بدلہ لے لے لیکن آگے اس سے بڑی بات بیان کی جارہی ہے کہ آدمی بجائے بدلہ لینے کے صبر کرے اور معاف کردے، اس کو عزیمت کے کاموں میں شمار کیا گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس طرح کی مثالوں سے بھری پڑی ہے، فتح مکہ کے موقع پر عمومی معافی کا اعلان اس کی سب سے کھلی ہوئی مثال ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ
لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ
يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ
مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ
مِنَ اللّٰهِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۗ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۗ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾
اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ
حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۗ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾

منزل۶

اور اللہ جس کو بے راہ کر دے تو اس کے لیے اس کے بعد کوئی حمایتی نہیں اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ جب عذاب وہ دیکھ لیں گے تو کہیں گے کہ کیا ہے بھاگ لینے کا کوئی راستہ (۴۴) اور آپ انھیں دیکھیں گے کہ آگ کے سامنے ان کو حاضر کیا جا رہا ہوگا، ذلت سے کانپ رہے ہوں گے، چوری چھپے دیکھتے ہوں گے اور جو ایمان لائے وہ کہیں گے کہ یقیناً نقصان میں تو وہی ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنا اور اپنے گھر والوں کا نقصان کیا، سن لو ظالم لوگ دائمی عذاب میں (گرفتار) ہوں گے (۴۵) اور اللہ کے علاوہ ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے اور جس کو اللہ بے راہ کر دے اس کے لیے کوئی راستہ نہیں (۴۶) اس دن کے آپہنچنے سے پہلے اپنے رب کی بات مان لو جسے اللہ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا، اس دن نہ تمہارے لیے کوئی پناہ کی جگہ ہوگی اور نہ انجان رہنے کی[1] (۴۷) پھر اگر وہ اعراض کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا، آپ کا کام تو صرف پہنچا دینا ہے اور ہم جب انسان کو کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اس پر اِترا جاتا ہے اور اگر ایسوں کو اپنے ہاتھوں بھیجی (برائیوں) کی مصیبت پہنچتی ہے تو بس وہی انسان بڑا ہی ناشکرا ہو جاتا ہے (۴۸) آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے (۴۹) یا لڑکے لڑکیاں (دونوں) ملا کر دے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے یقیناً وہ خوب جانتا پوری قدرت رکھتا ہے (۵۰) اور کسی انسان کی تاب نہیں کہ اللہ اس سے (روبرو) گفتگو کرے سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعہ سے ہو یا پردہ کے پیچھے سے ہو یا وہ اپنا قاصد بھیجتا ہے جو اس کے حکم اس کی چاہت کے مطابق پہنچا دیتا ہے، بلاشبہ وہ بالا ہے حکمت والا ہے[2] (۵۱)

---

(۱) نکیر کے معنی انجان بن جانے کے ہیں، مراد یہ ہے کہ چھپ کر انجان بن جانا یعنی کوئی چھپنے کی جگہ نہ ہوگی (۲) دنیا میں اللہ تعالیٰ کسی انسان سے روبرو ہو کر ہم کلام نہیں ہوتا، یا تو وحی فرماتا ہے یعنی دل میں بات کو ڈال دیتا ہے یا پردہ کے پیچھے سے خطاب ہوتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا یا کسی فرشتہ کو بھیج کر پیغام رسول تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ
وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ
وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمۗ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ
عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا
مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ
خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ
جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ
السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝

اوراسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے وحی بھیجی آپ کو پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان (کا پتہ تھا) البتہ ہم نے اس کو ایک نور بنایا ہے، اپنے بندوں میں ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے ذریعہ سے ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً آپ سیدھے راستہ ہی پر لے چلتے ہیں (۵۲) اللہ کا راستہ جس کے ہاتھ میں وہ سب ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، خبردار! تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (۵۳)

﴿سورۂ زخرف﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) کھلی کتاب کی قسم (۲) ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (۳) اور بلاشبہ وہ ہمارے پاس اصل کتاب میں بلند تر، سراپا حکمت (کتاب) ہے[۲] (۴) بھلا کیا ہم (کتاب ِ) نصیحت کو تم سے (اس لیے) پھیر دیں گے کہ تم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو[۳] (۵) اور پہلوں میں ہم کتنے نبی بھیج چکے (۶) اور ان کے پاس کوئی نبی آیا تو وہ لگے اس کا مذاق اڑانے (۷) تو ان سے زیادہ زورآور لوگوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا اور پہلوں کی مثالیں گزر چکیں (۸) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ یہی کہیں گے کہ ان کو زبردست خوب جاننے والی ذات نے پیدا کیا (۹) جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے تاکہ تم راہ پاسکو (۱۰) اور جس نے اوپر سے متعین مقدار میں پانی برسایا پھر ہم نے اس سے مردہ علاقہ کو نئی زندگی بخشی، اسی طرح تم نکالے جاؤ گے (۱۱)

منزل ۶

---

(۱) کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، آگے اسی کے بارے میں فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے اس کو نور بنایا (۲) ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے، جس میں قرآن مجید ازل سے بلند ترین حکمت سے بھری ہوئی کتاب کی شکل میں موجود ہے، پہلے مرحلہ میں اس کو آسمان دنیا پر اتارا گیا پھر موقع بموقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا (۳) اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے نصیحت کا سامان کیا ہے، یہاں مشرکین مکہ کو خطاب کر کے کہا جارہا ہے کہ تم پسند کرو یا نہ کرو ہم تمہیں ہدایت کا راستہ بتانے کے لیے نصیحت کرنا نہیں چھوڑ سکتے۔

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُم بِالْبَنِينَ ﴿۱۶﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۷﴾ أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ ﴿۲۲﴾ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ﴿۲۳﴾

منزل۶

اور جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا کیے اور تمہارے لیے ایسی کشتیاں اور جانور بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو (۱۲) تا کہ تم ان پر اطمینان سے بیٹھ سکو پھر جب اچھی طرح بیٹھ جاؤ تو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو اور کہو وہ ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے کام پر لگا دیا اور ہم ایسے نہ تھے کہ اس کو قابو میں کر پاتے (۱۳) اور یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں[1] (۱۴) اور (پھر) اس کے لیے انھوں نے اس کے بندوں میں سے اسی کے جزء ٹھہرائے یقیناً انسان کھلا ناشکرا ہے (۱۵) بھلا کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں خود پسند کرلیں اور بیٹوں کے لیے تمہارا انتخاب کیا (۱۶) حالانکہ جب ان میں کسی کو اس کی بشارت دی جاتی ہے جس کی مثال اس نے رحمٰن کے لیے دی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ گھٹ کر رہ جاتا ہے (۱۷) بھلا وہ جو زیورات میں پلیں بڑھیں اور وہ (بحث و مباحثہ میں بات بھی صاف نہ کہہ سکیں (۱۸) اور انھوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دیا، کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے، ان کی گواہی ضرور لکھی جائے گی اور ان سے پوچھا بھی جائے گا[2] (۱۹) اور وہ بولے کہ اگر رحمٰن چاہ لیتا تو ہم ان (باطل معبودوں) کی عبادت نہ کرتے، ان کو اس کا کچھ پتہ نہیں، وہ صرف اٹکلیں لگا رہے ہیں (۲۰) کیا ہم نے اس سے پہلے ان کو کوئی کتاب دی تھی جس سے وہ دلیل پکڑ رہے ہیں (۲۱) بلکہ ان کا کہنا تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے ٹھیک ٹھیک چل رہے ہیں (۲۲) اور اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے آسودہ حال لوگ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم تو ان ہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں (۲۳)

---

(۱) یہ سواری پر سوار ہونے کی دعا ہے، اس میں ایک طرف اللہ کا شکر ہے اور اس کے فضل کا اعتراف ہے کہ اس نے یہ سواریاں ہمارے قابو میں دیں اور دوسری طرف یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ سفر شروع کرتے وقت آدمی سفر آخرت کو یاد کرلے (۲) مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، یہاں سے اگلی چار آیتوں تک مختلف اعتبارات سے ان کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے، سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ اولاد ماں باپ کا جزء ہوتی ہے اور اللہ کا کوئی جزء ہو نہیں سکتا تو یہ فرشتے کیسے خدا کی بیٹیاں ہوسکتی ہیں، دوسرے یہ کہ وہ بیٹیوں کو عار کا باعث سمجھتے ہیں تو اس عار کو وہ خدا کے لیے کیسے تسلیم کرتے ہیں، تیسرے یہ کہ اس عقیدہ کے اعتبار سے فرشتوں کو مؤنث ہونا چاہیے حالانکہ وہ مؤنث نہیں ہیں، اور چوتھے یہ کہ عورتوں کی توجہ زیادہ زیب و زینت کی طرف رہتی ہے دوسری صلاحیتیں ان میں کم ہوتی ہیں، اپنی بات بھی وہ عام طور پر بہتر طریقہ پر پیش نہیں کرسکتیں، تو بالفرض اگر اللہ کو اولاد کا انتخاب کرنا تھا تو بیٹوں کے بجائے اپنے لیے بیٹیوں کا انتخاب کیوں فرماتا۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا
بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ
بَرَاۗءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَ
جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ
هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا
جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا
نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ
يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ
يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ
لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ
اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـــُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا
مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾

منزل ۶

(نبی نے) کہا خواہ میں اس سے زیادہ صحیح راستہ تمہارے پاس لے کر آیا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، وہ بولے تم تو جو لے کر آئے ہو ہم اس کو ماننے والے نہیں (۲۴) بس ہم نے ان سے انتقام لیا تو دیکھ لیجیے کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا (۲۵) اور جب ابراہیم نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جس کی بھی عبادت کرتے ہو میں اس سے بیزار ہوں[1] (۲۶) سوائے اس ذات کے جس نے مجھے وجود بخشا، بس وہی مجھے راہ بھی دے گا (۲۷) اور یہ بات انھوں نے اپنے بعد میں آنے والوں کے لیے بھی باقی چھوڑی کہ شاید وہ رجوع کریں (۲۸) بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو مزے لینے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس سچی بات اور صاف صاف بات بتانے والے رسول پہنچ گئے[2] (۲۹) اور جب سچی بات ان کے پاس پہنچ گئی تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ جادو ہے اور ہم تو اس کو ماننے والے نہیں (۳۰) اور وہ بولے کہ یہ قرآن دونوں بستیوں[3] میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اترا (۳۱) کیا وہ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کریں گے[4]، ہم نے دنیا کی زندگی میں بھی ان کے روزگار ان میں بانٹے ہیں اور ایک کو دوسرے پر درجوں کی بلندی دی ہے تا کہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمت کہیں اس سے بہتر ہے جو کچھ یہ سمیٹ رہے ہیں (۳۲) اور اگر یہ (خیال) نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی ملت (کفر) پر آجائیں گے تو ہم ضرور رحمٰن کا انکار کرنے والوں کے لیے ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھا کرتے ہیں (۳۳) اور ان کے گھروں کے دروازے اور مسہریاں جن پر وہ ٹیک لگاتے ہیں (۳۴) اور سونے کا کر دیتے جبکہ یہ سب کچھ نہیں بس صرف دنیا کی زندگی کے سامان ہیں اور آپ کے رب کے نزدیک آخرت پرہیزگاروں کے لیے ہے[5] (۳۵)

---

(۱) اس میں خاص طور پر مشرکین مکہ سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ تمہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے تھا، جنھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہمارے باپ دادا کا طریقہ کیا ہے بلکہ انھوں نے سچ کو تلاش کیا اور اللہ کے حکم سے پالیا (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد لوگ دین حق پر قائم رہے پھر آہستہ آہستہ انحراف آنا شروع ہوا، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں لوگ مست ہوگئے اور اسی میں لگے رہے یہاں تک کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے (۳) دو بڑی بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہے چونکہ اس علاقہ میں یہ دونوں بڑے شہر تھے اس لیے مشرکین نے کہا کہ ان دو بڑی بستیوں میں کسی مالدار پر قرآن مجید کیوں نہ اترا (۴) رحمت سے مراد نبوت ہے یعنی یہ اپنے آپ کو اس کا حقدار سمجھتے تھے کہ نبوت تقسیم کریں جبکہ حال یہ ہے کہ دنیا جو اس سے کہیں کم درجہ کی چیز ہے اس کو بھی ہم نے ان پر نہیں چھوڑا بلکہ ہم نے روزگار ان میں بانٹے اور ایسا نظام رکھا کہ ایک دوسرے کی ضرورت پڑے اور ایک دوسرے سے کام لے، عقل وفہم اور صلاحیت کے اس تفاوت ہی سے دنیا کا نظام چل رہا ہے (۵) اس سے دنیا کی حقیقت سامنے آتی ہے، سب کچھ اللہ کی رضا ہے، دنیا کی دولت وحکومت یہ سب رہ جانے والے سامان ہیں۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾
حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ
فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ
مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾
اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ
بِالَّذِيْۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ
لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً
يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ
مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَ
اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ
السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾

ع

منزل۶

اور جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے اندھا بن جاتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ اس کا دوست ہو جاتا ہے[1] (٣٦) اور وہ (شیاطین) ان کو صحیح راستہ سے روکتے ہی رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہی صحیح راستہ پر ہیں (٣٧) یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس پہنچتا ہے تو (شیطان سے) کہتا ہے کاش کہ میرے تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی بس (تو) کتنا برا ساتھی تھا (٣٨) اور آج تمہیں اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم سب عذاب میں شامل ہو جبکہ تم ظالم ٹھہرے[2] (٣٩) بھلا کیا آپ گونگوں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں یا ان کو جو صاف گمراہی میں پڑے ہوں (۴٠) پھر اگر ہم آپ کو (دنیا سے) لے گئے تو ہم ان سے انتقام لے کر رہیں گے (۴١) یا آپ کو وہ دکھا ہی دیں گے جو ہم نے ان کو وعیدیں دے رکھی ہیں تو ان پر ہمیں پوری قدرت حاصل ہے[3] (۴٢) بس آپ تو اسی پر مضبوط رہیے جو آپ پر وحی آئی ہے یقیناً آپ ہی سیدھے راستہ پر ہیں (۴٣) اور یہ آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت ہے اور آگے تم سے پوچھا جائے گا (۴۴) اور جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان سے پوچھ لیجیے[4] کہ کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ اور معبود بنائے تھے کہ ان کی پرستش کی جائے (۴۵) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو اپنی کھلی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس بھیجا تو انھوں نے کہا میں تمام جہانوں کے رب کا فرستادہ ہوں (۴٦) تو جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ پہنچ گئے تو وہ لگے ان کی ہنسی اڑانے (۴٧) اور ہم ان کو جو بھی نشانی دکھاتے وہ پچھلی نشانی سے بڑی ہوتی اور ہم نے ان کو مصیبتوں میں جکڑا کہ شاید وہ رجوع کریں (۴٨) اور وہ کہتے اے جادوگر! جیسے تمہارے رب نے تمہیں بتایا ہے ویسے ہی تم ہمارے لیے دعا کرو ہم یقیناً راہ پر آجائیں گے[5] (۴٩)

---

(١) بے فکری اور دین سے دوری کے نتیجہ میں آدمی دور ہوتا ہی جاتا ہے، ایسے شخص پر شیاطین مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ان کو ہمیشہ سبز باغ دکھاتے رہتے ہیں پھر گمراہی گمراہی نظر نہیں آتی، آدمی اپنے طریقہ ہی پر مگن رہتا ہے (٢) ظلم سے بنیادی طور پر شرک مراد ہوتا ہے اس کی سزا اتنی سخت ہے کہ اگرچہ انسانی مزاج یہ ہے کہ اگر کئی لوگ مصیبت میں شریک ہو جائیں تو وہ مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے مگر وہاں کی تکلیف دوسرے کے اس میں شریک ہونے کے احساس کے باوجود کم نہ لگے گی (٣) یعنی ان کو بہرصورت اپنے کیے کی سزا ملنی ہے، آپ کی حیات ہی میں ہم کچھ دکھا دیں جیسا کہ بدر میں ہوا یا آپ کی وفات کے بعد ان کو سزا ملے اور سب سے بڑا عذاب آخرت کا ہے (۴) یعنی ان پر جو آسمانی کتابیں اترتی تھیں ان میں دیکھ لیجیے (۵) ان سے مراد وہ سزائیں ہیں جو طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون وغیرہ کی شکل میں ان کو دی گئیں، ہر سزا پر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتے اور کہتے کہ اگر یہ سزا ٹل گئی تو ہم ایمان لے آئیں گے مگر پھر مکر جاتے، سورۂ اعراف (١٣٢-١٣۵) میں تفصیل گزر چکی ہے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿٥٠﴾ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾ ع وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾

منزل۶

پھر جب ہم ان سے مصیبتیں دور کردیتے تو وہ فوراً ہی وعدہ توڑ دیتے (۵۰) اور فرعون نے اپنی قوم میں تقریر[1] کی اس نے کہا! اے میری قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے اور یہ ندیاں میرے نیچے جاری ہیں بھلا تم دیکھتے نہیں؟! (۵۱) کیا میں بہتر (نظر نہیں آتا) ہوں اس سے جو کمتر ہے اور اپنی بات بھی صاف نہیں کہہ پاتا (۵۲) تو کیوں نہ سونے کے کنگن اس کو پہنا دیئے گئے یا کیوں نہ فرشتے پرت بنا کر اس کے ساتھ اترے[1] (۵۳) بس اس نے اپنی قوم کی عقل ماردی تو انھوں نے اس کی بات مان لی یقیناً وہ نافرمان قوم تھی (۵۴) پھر جب انھوں نے ہمیں ناراض کیا تو ہم نے بھی ان سے انتقام لیا، بس ان سب کو غرق کردیا (۵۵) پھر ہم نے ان کو گیا گزرا اور دوسروں کے لیے ایک کہاوت بنا دیا (۵۶) اور جب عیسیٰ ابن مریم کی مثال دی گئی تو آپ کی قوم اس سے چیخنے چلانے لگی (۵۷) اور بولی ہمارے معبود بہتر ہیں یا یہ، انھوں نے آپ کے سامنے یہ مثال محض کٹ حجتی کے لیے دی ہے بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ[2] (۵۸) وہ تو صرف ایک بندہ تھا ہم نے اس پر انعام کیا تھا اور اس کو بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنایا تھا (۵۹) اور اگر ہم چاہیں تو تم میں فرشتے بنادیں، زمین میں وہ تمہاری جگہ لیں (۶۰) اور بلاشبہ وہ قیامت کی ایک پہچان[3] بھی ہیں تو تم اس میں ہرگز شبہ مت کرنا اور میری پیروی کرنا، یہ ایک سیدھا راستہ ہے (۶۱) اور شیطان تمہیں ہرگز (اس راستہ سے) روکنے نہ پائے، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (۶۲) اور جب عیسیٰ کھلے دلائل کے ساتھ آئے تھے انھوں نے کہا تھا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور تاکہ میں تمہارے لیے ان چیزوں میں بات صاف کردوں جن میں تم اختلاف میں پڑ رہے ہو بس اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو (۶۳)

---

(۱) ان نشانیوں کے بعد فرعون ڈرا کہ کہیں قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہوجائے اس لیے اس نے یہ تقریر کی (۲) جب سورۂ انبیاء کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ''یقیناً تم اور تم جن کی عبادت کرتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں''، تو اس پر بعض مشرکین نے اعتراض کیا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو ان کو بھی جہنم کا ایندھن ہونا چاہیے جبکہ مسلمان ان کو برگزیدہ پیغمبر کہتے ہیں، یہ کیا بات ہوئی کہ ہمارے معبود برے اور یہ اچھے، یہ اعتراض سن کر مشرکوں نے بہت شور مچایا حالانکہ یہ اعتراض اس لیے لغو تھا کہ جس آیت کا حوالہ دے کر وہ اعتراض کررہے تھے اس میں خطاب عیسائیوں سے نہیں مشرکین مکہ سے تھا، اللہ تعالیٰ اسی لیے فرما رہا ہے کہ ان کا کام ہی جھگڑا پیدا کرنا ہے، پھر آگے اللہ نے فرمادیا کہ ان کو نہ خدائی کا دعویٰ تھا نہ ہم نے ان کو اپنا بیٹا بنایا، وہ تو ہماری قدرت کی ایک نشانی ہیں، اور اس سے زیادہ عجیب بات ہم کرسکتے ہیں کہ تم میں فرشتے پیدا کردیں اور وہ تمہارے جانشین ہوں (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قیامت میں انسانوں کے دوبارہ زندہ ہونے کی ایک دلیل بھی ہے اور اس میں یہ اشارہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ قیامت سے پہلے آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے اور یہ چیز قیامت کی علامت ہوگی۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾
فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ
عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم
بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ
تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا
الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ
مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ
الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا
تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾
لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَ
لَٰكِن كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا
رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾

منزل۶

یقیناً اللہ ہی ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے (۶۴) بس ان کے مختلف گروہوں نے اختلاف کیا(۱) تو جنھوں نے ظلم کیا ان کے لیے تباہی ہے اس دن کے عذاب سے جو بڑا دردناک ہے (۶۵) کیا وہ قیامت کے انتظار میں ہیں کہ اچانک وہ ان پر آپڑے اور وہ سمجھ بھی نہ رہے ہوں (۶۶) سب دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے (۶۷) (ان سے کہا جائے گا) اے میرے بندو! تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے (۶۸) جنھوں نے ہماری آیتوں کو مانا اور وہ فرمانبردار رہے (۶۹) تم اور تمہاری بیویاں سب جنت میں چلے جائیں تمہارے لیے عزت ہی عزت ہے (۷۰) ان کے لیے وہاں سونے کی رکابیوں اور کٹوروں کے دور چلیں گے اور وہاں ان کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو ان کا جی چاہے گا اور آنکھوں کو اچھا لگے گا اور تم ہمیشہ اسی میں رہوگے (۷۱) اور یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں اپنے کاموں کے صلہ میں وارث بنایا گیا ہے (۷۲) اس میں تمہارے لیے بہت میوے ہیں اس میں سے تم کھاتے رہوگے (۷۳) البتہ جو مجرم ہیں وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے (۷۴) وہ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور اس میں ان کی سب امیدیں ٹوٹ چکی ہوں گی (۷۵) اور ہم نے ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کی ہاں وہ خود ہی ناانصاف تھے (۷۶) اور وہ آواز دیں گے کہ اے مالک (داروغہ جہنم) تمہارا رب ہمارا کام ہی تمام کردے وہ کہے گا تمہیں تو یونہی پڑے رہنا ہے(۲) (۷۷) ہم تمہارے پاس حق لے کر آچکے لیکن تم میں اکثر حق کو پسند ہی نہیں کرتے (۷۸) کیا انھوں نے کچھ طے ہی کرلیا ہے تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں(۳) (۷۹)

---

(۱) خود عیسائیوں ہی میں ان کے بارے میں شدید اختلافات موجود ہیں، کوئی خدا کہتا ہے کوئی خدا کا بیٹا کوئی ثالث ثلاثہ اور ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے (۲) دوزخی لوگ داروغہ جہنم سے کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہمیں موت ہی دیدے، جواب میں وہ کہیں گے کہ تمہیں اسی میں اسی طرح رہنا ہوگا (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو خفیہ تدبیریں کرتے تھے اسی قسم کی کسی سازش کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر انھوں نے کچھ طے کیا ہے تو ہم بھی فیصلہ کردیں گے اور یہ سازش الٹی پڑے گی۔

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۚ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ
يَكْتُبُونَ ﴿۸۰﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ﴿۸۱﴾
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۸۲﴾
فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۸۳﴾
وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ
الْعَلِيمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ
وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ
يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ
يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى
يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلِهِ يٰرَبِّ إِنَّ هٰؤُلَآءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾
فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

سورة الدخان مكية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○
حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِينِ ﴿۲﴾ إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ﴿۳﴾ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿۴﴾

منزل۶

یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے بھید اور ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے، کیوں نہیں ہمارے قاصد ان کے پاس (سب کچھ) لکھ رہے ہیں (۸۰) کہہ دیجیے کہ اگر رحمٰن کے لڑکا ہوتا تو میں ہی سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا (۸۱) پاک ہے رب آسمانوں اور زمین کا، مالک عرش کا، ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں (۸۲) تو چھوڑیئے ان کو بک بک کریں اور کھیل کود میں پڑے رہیں یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن کا سامنا کرنا پڑے جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے (۸۳) اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہ حکمت رکھتا خوب جانتا ہے (۸۴) اور وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین اور اس کے درمیان کی تمام چیزوں کی بادشاہت ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے (۸۵) اور اس کے علاوہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ سفارش کا کچھ اختیار نہیں رکھتے سوائے ان کے جنھوں نے حق کی گواہی دی ہو اور وہ علم بھی رکھتے ہوں[۱] (۸۶) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا تو یقیناً وہ یہی کہیں گے کہ اللہ نے، پھر وہ کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں (۸۷) اور (وہ) ان (پیغمبر) کی یہ بات (خوب جانتا ہے) کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ مانتے نہیں[۲] (۸۸) تو آپ ان کو جانے دیجیے اور صاحب سلامت کر لیجیے، پھر آگے ان سب کو پتہ چل جائے گا (۸۹)

﴿سورۂ دُخان﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) کھلی کتاب کی قسم (۲) یقیناً ہم نے اس کو برکت والی رات میں اتارا ہے[۳]، ہم ہی ہیں خبر دار کرنے والے (۳) اس (رات) میں ہر حکمت بھرا کام تقسیم ہوتا ہے[۴] (۴)

---

(۱) جن کو یہ سفارشی سمجھتے ہیں وہ اس کا حق نہیں رکھتے، جو اللہ پر پختہ ایمان رکھتا ہو، صحیح علم رکھتا ہو، اس کو اللہ تعالیٰ سفارش کی اجازت مرحمت فرمائیں گے (۲) یہ بات بطور تنبیہ کے کہی جارہی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا رحمت ہیں، آپ بارگاہ الٰہی میں ان کے عناد کی شکایت فرما رہے ہیں تو وہ کس قدر سخت عذاب کے مستحق ہیں، آگے فرمایا جارہا ہے کہ آپ ان سے کنارہ کشی فرمالیں پھر آگے ان کو سب پتہ چل جائے گا (۳) اس سے مراد شب قدر ہے جس میں قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں اتارا گیا (۴) سال بھر جو کچھ اللہ کے حکم سے ہونے والا ہے وہ متعلقہ فرشتوں کے حوالہ کیا جاتا ہے، اور اللہ کا ہر کام حکمت سے بھرا ہوا ہے۔

أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن
كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ
الْأَوَّلِينَ ۝ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ
عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ
رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝ إِنَّا
كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ
الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ
جَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
أَمِينٌ ۝ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللّٰهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ وَإِنِّي
عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ۝ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝
فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا
إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ۝
كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝

منزل۶

ہمارے پاس سے حکم ہو کر، اصلی بھیجنے والے تو ہم ہی ہیں (۵) آپ کے رب کی طرف سے رحمت کے طور پر، یقیناً وہی ہے سننے والا جاننے والا (۶) آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کا رب اگر تم یقین کرتے ہو (۷) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا اور مارتا ہے، تمہارا رب اور تمہارے گزرے ہوئے باپ دادا کا رب (۸) البتہ وہ شک میں پڑے کھیل کود میں لگے ہیں (۹) تو اس دن کا انتظار کیجیے جب آسمان سے صاف صاف دھواں نکلے گا (۱۰) وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہے (۱۱) (پھر لوگ کہیں گے کہ) ہمارے رب اس عذاب کو ہم سے دور کر دے، ہم ایمان لاتے ہیں (۱۲) کہاں گئی ان کی سمجھ جبکہ صاف صاف بات بتانے والے رسول ان کے پاس آئے ہیں (۱۳) پھر انھوں نے ان سے منھ موڑ لیا اور بولے سکھایا (پڑھایا) ہے مجنون ہے (۱۴) ہم کچھ عذاب ہٹاتے ہیں تم پھر وہی کرو گے (۱۵) جس دن ہم بڑی پکڑ کریں گے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے[1] (۱۶) اور ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے اور ان کے پاس عزت والا رسول آچکا (۱۷) (وہ کہتا تھا کہ) اللہ کے بندوں کو ہمارے حوالہ کرو یقیناً میں تمہارے لیے معتبر فرستادہ ہوں (۱۸) اور اللہ پر اکڑ مت دکھاؤ، میں تمہارے پاس کھلی دلیل لے کر آیا ہوں (۱۹) اور اس سے میں نے اپنے رب کی پناہ لی ہے جو تمہارا بھی رب ہے کہ تم مجھے پتھر مار مار کر ہلاک کر ڈالو[2] (۲۰) اور اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ (۲۱) پھر انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ تو مجرم لوگ ہیں[3] (۲۲) تو (حکم ہوا کہ) میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ، یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا (۲۳) اور سمندر کو تھما ہوا چھوڑ (کر پار ہو جاؤ) یقیناً یہ لشکر غرق کیا جانے والا ہے[4] (۲۴) کتنے باغات اور نہریں وہ چھوڑ گئے (۲۵) اور کتنی کھیتیاں اور شاندار مکان (۲۶)

---

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اہل مکہ سخت قحط میں مبتلا کیے گئے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، آسمان کو دیکھتے تو دھواں ہی دھواں نظر آتا، اس آیت میں اسی کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب یہ مصیبت دور ہوگی تو پھر وہ عناد پر اتر آئیں گے، پھر آگے اللہ فرماتا ہے کہ جب ہم اصل عذاب میں پکڑیں گے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے (۲) فرعون نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالنے کی دھمکی دی تھی یہ اس کا جواب ہے (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم نہیں مانتے تو اوروں کو دعوت دینے دو، رکاوٹ نہ بنو، مگر جب انھوں نے دیکھا کہ دعوت کا کام بھی نہیں کرنے دیتے تو اللہ سے فریاد کی (۴) بیچ میں راستے بن گئے اور راستوں کے دونوں طرف پانی پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا تھا۔

وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾
فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ
نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ
كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾
فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا
خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ
مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا
هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾
اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ
فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ
الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾

منزل ۶

اور عیش کا کتنا وہ سامان جس میں وہ مزے کر رہے تھے (۲۷) یہی ہوا، اور ہم نے ایک دوسری قوم کو اس کا وارث بنا دیا (۲۸) پھر نہ آسمان اور زمین ان پر روئے اور نہ ان کو مہلت مل سکی (۲۹) اور ہم نے بنو اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے بچا لیا (۳۰) فرعون سے، یقیناً وہ اکڑ رہا تھا، حد سے تجاوز کرنے والوں میں تھا (۳۱) اور ہم نے جانتے بوجھتے ان (بنی اسرائیل) کو تمام جہانوں میں منتخب کیا[1] (۳۲) اور ہم نے ان کو ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا انعام تھا[2] (۳۳) یہ (مشرک) یہی کہتے ہیں (۳۴) کچھ نہیں بس یہی ہماری پہلی موت ہوگی اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے (۳۵) پھر اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ[3] (۳۶) کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم[4] اور جو ان سے پہلے گزر چکے، ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا، یقیناً وہ مجرم لوگ تھے (۳۷) اور آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان کی چیزوں کو ہم نے کھیل کرنے کے لیے نہیں بنایا (۳۸) ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن ان میں اکثر لوگ سمجھتے نہیں (۳۹) بلاشبہ فیصلہ کا دن ان سب کا طے شدہ وقت ہے (۴۰) جس دن کوئی دوست اپنے دوست کے کام نہ آسکے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی (۴۱) سوائے اس کے جس پر اللہ کی مہربانی ہو، یقیناً وہ غالب ہے مہربان ہے (۴۲) زقوم کا درخت ہی (۴۳) گنہگار کا کھانا ہے (۴۴) پگھلے تانبے کی طرح، وہ (لوگوں کے) پیٹ میں کھولے گا (۴۵) کھولتے پانی کی طرح (۴۶) پکڑو اس کو، پھر کھینچ کر جہنم کے بیچوں بیچ میں لے جاؤ (۴۷) پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب انڈیل دو (۴۸)

---

(۱) اپنے زمانہ کے اعتبار سے بنی اسرائیل کو یہ فضیلت حاصل تھی ورنہ اب اس امت محمدیہ کو سب پر فضیلت حاصل ہے "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (تم بہترین امت ہو جس کو لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے) (۲) جیسے منّ وسلویٰ کا اترنا، پتھر سے پانی کا جاری ہونا، بادل کا سایہ کرنا وغیرہ (۳) یہ ان کی کٹ حجتی تھی ورنہ بعث کا عقیدہ آخرت سے متعلق ہے اور ان کا مطالبہ دنیا سے متعلق ہے، دونوں میں کوئی جوڑ نہیں (۴) تُبّع یمن کے حکمرانوں کا لقب تھا، ان میں بعض بعض بڑی شان وشوکت والے گزرے، ان ہی کی طرف اشارہ ہے کہ بڑے بڑے طاقتور نافرمانی کی بنا پر تباہ کیے گئے، تمہاری کیا حیثیت ہے۔

ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ
تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾
يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم
بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ
فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾
فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ
بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

ع ۳ ۱۶

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

حمٓ ﴿١﴾ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ
آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ
اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ
تَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٥﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا
عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾

لے چکھ، تو ہے وہ بڑی طاقت والا عزت والا (۴۹) یقیناً یہی وہ چیز ہے جس میں تم شبہ کیا کرتے تھے (۵۰) ہاں بلاشبہ متقی لوگ چین کی جگہ پر ہوں گے (۵۱) جنتوں میں اور چشموں میں (۵۲) ان کو باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے پہنائے جائیں گے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (۵۳) اسی طرح ہوگا اور ہم ان کو خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے جوڑ دیں گے (۵۴) وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کے میوے منگواتے ہوں گے (۵۵) وہ سوائے پہلی موت کے پھر وہاں موت کا مزہ نہ چکھیں گے[1] اور ان کو (اللہ نے) دوزخ کے عذاب سے بچا لیا (۵۶) آپ کے رب کی طرف سے فضل کے طور پر یہی وہ بڑی کامیابی ہے (۵۷) تو ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان سے آسان کر دیا کہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں (۵۸) بس آپ بھی منتظر رہیں وہ بھی انتظار میں ہیں[2] (۵۹)

﴿سورۂ جاثیہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۲) یقیناً آسمانوں اور زمین میں ماننے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں (۳) اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں میں جو وہ پھیلا دیتا ہے ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو یقین کرتے ہیں (۴) اور رات و دن کی گردش میں اور اللہ کے آسمان سے روزی اتارنے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دینے میں اور ہوا کے چلانے میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں (۵) یہ وہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم ٹھیک ٹھیک آپ کو سنا رہے ہیں پھر اللہ کے اور اس کی آیتوں کے بعد وہ کس بات کو مانیں گے (۶)

---

(۱) صحیح حدیث میں ہے کہ موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر دوزخ اور جنت کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ اے جنتیو! تمہارے لیے جنت کی دائمی زندگی ہے، اب تمہارے لیے موت نہیں۔ اور اے جہنمیو! تمہارے لیے جہنم کی زندگی دائمی ہے، اب موت نہیں (۲) آپ ان کے انجام کا انتظار کریں اور ان کا حال یہ ہے کہ آپ کی وفات کے انتظار میں ہیں کہ اس کے بعد سب کام ختم ہو جائے گا۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٧﴾ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا
كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٨﴾ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا
اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٩﴾ مِّن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۖ
وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠﴾ هَٰذَا هُدًى ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ
عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ
فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا
فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ
آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ
وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا
إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ
يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾

منزل ۶

ع

ہر لپاڑیئے گنہگار کے لیے تباہی ہے (۷) جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے جو اس کے سامنے پڑھی جارہی ہیں پھر اکڑ کر اَڑا رہتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو بس آپ اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے (۸) اور اس کو جب ہماری آیتوں میں سے کسی (آیت) کا پتہ چلتا ہے تو وہ اس کا مذاق بناتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے (۹) ان کے پیچھے جہنم ہے اور جو انھوں نے کما رکھا ہے نہ وہ ان کے کچھ کام آئے گا اور نہ وہ حمایتی (ان کے کام آسکیں گے) جو انھوں نے اللہ کے علاوہ اختیار کر رکھے ہیں، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے (۱۰) یہ (قرآن) سراپا ہدایت ہے اور جو لوگ بھی اپنے رب کی آیتوں کا انکار کریں گے ان کے لیے ہلا کر رکھ دینے والا دردناک عذاب ہے (۱۱) اللہ ہی ہے جس نے سمندر کو تمہارے لیے کام پر لگا دیا تاکہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چل سکیں اور تاکہ تم اس کے فضل کو تلاش کرسکو اور شاید کہ تم شکرگزار ہو (۱۲) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر کردیا یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں (۱۳) ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ وہ ان لوگوں سے درگزر کردیا کریں جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ لوگوں کو اس کے مطابق سزا دیدے جو وہ کرتے دھرتے ہیں[1] (۱۴) جس نے اچھائی کی اس نے اپنے لیے کی اور جس نے برائی کی وہ اس کے سر، پھر تم اپنے رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤگے (۱۵) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت سے نوازا اور پاک چیزیں ان کو روزی میں دیں اور تمام جہانوں پر ان کو فضیلت بخشی (۱۶) اور ہم نے ان کو دین کی کھلی باتیں عطا کیں پھر ان کے پاس علم آجانے کے بعد محض آپس کی ضد میں انھوں نے اختلاف کیا یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے تھے (۱۷)

---

(۱) ''ایام اللہ'' (اللہ کے دنوں) سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ لوگوں کو ان کے کاموں کا بدلہ دے گا وہ دنیا میں ہوں یا آخرت میں، یہ ذکر ہے کافروں کا، مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ جو تکلیفیں پہنچاتے ہیں مسلمان اس کا بدلہ نہ لیں، حکم مکی زندگی میں دیا گیا تھا ہجرت کے بعد مقابلہ کی اجازت پھر جہاد کا حکم دیا گیا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

منزل۶

پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک صاف راستہ پر رکھا ہے، بس آپ اسی پر چلئے اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے مت ہو جایئے جو جانتے ہی نہیں (۱۸) وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آسکتے اور یقیناً ناانصاف ایک دوسرے کے حمایتی ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا حمایتی ہے (۱۹) یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لیے بصیرتوں کا مجموعہ ہے اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین کرتے ہیں (۲۰) کیا برائیوں کا ارتکاب کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر ٹھہرائیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے، ان کا جینا اور ان کا مرنا ایک سا ہو جائے گا، بدترین فیصلے وہ کیا کرتے ہیں (۲۱) اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا اور اس لیے کیا تاکہ ہر کسی کو اپنی کمائی کا بدلہ دے دیا جائے اور ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی[1] (۲۲) بھلا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم کے باوجود اس کو گمراہ کیا اور اس کے کان پر اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ کے بعد اس کو کون راستہ پر لاسکتا ہے پھر بھی کیا تم دھیان نہیں دیتے (۲۳) اور وہ کہتے ہیں کہ کچھ نہیں بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے (اسی میں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی کے ہاتھوں ہم فنا کے گھاٹ اترتے ہیں اور اس کا ان کو کچھ پتہ نہیں بس وہ اٹکلیں لگاتے ہیں (۲۴) اور جب ان کے سامنے صاف صاف ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی دلیل صرف اتنی ہوتی ہے کہ وہ کہنے لگتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ (۲۵) کہہ دیجیے کہ اللہ تمہیں جلاتا ہے پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شبہ نہیں لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۲۶)

---

(۱) آخرت کا واقع ہونا عدل الٰہی کا تقاضا ہے، اگر آخرت کی جزا یا سزا نہ ہو تو اچھے برے سب برابر ہو جائیں، دنیا بھی اللہ نے اسی لیے بنائی کہ امتحان لے اور اچھوں اور بروں کو الگ الگ کر دے اور پھر آخرت میں ان کے کاموں کا بدلہ دے؟

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ
الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ
اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ
بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ
اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ
نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾
وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع ۴

منزل ۶

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن باطل پرست نقصان اٹھا جائیں گے (۲۷) اور آپ ہر امت کو دیکھیں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی[1]، ہر امت کو اس کے نامہ (اعمال) کے لیے بلایا جارہا ہوگا، آج تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے تھے (۲۸) یہ ہمارا لکھا جو کھا ہے جو سچ سچ تمہیں بتارہا ہے، تم جو بھی کرتے رہے تھے ہم یقیناً سب کچھ لکھوالیا کرتے تھے (۲۹) پھر جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا، یہی وہ کھلی کامیابی ہے (۳۰) اور رہے وہ جنھوں نے انکار کیا (ان سے کہا جائے گا) کیا تمہارے سامنے ہماری آیتیں نہیں پڑھی گئیں؟ پھر تم نے غرور کیا اور تم تھے ہی مجرم لوگ (۳۱) اور جب کہا جاتا تھا کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے ہمیں تو (وہ) صرف ایک خیال سا معلوم ہوتا ہے اور ہم یقین نہیں کرتے (۳۲) اور انھوں نے جو برے کام کیے وہ ان کے سامنے آجائیں گے اور جس چیز کا وہ مذاق بنایا کرتے تھے وہ ان ہی پر الٹ پڑے گی[2] (۳۳) اور کہا جائے گا آج ہم تمہیں فراموش کردیتے ہیں جیسے تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کردیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں (۳۴) یہ اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب میں رکھا بس آج نہ وہ وہاں سے نکل سکیں گے اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا[3] (۳۵) بس اصل تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے، تمام جہانوں کا رب ہے (۳۶) اور بڑائی اسی کو زیبا ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہی غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۳۷)

---

(۱) یہ قیامت کی ہولناکی کا بیان ہے ایک وقت ایسا آئے گا کہ سب گھٹنوں کے بل گر جائیں گے (۲) جس عذاب کا دنیا میں مذاق اڑایا کرتے تھے اور بات بات میں اس کا مطالبہ کرتے تھے وہ ان پر الٹ پڑے گا پھر کوئی ساتھ دینے والا نہ ہوگا (۳) توبہ کا وقت گزر چکا ہوگا اگر وہ خود معذرت چاہیں گے تو بھی ان کو اس کی اجازت نہ دی جائے گی۔

سُوْرَةُ الْأَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝
مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ
مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ
اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ
اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ
دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ
كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ
لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ
شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

منزل ۶

﴿سورۂ احقاف﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو غالب ہے حکمت والا ہے (۲) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو ٹھیک ٹھیک اور ایک طے شدہ مدت کے لیے ہی پیدا کیا ہے اور جنھوں نے انکار کیا وہ جن چیزوں سے خبردار کیے جاتے ہیں ان سے منھ موڑے ہوئے ہیں (۳) پوچھئے تمہارا کیا خیال ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ذرا مجھے دکھاؤ کہ انھوں نے زمین میں کیا پیدا کیا یا ان کا آسمانوں میں کوئی ساجھا ہے؟ اس سے پہلے کوئی کتاب ہو یا کوئی علمی روایت ہو تو میرے پاس لاؤ اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہی ہو[1] (۴) اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکیں اور اس کی پکار کا ان کو پتہ ہی نہ ہو (۵) اور جب لوگ جمع ہوں گے تو وہ (ان کے شریک) ان کے دشمن ہوجائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کردیں گے[2] (۶) اور جب ان پر ہماری آیتیں صاف صاف پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو انکار کرنے والے حق بات ان تک پہنچ جانے کے باوجود کہتے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے (۷) کیا وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کو گڑھ لیا ہے؟ آپ کہہ دیجیے اگر میں نے گڑھا ہی ہو تو تم اللہ کے سامنے میرے کچھ کام نہیں آسکتے[3] وہ خوب جانتا ہے جو تم اس کے بارے میں باتیں بناتے ہو، گواہی کے لیے وہ ہمارے تمہارے درمیان کافی ہے اور وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۸)
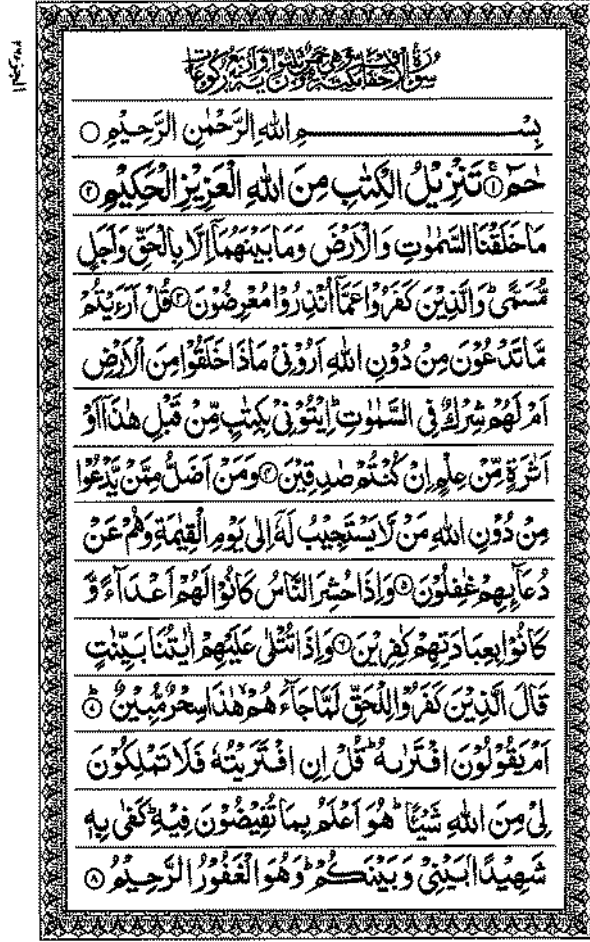
(۱) یعنی گزشتہ کتابوں میں یا کسی نبی کے قول میں اگر کوئی ایسی بات ملتی ہو تو مجھے دکھاؤ (۲) انبیاء اولیاء اور فرشتے تو صاف صاف اپنی بیزاری ظاہر کرہی دیں گے بعض روایتوں میں آتا ہے کہ پتھر کے بتوں کو بھی اللہ تعالیٰ قوت گویائی عطا فرمادیں گے اور وہ بھی صاف صاف اپنی براءت ظاہر کردیں گے (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا جارہا ہے کہ اگر میں نے (نعوذ باللہ) یہ کلام خود گڑھا ہے تو اللہ خود ہی میری پکڑ کرے گا پھر تم بھی میرے کام نہیں آسکتے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا
سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝١١
وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ
لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝١٢ اِنَّ
الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ۝١٣ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝١٤ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ
كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ
اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ
وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝١٥

ع

منزل۶

کہہ دیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میں تو صاف صاف خبردار کردینے والا ہوں[1] (۹) پوچھیے تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اللہ ہی کے پاس سے ہوا اور تم نے اس کا انکار کیا، اور بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے اس جیسی بات کی گواہی دے دی تو اس نے تو مان لیا اور تم غرور میں رہ گئے (تب تمہارا کیا بنے گا) یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دیتا[2] (۱۰) اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ اگر یہ خیر ہی ہوتا تو اس میں یہ ہم سے سبقت[3] نہ لے جاتے اور اس سے جب خود راہ پر نہ آئے تو اب کہتے ہیں یہ تو پرانی من گڑھت ہے (۱۱) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہبر اور رحمت بن کر (آچکی) اور یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں تا کہ ظالموں کو خبردار کرے اور بھلائی کرنے والوں کے لیے بشارت ہو[4] (۱۲) یقیناً جنھوں نے اقرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ جمے رہے تو ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۱۳) وہی لوگ جنت والے ہیں، اسی میں ہمیشہ رہیں گے وہ جو کام کرتے تھے اس کے بدلہ کے طور پر (۱۴) اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی[5]، اس کی ماں نے تھک تھک کر اس کو پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا، اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے (کی مدت) تیس مہینہ کی ہے[6]، یہاں تک کہ وہ اپنی پختہ عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو اس نے دعا کی اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس انعام پر شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر کیا اور میں اچھے کام کروں جو تجھے خوش کرنے والے ہوں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صالح بنادے، میں تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور فرمانبرداروں میں شامل ہوں (۱۵)

---

(۱) یعنی مجھ سے پہلے بھی رسول آچکے ہیں، کوئی میں نیا رسول نہیں ہوں، میں عالم الغیب بھی نہیں کہ سب کا انجام بتاسکوں، میرا کام پیغام پہنچانا ہے (۲) یہ پیشین گوئی کی جارہی ہے کہ متعدد علماء یہود اور علماء نصاریٰ اسلام لانے والے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام یہودیوں میں، حضرت عدی بن حاتم اور حضرت نجاشی وغیرہ عیسائیوں میں، انھوں نے گواہی دی کہ قرآن میں وہی عقائد ہیں جو تورات وانجیل میں ہیں، یہاں مشرکین مکہ کو غیرت دلائی جارہی ہے کہ وہ تو کلمہ پڑھ لیں گے اور تم غرور میں رہ جاؤ گے، یہ تمہارے لیے کس درجہ ناکامی کی بات ہوگی کہ وہ آگے نکل جائیں اور تم پیچھے رہ جاؤ (۳) حضرت بلالؓ وصہیبؓ وسلمانؓ وغیرہ کو دیکھ کر کافر یہ کہتے کہ اگر یہ ایمان خیر ہوتا تو ہمیں پہلے ملتا، یہ پچھلے درجہ کے لوگ ہم سے آگے نہ ہوتے، یہ ان کے غرور کی انتہا تھی (۴) عربی میں ہونا اور زیادہ اس کی حقانیت کی دلیل ہے، اس لیے کہ گزشتہ کتابوں میں کوئی عربی میں نہ تھیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حقائق بیان فرمائے جو گزشتہ کتابوں میں موجود تھے (۵) یہاں تک کہ اگر ماں باپ کافر ہوں تو بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید ہے البتہ نہ عقیدہ میں ساتھ دیا جائے گا اور نہ گناہ کی بات مانی جائے گی جیسا کہ سورۂ عنکبوت میں وضاحت گزرچکی ہے (۶) حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینہ ہے اور دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دوسال، یہ کل تیس مہینہ ہوئے۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّـَٔاتِهِمْ
فِىٓ أَصْحَٰبِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِى كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾ وَالَّذِى
قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ
مِن قَبْلِى وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ ءَامِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ
فَيَقُولُ مَا هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ
الْقَوْلُ فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ
كَانُوا خَٰسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَٰلَهُمْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ
أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَٰتِكُمْ فِى حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِى
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ أَخَا
عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُۥ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنۢ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦٓ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللَّهَ إِنِّىٓ أَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا
عَنْ ءَالِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ الصَّٰدِقِينَ ﴿٢٢﴾

ع ٢

منزل ٧

یہی وہ لوگ ہیں جن کے اچھے کام ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی لغزشوں سے درگزر کر جاتے ہیں (وہ) جنت والوں میں (ہیں) سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جاتا رہا ہے (۱۶) اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا! ارے تم دونوں کا ناس ہو، تم دونوں مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں پھر (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے قومیں گزر چکیں، اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور بیٹے سے کہتے ہیں) ہائے تیری بربادی ایمان لے آ، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ محض پہلوں کے افسانے ہیں[1] (۱۷) یہی وہ لوگ ہیں جن پر بات ٹھپ چکی ان قوموں سمیت جو جناتوں اور انسانوں میں پہلے گزر چکیں کہ یقیناً یہی لوگ نقصان میں ہیں (۱۸) اور ہر ایک کے لیے اس کے کاموں کے مطابق درجے ہیں تا کہ وہ ان کے کاموں کا پورا پورا بدلہ ان کو دیدے اور ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی (۱۹) اور جس دن کافروں کو آگ کے سامنے لایا جائے گا (اور کہا جائے گا) سب اچھی چیزیں تم نے اپنی دنیا کی زندگی میں اڑا لیں اور ان کے خوب مزے کر لیے بس آج تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا ملے گی اس لیے کہ تم زمین میں ناحق غرور کرتے رہے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کرتے رہتے تھے (۲۰) اور عاد کے بھائی کا تذکرہ کیجیے جب (مقام) احقاف[2] میں انھوں نے اپنی قوم کو ڈرایا - اور ایسے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی گزر چکے ہیں اور ان کے بعد بھی - کہ صرف اللہ ہی کی بندگی کرو میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۲۱) وہ بولے تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے معبودوں سے پھیر دو بس تم ہم سے جس کا وعدہ کرتے ہو اگر تم سچے ہی ہو تو وہ ہمارے سامنے لے آؤ (۲۲)

(۱) اوپر فرماں بردار اولاد کا ذکر تھا، اور یہاں نافرمان مشرک اولاد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے (۲) حقف کی جمع احقاف ہے، اس کے معنی خمدار ٹیلے کے ہیں، حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف بھیجا گیا تھا جو ایسے علاقہ میں آباد تھی جہاں اس طرح کے ٹیلے بکثرت تھے، شاید یہی وجہ رہی ہوگی کہ اس علاقہ کا نام احقاف پڑ گیا ہو۔

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي
أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ
قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۖ رِيحٌ
فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا
فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ
وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ
سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ
كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ
يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ
وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٧﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ
الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا
عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٨﴾ وَإِذْ صَرَفْنَا
إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ
قَالُوا أَنْصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٢٩﴾

ع ٣

انھوں نے کہا کہ وہ علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور مجھے تو جس پیغام کے ساتھ بھیجا گیا میں وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بڑے نادان لوگ ہو (۲۳) پھر جب انھوں نے اس کو بادلوں کی شکل میں اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو بولے یہ بادل ہیں جو ہم پر برسیں گے، کوئی نہیں، یہ وہ چیز ہے جس کی تمہیں جلدی تھی، ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے (۲۴) جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو اکھاڑ پھینکے گی، بس ان کا حال یہ ہوگیا کہ صرف ان کی بستیاں ہی دکھائی پڑتی ہیں، مجرم قوم کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں (۲۵) اور ہم نے ان کو ان چیزوں کی پکڑ دی تھی جو تمہیں بھی نہیں دی اور ان کو کان، آنکھیں اور دل دیئے تھے تو ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کے دل جب وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرنے لگے ان کے کچھ کام نہ آسکے اور جس چیز کا مذاق وہ اڑایا کرتے تھے وہ ان ہی پر الٹ پڑی (۲۶) اور تمہارے آس پاس جو بستیاں ہیں ان کو بھی ہم نے ہلاک کیا ہے[1] اور ہم نے آیتیں پھیر پھیر کر سنائی ہیں تاکہ شاید وہ لوٹ آئیں (۲۷) پھر انھوں نے کیوں نہ ان کی مدد کی جن کو انھوں نے تقرب حاصل کرنے کے لیے اللہ کے علاوہ معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ سب ان سے ہوا ہوگئے اور یہ تو ان کا جھوٹ تھا اور (من گڑھت بات تھی) جو وہ گڑھا کرتے تھے (۲۸) اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں بس جب وہ ان کے پاس پہنچے تو بولے خاموش رہو پھر جب وہ پورا ہوا تو وہ اپنی قوم کے پاس خبردار کرنے والے بن کر پلٹے[2] (۲۹)

---

(۱) اس سے مدائن صالح اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں مراد ہیں، جو شام کے راستے پر پڑتی تھیں، اور اہل مکہ بکثرت وہاں سے گزرا کرتے تھے

(۲) صحیح مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکہ سے قریب وادی نخلہ میں پیش آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت وہاں سے گزری، انھوں نے قرآن مجید سنا تو وہ متاثر ہوئے اور اسلام لے آئے پھر ان کے متعدد وفود مختلف زمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، سورۂ جن میں اس کی مزید وضاحت آجائے گی۔

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ
اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ
مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ
بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾
وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا
بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ
كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ
يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ
بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾

منزل ۶

انھوں نے کہا کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتری ہے، سب پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، سچائی کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے (۳۰) اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرلو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اذیت ناک عذاب سے بچالے گا (۳۱) اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہیں مانتا تو وہ زمین میں (کہیں بھی جا کر اللہ کو) ہرا نہیں سکتا اور اس کے لیے اس کے سوا کوئی حمایتی نہیں، وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں (۳۲) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرکے وہ تھکا نہیں وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کردے، کیوں نہ ہو، وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۳۳) اور جس دن کافروں کو آگ کا سامنا کرایا جائے گا (سوال ہوگا کہ) کیا یہ سچ نہیں ہے؟ وہ کہیں گے ہمارے رب کی قسم کیوں نہیں! ارشاد ہوگا بس جو تم کفر کرتے رہے تھے اس کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو (۳۴) بس آپ تو ثابت قدم رہیے جس طرح اولوالعزم پیغمبر ثابت قدم رہے اور ان کے لیے جلدی نہ کیجیے جس چیز سے ان کو ڈرایا جارہا ہے، جس دن وہ اس کو دیکھ لیں گے تو (سوچیں گے) کہ وہ دن کا کچھ حصہ ہی (دنیا میں) ٹھہرے، بات پہنچا دی گئی، بس ہلاک وہی لوگ ہوں گے جو نافرمان ہیں (۳۵)

﴿سورۂ محمّد﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
جنھوں نے انکار کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا اس نے ان کے سب کام بے کار کردیے (۱)

(۱) قیامت کا ہولناک منظر دیکھنے کے بعد انھیں دنیا کی زندگی ایسے ہی معلوم ہوگی جیسے دن کی ایک گھڑی ہو، وہ یہاں گزار کر گئے ہیں (۲) کافر جو بھی اچھے کام کرتے ہیں جیسے لوگوں کی مدد وغیرہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں دے دیتے ہیں، آخرت میں ان کے سب کام بے کار ہیں، اس لیے کہ وہاں کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (۲)
ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (۳)
فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ
فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟
بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ (۴)
سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ (۵) وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (۶)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ
اَقْدَامَكُمْ (۷) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (۸)
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (۹)
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا (۱۰) ذٰلِكَ
بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (۱۱)

منزل۶

اور جنھوں نے مانا اور اچھے کام کیے اور جو محمد (ﷺ) پر اترا اس پر ایمان لائے جبکہ ان کے رب کی طرف سے وہی سچ ہے، تو اس نے ان کی برائیاں دھو دیں اور ان کے حالات سنوار دیئے (۲) یہ اس لیے کہ انکار کرنے والے باطل کے پیچھے چلے اور جو ایمان لائے وہ اپنے رب کی طرف سے (بھیجے ہوئے) حق پر چلے، اللہ اسی طرح لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے (۳) تو جب منکروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب ان کو نڈھال کر دو تو بیڑیاں کس دو پھر بعد میں یا تو احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ[1] لے کر، یہاں تک کہ جنگ بندی ہو جائے[2] یہ اس لیے ہے کہ اللہ اگر چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن (وہ چاہتا ہے کہ) تم کو ایک دوسرے سے آزمائے، اور جو بھی اللہ کے راستہ میں قتل ہوں گے تو وہ ہرگز ان کے کام ضائع نہیں کرے گا[3] (۴) آگے وہ ان کو راہ دے گا اور ان کے حالات سنوار دے گا (۵) اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کا وہ ان سے تعارف[4] کرا چکا (۶) اے ایمان والو تم اگر اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا (۷) اور جنھوں نے انکار کیا تو ان کے لیے تباہی ہے اور اس نے ان کے سب کام ضائع کر دیئے (۸) یہ اس لیے کہ اللہ نے جو اتارا انھوں نے اسے ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے سب کام غارت کر دیئے (۹) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا اللہ نے ان کو پارہ پارہ کر دیا اور انکار کرنے والوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے (۱۰) یہ اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کا کارساز ہے جو ایمان لائے اور منکروں کا کوئی کارساز نہیں (۱۱)

---

(۱) جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا تھا تو اس پر اللہ کی طرف سے گرفت ہوئی تھی، اور کہا گیا تھا کہ ان قیدیوں کو قتل کیوں نہیں کیا گیا، سورۂ انفال کی آیتوں میں اس کا تذکرہ ہے، اس سے یہ لگتا تھا کہ شاید یہی حکم آگے بھی چلے گا اور جنگی قیدیوں کو چھوڑنا درست نہ ہوگا، مگر مذکورہ اس آیت میں وضاحت کی جارہی ہے کہ جب دشمن کی طاقت کچلی جاچکی ہو تو قیدیوں کو فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ کے ہی چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں، جنگ بدر چونکہ پہلا معرکہ تھا اور اس وقت اس کی شدید ضرورت تھی کہ دشمن کی طاقت کو اچھی طرح سے کچل دیا جائے تاکہ آگے وہ فتنوں کے لیے سر نہ اٹھا سکیں، اس لیے اس موقع پر جنگی قیدیوں کو چھوڑ دینے پر تنبیہ کی گئی تھی، اب اس طرح جنگی قیدیوں کے بارے میں مسلمانوں کو چار اختیارات حاصل ہیں، حالات کو دیکھ کر اس کے مطابق عمل کیا جائے: ۱- اگر طاقت توڑنے کی ضرورت ہو اور چھوڑ دینے میں خطرات ہوں تو جنگی قیدیوں کو قتل کیا جاسکتا ہے، ۲- اگر مطلق چھوڑ دینے میں خطرہ ہو لیکن قتل کی ضرورت نہ ہو تو غلام بنایا جاسکتا ہے ۳- اگر اس طرح کے خطرات نہ ہوں تو فدیہ لے کر چھوڑا جاسکتا ہے، ۴- یا بغیر فدیہ کے چھوڑا جاسکتا ہے (۲) اس سے یہ وضاحت ہورہی ہے کہ غیر مسلموں کو حالت جنگ ہی میں قتل یا گرفتار کیا جاسکتا ہے، جب جنگ بندی ہو جائے اور کوئی معاہدہ کر لیا جائے تو اس کی پابندی لازم ہے (۳) دنیا میں جو لوگ شہید ہو گئے اگرچہ فتح کو انھوں نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا لیکن اللہ ان کی اس قربانی کا ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے گا (۴) یعنی دنیا میں ان سے ایسی جنتوں کا تذکرہ بار بار کیا جاچکا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا
تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ
قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾
أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَ
اتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ﴿١٤﴾ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا
أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ
مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ
فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي
النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ
إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَ
اتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ
تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ
فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿١٨﴾

منزل۶

یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جنھوں نے انکار کیا وہ (یہاں تو) مزے کر رہے ہیں اور ایسے کھاتے ہیں جیسے جانور کھائیں اور آگ ہی ان کا ٹھکانہ ہے (۱۲) اور کتنی ایسی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے زیادہ زوردار تھیں جس نے آپ کو نکال دیا[1]، ہم نے ان کو ملیامیٹ کر دیا تو کوئی ان کا مددگار نہیں (۱۳) بھلا جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل کے ساتھ ہو کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کی بدعملی اس کے لیے خوشنما کر دی گئی ہو اور وہ لوگ اپنی خواہشات پر چلتے ہوں (۱۴) اس جنت کا حال جس کا اہل تقویٰ سے وعدہ ہے یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو نہ خراب ہونے والا ہے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ بالکل نہیں بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے نہایت لذیذ ہیں اور شفاف شہد کی نہریں ہیں اور وہاں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہیں اور آپ کے رب کی طرف سے بخشش ہے، کیا وہ اس کی طرح ہوگا جو ہمیشہ آگ میں رہے گا اور ان کو کھولتا پانی پلایا جائے گا تو وہ ان کی آنتوں کو کاٹ کر رکھ دے گا (۱۵) اور ان میں وہ بھی ہیں جو کان لگا کر آپ کی بات سنتے ہیں پھر جب آپ کے پاس سے نکلتے ہیں تو اہل علم سے پوچھتے ہیں کہ انھوں نے ابھی کیا کہا[2]؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشات پر چلے ہیں (۱۶) اور جو راہ پر آئے اس نے ان کی سوجھ اور بڑھا دی اور ان کو ان (کے حصہ) کا تقویٰ عطا فرما دیا (۱۷) پھر کیا وہ (مشرکین) قیامت کے انتظار میں ہیں کہ وہ اچانک ان پر آ ہی پڑے تو اس کی نشانیاں تو آ ہی چکیں پھر جب وہ آ ہی پڑے گی تو ان کو کہاں سے اپنی سمجھ حاصل ہوگی (۱۸)

---

(۱) اشارہ مکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے نکالے جانے کی طرف ہے (۲) تمسخر کے انداز میں اس طرح پوچھتے ہیں جیسے انھوں نے خود مجلس میں کچھ سنا ہی نہ ہو اور نہ سننے کی کوشش کی ہو۔

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿١٩﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَإِذَآ أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا
الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ نَظَرَ
الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلٰى لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ
فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ
عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾
أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰىٓ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا
يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا
عَلٰٓى أَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ
وَأَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ
فِيْ بَعْضِ الْأَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا
مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ أَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾

ع ٢ — ع ٤

منزل ٦

تو جان رکھئے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے قصور پر استغفار کرتے رہیے[1] اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی، اور اللہ تمہاری چلت پھرت سے اور تمہارے ٹھکانے سے واقف ہے[2] (۱۹) اور ایمان والے کہہ رہے تھے کہ کوئی سورہ (جس میں جنگ کی اجازت ہو) کیوں نہیں اتر آتی پھر جب کھلی ہوئی سورہ اتر آئی اور اس میں جنگ کا ذکر ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں روگ ہے وہ آپ کو ایسی (پھٹی) نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو، بس ان کے لیے بہتر یہی ہے (۲۰) کہ بات مانیں اور بھلی بات کہیں پھر جب کام کی تاکید ہو تو یہی ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں[3] (۲۱) پھر کیا توقع ہے کہ اگر تم نے اعراض کیا تو تم زمین میں بگاڑ کرو اور اپنے رشتوں کی دھجیاں اڑاؤ (۲۲) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی تو ان کو بہرہ کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا (۲۳) بھلا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر ان کے تالے پڑے ہیں (۲۴) یقیناً جو بھی اپنے لیے راہ ہدایت کھل جانے کے بعد بھی پیچھے کی طرف پلٹے ہیں شیطان نے ان کو پٹی پڑھائی ہے اور ان کو امیدوں میں رکھا ہے (۲۵) یہ اس لیے کہ انھوں نے ان لوگوں سے کہا جنھوں نے اللہ کی اتاری چیز کو ناپسند کیا کہ آگے بعض معاملات میں ہم تمہاری ہی بات مانیں گے جبکہ اللہ ان کے چھپانے سے واقف ہے[4] (۲۶) پھر کیسا حال ہوگا ان کا جب فرشتے ان کو موت دیتے وقت ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مار رہے ہوں گے (۲۷) یہ اس لیے کہ وہ اس چیز کے پیچھے چلے جو اللہ کو ناراض کرنے والی ہے اور انھوں نے اس کی خوشنودی کو پسند نہ کیا تو اللہ نے ان کے سب کام بےکار کردیئے (۲۸) کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کے اندر کے کینہ کو بالکل ظاہر نہ کرے گا (۲۹)

---

(۱) آنحضورؐ معصوم ہیں، گناہ کا آپؐ سے احتمال ہی نہیں، یہاں پر استغفار کا حکم ان کے مقام کو اور بلند کرنے کے لیے اور امت کی تعلیم کے لیے دیا جارہا ہے (۲) یعنی تمہارے روز وشب کے کاموں سے آرام کی جگہوں سے خوب واقف ہے (۳) مدینہ منورہ آنے کے بعد اہل ایمان کو اشتیاق تھا کہ جہاد کی اجازت ملے، منافق بھی دیکھا دیکھی کبھی اس خواہش کا اظہار کردیا کرتے تھے پھر جب جہاد کی آیتیں اتریں تو منافقین کے منہ اتر گئے، اور ان کی ساری قلعی کھل گئی، اللہ فرماتا ہے کہ زبانی وعدوں سے کیا حاصل ہے، اطاعت بھی ہو، اچھی بات بھی کہی جائے اور جب کسی چیز کا حکم دیا جائے تو اس پر پورا عمل ہو اور اللہ سے کیے گئے وعدہ کو سچا کر دکھایا جائے، پھر آگے ایک تنبیہ بھی ہے کہ تم جیسے منافقین کو اگر جہاد کے نتیجہ میں حکومت مل بھی جائے تو تم سے خیر کی امید ہی کب ہے تم تو بجائے اصلاح کے فساد کا ذریعہ بنو گے اور رشتوں کی دھجیاں بکھیرو گے (۴) یہ بھی منافقین ہی کا ذکر ہے جو یہود اور مشرکین سے اندر اندر ساز باز کرتے رہتے تھے، آگے اللہ فرماتا ہے کہ تمہاری یہ ریشہ دوانیاں زیادہ دنوں تک چھپنے والی نہیں ہیں اللہ جب چاہے گا سب ظاہر کردیگا، پھر حضورؐ کو خطاب کرکے کہا جارہا ہے آپ غور کریں گے تو ان منافقین کے ڈھب سے انکی حرکتوں کا اندازہ کرلیں گے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ
الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ
مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا
اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ
مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى
السَّلْمِ ڰ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ڰ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾
اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ
اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا
وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ
وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

منزل۶

اور اگر ہم چاہیں تو ان سب کو آپ کو دکھا دیں پھر آپ ان کو ضرور ان کی علامتوں سے پہچان جائیں اور بات کے ڈھب سے آپ ان کو ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے (۳۰) اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ پڑتال کرلیں (۳۱) یقیناً جنھوں نے انکار کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا اور اپنے پاس راہ ہدایت آنے کے بعد بھی رسول سے دشمنی کی وہ ہرگز اللہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور وہ ان کے سب کام غارت کردے گا (۳۲) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی بات مانو اور رسول کی بات مانو اور اپنے کاموں کو برباد مت کرو (۳۳) یقیناً جنھوں نے انکار کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا پھر وہ انکار ہی کی حالت میں مر گئے تو اللہ ہرگز ان کو معاف نہ کرے گا (۳۴) بس تم ایسے کمزور نہ پڑ جاؤ کہ صلح کی دہائی دینے لگو[1] اور تم ہی سربلند ہو اور اللہ تمہارے ہی ساتھ ہے اور وہ تمہارے کاموں کی کانٹ چھانٹ نہیں کرے گا[2] (۳۵) یہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشہ ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور بچ کر چلو گے تو وہ تمہیں تمہارا اجر دیدے گا اور تم سے تمہارے مال کا سوال نہیں کرے گا (۳۶) اگر وہ تم سے مال مانگے پھر سب سمیٹ لے تو تم بخل کرنے لگو گے اور وہ تمہارے اندر کا لاوا باہر کردے گا[3] (۳۷) دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ تمہیں اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو تم میں بعض نہیں دیتے اور جو نہیں دیتا وہ اپنے آپ کو نہیں دیتا اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو پیدا کردے گا پھر وہ تمہاری طرح (نکمی) نہ ہوگی[4] (۳۸)

---

(۱) مطلب یہ ہے کہ بزدلی کی وجہ سے صلح نہ کرو، ورنہ قرآن مجید نے خود صلح کی اجازت دی ہے، سورۂ انفال میں ہے کہ اگر وہ صلح کو جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ، کسی مصلحت سے صلح کی جارہی ہو تو اس کی اجازت ہے (۲) یعنی تم دین کے لیے جو بھی کوشش کرو گے وہ بیکار نہیں جائے گی، دنیا میں بھی اللہ سربلندی عطا فرمائے گا اور اگر دنیا میں اس کے ظاہری نتائج نہ بھی نکلے تو بھی تمہیں اس کا پورا پورا ثواب ملے گا، اللہ تعالیٰ اس میں کوئی کمی نہیں فرمائے گا (۳) اگر کل مال صدقہ کردینے کا حکم آجائے تو بھی اطاعت کا تقاضہ یہ تھا کہ اس پر عمل کیا جائے مگر اللہ کو معلوم ہے کہ تم اس کو برداشت نہ کرسکو گے اور اندر کی سب ناراضگیاں کھل کر سامنے آجائیں گی اس لیے اللہ کی عنایت ہوئی کہ وہ تمہارے کچھ مال کو خرچ کرنے کا حکم دے رہا ہے جس کا فائدہ تم ہی کو لوٹے گا، جہاد میں خرچ ہوگا اور اللہ کی طرف سے فتح ہوگی تو مال غنیمت تمہیں حاصل ہوگا اور آخرت میں اس کا اجر یقینی ہے، بس اگر تم بخل کرو گے تو اس کا نقصان خود تم ہی کو ہوگا (۴) دین اللہ کو عزیز ہے، اس کی حفاظت ہونی ہے تم اگر اپنے آپ کو اس سے وابستہ کرو گے تو تمہاری بھی حفاظت ہوگی، ورنہ اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کردے گا اور اس سے دین کی حفاظت کا کام لے گا۔

سورۂ فتح

سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾ هُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا إِيْمَانًا مَّعَ إِيْمَانِهِمْ ۗ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٤﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٥﴾ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٧﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۚ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ﴿٩﴾

منزل ۷

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یقیناً ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی ہے[1] (۱) تا کہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی سب بھول چوک معاف کردے اور تا کہ اپنی نعمت آپ پر مکمل کردے اور آپ کو سیدھی راہ چلاتا رکھے (۲) اور تا کہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے (۳) وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون[2] اتارا تا کہ ان کے ایمان میں مزید ایمان کا اضافہ ہو اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے (۴) تا کہ وہ ایمان والوں اور ایمان والیوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں، ہمیشہ اسی میں رہنے کے لیے اور ان سے ان کی لغزشوں کو دھودے اور اللہ کے یہاں یہی بڑی کامیابی ہے (۵) اور تا کہ وہ منافق مردوں اور عورتوں اور شرک کرنے والوں اور شرک کرنے والیوں کو عذاب میں مبتلا کرے جو اللہ سے برا گمان کرنے والے ہیں، ان ہی پر ہے مصیبت کا چکر[3]، اللہ ان پر غصہ ہوا اور ان پر پھٹکار کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ برا ٹھکانہ ہے (۶) اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے (۷) یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے (۸) تا کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا احترام کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرو (۹)

---

(۱) یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی، جب مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مگر جب آپ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپؐ کو معلوم ہوا کہ مشرکین نے بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے، تحقیق کے لیے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا، ادھر یہ افواہ اڑ گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے، آپؐ نے تمام مسلمانوں سے ایک درخت کے نیچے جانوں کی قربانی کی بیعت لی، جس کو "بیعت رضوان" کہتے ہیں، بعد میں معلوم ہوا کہ افواہ غلط تھی، پھر آپؐ نے مشرکین کے سامنے ایک مدت تک کے لیے جنگ بندی کے معاہدہ کی پیشکش فرمائی جس کو انھوں نے بڑی سخت شرطوں کے ساتھ قبول کیا جس میں یہ بھی تھا کہ مسلمان اس سال عمرہ نہیں کریں گے اور اگر کوئی مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا تو اس کو واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی مدینہ سے مکہ آنا چاہے گا تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا، یہ تقریباً یکطرفہ شرطیں تھیں جو مسلمانوں پر بہت شاق گزریں لیکن انھوں نے صبر وضبط سے کام لیا اور پوری اطاعت کی، ان کے طرز عمل کی بڑی تعریف اس سورہ میں کی گئی ہے، ایسے سخت حالات میں فتح کی پیشین گوئی عجیب معلوم ہو رہی تھی مگر تین سالوں کے اندر اللہ نے جس طرح اسلام کو ہر لحاظ سے فتح عطا فرمائی وہ ہر لحاظ سے فتح مبین تھی، ایک طرف تو مشرکین کو موقع ملا کہ انھوں نے مسلمانوں کو قریب سے دیکھا، اس کے نتیجہ میں اتنی بڑی تعداد مسلمان ہوئی جواب تک نہیں ہوئی تھی، دوسری طرف اس دس سالہ معاہدہ کو قریش نے تین سالوں میں توڑ دیا، جس کے نتیجہ میں آنحضورؐ نے مکہ کی طرف پیش قدمی فرمائی اور اس طاقت کے ساتھ فرمائی کہ اہل مکہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسلام میں فوج در فوج لوگ داخل ہونے لگے (۲) صلح کی شرائط سے مسلمان بہت دل گیر تھے مگر اللہ نے ان کو سکون عطا فرمایا (۳) کافروں نے صلح کی شرطیں اپنے فائدہ کے لیے رکھیں مگر سب الٹی پڑیں، مسلمانوں میں کوئی دین چھوڑ کر مکہ نہیں گیا اور جو مسلمان ہو کر مدینہ آئے ان کو شرط کی رو سے آپؐ نے واپس کر دیا تو انھوں نے مکہ سے کچھ فاصلہ پر ایک جگہ بنائی اور آہستہ آہستہ وہاں ایک جماعت اکٹھا ہوگئی، انھوں نے مکہ کے لوگوں کو اتنا ←

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ۚ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ
فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ
اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ
الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ
بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ
اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ
إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ
وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا
أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٤﴾
سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا
ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ ۚ قُلْ لَنْ
تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ
بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

ع ۹

منزل۷

یقیناً جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کررہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو (اس کو) توڑ دے گا تو وہ اپنے ہی برے کے لیے توڑے گا اور جو اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو آگے اللہ اس کو بڑا اجر دینے والا ہے[1] (۱۰) پیچھے رہ جانے والے بدو اب آپ سے کہیں گے کہ ہم اپنے مالوں اور گھر والوں میں لگے رہ گئے تو آپ ہمارے لیے بخشش مانگ دیجیے، اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں، کہہ دیجیے کہ اگر اللہ ہی نے تمہیں تکلیف دینے کا ارادہ فرمالیا ہو یا تمہیں فائدہ پہنچانے کا ارادہ کرلیا ہو تو کون ہے جو اللہ کی بارگاہ میں تمہارے لیے کچھ کرنے کا اختیار رکھتا ہو؟! بلکہ اللہ تو تم جو کچھ کرتے ہو اس کی پوری خبر رکھتا ہے (۱۱) بات یہ ہے کہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ اب رسول اور ایمان والے کبھی اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ کر آ ہی نہ سکیں گے اور یہ بات تمہیں جی میں بھلی لگتی تھی اور تم نے برے گمان قائم کر رکھے تھے اور تم تھے ہی تباہ لوگ[2] (۱۲) اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کو نہ مانے گا تو یقیناً ہم نے انکار کرنے والوں کے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے (۱۳) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جس کو چاہے معاف کرے اور جس کو چاہے مبتلائے عذاب کرے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۴) جب تم لوگ مال غنیمت لینے جاؤ گے تو آپ سے پیچھے رہ جانے والے اب کہیں گے ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو،[3] وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات بدل دیں[4]، کہہ دیجیے تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں آسکتے، اسی طرح پہلے بھی اللہ فرماچکا ہے پھر اب وہ کہیں گے کہ البتہ تم ہم سے جلتے ہو، بات یہ ہے کہ وہ بہت کم سمجھ رکھتے ہیں (۱۵)

← تنگ کیا کہ بالآخر انھوں نے یہ درخواست بھجوائی کہ مسلمان ہونے والوں کو آپ مدینہ بلوالیں ہم اس شرط سے دستبردار ہوتے ہیں، اور بھی آگے کے حالات سب یہ بتاتے ہیں کہ کس طرح ان پر مصیبت کا چکر چلا جس نے بالآخر ان کی سب سے بڑی طاقت جو مکہ میں تھی اس کو توڑ دیا۔

(۱) یہ اس بیعت رضوان کا ذکر ہے جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر مشہور ہونے پر آپؐ نے لی تھی (۲) آنحضورؐ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ کے لیے نکلے تھے تو عمومی اعلان فرمادیا تھا چنانچہ دیہات کے بھی مخلص مسلمان ساتھ تھے لیکن جو ان میں منافق تھے انھوں نے جانے سے گریز کیا اور سوچا کہ وہاں جنگ کا بھی خدشہ ہے اور ہوسکتا ہے کہ مکہ کے لوگ ان سب کا کام ہی تمام کردیں اور اندر ہی اندر خوش بھی ہوتے تھے لیکن جب آپؐ واپس تشریف لے آئے تو وہ آ آ کر بہانے کرنے لگے (۳) اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے صبر وضبط کے نتیجہ میں فتح مکہ سے پہلے ایک فتح کا وعدہ فرمایا جس کا ذکر اسی سورہ میں آگے آرہا ہے تو جب مسلمان خیبر کے لیے نکلنے لگے تو ان کو اس میں اللہ کے وعدہ کے مطابق فتح کا یقین تھا، اس موقع پر ان منافقوں نے بھی ساتھ جانا چاہا، وہ بھی سمجھ رہے تھے کہ اس میں بہت مال غنیمت ہاتھ آئے گا، اس آیت میں اس کا ذکر ہے (۴) اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو بتادیا تھا کہ خیبر کی جنگ میں صرف وہی لوگ شریک ہوں جو حدیبیہ میں شریک تھے، اللہ کی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بدلی نہیں جاسکتی، اس لیے تم ساتھ نہیں چل سکتے، یہ وہ بات تھی جس کا ذکر ابھی تک قرآن مجید ←

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ
شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا
حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦﴾
لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ
حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً
يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ
عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾
وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا
الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

ع

منزل۷

ان پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے کہہ دیجیے کہ جلد تمہیں ایک بڑی جنگجو قوم کے لیے بلایا جائے گا، تمہیں ان سے اس وقت تک لڑنا ہوگا جب تک کہ وہ اطاعت قبول نہیں کر لیتے تو اگر تم بات مانو گے تو اللہ تمہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے گا اور اگر اسی طرح پھر گئے جیسے پہلے پھر چکے ہو تو وہ تمہیں اذیت ناک عذاب دے گا[1] (۱۶) نابینا پر کوئی الزام نہیں اور نہ پیروں سے معذور شخص پر کوئی الزام ہے اور نہ مریض کے لیے حرج ہے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی بات مانے گا اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو منھ موڑے گا اس کو دردناک عذاب دے گا (۱۷) اللہ ان ایمان والوں سے خوش ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے تو اس نے ان کے دلوں کو پرکھ لیا پھر ان پر سکون اتارا اور قریب ہی ایک فتح ان کو انعام میں دی[2] (۱۸) اور بہت سا مال غنیمت بھی جو ان کے ہاتھ آئے گا اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے (۱۹) اللہ نے تم سے بہت مال غنیمت کا وعدہ کیا ہے[3] جسے تم لوگے، بس یہ (فتح) تو اللہ نے فوری طور پر عنایت فرمادی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا[4] تاکہ وہ ایمان والوں کے لیے ایک نشانی ہو اور تاکہ وہ تمہیں سیدھی راہ چلاتا رکھے (۲۰) اور ایک اور (فتح) جو تمہارے قابو میں نہ آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے[5] (۲۱) اور اگر کفار تم سے لڑتے تو ضرور پیٹھ دکھا کر بھاگتے پھر ان کو نہ کوئی حمایتی ملتا نہ مددگار (۲۲) یہ اللہ کا بنایا دستور ہے پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے (۲۳)

←میں نہ اترا تھا بلکہ آنحضورؐ نے اللہ کے حکم سے یہ بات ارشاد فرمائی تھی جس کو اصطلاح میں ''حدیث'' کہتے ہیں اس کے باوجود اس کو ''کلمات اللہ'' کہا گیا، اس سے یہ چیز بھی واضح ہوگئی کہ حدیث بھی حقیقت میں اللہ ہی کے احکامات کا حصہ ہے اور اس پر بھی اسی طرح عمل واجب ہے جس طرح قرآن مجید پر۔

(۱) ان بدوؤں سے کہا جا رہا ہے کہ اس موقع پر تو تمہیں شرکت کی اجازت نہیں البتہ آگے بڑے بڑے غزوات اور جنگیں ہونی ہیں ان میں تمہارا امتحان ہوگا، اگر تم سچے ہو تو ان میں شریک ہونا، اس کا دین و دنیا میں تمہیں اجر ملے گا اور اگر وہی پرانا حال رہا تو اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی، چنانچہ آگے چل کر ان میں متعدد لوگ تائب ہو کر سچے پکے مسلمان بن گئے اور بعض اسی پرانی روش پر قائم رہے (۲) یہ اسی مخلصانہ اور جان فروشانہ بیعت رضوان کا ذکر ہے جس کے نتیجہ میں اللہ نے ایک قریبی فتح کا انعام دیا، جس سے فتح خیبر مراد ہے، جس کے نتیجہ میں ایک بڑے خطرہ کا جو ان یہودیوں کی طرف سے لگا رہتا تھا سد باب بھی ہوگیا اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا (۳) اس سے مراد خیبر کے علاوہ غزوات ہیں جن میں مسلمانوں کو مال غنیمت حاصل ہوا (۴) یہودیوں کے ہاتھ بھی روک دیئے اور مشرکین مکہ کے بھی (۵) یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جو آگے ہونی تھی، اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ اگر اسی وقت مقابلہ ہوتا تو بھی مسلمانوں ہی کو فتح ہوتی مگر بہت سی مصلحتوں کی بنا پر اللہ کا حکم نہیں ہوا، جس میں ایک مصلحت وہ بھی تھی جس کا ذکر آگے آتا ہے کہ جنگ کے نتیجہ میں مکہ میں محبوس بہت سے مسلمان مرد و عورت بھی پس کر رہ جاتے، اللہ کو ان کی حفاظت مطلوب تھی، دوسری حکمت یہ بھی تھی کہ صلح کے نتیجہ میں مسلمانوں کی صاف ستھری زندگی اور ان کے کردار کا اعلیٰ نمونہ مشرکوں کے سامنے آیا جس کا پہلے←

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۲۵﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲۶﴾ لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿۲۸﴾

ع ۳ / ۹ / ۱۱

منزل ۶

اور وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں تم کو ان پر کامیابی دینے کے بعد ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک[1] دیا اور تم جو کر رہے تھے اللہ اس کو دیکھ رہا تھا (۲۴) وہی ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو جو ٹھہرے ہوئے تھے اپنی جگہ پہنچنے سے (روکا) اور اگر کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں (مکہ میں) نہ ہوتیں جن کو تم جانتے نہیں کہ تم ان کو لاعلمی میں روند ڈالتے پھر ان کا وبال تم پر پڑتا (تو جنگ ابھی ابھی ہو جاتی مگر تاخیر اس لیے کی گئی) تا کہ اللہ اپنی رحمت[2] میں جس کو چاہے شامل فرما لے، اگر وہ الگ ہو جاتے تو ہم ان میں کافروں کو ضرور سخت مار مارتے (۲۵) جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی ٹھان لی (اور) ضد بھی جاہلیت[3] کی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر رکھا اور وہ اسی کے مستحق اور اس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے (۲۶) اللہ نے اپنے رسول کو بالکل ٹھیک ٹھیک سچا ہی خواب دکھایا ہے کہ اللہ نے چاہا تو تم اطمینان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو کر رہو گے اپنے سروں کو منڈائے[4] ہوئے اور بالوں کو کترائے ہوئے، تمہیں کچھ ڈر نہ ہوگا بس جو بات تم نہیں جانتے اس کو وہ معلوم تھی تو اس نے اس کے پیچھے نزدیک ہی ایک فتح بھی طے فرما دی[5] (۲۷) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے اور اللہ ہی گواہی کے لیے کافی ہے (۲۸)

← ان کو عمومی تجربہ نہیں ہوا تھا جس کے نتیجہ میں اشاعت اسلام کا ایک بڑا دروازہ کھل گیا، فاتح شام حضرت خالد بن ولیدؓ اور فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص کا اسلام بھی اسی دور کی یادگار ہے۔

(۱) جس وقت حضرت عثمانؓ قاصد بن کر مکہ مکرمہ گئے اسی وقت مشرکین نے پچاس آدمی اس مقصد سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے کہ وہ خفیہ طور پر حملہ کر کے (معاذ اللہ) آپ کو شہید کر دیں، مگر وہ لوگ گرفتار کر لیے گئے، دوسری طرف قریش نے جب ان آدمیوں کی گرفتاری کی خبر سنی تو حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں کو روک لیا، اس وقت اگر مسلمان ان پچاس آدمیوں کو قتل کر دیتے تو جواب میں مشرکین حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیتے اور پھر جنگ چھڑ جاتی لیکن مسلمانوں کے دلوں میں اللہ نے یہ بات ڈالی کہ وہ قیدیوں کو قتل نہ کریں حالانکہ وہ قابو میں آچکے تھے، دوسری طرف مشرکین پر رعب ڈال دیا تو وہ صلح پر راضی ہو گئے، اس طرح اللہ نے دونوں کو جنگ سے روک دیا (۲) جنگ نہ ہونے کی یہ دو مصلحتیں بیان کی گئیں جس کی تفصیل حاشیہ میں بھی ابھی گزر چکی ہے، اللہ کی رحمت ان تمام لوگوں پر ہوئی جو اس مدت صلح میں اسلام لائے (۳) معاہدہ کی عبارت لکھنے میں یہ بات کئی مرتبہ پیش آئی مثلاً جب اس میں محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا گیا تو ان کو اعتراض ہوا اور انھوں نے محمد بن عبداللہ لکھنے پر ضد کی، صحابہ کو لازمی طور پر اس چیز سے بہت غصہ آیا لیکن اللہ نے ان سکون عطا فرمایا اور تقویٰ پر قائم رکھا کہ انھوں نے پوری طرح آپ ﷺ کی ہر موقع پر اطاعت کی، اسی لیے آیت میں ان کی فطری استعداد کی گواہی دی جا رہی ہے اور اس فطری استعداد کی بنا پر ان پر ←

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِیَّةٌ وَهِیَ ثَمَانِ عَشْرَةَ اٰیَةً وَفِیْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

منزل۶

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں[1] اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ انکاریوں پر زورآور ہیں آپس میں مہربان ہیں آپ انھیں رکوع اور سجدے کرتے دیکھیں گے، اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں، ان کی علامتیں سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں، ان کی یہ مثال تورات میں ہے[2] اور انجیل میں ان کی مثال یہ ہے جیسے کھیتی ہو جس نے انکھوا نکالا پھر اس کو مضبوط کیا پھر وہ موٹا ہوا پھر اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا، کھیتی کرنے والوں کو بھانے[3] لگا تا کہ وہ ان سے انکار کرنے والوں کو جھلا دے، ان میں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے (۲۹)

سورۂ حجرات

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت ہوا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ خوب سنتا، خوب جانتا ہے (۱) اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کیا کرو، اور جس طرح تم ایک دوسرے کو زور زور سے پکارتے ہو اس طرح نبی کو زور سے مت پکارا کرو کہ کہیں تمہارے سب کام بیکار چلے جائیں اور تمہیں احساس بھی نہ ہو (۲) بلاشبہ جو لوگ اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں، ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے[4] (۳) یقیناً جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر سمجھتے نہیں (۴)

← اللہ کے خصوصی انعام کا ذکر کیا جا رہا ہے (۴) عمرہ پر آنے سے قبل آنحضورؐ نے خواب دیکھا تھا کہ آپ صحابہ کی جماعت کے ساتھ عمرہ فرما رہے ہیں، صلح کے نتیجہ میں اس سال عمرہ نہیں ہو سکا تو بعض ذہنوں میں سوال پیدا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے تو بغیر عمرہ کے واپس جانا مناسب نہیں، اس آیت میں اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ خواب تو سچا ہی تھا مگر اس میں وقت کی تعیین نہیں تھی، وہ جلد ہی پورا ہو گا چنانچہ اگلے سال آپؐ نے صحابہؓ کے ساتھ اطمینان سے عمرہ ادا فرمایا (۵) وہی فتح خیبر مراد ہے۔

(۱) صلح حدیبیہ میں کافروں نے محمد (ﷺ) کے آگے سے رسول اللہ ضد کر کے مٹوایا تھا اور ابن عبداللہ لکھوایا تھا، اس آیت میں محمد رسول اللہ کہہ کر یہ اشارہ ہے کہ کافر خواہ کتنا ہی انکار کریں حقیقت نہیں بدل سکتی (۲) ہزار تحریفات کے باوجود تورات میں آج بھی یہ عبارت موجود ہے "وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی وہ بیشک قوموں سے محبت رکھتا ہے" (استثناء/۳۳-۲، کتاب مقدس ص/۲۰۱) (۳) انجیل کی عبارت ملاحظہ ہو "خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اس طرح اگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے، زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے پہلے پتی پھر بالیں پھر بالوں میں تیار دانے" (۴) بنو تمیم کا وفد آیا تو دوپہر کا وقت تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر آرام فرما رہے تھے وفد کے بعض لوگوں نے پہنچتے ہی آپ کو زور زور سے پکارنا شروع کر دیا تھا اس پر اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے، اور چونکہ آیتوں میں الفاظ عام ہیں اس لیے پوری امت کو یہ عمومی تعلیم ←

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن
تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿٦﴾ وَاعْلَمُوا
أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ
لَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ
الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ﴿٧﴾ فَضْلًا
مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٨﴾ وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى
الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ
فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن
يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا
مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾

منزل ۶

اوراگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ (خود ہی) ان کے پاس نکل کر آجاتے تو یہ ان کے لیے کہیں بہتر تھا، اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے (۵) اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح جانچ لو کہ کہیں تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو، پھر تمہیں اپنے کیے پر پچھتاوا ہو[1] (۶) اور جان رکھو کہ اللہ کے رسول تم میں موجود ہیں، اگر وہ اکثر چیزوں میں تمہاری بات مانیں گے تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے، البتہ اللہ ہی نے تمہارے لیے ایمان میں رغبت پیدا فرمادی اور تمہارے دلوں میں اسے سجادیا اور کفر اور گناہ اور معصیت سے تمہیں بیزار کیا، یہی لوگ ہیں جو سیدھے راستہ پر ہیں (۷) محض اللہ کے فضل اور اس کے انعام سے، اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے[2] (۸) اور اگر اہل ایمان میں دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں میل ملاپ کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کے لیے جھک جائے، بس اگر وہ جھک جاتا ہے تو پھر دونوں میں برابری سے صلح کرادو اور انصاف سے کام لو، بلا شبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[3] (۹) تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں، تو اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کو قائم رکھو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت ہو (۱۰) اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے، ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی کریں، بہت ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ برے ناموں سے پکارو، ایمان کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے، اور اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ناانصاف ہیں (۱۱)

← دی گئی ہے کہ کسی بھی معاملہ میں کوئی آپؐ سے آگے نہ بڑھے یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر کسی اور کی آواز بھی بلند نہ ہو اور سخت وارننگ دے دی گئی کہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی ایمان کو سوخت کر سکتی ہے۔

(۱) آنحضرتؐ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو قبیلہ بنوالمصطلق کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا جب اہل قبیلہ کو حضورؐ کے قاصد کے آنے کی خبر ملی تو وہ استقبال کے لیے باہر نکل کر آئے، کسی شیطان نے آکر حضرت ولیدؓ سے کہہ دیا کہ یہ لوگ زکوٰۃ دینا نہیں چاہتے، تمہیں قتل کرنے کے لیے آرہے ہیں، حضرت ولیدؓ واپس ہوئے اور انھوں نے حضورؐ کو پوری بات بتائی، اس پر بعض صحابہ کی رائے ہوئی کہ بنوالمصطلق پر فوراً حملہ کرنا چاہیے، اس پر آیتیں نازل ہوئیں کہ خبر کی پوری تحقیق ضروری ہے بغیر تحقیق کے کوئی اقدام نہ کیا جائے ورنہ بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور یہ بات بھی سامنے آگئی کہ آپؐ کے سامنے رائے تو دی جاسکتی ہے مگر اپنی بات پر ←

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ
لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ
لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿١٣﴾
قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا
يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ
مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ
اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿١٥﴾ قُلْ
اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ
قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ
هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾

ع ٢ / ١٤

منزل۶

اے ایمان والو! اکثر گمانوں سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور نہ ٹوہ میں رہو اور نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی کرو، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تو تم گھن کرو گے ہی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ توبہ قبول فرماتا ہے، رحم فرماتا ہے[1] (۱۲) اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہارے خاندان اور برادریاں بنادیں تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، بلاشبہ اللہ کے یہاں تم میں سے بڑا اعزت دار وہ ہے جو تم میں سب سے بڑا پرہیزگار ہو، بے شک اللہ خوب جانتا، خوب خبر رکھتا ہے[2] (۱۳) بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کہہ دیجیے کہ تم ایمان نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے، جبکہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں اترا[3] ہی نہیں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو گے تو وہ تمہارے کاموں میں کچھ بھی کم نہ کرے گا، بلاشبہ اللہ بہت بخشش کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے (۱۴) ایمان والے تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول پر یقین کیا پھر وہ شک میں نہیں پڑے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے انھوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، سچے لوگ تو وہی ہیں (۱۵) کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو اپنا دین جتلاتے ہو جبکہ اللہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے (۱۶) وہ آپ پر احسان دھرتے ہیں کہ اسلام لے آئے کہہ دیجیے کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر مت رکھو، البتہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا اگر تم (واقعی) سچے ہو (۱۷) یقیناً اللہ آسمانوں اور زمین کے ڈھکے چھپے سے واقف ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اس پر اس کی پوری نگاہ ہے (۱۸)

← اصرار نہ کیا جائے ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے (۲) یہ حضرات صحابہؓ کی تعریف کی جارہی ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان راسخ فرمادیا ہے اور وہ ہمیشہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی قائم رہتے ہیں (۳) یہاں سے اصلاح معاشرہ کی ہدایات دی جارہی ہیں، نہ خود لڑائی جھگڑا کرے اور اگر دوسروں میں جھگڑا ہو تو صلح صفائی کی حتی الامکان کوشش کرے اور اس کے لیے طاقت کا استعمال مفید ہو تو اس میں بھی دریغ نہ کرے۔

(۱) سماج کی برائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے نتیجہ میں بگاڑ پھیلتا چلا جاتا ہے، کسی کا مذاق اڑانا، طعنہ دینا، برے ناموں سے پکارنا، بدگمانی کرنا، بے ضرورت ٹوہ میں رہنا، غیبت کرنا یہ سب وہ بیماریاں ہیں جن سے معاشرہ کرپٹ ہوتا ہے، غیبت کی تعریف ایک حدیث میں آئی ہے کہ جو عیب موجود ہو اس کو دوسروں کے سامنے بے ضرورت بیان کرنا یہ غیبت ہے، ورنہ تو بہتان ہے، البتہ گواہی کی ضرورت ہو تو دی جائے (۲) مساوات انسانی کا یہ اسلامی معیار ہے، عظمت کی بنیاد صرف اللہ کا تقویٰ ہے (۳) بہت سے بدو ایسے تھے کہ صرف فائدہ اٹھانے کے لیے انھوں نے کلمہ پڑھ لیا تھا، وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ اسلام کیا ہے؟ اس کی تعلیمات کیا ہیں؟ ان کو خطاب کر کے یہ بات کہی جارہی ہے تاکہ وہ اپنا ایمان درست کرلیں، صرف زبانی اسلام جتلانا کافی نہیں ہے اور نہ اسلام لا کر کوئی اللہ پر اور اس کے رسول پر →

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝١ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ
فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ
ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝٣ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا
كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝٤ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝٥
اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا
مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ
بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ
الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝١٢ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝١٣ وَّاَصْحٰبُ
الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝١٤
اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝١٥

منزل۷

سورۂ قٓ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ، اس قرآن کی قسم جو بڑی شان والا ہے (۱) بات یہ ہے کہ ان کو صرف اس پر تعجب ہے کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا بس کافر بولے یہ تو ایک عجیب چیز ہے (۲) بھلا کیا جب ہم مرکھپ جائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے؟ پھر یہ لوٹنا (تو عقل سے) بہت دور (کی بات معلوم ہوتی) ہے (۳) زمین ان میں سے جو کم کرتی ہے وہ ہم خوب جانتے ہیں اور ہمارے پاس اچھی طرح محفوظ رکھنے والی کتاب ہے[۲] (۴) بات یہ ہے کہ جب سچ ان کے پاس آیا تو انھوں نے اس کو جھٹلا دیا، بس وہ الجھے ہوئے معاملہ میں پڑ گئے ہیں[۳] (۵) کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور اس کو رونق دی ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہے (٦) اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس میں بھاری پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں قسم قسم کی خوش منظر چیزیں اگائیں (۷) ہر اس بندے کے لیے اس میں بینائی اور دانائی کا سامان ہے جو توجہ کرنے والا ہو (۸) اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی برسایا تو اس سے ہم نے باغات اور کھیتی کا غلہ پیدا کیا (۹) اور کھجور کے اونچے اونچے درخت جن کے تہہ بہ تہہ گچھے ہیں (۱۰) بندوں کی روزی کے لیے اور اس سے ہم نے مردہ علاقہ کو زندہ کر دیا بس ایسے ہی ہوگا نکلنا (قبروں سے[۴]) (۱۱) ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنویں والے اور ثمود جھٹلا ہی چکے (۱۲) اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی بند بھی (۱۳) اور باغات والے اور تبع کی قوم سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو میری وعید پوری ہو کر رہی (۱۴) کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے بلکہ وہ نئی پیدائش کے بارے میں شک میں پڑے ہیں[۵] (۱۵)

← احسان کرتا ہے یہ تو محض اللہ کا فضل ہے کہ وہ سیدھا راستہ چلاتا ہے۔

(۱) کافروں کے پاس انکار کی کوئی دلیل نہیں ہے بس وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی ان ہی میں سے ایک آدمی کیسے ہوگیا (۲) مٹی میں مرکھپ کر جسم کے جو حصے ختم ہوجاتے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں، ان کا دوبارہ پیدا کر دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں، لوح محفوظ میں ہر چیز محفوظ ہے (۳) کبھی شاعر کہتے ہیں کبھی مجنوں کبھی کاہن، کوئی بات ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتی (۴) جس طرح خشک زمین پر پانی پڑتا ہے تو جو بھی بیج ڈال دیا جائے اس کا درخت نکل آتا ہے اسی طرح جو انسان بھی مرکھپ کر مٹی میں مل گیا اس کی اصل موجود ہے جب اللہ کا حکم ہوگا سب نکل کھڑے ہوں گے (۵) جب ہم پہلی مرتبہ پیدا کر کے نہیں تھکے تو دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے؟ اس میں ان کو کیوں شبہ ہو رہا ہے، بات یہ ہے کہ وہ آخرت ہی کے منکر ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ
إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ
الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ وَ
جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ
فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿٢٠﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ
وَشَهِيدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿٢٣﴾
أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ ﴿٢٥﴾
الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٢٦﴾
قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ
لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ
وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿٣١﴾
هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ
وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ﴿٣٣﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾

منزل۷

اور ہم نے انسان کو بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں جو نفس اس کے اندر خیالات پیدا کرتا ہے اور ہم رگِ جاں سے زیادہ اس سے قریب ہیں (۱۶) جب دو لینے والے لیتے رہتے ہیں ایک دائیں اور ایک بائیں بیٹھا ہے[1] (۱۷) جو بات بھی اس کے منھ سے نکلتی ہے تو اس کے پاس ہی ایک مستعد نگراں موجود رہتا ہے (۱۸) اور موت کی سختی بالکل ٹھیک ٹھیک آ پہنچی، یہی وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا (۱۹) اور صور پھونک دی جائے گی، یہی وہ دن ہے جس سے ڈرایا جاتا تھا (۲۰) اور ہر شخص حاضر ہو جائے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا (۲۱) اسی سے تو غافل تھا بس ہم نے تیرا پردہ تجھ سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ کتنی تیز ہو گئی (۲۲) اور اس کا رفیق کہے گا یہ ہے وہ (اعمال نامہ) جو میرے پاس تیار ہے[2] (۲۳) (حکم ہوگا) ہر ناشکرے مخالف کو دوزخ میں ڈال دو (۲۴) جو بھلائی میں رکاوٹ ڈالنے والا حد سے بڑھنے والا شک پیدا کرنے والا تھا (۲۵) جس نے اللہ کے علاوہ دوسرا معبود بنایا بس اس کو سخت عذاب میں پھینک دو (۲۶) اس کا ساتھی کہے گا اے ہمارے رب میں نے اس کو نہیں بہکایا البتہ یہ خود ہی گمراہی میں دور جا پڑا تھا[3] (۲۷) ارشاد ہوگا میرے پاس مت جھگڑو میں پہلے ہی تمہارے پاس وعید بھیج چکا ہوں[4] (۲۸) میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں کے ساتھ ذرا بھی ناانصافی کرنے والا نہیں ہوں (۲۹) جس دن ہم دوزخ سے کہیں گے: کیا تو بھر چکی؟ اور وہ کہتی جائے گی کچھ اور بھی ہے؟ (۳۰) اور جنت کو پرہیزگاروں سے قریب کر دیا جائے گا کہ ذرا بھی دوری نہ ہوگی (۳۱) یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ تھا ہر توجہ کرنے والے یاد رکھنے والے کے لیے (۳۲) جو بن دیکھے رحمٰن سے ڈرا اور انابت رکھنے والے دل کے ساتھ حاضر ہوا (۳۳) اطمینان کے ساتھ اس (جنت) میں داخل ہو جاؤ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا (۳۴)

---

(۱) دو فرشتے دائیں بائیں انسان کے ساتھ رہتے ہیں جو سب کچھ لکھتے رہتے ہیں، ان کو کراماً کاتبین یعنی عزت والے فرشتے کہا گیا ہے (۲) اس سے وہی فرشتہ مراد ہے جو اس کے ساتھ رہ کر اس کے اعمال لکھا کرتا ہے (۳) یہاں ساتھی سے مراد شیطان ہے آدمی برائی اس کے سر ڈالنا چاہے گا تو وہ کہے گا مجھے زبردستی کرنے کا اختیار تو تھا نہیں یہ تو اپنے اختیار سے گمراہ ہوا (۴) بہکانے والا اور بہکنے والا دونوں جہنمی ہیں۔

لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

سورة الذّٰريٰت مكية

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا ﴿٢﴾ فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا ﴿٣﴾ فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا ﴿٤﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ﴿٥﴾ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾

منزل ۷

وہاں ان کے لیے جو وہ چاہیں گے ہوگا اور ہمارے پاس اور بھی ہے (۳۵) اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قومیں تباہ کردیں وہ ان سے زیادہ زورآور تھے تو انھوں نے شہروں کی خاک چھان ماری، کیا ہے کوئی ٹھکانہ؟ (۳۶) یقیناً اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگادے اور دماغ حاضر رکھے (۳۷) اور بلاشبہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں تھکن چھو کر نہیں گزری (۳۸) تو جو وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیے جائیے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیے، سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے (۳۹) اور رات کے کسی حصہ میں بھی اس کی تسبیح کیجیے اور سجدوں کے بعد بھی (۴۰) اور اس دن کے لیے کان لگائے رکھیے جب نزدیک ہی سے پکارنے والا پکارے گا (۴۱) جس دن وہ بالکل ٹھیک ٹھیک چنگھاڑ سنیں گے وہی نکل پڑنے کا دن ہوگا (۴۲) ہم ہی ہیں جو جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے (۴۳) جب زمین ان سے پھٹ پڑے گی اس حال میں کہ وہ بھاگ رہے ہوں گے، یہ جمع کرنا ہمارے لیے بڑا ہی آسان ہے (۴۴) ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہا کرتے ہیں اور آپ کا کام ان پر زبردستی کرنا نہیں ہے بس آپ تو قرآن سے اس کو نصیحت کیے جائیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو (۴۵)

سورۂ ذاریات

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو خاک اڑاتی جاتی ہیں (۱) تو بادلوں کو ڈھولاتی ہیں (۲) پس آسانی سے چلتی جاتی ہیں (۳) پھر حصہ بانٹتی جاتی ہیں (۴) جس کا تم سے وعدہ ہے وہ سچا ہوکر رہے گا (۵) اور بدلہ مل کر رہے گا (۶)

---

(۱) دنیا میں ان کو سب کچھ حاصل تھا دنیا کی سیر سیاحت کرتے پھرتے رہے مگر کیا اب ان کے بچاؤ کا کوئی ٹھکانہ ہے (۲) اہل کتاب کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے چھ دن میں آسمان وزمین بنائے اور ساتویں دن آرام کیا اس کی نفی کی جارہی ہے (۳) تسبیح سے مراد نماز ہے اور سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز اور غروب سے پہلے ظہر اور عصر کی نماز اور رات کے مختلف حصوں میں مغرب اور عشاء کی نمازیں داخل ہیں اور سجدوں کے بعد تسبیح سے مراد نفل نمازیں ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر منقول ہے (۴) حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا مراد ہے پہلی مرتبہ میں سب مرجائیں گے اور دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہوکر کھڑے ہوجائیں گے (۵) کلام الٰہی میں جہاں جہاں اس طرح کی قسموں کا ذکر ملتا ہے وہ کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے اور اس میں بھی عام طور پر قسم کے بعد جو بات بیان ہورہی ہوتی ہے اس کی طرف ایک اشارہ بھی ہوتا ہے، یہاں ہواؤں کی قسم کھائی گئی ہے جو بادلوں کو لاتی ہے پھر بارش ہوتی ہے اور مردہ زمین میں جان پڑ جاتی ہے، اس سے آگے آخرت کے بیان کی ایک دلیل دی جارہی ہے کہ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک دن سب کو دوبارہ زندہ کرے گا، یہ بالکل سچا وعدہ ہے اور اس دن سب کو اپنے اپنے کیے کا بدلہ دے دیا جائے گا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝۷ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝۸ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝۱۱ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۲ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝۱۳ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۴ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۱۵ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝۱۶ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۲۲ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝۲۳ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۲۵ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝۲۶ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝۲۷ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝۲۸ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝۲۹ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۳۰

ع

منزل۷

راستوں والے آسمان کی قسم[۱] (۷) یقیناً تم متضاد باتوں میں پڑے ہو[۲] (۸) اس سے وہی منھ پھیرتا ہے جس کا منھ پھیر ہی دیا گیا ہو (۹) اٹکل لگانے والے ہلاک ہوئے (۱۰) جو نشہ میں سب کچھ بھلا بیٹھے ہیں (۱۱) پوچھتے ہیں کہ بدلہ کا دن کب آئے گا (۱۲) جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے (۱۳) اپنے فتنہ کا مزہ چکھو، یہی وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے (۱۴) یقیناً پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے (۱۵) ان کا رب ان کو جو عطا فرمائے گا وہ اس کو لے رہے ہوں گے، اس سے پہلے وہ تھے ہی بھلائی کرنے والے (۱۶) رات کو وہ بہت کم سوتے[۳] تھے (۱۷) اور سحر کے اوقات میں استغفار کیا کرتے تھے (۱۸) اور ان کے مالوں میں مانگنے والوں اور ضرورت مندوں کا حق ہوتا تھا[۴] (۱۹) اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں موجود ہیں[۵] (۲۰) اور خود تمہارے اندر بھی کیا تم دیکھتے نہیں (۲۱) اور تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ ہے وہ آسمان میں موجود ہے (۲۲) بس آسمان اور زمین کے رب کی قسم وہ بات یقیناً اسی طرح حق ہے جس طرح تم بولتے ہو[۶] (۲۳) کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ معلوم ہوا[۷] (۲۴) جب وہ ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے سلام کیا، فرمایا آپ لوگوں کو بھی سلام، (دل میں سوچا) کچھ اجنبی لوگ (معلوم ہوتے) ہیں (۲۵) پھر چپکے سے گھر گئے تو ایک موٹا بچھڑا لے آئے (۲۶) بس ان کے قریب رکھا، فرمایا آپ لوگ کھاتے نہیں (۲۷) تو انھیں ان سے کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی[۸]، وہ بولے آپ گھبرائیں نہیں اور انھوں نے ان کو ایک بچہ کی خوشخبری دی جو بڑا عالم ہوگا (۲۸) بس ان کی بیوی زور زور سے بولتی ہوئی آئیں، پھر انھوں نے اپنا چہرہ پیٹ لیا اور بولیں بڑھیا بانجھ (اور بچہ جنے) (۲۹) وہ بولے یہی آپ کے رب کا فرمان ہے، یقیناً وہ بڑی حکمت رکھتا خوب جانتا ہے (۳۰)

---

(۱) آسمان میں اور پوری کائنات میں اللہ نے راستے بنائے ہیں جس کی تفصیل اللہ ہی جانتا ہے، جدید سائنس بھی اس کا اعتراف کرتی ہے (۲) ایک طرف اللہ کو خالق مانتے ہو، اس کو مانتے ہو کہ زمین میں وہی جان ڈالتا ہے اور دوسری طرف آخرت کا انکار کرتے ہو یقیناً اس سے یہی لگتا ہے کہ تمہیں بات ماننی ہی نہیں ورنہ اگر کسی کو طلب ہے تو حق کے دلائل موجود ہیں ان میں آدمی ذرا بھی غور کرے تو سچی بات پالے (۳) ذکر و عبادت میں راتیں بتانے کے بعد بھی ان کو اپنی کمی کا استحضار رہتا ہے یہ حضرات صحابہؓ کی صفت تھی (۴) کچھ ضرورت مند اظہار کر دیتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے دونوں کا حق ہے (۵) یعنی دنیا و آخرت میں جو کچھ ملتا ہے اس کے فیصلے آسمان ہی پر ہوتے ہیں (۶) جس طرح آدمی بولتا ہے اور اس کو اپنے بولنے کا یقین ہوتا ہے اسی طرح آخرت برحق ہے (۷) یہ فرشتے تھے جو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دینے آئے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے (۸) کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ کا دستور تھا کہ کوئی دشمن کے یہاں کھا نہیں سکتا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی لیے خوف ہوا کہ یہ دشمن ہیں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾

منزل۷

فرمایا اے قاصدو! تم کس مہم پر ہو؟ (۳۱) وہ بولے کہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے (۳۲) تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں (۳۳) جو آپ کے رب کی طرف سے حد سے گزر جانے والوں کے لیے نشان زد ہیں (۳۴) پھر ہم نے جو ان میں ایمان والے تھے ان کو نکال لیا (۳۵) تو ہم نے سوائے ایک گھر[1] کے کوئی مسلمان نہ پایا (۳۶) اور ہم نے اس میں ان لوگوں کے لیے ایک نشانی چھوڑ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں (۳۷) اور موسیٰ میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان کو کھلی دلیل کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا تھا (۳۸) تو اس نے اپنی طاقت کی وجہ سے منھ موڑا اور کہنے لگا (یہ تو) جادوگر ہے یا مجنون ہے (۳۹) بس ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑا پھر اس کو سمندر میں پھینک دیا اور وہ تھا ہی ملامت کے قابل (۴۰) اور عاد میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر بے برکت ہوا بھیجی[2] (۴۱) جس چیز پر سے وہ گزرتی اس کو چورا بنا کر چھوڑ دیتی (۴۲) اور ثمود میں بھی جب ان سے کہا گیا کہ ایک مدت تک مزے اڑالو (۴۳) بس انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کو کڑک نے آدبوچا اور وہ دیکھتے رہ گئے (۴۴) بس پھر وہ اٹھ نہ سکے اور نہ اپنا بچاؤ کر سکے (۴۵) اور اس سے پہلے نوح کی قوم (کا بھی وہی حال ہوا) وہ بھی نافرمان لوگ تھے (۴۶) اور ہم نے آسمان کو (اپنے) ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم پھیلاتے جاتے ہیں[3] (۴۷) اور زمین کو ہم نے فرش بنایا تو کیا خوب ہم فرش بنانے والے ہیں (۴۸) اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے کہ شاید تم دھیان دو (۴۹)[4] بس اللہ ہی کی طرف دوڑ پڑو، میں تمھیں اس سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۵۰)

---

(۱) وہ حضرت لوط کا گھر تھا اور اس میں بھی ان کی بیوی کافر تھی (۲) ہوا کے فائدوں سے بالکل خالی تھی (۳) جدید سائنس بھی اب اس کو تسلیم کرتی ہے کہ کائنات کا پھیلاؤ مسلسل بڑھ رہا ہے (۴) سائنس کے علم میں پہلے یہ بات بھی نہیں تھی مگر اب اس کو بھی اس کا علم ہو گیا ہے اور وہ اس کو مانتی ہے۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۵۱ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۵۳ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝۵۴ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۵۵ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝۵۸ فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۵۹ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ۝۶۰

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالطُّوْرِ ۝۱ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳ وَّالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝۴ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝۸ یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝۹ وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا ۝۱۰ فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۱۱ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ ۝۱۲ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۴

منزل۷

اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود مت بنانا، میں تمہیں اس کی طرف سے کھل کر خبردار کردینے والا ہوں (۵۱) اسی طرح ان سے پہلے جب بھی کوئی رسول آیا انھوں نے (اس کو) جادوگر یا مجنون بتایا (۵۲) کیا وہ اسی کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے آئے ہیں، بات یہ ہے کہ وہ ہیں ہی سرکش لوگ (۵۳) تو آپ ان سے اعراض کیجیے، آپ پر کوئی ملامت نہیں (۵۴) اور یاددلاتے رہیے اس لیے کہ یقیناً یاددہانی ماننے والوں کو فائدہ پہنچاتی ہے (۵۵) اور میں نے انسانوں اور جناتوں کو تو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں (۵۶) میں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں (۵۷) یقیناً اللہ ہی ہے جو سب کو روزی دیتا ہے، قوت والا ہے مضبوط ہے (۵۸) بس یقیناً جنھوں نے ظلم کیا ان کے حصہ میں بھی وہی ہے جیسے ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہو چکا تو وہ مجھ سے جلدی نہ مچائیں (۵۹) بس جنھوں نے انکار کیا ان کے لیے اس دن بڑی تباہی ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے (۶۰)

سورۂ طور

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طور کی قسم (۱) اور لکھی ہوئی کتاب کی قسم (۲) کھلے ورق[1] میں (۳) اور بیت معمور[2] کی قسم (۴) اور بلند سائبان[3] کی قسم (۵) اور دھونکے گئے سمندر کی قسم (۶) یقیناً آپ کے رب کا عذاب[4] واقع ہوکر رہے گا (۷) کوئی نہیں ہے جو اس کو روک سکے (۸) جب آسمان لرز لرز جائے گا (۹) اور پہاڑ ایک چال چلنے لگیں گے (۱۰) تو اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے (۱۱) جو بک بک میں لگے کھیل کررہے ہیں (۱۲) جس دن ان کو دھکے دے دے کر آگ کی طرف لایا جائے گا (۱۳) یہی وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۱۴)

---

(۱) بظاہر اس سے تورات مراد ہے جو الواح کی شکل میں کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی (۲) جس طرح دنیا میں بیت اللہ ہے اسی طرح عالم بالا میں بیت معمور ہے جو عبادت کرنے والے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے (۳) یعنی آسمان کی (۴) اوپر جتنی چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ وہی اللہ جزا وسزا کا نظام قائم فرمائے گا اور لوگوں کو دوبارہ زندہ کرکے ان کا حساب کتاب لے گا اور نافرمانوں پر عذاب واقع ہوکر رہے گا اور ان میں بھی خاص طور پر طور اور تورات کی قسم کھا کر یہودیوں کو متنبہ کیا گیا ہے جن کا کام ہی اسلام سے دشمنی تھا اور ہے کہ وہ عذاب سے بچ نہ سکیں گے، ایسے لوگوں پر اللہ کا عذاب واقع ہوکر رہے گا اور خاص طور پر جو عذاب کے منکر ہیں ان سے کہا جائے گا کہ اب دیکھ لو دنیا میں تم اس کا انکار کرتے تھے، سمندر کے ساتھ دھونکے گئے کی صفت لاکر قیامت کی طرف اشارہ ہے جب وہ دھونکا دیئے جائیں گے اور بھاپ بن کر اڑ جائیں گے۔

أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿١٥﴾ اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا
سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّ
الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿١٧﴾ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ
رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿١٨﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا
أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾
وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا
كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ
كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ
اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ
نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ
رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾

ع

منزل ۷

بھلا کیا یہ بھی جادو ہے یا تمہیں (اب بھی) دکھائی نہیں پڑتا (۱۵) اب اسی میں گھسو تو صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے برابر ہے، تمہیں تو وہی بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کرتے چلے آئے ہو (۱۶) یقیناً پرہیزگار باغات اور نعمتوں میں ہوں گے (۱۷) ان کو جو ان کے رب نے دیا ہے اس میں مزے کر رہے ہوں گے اور ان کے رب نے ان کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھا ہے (۱۸) مزے سے کھاؤ اور پیو، اُس کے بدلہ میں جو تم کرتے چلے آئے ہو (۱۹) قرینہ سے لگی مسہریوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم ان کو خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے جوڑ دیں گے (۲۰) اور جو ایمان لائے اور ایمان میں ان کی اولاد نے بھی ان ہی کا راستہ اختیار کیا تو ہم ان کی اولاد کو بھی ان ہی میں شامل کر دیں گے اور ان کے کاموں میں ہم کچھ بھی کمی نہیں[1] کریں گے، ہر شخص کی جان اس کے کاموں کے بدلہ گروی رکھی ہوئی ہے[2] (۲۱) اور ہم ان کو ان کی خواہش کے مطابق میوے اور گوشت بہم پہنچائیں گے (۲۲) وہاں وہ جام کے لیے چھینا جھپٹی کریں گے، اس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی نہ[3] کوئی گناہ (۲۳) اور ان کے لیے وہ نوخیز لڑکے خدمت میں لگے ہوں گے جو خاص ان ہی کے لیے ہوں گے (ایسے خوبصورت) جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی (۲۴) اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے (۲۵) کہیں گے کہ پہلے تو ہم اپنے گھر بار میں ڈرتے ہی رہتے تھے (۲۶) بس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو گرم لپیٹوں کے عذاب سے محفوظ رکھا (۲۷) اس سے پہلے بھی ہم اسی کو پکارا کرتے تھے یقیناً وہی ہے جو بہت سلوک کرنے والا بڑا مہربان ہے (۲۸) بس آپ یاد دہانی کیے جائیے تو آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں (۲۹) بھلا وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ تو شاعر ہیں جن پر ہم گردش[4] زمانہ کے منتظر ہیں (۳۰) کہہ دیجیے کر لو انتظار بس میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں (۳۱)

---

(۱) بلند مقام لوگوں کی اولاد اگر صالح ہوگی تو خواہ ان کے کام اس مرتبہ کے نہ ہوں مگر اللہ ان کے باپ دادا کو خوش کرنے کے لیے ان کی صالح اولاد کو بھی ان ہی کے مرتبہ تک پہنچا دیں گے (۲) بس اگر وہ ایمان لایا اور بھلے کام کیے تو اس نے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرا لیا اور اگر وہ ایمان نہیں لایا یا اس کے کام بہت ہی برے ہیں تو اس کو جہنم ہی میں قید رکھا جائے گا بلند مقام ماں باپ کا بھی اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچے گا (۳) دوستانہ چھینا جھپٹی جس میں ایک خاص لطف ہوتا ہے (۴) یعنی جس طرح اور شاعر مر گئے اور ان کا کلام بھی ان کے ساتھ دفن ہو گیا ان کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ
تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا
صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ
أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ
مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ
تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ
فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ
الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾
وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾
فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ
لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ
لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾
وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾ ع

منزل۷

کیا ان کی عقلیں ان کو یہ باتیں سکھاتی ہیں یا وہ ہیں ہی سرکش لوگ[1] (۳۲) یا ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ اس کو اپنی طرف سے بنالائے ہیں، بات یہ ہے کہ ان کو ماننا نہیں ہے (۳۳) بس اگر سچے ہوں تو اس جیسا کوئی کلام وہ بنالائیں (۳۴) یا بغیر کسی کے (پیدا کیے) آپ ہی آپ پیدا ہوگئے یا وہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں (۳۵) یا انھوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ ان کو یقین ہی نہیں ہے (۳۶) یا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ اقتدار رکھتے ہیں (۳۷) یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر (چڑھ کر) وہ کان لگائے رکھتے ہیں، بس ان کا سننے والا کوئی کھلا ثبوت تو لے آئے (۳۸) یا اس کے لیے لڑکیاں ہیں اور تمہارے لیے لڑکے ہیں (۳۹) یا آپ ان سے کسی اجرت کا سوال کرتے ہیں تو وہ تاوان کے بوجھ تلے دبے جاتے ہیں (۴۰) یا ان کے پاس ڈھکی چھپی باتیں ہیں تو وہ لکھتے رہتے ہیں (۴۱) یا وہ چال چل رہے ہیں تو جنھوں نے انکار کیا چالیں ان ہی پر الٹنے والی ہیں (۴۲) یا اللہ کے سوا ان کا کوئی معبود ہے، اللہ کی ذات ان کے ہر طرح کے شرک سے پاک ہے (۴۳) اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا بھی دیکھیں تو کہیں گے کہ تہ بہ تہ بادل ہیں[2] (۴۴) بس آپ ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیئے یہاں تک کہ وہ اس دن سے جا ملیں جب وہ پچھاڑیں کھائیں گے (۴۵) اس دن ان کی مکاری ان کے کچھ کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد ہوگی (۴۶) اور یقیناً جنھوں نے ظلم کیا ان کے لیے اس کے علاوہ بھی عذاب ہے لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں[3] (۴۷) اور آپ اپنے رب کے حکم پر جمے رہیے، بس آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہی ہیں[4]، اور جب اٹھتے ہوں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے (۴۸) اور کچھ رات کو بھی اس کی تسبیح کیجیے اور ستاروں کے ڈھلتے وقت بھی (۴۹)

---

(۱) یعنی یہی ان کی عقل کا منتہا ہے کہ وہ شعر اور کلام الٰہی میں فرق نہیں کر پا رہے ہیں، محض ضد اور عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں، آگے خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محض ضد کی وجہ سے نہیں مانتے، سیرت میں دسیوں واقعات ہیں کہ ان کی عقل اس کو تسلیم کرتی تھی مگر انھوں نے طے کر لیا تھا کہ ہمیں مان کر نہیں رہنا ہے پھر آگے اللہ کی طرف سے چیلنج دیا جا رہا ہے کہ اگر انسانی کلام کہتے ہو تو اس جیسا کلام تم بنا کر دکھا دو، یہ چیلنج قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دیا گیا مگر کسی کے اندر اس کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی حالانکہ ان میں زبان کے ماہرین موجود تھے جن کی زبان سند کا درجہ رکھتی تھی (۲) مشرکین نت نئے معجزوں کا مطالبہ کرتے رہتے تھے، ایک مطالبہ ان کا یہ بھی تھا کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر دکھاؤ، اسی کا جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ سب ان کی ضد ہے اگر کوئی ٹکڑا گرا بھی دیا جائے تو کہیں گے کہ یہ تو تہ بہ تہ بادل کا ٹکڑا ہے (۳) جو دنیا ہی میں ان کو مل جائے گا، غزوہ بدر میں ان کے سردار چن چن کر مارے گئے بالآخر مکہ سے نکلنا پڑا، یہ سب چھوٹے موٹے عذاب کی شکلیں تھیں جن سے ان کو دوچار ہونا پڑا (۴) یہ آپ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں، اپنا کام کیے جائیں ہم ہمہ وقت آپ کی حفاظت کر رہے ہیں۔

سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَانِ وَسِتُّونَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع ۵

منزل۷

﴿سورۂ نجم﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ستارے[1] کی قسم جب وہ غروب ہو (۱) تمہارے (ساتھ رہنے والے) صاحب نہ راستہ بھٹکے نہ ادھر ادھر ہوئے (۲) اور وہ خواہش سے نہیں کہتے (۳) وہ تو صرف وحی ہے جو ان پر کی جاتی ہے (۴) ان کو ایک زبردست طاقت والے (فرشتے) نے تعلیم دی ہے[2] (۵) جو مضبوط ہے بس وہ آن کھڑا ہوا (۶) جبکہ وہ افق کی بلندیوں پر تھا (۷) پھر وہ قریب ہوا تو جھک پڑا (۸) بس دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اور کم (۹) پھر اللہ نے اپنے بندہ پر جو وحی کرنی تھی وہ اس نے کی (۱۰) جو انھوں نے دیکھا دل نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی (۱۱) پھر وہ جو دیکھ رہے تھے کیا اس پر تم ان سے جھگڑتے ہو (۱۲) اور انھوں نے تو اس کو ایک مرتبہ اور اترتے ہوئے دیکھا[3] (۱۳) سدرۃ المنتہیٰ[4] کے پاس (۱۴) جس کے قریب جنت الماویٰ[5] ہے (۱۵) جب سدرہ کو ڈھانپنے والی چیز ڈھانپ رہی تھی[6] (۱۶) نہ نگاہ ادھر ادھر ہوئی اور نہ اس نے تجاوز کیا[7] (۱۷) انھوں نے یقیناً اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (۱۸) بھلا تم نے لات و عزیٰ پر غور کیا (۱۹) اور تیسرے مناۃ پر بھی جو اس کے علاوہ ہے[8] (۲۰) کیا تمہارے لیے بیٹے ہوں اور اس کے لیے بیٹیاں[9] (۲۱) پھر تو یہ بڑی بھونڈی تقسیم ہوئی (۲۲) یہ تو صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں، اللہ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری وہ تو صرف گمان پر اور خواہشات پر چلتے ہیں جبکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی (۲۳) کیا انسان کی ہر تمنا (پوری ہوتی) ہے (۲۴) بس انجام اور آغاز سب اللہ ہی کا ہے[10] (۲۵)

---

(۱) ستاروں سے لوگ راستے معلوم کیا کرتے تھے خاص طور پر جب کوئی ستارہ غروب ہونے والا ہوتا تھا، اس سے منزل کا پتہ چلانا بہت آسان ہوتا تھا، آگے جو بات کہی جارہی ہے اس کی طرف اس میں اشارہ ہے کہ اصل منزل کا پتہ تمہیں ان صاحب سے ملے گا جو تمہارے درمیان ہی رہتے ہیں جن کی پاکیزہ زندگی تمہاری نگاہوں کے سامنے گزری ہے، وہ ہدایت کا نشان ہیں، وہ بالکل سیدھی راہ پر ہیں، نہ جان بوجھ کر وہ راستہ سے ادھر ادھر ہوئے اور نہ بھول کر اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے کہتے ہیں، اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے (۲) مشرکین مکہ کو یہ اعتراض تھا کہ فرشتہ وحی لے کر آتا ہے تو اس میں شیطان تصرف کر دیتا ہوگا یہ اس کا جواب ہے کہ وہ اتنا طاقتور فرشتہ ہے کہ کسی کو اس کے آگے پر مارنے کی گنجائش نہیں (۳) کافروں کو یہ بھی اعتراض تھا کہ جس کو وہ فرشتہ سمجھتے ہیں وہ انسان کی شکل میں آتا ہے، پتہ نہیں کہ وہ فرشتہ ہے بھی کہ نہیں؟ اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی اصل شکل میں بھی دو مرتبہ دیکھا ہے (۴) ''سدرۃ المنتہیٰ'' سدر کا اصلاً اطلاق دنیا کے اس حسین ترین درخت پر ہوتا ہے جس کو ''شجرۃ اللہ'' بھی کہا جاتا ہے، اپنے قد وقامت، خوبصورتی نیز خوشبودار لکڑی کی بنا پر اس کو درختوں کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے، یہ جزیرۃ العرب میں پایا جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ ختم ہوتا گیا اور آج جس کو بیری کا درخت کہا جاتا ہے، اس کو سدرہ کہا جانے لگا، قرآن مجید میں جہاں سدرہ کا تذکرہ ہے اس سے وہی حسین وجمیل بلند وبالا درخت مراد ہے نہ کہ موجودہ بیری کا درخت (۵) ماویٰ کے معنی ٹھکانہ کے ہیں ⟵

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۥ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾

الربع ع ۲

منزل۷

اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں ان کی بھی سفارش ذرا فائدہ نہیں پہنچاتی البتہ اس کے بعد ہی (کام آسکتی ہے) کہ اللہ جس کے لیے چاہے اجازت دیدے اور (اس سے) راضی ہوجائے (۲۶) یقیناً جو آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے نام پر رکھتے ہیں[1] (۲۷) اور ان کو اس کا کچھ اتہ پتہ نہیں صرف اٹکل پر چلتے ہیں اور بلاشبہ گمان حق (کو پہچاننے) کے لیے ذرا بھی کافی نہیں (۲۸) بس جو ہماری یاد سے منھ موڑتا ہے اور صرف دنیا کی زندگی ہی اس کا مقصد ہے آپ اس سے اعراض کیجیے (۲۹) ان کے علم کی پہنچ بس یہیں تک ہے[2]، یقیناً آپ کا رب ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ یاب ہوئے (۳۰) اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے تاکہ وہ برا کرنے والوں کو ان کے کرتوتوں کے مطابق بدلہ دیدے اور جنھوں نے اچھے کام کیے ان کو اچھا بدلہ عطا فرمادے (۳۱) جو بڑے گناہوں سے اور فواحش سے بچتے ہیں سوائے (کبھی کبھار) ہلکے پھلکے گناہوں کے[3]، یقیناً آپ کا رب وسیع مغفرت والا ہے، وہ تمہیں خوب جانتا ہے، جب اس نے تمہیں زمین سے اٹھایا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل کی شکل میں تھے، بس اپنے آپ کو پرہیزگار مت بتاؤ، وہ خوب جانتا ہے کہ متقی کون ہے (۳۲) بھلا آپ نے اس کو دیکھا جس نے منھ پھیرا (۳۳) اور تھوڑا دے کر رک گیا (۳۴) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھتا ہے[4] (۳۵) کیا اس کو موسیٰ کے صحیفوں کی خبریں نہیں پہنچیں (۳۶) اور نہ ابراہیم (کے صحیفوں) کی جس نے وفا کا حق ادا کیا (۳۷) کہ کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (۳۸) اور انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے محنت کی (۳۹)

← وہ جنت اہل ایمان کا ٹھکانہ ہے، اس لیے اس کو ''جنت الماویٰ'' کہا گیا (۶) حدیثوں میں آتا ہے کہ اس درخت پر لاتعداد فرشتے سونے کے پروانوں کی شکل میں آپ کی زیارت کے لیے اس طرح جمع ہوگئے تھے کہ انھوں نے پورے درخت کو ڈھانپ لیا تھا (۷) یعنی اللہ کو جتنا دکھانا تھا اور جو کچھ دکھانا تھا آپ نے وہ سب دیکھا اور اللہ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، جنت، دوزخ دیکھی اس کی کچھ تفصیلات احادیث میں موجود ہیں (۸) یہ سب پتھر کے بتوں کے نام ہیں (۹) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور خود ان کے یہاں بیٹی ہوجاتی تو منھ اتر جاتا (۱۰) یعنی انسان الٹی سیدھی تمنائیں کرتا ہے اور ہر ایک سے امید لگا بیٹھتا ہے مگر دنیا و آخرت سب کا مالک اللہ ہی ہے، آغاز و انجام سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(۱) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور ان کو اپنا سفارشی سمجھتے ہیں جبکہ وہ ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو دوسرے من گھڑت دیوتا کیا فائدہ پہنچائیں گے (۲) بس دنیا کی حد تک آخرت تک ان کی رسائی ہی نہیں دوسری جگہ فرمایا "بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِيْ الآخِرَةِ" (آخرت کے بارے میں ان کا علم ٹھس ہوجاتا ہے (۳) لَمَمْ کہتے ہیں چھوجانا، مراد یہ ہے کہ کبھی کبھار گناہ ان کو چھوجاتے ہیں (۴) مفسرین اس کے ذیل میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی اسلام سے قریب ہوا اس کے ←

وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادًا ِۨ الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾

منزل۷

اور اس کی محنت جلد ہی رنگ لائے گی (۴۰) پھر اس کو بھر بھر کر بدلہ دیا جائے گا (۴۱) اور یقیناً انجام آپ کے رب ہی کے پاس ہے (۴۲) اور بیشک وہی ہے جس نے ہنسایا اور رلایا (۴۳) اور وہی ہے جس نے مارا اور جلایا (۴۴) اور یقیناً اسی نے نر اور مادہ کے جوڑے بنائے (۴۵) نطفہ سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے[1] (۴۶) اور بلاشبہ دوسری مرتبہ اٹھانا بھی اسی کے ذمہ ہے (۴۷) اور یقیناً وہی ہے جس نے مال دیا اور مالا مال رکھا (۴۸) اور وہی ہے جو ''شعریٰ'' کا مالک ہے[2] (۴۹) اور پہلے عاد کو اسی نے ہلاک کیا (۵۰) اور ثمود کو بھی تو کسی کو باقی نہیں چھوڑا (۵۱) اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو بھی یقیناً وہ بڑے ظالم اور سرکش لوگ تھے (۵۲) اور الٹی بستی کو بھی پھر اس کو اٹھا پٹخا[3] (۵۳) پھر جس (خطرناک) چیز نے اسے ڈھانپا وہ ڈھانپ کر رہی (۵۴) تو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں پر شبہ کروگے (۵۵) یہ بھی پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والے ہیں (۵۶) قریب آنے والی چیز قریب آچکی (۵۷) اللہ کے سوا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا (۵۸) بھلا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو (۵۹) اور ٹھٹھا کرتے ہو اور تم پر گریہ طاری نہیں ہوتا (۶۰) اور کھڑے اٹھکھیلیاں کرتے ہو (۶۱) بس اللہ کے لیے سجدہ میں گر پڑو اور (اسی کی) بندگی میں لگ جاؤ (۶)

سورۂ قمر

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قیامت قریب آچکی اور چاند ٹکڑے ہو چکا[4] (۱) اور وہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اعراض کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جادو ہے جو چلا آرہا ہے (۲) اور انھوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشات پر چلے جبکہ ہر چیز کا ایک انجام ہے (۳)

دوست نے کہا کہ باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑتے ہو؟ وہ بولا آخرت کا ڈر ہے۔ اس کے دوست نے کہا کچھ پیسے دیدو ہم تمہیں آخرت میں بچالیں گے۔ اللہ فرماتا ہے کہ کیا وہ غیب کی باتیں جانتا ہے جو یہ ضمانت لے رہا ہے، پھر آگے اصول بیان فرمادیا کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا جو جیسا کرے گا اس کے مطابق اس کو ملے گا۔

(۱) نطفہ ایک ہی ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ صفات الگ الگ پیدا فرمادیتا ہے، کبھی بچہ ہوتا ہے کبھی بچی (۲) یہ ایک ستارے کا نام ہے جس کو زمانہ جاہلیت میں پوجا جاتا تھا (۳) قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں (۴) متعدد جگہوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اور معجزات کو قیامت کی علامت بتایا گیا ہے، اس طور پر کہ اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اب قیامت ہی آئے گی، یہاں شق القمر کے معجزہ کو قرب قیامت کی علامت بتایا گیا ہے، اس کی تفصیل روایتوں میں ہے کہ ایک مرتبہ چودھویں کی

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنۡۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾

وقف لازم

ع

منزل ۷

اور ان کے پاس وہ خبریں آ چکیں جو ان کو جھنجھوڑ دینے کے لیے کافی تھیں[1] (۴) دل میں اتر جانے والی دانائی کی باتیں تھیں پھر بھی یہ خبردار کر دینے والی چیزیں ان کو کفایت نہیں کر رہی ہیں (۵) بس آپ ان کو اس دن تک کے لیے چھوڑ دیجیے جب بلانے والا ہولناک چیز کی طرف بلائے گا (۶) نگاہیں جھکائے وہ قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے ٹڈی ہوں بکھری ہوئی (۷) تیزی سے بلانے والے کے پاس بھاگے جا رہے ہوں گے، کافر کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے (۸) ان سے پہلے نوح کی قوم بھی جھٹلا چکی تو انھوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور بولے کہ دیوانے ہیں اور ان کو دھمکایا گیا (۹) بس انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ بیشک میں تو ہار گیا اب تو ہی بدلہ لے لے (۱۰) تو ہم نے پھٹ پڑنے والے پانی کے ساتھ آسمان کے دہانے کھول دیئے (۱۱) اور زمین سے چشمے پھاڑ دیئے بس سارا پانی ایک ایسے کام کے لیے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا[2] (۱۲) اور ان کو ہم نے تختوں اور کیلوں سے بنی (کشتی) پر سوار کر دیا (۱۳) جو ہماری نگاہوں کے سامنے چل رہی تھی، یہ بدلہ اس کے لیے تھا جس کا انکار کیا گیا (۱۴) اور ہم نے اس کو نشانی بنا کر چھوڑا تو ہے کوئی عبرت حاصل کرنے والا (۱۵) تو میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے سخت تھے (۱۶) اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان رکھا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۱۷) عاد نے بھی جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے (سخت) تھے (۱۸) یقیناً ہم نے ان پر تیز آندھی والی ہوا بھیجی اس دن جو منحوس ہی منحوس تھا (۱۹) وہ لوگوں کو اسی طرح اکھاڑ پھینک رہی تھی جیسے وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کے تنے ہوں (۲۰) بس میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے (سخت) تھے (۲۱) اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان رکھا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۲۲) ثمود نے بھی ڈرانے والی چیزوں کو جھٹلایا (۲۳) بس وہ بولے کہ ایک آدمی جو ہم ہی میں کا ہے کیا ہم اس کی پیروی کریں تب تو ہم گمراہی اور پاگل پن میں جا پڑے (۲۴)

← رات کو مشرکین نے معجزہ کا مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا ایک حصہ مغرب کو اور ایک مشرق کو چلا گیا، جب سب نے دیکھ لیا تو دوبارہ وہ دونوں ٹکڑے مل گئے، اس کا انکار تو وہ کیا کرتے اس پر کہنے لگے یہ تو سب جادو کا سلسلہ ہے جو چلا آ رہا ہے، اللہ فرماتا ہے کہ ہر چیز کا ایک انجام ہوتا ہے آگے معلوم ہو جائے گا کہ کیا جادو ہے کیا جھوٹ ہے۔

(۱) یعنی گزشتہ قوموں کے واقعات اور نافرمانی کے نتیجہ میں ان پر عذاب آنے کی تفصیلات اور کچھ ذکر اس کا آگے بھی آ رہا ہے (۲) اوپر سے خطرناک بارش اور زمین سے پانی ابلنے کا سلسلہ، اس کے نتیجہ میں اللہ کے حکم سے ایسا سیلاب آیا کہ بستیوں کے نام ونشان مٹ گئے، حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں پہلے ساری تفصیلات گزر چکی ہیں۔

ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُوْنَ
غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿٢٦﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ
كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا
بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا
فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ
اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

ہم سب میں کیا اسی پر نصیحت اتاری گئی، بات یہ ہے کہ وہ بڑا جھوٹا ہے شیخی باز ہے (۲۵) کل ہی ان کو پتہ چلا جاتا ہے کہ جھوٹا شیخی باز کون ہے (۲۶) یقیناً ہم ان کی آزمائش کے لیے اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو ان کا انتظار کرو اور ثابت قدم رہو[۱] (۲۷) اور ان کو بتا دینا کہ پانی ان کے (اور اونٹنی کے) درمیان تقسیم ہوگا، پانی کا ہر حصہ دار اپنی باری میں حاضر ہوگا (۲۸) پھر انھوں نے اپنے آدمی کو آواز دی بس اس نے پکڑا اور مار ڈالا (۲۹) پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے سخت ہوئے (۳۰) یقیناً ہم نے ان پر ایک ہی چنگھاڑ بھیجی تو وہ ایسے ہو کر رہ گئے جیسے کانٹوں کی باڑھ ہو جسے بھوسا بھوسا کر دیا گیا ہو (۳۱) اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۳۲) لوط کی قوم نے بھی خبردار کرنے والوں کو جھٹلایا (۳۳) ہم نے ان پر پتھروں کی بارش کی سوائے لوط کے گھر والوں کے کہ ان کو ہم نے سحر کے وقت بچالیا (۳۴) ہماری طرف سے نعمت کے طور پر، احسان ماننے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۳۵) اور انھوں نے ان کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا تو انھوں نے ڈراوے کی خبروں پر شبہ کیا (۳۶) اور انھوں نے ان کے مہمانوں کے بارے میں ان کو پھسلایا تھا تو ہم نے ان کی آنکھیں مسخ کر دیں، اب چکھو میرے عذاب اور ڈراوے کا مزہ[۲] (۳۷) اور صبح سویرے ان پر ایسا عذاب آیا جسے ٹلنا تھا ہی نہیں (۳۸) بس چکھو میرے عذاب اور میری خوفناک چیزوں کا مزہ (۳۹) اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان رکھا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۴۰) فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے والے آئے (۴۱) انھوں نے بھی ہماری سب نشانیوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو زبردست قدرت رکھنے والے کی پکڑ کی طرح پکڑا (۴۲) بھلا تمہارے کافر ان سے اچھے ہیں یا تمہارے لیے (نازل کی ہوئی) کتابوں میں بے گناہی کا کوئی پروانہ ہے[۳] (۴۳) یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر اپنا بچاؤ خود ہی کر لیں گے[۴] (۴۴)

---

(۱) یہ اونٹنی ان ہی کی فرمائش پر ایک نشانی کے طور پر بھیجی گئی تھی اور ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ کوئی اس کو ہاتھ نہ لگائے (۲) حضرت لوط علیہ السلام کے پاس جو فرشتے آئے وہ خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے، قوم بدفعلی میں مبتلا تھی، اس نے حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ نوجوان ان کے حوالہ کر دیں، اس پر وہ سب اندھے کر دیئے گئے پھر ایسا سخت عذاب آیا کہ پوری بستی اٹھا کر پٹخ دی گئی (۳) ان دو آیتوں میں کفار مکہ سے خطاب ہے کہ گزشتہ قومیں اپنی ساری طاقت کے باوجود تباہ کر دی گئیں تو تمہیں کس چیز پر بھروسہ ہے؟ نہ تم ان سے بہتر ہو اور نہ تمہارے پاس کوئی ایسا سرٹیفکٹ ہے جس کی وجہ سے تم مطمئن ہو اور تم سب مل کر بھی اپنا بچاؤ نہیں کر سکتے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

سورۃ الرحمٰن مدنیۃ وھی ثمان وسبعون آیۃ وثلاث رکوعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الرَّحْمَٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ﴿٧﴾ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ﴿٨﴾ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ﴿٩﴾ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿١٠﴾ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٣﴾

وقف لازم

ع ۳ / ۱۰

منزل ۷

جلد ہی ان سب کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ دے دے کر بھاگیں گے[1] (۴۵) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت ہی ان کے اصل وعدہ کا وقت ہے اور قیامت بڑی ہولناک اور کڑوی ہے (۴۶) یقیناً مجرم حیرانی میں اور بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوں گے (۴۷) جس دن ان کو آگ میں منھ کے بل گھسیٹا جائے گا، چکھو آگ کی لپیٹ کا مزہ (۴۸) ہم نے ہر چیز کو ناپ تول کر ہی پیدا کیا ہے (۴۹) اور ہمارا حکم صرف ایک ہی مرتبہ آنکھ جھپکتے (پورا) ہوجاتا ہے (۵۰) اور ہم تمہارے جیسے لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۵۱) اور ہر چیز جو انھوں نے کی وہ صحیفوں میں موجود ہے (۵۲) اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھ دی گئی ہے (۵۳) یقیناً جو پرہیزگار ہیں وہ جنتوں اور نہروں میں ہوں گے (۵۴) ایک سچی (من چاہی) جگہ میں اس مالک کے پاس جو مکمل اور زبردست اقتدار رکھتا ہے (۵۵)

﴿ سورۂ رحمٰن ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہی رحمٰن ہے[2] (۱) جس نے قرآن سکھایا (۲) انسان کو پیدا کیا (۳) اس کو بات واضح کرنے کی تعلیم دی (۴) سورج اور چاند ایک خاص حساب کے ساتھ (گردش میں) ہیں (۵) بیلیں اور درخت سب سجدہ میں ہیں[3] (۶) اور آسمان کو اس نے بلند کیا اور ترازو قائم کی (۷) کہ تولنے میں زیادتی مت کرو (۸) اور تول کو انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو اور تولنے میں کمی مت کرو (۹) اور زمین کو اس نے مخلوق کے لیے بنایا ہے (۱۰) جس میں میوے ہیں اور کھجوروں کے گابھے دار درخت ہیں (۱۱) اور بھوسے والا دانا بھی ہے اور خوشبو بھی (۱۲) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۱۳)

---
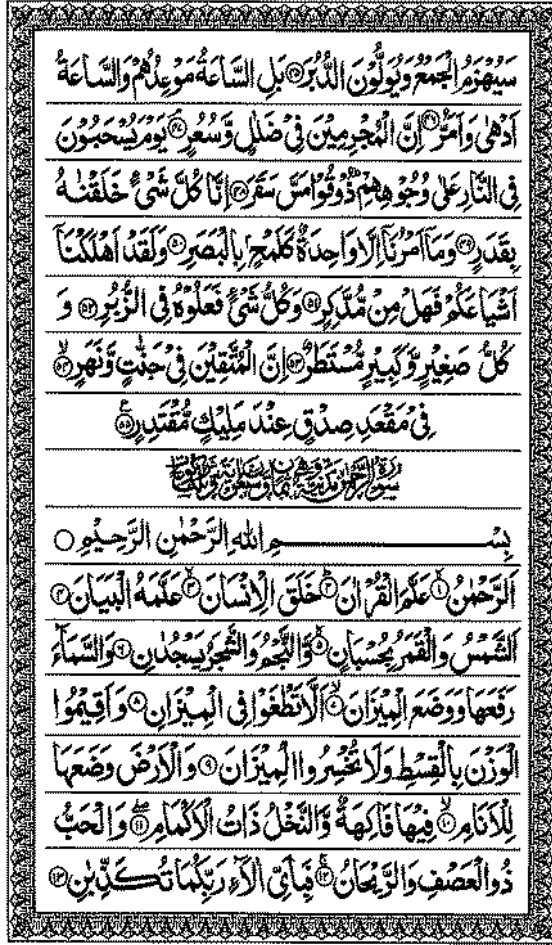
(۱) یہ پیشین گوئی اس وقت کی گئی جب مسلمان کمزور تھے، اپنا بچاؤ کرنا ان کے لیے مشکل تھا مگر جلد ہی غزوۂ بدر میں کافروں کو زبردست شکست ہوئی، ان کے ۷۰/۷۰ اہم آدمی مارے گئے، وہ پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگے پھر بھی ستر آدمی قیدی بنائے گئے، پھر آگے فرمایا جارہا ہے کہ یہ تو کچھ بھی نہیں اصل پتہ تو ان کو قیامت میں چلے گا جو سخت ہے اور کڑوی ہے (۲) مشرکین مکہ کو رحمٰن کے نام سے چڑتھی جیسا کہ سورۂ فرقان کے اخیر میں گزر چکا ہے، یہاں اسی حقیقت کو بیان کیا جارہا ہے کہ وہی رحمٰن ہے جس کی رحمت وعنایت اور نعمتوں سے دنیا بھری ہوئی ہے، تمہارے سب کاموں کا بنانے والا وہی ہے تو بس اسی کی عبادت کرو، اس سورہ کو ''زینت القرآن'' کہا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے دونوں مکلّف مخلوقوں انسانوں اور جناتوں کو مخاطب کرکے اپنی نعمتیں جتلائی ہیں (۳) ہر مخلوق سجدہ اور تسبیح میں اپنے اپنے طریقہ پر لگی ہے جو طریقہ اس کے رب نے اس کو بتایا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾

منزل ۷

اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا (۱۴) اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا (۱۵) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۱۶) وہ دونوں مشرقوں کا بھی رب ہے اور دونوں مغربوں[۱] کا بھی رب ہے (۱۷) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۱۸) اس نے دو سمندر جاری کر دیئے کہ دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں (۱۹) (لیکن) دونوں کے درمیان ایسی رکاوٹ ہے کہ دونوں اپنی حد سے آگے بڑھ نہیں سکتے[۲] (۲۰) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۱) دونوں سے بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے موتی نکلتے ہیں (۲۲) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۳) اور اسی کے قبضہ میں رواں دواں وہ جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہیں (۲۴) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۵) جو کچھ اس پر ہے وہ سب مٹنے والا ہے (۲۶) اور (صرف) آپ کے رب کی ذات باقی رہے گی جو بڑی عزت اور کرم والی ہے (۲۷) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۸) آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں، ہر روز اس کی ایک شان ہے (۲۹) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۰) اے دونوں باوزن (مخلوقو!) ہم جلد ہی تمہارے (حساب کے) لیے فارغ ہونے والے ہیں[۳] (۳۱) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۲) اے جنوں اور انسانوں کی جماعت اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے بھاگ نکل سکتے ہو تو بھاگ نکلو، تم بغیر زبردست طاقت کے بھاگ نہیں سکتے[۴] (۳۳) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۴) تم دونوں پر آگ کی لپٹیں اور سخت دھواں چھوڑا جائے گا تو تم دونوں اپنا بچاؤ نہ کر سکو گے (۳۵) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۶) پھر جب آسمان پھٹ پڑے گا تو وہ تلچھٹ کی طرح سرخ ہو جائے گا (۳۷) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۸)

---

(۱) دو مشرق اور دو مغرب اس لیے فرمائے کہ جاڑے اور گرمی میں سمتیں بدل جاتی ہیں، جاڑے میں جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے گرمی کے دنوں میں اس سے ذرا ہٹ کر طلوع ہوتا ہے اس لیے دو مشرق ہوئے اور اسی طرح دو مغرب بھی (۲) خاص طور پر جہاں دریا اور سمندر ملتے ہیں وہاں دور تک یہ نظارہ کیا جا سکتا ہے کہ پانی مل جانے کے باوجود دونوں الگ الگ رہتے ہیں ایک لکیر سی محسوس ہوتی ہے اور پانی کے مزہ میں بھی فرق ہوتا ہے (۳) انسان اور جنات ہی اللہ کی شریعت کے مکلّف ہیں، اللہ نے ان کو عقل دی ہے اس لیے ان دونوں کو باوزن کہا گیا، حساب کے لیے فارغ ہونا ایک تعبیر ہے، مطلب یہ ہے کہ بس اب اس کا وقت آنے ہی والا ہے (۴) سلطان سے مراد بظاہر یہاں ایمان کی طاقت ہے اسی طاقت سے انسان زمین وآسمان کو پیچھے چھوڑ کر جنت کا مکین بن جاتا ہے اور جس کے پاس ←

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَ
الْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ
بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٤٣﴾ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا
عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِن كُلِّ
فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ
بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا
جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا
الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَمِن دُونِهِمَا
جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَامَّتَانِ ﴿٦٤﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾

منزل۷

پھر اس دن نہ کسی انسان سے اس کے گناہ کے بارے میں پوچھا جائے گا نہ کسی جن سے (۳۹) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۰) مجرموں کو ان کی نشانیوں سے پہچانا جائے گا پھر ان کو (ان کے) سر کے بالوں اور پاؤں سے پکڑا جائے گا (۴۱) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۲) یہی وہ جہنم ہے جس کو مجرم لوگ جھٹلایا کرتے تھے (۴۳) وہ اس کے اور کھولتے پانی کے گرد چکر کاٹیں گے (۴۴) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے[1] (۴۵) اور جو اپنے رب کے پاس کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا اس کے لیے دو جنتیں ہیں (۴۶) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۷) گھنے درختوں والی (۴۸) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۹) دونوں میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے (۵۰) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۱) ان میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی (۵۲) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۳) ایسے بستروں پر آرام سے تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں باغوں کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے (۵۴) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۵) ان میں نیچی نگاہوں والی وہ عورتیں ہوں گی جن کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا نہ کسی جن نے (۵۶) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۷) جیسے وہ یاقوت اور موتی ہوں (۵۸) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۹) حسن (عمل) کے بدلہ حسن (کرم) کے سوا اور کیا ہے[2] (۶۰) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۱) اور ان دونوں سے کچھ کم درجہ کے دو باغ اور ہوں گے (۶۲) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۳) سبزے ہی سبزے کی وجہ سے سیاہی مائل ہوں گے[3] (۶۴) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۵) ان دونوں میں دو پھوٹتے ہوئے چشمے ہوں گے (۶۶)

← ایمان کی یہ طاقت نہیں وہ بچ کر نہیں جاسکے گا خواہ اس کے پاس ایمان کے علاوہ کیسی ہی طاقتیں ہوں وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔

(۱) عذاب کی مختلف شکلوں کے بعد بھی فرمایا جا رہا ہے کہ تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، اس میں درحقیقت یہ اشارہ ہے کہ اس عذاب کا پہلے تذکرہ کرنا اور اس سے خبردار کر دینا بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ آدمی اس سے اپنا بچاؤ کر سکتا ہے (۲) اوپر اعلیٰ درجہ کی جنتوں کا ذکر تھا، وہ اعلیٰ قسم کے لوگوں کے لیے ہوں گی دوسری قسم کی عام جنتیں عام مسلمانوں کے لیے ہوں گی (۳) سبزہ جب خوب گھنا ہو تو سیاہی مائل نظر آتا ہے یہ واضح رہے کہ اولین مخاطب مکہ کے حضرات تھے جہاں سبزہ نام ونشان کو نہ تھا اور وہ ان کے لیے سب سے بڑی نعمت تھی اور واقعہ یہی ہے کہ سبزہ، باغات، کیاریاں اور پھول پھل اللہ کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے ہیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا کَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَکَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّکِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾

منزل ۷

بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۷) دونوں میں میوے ہوں گے اور کھجور اور انار ہوں گے (۶۸) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۹) ان میں بہترین کردار کی حامل خوبصورت عورتیں ہوں گی (۷۰) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۱) حوریں ہوں گی جن کو خیموں میں ٹھہرایا گیا ہوگا[۱] (۷۲) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۳) ان سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے (۷۴) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۵) سبز تکیوں اور انوکھے خوبصورت قالینوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے (۷۶) بس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۷) آپ کے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو بڑی شان والا بھی ہے اور کرم والا بھی (۷۸)

﴿سورۂ واقعہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب وہ پیش آنے والا واقعہ پیش آ کر رہے گا[۲] (۱) اس کے پیش آنے کو کوئی جھٹلانے والا نہ ہوگا[۳] (۲) زیر و زبر کر کے رکھ دے گا (۳) جب زمین ہلا کر رکھ دی جائے گی (۴) اور پہاڑ پیس کر رکھ دیئے جائیں گے (۵) تو وہ اڑتا ہوا غبار بن جائیں گے (۶) اور تم تین قسموں میں بٹ جاؤ گے (۷) بس دائیں طرف والے، کیا کہنے دائیں طرف والوں کے (۸) اور بائیں طرف والے، کیا جانو بائیں طرف والوں کو (۹) اور جو سبقت لے جانے والے ہیں وہ تو ہیں ہی سبقت لے جانے والے[۴] (۱۰) وہی قریب تر کیے جائیں گے (۱۱) نعمتوں کی جنتوں میں (۱۲) پہلوں میں وہ بڑی تعداد میں ہوں گے (۱۳) اور بعد والوں میں تھوڑے (۱۴) ایسی مسہریوں پر جو سونے سے بنی جواہرات سے مرصع ہوں گی (۱۵) ان پر آمنے سامنے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے (۱٦)
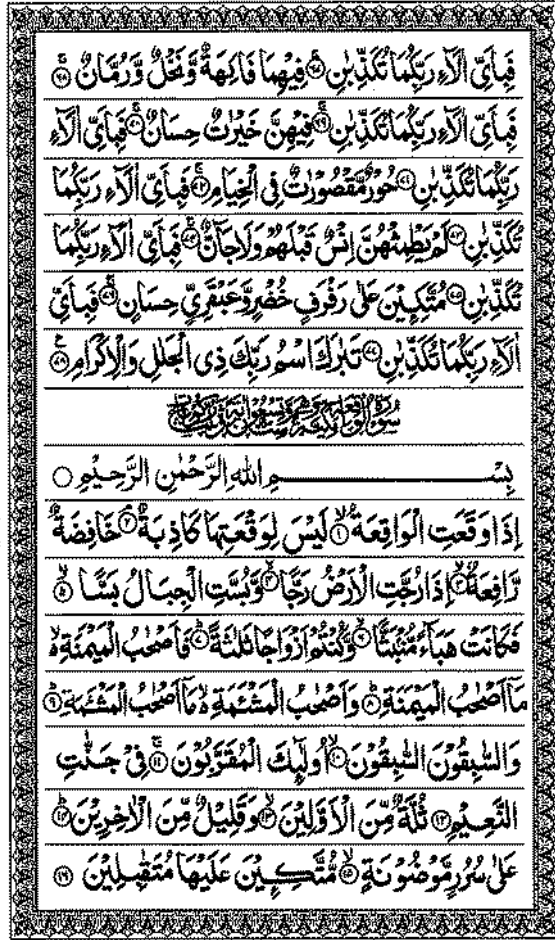
(۱) صحیح بخاری میں ان خیموں کا ذکر ہے کہ وہ موتی کے بڑے طویل وعریض خیمے ہوں گے جنت کی نعمتوں کا حال ایک حدیث میں یوں بیان ہوا ہے کہ وہ تصور سے بھی بلند ہیں "مَـا لَا عَیْـنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلیٰ قَلْبِ بَشَرٍ" (جو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا) (۲) اس سے مراد قیامت ہے جس کو آج لوگ جھٹلا رہے ہیں مگر جب سامنے ہوگا تو کوئی جھٹلانے والا نہ رہ جائے گا (۳) دائیں طرف والے وہ اہل ایمان ہیں جن کو نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور بائیں طرف والے وہ کفر وشرک والے فسق وفجور میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں جن کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اور سابقین سے مراد وہ بلند مقام حضرات ہیں جو قرب الٰہی سے سرفراز ہیں جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم، یہ لوگ زیادہ تر قدیم زمانوں کے ہوں گے بعد کے زمانے میں ایسے بلند مقام حضرات کی تعداد بہت کم ہوگی۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ
مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا
يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ
اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا
لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ
الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَ
مَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَ
فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾
عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ
مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ
وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ
ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا
يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَئِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا
الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ
مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾

منزل ۷

سدا (بہار) لڑکے ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے (۱۷) گلاسوں اور جگوں میں صاف ستھری (شراب) کے جام لیے (۱۸) ایسی (شراب) کہ جس سے نہ ان کے سر چکرائیں گے اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے (۱۹) اور ایسے میوے لیے جن کا انتخاب وہ خود کریں گے (۲۰) اور ایسے پرندوں کا گوشت لیے جن کی انھیں خواہش ہوگی (۲۱) اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں (۲۲) جیسے چھپا چھپا کر رکھے گئے موتی (۲۳) یہ سب ان کے ان کاموں کے بدلہ کے طور پر ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴) اس میں نہ وہ کوئی بک بک سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات (۲۵) سوائے سلامتی ہی سلامتی کی بات کے (۲٦) اور جو دائیں طرف والے ہیں، کیا خوب ہیں دائیں طرف والے (۲۷) کانٹوں سے پاک سدرۃ کے درختوں میں[1] (۲۸) اور لدے ہوئے کیلے کے پیڑوں میں (۲۹) اور پھیلے ہوئے سایہ میں (۳۰) اور بہتے ہوئے پانی میں (۳۱) اور بہت سے پھلوں میں (۳۲) جو نہ ختم ہونے کو آئیں گے اور نہ ان میں کوئی روک ٹوک ہوگی (۳۳) اور بلند بستروں میں (۳۴) ہم نے ان (عورتوں) کو نئی اٹھان دی ہے[2] (۳۵) تو ہم نے ان کو کنواری بنایا ہے (۳٦) محبت بھری ہمجولیاں (۳۷) (یہ ہے) دائیں طرف والوں کے لیے (۳۸) یہ پہلوں میں بھی بڑی تعداد میں ہیں (۳۹) اور بعد والوں میں بھی بڑی تعداد میں[3] (۴۰) اور بائیں طرف والے، کیا حال ہوگا بائیں طرف والوں کا (۴۱) (وہ ہوں گے) جھلسا دینے والی ہوا میں اور کھولتے پانی میں (۴۲) اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (۴۳) جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فائدہ پہنچانے والا (۴۴) اس سے پہلے وہ بڑے عیش و عشرت میں پڑے ہوئے تھے (۴۵) اور بڑے گناہ پر اَڑے ہوئے تھے (۴٦) اور وہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈی رہ جائیں گے کیا پھر ہم اٹھائے جائیں گے (۴۷) اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی (۴۸) کہہ دیجیے کہ سب اگلے اور پچھلے لوگ (۴۹) ایک متعین دن کے طے شدہ وقت میں ضرور جمع کیے جائیں گے (۵۰) پھر لازماً تم کو اے گمراہو! جھٹلانے والو! (۵۱)

---

(۱) سدرہ پر تفصیل سورہ والنجم ص: ۵۲۷ پر گذر چکی ہے (۲) یہاں خواتین کا لفظ لائے بغیر صرف ضمیر کا استعمال کیا گیا ہے جس میں ان کے حسن اور چھپا چھپا کر رکھے جانے کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے، یہ خواتین دنیا کی نیک صالح بیویاں ہوں گی جن کو اللہ تعالیٰ وہاں نئی اٹھان دیں گے، حد درجہ خوبصورت اور کنواری بنا دیں گے، اسی طرح جن نیک خواتین کی دنیا میں شادیاں نہیں ہوئیں ان کو بھی وہاں نئی اٹھان دے کر نیک جنتی مردوں سے جوڑ دیا جائے گا (۳) اس طرح کے جنتی اور بعد کے زمانوں میں بھی بہت ہوں گے۔

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾
فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾
هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾
نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰٓى اَنْ
نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ
تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا
فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾
اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ
الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا
تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ
اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً
وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ فَلَآ
اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾

منزل ۷

تُھوہڑ کے درخت سے کھانا ہی پڑے گا (۵۲) بس اسی سے پیٹ بھرنے پڑیں گے (۵۳) پھر اس کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا (۵۴) پھر اس طرح پینا پڑے گا جیسے پیاسے اونٹ پیتے چلے جاتے ہیں[1] (۵۵) یہ ہوگی بدلہ کے دن ان کی مہمانی (۵٦) ہم نے تم کو پیدا کیا تو تم کیوں اس کو سچ نہیں مانتے (۵۷) بھلا تمہارا کیا خیال ہے جو تم منی کا قطرہ ٹپکاتے ہو (۵۸) کیا تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم ہیں پیدا کرنے والے[2] (۵۹) ہم نے تمہارے درمیان موت مقدر کر رکھی ہے اور ہمیں کوئی ہرا نہیں سکتا (٦۰) اس طرح کہ ہم تمہاری جگہ تمہارے جیسے اور لوگوں کو لے آئیں اور تم کو وہاں اٹھا کھڑا کریں جس کا تمہیں علم نہیں (٦۱) اور تم تو پہلی پیدائش کو جانتے ہی ہو تو کیوں سبق نہیں لیتے (٦۲) بھلا تمہارا کیا خیال ہے جو تم کھیتی کرتے ہو[3] (٦۳) کیا تم اس کو اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں (٦۴) اگر ہم چاہیں تو اس کو بھوسا کر ڈالیں تو تم بھونچکے رہ جاؤ (٦۵) کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا (٦٦) بلکہ ہم بڑے بدنصیب ہیں (٦۷) بھلا تمہارا کیا خیال ہے جو پانی تم پیتے ہو (٦۸) کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم ہیں اس کو اتارنے والے (٦۹) اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارا کر دیں پھر تم کیوں احسان نہیں مانتے (۷۰) بھلا تمہارا کیا خیال ہے وہ آگ جس کو تم سلگاتے ہو (۷۱) کیا تم اس کے درخت اگاتے ہو یا ہم ہیں اگانے والے[4] (۷۲) ہم نے اس کو یاددہانی کے لیے اور جنگل والوں کے فائدہ کے لیے بنایا (۷۳) بس اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیے جو بڑی عظمت والا ہے (۷۴) تو اب میں ان جگہوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں جہاں ستارے گرتے ہیں[5] (۷۵) اور یقیناً اگر تم جانو تو یہ بہت بڑی قسم ہے (۷٦)

---

(۱) اونٹ کا یہ مرض استسقاء ہے، وہ پیتا چلا جاتا ہے اور اس کی پیاس نہیں بجھتی (۲) نہ تمہارے بس میں منی کا قطرہ بنانا ہے اور نہ اس قطرے کو مختلف مراحل سے گزار کر انسان پیدا کرنا ہے (۳) صرف بیج ڈال دینا اور پانی لگا دینا تمہارا کام ہے پھر اس کی نشو ونما کون کرتا ہے؟ انکھوا کون پھوڑتا ہے اور مختلف قسموں کے درخت کون اگاتا ہے، پھر آگے ان کی حفاظت کون کرتا ہے کوئی آفت پڑ جاتی ہے تو رونے کو مزدور نہیں ملتے (۴) یہ وہی مرخ اور عفار کے درخت ہیں جن کی ٹہنیوں کو رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی تھی، اہل عرب اسی سے آگ سلگایا کرتے تھے اور اب بھی عام طور پر جنگلوں میں رہنے والے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نصیحت کا سامان اس لیے بھی ہے کہ ایک درخت کو اللہ نے آگ پیدا کرنے کا ذریعہ بنا دیا (۵) ستاروں کے گرنے کی جگہوں کی قسم میں اشارہ ہے کہ یہ قرآن ہر طرح کے شیطان کے تصرف سے پاک ہے، عالم بالا کی باتیں شیاطین اگر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ان کو شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں، جن کو عام بول چال میں ٹوٹے ہوئے تارے کہا جاتا ہے۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

سُورَةُ الْحَدِيدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢﴾ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣﴾

منزل۷

کہ بلاشبہ یہ عزت والا قرآن ہے (۷۷) جو ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے موجود) ہے (۷۸) اس کو صرف وہی ہاتھ لگا سکتا ہے جو خوب پاک صاف ہو[1] (۷۹) رب العالمین کی طرف سے (اس کو) تھوڑا تھوڑا اتارا جارہا ہے (۸۰) تو کیا تم اس کلام سے لاپرواہی برتتے ہو (۸۱) اور اس کے جھٹلانے کو اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے (۸۲) تو پھر کیوں نہ جس وقت جان حلق کو پہنچتی ہے (۸۳) اور تم اس وقت اس کو دیکھ رہے ہوتے ہو (۸۴) اور ہم تم سے زیادہ اس سے قریب ہیں حالانکہ تم نہیں دیکھتے (۸۵) تو اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو تو کیوں (ایسا) نہیں ہوجاتا (۸۶) کہ تم اس کو لوٹادو اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو[2] (۸۷) پھر اگر وہ (مرنے والا) مقربین (بارگاہ الٰہی) میں ہوا (۸۸) تو مزے ہی مزے ہیں اور خوشبو ہی خوشبو ہے اور نعمتوں بھرا باغ ہے (۸۹) اور اگر وہ دائیں طرف والوں میں ہوا (۹۰) تو تیرے لیے سلام ہی سلام (کے نذرانے) ہیں کہ تو دائیں طرف والوں میں ہے (۹۱) اور اگر وہ جھٹلانے والوں گمراہوں میں ہوا (۹۲) تو کھولتے پانی سے (اس کی) تواضع ہوگی (۹۳) اور (اسے) جہنم رسید کیا جائے گا (۹۴) بلاشبہ یہی وہ بات ہے جو یقینی طور پر سچ ہے (۹۵) بس آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کیے جائیے جو بڑی عظمت والا ہے (۹۶)

سورۂ حدید

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اللہ کی تسبیح میں سب لگے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت رکھتا ہے (۱) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۲) وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے[3] اور ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے (۳)

---

(۱) اس سے فرشتے مراد ہیں جن کو اللہ نے پاک بنایا ہے، انسان بھی اگر اس کو چھونا چاہے تو اس کے لیے بھی پاک ہونا ضروری ہے (۲) اگر تم اللہ کو حاکم اور قادر مطلق اور روز جزا کا مالک نہیں مانتے اور اپنے آپ کو کسی کے حکم میں نہیں سمجھتے بلکہ آزاد سمجھتے ہو تو لوگوں کو موت سے کیوں نہیں بچا لیتے تمہارے چہیتے لوگ دنیا سے جاتے ہیں اور تم بیٹھے منھ تکتے رہتے ہو کچھ نہیں کر پاتے یہ خود دلیل ہے کہ اللہ کی طرف سے یہ موت وحیات کا سلسلہ جاری ہے اور اللہ نے زندگی امتحان کے لیے دی ہے جس کا حساب کتاب آخرت میں ہوگا خود تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں (۳) ایک دعا میں ان صفات کا اس انداز سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے کہ اس کے معانی متعین ہوجاتے ہیں دعا کے الفاظ یہ ہیں: "اَللّٰهُمَّ اَنتَ الاَوَّلُ فَلَيسَ قَبلَكَ شَيئٌ وَأَنتَ الآخرُ فَلَيسَ بَعدَكَ شَيئٌ وَأَنتَ الظَّاهِرُ فَلَيسَ ←

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ
مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا
جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا
لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ
لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰي عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ
مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ع

منزل۷

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہ خوب جانتا ہے ہر اس چیز کو جو زمین کے اندر جاتی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے، اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے، اور اللہ تمہارے سب کاموں پر پوری نگاہ رکھتا ہے (۴) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں (۵) وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کی چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے (۶) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ نے تمہیں جس چیز میں جانشین کیا ہے اس میں سے خرچ کرو[۱]، بس جو لوگ تم میں ایمان لائے اور انھوں نے خرچ کیا ان کے لیے بڑا اجر ہے (۷) اور تمہیں ہوا کیا ہے تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے جبکہ رسول برابر تمہیں اس کی دعوت دے رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لے آؤ اور وہ تم سے عہد و پیمان بھی لے چکے ہیں اگر تم کو ماننا ہو[۲] (۸) وہی ہے جو اپنے بندہ پر صاف صاف آیتیں اتار رہا ہے تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائے اور یقیناً اللہ تم پر بڑا ہی مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے (۹) اور تمہیں ہوا کیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے جبکہ آسمانوں اور زمین کا سب کچھ اسی کو پہنچتا ہے، تم میں جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا وہ (بعد والوں کے) برابر نہیں، وہ ان کے مقابلہ میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں جنھوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا اور بھلائی کا وعدہ تو اللہ کا ہر ایک سے ہے[۳] اور اللہ تمہارے سب کاموں کی خوب خبر رکھتا ہے (۱۰)

← فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ" (اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں اور تو باطن ہے تجھ سے زیادہ مخفی کچھ نہیں)۔

(۱) یعنی وہ مال جس کا تمہیں اللہ نے جانشین کیا پہلے وہ کسی اور کے پاس تھا اب تمہارے پاس ہے پھر کسی کے پاس چلا جائے گا تو اس کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو (۲) بظاہر یہ خطاب ان لوگوں کو ہے جو پوری طرح دل سے مسلمان نہیں ہو سکے تھے اور جب خرچ کرنے کا مسئلہ آتا تو ان کو اس میں دشواری محسوس ہوتی (۳) فتح مکہ سے پہلے بڑی دشواریاں تھیں، وسائل بھی کم تھے، دشمنیاں بھی بہت تھیں، اس موقع پر جن حضرات نے قربانیاں دیں اور اللہ کے راستہ میں مال خرچ کیا ان کو اللہ نے بہت بلند مقام سے سرفراز فرمایا اگرچہ نیکی کے سب کام نیکی ہی کے ہیں اور ان پر اللہ کی طرف سے اجر ملتا ہے لیکن جنھوں نے پہلے قربانیاں دیں ان کو اللہ کے یہاں خاص قرب حاصل ہوا۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

منزل۷

کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لیے اس کو کئی گنا بڑھا دے اور اس کے لیے عزت کا اجر ہے[1] (۱۱) اس دن آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑتا چلے گا، آج تمہیں بشارت ہو ایسی جنتوں کی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان ہی میں ہمیشہ کے لیے رہنا ہے، یہی بڑی کامیابی ہے (۱۲) اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے ذرا ہمیں بھی دیکھ لو تمہاری کچھ روشنی ہم بھی حاصل کر لیں، کہا جائے گا پیچھے لوٹ جاؤ اور (جا کر) روشنی تلاش کرو[2]، بس ان کے درمیان ایک ایسی دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور اُدھر اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا (۱۳) وہ (اہل جہنم) ان (اہل جنت) کو پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور راہ دیکھتے رہے[3] اور شک میں پڑے رہے اور جھوٹی تمناؤں نے تمہیں دھوکہ میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور اللہ کے بارے میں اُسی دھوکہ باز نے تمہیں فریب میں مبتلا رکھا (۱۴) بس آج تم سے کسی طرح کا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنھوں نے انکار کیا، تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے، وہی تمہارے ساتھ ہے اور وہ بدترین انجام ہے (۱۵) کیا اب بھی ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے اور جو سچی بات اتری ہے اس کے لیے پگھل جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر زمانہ طویل ہوا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں زیادہ تر نافرمان ہی (ثابت) ہوئے (۱۶) جان رکھو کہ یقیناً اللہ ہی زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے[4]، ہم نے تمہارے لیے نشانیاں کھول کھول کر بیان کر دیں تاکہ تم عقل سے کام لو (۱۷)

---

(۱) آدمی جو اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے اس کو قرض سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ بڑے اہتمام سے عطا فرماتا ہے لیکن اس کے ساتھ "حسن" کی قید ہے کہ پورے خلوص کے ساتھ محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہی دے، اس میں دوسرے مقاصد نہ ہوں (۲) یعنی یہ فیصلہ پیچھے ہو رہا ہے کہ کس کو نور دیا جائے گا اور کون اس سے محروم رہے گا تو وہیں جا کر اپنا معاملہ طے کر لو، بس اسی اثنا میں اہل ایمان اور اہل کفر کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی، اس کا جو حصہ اہل ایمان کی طرف ہوگا وہ سراپا رحمت ہوگا اور جو اس کا رخ اہل کفر کی طرف ہوگا وہ سراپا عذاب ہوگا (۳) یعنی یہ راہ دیکھتے رہے کہ مسلمان سب ختم ہو جائیں اور اسلام مٹ جائے (۴) یہ مثال دے کر تسلی دی جا رہی ہے کہ راستے بند نہیں ہیں جو بھی اپنے دل کی زمین کو نرم کر لے گا اس پر رحمت الٰہی کی بارش ہوگی اور وہ محروم نہیں رہے گا لیکن اگر گزشتہ قوموں کی طرح دل سخت ہو گئے تو محرومی ایسے لوگوں کا مقدر بنے گی۔

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ
لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَ
الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا
الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي
الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ
فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾
سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَ
الْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ
يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ
فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا
آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ
النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾

منزل۷

یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنھوں نے اللہ کو اچھا قرض دے رکھا ہے ان کے لیے (ان کا مال) کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے باعزت اجر ہے (۱۸) اور جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیقین اور شہداء[1] (کا مقام رکھتے) ہیں، ان کے لیے ان کا اجر ہوگا اور ان کا نور ہوگا، اور جنھوں نے انکار کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنم والے ہیں (۱۹) جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل اور تماشا ہے اور زینت اور ایک دوسرے پر بڑائی جتانا ہے اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر بڑھ جانے کی کوشش ہے، ایک بارش کی طرح کہ کسانوں کو اس کی پیداوار بہت اچھی لگتی ہے بس وہ بہار پر ہوتی ہے پھر آپ کو زرد نظر آنے لگتی ہے پھر وہ بھوسا بھوسا ہوکر رہ جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکہ کے سامان کے سوا کچھ نہیں[2] (۲۰) دوڑ پڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے، جس کو ان لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے وہ عطا فرماتا ہے اور اللہ تو بڑے فضل والا ہے (۲۱) جو بھی مصیبت زمین پر اترتی ہے یا تمہاری جانوں کو (لاحق ہوتی ہے) وہ اس وقت سے کتاب میں موجود ہے[3] جب ہم نے ان (جانوں) کو پیدا بھی نہیں کیا تھا، یقیناً اللہ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں (۲۲) تاکہ جو چیز تم سے چھوٹ جائے اس پر غم نہ کرو اور جو وہ تمہیں دیدے[4] اس پر اتراؤ نہیں اور اللہ کسی بھی اکڑنے والے شیخی باز کو پسند نہیں فرماتا (۲۳) جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کے لیے کہتے ہیں اور جو بھی منھ پھیرے گا تو یقیناً اللہ ہی ہے جو بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے (۲۴)

---

(۱) صدیق نبی کے بعد سب سے اونچا مقام ہے جس کے ظاہر باطن اور حال وقال سے صدق پھوٹتا ہو اس کو صدیق کہتے ہیں اور جو اللہ کے راستہ میں اپنی جان دیدے وہ شہید ہے (۲) یہاں انسان کے ان مشغلوں کا ذکر ہے جن سے وہ زندگی کے مختلف مرحلوں میں دل لگاتا ہے، بچپن کا زمانہ کھیل تماشہ کا ہوتا ہے، جوانی میں زیب وزینت، فیشن اور ایک دوسرے پر فخر کرنے کا مرحلہ ہوتا ہے اور بڑھاپے میں یہ رہ جاتا ہے کہ ہماری اتنی اولاد اتنی جائیداد، پھر اس کی مثال بارش اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی پیداوار سے دی گئی ہے کہ اسی طرح اس میں بھی مراحل ہیں لیکن نتیجہ یہی ہے کہ سب بھوسا ہوکر رہ جائے گا، اسی طرح یہ دنیا کی ساری چیزیں دیکھنے میں بھلی ہیں لیکن آخرت میں دھوکے کے سودے کے سوا کچھ نہیں (۳) یعنی لوح محفوظ میں (۴) مصیبت میں یہ سوچ کر تسکین ہوتی ہے کہ اللہ نے یہی لکھا تھا اور راحت میں اللہ ہی کا شکر ادا کیا جائے کہ یہ سب اس کے فضل سے ملا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِیَّةَ ِ۟ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾

منزل۷

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلے دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری اور ترازو بھی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اتارا[1] جس میں بڑی سختی ہے[2] اور لوگوں کے لیے طرح طرح کے فائدے ہیں اور تا کہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے یقیناً اللہ بڑی طاقت رکھتا ہے زبردست ہے (۲۵) اور ہم ہی نے نوح کو اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان ہی دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو طے کر دیا بس ان میں کچھ ہدایت پر ہوئے اور زیادہ تر ان میں نافرمان ہوئے (۲۶) پھر ہم نے ان ہی کے پیچھے ان کے نقش قدم پر اپنے بہت سے رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ان کو انجیل دی اور ان کی پیروی کرنے والوں کے دلوں میں نرمی اور رحم دلی رکھ دی اور رہبانیت کو انھوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر لیا، اس کو ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی خوشنودی چاہنے کے تو وہ اس کی پوری رعایت نہ کر سکے[3] تو ہم نے ان میں ایمان لانے والوں کو ان کا اجر عطا کیا اور ان میں زیادہ تر نافرمان رہے (۲۷) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو بھاری حصے[4] عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے ایسی روشنی فراہم کرے گا جس میں تم چل سکو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (۲۸) تا کہ اہل کتاب جان لیں کہ وہ ذرا بھی اللہ کے فضل پر قدرت نہیں رکھتے[5]، اور سب کا سب فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۲۹)

---

(۱) "اَنْزَلْنَا" ہم نے اتارا سے شاید ذہن میں یہ بات آئے کہ لوہا تو زمین سے نکلتا ہے تو اس کا اول جواب تو یہ ہے کہ سب اللہ ہی کا اتارا ہوا ہے پھر زمین اس کا مخزن ہے جس سے انسان ضرورت کی چیزیں نکالتا رہتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جدید تحقیق بھی اب یہ کہتی ہے کہ لوہے کے ذرات فضا سے زمین میں منتقل ہوتے ہیں، اس تحقیق کے مطابق ظاہری طور پر بھی "اَنْزَلْنَا" پر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا (۲) عدل وانصاف دو ذرائع سے ہوتا ہے پہلا قرآن اور انصاف کے تقاضوں پر عمل کرنا اور اگر اس میں غفلت ہے تو طاقت کا استعمال کرنا پڑتا ہے، اس سے کتاب ومیزان کے ساتھ حدید (لوہے) کا تعلق واضح ہو گیا (۳) رہبانیت کی تاریخ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب ان کے ماننے والوں پر مظالم ہوئے تو انھوں نے جنگلوں میں پناہ لی تا کہ دین پر عمل کر سکیں، اصلاً انھوں نے یہ کام اللہ کے لیے شروع کیا مگر پھر اس میں اضافہ ہوتا گیا اور جو چیزیں اللہ نے ان پر لازم نہیں کی تھیں وہ انھوں نے لازم کر لیں، جس کے نتیجہ میں انحراف شروع ہو گیا، جب ان کو سہولتیں حاصل ہوئیں تب بھی سہولتوں کو حاصل کرنا انھوں نے ناجائز سمجھا، عبادت میں مشغولیت کے لیے شادی کو انھوں نے حرام سمجھ لیا، اس طرح بگاڑ بڑھتا چلا گیا (۴) یہ اہل کتاب کو خطاب ہے کہ تم اگر ایمان لاؤ گے تو تمہیں دوہرا اجر ملے گا اس لیے کہ تم نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر بھی ایمان رکھا اور اب آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو (۵) اس میں ایک تو بعض ان اہل کتاب کی طرف اشارہ ہے جو اس لیے ایمان نہیں لائے تھے کہ نبوت بنی اسحاق سے ←

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑥

منزل۷

﴿سورۂ مجادلہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اللہ نے اس خاتون کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کرتی جاتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا یقیناً اللہ سب سنتا ہے دیکھتا ہے[1] (۱) تم میں جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کر لیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے اور یقیناً وہ لوگ بڑی نامناسب اور جھوٹ بات کہہ جاتے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا بخشنے والا ہے[2] (۲) اور جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھے ہیں پھر جو انھوں نے کہا اس سے رجوع کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ذمہ دونوں (میاں بیوی) کے ملنے سے پہلے ایک گردن آزاد کرنا ہے، تمہیں اس کی نصیحت کی جاتی ہے اور تم جو کرتے ہو اللہ اس کی پوری خبر رکھتا ہے (۳) پھر جو (غلام یا باندی) نہ پا سکے تو اس کے ذمہ دونوں کے ملنے سے پہلے ہی مسلسل دو مہینے کے روزے ہیں پھر جو اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان (کو مضبوط) رکھو اور یہ اللہ کی (طے کردہ) حدیں ہیں اور انکار کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے[3] (۴) یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے ٹکر لیتے ہیں وہ خوار ہوں گے جیسے ان سے پہلے کے لوگ خوار ہوئے، اور ہم نے کھلی آیتیں اتار دی ہیں اور نہ ماننے والوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے[4] (۵) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر جو کچھ انھوں نے کیا ہے وہ ان پر جتلا دے گا، اللہ نے وہ سب گن گن کر رکھا ہے اور وہ اس کو بھول چکے ہیں اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (۶)

← بنی اسماعیل میں کیسے چلی گئی، اللہ فرما رہا ہے کہ یہ تو اس کا فضل ہے جس میں کسی کو تصرف کا حق نہیں، دوسرے ان کی ایک اور حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان میں کوئی مرتا تو ان کا دینی پیشوا سفارش کا ایک خط اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ اس سے مغفرت ہو جائے گی، فرما دیا گیا کہ اللہ کا فضل کسی کے اختیار میں نہیں ہے وہ جس کی چاہے مغفرت فرمائے کسی اور کو اس میں تصرف نہیں ہے۔

(۱) یہ خولہ بنت ثعلبہ کا واقعہ ہے، ان کے شوہر نے ایک مرتبہ ان سے کہہ دیا کہ تم میری ماں کی پشت کی طرح ہو، اس کو اصطلاح میں ''ظہار'' کہا جاتا ہے، جاہلیت میں اس کو طلاق کے مثل ہی سمجھا جاتا تھا، حضرت خولہ پریشان ہوئیں اور آنحضرت ﷺ سے آکر شکایت کی کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور اگر خود رکھوں تو فاقوں کا ڈر ہے، شوہر کو دیدوں تو وہ ضائع ہو جائیں گے اور انھوں نے مجھے طلاق تو دی نہیں، آپ ﷺ اس پر یہی فرماتے رہے کہ اس سلسلہ میں کوئی حکم میرے پاس نہیں آیا اور پرانے قاعدہ کے مطابق تم ان پر حرام ہو گئیں، وہ اپنی بات بار بار آپ سے کہتی جاتی تھیں اور آسمان کی طرف منھ اٹھا کر اللہ سے فریاد بھی کرتی جاتی تھیں، یہ بات چل ہی رہی تھی کہ یہ آیات نازل ہو گئیں جس میں ظہار کا حکم بیان کر دیا گیا، ان کی آنحضرت ﷺ سے اس گفتگو کو ہی مجادلہ اور بحث سے تعبیر کیا گیا ہے (۲) اس آیت میں وضاحت کر دی گئی کہ ماں کی طرح کہہ دینے سے بیوی حرام نہیں ہو جاتی البتہ اس طرح کہنا بڑے گناہ کا کام ہے لیکن کوئی توبہ کرے تو معاف فرما دیتا ہے ←

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ
نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى
مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ
النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ
وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ
يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ
فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا
بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا النَّجْوٰى
مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَـيْـــًٔا اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ
لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

منزل۷

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کے علم میں ہے، جہاں بھی تین کی سرگوشی ہوتی ہے ان کا چوتھا اللہ ہوتا ہے اور جہاں بھی پانچ ہوتے ہیں ان کا چھٹا اللہ ہوتا ہے اور جو بھی اس سے کم یا زیادہ ہوتے ہیں وہ ان کے ساتھ ہی ہوتا ہے، وہ جہاں کہیں بھی ہوں، پھر انھوں نے جو کچھ کیا ہے قیامت میں وہ ان کو سب کچھ جتلا دے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (۷) بھلا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے روکا گیا پھر بھی وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا، اور وہ گناہ زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہیں، اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو اس طرح آپ کو سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا تھا اور جی ہی جی میں کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر ہمیں اللہ سزا کیوں نہیں دیتا، ایسوں کے لیے جہنم کافی ہے جس میں وہ داخل ہو کر رہیں گے بس وہ بدترین انجام ہے (۸) اے ایمان والو! تم جب بھی آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرنا، اور نیکی اور تقویٰ کی سرگوشی کرنا اور اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کی طرف تم سب کو جمع کیا جائے گا (۹) یقیناً یہ جو کانا پھوسی ہوتی ہے یہ شیطان کا کام ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو غم میں مبتلا کرے جبکہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر ان کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۰) اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرلو تو کشادگی پیدا کرلیا کرو، اللہ تمہارے لیے وسعت پیدا فرما دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بلند درجے عطا فرمائے گا جو تم میں ایمان لائے اور جن کو علم ملا، اور تمہارے سب کاموں کی اللہ کو خبر ہے (۱۱)

← (۳) مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں ظہار کا حکم بیان ہو رہا ہے کہ اس طرح کہہ دینے سے پھر میاں بیوی کے تعلقات درست نہیں رہ جاتے البتہ رجوع کرلینا جائز ہوتا ہے جس کے لیے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے، اس کے بعد پھر تعلقات بحال کیے جاسکتے ہیں اور کفارہ کی ترتیب یہ ہے کہ غلام آزاد کرے، وہ ممکن نہ ہو تو ساٹھ دن مسلسل روزے رکھے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (۴) اوپر حدود الٰہی کو ماننے والوں کا ذکر تھا اور یہ نہ ماننے والوں اور دشمنی کرنے والوں کا تذکرہ ہے۔

(۱) مدینہ منورہ میں یہودی مسلمانوں کو ستانے کی ہر ممکن کوشش کرتے، جب مسلمانوں کو دیکھتے تو آپس میں اس طرح کانا پھوسی شروع کردیتے جیسے وہ کوئی سازش کر رہے ہوں، طبعاً اس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی تھی، ان کو اس سے روکا گیا مگر وہ باز نہ آتے تھے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، پھر آگے آیت نمبر ۱۰ میں مسلمانوں کو بھی تسلی دیدی گئی کہ وہ ذرا بھی اس سے پریشان نہ ہوں، مسلمانوں کے لیے اللہ ہی کافی ہے، وہ اسی پر بھروسہ کریں، اللہ کی اجازت کے بغیر وہ کچھ نہیں کرسکتے (۲) یہ یہودیوں کی دوسری شرارت تھی کہ اگر وہ آنحضورؐ کو سلام کرتے تو بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہتے، السام کے معنی موت کے ہیں، سننے والے اس کو زیادہ محسوس بھی نہیں کر پاتے تھے اور وہ اس طرح اپنے بغض کی آگ ٹھنڈی کرتے تھے، اور اپنی ان خباثتوں کے بعد یہ بھی سوچتے تھے کہ اگر یہ ہماری ←

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ
نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ
صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا
مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۴ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا
شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۶ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۷ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ
كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ
الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۸ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۹
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝۲۰

ع ۲

منزل ۷

اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں بات کرنا (چاہو) تو تم تنہائی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دیدیا کرو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر اور پاکیزہ تر ہے پھر اگر تمہیں (کچھ) میسر نہ ہو تو اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت مہربان ہے[1] (۱۲) کیا تم تنہائی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے گھبرا گئے تو جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو اور اللہ تمہارے سب کاموں کی پوری خبر رکھتا ہے (۱۳) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے ایسی قوم سے دوستی رچائی جن پر اللہ کا غضب ہوا[2] وہ نہ تم میں ہیں نہ ان میں ہیں اور وہ جانتے بوجھتے جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں (۱۴) اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے یقیناً ان کے کرتوت بہت ہی برے ہیں (۱۵) انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے تو وہ اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں بس ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے (۱۶) ان کے مال اور اولاد اللہ کے مقابلہ میں ان کے ذرا بھی کام نہ آئیں گے، یہی لوگ جہنمی ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (۱۷) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ اس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور وہ سمجھیں گے کہ ان کو کوئی سہارا مل گیا، یاد رکھو! یقیناً یہی لوگ ہیں جو جھوٹے ہیں (۱۸) شیطان نے ان پر ڈیرے جما لیے ہیں تو اللہ کی یاد سے ان کو غافل کر دیا ہے، وہی لوگ شیطان کے چیلے چاپڑ ہیں، یاد رکھو! شیطان کے چیلے چاپڑ ہی گھاٹے میں ہیں (۱۹) یقیناً جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت مول لیتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں ہیں (۲۰)

← غلطیاں ہیں تو اللہ اس پر ہمیں سزا کیوں نہیں دیدیتا، اس کا جواب دیا گیا کہ "حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ" یعنی جلدی نہ کرو، ایسا مکمل عذاب آئے گا جس کے سامنے دوسرے عذاب کی ضرورت نہ ہوگی (۳) اس آیت میں مجلس کے آداب بیان کیے گئے ہیں، ایک تو یہ کہ نئے آنے والے کے لیے کشادگی پیدا کر کے ان کو بیٹھنے کی جگہ دیدی جائے، دوسرے یہ کہ اگر کچھ مؤقر دینی وعلمی مرتبہ رکھنے والے آجائیں اور جگہ نہ ہو تو سربراہ مجلس کو اس کی بھی اجازت ہے کہ وہ بعض لوگوں کو اٹھا کر ان نئے آنے والوں کو بیٹھنے کا موقع دے، آیت میں اہل ایمان اور اہل علم کی بلندی مرتبہ کا بھی تذکرہ ہے۔

(۱) جو لوگ تنہائی میں آنحضرتؐ سے گفتگو کرتے تھے ان میں بہت سے منافقین بھی تھے جو اپنی حیثیت جتانے کے لیے خاصا وقت لے لیتے تھے، اور بعض مرتبہ سادہ لوح مسلمان بھی بلاضرورت دیر تک بات کرتے رہتے تھے، خود آپؐ کے کمال اخلاق کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کبھی اٹھنے کے لیے نہ کہتے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ جس کو تنہائی میں بات کرنی ہو وہ پہلے صدقہ دے، اس کا ایک فائدہ تو یہ تھا کہ اگر گفتگو میں کچھ زیادتی ہو جاتی تو یہ صدقہ کفارہ بنتا، دوسرے یہ کہ پھر لوگ بلاضرورت بات کرنے میں احتیاط کرتے، شروع میں یہ حکم رہا پھر جب لوگ محتاط ہو گئے تو اس کو منسوخ کر دیا گیا، اگلی آیت میں اس کا تذکرہ ہے (۲) منافقین مراد ہیں، جنھوں نے یہودیوں سے دوستی رچا رکھی تھی، نہ وہ مسلمانوں کے لیے مخلص تھے اور نہ ہی یہودیوں میں شامل ہوئے تھے البتہ مسلمانوں کے سامنے اگر اپنے مخلص ہونے کی ←

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

سورة الحشر مدنية وهي اربع وعشرون آية وثلاث ركوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ڼ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾

منزل ۷

اللہ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آکر رہیں گے، یقیناً اللہ بڑی طاقت والا ہے زبردست ہے (۲۱) جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستیاں کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے قبیلے کے لوگ ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا ہے اور اپنی خاص رحمت سے ان کی تائید فرمائی ہے اور وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان ہی میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ ہیں اللہ کے لوگ، یاد رکھو! اللہ کے لوگ ہی مراد کو پہنچنے والے ہے (۲۲)

سورۂ حشر

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اللہ ہی کی تسبیح میں سب لگے ہیں جو بھی آسمانوں میں ہیں اور جو بھی زمین میں ہیں، اور وہ زبردست ہے حکمت رکھتا ہے (۱) وہی ذات ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو پہلی ہی مڈبھیڑ میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا، تمہیں اس کا خیال بھی نہیں تھا کہ وہ نکلیں گے اور خود ان کو گمان یہ تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے تو اللہ نے ان کی ایسی جگہ سے پکڑ کی جس کا ان کو سان و گمان بھی نہیں[1] تھا، اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے، بس اے دیدہ ورو! عبرت حاصل کرو (۲) اور اگر اللہ نے دنیا میں ان کے لیے جلاوطنی لکھ نہ دی ہوتی تو وہ دنیا میں بھی ان کو عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ہی[2] (۳)

← اس لیے قسمیں کھاتے تھے تاکہ مسلمانوں کی جوابی کاروائی سے بھی محفوظ رہیں، اللہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ خالص جہنمی ہیں، وہاں بھی یہ قسمیں کھائیں گے اور سمجھیں گے کہ دنیا کی طرح وہاں بھی ان کا خبث چھپا رہے گا مگر وہاں ساری حقیقت کھل جائے گی۔

(۱) یہ بنونضیر کا تذکرہ ہے، یہودی اگرچہ مدینہ میں آخری نبی کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے مگر جب آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی تو انھوں نے ماننے سے انکار کردیا، جب آپؐ نے ہجرت فرمائی تو یہودیوں سے معاہدہ فرمایا اور انھوں نے باہر کے دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا مگر اندر کے حسد نے ان کو ایسا کرنے نہیں دیا بلکہ وہ مسلسل مسلمانوں کو زک دینے کی کوشش کرتے رہے، کئی مرتبہ آنحضرتؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا، ایک مرتبہ آپؐ بنونضیر کے علاقہ میں تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھا دیا اور یہ سازش کی کہ ایک بڑا پتھر آپؐ پر گرادیا جائے مگر وحی کے ذریعہ آپؐ کو اس کا علم ہوگیا، اور آپؐ بحفاظت واپس تشریف لائے، ان کی اور دوسری سازشوں کا بھی آپؐ کو علم ہوا تو آپؐ نے ان سے معاہدہ ختم فرمادیا اور ایک مدت متعین کردی کہ وہ اس مدت میں مدینہ چھوڑ دیں، ادھر منافقین نے ان کو بھڑکایا کہ تم کو جانے کی ضرورت نہیں ہم تمہارا ساتھ دیں گے، مدت پوری ہونے پر بھی جب وہ نہیں گئے تو آپؐ نے ان کا محاصرہ کرلیا، ←

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى
اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ
اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑥
مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا
يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ
مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑦
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ
قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ
خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨

وقف لازم

منزل ۷

یہ اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ اور رسول سے دشمنی مول لی اور جو اللہ سے دشمنی کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ کی مار بڑی سخت ہے (۴) تم نے جو بھی کھجور کے درخت کاٹے یا انھیں اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ سب اللہ کی اجازت سے ہوا اور (اس لیے ہوا) تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے[1] (۵) اور اللہ نے ان سے جو بھی اپنے رسول کے ہاتھ لگایا[2] تو تم نے نہ اس کے لیے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ البتہ اللہ اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۶) اللہ نے بستی والوں سے جو بھی اپنے رسول کے ہاتھ لگایا تو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا ہے اور (ان کے) قرابت داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے اور مسکینوں کا ہے اور مسافر کا ہے تاکہ وہ تم میں مالداروں کی جاگیر بن کر نہ رہ جائے اور رسول تمہیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ کی مار بڑی سخت ہے (۷) (یہ مال فئی) ان وطن چھوڑنے والے محتاجوں کا بھی ہے جن کو ان کے گھروں سے اور مالوں سے نکالا گیا،[3] وہ صرف اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں (۸) اور جو ایمان کے ساتھ پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ) میں مقیم ہیں، جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو ان کو دیا جاتا ہے یہ اپنے جی میں اس کی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے[4] اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ خود تنگدستی کا شکار ہوں اور جو بھی اپنے جی کی لالچ سے بچالیا گیا تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں (۹)

← وہ سمجھتے تھے کہ منافقین ان کا ساتھ دیں گے اور وہ قلعوں میں محفوظ رہیں گے مگر پہلے ہی مرحلہ میں وہ ڈھیر ہو گئے، کوئی ان کی مدد کو بھی نہیں آیا، آپؐ نے ان کو اجازت دی کہ جو سامان لے جاسکیں لے جائیں چنانچہ خود اپنے ہاتھوں سے انھوں نے اپنے گھروں کو برباد کیا، دروازے تک اکھاڑ اکھاڑ کر لے گئے، مسلمانوں نے بھی توڑ پھوڑ میں ان کی مدد کی (۲) یعنی جلاوطنی اگر ان کے لیے طے نہ ہوتی تو بنوقینقاع کی طرح وہ سب بھی قتل کیے جاتے۔

(۱) محاصرہ کے درمیان بعض مسلمانوں نے کھڑے درخت کاٹے اور بعضوں نے روکا اور اس کو غلط قرار دیا، اس پر یہ آیت اتری کہ مصلحت و ضرورت سے جو بھی کیا گیا وہ ٹھیک ہے (۲) اس کو مال فئی کہتے ہیں جس میں مسلمانوں کو جنگ نہ کرنی پڑے اور مال غنیمت ہاتھ آئے، اونٹ اور گھوڑے دوڑانا جنگ کرنے کی ایک تعبیر ہے، بنونضیر خود مع ساز و سامان کے چلے گئے مگر زمینیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں، آگے آیت میں اس مال کے مصارف بھی بیان کیے جارہے ہیں جو بغیر جنگ کے ہاتھ لگے (۳) مہاجرین مراد ہیں جو سب گھر بار چھوڑ کر صرف اللہ کے لیے ہجرت کر کے مدینہ آگئے تھے (۴) مہاجرین کے بعد حضرات انصار کا اور ان کے ایثار کا تذکرہ ہے، خاص طور پر آگے ایک صحابی (جن کا نام ابوطلحہ بتایا جاتا ہے) کا تذکرہ ہے جنھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی ضیافت قبول کی اور خود اپنے گھر والوں کے ساتھ بھوکے رات گزار دی۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا
يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ
اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ
قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا
لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ
لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً
فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾
لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ
جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ
شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ
قَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾

منزل ۷

اور جو ان کے بعد آئے، وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم سے آگے گئے اور ایمان والوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں کچھ بھی کپٹ نہ رکھ، یقیناً تو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے[1] (۱۰) بھلا آپ نے ان کو منافقوں کو دیکھا جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں ہم ہرگز کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں (۱۱) اگر وہ نکالے گئے تو یہ نہ ان کے ساتھ نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ نہ ان کی مدد کریں گے اور اگر مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد کہیں سے نہ ہوگی[2] (۱۲) تمہاری دہشت ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہے یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں (۱۳) وہ تم سے ایک ساتھ (کھلے عام) لڑ نہیں سکتے سوائے اس کے کہ (وہ) قلعہ بند بستیوں میں ہوں یا دیواروں کی اوٹ میں ہوں، ان کی لڑائی آپس میں بڑی سخت ہے، آپ ان کو متحد سمجھتے ہیں جبکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لیے کہ یہ سب بے عقل لوگ ہیں[3] (۱۴) ان سے کچھ ہی پہلے ان لوگوں کی طرح جو اپنے کرتوت کا مزہ چکھ چکے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے[4] (۱۵) جیسے شیطان کی کہاوت ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے میرا تجھ سے کیا تعلق یقیناً میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے[5] (۱۶)

---

(۱) حضرات مہاجرین وانصار کے بعد میں مسلمان ہونے والوں کا تذکرہ ہے اور خاص طور پر اس میں حضرات صحابہ کے بارے میں ان کے دل کی صفائی کا ذکر کیا جارہا ہے، اس سے خود ہی یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ جو لوگ صحابہ سے بغض رکھتے ہیں وہ اس مبارک سلسلہ میں داخل ہونے سے محروم کردیئے گئے (۲) یہی ہوا بنونضیر نکالے گئے اور منافقین بیٹھے منھ تکتے رہے، کوئی ان کی مدد کو نہ آیا (۳) مسلمانوں کے خوف میں ان کا سارا اتحاد تھا، جہاں مسلمانوں کو بھاری دیکھتے تھے ساری شیخیاں ہوا ہو جاتی تھیں، اوپر اوپر سے ایک نظر آتے تھے اندر سے ایک دوسرے کے دشمن تھے (۴) بظاہر بنوقینقاع کے یہودی مراد ہیں جو کچھ ہی پہلے اپنے کرتوتوں کی بنا پر مارے گئے تھے (۵) منافقین کی مثال شیطانوں سے دی جارہی ہے کہ جیسے تو سبز باغ دکھاتا ہے پھر ہلاکت کے بعد کہتا ہے میں کیا جانوں یہ تمہارے ہی کیے کی تو سزا ہے، اسی طرح ان منافقین نے سبز باغ دکھائے اور جب یہودی اس میں پھنس گئے تو بیٹھے تماشا دیکھا کیے۔

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۗ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

منزل ۷

بس دونوں کا انجام یہ ہے کہ وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے، اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ظالموں کی سزا ہے[1] (۱۷) اے ایمان والو! اللہ کا لحاظ رکھو اور ہر شخص خوب دیکھ لے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کی خوب خبر رکھتا ہے (۱۸) اور ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول[2] گئے وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں (۱۹) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہوسکتے، اہل جنت ہی ہیں جو کامیاب ہیں (۲۰) اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو یقیناً آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے دبا جارہا ہے، پھٹا پڑتا ہے، اور یہ وہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے سامنے اس لیے دیتے ہیں تاکہ وہ سوچیں[3] (۲۱) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے، وہی رحمٰن و رحیم ہے (۲۲) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی ہی سلامتی ہے، امن عطا فرمانے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، غالب ہے، زبردست ہے، بڑائی کا مالک ہے، اللہ کی ذات ان کے ہر طرح کے شرک سے پاک ہے (۲۳) وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود بخشنے والا ہے، شکل عطا فرمانے والا ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، اسی کی تسبیح میں لگے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۲۴)

---

(۱) بہکنے والے کا یہ عذر نہیں چلے گا کہ مجھے تو فلاں نے بہکایا، اللہ نے ہر ایک کو سمجھ دی ہے، کوئی کسی کو لے کر کنویں میں کودتا ہے تو دونوں ہلاک ہوں گے، بہکانے والا اور بہکنے والا دونوں جہنمی ہیں (۲) خدا فراموشی کا نتیجہ پھر خود فراموشی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے پھر آدمی اپنے ہی اچھے برے کو نہیں سمجھتا اور آخرت کے حقیقی نقصان کو بھگتنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے (۳) یہ کلام الٰہی کی عظمت وجلال کا تذکرہ ہے اور اس میں انسان کو متوجہ کیا جارہا ہے کہ قرآن مجید اگر پہاڑوں پر اترتا تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا پھر انسان کو کیا ہوگیا کہ وہ اس سے اثر قبول نہیں کرتا! پھر آگے خود اللہ تعالیٰ کی بلند صفات کا بیان ہے اور یہ قرآن مجید کی خصوصیت ہے کہ وہ اللہ کی صفات کو بڑی تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے تاکہ اس کی عظمت اور محبت دونوں کا نقش بندوں کے دلوں پر گہرا ہوتا جائے۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ ۗ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④

منزل ۷

سورۂ ممتحنہ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے ایمان والو! اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے کے لیے اور میری خوشنودی کی طلب میں نکلے ہو تو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان کو تم دوستی کے پیغام بھیجنے لگو جبکہ وہ اس حق کا انکار کر چکے جو تمہارے پاس آچکا ہے، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس لیے نکالتے رہے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے جو تمہارا رب ہے، تم چپکے چپکے ان سے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور تم میں سے جس نے بھی ایسا کام کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا (۱) ان کو تم پر قابو مل جائے تو وہ تمہارے دشمن ہو کر رہیں اور تمہارے ساتھ نہایت برے طریقے پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور ان کی خواہش یہی ہے کہ تم کافر ہو جاؤ (۲) تمہارے ناطے دار اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا ئیں گی، وہ تم سب کو الگ الگ کردے گا اور اللہ تمہارے تمام کاموں پر نگاہ رکھتا ہے[۱] (۳) یقیناً تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں میں بہترین نمونہ موجود ہے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ہم تم سے بھی بیزار اور ان سے بھی جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو، ہم تمہارے منکر ہوئے اور اس وقت تک ہمارے تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت کھلم کھلا رہے گی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہیں لے آتے، البتہ ابراہیم نے اپنے والد سے یہ کہا کہ میں ضرور آپ کے لیے مغفرت چاہوں[۲] گا اگر چہ میں آپ کے لیے اللہ کی طرف سے ذرا بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، اے ہمارے رب! تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف پلٹ کر جانا ہے (۴)

---

(۱) ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ جب آنحضورؐ نے مکہ مکرمہ کے کافروں پر ایک فیصلہ کن جنگ کی تیاری کی تو یہ چاہا کہ مکہ والوں کو ابھی اس کی خبر نہ ہو، ادھر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی جو یمن کے رہنے والے تھے اور ان کے بیوی بچے مکہ میں غیر محفوظ تھے نے یہ سوچا کہ اگر ہم مکہ کے چند سرداروں کو حملہ کی اطلاع کردیں تو یہ ان پر ایک احسان ہوگا اور بیوی بچوں کی حفاظت کا ایک راستہ نکل آئے گا اور چونکہ فتح مکہ کا وعدہ اللہ کی طرف سے ہو ہی چکا ہے تو خبر بھیج دینے سے کوئی فرق بھی نہیں پڑے گا، انھوں نے جبکہ ایک عورت کے ذریعہ جو مکہ جارہی تھی ایک رقعہ کے ذریعہ یہ خبر بھجوائی، ادھر آنحضرتؐ کو وحی سے معلوم ہوگیا، آپؐ نے حضرت علیؓ اور چند صحابہ کو تفتیش کے لیے بھیجا، روضۃ الخاخ کے مقام پر وہ عورت مل گئی اور اس نے پرچہ نکال کر دیدیا، اسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور کافروں سے تعلقات کے حدود اس میں بتائے گئے، جہاں تک حضرت حاطب کا تعلق ہے آپؐ نے جب ان سے سوال کیا تو انھوں نے صاف صاف اپنا عذر بتادیا، آپؐ نے ان کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کو معاف فرمادیا، آیات میں یہ تنبیہ بھی کردی گئی کہ یہ ناطے دار اور اولادیں قیامت میں کام نہیں آئیں گی، ایمان کا تقابل آپڑے تو ان کی کوئی حیثیت نہیں اور اس میں حضرت ابراہیمؑ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے اور اپنے باپ سے محض اسی لیے علاحدگی اختیار کر لی کہ ←

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٥ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝٦ ع
عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ
وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٧ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ
يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَ
تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝٨ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ
الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ
إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝٩
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ
اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ
إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا
أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ
وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا
أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝١٠

منزل۷

اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کے لیے تختۂ مشق نہ بنا اور ہمیں بخش دے، اے ہمارے رب! یقیناً تو غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۵) یقیناً ان میں تمہارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید لگائے ہو اور جو منھ پھیرے گا تو یقیناً اللہ ہی ہے جو بڑا بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے (۶) ہوسکتا ہے اللہ تمہارے اور تمہارے ان دشمنوں کے درمیان دوستی پیدا فرمادے[1] اور اللہ سب کرسکتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے (۷) اللہ تمہیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جنھوں نے تم سے دین کے سلسلہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں اپنے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور انصاف سے کام لو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[2] (۸) وہ تو تمہیں ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنھوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالے جانے پر انھوں نے مدد کی اور جو بھی ان سے دوستی رچائے گا تو ایسے لوگ بڑے ہی ناانصاف ہیں (۹) اے ایمان والو! جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرکے آئیں تو ان کو جانچ لو، اللہ تعالیٰ کو ان کے ایمان کا خوب پتہ ہے، بس اگر تم جان لو کہ وہ ایمان والیاں ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس مت کرو، یہ نہ ان کے لیے درست ہیں اور نہ وہ ان کے لیے جائز ہیں اور جو انھوں نے خرچ کیا ہو وہ ان (کے مردوں) کو دیدو اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ جب تم ان کو مہر دے رہے ہو تو تم ان سے نکاح کرلو، اور کافر عورتوں کی عصمتیں اپنے قبضہ میں باقی مت رکھو اور جو تم نے (ان کافر عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ مانگ لو اور جو ان (کافروں) نے (مسلمان ہوجانے والی عورتوں) پر خرچ کیا ہو وہ اس کو مانگ لیں، یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو وہ تمہارے درمیان فرمارہا ہے اور اللہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے[3] (۱۰)

← سب مشرک تھے (۲) شروع میں حضرت ابراہیم نے والد کے لیے دعاءِ مغفرت کا وعدہ کیا تھا مگر جب ان کو پتہ چل گیا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اللہ کا دشمن ہے تو انھوں نے اس سے بھی علاحدگی اختیار کرلی۔

(۱) یعنی جو ابھی مکہ مکرمہ میں دشمن بنے ہوئے ہیں امید ہے کہ کل وہ دوست بن جائیں گے، فتح مکہ کے بعد یہی ہوا، اکثریت ان میں ایمان لے آئی (۲) یعنی جو غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں ان سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، اللہ اس سے نہیں روکتا، لیکن جو کھلم کھلا دشمن ہیں ان سے احتیاط ہی لازم ہے (۳) یہ حکم نازل ہوا کہ کافر اور مسلمان کے درمیان ازدواجی تعلقات جائز نہیں اور جو عورتیں مسلمان ہوکر آجائیں ان کو ان کے شوہروں کے پاس واپس نہ کیا جائے البتہ چونکہ مشرکین مکہ سے صلح تھی اس لیے حکم دیا گیا کہ ان عورتوں سے جو مسلمان نکاح کرے وہ مہر ان عورتوں کے سابقہ مشرک شوہروں کو ادا کردے تاکہ انھوں نے جو خرچ کیا ہے وہ ان کو واپس مل جائے، اسی طرح یہ حکم بھی ہوا کہ جو کافر عورتیں ہیں وہ مسلمانوں کی زوجیت سے نکل جائیں، اب ان سے جو کافر نکاح کریں وہ ←

وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا
الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ
عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا
يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ
أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ
الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾

سورة الصف مدنية وهي اربع عشرة آية وفيها ركوعان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا
عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ﴿٤﴾

منزل ۷

اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کی طرف جا کر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے پھر تمہاری باری آئے تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں ان کو ان کے خرچ کرنے کے بقدر دیدو اور اللہ کا لحاظ رکھو جس پر تم ایمان رکھتے ہو←(۱۱) اے نبی جب آپ کے پاس مومن عورتیں آپ سے اس کی بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان لگائیں گی جو انھوں نے اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان گڑھ لیا ہو اور کسی بھلائی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیجیے اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیجیے یقیناً اللہ بہت مغفرت فرمانے والا نہایت مہربان ہے (۱۲) اے ایمان والو! ایسی قوم سے دوستی مت کرنا جس پر اللہ کا غضب ہوا، وہ آخرت سے ایسے ہی مایوس ہیں جیسے کافر قبر والوں سے مایوس ہو چکے[۲] (۱۳)

﴿سورۂ صف﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اللہ ہی کے لیے تسبیح میں لگے ہیں جو بھی آسمانوں میں ہیں اور جو بھی زمین میں ہیں اور وہ غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۱) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں (۲) اللہ کے نزدیک سخت ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو نہ کرو (۳) یقیناً اللہ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں اس طرح صف بنا کر جنگ کرتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں[۳] (۴)

← ان کے سابقہ مسلمان شوہروں کو مہر ادا کریں تا کہ ان کا خرچ کیا ہوا ان کو مل جائے۔

(۱) جب کافروں نے نہ مانا اور سابقہ مسلمان شوہروں کو ان کا خرچ کیا ہوا ادا نہیں کیا تو یہ آیت اتری کہ وہ اپنا حق وصول کرنے کے لیے یہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر آئی ہو، اور اس سے کسی مسلمان نے نکاح کیا ہو تو یہ مسلمان شوہر اپنی بیوی کے سابق کافر شوہر کو مہر دینے کے بجائے اس مسلمان کو دیدے جس کی بیوی سے کافر ہونے کی وجہ سے کسی کافر نے نکاح کر لیا ہو اور وہ سابق مسلمان شوہر کو مہر ادا نہ کر رہا ہو، اس طرح مسلمان کو اس کا حق مل جائے گا اور کافر لوگ آپس میں ایک دوسرے سے نپٹ لیں گے (۲) جس طرح کافر مرنے والوں سے مایوس ہیں کہ یہ واپس نہیں آئیں گے اسی طرح وہ آخرت سے مایوس ہیں، اس کا دوسرا ترجمہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح مرنے والے کافر وہاں پہنچ کر مایوس ہو جاتے ہیں اس لیے کہ سب کچھ سامنے آ جاتا ہے اسی طرح کافر دنیا میں آخرت سے مایوس ہیں اور اس کے بارے میں سوچتے ہی نہیں (۳) بعض صحابہ نے آپس میں گفتگو کی کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے تو ہم اس کے لیے جان تک قربان کر دیں، آیت میں اسی پر نکیر کی جا رہی ہے کہ کوئی بات دعوے کی شکل میں زبان سے نکلنی نہ چاہیے، عاجزی کے ساتھ کہے کہ اللہ کی توفیق ہو تو ہم ان شاء اللہ فلاں کام کریں گے، پھر آگے آیت میں سوال کا جواب بھی دیا گیا کہ اللہ کے نزدیک جہاد پسندیدہ عمل ہے خاص طور پر جب اس کا موقع اور ضرورت ہو۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِىۡ وَقَدْ تَّعۡلَمُوۡنَ اَنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ‌ؕ فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۵ وَاِذۡ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ‌ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝۶ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُوَ يُدۡعٰۤى اِلَى الۡاِسۡلَامِ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۷ يُرِيۡدُوۡنَ لِيُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝۸ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۝۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۱۰ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۱ يَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَيُدۡخِلۡـكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ‌ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝۱۲ وَاُخۡرٰى تُحِبُّوۡنَهَا‌ؕ نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ‌ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۳

منزل۷

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم (کے لوگو!) کیوں تم مجھے ستاتے ہو جبکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں، بس جب انھوں نے ٹیڑھا اختیار کیا اللہ نے ان کو دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ نافرمان قوم کو راہ پر نہیں لاتا[1] (۵) اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً میں اللہ کا رسول (بنا کر) تمہاری طرف (بھیجا گیا) ہوں، مجھ سے پہلے جو تورات (اتری) تھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد[2] ہے پھر جب وہ (رسول) کھلی دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس آ گئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ کھلا جادو ہے (۶) اور اس سے بڑھ کر نا انصاف کون ہوگا کہ جو اللہ پر جھوٹ گڑھے جبکہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو اور اللہ بے انصاف قوم کو ہدایت نہیں دیتا (۷) وہ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کیسا ہی ناگوار ہو (۸) وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کر دے، چاہے مشرک جتنا بھی پیچ و تاب کھائیں[3] (۹) اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے (۱۰) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو گے اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہو گے، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (۱۱) وہ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ایسے عمدہ گھروں میں (تم کو بسائے گا) جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہوں گے، یہی ہے بڑی کامیابی (۱۲) اور دوسری چیز جو تم چاہتے ہو (وہ یہ ملے گی کہ) اللہ کی طرف سے مدد ہوگی اور جلد ہی فتح ہوگی اور اہل ایمان کو بشارت دیدیجیے[4] (۱۳)

---

(۱) قاعدہ یہی ہے کہ برائیاں کرتے کرتے دل سیاہ ہوتا چلا جاتا ہے، یہی حال بنی اسرائیل کا ہوا، ہر بات میں رسول سے ضد کرتے رہے بالآخر اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا کہ سیدھی بات قبول کرنے کی ان میں صلاحیت ہی نہ رہی (۲) انجیل یوحنا میں آج بھی یہ عبارت موجود ہے کہ ''حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک وہ تمہارے ساتھ رہے۔'' (انجیل یوحنا، نیا عہد نامہ (مترجمہ اردو) ص/ ۹۹ مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور) (۳) دلائل کے میدان میں تو اسلام ہمیشہ غالب رہا ہے اور رہے گا البتہ دنیا میں مسلمانوں کا غلبہ بہت شرطوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جب تک مسلمانوں نے ان شرطوں کو پورا کیا وہی دنیا میں چھائے رہے اور جب انھوں نے ان صفات کو چھوڑ دیا تو وہ مغلوب ہو گئے (۴) تجارت کہتے ہی ہیں لین دین کو، اس آیت میں بات صاف کر دی گئی کہ آدمی جب سب کچھ اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے اور اپنی چاہتوں کو اللہ کی رضا کے مطابق کر دیتا ہے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کو انعامات سے نوازتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ
اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ
فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

اے ایمان والو! اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں[1] سے کہا تھا کہ اللہ کے لیے میرا مددگار کون ہوگا تو حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے (دین کے) مددگار، بس بنی اسرائیل کی ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک گروہ نے انکار کیا پھر ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں پر مدد کی تو وہ غالب ہوگئے[2] (۱۴)

سورۂ جمعہ

سورة الجمعة مدنية وهي احدى عشرة آية وفيها ركوعان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ
الْحَكِيمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ
الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ ﴿٥﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ
مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦﴾

منزل ۷

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

آسمانوں اور زمین میں سب اللہ کی تسبیح میں لگے ہیں جو بادشاہ ہے پاک ہے غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۱) وہی ذات ہے جس نے ان پڑھ لوگوں[3] میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے[4] ہوئے تھے (۲) اور دوسرے بھی ان میں شامل ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے[5] اور وہ (اللہ) غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۳) یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے وہ عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۴) ان کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا پھر انھوں نے اس کو نہ اٹھایا اس گدھے کی مثال کی طرح ہے جو دفتر کے دفتر لادے، بدترین مثال ہے اس قوم کی جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دیا اور اللہ ناانصاف قوم کو ہدایت نہیں دیتا (۵) آپ کہہ دیجیے کہ اے یہودیو! اگر تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے[6] ہو (۶)

---

(۱) حواری حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کو کہا جاتا ہے، اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے (۲) کچھ لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی بات مانی اور یہودیوں نے انکار کیا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے والوں کو یہودیوں پر غالب کیا پھر آہستہ آہستہ ان میں بھی گمراہی پھیلی تو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کو بھیجا جن کے ذریعہ سے ساری دنیا میں ہدایت پھیلی (۳) اَن پڑھ قوم سے مراد عرب ہیں، جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، بہت ہی کم لوگ ان میں لکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے، قلم ڈھونڈھا جاتا تو شاید پوری پوری بستی میں نہ ملتا، اس ان پڑھ قوم میں ہی امی کو ایسی کتاب کے ساتھ بھیجا گیا جو علوم کا سرچشمہ ہے جس میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہہ رہے ہیں اور جس میں سب سے پہلی وحی میں قلم کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ کتاب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے (۴) بعثت کے ان مقاصد کا ذکر سورۂ بقرہ اور آل عمران میں پہلے گزر چکا ہے (۵) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت صرف عربوں کے لیے محدود نہ تھی بلکہ دوسری قومیں بھی آپ کی امت میں شامل ہیں اور یہ اللہ کا انعام ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بڑائی دی اور اس امت کو اتنے بڑے رتبہ کا رسول بخشا، اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ رسول کی مدد کریں، آگے عبرت کے لیے یہودیوں کی مثال دی جنھوں نے اپنے رسول اور اپنی کتاب سے استفادہ کرنے میں سخت غفلت کی (٦) یہودی اپنے گدھے پن کے باوجود اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتے تھے، یہاں ان کو چیلنج دیا جا رہا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو تاکہ اپنے محبوب کے پاس پہنچ کر وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٧﴾ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۖ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾

سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ﴿١﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٣﴾

اور اپنے ہاتھوں جو کرتوت وہ بھیج چکے ہیں اس کی وجہ سے وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے[1] (۷) کہہ دیجیے کہ وہ موت جس سے تم بھاگ رہے ہو وہ تو تم پر آ کر رہے گی پھر تم ہر غائب و حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے بس وہ تمہیں بتلائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے (۸) اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے[2] تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور کاروبار چھوڑ دو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (۹) پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل[3] تلاش کرو اور اللہ کا خوب ذکر کیا کرو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو (۱۰) اور جب (کچھ لوگوں نے) کوئی تجارت یا کھیل کود دیکھا تو اسی پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو انھوں نے کھڑا ہوا چھوڑ دیا، کہہ دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل کود اور تجارت سے کہیں بہتر ہے[4] اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱)

﴿سورۂ منافقون﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اسی کے رسول ہیں اور اللہ یہ (بھی) گواہی دیتا ہے کہ منافق پکے جھوٹے ہیں[5] (۱) انھوں نے اپنی قسموں کو ایک ڈھال بنا رکھا ہے پھر وہ اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں، یقیناً جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ بدترین کام ہیں (۲) یہ اس لیے کہ وہ (شروع میں بظاہر) ایمان لائے پھر منکر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، تو اب وہ سمجھتے ہی نہیں (۳)

---

(۱) اس چیلنج کو قبول کرنے کے لیے ایک فرد بھی ان میں آگے نہ بڑھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے دیا ہوا چیلنج ہے، اس لیے وہ جیسے ہی موت کی تمنا کریں گے موت ان پر واقع ہو جائے گی، بعض روایات میں ہے کہ اس وقت اگر کوئی یہودی موت کی تمنا کر گزرتا تو اسی وقت اس کے گلے میں پھندہ لگتا اور وہ ہلاک ہو جاتا (۲) اصلاً یہ تذکرہ ہے خطبہ سے پہلے والی اذان کا کہ اس کے شروع ہو جانے کے بعد سب کام کاج ناجائز ہے اور پہلی اذان بھی تقریباً اسی کے مثل ہے اس کے بعد بھی بس جمعہ کی تیاری ہو، دوسرا کوئی کام نہ کیا جائے، اور ذکر اللہ سے مراد نماز اور خطبہ ہے (۳) یعنی جمعہ سے فراغت کے بعد اجازت ہے کہ اب کاروبار میں لگ جاؤ، یہ جمعہ یہودیوں کے سنیچر کی طرح نہیں ہے کہ اس میں پورے دن ان کو کسی کاروبار کی اجازت نہ تھی مزید آگے فرما دیا کہ اللہ کا دھیان اصل ہے کاروبار میں بھی اس کا دھیان رکھو اور کوئی کام غلط نہ کرو (۴) ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک تجارتی قافلہ باہر سے آ پہنچا، پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی تو لوگ خطبہ کو عام وعظ سمجھ کر بیچ سے اٹھ کر گئے تاکہ اس کو روک کر آ جائیں اور بعد میں جا کر اس سے سامان خرید لیں گے، اس پر تنبیہ کی گئی، اس کے بعد سے صحابہ کا حال دوسری جگہ اس صفت کے ساتھ بیان ہوا "رِجَالٌ لا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ" یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے غافل نہیں کر دیتی (۵) اسی سورہ میں منافقوں کی قلعی کھولی گئی کہ وہ زبان سے جس اعتقاد کا اظہار کرتے ہیں، ←

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ
خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ
قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ
اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٥﴾ سَوَاءٌ
عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٦﴾ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا
عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٧﴾ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا
إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن
يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ
قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ
نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

ع ۳ ع ۲

منزل ۷

اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں اور اگر وہ بولیں تو آپ ان کی بات سنتے رہ جائیں جیسے وہ لکڑیاں ہوں جن کو سہارے سے کھڑا کردیا گیا ہو[1]، ہر چیخ کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں[2]، یہی ہیں دشمن تو آپ ان سے خبردار رہیں، اللہ ان کو ہلاک کرے، کہاں سے وہ پھرے جاتے ہیں (۴) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہاری بخشش کی دعا کردیں تو وہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ وہ آنے سے گریز کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں[3] (۵) ان کے لیے برابر ہے آپ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں، اللہ ان کی ہرگز مغفرت نہیں کرے گا، اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۶) یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو یہاں تک کہ وہ منتشر ہوجائیں جبکہ آسمانوں اور زمین کے سب خزانے اللہ ہی کے ہیں، البتہ منافق سمجھتے نہیں (۷) وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹے تو وہاں جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا حالانکہ عزت سب کی سب اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے ہے اور ایمان والوں کے لیے ہے، البتہ منافق جانتے ہی نہیں[4] (۸) اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد کہیں تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے غافل نہ کردیں اور جس نے ایسا کیا تو ایسے لوگ ہی گھاٹا اٹھانے والے ہیں (۹) اور ہم نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آپہنچے تو پھر وہ کہنے لگے اے میرے رب تو نے تھوڑی مدت کے لیے مجھے مہلت کیوں نہ دیدی تو میں خوب خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہوجاتا (۱۰) اور اللہ کسی بھی جان کو اس کا وقت آجانے کے بعد ہرگز مہلت نہیں دیا کرتا، اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کو سب کی خبر ہے (۱۱)

← دل میں اس کا شمہ بھی نہیں، وہ پکے جھوٹے ہیں اور اپنے فائدہ کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور مسلمانوں کی عیب جوئی کرکے دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں، شروع میں وہ آئے اور زبان سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے پھر آستین کا سانپ بن کر انھوں نے ڈسنا شروع کیا تو اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی، اب کوئی اچھی بات ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتی۔

(۱) دیکھنے میں بڑے وجیہ وشکیل جیسے لکڑیاں تراش کر رکھ دی گئی ہوں، بات کریں تو ایسے لفاظ کہ لوگ سنتے رہ جائیں مگر حقیقت میں ایمان سے خالی، ان کے موٹے موٹے جسم صرف ظاہری خول، اندر سے خالی، محض دوزخ کا ایندھن بننے کے لائق "إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ" (یقیناً منافق دوزخ کے سب سے پرلے درجہ میں ہوں گے) کا مصداق (۲) دل کے چور ہمیشہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ہماری مجرمانہ حرکتوں کا پردہ چاک نہ ہوجائے (۳) اگر کبھی کسی کی حقیقت کھلتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر توبہ کرلو اور نبی سے مغفرت کی دعا کرالو تو بڑے متکبرانہ انداز میں پھر جاتے ہیں، آگے کہا جارہا ہے کہ یہ تو ایسے بدبخت ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو بھی اللہ ایسے بدبختوں کو معاف نہ کرتا (۴) ان آیتوں کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سفر میں ←

سورۃ التغابن مدنیۃ وھی ثمانی عشرۃ آیۃ وفیھا رکوعان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ
مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى
اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ
يُّبْعَثُوْا ۚ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا
عَمِلْتُمْ ۚ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧

منزل ۷

﴿سورۂ تغابن﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب اللہ ہی کی تسبیح میں لگے ہیں جو بھی آسمانوں میں ہیں اور جو بھی زمین میں ہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی اصل تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۱) وہی ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا تو تم میں کچھ انکار کرنے والے ہیں اور کچھ ایمان رکھنے والے ہیں اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کی اس پر پوری نگاہ ہے (۲) اس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہیں خوبصورت بنایا اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے (۳) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب جانتا ہے اور جو بھی تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اس سے بھی وہ واقف ہے اور اللہ تو سینوں کے اندر کی چیزوں کو بھی خوب جانتا ہے (۴) بھلا تمہیں ان لوگوں کی خبریں نہیں ملیں جنھوں نے پہلے کفر اختیار کیا پھر انھوں نے اپنے کرتوت کا مزہ چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۵) یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ بولے کہ کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ بس انھوں نے انکار کر دیا اور منھ پھیر لیا اور اللہ نے بھی بے رخی فرمائی اور اللہ تو ہے ہی بڑا بے نیاز ستودہ صفات (۶) منکرین سمجھتے ہیں کہ انھیں دوبارہ اٹھایا ہی نہیں جائے گا، بتا دیجیے کیوں نہیں! میرے رب کی قسم تمہیں ضرور دوبارہ اٹھایا جائے گا پھر تم نے جو کچھ کیا وہ سب ضرور تمہیں جتلایا جائے گا اور یہ اللہ کے لیے معمولی بات ہے (۷) بس اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ہے ایمان لے آؤ اور اللہ تمہارے سب کاموں کی پوری خبر رکھتا ہے (۸)

← کسی بات پر ایک انصاری اور ایک مہاجر میں کچھ جھگڑا ہو گیا، دونوں نے اپنی اپنی جماعت کو پکارا، اور بات کچھ آگے بڑھ گئی، منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی انصار سے بولا کہ تم ہی نے تو مہاجروں کو پناہ دی جو یہ اتنے خودسر ہو گئے، ان کا خرچہ بند کرو، یہ خود ہی منتشر ہو جائیں گے اور اب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا، مطلب اس کا یہی تھا کہ انصار مہاجرین کو باہر کر دیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو جھگڑا ختم ہو گیا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے سردار کی بات بتائی، اس کو بلا کر پوچھا گیا تو وہ مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس سے درگزر کیا کہ شاید زید رضی اللہ عنہ سے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو، اس کے بعد آپؐ صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، ابھی مدینہ میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیتیں نازل ہو گئیں جن میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق اور منافقوں کے جھوٹ کا پردہ چاک کیا گیا تھا۔

(۱) سب کو اسی نے بنایا ہے، چاہیے تھا کہ سب اسی کو مانتے اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک نہ کرتے مگر بعضوں نے مانا اور بعضوں نے انکار ہی کر دیا یا دوسروں کو شریک کر دیا (۲) تمام مخلوقات میں سب سے خوبصورت انسان کو بنایا اور انسان اس کو جانتا بھی ہے (۳) یہ خطاب اہل مکہ کو ہے اور یاد دلایا جا رہا ہے عاد و ثمود اور ان جیسی نافرمان قوموں کو جو اپنی نافرمانی کی وجہ سے برباد ہوئیں اور آخرت کا عذاب اپنی جگہ پر ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ
وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٠﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ
يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ
اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ
وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَاۤ
اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنْ
تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾

منزل۷

جس دن وہ تمہیں جمع کرے گا، جمع ہونے والے دن کے لیے، وہی ہوگا ہار جیت[1] کا دن اور جو اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور اس نے بھلے کام کیے ہوں گے تو اللہ اس کے گناہوں کو اس سے مٹا دے گا اور اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ہمیشہ وہ اسی میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے (۹) اور جنھوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا وہ ہوں گے جہنم کے باسی اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین انجام ہے (۱۰) جو مصیبت آتی ہے وہ اللہ کے حکم ہی سے آتی ہے، اور جو بھی اللہ پر ایمان لائے گا، اللہ اس کے دل کو صحیح راہ عطا فرمائے گا، اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے[2] (۱۱) اور اللہ کی اور رسول کی بات مانو پھر اگر تم منھ پھیرتے ہو تو ہمارے رسول کی ذمہ داری تو (پیغام) صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے (۱۲) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اہل ایمان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۳) اے ایمان والو! یقیناً تمہاری اولاد میں اور تمہاری بیویوں میں کچھ تمہارے دشمن بھی ہیں تو ان سے چوکنا رہو اور اگر تم عفو و درگذر سے کام لو اور معاف کردو تو یقیناً اللہ بہت ہی مغفرت فرمانے والا نہایت مہربان ہے[3] (۱۴) یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے[4] (۱۵) تو جتنا ہو سکے تقویٰ کو لازم پکڑو اور سنتے رہو اور مانتے رہو اور اپنی بہتری کے لیے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہو، اور جو اپنے جی کی لالچ سے بچ گیا تو ایسے لوگ ہی اپنی مراد کو پہنچنے والے ہیں (۱۶) اگر تم اللہ کو اچھا قرض[5] دو گے تو اللہ اس کو کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ بڑا ہی قدرداں بڑے تحمل والا ہے (۱۷) ہر غائب و حاضر کا جاننے والا ہے، غالب ہے حکمت رکھتا ہے (۱۸)

---

(۱) تغابن کے معنی ایک دوسرے کو غبن میں مبتلا کرنے کے ہیں جس میں ایک جیتتا ہے ایک ہارتا ہے، اس کے لازمی نتیجہ کے اعتبار ہی سے شاہ عبدالقادرؒ نے اس لفظ کا ترجمہ ہار جیت سے کیا ہے جس سے بہتر ترجمہ بظاہر اردو میں ممکن نہیں، اہل ایمان کی جیت کا اور اہل کفر کی ہار کا وہ دن ہوگا (۲) یہ یقین انسان کو بڑا سکون بخشتا ہے کہ ہر مصیبت اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے (۳) جو بیوی بچے اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کریں وہ حقیقت میں دشمن ہیں، ان سے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ وہ انسان کو گمراہی میں نہ ڈال دیں البتہ ان کے حقوق کی پاسداری بھی اس حد تک ہوتی رہے جہاں تک شریعت کے حدود قائم رہیں اور اگر وہ توبہ کرلیں تو پھر ان کو معاف کردیا جائے اور دشمن نہ سمجھا جائے (۴) آزمائش یہ ہے کہ آدمی ان چیزوں میں ایسا منہمک ہوجائے کہ احکام خداوندی سے غافل ہوجائے اور جو اس سے اپنے آپ کو بچالے گا اس کے لیے بڑا اجر ہے (۵) جس طرح قرض دینے والا اس کو اپنا مال سمجھتا ہے اور واپسی کا یقین رکھتا ہے اسی طرح اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا بھی ایک قرض کی طرح ہے جس کا بدلہ یقینی ہے بشرطیکہ وہ قرض حسن ہو یعنی وہ خرچ صحیح نیت سے ہو اور صحیح طریقہ پر کیا جائے۔

سُورَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ... (٦٥) ... وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا
الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ
اَمْرًا ۝١ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ
يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ
يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝٢ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝٣
وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ
ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝٤ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ
اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝٥

منزل ۷

﴿سورۂ طلاق[1]﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبی (آپ لوگوں کو بتا دیجیے کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کی عدت کے وقت ان کو طلاق دو[2] اور عدت کو شمار کرلو، اور اللہ کا لحاظ رکھو جو تمہارا رب ہے، نہ تم ان (عورتوں) کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں سوائے اس کے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کر بیٹھیں[3]، اور یہ اللہ کی (طے کردہ) حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے ساتھ ظلم کیا، آپ نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے[4] (۱) پھر جب وہ اپنی (عدت کی) مدت (کے قریب) پہنچ جائیں تو یا تو بھلے طریقہ پر ان کو (اپنے نکاح میں) روکے رکھو یا بہتر طریقہ پر ان کو جدا کردو اور اپنے لوگوں میں دو عادل گواہ[5] بنالو اور گواہی اللہ کے لیے ٹھیک ٹھیک دو، اس کی نصیحت کی جاتی ہے ان لوگوں کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اللہ کا لحاظ رکھے گا اللہ اس کو (مشکل سے) نکلنے کا کوئی راستہ عطا فرمادے گا (۲) اور اس کو بے سان و گمان رزق عطا فرمائے گا، اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو وہی اس کے لیے کافی ہے، یقیناً اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے، البتہ اللہ نے ہر چیز کا ایک نظام مقرر فرما رکھا ہے (۳) اور تمہاری جو عورتیں حیض سے مایوس ہوچکی ہوں اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینہ ہے، اور (یہی عدت) ان عورتوں کی بھی ہے جن کو حیض آیا ہی نہیں[6] اور جو حاملہ عورتیں ہیں ان کی مدت یہ ہے کہ ان کو وضع حمل ہوجائے، اور جو اللہ کا لحاظ رکھے گا اللہ اس کے لیے اس کے کام کو آسان فرمادے گا (۴) یہ اللہ کا وہ حکم ہے جو اس نے تم پر اتارا ہے اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی خطاؤں کو مٹادے گا اور اس کے لیے اجر کو بڑھادے گا (۵)

---

(۱) اس سورہ کا نام ہی سورہ طلاق ہے، اس میں اس کے احکامات قدرے تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، اسلام طلاق کو پسند نہیں کرتا البتہ ضرورت کے وقت اس کی اجازت دیتا ہے اور اس کے لیے ایسی ترتیب قائم کرتا ہے کہ اس کی نوبت کم سے کم آئے (۲) یہ حکم ہے کہ طلاق پاکی کے زمانہ میں دی جائے اس لیے کہ ناپاکی کے زمانہ میں عورت میں بھی کبھی چڑچڑاپن پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بدخلقی کا ظہور ہوجاتا ہے اور علاحدگی کے خطرات پیدا ہوجاتے ہیں، اس لیے اس زمانہ میں طلاق دینے سے روک دیا گیا اور پاکی کے زمانہ میں بھی یہ حکم ہے کہ صحبت نہ کی ہو تو طلاق دے اس لیے کہ اس وقت شوہر کو بیوی سے پوری رغبت ہوتی ہے پھر اس زمانہ میں اگر وہ طلاق دے گا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ طلاق کسی وقتی بے رغبتی کا نتیجہ نہیں ہے، پاکی کے زمانہ میں ہی طلاق کی اجازت کی ایک اور مصلحت یہ ہے کہ تین حیض سے جو عدت گزارنا اس پر لازم ہے پاکی کے بعد وہ تین ہی حیض اس پر گزریں گے اور عدت پوری ہوجائے گی اور اگر حیض کے زمانہ میں طلاق دی تو وہ حیض عدت میں شامل نہیں ہوگا، اس کے بعد تین مکمل ناپاکی کے ایام اس کو گزارنے پڑیں گے اور عدت بے ضرورت طویل ہوجائے گی، اس لیے بھی ناپاکی کے دنوں میں طلاق دینے سے روکا گیا ہے (۳) عورت شوہر کے گھر ہی میں عدت گزارے گی، اس زمانہ کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے، ہاں اگر وہ عورت بدخلقی کا مظاہرہ ←

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا
عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ
فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ
تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ
قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ
سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ
رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨﴾
فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ
عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ
أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ
لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ
يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ
سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ
اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

منزل ۷

ان کو اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے ان کو ستاؤ مت[1]، اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ حمل وضع ہو جائے پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچہ کو) دودھ پلائیں تو ان کی اجرت ان کو ادا کرو اور آپس میں بہتر طریقہ پر مشورہ کرلو اور اگر دشواری پیدا کروگے تو کوئی دوسری عورت اس کو دودھ پلائے گی[2] (۶) وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر روزی تنگ ہو تو اس کو اللہ نے جو دیا اس میں سے خرچ کرے، اللہ کسی نفس کو اتنا ہی مکلّف بناتا ہے جتنا اس نے اس کو دیا ہے، جلد ہی اللہ دشواری کے بعد آسانی پیدا فرما دے گا (۷) اور کتنی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب کے اور اس کے رسولوں کے حکم سے بغاوت کی تو ہم نے ان کا سخت حساب لیا اور ان کو ایک انجانے عذاب میں مبتلا کیا (۸) تو انھوں نے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھا اور ان کے کاموں کا انجام گھاٹے کا ہوا (۹) اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بس اے ہوشمندو! جو ایمان رکھتے ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ نے تمہارے لیے نصیحت کو اتار دیا ہے (۱۰) رسول ہیں جو تمہیں صاف صاف اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں اور جو بھی اللہ پر ایمان لائے گا اور اچھے کام کرے گا وہ (اللہ) اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اسی میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اللہ نے ان کے لیے ان کی روزی بہت خوب تیار کی ہے (۱۱) اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انھیں کی طرح زمین بنائی، اس کا حکم ان کے درمیان اترتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے (۱۲)

← کرے یا بدچلن ہو تو عورت کو دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے (۴) یعنی شوہر کو بیوی سے رغبت ہو جائے اور وہ رجوع کرلے، اسی لیے اگلی آیت میں رجوع کے احکام بیان ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ طلاق دینا ہو تو طلاق رجعی دینی چاہیے تاکہ عدت کے دوران خود ہی رجوع کرنا ممکن رہے، جدید نکاح کی ضرورت نہ پڑے اس لیے کہ اگر طلاق بائن دیدے تو رجوع کے لیے نکاح لازم ہوگا اور تین طلاقیں مغلظہ دیدیں تو معاملہ میاں بیوی کے ہاتھ سے نکل گیا (۵) رجوع کرتے وقت دو گواہ بنالینا بہتر ہے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا وغیرہ نہ ہو (۶) جو عورتیں حیض سے مایوس ہوچکیں یا جن کو حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا، ان کی عدت کے بارے میں ذہنوں میں سوال پیدا ہوا، اسی کا جواب ہے، آگے حاملہ عورتوں کی عدت کا ذکر ہے کہ ان کی مدت عدت حمل کا وضع ہو جانا ہے خواہ وہ مدت طویل ہو یا مختصر، خواہ وہ بچہ مکمل ہو کر پیدا ہو یا درمیان میں ہی حمل ساقط ہو جائے۔

(۱) طلاق دیدی ہے تو دشمنی مت نکالو اور ستاؤ نہیں کہ وہ مجبور ہو کر گھر چھوڑ دیں بلکہ بہتر طریقہ سے رکھو اور بہتر طریقہ پر رخصت کرو (۲) بچہ کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے بچہ کو اگر عورت دودھ پلائے تو بہتر ہے وہ اس کی ماں ہے مگر وہ اس کے خرچ کا مطالبہ کرسکتی ہے جو مشورہ سے طے کرلیا جائے، مرد اگر خرچ دینے پر رضامند نہ ہو ←

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۗ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥

منزل ۷

﴿سورۂ تحریم﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبی آپ کیوں اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے اس چیز کو حرام کر رہے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال رکھا ہے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے[1] (۱) یقیناً اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں سے نکلنے کا طریقہ طے فرما دیا ہے اور اللہ ہی تمہارا حمایتی ہے اور وہ خوب جانتا حکمت رکھتا ہے (۲) اور جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی سے ایک بات چپکے سے فرمائی پھر جب ان (بیوی) نے اس کو ظاہر کر دیا اور اللہ نے آپ کے لیے بات کھول دی تو آپ نے اس میں کچھ بات جتلائی اور کچھ حصہ چھوڑ دیا، تو جب آپ نے ان بیوی کے سامنے وہ بات جتلا دی تو وہ بولیں آپ کو کس نے خبر دی[2]، آپ نے فرمایا مجھے تو اس ذات نے بتایا جو خوب جاننے والی اور پوری خبر رکھنے والی ہے (۳) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کر لو تو تمہارے دل مائل ہی ہیں اور اگر تم دونوں نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو یقیناً اللہ ہی آپ کا کارساز ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) پشت پناہ ہیں[3] (۴) اگر وہ تمہیں طلاق دیدیں تو فوراً ہی ان کا رب (تمہارے) بدلہ میں ان کو ایسی بیویاں عطا فرمائے گا جو تم سے بہتر ہوں گی، فرماں بردار، دل سے یقین کرنے والی، اطاعت شعار، توبہ کرنے والی، عبادت گذار، روزہ دار، غیر کنواری بھی اور کنواری بھی (۵) اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر سخت گیر زبردست فرشتے مقرر ہیں، جو (اللہ کے) کسی حکم کی سرتابی نہیں کرتے اور ان سے جو کہا جاتا ہے وہ کیے جاتے ہیں (٦)

← تو ظاہر ہے کہ کسی دوسری عورت کو خرچ دے کر دودھ پلوانا پڑے گا، اس سے بہتر ہے کہ وہ بچہ کی ماں سے جو اس کی سابقہ بیوی ہے خرچ دے کر دودھ پلوائے۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول عصر کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے تمام ازواج کے یہاں جانے کا تھا، ایک مرتبہ حضرت زینبؓ نے اس موقع پر آپ کی تواضع شہد سے کی، اس میں ذرا دیر لگی، دو ایک دن ایسا ہوا، اس پر حضرت عائشہؓ و حضرت حفصہؓ کو طبعاً کچھ ناگوار گزرا، جب آپؐ ان کے یہاں تشریف لائے تو انھوں نے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، یہ ایک پھول ہے جس سے شہد کی مکھی رس چوستی ہے، آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے شہد پیا ہے پھر ان دونوں کی طیب خاطر کے لیے فرما دیا کہ اب کبھی نہ پیوں گا اور اس پر قسم کے الفاظ بھی فرما دیئے، یہ بات آپؐ نے حضرت حفصہؓ سے فرمائی اور فرما دیا کہ وہ کسی سے ذکر نہ کریں، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کر دیا، اس پر یہ آیتیں اتریں اور آپ کو قسم توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کا حکم ہوا، پھر آپؐ نے عمومی طور پر یہ فرمایا کہ جو کوئی نامناسب قسم کھالے تو اس قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیے (۲) آپؐ نے حضرت حفصہؓ سے کہہ دیا کہ تم نے عائشہ کو بتا دیا مگر پوری تفصیل ذکر نہیں کی تا کہ زیادہ شرمندہ نہ ہوں (۳) یہاں حضرت عائشہ و حضرت حفصہ کو خطاب ہے کہ تم دونوں کو غلطی کا احساس ہے بس توبہ کر لو، اور آگے تمام ازواج مطہرات سے کہا جا رہا ہے کہ تم ←

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ
نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا
نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ
الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ
امْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ
فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ
مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ
فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ
فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ
ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا
وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

ع ۱۹ — وقف لازم — ع ۲ ۲۰

منزل ۷

اے وہ لوگو! جنھوں نے انکار کیا آج عذر پیش مت کرو، تم جو کچھ کرتے چلے آئے ہو اسی کی تمھیں سزا دی جا رہی ہے (۷) اے ایمان والو! اللہ کے حضور میں سچی توبہ کرو، امید ہے کہ اللہ تمہاری غلطیوں کو مٹا دے گا اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جس دن اللہ نبی کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو رسوا نہیں فرمائے گا، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں (ان کے ساتھ) چل رہا ہوگا، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل فرما دے[۱]، اور ہماری بخشش فرما، یقیناً تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۸) اے نبی منکروں اور منافقوں سے جہاد کرتے[۲] جایئے اور ان کے ساتھ سخت ہو جایئے[۳] اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین انجام کی جگہ ہے (۹) اللہ کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال دیتا ہے، دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں جو نیک تھے تو انھوں نے ان کے ساتھ خیانت کی تو وہ دونوں اللہ کے مقابلہ میں ان کے ذرا بھی کام نہ آئے اور حکم ہوا کہ داخل ہو جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ[۴] (۱۰) اور اللہ ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال دیتا ہے، جب انھوں نے کہا کہ اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے کرتوت سے نجات دے اور ظالم قوم سے مجھے نجات عطا فرما[۵] (۱۱) اور عمران کی بیٹی مریم (کی مثال دیتا ہے) جنھوں نے اپنی عفت کی حفاظت رکھی تو ہم نے اس میں اپنی روح[۶] پھونکی اور انھوں نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت شعار لوگوں میں تھیں (۱۲)

← نبی کے سامنے زیادہ مطالبات نہ رکھو اور ان کو پریشانی میں مت ڈالو ورنہ تمہاری جگہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں ان کو عطا فرمائے گا، پھر اس کے بعد میں آیت تخییر نازل ہوئی جو سورۂ احزاب میں ہے، اس کے بعد ہی تمام ازواج نے بالاتفاق یہ بات کہی کہ ہم حضورؐ کے سوا کچھ سوچ ہی نہیں سکتے، وہ تو فتوحات کی وجہ سے یہ خیال آتا تھا کہ ہمیں بھی فراخی حاصل ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر تنگی ہمارے لیے رحمت ہے۔

(۱) پل صراط سے اہل ایمان اسی نور کے ساتھ گزر جائیں گے (۲) جہاد کے معنی کوشش کے ہیں، ہر قسم کی جد و جہد اس میں شامل ہے، جو دین کی اشاعت اور اس کی تنفیذ کے لیے کی جائے، دشمن کے مقابلہ کے لیے اگر مسلح جد و جہد کی ضرورت ہو تو یقیناً یہ سب سے بڑی قربانی ہے جو ایک ایمان والا اللہ کے لیے دیتا ہے (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی اس حد تک تھی اور دشمنوں کے لیے بھی آپ کی رحمدلی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ آپ کو دشمنوں کے لیے سخت ہو جانے کی تلقین کی جا رہی ہے (۴) حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ دونوں کی بیویاں نبیوں کے گھر میں ہونے کے باوجود منافق تھیں اور مجرموں سے ساز باز رکھتی تھیں نتیجتاً دوزخ میں ان کو داخل ہو جانے کا حکم ہوا، اس میں واضح کر دیا گیا کہ کسی قریب ترین رشتہ دار کا ایمان کسی بے ایمان کو نہیں بچا سکتا، ہر آدمی اپنے ایمان کی فکر کرے (۵) فرعون کی بیوی آسیہ حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئی تھیں ان کو بھی فرعون کے مظالم کا نشانہ بننا پڑا، بالآخر اللہ نے ان کو ایمان کے ساتھ وفات دیدی (٦) اسی روح سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اسی لیے ان کو ''روح اللہ'' کہا جاتا ہے۔

سورۃ الملك مكية وهي ثلاثون آية وفيها ركوعان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرُ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ
عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ
مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ
تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ
الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا
بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ
عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ
تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ
خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝٨ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا
وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝٩
وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١٠

منزل۷

﴿سورۂ ملک﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے (۱) جس نے موت وزندگی کو اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزما کر دیکھے کہ تم میں کون عمل میں زیادہ بہتر ہے اور وہ غالب ہے بخشنے والا ہے (۲) جس نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے، تم رحمٰن کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں ذرا بھی بے اعتدالی نہ پاؤ گے تو نگاہ دوڑا کر دیکھ لو کیا تمہیں ذرا بھی خلل نظر آتا ہے؟ (۳) پھر بار بار نگاہ دوڑاؤ نگاہ تھک ہار کر لوٹ آئے گی اور اس کو کچھ ہاتھ نہ آئے گا (۴) اور ہم نے آسمانِ دنیا کو روشن چراغوں سے سجا دیا ہے اور ان کو ہم نے شیطانوں پر پتھر برسانے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے[1] (۵) اور جنھوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے لیے بھی جہنم کا عذاب ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے (۶) جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہ اس کی دہاڑیں سنیں گے اور وہ ابال مار رہی ہوگی (۷) لگے گا کہ وہ غصہ سے پھٹ پڑے گی[2]، جب جب اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا (۸) وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پاس ڈرانے والا ضرور آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا اللہ نے کچھ بھی نہیں اتارا، کچھ نہیں تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہو (۹) اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سن لیا کرتے اور سمجھ سے کام لیا کرتے تو ہم دہکتی آگ والوں میں شامل نہ ہوتے[3] (۱۰)

---

(۱) چراغوں سے مراد ستارے اور سیارے ہیں جو رات کو چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں اور ان سے شیطانوں کے مارنے کا کام بھی لیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے (۲) یہ ایسی سخت آگ ہوگی کہ اس سے خوفناک آوازیں نکلیں گی اور بے انتہا جوش واشتعال سے ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے غصہ میں پھٹی پڑتی ہے (۳) اللہ تعالیٰ یہ اس لیے سنا رہا ہے کہ اس دن سے پہلے انسان غور کرلے اور ایک اللہ کو مان کر اپنے بچاؤ کا سامان کرلے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا
قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ
مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ
النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ
الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ
يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰۗفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ
اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ
يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾
اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا
فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰي وَجْهِهٖٓ
اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾

ع ۱

منزل۷

بس وہ اپنے جرم کا اقرار کرلیں گے تو کیسی ہلاکت ہے دہکتی آگ والوں کے لیے (۱۱) ہاں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے (۱۲) تم اپنی بات آہستہ کہو یا زور زور سے یقیناً وہ سینوں کے اندر کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے (۱۳) کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا اور وہ بڑا باریک بیں اور پوری خبر رکھنے والا ہے (۱۴) وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم بنایا تو تم اس کے کاندھوں پر چلو اور اس کا رزق کھاؤ اور اُسی کی طرف تمہیں دوبارہ زندہ ہوکر جانا ہے (۱۵) کیا تم آسمان والے سے بے خوف ہوگئے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسادے تو وہ لرزنے لگے[1] (۱۶) یا تم آسمان والے سے نڈر ہوگئے کہ وہ تم پر دھول بھری آندھی بھیج دے پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میرا ڈراوا کیسا (ہولناک) تھا (۱۷) اور ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا تھا تو میری پکڑ کیسی (سخت) تھی (۱۸) بھلا انھوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا پر کھولے ہوئے بھی ہیں اور سمیٹ بھی لیتے ہیں، رحمٰن کے سوا کون ان کو تھامتا ہے[2]، یقیناً وہ ہر چیز پر پوری نگاہ رکھتا ہے (۱۹) بھلا کون ہے رحمٰن کے سوا جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے گا، کافر تو بڑے دھوکہ میں ہیں[3] (۲۰) بھلا اگر وہ اپنی روزی روک لے تو کون ہے جو تمہیں روزی پہنچائے، کوئی نہیں، بات یہ ہے کہ وہ سرکشی اور بیزاری پر اَڑ گئے ہیں (۲۱) بھلا جو اوندھا ہوکر منھ کے بل چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر پہنچنے والا ہوگا یا وہ جو سیدھے راستہ پر ٹھیک ٹھیک چل رہا ہو[4] (۲۲)

---

(۱) پہلے انعامات یاد دلائے گئے، اب اللہ کے قہر وانتقام کو یاد دلا کر ڈرانا مقصود ہے، یعنی زمین تمہارے لیے مسخر کردی گئی، مگر یاد رہے کہ اس پر حکومت اسی پیدا کرنے والی کی ہے، اگر وہ چاہے تو زمین میں تم کو دھنسادے یا اور کسی عذاب میں مبتلا کردے، اس لیے آدمی کے لیے زیبا نہیں کہ وہ اس مالک مختار سے نڈر ہوکر شرارتیں شروع کردے اور اس کے ڈھیل دینے پر مغرور ہوجائے اور اسی کو بھول جائے پھر آگے انکار کرنے والوں اور نافرمانوں کا جو حشر پہلے ہوچکا ہے اس کا تذکرہ کیا گیا ہے (۲) پرندے بھی اللہ کی قدرت کا ایک مظہر ہیں، گھنٹوں فضا میں تیرتے رہتے ہیں (۳) منکر اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دیوتاؤں کی فوج ان کو اللہ کے عذاب سے بچالے گی تو وہ بڑے دھوکہ میں ہیں، اس قدرت والے کے سامنے سب عاجز و درماندہ ہیں (۴) منزل تک وہ پہنچے گا جو سیدھے راستہ پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہوکر چلے اور جو نا ہموار راستہ پر اوندھا ہوکر منھ کے بل چلتا ہو اس کے منزل مقصود تک پہنچنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے، یہ مثال دی ایک موحد اور مشرک کی۔

قُلْ هُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۲۳ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۵ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۶ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝۲۷ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۸ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ۝۳۰

ع ۲

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثِنْتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نۗ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶

منزل۷

کہہ دیجیے کہ اسی نے تم کو وجود بخشا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، بہت کم تم شکر گزاری کرتے ہو (۲۳) کہہ دیجیے کہ اسی نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے اور اسی کے پاس تم سب کو جمع ہونا ہے (۲۴) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ وعدہ کب پورا ہوگا (۲۵) آپ بتا دیجیے کہ سارا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو کھل کر خبردار کر دینے والا ہوں (۲۶) پھر جب وہ اس کو قریب آتا دیکھ لیں گے تو منکروں کے چہرے بگڑ کر رہ جائیں گے اور کہا جائے گا یہی وہ چیز ہے جو تم مانگا کرتے تھے[۱] (۲۷) آپ پوچھیے تمہارا کیا خیال ہے اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کرے یا ہم پر رحم فرمائے، آخر کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے سکتا ہے[۲] (۲۸) کہہ دیجیے کہ وہ رحمٰن ہے، ہم اسی پر ایمان لائے اور ہم نے اسی پر بھروسہ کیا، بس جلد ہی تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون کھلی گمراہی میں ہے (۲۹) آپ پوچھیے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا پانی تہوں میں چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں صاف ستھرا پانی لا کر دیدے (۳۰)

﴿سورۂ قلم﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ، قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ وہ لکھتے ہیں[۳] (۱) آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں (۲) اور بلاشبہ آپ کے لیے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے کو نہ آئے گا (۳) اور یقیناً آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں (۴) بس جلد ہی آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے (۵) کہ تم میں کون دیوانگی میں پڑا ہے (۶)

---

(۱) ابھی مطالبہ کر رہے ہیں لیکن وہ وعدہ آ پہنچے گا تو بڑے بڑے سرکشوں کے منہ بگڑ کر رہ جائیں گے اور چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی (۲) کافر تمنا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سب ساتھی دنیا سے رخصت ہو جائیں اور یہ دین مٹ جائے، ان سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک فرمائے یا ان پر وعدہ کے مطابق رحم فرمائے اور غالب کرے اس سے تمہارے انجام پر کیا فرق پڑتا ہے، تمہیں تو عذاب سے سابقہ پڑنا ہی ہے تو تمہیں اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہیے (۳) قلم سے مراد بظاہر قلم تقدیر ہے جس نے اللہ کے حکم سے سب کچھ لکھا، اس میں یہ اشارہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں مبعوث ہونا اور دین کی دعوت دینا اور اس کے آگے کی سب تفصیلات روز اول سے نوشتۂ تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں، اب کوئی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون سمجھتا ہے یا کہتا ہے تو یہ خود اس کا جنون ہے اور اس کی عقل میں فتور ہے، مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگ جب ان سے کچھ نہ بن پڑا تو یہی کہنے لگے جبکہ اس کی تردید اسی وقت سب سے بڑے دشمن ولید بن مغیرہ ہی نے کر دی تھی اور کہا کہ ہم مجنونوں سے واقف ہیں، کہاں جنون اور کہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز زندگی دونوں میں کوئی جوڑ نہیں، پھر آگے آیت میں آنحضرتؐ سے کہا جا رہا ہے کہ آپؐ کو جو کچھ کہا جاتا ہے اور پھر آپؐ اس پر صبر کرتے ہیں اور لوگوں کو خیر کی طرف بلاتے ہیں اس کا آپؐ کے لیے اتنا اجر ہے کبھی ختم ہونے کو نہ آئے گا اور آپ کے بلند اخلاق ایسے ہیں کہ اس کے بعد کوئی دیوانہ ہی آپ کو دیوانگی کا الزام دے سکتا ہے، بس جلد ہی حقیقت کھل جائے گی کہ کون ہوشیار اور عاقبت اندیش تھا اور کس کی عقل ماری گئی تھی۔
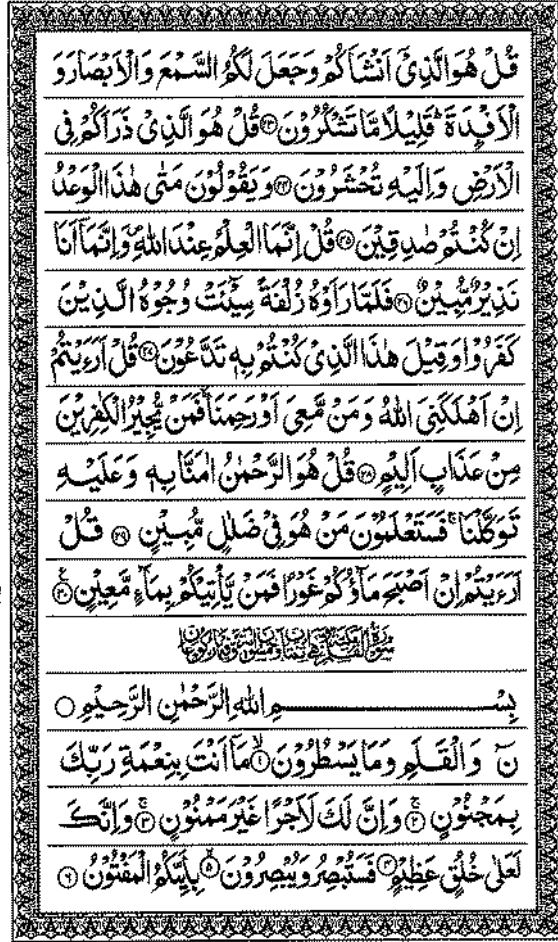
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٨﴾ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿١٣﴾ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ﴿١٤﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٥﴾ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ﴿١٦﴾ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ﴿٣١﴾

منزل۷

یقیناً آپ کا رب سب سے زیادہ جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے جا بھٹکا اور وہ ان لوگوں کو بھی سب سے زیادہ جانتا ہے جنھوں نے سیدھا راستہ پالیا (۷) تو آپ جھٹلانے والوں کی باتوں میں مت پڑیئے (۸) وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں[1] (۹) اور کسی بھی بہت قسم کھانے والے کی باتوں میں نہ آجایئے گا جو بے حیثیت ہے (۱۰) طعنے دینا اس کا کام ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے (۱۱) بھلائی کے لیے روڑے اٹکانے والا، زیادتی کرنے والا گنہگار رہے (۱۲) سنگ دل ہے اس کے علاوہ بے نام ونسب ہے (۱۳) صرف اس لیے کہ وہ بڑے مال واولاد والا ہے (۱۴) جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ گذشتہ لوگوں کے افسانے ہیں (۱۵) ہم جلد ہی اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے[2] (۱۶) ہم نے ان (مکہ والوں) کو بھی آزمایا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جب سب نے قسمیں کھائیں کہ وہ سویرے ہی سویرے اس کے پھل توڑ لیں گے (۱۷) اور وہ کوئی استثنا نہیں کررہے تھے[3] (۱۸) بس ان کے سوتے ہی سوتے آپ کے رب کی طرف سے ایک مصیبت اس پر سے گزر گئی (۱۹) تو وہ بالکل کٹے ہوئے کھیت کی طرح ہوکر رہ گیا (۲۰) پھر صبح ہی صبح انھوں نے ایک دوسرے کو آواز دی (۲۱) کہ اگر تمھیں پھل توڑنے ہیں تو صبح ہی صبح کھیت کی طرف چل دو (۲۲) بس وہ سب چل دیئے اور چپکے چپکے وہ کہہ رہے تھے (۲۳) آج تمہارے پاس کوئی مسکین یہاں پھٹکنے نہ پائے (۲۴) اور وہ سویرے ہی سویرے چل دیئے (تاکہ وہ) روکنے پر قادر ہوں (۲۵) پھر جب انھوں نے اس کو دیکھا تو بولے کہ ضرور ہم راستہ بھٹک گئے ہیں (۲۶) (پھر جب حقیقت کھلی کہنے لگے) ہاں بات یہ ہے کہ ہم محروم رہ گئے (۲۷) ان میں سب سے بہتر آدمی بولا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے (۲۸) وہ کہنے لگے ہم اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں یقیناً ہم ہی ناانصاف تھے (۲۹) پھر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے (۳۰) بولے ہائے ہماری شامت یقیناً ہم ہی سرکش تھے (۳۱)

---

(۱) کافر کہتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کو غلط کہنا چھوڑ دیں ہم بھی آپ کے خدا کی تعظیم کریں گے، ہوسکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی خُلق عظیم رکھنے والی ہستی کے ذہن میں آتا کہ کچھ دنوں کے لیے ذرا نرمی اختیار کرلی جائے، شاید ان معاندین کے دل بھی نرم ہوجائیں، اس پر یہ آیتیں اتریں کہ ماننے والے اور انکار کرنے والے سب اللہ کو معلوم ہیں، لہٰذا دعوت کے معاملہ میں کسی رورعایت کی ضرورت نہیں، جس کو راہ پر آنا ہوگا وہ آئے گا اور جو محروم ازلی ہے وہ کسی لحاظ ومروت سے ماننے والا نہیں (۲) کہا جاتا ہے کہ اس سے خاص طور پر ولید بن مغیرہ مراد ہے جو قریش کا ایک سردار تھا اور اس میں یہ سب اوصاف جمع تھے، ناک پر داغنے سے مراد اس کی ذلت ورسوائی ہے جو ہونی تھی اور ہوئی (۳) نہ انشاء اللہ کہہ رہے تھے اور نہ غریبوں کے لیے کسی حق کو الگ کرنے کی بات کہہ رہے تھے۔ ←

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳٦﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاۗءُ ڔ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾

منزل۷

امید ہے کہ ہمارا رب اس سے بہتر بدل ہمیں عطا فرمائے گا، ہم اپنے رب ہی سے آرزو رکھتے ہیں (۳۲) یوں آتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب سب سے بڑھ کر ہے اگر وہ جانتے ہوں[1] (۳۳) یقیناً پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمتوں کے باغات ہیں (۳۴) بھلا ہم[2] فرماں برداروں کو مجرموں کے برابر ٹھہرائیں گے؟ (۳۵) تمہیں ہوا کیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو (۳٦) کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھ لیتے ہو (۳۷) کہ تمہیں وہاں وہ سب ملے گا جو تم منتخب کرو گے (۳۸) یا تمہارے لیے ہمارے ذمہ کچھ قسمیں ہیں جو قیامت تک باقی رہنے والی ہیں کہ تمہیں وہی ملے گا جو تم فیصلہ کرو گے (۳۹) ان سے پوچھیے کہ ان میں کون اس کا دعویدار ہے (۴۰) کیا ان کے لیے (خدائی میں) شریک ہیں تو اگر سچے ہوں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں (۴۱) جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور ان کو سجدہ کے لیے کہا جائے گا تو وہ کر نہ سکیں گے[3] (۴۲) ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہوگی اور پہلے بھی ان کو سجدوں کے لیے بلایا جاتا تھا جبکہ وہ تندرست تھے (۴۳) تو آپ ان لوگوں کو جو اس بات کو جھٹلا رہے ہیں مجھ پر چھوڑ دیئے، ہم آہستہ آہستہ ان کو اس طرح کھینچیں گے کہ ان کو پتہ بھی نہ چل سکے گا (۴۴) اور میں ان کو ڈھیل دوں گا یقیناً میری تدبیر بڑی مضبوط ہے (۴۵) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں تو وہ اس تاوان کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں (۴٦) یا ان کے پاس ڈھکی چھپی باتیں ہیں جن کو وہ لکھ رہے ہیں[4] (۴۷) تو آپ اپنے رب کے فیصلہ تک صبر کرتے رہیں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جائیں جب انھوں نے اپنے رب کو گھٹ کر پکارا تھا (۴۸)

← (۴) ایک نیک انسان تھا جو پیداوار کا ایک بڑا حصہ غریبوں کو دیتا تھا جو اس کے بیٹوں کو اچھا نہیں لگتا تھا، باپ کے مرنے پر بیٹوں نے طے کر لیا کہ سب کا سب گھر لائیں گے اور ایسے وقت کھیتی کاٹ لیں گے کہ غریبوں کو پتہ ہی نہ چلے گا، جب قرارداد کے مطابق سویرے ہی سویرے وہ کھیت پر پہنچے تو وہ تباہ ہو چکا تھا، اس وقت ان کو ندامت ہوئی اور وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔

(۱) یعنی یہ دنیا کے چھوٹے عذاب کا ایک نمونہ تھا جسے کوئی ٹال نہ سکا، بھلا آخرت کے عذاب کو کون ٹال سکتا ہے (۲) کافر کہتے تھے کہ دنیا میں ہم زیادہ معزز ہیں آخرت میں بھی زیادہ معزز ہوں گے، اللہ فرماتا ہے کہ آقا کے روبرو فرمانبردار اور نافرمان کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ ایسی بے عقلی کی بات وہ کہاں سے بک رہے ہیں، کسی کتاب میں لکھا ہو دکھائیں یا جن کو انھوں نے خدائی میں شریک کر رکھا ہے اور ان کو وہ اس سلسلہ میں مددگار سمجھتے ہیں تو ان کو لے آئیں (۳) صحیح حدیث میں اس کی صراحت ہے کہ اللہ اس دن اپنی پنڈلی کھول دے گا یہ اللہ کی خاص صفت ہے جس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے، بہرحال اس کی خاص تجلی کے ظہور کے وقت سب سجدہ میں گر پڑیں گے البتہ منافقوں اور منکروں کی کمر اکڑ کر رہ جائی گی اور مومن و منافق کا فرق کھل جائے گا، دنیا میں اختیار کے وقت کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا، اب محرومی ان کا مقدر ہوگی، چاہیں گے تو بھی سجدہ نہ کر سکیں گے (۴) یعنی آپ ان کو مخلصانہ دعوت دے رہے ہیں اور ان کے پاس اس کے خلاف کوئی دلیل بھی نہیں ←

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

اگر ان کے رب کے فضل نے ان کو سنبھالا نہ ہوتا تو وہ چٹیل میدان میں بری حالت میں پھینک دیئے گئے ہوتے (۴۹) پھر آپ کے رب نے ان کا انتخاب فرمایا تو ان کو نیک لوگوں میں بنایا (۵۰) اور جب کافر نصیحت کی بات سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ آپ کو اپنی نگاہوں سے ڈگمگا دیں گے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہے[۱] (۵۱) جبکہ وہ تو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے (۵۲)

﴿سورۂ الحاقہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ اٹل حقیقت[۲] (۱) کیا ہے وہ اٹل حقیقت (۲) آپ کو پتہ بھی ہے کہ وہ اٹل حقیقت کیا ہے (۳) ثمود اور عاد نے اس ہلا کر رکھ دینے والی چیز کو جھٹلایا (۴) بس ثمود تو بھونچال[۳] سے ہلاک کیے گئے (۵) اور رہے عاد تو ان کو ایسی ٹھٹھرا دینے والی ہوا سے تباہ کیا گیا جو بے قابو تھی[۴] (٦) جس کو اللہ نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن اس طرح مسلسل رکھا کہ اس نے ہر چیز کو اکھاڑ پھینکا، تو آپ لوگوں کو وہاں پچھاڑیں کھائے ہوئے پڑا دیکھیں گے جیسے وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں (۷) تو کیا کوئی بھی ان میں بچا ہوا نظر آتا ہے (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی بستیوں نے بھی اسی جرم کا ارتکاب کیا تھا[۵] (۹) بس انھوں نے اپنے رب کے پیغمبر کی نافرمانی کی تو اللہ نے ان کی ایسی گرفت کی جو بڑھتی چلی گئی (۱۰) جب پانی چڑھ گیا تو ہم نے تم کو رواں دواں کشتی پر سوار کیا[٦] (۱۱) تاکہ ہم اس کو تمہارے لیے عبرت بنا دیں اور اس کو یاد رکھنے والے کان یاد رکھیں (۱۲)

← مگر انکار کیے جاتے ہیں تو اس کا نتیجہ خود بھگتیں گے، آپ تو صبر کیے جائیں، آگے حضرت یونس کی مثال ہے کہ وہ شروع میں قوم کے انکار پر غصہ ہو کر چل دیئے پھر مچھلی کے پیٹ میں انھوں نے اپنے رب کو پکارا تو اللہ نے ان پر اپنا خاص فضل فرمایا، مچھلی ان کو کنارے اُگل گئی اور اللہ نے وہاں ان کی صحت وزندگی کے اسباب پیدا فرما دیئے اور ان کو اپنے ان منتخب بندوں میں بنایا جن کو دنیا جہان پر برتری حاصل ہے۔

(۱) ہدایت وخیر کی باتیں سن کر کافر آپ کو تیز تیز نگاہوں سے گھورتے ہیں اور طرح طرح کے طعنہ دیتے ہیں تاکہ آپ اپنا کام چھوڑ دیں، بس آپ اپنے کام میں لگے رہیں، اور منکروں کے لیے مقام عبرت ہے کہ صاف صاف خیر خواہی کے باوجود وہ اس دعوت کو قبول نہیں کرتے (۲) اس سے مراد قیامت ہے جو ایک اٹل حقیقت ہے، گزشتہ قوموں نے اسے جھٹلایا تو وہ ہلاک کی گئیں (۳) ایسا بھونچال جو سخت آواز کے ساتھ آیا جس سے سب کے کلیجے پھٹ گئے اور سب تباہ و برباد کر دیئے گئے (۴) جو قوم "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" (ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہوگا) کا نعرہ مارتی تھی وہ ہوا سے ڈھیر ہوگئی اور ہوا بھی ایسی جو کسی کے بس میں نہ تھی (۵) عاد وثمود کے بعد فرعون بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہوا آیا، اور اس سے پہلے کتنی قوموں نے نافرمانیاں کیں مثلاً قوم نوحؑ، قوم شعیبؑ اور قوم لوطؑ جن کی بستیاں الٹ دی گئیں، سب تباہ کر کے رکھ دیئے گئے (٦) حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ
الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾
وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا
وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ
تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ
كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ﴿١٩﴾ إِنِّي
ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿٢١﴾
فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا
هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَأَمَّا مَنْ
أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ﴿٢٥﴾
وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَا
أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ
فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا
سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾

منزل۷

پھر جب ایک ہی دفعہ صور پھونکی جائے گی[1] (۱۳) اور زمین اور پہاڑ کو اٹھا کر ایک ہی دفعہ میں چکنا چور کر دیا جائے گا (۱۴) تو اس دن پیش آنے والی چیز پیش آجائے گی (۱۵) اور آسمان پھٹ پڑے گا تو اس دن وہ پھسپھسا ہوگا (۱۶) اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور اس دن آپ کے رب کا عرش آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے (۱۷) اس دن تم سب کی پیشی ہوگی، تمہاری کوئی بھی چھپی بات چھپی نہ رہے گی (۱۸) بس جس کو بھی اس کا نامہ (اعمال) اس کے دائیں ہاتھ میں[2] دیا جائے گا تو وہ کہتا پھرے گا لو میرا (اعمال) نامہ پڑھو (۱۹) میں سمجھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا (۲۰) بس وہ اپنی من پسند زندگی میں رہے گا (۲۱) اونچے درجے کی جنت میں (۲۲) جس کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے (۲۳) گذشتہ دنوں میں جو کرتے آئے ہو اس کے بدلہ میں اب مزے سے کھاؤ پیو (۲۴) اور اس دن جس کو اس کا نامہ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کاش مجھے میرا نامہ (اعمال) دیا ہی نہ جاتا (۲۵) اور مجھے پتہ ہی نہ چلتا کہ میرا حساب کیا ہے (۲۶) کاش کہ اسی (موت ہی) پر کام تمام ہو جاتا (۲۷) میرا مال کچھ میرے کام نہ آیا (۲۸) میرا سارا کرّ وفرّ جاتا رہا (۲۹) (فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) پکڑ لو اسے بس اس پر طوق ڈالو (۳۰) پھر دوزخ میں اسے جھونک دو (۳۱) پھر ایسی زنجیر میں اس کو پرو دو جس کی ناپ ستر گز ہو (۳۲) یقیناً وہ اس اللہ کو نہیں مانتا تھا جو عظمت والا ہے (۳۳) اور نہ مسکین کو کھلانے کی ترغیب دیتا تھا[3] (۳۴)

---

(۱) اب یہاں سے پھر قیامت کا ذکر ہے (۲) یہ علامت ہوگی پسندیدگی کی، اور اس کے برخلاف جس کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا یہ اس کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہوگا، اور وہ شخص واویلا مچائے گا (۳) یعنی اس نے دنیا میں رہ کر نہ اللہ کو جانا نہ بندوں کے حقوق پہچانے، فقیر محتاج کی خود تو کیا خدمت کرتا دوسروں کو بھی ادھر ترغیب نہ دی تو اب نجات کہاں؟!

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ
غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿٣٧﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا
تُبْصِرُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ
كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيلٌ مِنْ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾ فَمَا
مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾
وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾
وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ﴿١﴾ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ
لَهُ دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَ
الرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ﴿٤﴾

بس آج یہاں نہ اس کا کوئی دوست ہے (۳۵) اور نہ اس کے لیے کوئی کھانا ہے سوائے زخموں کے دھووَن کے (۳۶) اس کو مجرم ہی کھائیں گے (۳۷) اب میں اس کی بھی قسم کھاتا ہوں جو تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے (۳۸) اور اس کی بھی جس کو تم دیکھتے نہیں (۳۹) کہ یقیناً یہ عزت والے رسول کی بات ہے (۴۰) یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، بہت ہی کم تم مانتے ہو (۴۱) اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے، کم ہی تم دھیان دیتے ہو (۴۲) یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اتارا جارہا ہے[1] (۴۳) اور اگر (بالفرض) وہ ہماری طرف اِدھر اُدھر کی باتیں منسوب کرتے (۴۴) تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑتے (۴۵) پھر ان کی زندگی کی رگ کاٹ کر رکھ دیتے (۴۶) پھر تم میں کوئی بھی ان سے روکنے والا نہ ہوتا[2] (۴۷) اور یقیناً یہ پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے (۴۸) اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں جھٹلانے والے بھی ہیں (۴۹) اور یقیناً یہ کافروں کے لیے سراپا حسرت ہے[3] (۵۰) اور بلاشبہ یہ یقینی طور پر سچ ہے (۵۱) تو آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیے جو بڑی عظمت والا ہے (۵۲)

سورۂ معارج

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا جو واقع ہوکر رہنے والا ہے[4] (۱) منکروں سے کوئی اس کو روک نہیں سکتا (۲) اس اللہ کی طرف سے جو چڑھنے والے راستوں کا مالک ہے (۳) فرشتے اور روح (القدس) اس کی طرف اس دن چڑھیں گے جس کی مدت پچاس ہزار سال کی ہے[5] (۴)

---

(۱) یعنی جو کچھ جنت ودوزخ کا بیان ہوا، یہ کوئی شاعری نہیں نہ کاہنوں کی اٹکل پچو باتیں ہیں، دنیا میں کتنی چیزیں ہیں جو آدمی اپنی آنکھوں دیکھتا ہے اور کتنی چیزیں ایسی ہیں جو نظر نہیں آتیں مگر ان کو مانتا ہے، یہ دنیا، اس کے پہاڑ، سمندر، ندیاں سب آدمی دیکھ رہا ہے لیکن دنیا کی گردش آنکھوں سے یوں نظر نہیں آتی مگر جدید وسائل سے یہ چیز ثابت ہوچکی اس لیے اس کو مانتا ہے، بس جو حقائق نبیوں نے بتائے اور قرآن مجید نے ان کا ذکر کیا ان کو آدمی کیوں نہیں مانتا جبکہ وہ اللہ کا کلام ہے اور ایک برگزیدہ فرشتہ کے ذریعہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا، جن کی ذات بابرکات اور جن کی اعلیٰ صفات لوگوں کی نگاہوں کے سامنے تھیں (۲) نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ کوئی بات اپنی طرف سے گڑھ کر کہے، بالفرض اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کا کام تمام کردیا جاتا (۳) جو جھٹلائیں گے آج نہیں تو کل وہ کف افسوس ملیں گے کہ کاش ہم نے اس کو مان لیا ہوتا، مگر اس وقت کی ندامت کام نہ آئے گی (۴) روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص نضر بن حارث تھا جس نے مذاق اڑاتے ہوئے عذاب کا مطالبہ کیا تھا (۵) یہ فرشتوں کے ملأ اعلیٰ میں آنے جانے کے مخصوص راستے ہیں، زیادہ تر مفسرین نے اس سے قیامت کا دن مراد لیا ہے، یہاں اس کی مدت کو پچاس ہزار سال فرمایا، حدیث صحیح میں بھی پچاس ہزار سال کی صراحت ہے البتہ جو جتنی زیادہ سختی میں ہوگا اس کو یہ مدت اتنی ہی طویل معلوم ہوگی، چنانچہ حدیث میں مؤمنین صادقین کے لیے آتا ہے کہ یہ مدت ان کے لیے ان کی ایک نماز سے بھی ہلکی ہوگی۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۝٥ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝٦ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝٧ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝١٠ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝١٢ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ۝١٤ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝١٥ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ۝١٦ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝١٧ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝١٨ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝١٩ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝٢٠ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝٢١ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝٢٢ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝٢٣ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ۝٢٤ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝٢٥ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝٢٦ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝٢٧ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝٢٨ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝٢٩ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٣٠ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝٣١

منزل۷

تو آپ اچھی طرح صبر کیے جایئے (۵) وہ اس کو دور سمجھتے ہیں (۶) اور ہم اس کو قریب ہی دیکھتے ہیں (۷) جس دن آسمان تلچھٹ کی طرح ہوگا (۸) اور پہاڑ روئی کے رنگین گالوں کی طرح ہوں گے (۹) اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا (۱۰) جبکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائی پڑ رہے ہوں[1] گے، گنہگار چاہے گا کہ وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو فدیہ میں دیدے (۱۱) اور اپنی بیوی اور بھائی کو (دیدے) (۱۲) اور اپنے گھرانے کو (دیدے) جس میں اس کا ٹھکانہ تھا (۱۳) اور زمین میں جو بھی ہیں سب (دیدے) پھر اپنے آپ کو بچالے (۱۴) ہرگز نہیں وہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے (۱۵) جو کھال کھینچ لینے والی ہے[2] (۱۶) ہر اس شخص کو پکارتی ہے جس نے پیٹھ پھیری اور منھ موڑا (۱۷) اور (مال) جمع کیا پھر اس کو سینت سینت کر رکھا (۱۸) یقیناً انسان کو جی کا کچا بنایا گیا ہے (۱۹) جب تکلیف پہنچے تو واویلا مچائے[3] (۲۰) اور جب مال ملے تو بخیل بن جائے (۲۱) سوائے ان نمازیوں کے (۲۲) جو اپنی نماز کی پابندی رکھتے ہیں (۲۳) اور جن کے مالوں میں متعین حق ہوتا ہے (۲۴) مانگنے والے کے لیے بھی اور تنگدست کے لیے بھی (۲۵) اور جو بدلہ کے دن کو سچ مانتے ہیں (۲۶) اور جو اپنے رب کے عذاب سے کانپتے رہتے ہیں (۲۷) یقیناً ان کے رب کا عذاب بے فکر رہنے کی چیز نہیں ہے (۲۸) اور جو اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں (۲۹) سوائے اپنی بیویوں کے یا جن (باندیوں) کے وہ مالک ہوئے ہوں تو ان پر کوئی ملامت نہیں (۳۰) پھر اس سے آگے جو خواہش کرے گا تو وہی لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں[4] (۳۱)

---

(۱) دوست اور رشتہ دار آمنے سامنے بھی ہوں گے تو بھی کام نہ آئیں گے، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، یہاں تک کہ آدمی چاہے گا کہ اپنے بچاؤ کے لیے کوئی بھی تدبیر نکل آئے خواہ بیوی بچوں ہی کو تاوان میں دینا پڑے (۲) ''شوی'' کلیجہ کو بھی کہتے ہیں اور سر کے اندر کی کھال کو بھی اور اطراف بدن کی کھال کو بھی (۳) عام طور پر انسان کے اندر صبر وتحمل کا مادہ کم ہوتا ہے الا یہ کہ اللہ پر یقین پیدا ہوجائے (۴) جنسی خواہش اگر بیوی یا باندی کے علاوہ کسی اور سے پوری کرتا ہے تو وہ حد سے آگے بڑھ جانے والا مجرم ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۷﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿۴۰﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۴۴﴾ ع

سورة نوح مكية وهي ثمان وعشرون آية وفيها ركوعان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۲﴾

منزل۷

اور جو اپنی امانتوں اور قرار کا لحاظ رکھنے والے ہیں (۳۲) اور جو اپنی گواہیاں ٹھیک ٹھیک دینے والے ہیں (۳۳) اور جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی رکھتے ہیں (۳۴) یہی لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت کے ساتھ ہوں گے[1] (۳۵) پھر ان کافروں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ آپ کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں (۳۶) دائیں اور بائیں جٹ کے جٹ (۳۷) کیا ان میں ہر شخص کو یہ لالچ ہے کہ وہ نعمتوں کی جنت میں داخل کردیا جائے[2] (۳۸) ہرگز نہیں! ہم نے ان کو جس چیز سے بنایا وہ اس کو جانتے ہیں[3] (۳۹) اب میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں (۴۰) کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہم پیچھے رہ جانے والے نہیں ہیں[4] (۴۱) تو آپ انھیں جانے دیجیے باتیں بناتے رہیں اور کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک اس دن کا ان کو سامنا کرنا پڑے جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے (۴۲) جس دن وہ اپنی قبروں سے اس تیزی سے نکلیں گے کہ جیسے وہ کسی نشانے پر دوڑے جارہے ہوں (۴۳) ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی ذلت ان پر چھا رہی ہوگی، یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا (۴۴)

﴿سورۂ نوح﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آپڑے (۱) انھوں نے کہا اے میری قوم! میں تمھیں کھل کر خبردار کردینے والا ہوں (۲)

---

(۱) یہ آٹھ صفتیں ہیں جن میں آغاز بھی نماز سے ہوا اور اختتام بھی نماز پر، اس سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے (۲) جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تو اس کو سننے کے لیے جٹ کے جٹ کافر جمع ہوجاتے مگر ہٹ دھرمی کی انتہا یہ تھی کہ وہ اس کے باوجود کہتے کہ اگر یہ صاحب جنت میں جائیں گے تو ہم ان سے پہلے جائیں گے (۳) یعنی قطرۂ ناپاک سے بنے ہیں، یہ جنت کے لائق کب ہیں؟! ہاں اگر ایمان کی بدولت پاک ہوجائیں تو یقیناً اس کے مستحق ہوجائیں گے (۴) یعنی ہم اسلام کے لیے ان کے محتاج نہیں جب چاہیں ہم دوسری قوم کو کھڑا کردیں اور یہی ہوا، مشرکین مکہ کی جگہ انصار مدینہ کھڑے ہوئے اور مشرکین کو ذلیل ہونا پڑا، مشارق ومغارب کی قسم شاید اس لیے کھائی کہ اللہ ہر روز مشرق ومغرب کو بدلتا رہتا ہے تو اس کے لیے تم کو بدل کر دوسری قوم کا لے آنا کیا مشکل ہے، مشارق ومغارب کو جمع اسی لیے استعمال کیا گیا کہ سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کی جگہ میں کچھ نہ کچھ فرق ہوتا رہتا ہے۔

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿١٤﴾ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ﴿١٨﴾

ربع

منزل۷

کہ صرف اللہ کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرو اور میری بات مانو (۳) وہ تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور تمہیں ایک متعین مدت تک کے لیے مہلت دیدے گا، یقیناً اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آپہنچے تو اس کو ٹالا نہیں جا سکتا، کاش کہ تم جان جاؤ[۱] (۴) (پھر جب قوم نے بات نہ مانی تو) انھوں نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا (۵) تو میرے بلانے سے وہ اور بھاگتے ہی گئے (۶) اور جب جب میں نے ان کو بلایا تاکہ تو ان کو معاف کردے تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لیے اور اَڑ گئے اور انھوں نے بڑی اکڑ دکھائی (۷) پھر میں نے ان کو صاف صاف دعوت دی (۸) پھر میں نے ان کو کھل کر بھی بلایا اور چپکے چپکے بھی ان کو سمجھایا (۹) تو میں نے کہا کہ اپنے رب سے بخشش چاہو یقیناً وہ بڑا بخشش فرمانے والا ہے (۱۰) وہ تم پر اوپر سے موسلادھار بارش نازل فرمائے گا (۱۱) اور تمہارے مال اور بیٹوں میں اضافہ فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات تیار کردے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری فرمادے گا (۱۲) تمہیں کیا ہوگیا کہ تمہیں اللہ کی عظمت کا کچھ خیال نہیں (۱۳) حالانکہ اس نے تم کو مرحلہ وار پیدا کیا[۲] (۱۴) بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بتہ بنائے (۱۵) اور ان میں چاند کو روشنی بنایا اور سورج کو چمکتا ہوا چراغ بنایا (۱۶) اور اللہ نے زمین سے تمہاری اچھی طرح نشو ونما فرمائی (۱۷) پھر اسی میں وہ تمہیں لوٹائے گا اور ایک خاص انداز سے نکالے گا (۱۸)

---

(۱) یعنی ایمان لاؤ گے تو کفر وشرارت پر جو عذاب آنا مقدر ہے وہ نہ آئے گا بلکہ ڈھیل دی جائے گی کہ عمر طبعی کے مطابق زندہ رہو اور اگر ایمان نہ لاؤ گے تو اس صورت میں عذاب کا جو وعدہ ہے اگر وہ سر پر آکھڑا ہوا تو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گا، ایک منٹ بھی ڈھیل نہ دی جائے گی، حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال دعوت کا کام کرتے رہے، انھوں نے سمجھانے کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا، مجمع میں بھی سمجھایا اور اکیلے میں بھی بات کی لیکن قوم نے سننا ہی نہ چاہا، کانوں میں انگلیاں دے لیں، اپنے کپڑے منھ پر ڈال لیے اور نفرت کے ساتھ نکل گئے تو حضرت نوح نے بددعا کی کہ جن کی ہدایت مقدر نہیں ان کو ایسے عذاب میں مبتلا کر جس میں پھر ان کو ڈھیل نہ ملے اور ان میں ایک فرد بچ نہ سکے کہ پھر وہ کفر وشرک کا ذریعہ بن جائے (۲) قرآن مجید میں کئی جگہ اس کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، نطفہ، **علقہ، مضغہ، عظام** یہاں تک کہ ایک خوبصورت انسان پھر زمین میں اس کو نشو ونما پھر اسی خاک کا پیوند پھر ایک دن وہیں سے اس کو کھڑا کیا جائے گا اور اس کا حساب وکتاب ہوگا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾

منزل۷

اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا (۱۹) تا کہ تم اس میں کشادہ راستوں پر چلو (۲۰) نوح نے کہا کہ اے میرے رب انھوں نے میری تو نافرمانی کی اور اس کے پیچھے ہو لیے جس کو اس کے مال اور اولاد نے سوائے نقصان کے اور کچھ نہ دیا[1] (۲۱) اور انھوں نے بھاری بھاری چالیں چلیں (۲۲) اور بولے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑنا، ہرگز ہرگز وُد کو نہ چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو[2] (۲۳) اور انھوں نے بہت گمراہی پھیلائی اور تو ظالموں کی گمراہی کو اور بڑھاتا ہی جا (۲۴) (بس وہ) اپنے گناہوں کی پاداش میں ڈبو دیے گئے پھر جہنم میں داخل کیے جائیں گے بس انھیں اللہ کو چھوڑ کر کوئی مددگار نہ مل سکا (۲۵) اور نوح نے کہا کہ میرے رب زمین[3] میں کافروں میں سے کسی ایک کو بھی چلتا پھرتا مت چھوڑ[4] (۲۶) اگر تو نے ان کو چھوڑا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی جو ہوگی فاجر اور کافر ہی پیدا ہوگی (۲۷) اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور جو بھی میرے گھر میں ایمان لا کر داخل ہوا،[4] اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو اور ظالموں کو تباہ ہی کرتا چلا جا (۲۸)

﴿سورۂ جن﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بتا دیجیے کہ مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ جنوں میں سے کچھ افراد نے غور سے (قرآن) سنا پھر وہ کہنے لگے ہم نے حیرت انگیز قرآن سنا ہے[5] (۱)

(۱) یعنی ایسے مالداروں کے چکر میں پڑ گئے جن کو ان کے مال نے ہلاک کیا اور کچھ بھی ان کے ہاتھ نہ آیا، اور انھوں نے بڑی چالیں چلیں اور اپنے معبودوں پر جمے رہنے کی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہے (۲) یہ سب ان بتوں کے نام ہیں جن کو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پوجا کرتی تھی (۳) حضرتؑ کو بطریق وحی معلوم ہو چکا تھا کہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے "إنه لن يؤمن من قومك إلا من قد آمن" (جو ایمان لا چکے لا چکے اب ہرگز کوئی ایمان نہ لائے گا) اس کے بعد حضرت نوحؑ نے یہ بددعا فرمائی (۴) چونکہ بیوی اور ایک بیٹا گھر میں ہونے کے باوجود ایمان سے محروم رہے اس لیے ایمان کی شرط لگائی (۵) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا، آپؐ نے جنوں کو بھی اسلام کی دعوت دی اور اس کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا کہ آپؐ کی بعثت سے پہلے جنوں کو آسمانوں کے قریب تک جانے کی اجازت تھی لیکن آپ کی بعثت کے بعد ان کو روک دیا گیا تو ان کو یہ خیال ہوا کہ یقیناً زمین میں کوئی نئی بات پیش آئی ہے جس کی تلاش کے لیے وہ نکلے تھے، ادھر آنحضرتؐ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ مقام نخلہ میں آپ ٹھہرے اور وہاں فجر کے وقت آپ تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کا ادھر سے گزر ہوا، آواز سنکر وہ ٹھہر گئے پھر ان کو آپ کی بعثت کا یقین ہو گیا اور وہ سب مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم میں جا کر انھوں نے تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں کئی مرتبہ جنوں کے وفود آنحضرتؐ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے، بخاری شریف میں یہ واقعہ منقول ہے، جنوں کے قرآن مجید کے سن پانے اور پھر آپس میں اس سلسلہ کی گفتگو کرنے کا ذکر وحی کے ذریعہ آپؐ سے کیا جا رہا ہے اور آپ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ یہ گفتگو مشرکین مکہ کو سنا دیں کہ جس طرح جن طالب بن کر مسلمان ہوئے تمہیں بھی اس سلسلہ میں غور کرنا چاہیے۔

يَهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲
وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّ
اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ
اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهٗ كَانَ
رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ
رَهَقًا ۝۶ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷
وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا
وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ
يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ
اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ
رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا
طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ
وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ
فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَّاَنَّا مِنَّا
الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴

منزل۷

جو بھلائی کی طرف لے جاتا ہے بس اس پر ہم ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانیں گے (۲) اور یہ کہ یقیناً ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے، اس نے نہ کوئی بیوی رکھی ہے اور نہ کوئی بیٹا (۳) اور یہ کہ ہمارے بیوقوف لوگ اللہ کی شان سے ہٹی ہوئی باتیں کیا کرتے ہیں (۴) اور یہ کہ ہم یہ سمجھا کرتے تھے کہ انسان اور جنات اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے ہیں[1] (۵) اور یہ کہ انسانوں میں کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو انھوں نے ان کو اور زیادہ سر چڑھا دیا تھا[2] (٦) اور یہ کہ وہ یہی سمجھتے رہے جیسے تم سمجھتے تھے کہ اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا[3] (۷) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اس کو زبردست پہرے داروں اور آگ کے گولوں سے بھرا پایا (۸) اور یہ کہ وہاں سن گن لینے کے لیے ہم کچھ جگہوں پر بیٹھا کرتے تھے بس اب جو کان لگاتا ہے تو آگ کا گولا گھات میں لگا پاتا ہے (۹) اور یہ کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ زمین والوں کے لیے کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کے لیے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے[4] (۱۰) اور یہ کہ یقیناً ہم میں اچھے لوگ بھی تھے اور ہم میں دوسرے بھی تھے، ہم مختلف راستوں پر تھے (۱۱) اور یہ کہ ہم سمجھ گئے کہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو بے بس کر سکتے ہیں (۱۲) اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت (کی بات) سنی تو ہم ایمان لے آئے، بس جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا تو اسے نہ نقصان کا ڈر ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا (۱۳) اور یہ کہ یقیناً ہم میں مسلمان بھی ہیں اور ہم میں ظالم بھی ہیں بس جو مسلمان ہو گئے تو انھوں نے صحیح راستہ ڈھونڈ نکالا (۱۴)

---

(۱) انسانوں اور جنوں کی بڑی تعداد شرک میں مبتلا تھی، کوئی خدا کا بیٹا کہتا تھا، کوئی خدا کی بیوی اور کوئی بیٹیاں، یہ سب اللہ کی شان سے ہٹ کر باتیں کرتے تھے اور ہم غلط فہمی میں مبتلا تھے، اب حقیقت کھل گئی (۲) زمانہ جاہلیت میں لوگ جنگلوں کا سفر کرتے تو جنوں سے پناہ چاہتے کہ وہ جنگل کی تکلیفوں سے ان کو بچائیں، اس سے بھی جنوں میں مزید خودسری پیدا ہوگئی (۳) یعنی جس طرح تم آخرت کو نہیں مانتے تھے اسی طرح انسانوں کا بھی حال تھا (۴) اسی تبدیلی کی وجہ تلاش کرنے والے وہ نکلے تھے کہ حق کو پالیا، اس کا ذکر اوپر گزر چکا۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا
عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ
وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾
وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ
لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾
قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ
اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ
اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا
يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾
قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ
لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ
اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ
يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾

منزل۷

اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا کندہ بنیں گے (۱۵) اور (یہ حکم بھی آیا ہے) کہ اگر وہ راستہ پر سیدھے ہو جائیں تو ہم ان کو جی بھر کر سیراب کریں گے[1] (۱۶) تا کہ ہم ان کو اس میں آزما کر دیکھیں، اور جو بھی اپنے رب کی یاد سے منھ موڑے گا تو وہ اس کو چڑھتے ہوئے عذاب میں ڈال دے گا (۱۷) اور یہ کہ سجدے سب اللہ ہی کے لیے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو (۱۸) اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہو کر اس کو پکارتا ہے تو وہ اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگا لیتے ہیں[2] (۱۹) کہہ دیجیے کہ میں صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں کرتا (۲۰) کہہ دیجیے کہ میں تمہارے لیے ذرا بھی نقصان کا مالک نہیں ہوں اور نہ ذرا بھی بھلائی کا (۲۱) کہہ دیجیے کہ مجھے اللہ سے کوئی بھی بچا نہیں سکتا اور نہ اس کے سوا میں کہیں بھی پناہ کی جگہ پاتا ہوں (۲۲) مگر (یہ) اللہ کی طرف سے پہنچانا ہے اور اس کے پیغامات ہیں، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، اسی میں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا (۲۳) یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں گے جن سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے تو ان کو پتہ چل جائے گا کہ کس کا مددگار سب سے کمزور اور کس کی تعداد سب سے کم ہے[3] (۲۴) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب ہی ہے یا میرا رب اس کے لیے کوئی لمبی مدت طے فرماتا ہے (۲۵) وہ ڈھکے چھپے کا جاننے والا ہے، تو وہ کسی کو بھی اپنے بھید نہیں بتاتا (۲۶) سوائے کسی پیغمبر کے جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو تو وہ ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے محافظ لگا دیتا ہے[4] (۲۷)

---

(۱) یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین مکہ خشک سالی میں مبتلا تھے، ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم بھی سچی بات کو تلاش کر لو اور حق پر ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں خوب سیراب کرے گا
(۲) اس سے جنات بھی مراد ہو سکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے وقت جمع ہو جایا کرتے تھے اور انسان بھی مراد ہو سکتے ہیں چنانچہ مشرکین مکہ کا حال بھی یہی ہوتا تھا، بس کہا جا رہا ہے کہ تم جس پر فریفتہ ہوتے ہو اس میں سوائے دعوت توحید اور کیا ہے، پھر آگے اسی دعوت توحید کو کھول کر بیان کیا جا رہا ہے
(۳) قیامت کا دن مراد ہے (۴) قیامت سب سے بڑا راز ہے جو اللہ نے کسی کو نہیں بتایا اور اس کے بھید کی بہت سی باتیں وہ ہیں جو وہ اپنے خاص پیغمبروں کو بتاتا ہے اور فرشتوں کو ان کا محافظ بنا دیتا ہے تا کہ کوئی شیطان اس میں خلل نہ ڈال سکے۔

لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

سُورَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ عِشْرُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ﴿٣﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴿٤﴾ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ﴿٥﴾ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ﴿٦﴾ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾ رَّبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ﴿١٠﴾ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ﴿١١﴾ إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١٢﴾ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾

منزل۷

تا کہ وہ جان لے کہ انھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے اور وہ ان کی سب چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز اس نے گن گن کر رکھی ہے (۲۸)

﴿سورۂ مزمل﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے چادر اوڑھنے والے[۱] (۱) تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات قیام کیا کیجیے (۲) اس کا آدھا حصہ یا اس سے بھی کچھ کم کرلیا کیجیے (۳) یا اس سے کچھ بڑھا لیجیے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجیے (۴) ہم جلد ہی آپ پر بھاری فرمان نازل کرنے والے ہیں[۲] (۵) یقیناً رات کو اٹھنا ہے ہی ایسا جو نفس کو کچل کر رکھ دیتا ہے اور بات بھی بالکل ٹھیک ٹھیک نکلتی ہے[۳] (۶) بلاشبہ آپ کے لیے دن میں لمبی مشغولیت ہے (۷) اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیے جایئے اور اسی کے ہو کر رہ جایئے[۴] (۸) وہ مشرق و مغرب کا رب اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بنائے رکھیے (۹) اور ان کی باتوں پر صبر کیے جایئے اور خوبصورت طریقہ پر ان سے کنارہ کشی اختیار کیجیے[۵] (۱۰) اور جھٹلانے والوں کو مجھ پر چھوڑ دیجیے جو مزے کر رہے ہیں اور ان کو تھوڑی ڈھیل دیئے جایئے (۱۱) یقیناً ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے (۱۲) اور گلے میں پھنسنے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے (۱۳) جس دن زمین اور پہاڑ لرز کر رہ جائیں گے اور پہاڑ بھر بھراتی ریت کے تودے بن جائیں گے (۱۴) بلاشبہ ہم نے تمہاری طرف ایک ایسے رسول کو بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہوں گے، جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول کو بھیجا تھا[۶] (۱۵)

---

(۱) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اتری تو آپ پر اس کا بہت اثر پڑا، آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ "زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي" (مجھے اوڑھا دو، مجھے اوڑھا دو) پہلی وحی کے بعد یہ آیتیں اتریں، اس میں آپ کو اسی لقب سے خطاب کیا جارہا ہے کہ اے چادر کے اوڑھنے والے (۲) یہ آیتیں پہلی وحی کے کچھ عرصہ بعد اتریں تھیں، اس کے بعد مسلسل آیتوں کا نزول ہوتا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے اور چونکہ اس کے نزول کے وقت آپؐ پر سخت بوجھ ہوتا تھا اس لیے اس کو 'بھاری کلام' کہا گیا ہے، آپ اگر اس وقت کسی سواری پر ہوتے تو وہ تحمل نہ کرسکتی تھی، اس کے علاوہ اس کو دوسروں تک منتقل کرنا، اس کی دعوت و تبلیغ اور اس کے حقوق کو ادا کرنا اور اس راہ کی سختیوں کو برداشت کرنا بھی سخت مشکل اور بھاری کام تھا (۳) ایک طرف یہ بہت بڑی ریاضت ہے جس سے نفس کچلا جاتا ہے دوسری طرف یہ خاص رحمت الٰہی کے نزول کا وقت ہوتا ہے اور ذکر و دعا اور تلاوت میں زبان و دل دونوں یکساں شریک ہوتے ہیں، اس لیے اس کے نتیجہ میں ایک خاص قسم کی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے جو اگلے دن دعوت کی بھرپور مشغولیت میں معاون بنتی ہے، اگلی آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے (۴) یعنی ان میں ظاہری مشغولیات کے ساتھ دل اللہ ہی کی طرف متوجہ رہے (۵) یعنی حق و صداقت کو جھٹلانے والوں کی ایذا رسانی پر صبر کیے جایئے اور ان کو مجھ پر چھوڑ دیجیے (۶) اس میں مشرکین مکہ کو متنبہ کرنا ہے کہ فرعون جیسا طاقتور نہ بچ سکا تو اگر تم نے انکار کیا تو اپنا حشر خود ہی سمجھ لو۔

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿١٦﴾
فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ
شِيْبَا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ
هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾
اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ
نِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ
يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ
عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ
سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ
يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا
وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾

منزل ۷

تو فرعون نے رسول کا کہا نہ مانا تو ہم نے اس کی بڑی سخت پکڑ کی (۱۶) بس اگر تم نے بھی انکار کیا تو اس دن سے کس طرح بچاؤ کرو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا (۱۷) آسمان اس سے پھٹ پڑے گا، اس کا وعدہ ہو کر ہی رہتا ہے (۱۸) یقیناً یہ ایک نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اپنا لے (۱۹) یقیناً آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کتنے لوگ دو تہائی رات کے قریب کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات، اور اللہ ہی رات اور دن کا شمار رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے تو اس نے تمہیں معاف کیا بس اب جو آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو[1]، وہ جانتا ہے کہ آگے تم میں مریض بھی ہوں گے اور کچھ دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو زمین میں اللہ کا فضل تلاش کرتے پھریں گے اور کچھ دوسرے وہ جو اللہ کے راستہ میں جنگ کریں گے، تو جو اس میں آسانی سے ہو وہ پڑھ لیا کرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو قرض دیتے جاؤ اچھا قرض[2]، اور جو بھی تم اپنے لیے بھلائی بھیج رکھو گے اس کو اللہ کے پاس اور زیادہ بہتر اور اجر میں بڑھ کر پاؤ گے اور اللہ سے استغفار کیے جاؤ، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے (۲۰)

(۱) یعنی اللہ نے تمہاری حکم برداری دیکھ لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھیوں نے کیسی مشقتیں برداشت کیں، پاؤں پر ورم آگئے وہ پھٹ گئے مگر پوری رات انھوں نے قیام میں گزار دی، اب اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرماتا ہے کہ نہ اب اتنے زیادہ کی ضرورت رہی اور نہ ہی آگے لوگ اس کا تحمل کر سکیں گے، جو ہو سکے رات میں پڑھ لو، اس کی فضیلت مسلم ہے، مگر وہ فرض نہیں البتہ دن کی پانچ نمازوں کی پابندی کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور بھلائیاں کرتے رہو، اولین صحابہ سے یہ محنت شاقہ ایک سال تک اس لیے لی گئی کہ وہ آئندہ امت کے ہادی و معلم بننے والے تھے، ضرورت تھی کہ وہ اس طرح منجھ جائیں اور روحانیت میں اس طرح رنگ جائیں کہ تمام دنیا ان کے آئینہ میں کمالات محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا نظارہ کر سکے اور یہ نفوس قدسیہ ساری امت کی اصلاح کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا سکیں
(۲) پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا ہی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ۝۳ وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ ۙ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ۝۶ وَ
لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ
يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰ ذَرْنِيْ وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ۝۱۲ وَّبَنِيْنَ
شُهُوْدًا ۙ۝۱۳ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ۝۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ
اَزِيْدَ ۝۱۵ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝۱۶ سَاُرْهِقُهٗ
صَعُوْدًا ۝۱۷ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝۱۸ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۱۹ ثُمَّ
قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۱ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝۲۲
ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝۲۳ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
يُّؤْثَرُ ۝۲۴ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝۲۵ سَاُصْلِيْهِ
سَقَرَ ۝۲۶ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝۲۷ لَا تُبْقِيْ وَ
لَا تَذَرُ ۝۲۸ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝۲۹ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝۳۰

منزل ۷

﴿سورۂ مدثر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے چادر لپیٹنے والے[1] (۱) اٹھ جائیے پھر خبردار کیجیے (۲) اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کیجیے (۳) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے (۴) اور ہر گندگی سے دور رہیے (۵) اور اس لیے احسان نہ کیجیے کہ زیادہ ملے (۶) اور اپنے رب کے لیے جمے رہیے[2] (۷) پھر جب صور پھونکی جائے گی (۸) بس یہی دن سخت (ترین) دن ہے (۹) کافروں پر آسان نہیں ہے (۱۰) چھوڑ یے مجھ کو اور اس کو جسے تنہا میں نے پیدا کیا (۱۱) اور اس کو میں نے اتنا مال دیا جو دور تک پھیلا ہوا ہے (۱۲) اور ایسے فرزند دیئے جو ہر وقت حاضر ہیں (۱۳) اور اس کے لیے راستے بالکل ہموار کر دیئے (۱۴) پھر اسے لالچ ہے کہ میں اسے اور دوں (۱۵) ہرگز نہیں کہ وہ تو ہماری آیتوں کا دشمن ہو رہا ہے (۱۶) میں اسے سر توڑ چڑھائی چڑھاؤں گا (۱۷) اس نے سوچا اور ایک بات بنائی (۱۸) بس وہ ہلاک ہو کیسی بات اس نے بنائی (۱۹) پھر وہ تباہ ہو کیسی اس نے بات طے کی (۲۰) پھر اس نے نظر دوڑائی (۲۱) پھر تیوری چڑھائی اور منھ بسورا (۲۲) پھر منھ موڑا اور اکڑ گیا (۲۳) بس کہنے لگا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو چلا آیا ہے (۲۴) یہ تو انسان کا کلام ہے (۲۵) جلد ہی میں اس کو جہنم رسید کروں گا[3] (۲۶) اور آپ جانتے بھی ہیں جہنم کیا ہے (۲۷) نہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی (۲۸) جسم کو جھلسا ڈالے گی (۲۹) اس پر اُنّیس (کارندے) متعین ہیں (۳۰)

---

(۱) یہ بھی مزمل ہی کے معنی میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ پہلی وحی کے بعد چادر اوڑھ کر لیٹ گئے تھے اس لیے آپ کو اسی لقب سے محبوبانہ انداز سے خطاب کیا جا رہا ہے، آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کا حکم ہو رہا ہے، پھر نماز کی تلقین ہوئی، اور چونکہ نماز میں جسم اور کپڑوں کی پاکی ضروری ہے اس لیے اس کا حکم دیا جا رہا ہے (۲) یعنی کسی کو کچھ دے کر اس کی طرف سے بدلہ کا خیال نہ رہے اور دعوت کی راہ میں جو دشواریاں پیش آئیں ان کو برداشت کیا جائے، اس لیے کہ یہ عظیم الشان کام بغیر اعلیٰ درجہ کی حوصلہ مندی اور صبر و استقلال کے انجام نہیں پا سکتا (۳) اس سے خاص طور پر ولید بن مغیرہ مراد ہے جس کے پاس بڑی دولت تھی، دس بیٹے تھے جو اس کے ساتھ ہی رہتے تھے اور وہ ہر وقت مال بڑھانے کے چکر میں رہتا تھا، کبھی شکر اس کی زبان پر نہ آتا تھا، ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، قرآن مجید سن کر متأثر ہوا، سرداران قریش کے پاس پہنچا تو انھوں نے اس کو عار دلائی، بس برادری کو خوش کرنے کے لیے کچھ سوچا پھر منھ بنایا تا کہ دیکھنے والے سمجھ لیں کہ اس کو قرآن سے انقباض ہے اور ایک بات طے کر کے کہہ دی کہ یہ جادو ہے، حالانکہ پہلے کہہ چکا تھا کہ کہاں جادو اور کہاں یہ اعلیٰ کلام، مگر بات بنا گیا تا کہ سرداری پر فرق نہ آئے۔

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ
اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ
اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ
رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾
وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى
الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ
اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ
الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۭ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا
سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ
نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ
شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾

منزل ۷

اور ہم نے دوزخ کے یہ کارندے کوئی اور نہیں فرشتے مقرر کیے ہیں[1] اور ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے رکھی ہے تاکہ جن کو کتاب ملی ان کو یقین آجائے اور ایمان والوں کا ایمان بڑھ جائے اور اہل کتاب اور مومنوں کو شبہ نہ رہ جائے[2] اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور جو منکر ہیں وہ یہ کہنے لگیں اللہ یہ مثال دے کر کیا چاہتا ہے، اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے[3] اور آپ کے رب کے لشکر کو سوائے اس کے اور کون جان سکتا ہے اور یہ تو صرف انسانوں کے لیے ایک نصیحت ہے (۳۱) خبردار! قسم ہے چاند کی (۳۲) اور رات کی جب وہ ڈھلنے لگے (۳۳) اور صبح کی جب وہ روشن ہو (۳۴) بلاشبہ وہ بڑی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے[4] (۳۵) انسانوں کو خبردار کرنے والی ہے (۳۶) تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جو آگے بڑھ جانا چاہتا ہو یا پیچھے ہٹ جانا چاہتا ہو[5] (۳۷) ہر شخص اپنے کیے میں پھنسا ہوگا (۳۸) سوائے دائیں طرف والوں کے (۳۹) وہ جنتوں میں ہوں گے سب مل کر پوچھیں گے (۴۰) مجرموں سے (۴۱) تمہیں جہنم میں کس چیز نے پہنچایا (۴۲) وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے (۴۳) اور نہ ہم مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے (۴۴) اور (بیہودہ باتوں میں) گھسنے والوں کے ساتھ ہم بھی گھس جاتے تھے (۴۵) اور ہم بدلہ کے دن کو جھٹلاتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ یقینی چیز (موت) نے ہم کو آدبوچا (۴۷) تو ان لوگوں کو سفارش کرنے والوں کی سفارش کام نہ آئے گی (۴۸) پھر انھیں ہوا کیا ہے کہ وہ نصیحت سے پیٹھ پھیرے ہوئے ہیں (۴۹)

---

(۱) اُنّیس کا عدد سن کر مشرکین مذاق اڑانے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں اُنیس ہمارا کیا کرلیں گے، ایک پہلوان بولا کہ سترہ کے لیے تو میں اکیلا ہی کافی ہوں، دو سے تم نمٹ لینا، اس پر یہ آیت اتری کہ وہ انسان نہیں فرشتے ہیں جن کی طاقت کا عالم یہ ہے کہ صرف ایک نے لوط علیہ السلام کی پوری بستی پلٹ دی (۲) اہل کتاب کو پہلے سے یہ عدد معلوم ہوگا جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے اور اتنا تو وہ جانتے ہی تھے کہ فرشتوں میں کیا طاقت ہے، چنانچہ اس سے ان کے دلوں میں قرآن کریم کی حقانیت کا یقین پیدا ہوگا اور منکرین اپنے کفر واستہزاء ہی میں مارے جائیں گے (۳) ایک ہی چیز سے سلیم الطبع صحیح سوچ رکھنے والا آدمی راہ پالیتا ہے اور بد استعداد جس کو ماننا ہی نہ ہو اس کو مذاق میں اڑا دیتا ہے اور گمراہی میں جا پڑتا ہے (۴) دوزخ جیسی بڑی مصیبت کا ذکر کرنے سے پہلے اللہ نے پہلے چاند کی قسم کھائی، وہ جس طرح روز بروز بڑھتا پھر آہستہ آہستہ گھٹتا ہے اور پھر غروب ہو جاتا ہے یہی حال انسان کی طاقت کا ہے، وہ بڑھتی ہے پھر گھٹنا شروع ہوتی ہے پھر وہ خود موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے، اس کے بعد رات کے ڈھلنے اور صبح کی سپیدی نمودار ہونے کی قسم کھا کر بظاہر یہ اشارہ ہے کہ ابھی کافروں کے سامنے غفلت کا اندھیرا چھایا ہوا ہے جلد ہی وہ وقت آئے گا کہ نور اسلام چمک اٹھے گا اور پھر قیامت میں جو حقائق پوشیدہ ہیں وہ بھی کھل کر سامنے آجائیں گے (۵) قیامت اتنی بڑی چیز ہے کہ جو ڈرے وہ آگے بڑھتا ہے اور جو بے فکر ہو وہ پیچھے ہوتا چلا جاتا ہے اور برائیاں کرنے والے اپنی برائیوں میں پھنسے ہیں، ہاں جن کو نامہ اعمال ان کی نیکیوں کی وجہ سے دائیں ہاتھ ←

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ
كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا
يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ
ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ
التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

سُورَةُ الْقِيَامَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾
أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَادِرِينَ
عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ
أَمَامَهُ ﴿٥﴾ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿٦﴾ فَإِذَا بَرِقَ
الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾
يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ إِلَىٰ
رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ
بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾

منزل ۷

جیسے بدکے ہوئے گدھے ہوں (۵۰) جو کسی شیر سے بھاگ کھڑے ہوئے ہوں[1] (۵۱) البتہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے صحیفے دے دیئے جائیں (۵۲) ہرگز نہیں! ہاں بات یہ ہے کہ وہ آخرت کا ڈر ہی نہیں رکھتے (۵۳) کوئی نہیں! یہ تو ایک نصیحت ہے (۵۴) بس جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے (۵۵) اور وہ نصیحت جب ہی حاصل کر سکتے ہیں جب اللہ کی مشیت ہو (۵۶) وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی ہے مغفرت کرنے کے لائق[2] (۵۷)

﴿سورۂ قیامہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اب میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں[3] (۱) اور ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں (۲) کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے (۳) کیوں نہیں ہم اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں کہ اس کے پور پور کو ٹھیک کر دیں[4] (۴) بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ وہ اپنے آگے بھی ڈھٹائی کرتا رہے (۵) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے[5] (۶) بس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی (۷) اور چاند گہنا جائے گا (۸) اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے (۹) اس دن انسان کہے گا کہ اب بچاؤ کی جگہ کہاں ہے (۱۰) ہرگز نہیں! اب پناہ کی کوئی جگہ نہیں (۱۱) اس دن آپ کے رب کے سامنے ہی (ہر ایک کو) ٹھہرنا ہے (۱۲) اس دن انسان کو جو کچھ اس نے آگے پیچھے کیا ہے سب جتلا دیا جائے گا (۱۳) بات یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ سے خوب واقف ہے (۱۴)
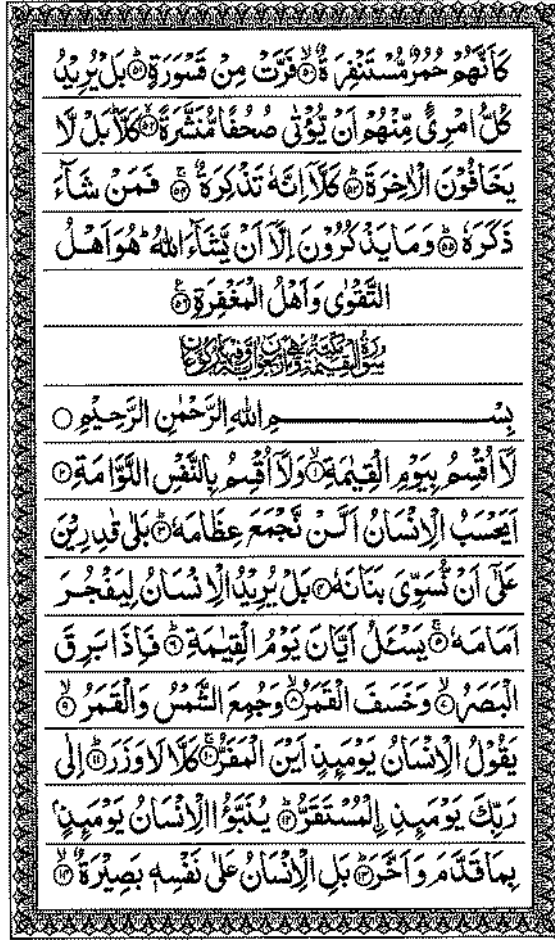
← میں دیا جائے گا وہ نجات پائیں گے، وہ جنتوں میں ہوں گے اور اہل جہنم سے خطاب کر کے سوال کریں گے جس کا ذکر آگے آیتوں میں آیا ہے۔

(۱) اللہ کی کتاب پر ایمان لانے سے ان کے بدکنے کا حال یہ ہے اور خود ہر شخص چاہتا ہے کہ اسی پر کتاب نازل ہو جائے اور وہ نبی ہو جائے، آگے فرمایا جا رہا ہے کہ کتاب ایک پر اتری تو کیا ہوا نصیحت تو سب کے لیے ہے (۲) ایک حدیث میں اس کی تشریح یوں منقول ہے کہ میں اس لائق ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرے وہ ایسا کرے گا تو میری شان یہ ہے کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں (۳) قیامت کی اہمیت کے لیے اس کی قسم کھائی گئی پھر آگے قیامت کے کچھ احوال کا بیان ہے اور درمیان میں ''نفس لوّامہ'' کی قسم کھا کر یہ بتایا گیا کہ نفس کی یہ وہ قسم ہے جو قیامت کے ڈر سے برائیوں سے بچنے کی فکر کرتی ہے، پہلا مرحلہ اس نفس کا ہے جو ''امّارہ بالسوء'' ہے اس کا کام ہی برائیوں پر آمادہ کرنا ہے پھر ترقی ہوتی ہے تو برائی کے بعد توبہ کی توفیق ہونے لگتی ہے اور فکر آخرت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا بلند ترین مقام ''نفس مطمئنّہ'' ہے کہ اس کو پھر برائی کے ارتکاب بلکہ تصور سے بھی تکلیف پہنچنے لگتی ہے (۴) پور پور کا ذکر خاص اس لیے فرمایا کہ ہر انسان کے پور کی بناوٹ الگ الگ ہوتی ہے، اس لیے دستخط کی جگہ انگوٹھے کا نشان لیا جاتا ہے کہ وہ ایک کا کسی دوسرے کی طرح نہیں ہوتا، اللہ فرماتا ہے کہ ہڈیوں کا جمع کر کے جوڑ دینا تو معمولی بات ہے ہم تو اس کا پور پور دوبارہ ویسے ہی بنا کر رکھ دیں گے (۵) یہ ڈھٹائی کی انتہا ہے، سوچتا ہے کہ جب تک قیامت نہیں آتی آگے بھی جو چاہوں کرتا رہوں۔

وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ
بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ
قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾
اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ
اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾
وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ
السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾
فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾
ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ
يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾
ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ
الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ
يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾

منزل۷

خواہ اپنے بہانے پیش کرڈالے[1] (۱۵) آپ اس (قرآن کو پڑھنے) میں جلدی جلدی اپنی زبان کو حرکت نہ دیں (۱۶) اس کو محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے (۱۷) پھر جب ہم (جبرئیل کی زبانی) اس کو پڑھیں تو آپ اس کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ رہیں (۱۸) پھر اس کی وضاحت بھی ہمارے ذمہ ہے[2] (۱۹) بات یہ ہے کہ تم لوگوں کو فوری چیز (یعنی دنیا) سے محبت ہے (۲۰) اور آخرت کو تم فراموش کر دیتے ہو (۲۱) اس دن بہت سے چہرے کھل رہے ہوں گے (۲۲) اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے (۲۳) اور بہت سے چہرے بدرونق ہوں گے (۲۴) سمجھ رہے ہوں گے کہ (آج) ان کی کمر توڑ کر رکھ دی جائے گی (۲۵) کوئی نہیں! جب جان ہنسلی کو آلگے گی[3] (۲۶) اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا[4] (۲۷) اور وہ سمجھ لے گا کہ جدائی کا وقت آپہنچا (۲۸) اور پاؤں پر پاؤں چڑھ جائیں گے[5] (۲۹) اس دن آپ کے رب کی طرف ہانک کرلے جایا جائے گا (۳۰) پھر اس نے نہ مانا نہ نماز پڑھی (۳۱) البتہ جھٹلایا اور منھ پھیرا (۳۲) پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا (۳۳) تیرے لیے تباہی پر تباہی ہے (۳۴) (ہاں) پھر تیرے لیے تباہی پر تباہی ہے (۳۵) کیا انسان سمجھتا ہے کہ اس کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا (۳۶) کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو (ماں کے رحم میں) ٹپکایا گیا (۳۷) پھر وہ لوتھڑا بن گیا پھر (اللہ نے اس کو) بنایا تو متوازن بنایا (۳۸) پھر اس نے اس سے دونوں جوڑے بنائے مرد بھی اور عورت بھی (۳۹) بھلا اس کو اس پر قدرت نہ ہوگی کہ وہ مردوں کو پھر سے زندہ کردے (۴۰)

---

(۱) انسان اپنی حقیقت خوب سمجھتا ہے، اپنی غلطیوں کو بھی جانتا ہے، لاکھ بہانے تراشے (۲) شروع میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آیتیں لے کر اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی اپنی زبان سے ادا فرماتے تا کہ کچھ چھوٹنے نہ پائے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت ہوتی، اس پر یہ آیتیں اتریں کہ اس کا آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا اور آپ کی زبان سے ادا کروانا پھر اس کی وضاحت وتفصیل سب ہمارے ذمہ ہے، بس جب ہم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے آیتیں پڑھیں تو آپ غور سے سن لیں اور اس کے بعد اپنی زبان مبارک سے ادا کریں (۳) یعنی قیامت کا وہ دن دور نہیں، جب آدمی مرا، اس کی قیامت اس کے سامنے ہے (۴) جب ہر طرح کے ظاہری علاج سے مایوسی ہو جاتی ہے تو آدمی کو جھاڑ پھونک کی سوجھتی ہے اس میں اس کے موت کے قریب ہونے کی طرف اشارہ ہے (۵) سکرات موت کی شدت کی طرف اشارہ ہے اور اگلی آیت میں سفر آخرت کے آغاز کا تذکرہ ہے۔

سُورَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَى وَثَلَاثُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿١﴾
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿٢﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا
كَفُوْرًا ﴿٣﴾ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿٤﴾
اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿٥﴾
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٦﴾ يُوْفُوْنَ
بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿٧﴾ وَيُطْعِمُوْنَ
الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿٨﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿٩﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ
رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ
لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿١١﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا
زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾

منزل۷

﴿سورۂ دھر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا انسان پر ایک زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ وہ ذکر کے قابل بھی نہ تھا (۱) ہم ہی نے انسان کو ایک ملے جلے نطفہ[۱] سے پیدا کیا، ہم اس کو الٹتے پلٹتے رہے پھر ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنا دیا (۲) ہم نے صحیح راستہ اسے بتا دیا ہے، اب خواہ وہ احسان مانے یا انکار کردے[۲] (۳) یقیناً ہم نے انکار کرنے والوں کے لیے بیڑیاں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۴) یقیناً نیک لوگوں کو ایسے جام پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی[۳] (۵) ایسے چشمے سے جس سے اللہ کے خاص بندے پئیں گے وہ خود (جہاں سے چاہیں[۴] گے) اسے جاری کر لے جائیں گے (۶) یہ (وہ لوگ ہیں جو) منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کا شر پھیلا ہوا ہوگا[۵] (۷) اور وہ خود کھانے کی چاہت کے باوجود اس کو غریبوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے رہتے ہیں (۸) (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو تمہیں صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلا رہے ہیں، ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے (۹) ہم تو اپنے رب سے سختی کے ایک اُداس دن سے ڈرتے ہیں (۱۰) بس اللہ ان کو اس دن کے شر سے بچالے گا اور ان کو شادابی اور خوشی عطا فرمائے گا (۱۱) اور ان کو ان کے صبر کے بدلہ میں باغات اور ریشم سے نوازے گا (۱۲) وہ ان میں آرام سے مسہریوں پر تکیوں سے ٹیک لگائے ہوں گے، وہاں نہ ان کو دھوپ کی تپش سے پالا پڑے گا نہ سخت سردی سے (۱۳) اور[۶] ان پر (باغات کے) سائے جھکے پڑ رہے ہوں گے اور ان کے خوشے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے (۱۴)

---

(۱) عورت اور مرد دونوں کے نطفے سے مل کر ہی انسان کی پیدائش ہوتی ہے، اسی کی طرف اس میں اشارہ ہے (۲) اللہ نے انسان کو حواس دے دیئے اور صحیح راستہ بھی بتادیا اور انجام سے بھی خبردار کردیا (۳) اس سے مراد وہ کافور نہیں جس کو ہمارے یہاں کافور کہتے ہیں، یہ ایک خاص قسم کی بوٹی ہے جس میں خاص قسم کی ٹھنڈک اور خوشبو ہوتی ہے (۴) یعنی ان کو اس کے حصول کے لیے کہیں آنے جانے کی ضرورت نہ ہوگی جہاں سے چاہیں گے اس کا چشمہ وہیں سے جاری کرلیں گے (۵) اس دن کی سختی درجہ بدرجہ سب کو عام ہوگی، کوئی اس سے محفوظ نہ ہوگا سوائے اس کے جس کو اللہ محفوظ رکھے (۶) وہاں کا موسم بالکل معتدل ہوگا تاکہ کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿۱٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿۱۹﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿۲۰﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿۲۱﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿۲۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲٦﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾ نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿۲۸﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۳۰﴾

منزل ۷

اوران پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے پیالوں کے دور چل رہے ہوں گے (۱۵) شیشے بھی چاندی کے جن کو قرینہ سے انھوں نے ڈھالا ہوگا[1] (۱٦) اور وہاں ان کو ایسے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل[2] ملی ہوگی (۱۷) وہاں کے ایسے چشمہ سے جس کا نام سلسبیل[3] ہوگا (۱۸) اور ان کے سامنے سدابہار لڑکے آجارہے[4] ہوں گے، جب ان کو آپ دیکھیں گے تو لگے گا کہ جیسے بکھرے ہوئے موتی ہوں (۱۹) اور جب آپ دیکھیں گے تو اس جگہ آپ کونعمتوں کی ایک دنیا اور بڑی بادشاہت نظر آئے گی (۲۰) ان پر سبز باریک اور دبیز ریشم کا لباس ہوگا اور ان کو چاندی کے کنگن سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کو ان کا رب پاکیزہ شراب پلائے گا (۲۱) یہ ہے تمہارا بدلہ، اور تمہاری محنت رنگ لائی ہے (۲۲) ہم نے آپ پہ قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ہے[5] (۲۳) بس آپ اپنے رب کے حکم پر جمے رہیں اور ان میں کسی مجرم یا ناشکرے کی باتوں میں مت آئیں (۲۴) اور صبح وشام اپنے رب کا نام لیے جائیں (۲۵) اور رات کے کچھ حصہ میں اس کو سجدے کریں اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کریں (۲٦) یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو فوری چیز (یعنی دنیا) سے تو محبت کرتے ہیں اور اپنے سامنے بڑے بھاری دن کو انھوں نے فراموش کررکھا ہے (۲۷) ہم ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ مضبوط بنائے ہیں اور ہم جب چاہیں ان کی جگہ ان کے جیسے دوسرے لوگ بدل کرلے آئیں[6] (۲۸) یقیناً یہ ایک نصیحت ہے بس جو چاہے وہ اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اختیار کرے (۲۹) اور تم وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے[7]، یقیناً اللہ خوب جانتا خوب حکمت رکھتا ہے (۳۰)

---

(۱) یہ جنت کی ہی کی خصوصیت ہے، چاندی شیشہ کی طرح شفاف نہیں ہوتی لیکن وہاں کے چاندی کے گلاس اور برتن شیشہ کی طرح شفاف ہوں گے (۲) زنجبیل سونٹھ کو کہتے ہیں، مختلف امراض میں یہ بے حد مفید ہے، عربوں کو اس مشروب سے خاص لگاؤ تھا جس میں سونٹھ ملی ہو اور چونکہ قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب ہی تھے اس لیے اس میں ان کی نفسیات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے اور جنت کے ان پھلوں اور مشروبات کا ذکر خاص طور پر ملتا ہے جو عربوں میں رائج تھے تاکہ ان میں رغبت پیدا ہو ورنہ جنت میں تو وہ سب کچھ ہوگا جس کی آدمی کو خواہش ہوگی بلکہ اس سے بہت آگے جہاں انسان کا ذہن بھی نہیں پہنچ سکتا وہ ساری نعمتیں ہوں گی (۳) سلسبیل کے معنی ہیں صاف اور بہتا ہوا پانی (۴) ایسے خوبصورت نوعمر لڑکے جو اسی حالت پر قائم رہیں گے، سدابہار نوجوان (۵) تاکہ آپ کا دل بھی مضبوط رہے اور لوگ بھی آہستہ آہستہ اپنے نیک وبد کو سمجھ لیں اور آخرت کی تیاری کریں، اور دعوت کے لیے مؤثر ہتھیار ذکر ودجمعی ہے، اس لیے آگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے واسطے سے امت کو اس کی تلقین کی جارہی ہے (٦) یعنی ان کو اپنی طاقت پر ناز ہے، وہ یہ بھول گئے کہ یہ سب ہمارا دیا ہوا ہے اور اگر وہ نہیں مانتے تو ہم جب چاہیں گے ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئیں گے (۷) یعنی ہر چیز اللہ کی توفیق پر منحصر ہے۔

يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾

منزل ۷

جس کو چاہتا ہے وہ اپنی رحمت میں شامل فرمالیتا ہے اور یہ جو ظالم لوگ ہیں ان کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۱) ع

﴿سورۂ مرسلات﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو ایک کے بعد ایک بھیجی جاتی ہیں (۱) پھر آندھی ہوکر تیز تیز چلنے لگتی ہیں (۲) اور قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو (اپنے بازوؤں کو) اچھی طرح پھیلا دیتے ہیں (۳) تو وہ (حق و باطل کو) الگ الگ کردیتے ہیں (۴) پھر نصیحت کی باتیں اتارتے ہیں[۱] (۵) الزام اتارنے کو یا ڈرسنانے کو (۶) یقیناً تم سے جس چیز کا وعدہ کیا جارہا ہے وہ چیز پیش آکر رہے گی (۷) بس جب ستاروں کی روشنی ختم کردی جائے گی (۸) اور جب آسمان کو پھاڑ دیا جائے گا (۹) اور جب پہاڑ بھُر بھُرا دیئے جائیں گے (۱۰) اور جب سب رسولوں کو ایک وقت میں اکٹھا کیا جائے گا[۲] (۱۱) کس دن کے لیے اس کو اٹھا رکھا گیا ہے[۳] (۱۲) فیصلہ کے دن کے لیے (۱۳) اور آپ جانتے ہیں کہ فیصلہ کا دن ہے کیا (۱۴) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۱۵) کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا (۱۶) پھر پچھلوں کے ساتھ بھی وہی سلوک نہیں کرتے (۱۷) ہم مجرموں کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں (۱۸) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۱۹) کیا ہم نے تم کو ایک بے حیثیت پانی سے پیدا نہیں کیا (۲۰) پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط جماؤ کی جگہ رکھا[۴] (۲۱) ایک متعین مدت تک کے لیے (۲۲) پھر ہم نے اندازہ مقرر کیا تو ہم خوب اندازہ کرنے والے ہیں (۲۳) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۲۴) کیا ہم نے زمین سمیٹ لینے والی نہیں بنائی (۲۵)

---

(۱) ان پانچ آیتوں میں مفسرین نے مختلف باتیں کہی ہیں، بعض حضرات نے پانچوں آیتوں میں فرشتے مراد لیے ہیں اور بعضوں نے ہوائیں مراد لی ہیں اور بعض حضرات نے ابتدائی آیتوں سے ہوائیں اور بعد والی آیتوں سے فرشتے مراد لیے ہیں، پانچوں آیتوں میں جو عطف ہے وہ سب جگہ ''ف'' سے ہے صرف ایک جگہ ''وٗ'' سے ہے، اس فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہاں ابتدائی دو آیتوں میں ہوائیں اور بعد والی آیتوں میں فرشتے مراد لیے گئے ہیں، یعنی ابتداء میں نرم ہوائیں چلتی ہیں جو عام طور پر مفید ہوتی ہیں پھر وہی اللہ کے حکم سے آندھی کی شکل اختیار کرلیتی ہیں جو اچھاڑ پچھاڑ مچا دیتی ہیں گویا کہ دنیا جو ایک نظام کے تحت چلتی چلی جارہی ہے قیامت کے دن وہ تہس نہس ہوکر رہ جائے گی، پھر فرشتوں کی قسم کھائی گئی جو اللہ کے حکم سے چلتے ہیں اور ایسی چیز لے کر آتے ہیں جو حق و باطل کو الگ الگ کردیتی ہے اور حلال وحرام کو جدا کردیتی ہے تو وہ نصیحت کی باتیں لے کر اترتے ہیں الزام اتارنے کو تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں پتہ نہ تھا اور ڈرانے کو تاکہ ڈرنے والے ڈریں اور ایمان لائیں (۲) تاکہ آگے پیچھے مقرر وقت کے مطابق اپنی اپنی امتوں کے ساتھ رب العزت کی سب سے بڑی پیشی میں حاضر ہوں (۳) یعنی قیامت کے جو احوال بتائے گئے وہ سب اسی فیصلہ کے دن پیش آئیں گے، اللہ نے اسی دن کے لیے سب اٹھا رکھا ہے، آگے اس دن جو انجام ہونے والا ہے ←

أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَ
أَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾
انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انْطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ
ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾
إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ
يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا
يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾
هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ
كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّ
الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾
كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا
وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ
يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

منزل۷

زندوں کواور مردوں کو (۲٦) اور اس میں ہم نے مضبوطی سے گڑے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے[۲] اور تم کو میٹھا پانی پلایا (۲۷) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے (۲۸) اب اسی کی طرف تم کو چلنا ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۲۹) اس سایہ کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں[۳] (۳۰) نہ سایہ دے سکے اور نہ آگ کی لپٹوں سے کفایت کر سکے (۳۱) وہ محل کے برابر شعلے پھینکے گی (۳۲) جیسے زرد رنگ کے اونٹ ہوں (۳۳) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۳۴) یہ وہ دن ہے جس میں وہ بات نہ کر سکیں گے (۳۵) اور نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ عذر پیش کر سکیں (۳٦) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۳۷) یہ فیصلہ کا دن ہے، ہم نے تم کو اور سب پہلوں کو جمع کر لیا ہے (۳۸) بس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو مجھ سے چل لو (۳۹) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۴۰) یقیناً پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے (۴۱) اور ایسے میووں کے درمیان ہوں گے جو وہ چاہیں گے (۴۲) جو تم کرتے رہے تھے اس کے بدلہ میں مزے سے کھاؤ پیو (۴۳) ہم اسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں (۴۴) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۴۵) (اے منکرو!) کھا پی لو اور کچھ مزے کر لو، یقیناً تم ہی مجرم ہو[۴] (۴٦) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۴۷) اور جب ان سے جھکنے کے لیے کہا گیا تو وہ جھکتے نہ تھے (۴۸) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۴۹) تو اب اس کے بعد اور کون سی بات ہے جس کو وہ مانیں گے[۵] (۵۰)

← اس کا ذکر کیا گیا ہے پھر اس کے بعد انسان کو اس کی حقیقت یاد دلائی گئی ہے (۴) وہ نطفہ رحم میں پہنچ کر تخلیق کے مختلف مراحل سے گذرتا ہے۔

(۱) انسان اسی زمین پر زندگی بسر کرتا ہے اور مر کر اسی میں مل جاتا ہے، اسی سے زندگی ملی اور موت کے بعد یہی اس کا ٹھکانہ ہے تو دوبارہ اسی خاک سے اس کو اٹھا دینا اللہ کے لیے کیا مشکل ہے (۲) تاکہ وہ ڈولنے نہ لگے، ان نشانیوں کے بعد بھی کوئی نہ مانے تو اس کی ہلاکت میں کیا تردد ہے (۳) یہ جہنم کا دھواں ہوگا جو تین حصوں میں بٹ جائے گا اور بادل کی طرح دکھائی پڑے گا مگر اس کا سایہ نہ دھوپ سے کفایت کرے گا اور گرمی اس سے اور بڑھ جائے گی، یہ منکروں کے واسطے ہوگا اس کے برمقابل اہل ایمان عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے، اتنے بڑے بڑے شعلے اور انگارے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکانات اور ڈیل ڈول والے اونٹوں کا قد ہوتا ہے، بڑے محلوں کے برابر اور چھوٹے اونٹوں کے برابر (۴) یعنی دنیا میں کچھ مزے کر لو بالآخر تمہیں پتہ چل جائے گا (۵) یعنی قرآن سے بڑھ کر کامل اور مؤثر بیان اور کس کا ہوگا، اس پر ایمان نہیں لاتے تو پھر کس بات پر ایمان لائیں گے، کیا کسی اور کتاب کا انتظار ہے جو آسمان سے اترے گی؟

سُورَةُ النَّبَإِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾

منزل ۷

سورۂ نبا

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ لوگ آپس میں کیا بات پوچھتے ہیں (۱) اس بڑی خبر کے بارے میں (۲) جس میں وہ خود اختلاف میں پڑے ہیں (۳) کچھ نہیں جلد ہی ان کو معلوم ہوا جاتا ہے (۴) پھر خبردار ابھی ان کو پتہ چلا جاتا ہے (۵) کیا ہم نے زمین کو ہموار نہیں بنایا (۶) اور پہاڑوں کو میخیں (۷) اور تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا (۸) اور تمہاری نیند کو آرام کی چیز بنایا (۹) اور رات کو پردے کا ذریعہ بنایا (۱۰) اور دن کو روزگار کا ذریعہ قرار دیا (۱۱) اور تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) تعمیر کیے (۱۲) اور ایک دہکتا ہوا چراغ بنایا (۱۳) اور لدے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا (۱۴) تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم اناج اور سبزہ اگائیں (۱۵) اور گھنے باغات (۱۶) یقیناً فیصلہ کا دن متعین وقت (کے ساتھ طے) ہے (۱۷) جس دن صور پھونکی جائے گی تو تم جٹ کے جٹ چلے آؤ گے (۱۸) اور آسمان کھول دیا جائے گا تو بہت سے دروازے ہو جائیں گے (۱۹) اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے تو وہ ریت کی شکل اختیار کر لیں گے (۲۰) یقیناً جہنم گھات میں ہے (۲۱) سرکشوں کا ٹھکانا ہے (۲۲) اس میں وہ مدتوں رہیں گے (۲۳) وہاں ان کو کسی ٹھنڈی اور پینے والی چیز کا مزہ بھی نہ ملے گا (۲۴) سوائے کھولتے پانی اور بہتے پیپ کے (۲۵) پورے پورے بدلہ کے طور پر (۲۶) وہ تو ایسے تھے کہ ان کو کسی حساب کی امید ہی نہیں تھی (۲۷)

---

(۱) اس سے قیامت مراد ہے، مشرکین آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے، آگے اللہ کی قدرت کی نشانیاں بیان کی جارہی ہیں کہ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا، کیا وہ قیامت برپا نہیں کرسکتا اور پھر یہ سب کیا بیکار پیدا کیا گیا، پھر تاکید فرمائی کہ وہ دن اپنے وقت کے ساتھ طے ہے، اللہ کے سوا کوئی اس کو نہیں جانتا (۲) جس طرح کیل کسی چیز میں گاڑ دی جائے تو اس کا اکثر حصہ اندر گھس کر مضبوطی پیدا کرتا ہے، اسی طرح پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں گاڑ دیا ہے، اس کا جتنا حصہ اوپر ہوتا ہے اتنا ہی یا اس سے زیادہ زمین کے اندر ہوتا ہے تاکہ زمین زلزلوں سے محفوظ رہے اور زمین کے اندر موجود پلیٹیں زمین کو ہلاتی نہ رہیں، ساڑھے چودہ سو سال پہلے اللہ نے اپنی جس قدرت کا اظہار فرمایا تھا اب سائنسی طور پر بھی اس کا ثبوت ہو چکا ہے (۳) جس طرح آدمی کپڑا اوڑھ کر اپنا بدن چھپا لیتا ہے اسی طرح رات کی تاریکی مخلوق کو ڈھانپ لیتی ہے (۴) جن کا کوئی شمار نہیں، مدتوں پر مدتیں گزرتی جائیں گی اور ان کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوگا۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾
فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾
حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً
حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ
اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ
وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ
الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾

منزل۷

اور انھوں نے ہماری آیتوں کو بڑھ چڑھ کر جھٹلایا تھا (۲۸) اور ہم نے ہر چیز کتاب میں شمار کر کر کے رکھی ہے (۲۹) تو اب مزہ چکھو بس اب سوائے عذاب کے ہم تمہارے لیے کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہیں کریں گے (۳۰) یقیناً پرہیزگاروں کے لیے بڑی کامیابی ہے (۳۱) باغات ہیں اور انگور ہیں (۳۲) اور ایک عمر کی نوخیز لڑکیاں ہیں (۳۳) اور چھلکتے ہوئے جام ہیں (۳۴) وہاں وہ نہ کوئی لغویات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ (۳۵) (یہ سب) آپ کے رب کی طرف سے بدلہ ہوگا جو (اعمال کے) حساب[1] سے دیا جائے گا (۳۶) جو آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان کا رب ہے بہت مہربان ہے، کسی کی مجال نہیں کہ اس کے سامنے منھ کھول سکے[2] (۳۷) جس دن روح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے، وہ بول نہ سکیں گے سوائے اس کے جس کو رحمٰن اجازت دے اور وہ ٹھیک بولے (۳۸) یہ ہے وہ سچا دن بس جو بھی چاہے[3] اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنالے (۳۹) یقیناً ہم نے تم کو ایک ایسے عذاب سے خبردار کردیا ہے جو قریب ہی ہے، جس دن آدمی وہ سب (اعمال) دیکھ لے گا جو اس نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہیں اور کافر کہے گا کہ کاش کہ میں مٹی ہوتا[4] (۴۰)

﴿سورۂ نازعات﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو (کافروں کی روح) پور پور سے کھینچتے ہیں[5] (۱) اور ان کی جو (ایمان والوں کی روح نکالنے کے لیے صرف) ایک گرہ کھول دیتے ہیں (۲) اور (فضا میں) تیرتے ہوئے جاتے ہیں (۳) تو تیزی سے آگے بڑھتے ہیں (۴) پھر حکم پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں (۵) جس دن بھونچال ہلا کر رکھ دے گا[6] (۶) پھر اس کے پیچھے آنے والی چیز آئے گی (۷) کتنے دل اس دن کانپ رہے ہوں گے (۸)

---

(۱) وہاں رتی رتی کا حساب ہوگا، ذرہ برابر کسی نے نیکی کی ہوگی تو اس کا اجر وہاں دیا جائے گا (۲) اللہ کے جاہ وجلال کے آگے کسی مقرب یا نبی کو بھی بولنے کی جرأت نہ ہوگی، ہاں جس کو اللہ کی طرف سے اجازت ہوگی وہ بولے گا اور سفارش کرے گا، اس دن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عظمیٰ حاصل ہوگی (۳) اس پر ایمان لا کر اس کی باتیں مان کر اور اس پر عمل کر کے (۴) بعض روایتوں میں ہے کہ دنیا میں جن جانوروں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا میدان حشر میں سب کو جمع کیا جائے گا اور بدلہ دلوایا جائے گا یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ والی بکری کو مارا تھا تو اس کو بھی بدلہ دلوایا جائے گا اور جب یہ بدلہ پورا ہو جائے گا تو سب جانوروں کو مٹی میں تبدیل کر دیا جائے گا، اس وقت کافر لوگ جنھیں دوزخ کا انجام نظر آرہا ہوگا یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مٹی ہو جاتے (مسلم، ترمذی) (۵) ترجمہ میں قوسین کے درمیان جو لکھا ←

أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝٩ يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۝١٠
أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً ۝١١ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝١٢
فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝١٣ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝١٤ هَلْ أَتَاكَ
حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝١٥ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٦
اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝١٧ فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَىٰ أَنْ
تَزَكَّىٰ ۝١٨ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۝١٩ فَأَرَاهُ الْآيَةَ
الْكُبْرَىٰ ۝٢٠ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۝٢١ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۝٢٢ فَحَشَرَ
فَنَادَىٰ ۝٢٣ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۝٢٤ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ
الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ۝٢٥ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ ۝٢٦ أَأَنْتُمْ
أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ۝٢٧ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ۝٢٨ وَ
أَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝٢٩ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ
دَحَاهَا ۝٣٠ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۝٣١ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۝٣٢
مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝٣٣ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۝٣٤
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ ۝٣٥ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ
لِمَنْ يَرَىٰ ۝٣٦ فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ۝٣٧ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝٣٨

منزل ۷

ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی (۹) لوگ کہتے ہیں کیا ہم الٹے پاؤں پھر واپس کیے جائیں گے (۱۰) کیا اس وقت بھی کہ جب ہم کھوکھلی ہڈیاں بن چکے ہوں گے (۱۱) وہ کہیں گے تب تو یہ بڑے گھاٹے کی واپسی ہے[۱] (۱۲) بس ایک للکار زبردست ہوگی (۱۳) تو وہ ایک چٹیل میدان میں ہوں گے[۲] (۱۴) کیا آپ کو موسیٰ کی بات پہنچی (۱۵) جب ان کے رب نے طویٰ کی مقدس وادی میں ان کو پکار کر کہا تھا[۳] (۱۶) کہ فرعون کے پاس جاؤ یقیناً وہ بہت سرکش ہوگیا ہے (۱۷) تو اس سے کہو کیا تم سنورنا چاہتے ہو (۱۸) اور میں تمہیں تمہارے رب کا راستہ بتاؤں تو کیا تمہارے دل میں ڈر پیدا ہوگا (۱۹) تو انھوں نے اس کو بڑی نشانی دکھائی (۲۰) تو اس نے جھٹلا دیا اور مان کر نہ دیا (۲۱) پھر کوشش کے لیے پلٹا (۲۲) تو اس نے (لوگوں کو) جمع کیا پھر اعلان کیا (۲۳) کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں (۲۴) بس اللہ نے اسے دنیا و آخرت کی عبرت ناک سزا میں پکڑ لیا[۴] (۲۵) یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو دل سے ڈرتے ہیں (۲۶) کیا تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا جسے اس نے بنایا[۵] (۲۷) اس کی بلندی کو اوپر اٹھایا پھر اسے معتدل کیا (۲۸) اور اس کی رات اندھیری بنائی اور (دن میں) اس کی دھوپ نکالی (۲۹) اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا (۳۰) اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا (۳۱) اور پہاڑوں کو جما دیا (۳۲) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لیے (۳۳) پھر جب وہ سب سے بڑا ہنگامہ (قیامت کا) برپا ہوگا (۳۴) جس دن انسان کو اس کا سب کیا دھرا یاد آجائے گا (۳۵) اور دوزخ ظاہر کردی جائے گی اس کے لیے جو بھی اس کو دیکھے[۶] (۳۶) تو جس نے سرکشی کی (۳۷) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی (۳۸)

گیا ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تشریح کے مطابق ہے (٦) فرشتوں کی قسم کھا کر قیامت کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اللہ کے حکم سے فرشتوں کے صور پھونکنے کے بعد برپا ہوگی، "راجفہ" سے پہلی صور مراد ہے، جس سے سب مرجائیں گے اور "رادفہ" سے دوسری صور مراد ہے جس سے سب زندہ ہوکر میدان حشر میں جمع ہونے لگیں گے۔

(۱) مذاق میں کہتے تھے کہ بوسیدہ ہونے کے بعد ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اور اگر ایسا ہوا تو ہمیں بڑا نقصان ہوگا، اس لیے کہ ہم نے اس کی تیاری تو کی نہیں (۲) یعنی جس کو وہ مشکل سمجھ رہے ہیں وہ اللہ کے لیے کتنا آسان ہے کہ ایک ہی چیخ کافی ہوگی، سب اٹھ کھڑے ہوں گے (۳) متعدد مرتبہ تفصیل سے یہ واقعہ گزر چکا (۴) دنیا میں ڈبو کر اور آخرت میں جلا کر (۵) جب تم بڑی بڑی چیزوں کا پیدا کرنے والا اسی کو مانتے ہو تو اپنے دوبارہ پیدا کیے جانے میں تمہیں تردد کیوں ہوتا ہے؟ (٦) یعنی دوزخ بالکل سامنے کردی جائے گی، بیچ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی جو چاہے گا دیکھ لے گا۔

فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾

سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١﴾ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ﴿٣﴾ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٤﴾ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ﴿٥﴾ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَىٰ ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشَىٰ ﴿٩﴾ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ﴿١٠﴾ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿١٢﴾ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿١٨﴾ مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ﴿٢٠﴾

منزل ۷

ع ۲

تو یقیناً جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے (۳۹) اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو اس نے خواہشات سے روکا (۴۰) تو یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے (۴۱) وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کون سا ہے (۴۲) آپ کو اس بات کے ذکر سے کیا لینا دینا (۴۳) اس کا علم آپ کے رب پر ختم ہے (۴۴) ہاں آپ تو جو اس کا ڈر رکھتا ہو اس کو خبردار کرنے والے ہیں[1] (۴۵) جس دن لوگ اس کو دیکھیں گے (تو وہ محسوس کریں گے کہ) گویا وہ (دنیا میں بس) کچھ شام کے وقت یا دن چڑھے ٹھہرے تھے (۴۶)

﴿سورۂ عبس﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

انھوں نے تیوری چڑھائی اور منھ موڑا (۱) کہ نابینا شخص ان کے پاس آیا (۲) اور آپ کو کیا پتہ شاید وہ سنور جاتا (۳) یا نصیحت ہی حاصل کرتا تو یہ نصیحت اس کو فائدہ پہنچاتی (۴) رہا وہ جو پرواہ نہیں کرتا (۵) تو آپ اس کی فکر میں پڑتے ہیں (۶) اور وہ نہیں سنورتا تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں (۷) اور جو آپ کی طرف دوڑ کر آتا ہے (۸) اور وہ دل سے ڈر رکھتا ہے (۹) تو آپ اس سے تغافل برتتے ہیں (۱۰) ہرگز نہیں یہ ایک نصیحت ہے (۱۱) بس جو چاہے سبق لے[2] (۱۲) ایسے صحیفوں میں جو بڑے مقدس ہیں[3] (۱۳) بلند مقام رکھتے ہیں، پاکیزہ تر ہیں (۱۴) ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں (۱۵) جو خود بڑی عزت والے ہیں بہت نیک ہیں[4] (۱۶) انسان پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے (۱۷) کس چیز سے اللہ نے اس کو پیدا کیا (۱۸) نطفہ سے اس کو پیدا کیا پھر اس کا خاص اندازہ رکھا (۱۹) پھر راستہ اس کے لیے آسان کر دیا[5] (۲۰)

---

(۱) آپ کا کام قیامت کی خبر سنا کر لوگوں کو ڈرانا ہے، اب اس سے وہی فائدہ اٹھائیں گے جن کے اندر ڈر ہوگا، اور جو نااہل ہوں گے وہ اسی بحث ومباحثہ میں پڑے رہیں گے کہ قیامت کس تاریخ، کس دن، کس سنہ میں آئے گی، اور جب آجائے گی تو ان کو محسوس ہوگا کہ دنیا میں کتنی کم مدت ٹھہرے (۲) ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش سے دعوتی گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ جو نابینا تھے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے کچھ سکھانے کی درخواست کی، وہ نہ دیکھ سکے کہ آپؐ ایک اہم گفتگو میں مشغول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا اور گفتگو میں مشغول رہے تو وہ واپس ہوگئے، اس پر یہ آیتیں اتریں، شروع کی دو آیتیں غائب کے صیغہ کے ساتھ ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی عزت کی وجہ سے ہے کہ عتاب کے آغاز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست خطاب نہ فرمایا بلکہ ایک غلطی کی نشاندہی کی گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف خطاب کیا گیا کہ جن کو خود پرواہ نہیں آپ ان کی ہدایت کے پیچھے نہ پڑیں اور جو سچائی کے طالب آتے ہیں اس کو آپ محروم نہ فرمائیں، ہدایت جس کی مقدر میں ہوگی وہ ہدایت پائے گا، آگے انسان کو اس کی حقیقت بتائی جا رہی ہے (۳) لوح محفوظ مراد ہے جس میں قرآن مجید بھی محفوظ ہے (۴) جو فرشتے لوح محفوظ پر متعین ہیں اور حسب حکم لوح محفوظ کی چیزوں کو لکھ کر آسمانوں میں منتقل کرتے ہیں اور وہاں سے وہ چیز اللہ کی مرضی کے مطابق دنیا میں منتقل ہوتی ہے (۵) ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ بھی آسان فرما دیا اور پھر دنیا میں رہنے کے اسباب بھی دیدیئے۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ع ۱

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾

منزل ۷

پھر اسے موت دی تو اسے قبر میں پہنچا دیا (۲۱) پھر جب وہ چاہے گا اس کو دوبارہ زندہ کردے گا (۲۲) کوئی نہیں! اس کو جو حکم ملا وہ اس نے اب تک پورا نہیں کیا[1] (۲۳) تو انسان اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے (۲۴) ہم ہی نے اوپر سے موسلا دھار بارش برسائی (۲۵) پھر جگہ جگہ سے زمین پھاڑی (۲۶) تو اس میں سے غلہ اگایا (۲۷) اور انگور اور ترکاریاں (۲۸) اور زیتون اور کھجور (۲۹) اور گھنے باغات (۳۰) اور میوہ اور چارہ (۳۱) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لیے (۳۲) پھر جب کان پھاڑنے والی وہ آواز آئے گی (۳۳) جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا (۳۴) اور اپنے ماں اور باپ سے (۳۵) اور اپنی بیوی اور بچوں سے (۳۶) ہر شخص کا اس دن ایسا حال ہوگا جو اس کے ہوش کھودے گا (۳۷) اس دن کتنے چہرے شاداب ہوں گے (۳۸) ہنستے خوشیاں مناتے (۳۹) اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر خاک پڑ رہی ہوگی (۴۰) سیاہی نے ان کو ڈھانپ رکھا ہوگا (۴۱) یہی وہ لوگ ہیں جو منکر ہیں بدکار ہیں (۴۲)

﴿سورۂ تکویر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب سورج لپیٹ[2] دیا جائے گا (۱) اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر جائیں گے (۲) اور جب پہاڑ چلادیے جائیں گے (۳) اور جب گابھن اونٹنیوں کو بیکار چھوڑ دیا جائے گا[3] (۴) اور جب سب جانور اکٹھے کردیئے جائیں گے[4] (۵) اور جب سمندر دھونکے جائیں گے[5] (۶) اور جب لوگوں کے گروہ کردیئے جائیں گے[6] (۷)

---

(۱) اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہوا، اب انسان کی نافرمانی کا تذکرہ ہے، آگے پھر اللہ کی نعمتوں کا ذکر کیا جارہا ہے کہ شاید اس کو عبرت ہو، سورہ کے آخر میں انسان کے انجام کا ذکر ہے، جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا صرف آدمی کا عمل ہی اس کو اچھے یا برے انجام تک پہنچائے گا، اللہ کو ماننے والے اچھے کام کرنے والے مزے کریں گے اور انکار کرنے والے بدکردار سخت عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے (۲) سورۂ شریفہ میں قیامت کے احوال بیان ہوئے ہیں، سورج کے لپیٹے جانے کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے، بظاہر اس سے اس کا بے رونق ہونا مراد ہے اور دوسری جگہوں پر سورج اور چاند کے ایک دوسرے میں گھ متھ جانے کا بھی ذکر ہے (۳) گابھن اونٹنی عربوں میں سب سے زیادہ قیمتی دولت سمجھی جاتی تھی، قیامت کے دن ہر شخص پر ایسی حالت طاری ہوگی کہ کسی کو بڑی سے بڑی دولت سنبھالنے کا ہوش بھی نہ رہے گا اور وہ چیزیں ماری ماری پھریں گی (۴) یہ قیامت کی ہولناکی کا بیان ہے کہ جنگلی جانور بھی گھبراہٹ کے عالم میں ایک جگہ اکٹھے ہوجائیں گے جیسا کہ عام طور پر سخت مصیبت کے وقت ہوتا ہے (۵) ان میں آگ لگا دی جائے گی (۶) ماننے والے الگ اور انکار کرنے والے الگ۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲
وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَاۤ
اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝۱۹ ذِیْ
قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝۲۱ وَ
مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۝۲۳
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ
رَّجِیْمٍ ۝۲۵ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝۲۶ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝۲۷
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ۝۲۸ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ
یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲۹

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵

منزل۷

اور جب زندہ دفن کی جانے والی سے پوچھا جائے گا (۸) کہ کس گناہ میں اس کو مارا گیا (۱) (۹) اور جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے (۱۰) اور جب آسمان چیر دیا جائے گا (۱۱) اور جب جہنم بھڑکا دی جائے گی (۱۲) اور جب جنت قریب کردی جائے گی (۱۳) (اس وقت) ایک ایک شخص کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے (۲) (۱۴) اب میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو چھپ کر ظاہر ہوتے ہیں (۱۵) چلتے ہیں (پھر) چھپ جاتے ہیں (۱۶) اور رات کی جب وہ ڈھلتی ہے (۱۷) اور صبح کی جب وہ نمودار ہوتی ہے (۳) (۱۸) یقیناً یہ ایک معزز فرستادہ کا (لایا ہوا) کلام ہے (۱۹) جو طاقت والا بھی ہے عرش والے کے پاس مقام رکھنے والا بھی (۲۰) وہاں اس کا کہنا بھی مانا جاتا ہے امانت دار بھی ہے (۴) (۲۱) اور یہ تمہارے ساتھی کچھ بھی دیوانہ نہیں ہیں (۵) (۲۲) اور انھوں نے تو اس (فرشتے) کو کھلے افق پر دیکھا ہے (۶) (۲۳) اور وہ ڈھکی چھپی باتیں بتانے میں بخیل (۷) سے کام نہیں لیتے (۲۴) اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں (۲۵) پھر تم کدھر چلے جاتے ہو (۲۶) یہ تو دنیا جہان کے لیے ایک نصیحت ہے (۲۷) اس کے لیے جو تم میں سیدھی راہ چلنا چاہے (۲۸) اور تم جب ہی چاہتے ہو جب اللہ چاہتا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۲۹)

﴿سورۂ انفطار﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور جب ستارے بکھر جائیں گے (۲) اور جب سمندر اُبال دیئے جائیں گے (۳) اور جب قبروں کو اتھل پتھل کر دیا جائے گا (۴) (اس وقت) ایک ایک شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کیا بھیجا اور کیا چھوڑا (۵)

---

(۱) زمانہ جاہلیت کی گھناؤنی رسم تھی کہ لڑکیوں کو عار کے ڈر سے زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، قیامت میں اس سے پوچھا جائے گا کہ کس نے اس کے ساتھ ایسی حرکت کی تا کہ اس کو سزا ملے (۲) یعنی نیکی اور بدی کا کیا سرمایہ اس کے پاس ہے (۳) یہ قسمیں کھا کر اللہ کی قدرت بھی بتا دی گئی اور صورت حال کی عکاسی بھی کر دی گئی کہ ابھی کہیں روشنی ہے کہیں تاریکی ہے، عرب میں دین کے دیئے کہیں کہیں جگمگانے لگے ہیں لیکن بس اب رات ڈھل رہی ہے اور صبح کی سپیدی نمودار ہو رہی ہے، جلد ہی پورے عرب میں اسلام کی روشنی پھیل جائے گی اور کفر وشرک کی تاریکی چھٹ جائے گی جیسے رات ڈھلتی ہے اور صبح کے وقت نسیم جانفزا کے جھونکے چلتے ہیں (۴) حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں جو وحی لے کر آتے تھے اور فرشتوں میں ان کو سب سے بلند مقام حاصل تھا، قرآن مجید انسانوں تک پہنچنے میں یہ پہلا واسطہ ہیں اور دوسرا واسطہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے (۵) اہل مکہ کو خطاب ہے کہ تم نے زندگی ان میں گزاری، ان کی امانت داری اور ہوشمندی کو تمہارا دل جانتا ہے، اور منھ ←

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝۱۳ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝۱۴ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۱۵ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝۱۶ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۷ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۸ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝۱۹

سورۃ المطففین مکیۃ وھی ستّ وثلثون اٰیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۸ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۰

منزل۷

اے انسان تیرے کریم رب کے بارے میں تجھے کس چیز نے فریب میں ڈالا (۶) جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے متوازن بنایا (۷) جس صورت میں چاہا تجھے ڈھال دیا (۸) ہرگز نہیں چاہیے تھا مگر تم بدلہ کے دن کو جھٹلاتے ہو[1] (۹) جبکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (۱۰) عزت دار[2] لکھنے والے (۱۱) وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو (۱۲) یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے (۱۳) اور گنہگار لوگ ضرور جہنم میں ہوں گے (۱۴) بدلہ کے دن اس میں وہ جا گریں گے (۱۵) اور وہ اس سے چھپ کر بھاگ نہیں سکتے (۱۶) اور آپ کو پتہ بھی ہے کہ بدلہ کا دن کیا چیز ہے (۱۷) پھر آپ کو پتہ بھی ہے کہ بدلہ کا دن کیا چیز ہے (۱۸) جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور حکم اس دن صرف اللہ کا چلے گا (۱۹)

﴿سورۂ مطففین﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے تباہی ہے (۱) جو لوگوں سے جب ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں (۲) اور جب ناپ کر یا تول کر ان کو دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں[3] (۳) کیا ایسوں کو یہ خیال نہیں کہ وہ اٹھائے جانے والے ہیں (۴) ایک بڑے دن کے لیے (۵) جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے (۶) ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہیے تھا یقیناً گنہگاروں کا اعمال نامہ سجین میں ہوگا (۷) اور آپ کو معلوم بھی ہے کہ سجین[4] کیا ہے (۸) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (۹) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے (۱۰)

← سے باتیں بنانے کے لیے ان کو دیوانہ بتاتے ہو، یہ تمہاری دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے (۶) حضرت جبرئیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی انسان کی شکل میں آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آنحضور کی فرمائش پر اپنی اصل شکل میں زمین پر نمودار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا (۷) جنت، دوزخ، حشر، گزشتہ نبیوں کے واقعات سب آپؐ بیان فرماتے ہیں اور جو بھی آپ کو بتایا گیا اس میں بخل سے کام نہیں لیتے اور نہ کوئی معاوضہ مانگتے ہیں پھر آپ کو کاہن کا لقب کیسے دیتے ہو جبکہ کاہنوں کا کام ہی کچھ جھوٹی موٹی باتیں بتا کر نذرانے وصول کرنا ہوتا ہے۔

(۱) یعنی جس نے اتنے احسانات کیے اس کو نہ ماننا کون سی عقل مندی ہے (۲) کراماً کاتبین مراد ہیں (۳) ان آیتوں میں ان لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید ہے جو اپنا حق وصول کرنے میں بڑے مستعد رہتے ہیں، مگر دوسروں کا حق ادا کرنے میں ڈنڈی مارتے ہیں (۴) سِجِّین، سجن سے بنا ہے جس کے معنی قید خانہ کے آتے ہیں یہ وہ سخت وتنگ وتاریک جگہ ہے جہاں دوزخیوں کے اعمال نامے دفتر کی شکل میں موجود ہیں۔

الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ
مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ
الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾
كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ
لَصَالُو الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾
كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾
كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي
نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ
نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ
مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَ
مِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾
إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾
وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ
أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ
هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾

منزل ۷

جو بدلہ کے دن کو جھٹلاتے ہیں (۱۱) اور اس کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے تجاوز کرنے والا گنہگار ہو (۱۲) جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو (ان کو) پہلوں کے افسانے بتاتا ہے[1] (۱۳) ہرگز نہیں بات یہ ہے کہ ان کے کرتوتوں کی بنا پر ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے (۱۴) خبردار! یقیناً ایسے لوگ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے (۱۵) پھر ان کو ضرور جہنم رسید ہونا ہے (۱۶) پھر کہا جائے گا کہ یہی وہ چیز ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۱۷) خبردار نیکوں کا اعمال نامہ علیین[2] میں ہوگا (۱۸) اور آپ جانتے بھی ہیں کہ علیین کیا ہے (۱۹) ایک ایسا دفتر ہے لکھا ہوا (۲۰) کہ مقرب (فرشتے) وہاں حاضر رہتے ہیں[3] (۲۱) یقیناً نیک لوگ آرام میں ہوں گے (۲۲) مسہریوں پر بیٹھے نظارہ کرتے ہوں گے (۲۳) ان کے چہروں پر خوش حالی کا اثر آپ محسوس کریں گے (۲۴) اعلیٰ قسم کی مہر بند شراب ان کو پلائی جائے گی (۲۵) اس کی مہر بھی مشک کی ہوگی اور یہ ہے وہ چیز جس میں مقابلہ کرنے والوں کو آگے آنا چاہیے (۲۶) اور اس میں تسنیم کا آمیزہ ہوگا (۲۷) ایسا چشمہ جس سے مقربین (بارگاہ الٰہی) پئیں گے (۲۸) یقیناً جو مجرم رہے وہ ایمان والوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے (۲۹) اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو چٹکیاں لیا کرتے تھے (۳۰) اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو ٹھٹھے لگاتے ہوئے جاتے تھے (۳۱) اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے کہ ارے یہی سب گمراہ ہیں (۳۲) جبکہ ان کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا (۳۳)

---

(۱) جب ایسے لوگوں کو صحیح باتیں بتائی جاتی ہیں تو وہ ان کو فرسودہ خیالات بتاتے ہیں، ان کے دل نافرمانیاں کرتے کرتے اتنے زنگ آلود ہو چکے ہیں کہ اچھائی ان کو اچھی نہیں لگتی، حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نکتہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے، توبہ کرتا ہے تو صاف ہو جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے، پھر گناہ کرتے کرتے پورا دل سیاہ زنگ آلود ہو جاتا ہے پھر اس پر کوئی اچھی بات بھی اثر انداز نہیں ہوتی (۲) علو بلندی کو کہتے ہیں، عِلِّيِّين وہ جگہ ہے جہاں ایمان والوں اور نیکی کرنے والوں کے اعمال نامے محفوظ کیے جاتے ہیں (۳) مقرب فرشتے اعزاز واکرام کے طور پر اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

سُورَةُ الْانْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ﴿٧﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿٩﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ﴿١١﴾ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿١٢﴾ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿١٣﴾ إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ﴿١٤﴾ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ﴿١٥﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾ السجدة

منزل ۷

بس آج جو ایمان والے ہیں وہ کافروں پر ہنسی کریں گے (۳۴) مسہریوں پر بیٹھے نظارہ کرتے ہوئے (۳۵) کافر جو کیا کرتے تھے کیا ان کو اس کا بدلہ مل گیا؟ (۳۶)

﴿سورۂ انشقاق﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب آسمان پھٹ پڑے گا (۱) اور وہ اپنے رب کی بات مان لے گا اور یہی اس پر لازم ہے (۲) اور جب زمین پھیلا دی جائے گی[1] (۳) اور اس میں جو کچھ ہے وہ اگل دے گی[2] اور خالی ہو جائے گی (۴) اور وہ بھی اپنے رب کی بات مان لے گی اور یہی اس پر لازم ہے (۵) اے انسان تو اپنے رب (سے ملاقات) تک کوششوں میں جٹا ہوا ہے پھر تو اس سے ملنے والا ہے[3] (۶) بس جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا (۷) تو اس سے ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا[4] (۸) اور وہ خوش خوش اپنے گھر والوں میں لوٹ گیا (۹) اور جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے پیچھے سے دیا گیا[5] (۱۰) تو وہ آگے موت کو پکارے گا (۱۱) اور جہنم رسید ہوگا (۱۲) وہ اپنے گھر والوں میں مست تھا (۱۳) وہ سمجھتا تھا کہ اس کو لوٹنا ہے ہی نہیں (۱۴) کیوں نہیں اس کے رب کی اس پر پوری نگاہ تھی (۱۵) اب میں شفق کی قسم کھاتا ہوں (۱۶) اور رات کی اور وہ جن چیزوں کو سمیٹ لیتی ہے (۱۷) اور چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے[6] (۱۸) یقیناً تمہیں ایک کے بعد دوسری حالت سے گزرنا ہے (۱۹) تو انھیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے (۲۰) اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدے میں پڑ نہیں جاتے[7] (۲۱)

(۱) قیامت کے دن زمین ربر کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائے گی اور پہاڑ اور عمارتیں سب برابر کر دی جائیں گی تاکہ ایک ہموار میدان میں ساری خلقت سما سکے اور کوئی آڑ باقی نہ رہے (۲) خاص طور پر جو بھی مرنے کے بعد خاک میں مل چکے ہیں ان سب کو نکال باہر کرے گی (۳) یعنی آدمی مرنے سے پہلے پہلے مختلف قسم کے کاموں میں جٹا رہتا ہے بالآخر سب کو مر کر اپنے مالک کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے کیے کا حساب دینا ہے (۴) یعنی بات بات پر گرفت نہ ہوگی، معمولی کارروائی کے بعد وہ چھوٹ جائے گا (۵) بائیں ہاتھ میں پیچھے سے دیا جائے گا، فرشتے اس کی شکل دیکھنا بھی گوارہ نہ کریں گے (٦) یعنی اللہ کی یہ مخلوقات مختلف مراحل سے گزرتی ہیں اسی طرح تم بھی مختلف مراحل سے گزرتے ہو، بچپن جوانی بڑھاپا، ذہن کی مختلف تبدیلیاں مختلف حالات، یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں (٦) اس آیت کو کوئی پڑھے تو اس پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿٢٣﴾
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٤﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٢٥﴾

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثِنْتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ
وَّمَشْهُوْدٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ
الْوَقُوْدِ ﴿٥﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿٦﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿٨﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
الْحَرِيْقِ ﴿١٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿١١﴾ اِنَّ
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿١٣﴾

منزل ٧

بلکہ جنھوں نے انکار کیا وہ جھٹلائے جاتے ہیں (٢٢) اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ جمع کر کر کے رکھ رہے ہیں (٢٣) بس آپ ان کو اذیت ناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے (٢٤) ہاں جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے (٢٥)

﴿ سورۂ بروج ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم آسمان کی جو بروج والا ہے(١) اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے (٢) اور مشاہدہ کرنے والے کی اور اس کی جس کا مشاہدہ کیا جائے گا (٣) ہلاک ہوں کھائیاں کھودنے والے (٤) جو ایندھن والی آگ سے بھری تھیں (٥) جب وہ وہاں بیٹھے تھے (٦) اور وہ اہل ایمان کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے اس کے تماشائی تھے (٧) اور انھوں نے ان سے صرف اس کا انتقام لیا کہ وہ اللہ پر ایمان لائے تھے جو غالب ہے ستائش کے قابل ہے (٨) جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (٩) یقیناً جنھوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو آزمائش میں ڈالا پھر انھوں نے توبہ نہیں کی تو ایسوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ایسوں کے لیے جلانے والا عذاب ہے (١٠) ہاں جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہی ہے بڑی کامیابی (١١) یقیناً آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے (١٢) بلاشبہ وہی پہلے پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (اٹھائے گا) (١٣)

---

(١) بروج کی وضاحت سورۂ حجر (ص:٢٦٣) میں دیکھی جائے (٢) یعنی تمام انسانوں کی اور قیامت کے دن اور اس کے سب عجائبات کی (٣) اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو صحیح مسلم میں تفصیل سے منقول ہے کہ ایک بادشاہ تھا جو کسی جادوگر سے کام لیتا تھا، وہ بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ کسی نوجوان کو ہمارے پاس بھیج دیا کیجیے تاکہ میں اس کو تیار کردوں، بادشاہ نے ایک لڑکے کو بھیجنا شروع کردیا، راستہ میں ایک خداپرست انسان کا گھر پڑتا تھا جو حق پر تھا، لڑکا اس کے پاس بھی بیٹھنے لگا اور آہستہ آہستہ ایمان لے آیا، ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ راستہ میں کوئی بڑا جانور حائل ہے اور سب پریشان ہیں، اس نے لاکر ایک پتھر مارا کہ اگر خداپرست انسان برحق ہے تو راستہ صاف ہوجائے بس اس پتھر سے جانور کا کام تمام ہوگیا، لوگوں میں اس کی کرامت کا شور ہوا، یہ سن کر ایک اندھے نے درخواست کی کہ مجھے ٹھیک کردو، لڑکے نے کہا کہ میں ٹھیک کرنے والا نہیں ہوں، یہ کام اللہ کا ہے تم ایمان لے آؤ تو میں دعا کردوں، اس نے شرط مان لی، بس لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہوگیا، بادشاہ کو جب یہ سب خبریں پہنچیں تو اس نے تینوں کو بلوا بھیجا اور توحید سے پھرنے کے لیے کہا، جب وہ نہ مانے تو اس نے خداپرست انسان کو اور نابینا کو لڑکے کے سامنے آرے سے چروادیا اور لڑکے کے بارے میں حکم دیا کہ پہاڑ پر لے جاکر اس کو پھینک دیا جائے، جب لوگ اس کو لے گئے تو لڑکے نے دعا کی بس وہ سب ایک زلزلے سے گرگئے، اور لڑکا صحیح سالم واپس آگیا پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دریا میں غرق کردیا جائے، وہاں بھی یہی صورت پیش آئی، جانے والے غرق ہوگئے اور لڑکا بچ کر چلا آیا، آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تم مجھے مارنا ہی چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم سب کو میدان میں لے کر مجھے باندھ کر ←

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

منزل۷

اور وہ بہت بخشنے والا بڑی محبت فرمانے والا ہے[1] (۱۴) عرش کا مالک ہے بڑی شان والا ہے (۱۵) جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے (۱۶) آپ کو لشکروں کی خبر ملی؟ (۱۷) فرعون کی اور ثمود کی (۱۸) بات یہ ہے کہ جنھوں نے انکار کیا وہ جھٹلانے میں لگے ہیں[2] (۱۹) اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے (۲۰) ہاں یہ قرآن ہے ہی بڑی شان والا (۲۱) لوح محفوظ میں ہے (۲۲)

﴿سورۂ طارق﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی (۱) آپ کو معلوم ہے کہ رات کو آنے والا کون ہے (۲) وہ چمکدار ستارہ ہے (۳) کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کی حفاظت کے لیے کوئی متعین نہ ہو[3] (۴) تو انسان خوب دیکھ لے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا (۵) اس کو اچھلتے ہوئے پانی[4] سے پیدا کیا گیا (۶) جو پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے[5] (۷) یقیناً وہ اس کو دوبارہ لوٹانے پر پوری قدرت رکھتا ہے[6] (۸) جس دن سارے بھید جانچ لیے جائیں گے (۹) بس اس کے لیے نہ کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی مددگار (۱۰) پھر پھر کر آنے والے آسمان کی قسم (۱۱) اور دراڑوں والی زمین کی قسم[7] (۱۲) یقیناً یہ دوٹوک بات ہے (۱۳) اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے (۱۴) وہ بھی چالیں چل رہے ہیں (۱۵) اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں (۱۶) بس آپ کافروں کو کچھ مہلت دے دیجیے، تھوڑے دنوں ان کو ڈھیل دیئے جایئے[8] (۱۷)

← سولی پر لٹکا دو اور یہ کہہ کر تیر مارو کہ "بِاِسْمِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ" (اس لڑکے کے رب کے نام سے) بادشاہ نے یہی کیا اور وہ لڑکا شہید ہوگیا مگر یہ دیکھ کر بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوگئے، بادشاہ نے غصہ میں آکر بڑی بڑی خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ بھڑکا دی اور کہا کہ جو اسلام سے نہ پھرے گا اس میں ڈالا جائے گا، لوگ ڈالے جانے لگے مگر دین سے نہ پھرتے تھے، ایک مسلمان عورت لائی گئی جس کی گود میں بچہ تھا، عورت کو کچھ تردد ہوا، بچہ بولا ماں آگ میں کود جا اور صبر کر، تو حق پر ہے، یہ سب ہو رہا تھا اور بادشاہ اور اس کے مشیر بیٹھے نظارہ کر رہے تھے اور ان کو ذرا رحم نہ آتا تھا، اور ان مسلمانوں کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایک اللہ پر ایمان لائے تھے۔

(۱) وہ مجرموں کو سخت سزا دیتا ہے اور ماننے والوں کے ساتھ بڑا مہربان ہے (۲) یعنی کفار ان واقعات سے سبق نہیں لیتے اور جھٹلانے میں لگے ہیں جبکہ وہ خود اللہ کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں اور قرآن مجید میں تغیر ان کے بس میں نہیں، وہ ہر طرح محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا (۳) قسم میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ جس نے آسمان پر ستاروں کی حفاظت کے ایسے سامان کیے تو انسان کی حفاظت اس کے لیے کیا مشکل ہے (۴) یعنی منی سے (۵) مادۂ منویہ کا اصل مرکز یہی ہے (۶) جب اولاً منی سے وہ پیدا کرنے پر قادر ہے تو دوبارہ اسکے لیے پیدا کر دینا کیا مشکل ہے، بس وہی دن قیامت کا ہوگا (۷) یہ دراڑیں پودے نکلنے پر بھی پیدا ہوتی ہیں، پہاڑوں اور ندیوں کے نکلنے سے بھی پیدا ہوتی ہیں اور اللہ نے زمین پر جو پتھر کا غلاف چڑھایا ہے اس میں بھی ہزاروں میل کے طویل طویل شگاف ہیں جن سے زمین کے اندر کی گیس باہر آتی رہتی ہیں، اس سے زمین کا اندر کا لاوہ پھٹنے سے بچ جاتا ہے اور وہ گیس اوپر کی زمین کو قوت فراہم کرتی ہیں (۸) یعنی ابھی ان کو سزا دینے کا وقت نہیں آیا، ابھی ←

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۙ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۭ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ښ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۭ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۙ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۭ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۙ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۭ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۭ﴿۷﴾

منزل۷

سورۂ اعلیٰ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے جو سب سے بڑی شان والا ہے[1] (۱) جس نے پیدا کیا تو ٹھیک ٹھیک بنایا (۲) اور جس نے ہر چیز طے فرمادی تو اس کے مطابق چلایا (۳) اور جس نے چارہ (زمین سے) نکالا (۴) پھر اس کو سیاہ بھوسا بنا ڈالا[2] (۵) البتہ ہم آپ کو پڑھائیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں[3] (۶) سوائے اس کے جس کو اللہ ہی چاہے، یقیناً وہ کھلے اور چھپے سب کو جانتا ہے (۷) اور ہم آپ کو آہستہ آہستہ آسانی تک پہنچاتے جائیں گے (۸) تو آپ نصیحت کیے جائیے اگر نصیحت سودمند ہو (۹) نصیحت وہ حاصل کرے گا جو خشیت رکھتا ہو (۱۰) اور بدبخت اس سے دور رہے گا (۱۱) جو سب سے بڑی آگ میں گر پڑے گا (۱۲) پھر وہاں نہ مرے گا نہ جیے گا، یقیناً جو سنورا وہ مراد کو پہنچا (۱۳) اور اس نے اللہ کا نام لیا پھر نماز پڑھی (۱۴) بات یہ ہے کہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو (۱۵) جبکہ آخرت بہترین ہے اور باقی رہنے والی ہے (۱۶) یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی تھی (۱۷) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (۱۸)
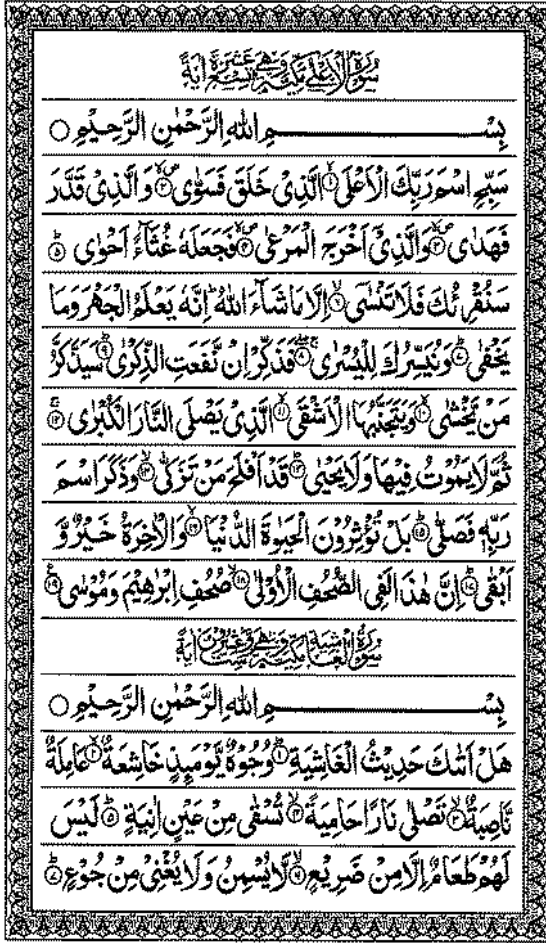
سورۂ غاشیہ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

آپ کو اس چیز کی خبر ملی جو چھا جانے والی ہے[4] (۱) اس دن کچھ چہرے اترے ہوئے ہوں گے (۲) کام کر کے تھکے ماندے (۳) بھڑکتی ہوئی آگ میں گریں گے (۴) انھیں کھولتے چشمہ سے پانی پلایا جائے گا (۵) سوائے کانٹوں کے ان کے پاس کوئی کھانا نہ ہوگا (۶) جو نہ جسم کو لگے گا اور نہ بھوک مٹائے گا (۷)

← ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے جب وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پکڑ میں لے لے گا۔

(۱) حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کو سجدہ میں رکھو'' یعنی اس میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھا کرو (۲) اس میں اشارہ ہے کہ دنیا میں ہر چیز اللہ نے ایسی بنائی ہے کہ وہ کچھ عرصہ اپنی بہار دکھانے کے بعد بدشکل اور پھر فنا ہو جاتی ہے (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان دلا دیا گیا کہ سب محفوظ رہے گا البتہ اللہ جن آیتوں کو منسوخ کرنا چاہے گا وہ بھلائی جا سکتی ہیں، آگے مزید اطمینان دلایا گیا کہ یہ شریعت آسان ہی ہے، بقیہ اور امور بھی ہم آسان کرتے چلے جائیں گے (۴) یعنی قیامت جو سب مخلوق پر چھا جائے گی۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝٨ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝٩ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝١٠ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝١١ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝١٣ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝١٤ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝١٥ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝١٦ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝١٧ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝١٨ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝١٩ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝٢٠ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝٢١ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝٢٢ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝٢٣ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝٢٤ اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ ۝٢٥ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝٢٦

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝٤ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩

منزل ۷

کچھ چہرے اس دن شاداب ہوں گے (۸) اپنی کوشش سے مسرور ہوں گے (۹) عالیشان جنت میں (۱۰) جہاں کوئی فضول بات ان کے کان میں نہ پڑے گی (۱۱) اس میں چشمے جاری ہوں گے (۱۲) اس میں بلند مسہریاں ہیں (۱۳) اور پیالے سجے ہوئے ہیں (۱۴) اور نرم تکیے قرینے سے لگے ہوئے ہیں (۱۵) اور قالین بچھے ہوئے ہیں (۱۶) بھلا وہ اونٹ پر غور نہیں کرتے کہ کیسے وہ پیدا کیا گیا (۱۷) اور آسمان پر کہ کس طرح اس کو بلند کیا گیا (۱۸) اور پہاڑوں پر کہ وہ کیسے کھڑے کیے گئے (۱۹) اور زمین پر کہ کس طرح اس کو ہموار کیا گیا[۱] (۲۰) بس آپ تو نصیحت کیے جایئے، آپ کا کام ہی نصیحت کرنا ہے (۲۱) آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں[۲] (۲۲) ہاں جس نے منھ موڑا اور انکار کیا (۲۳) تو اللہ اس کو سب سے بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا (۲۴) یقیناً ہماری ہی طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے (۲۵) پھر ان سب کا حساب ہمارے ہی ذمہ ہے (۲۶)

﴿سورۂ فجر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے فجر کی (۱) اور دس راتوں کی (۲) اور جفت کی اور طاق کی (۳) اور رات کی جب وہ جانے لگے[۳] (۴) کیا ایک عقلمند کے لیے یہ قسمیں (کافی نہیں) ہیں (۵) بھلا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے (قوم) عاد کے ساتھ کیا کیا (۶) (یعنی) اِرم بڑے بڑے ستونوں[۴] والے (۷) ان جیسے لوگ ملکوں میں پیدا نہیں ہوئے تھے (۸) اور ثمود (کے ساتھ کیا کیا) جو وادی میں بڑی بڑی چٹانیں تراشتے تھے[۵] (۹)

---

(۱) یہاں خاص طور پر بڑی نشانیوں کا ذکر کیا گیا جن سے عرب میں رہنے والے ہر فرد کو واسطہ پڑتا تھا، اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین (۲) یعنی آپ کا کام زبردستی ہدایت دے دینا نہیں ہے، تبلیغ کیے جانا آپ کا کام ہے، بس جو نہیں مانے گا وہ خود بھگتے گا (۳) مفسرین نے ان آیتوں سے متعین راتیں اور دن بھی مراد لیے ہیں لیکن بظاہر ان سے مطلق دن اور راتیں مراد ہیں، اور ان کے الٹ پھیر کی طرف ان میں اشارہ کیا گیا ہے، پہلے فجر کی قسم کھائی گئی ہے جس سے دن شروع ہوتا ہے پھر دس راتوں کی قسم کھائی گئی اور مہینہ میں تین مرتبہ دس دس راتوں کا مرحلہ آتا ہے اور سب کا انداز جدا جدا ہوتا ہے، چاند کے اتار چڑھاؤ سے فرق پڑتا ہے اور پھر ان راتوں میں بعضوں کا عدد جفت ہوتا ہے اور بعضوں کا طاق، اس سے بھی رات کی حالت بدلتی ہے اور پھر اخیر میں فجر کی مناسبت سے رات کی قسم کھائی گئی ہے، جب وہ رخصت ہو رہی ہو پھر اس کے بعد فرمایا گیا کہ کیا یہ سب تبدیلیاں ایک صاحب ہوش کے لیے کافی نہیں ہیں کہ وہ ان سے سبق لے پھر آگے تاریخ کے تغیرات کا ذکر ہے کہ بڑی بڑی طاقتور قومیں وجود میں آئیں لیکن اپنی نافرمانیوں کی بنا پر بالآخر مٹا کر رکھ دی گئیں (۴) ارم قوم عاد کے جدِ اعلیٰ کا نام ہے، یہاں اس سے مراد عادِ اولیٰ ہیں جن کو عادِ ارم بھی کہا جاتا ہے حضرت ہود علیہ السلام ان میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، یہ اس وقت دنیا کی طاقتور ترین قوم تھی، ستونوں والا ان کو یا تو ان کے اسی ڈیل ڈول کی وجہ سے کہا گیا ہے یا یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ بڑے بڑے ستونوں والی زبردست عمارتیں بنایا کرتے تھے (۵) ثمود کے پاس حضرت صالح علیہ السلام ←

وَفِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾
فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡہَا الۡفَسَادَ ۪ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَیۡہِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ
عَذَابٍ ۚ﴿ۙ۱۳﴾ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿ؕ۱۴﴾ فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا
ابۡتَلٰىہُ رَبُّہٗ فَاَکۡرَمَہٗ وَنَعَّمَہٗ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَکۡرَمَنِ ﴿ؕ۱۵﴾
وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىہُ فَقَدَرَ عَلَیۡہِ رِزۡقَہٗ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ
اَہَانَنِ ﴿ۚ۱۶﴾ کَلَّا بَلۡ لَّا تُکۡرِمُوۡنَ الۡیَتِیۡمَ ﴿ۙ۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ
عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ﴿ۙ۱۸﴾ وَتَاۡکُلُوۡنَ التُّرَاثَ اَکۡلًا لَّمًّا ﴿ۙ۱۹﴾
وَّتُحِبُّوۡنَ الۡمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿ؕ۲۰﴾ کَلَّاۤ اِذَا دُکَّتِ الۡاَرۡضُ دَکًّا
دَکًّا ﴿ۙ۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّکَ وَالۡمَلَکُ صَفًّا صَفًّا ﴿ۚ۲۲﴾ وَجِایۡٓءَ
یَوۡمَئِذٍۭ بِجَہَنَّمَ ۬ۙ یَوۡمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الۡاِنۡسَانُ وَاَنّٰی لَہُ
الذِّکۡرٰی ﴿ؕ۲۳﴾ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ قَدَّمۡتُ لِحَیَاتِیۡ ﴿ۚ۲۴﴾ فَیَوۡمَئِذٍ
لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗۤ اَحَدٌ ﴿ۙ۲۵﴾ وَّلَا یُوۡثِقُ وَثَاقَہٗۤ
اَحَدٌ ﴿ؕ۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ﴿٭ۖ۲۷﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی
رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً ﴿ۚ۲۸﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿ۙ۲۹﴾
وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿٪۳۰﴾

منزل۷

اور فرعون کے ساتھ جو میخوں[1] والا تھا (۱۰) جنھوں نے ملکوں میں سرکشی مچا رکھی تھی (۱۱) تو وہاں انھوں نے زبردست بگاڑ پھیلا رکھا تھا (۱۲)[2] بس آپ کے رب نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسایا (۱۳) یقیناً آپ کا رب گھات میں ہے (۱۴) بس انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کے رب نے اس کو آزمایا پھر اس کو عزت دی اور نعمت دی تو کہنے لگا میرے رب نے میرا اعزاز کیا (۱۵) اور جب اس کو اس کے رب نے آزمائش میں ڈالا تو اس کے رزق میں تنگی کردی بس وہ کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا[3] (۱۶) ہرگز نہیں! بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے (۱۷) اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو آمادہ نہیں کرتے (۱۸) اور وراثت کا مال سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو (۱۹) اور مال سے محبت تمہاری گھٹی میں پڑی ہے (۲۰) ہرگز ایسا نہیں چاہیے، جب زمین پیس کر ریزہ ریزہ کردی جائے گی (۲۱) اور آپ کا رب اور فرشتے صف بنا کر (سامنے) آجائیں گے (۲۲) اور اس دن جہنم کو بھی لے آیا جائے گا، اس دن انسان یاد کرے گا اور اب کہاں رہا یاد کرنے کا وقت (۲۳) وہ کہے گا کاش میں نے اپنی اِس زندگی کے لیے کچھ بھیج دیا ہوتا (۲۴) بس اس دن نہ اس جیسا عذاب کوئی دے گا (۲۵) اور نہ کوئی اس جیسی بیڑیاں کسے گا (۲۶) (دوسری طرف ایمان والے کے لیے اعلان ہوگا) اے وہ جان جو سکون پا چکی[4] (۲۷) اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی (۲۸) بس میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا (۲۹) اور میری جنت میں داخل ہوجا (۳۰)

← پیغمبر بنا کر بھیجے گئے، وادی القریٰ ان کے جائے سکونت کا نام بتایا جاتا ہے جہاں وہ پہاڑوں کو تراش تراش کر مکانات بنایا کرتے تھے۔

(۱) میخوں والا اس کو اس کی زبردست پکڑ کی وجہ سے بھی کہا جاسکتا ہے، اور اس لیے بھی کہ وہ سزا دینے میں میخوں کا بکثرت استعمال کرتا تھا (۲) اپنے اپنے زمانوں میں لگتا تھا کہ ان قوموں کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا لیکن سب تباہ و برباد ہوگئے (۳) یعنی دنیا ہی کی عزت و دولت ان کا مطمح نظر ہے اور اسی کو معیار سمجھتے ہیں، آگے اللہ نے عزت کے معیار کو بیان فرمادیا کہ جو یتیم کے کام آئے، مسکین کو کھانا کھلائے وہ ہے عزت والا (۴) پہلے مجرموں اور ظالموں کا ذکر ہوا، اب ان لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ کے ذکر سے سکون ملتا ہے۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (١) وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (٢) وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (٣) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ (٤) اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ (٥) يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (٦) اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ (٧) اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ (٨) وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ (٩) وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (١٠) فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (١١) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ (١٢) فَكُّ رَقَبَةٍ (١٣) اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ (١٤) يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (١٥) اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (١٦) ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (١٧) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (١٨) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (١٩) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ (٢٠)

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا (١) وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا (٢) وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا (٣) وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا (٤) وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا (٥)

منزل ۷

﴿سورۂ بلد﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں (١) جب کہ آپ اسی شہر میں مقیم ہیں[1] (٢) اور قسم ہے والد کی اور اس کی اولاد کی (٣) یقیناً انسان کو ہم نے مشقت میں ڈال کر پیدا کیا ہے[2] (٤) کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا زور نہ چلے گا (٥) کہتا ہے کہ میں نے تو ڈھیروں مال اڑا دیا (٦) کیا اس کا خیال یہ ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں (٧) بھلا کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں (٨) اور زبان اور دو ہونٹ[3] (نہیں بنائے) (٩) اور دونوں راستے اس کو بتا دیئے (١٠) بس وہ گھاٹی سر نہ کرسکا[4] (١١) اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ گھاٹی کیا ہے (١٢) کسی غلام کو آزاد کرنا (١٣) یا بھوک کے دنوں میں کھانا کھلانا (١٤) ایسے یتیم کو جو رشتہ دار بھی ہے (١٥) یا ایسے مسکین کو جو دھول میں اٹا ہوا ہے (١٦) پھر وہ ان لوگوں میں ہو جو ایمان لائے اور انھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو مہربانی کی وصیت کی (١٧) یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں (١٨) اور جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں طرف والے ہیں (١٩) ان پر آگ ہوگی پوری طرح بند (٢٠)

﴿سورۂ شمس﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے[5] سورج کی اور اس کی چمک کی (١) اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے (٢) اور دن کی جب وہ اس کو روشن کردیتا ہے (٣) اور رات کی جب وہ اس پر چھا جاتی ہے (٤) اور آسمان کی اور جیسا اس نے اس کو بنایا (٥)

---

(١) یہ آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں مقیم تھے، اور اہل ایمان بڑی مشقت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے (٢) حضرت آدم اور ان کی کل اولاد مراد ہے، گویا کہ کل نوع انسانی کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ انسان دنیا میں آتا ہے تو خواہ کیسا ہی اس کو عیش آرام حاصل ہو کچھ نہ کچھ مشقت اس کو برداشت کرنی ہی پڑتی ہے، اس طرح ان آیتوں میں اہل ایمان کی تسلی کا بھی سامان ہے (٣) بڑی طاقت و دولت والے بڑے گھمنڈ سے کہتے تھے ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے، آگے اللہ فرماتا ہے کہ جس نے آنکھیں اور ہونٹ دیئے کیا وہ خود نہیں دیکھے گا (٤) گھاٹی سر کرنا ایک مشقت کا کام ہے، اس میں اشارہ ہے کہ خیر کے کام کرنے میں کچھ نہ کچھ نفس کو کچلنا پڑتا ہے (٥) یہاں اضداد کی قسمیں کھائی گئی ہیں، دن کی اور رات کی، پھر آگے آسمان کی اور زمین کی، اس میں انسان کی دونوں صلاحیتوں کی طرف اشارہ ہے، اس کی نورانی صلاحیت اور اس کی ظلماتی کیفیت، اسی لیے آگے ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کو دونوں راستے بتا دیئے، فسق و فجور کیا ہے اور تقویٰ اور نیکی کیا ہے، بس جو نیکی کا راستہ چلے اور نفس کو سنوار لے وہ کامیاب اور جو دنیا ہی کا ہو کر رہ جائے وہ ناکام ونامراد۔

وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا
وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝۱۱ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ
عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵ ع

سُوْرَةُ اللَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالْأُنْثٰى ۝۳ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ وَأَمَّا مَنْۢ
بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ
لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ إِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱ إِنَّ عَلَيْنَا
لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُوْلٰى ۝۱۳ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا
تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَآ إِلَّا الْأَشْقَى ۝۱۵ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۶
وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝۱۷ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۸

منزل ۷

اور زمین کی اور جیسا اس نے اس کو پھیلایا (۶) اور نفس کی اور جیسا اس نے اس کو ٹھیک کیا (۷) بس اس کو اس کے گناہ اور اس کا تقویٰ بتادیا (۸) وہ کامیاب ہوگیا جس نے اس کو سنوار لیا (۹) اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے خاک میں ملادیا (۱۰) ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا (۱۱) جب ان کا بدبخت ترین شخص اٹھا (۱۲) تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا خبردار! اللہ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری (کا خیال رکھنا) (۱۳) تو انھوں نے ان کو جھٹلادیا پھر انھوں نے اس کو مار ڈالا بس ان کے گناہ کی پاداش میں ان کے رب نے (عذاب) ان پر انڈیل دیا تو ان کو برابر کرکے رکھ دیا (۱۴) اور اس کو اس کے انجام کی کیا پرواہ (۱۵)

﴿سورۂ لیل﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

رات کی قسم جب وہ چھا جاتی ہے (۱) اور دن کی جب وہ روشن ہوتا ہے (۲) اور اس کی جو اس نے نر اور مادہ پیدا کیے (۳) یقیناً تمہاری کوششیں الگ الگ ہیں[۲] (۴) تو جہاں تک اس کا تعلق ہے جس نے (اللہ کے راستہ میں کچھ) دیا اور پرہیزگاری اختیار کی (۵) اور بھلی بات کو سچ مانا (۶) تو ہم آہستہ آہستہ اس کو آسانی کی طرف لے چلیں گے[۳] (۷) اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا (۸) اور اس نے بھلی بات نہ مانی (۹) تو ہم اس کو آہستہ آہستہ سختی کی طرف لے چلیں گے[۴] (۱۰) اور اس کا مال اس کے ذرا بھی کام نہ آئے گا، جب وہ گڑھے میں گرے گا (۱۱) یقیناً راستہ بتادینا ہمارے ہی ذمہ ہے (۱۲) اور یقیناً آخرت اور دنیا کے مالک ہم ہی ہیں (۱۳) بس میں نے تمہیں اس آگ سے خبردار کردیا جو بھڑک رہی ہے (۱۴) اس میں وہ بدبخت ترین انسان ہی گرے گا (۱۵) جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا (۱۶) اور وہ پورا پرہیزگار اس سے محفوظ رہے گا (۱۷) جو اپنا مال پاک ہوجانے کے لیے دیتا ہے (۱۸)

---

(۱) قوم ثمود کے مطالبہ پر اللہ نے یہ اونٹنی پیدا فرمائی تھی اور یہ کہہ دیا گیا تھا کہ ایک دن کنویں سے یہ پانی پیئے گی اور ایک دن تم پانی لیا کرنا اور کوئی اس کو ہاتھ نہ لگائے، لیکن ان میں ایک بدبخت ترین انسان اٹھا اور قوم کے مشورہ سے اسے قتل کرڈالا جس کے نتیجہ میں پوری قوم تباہ کردی گئی (۲) یعنی انسان کے اعمال الگ الگ ہیں، رات کے اندھیرے کی طرح تاریک اعمال بھی ہیں اور دن کے اجالے کی طرح روشن کام بھی ہیں اور جس طرح رات اور دن کی اور نر اور مادہ کی خاصیتیں الگ ہیں اسی طرح اچھے اور برے کاموں کی خاصیتیں بھی الگ الگ ہیں (۳) آرام کی منزل سے مراد جنت ہے کہ اللہ کی توفیق سے اس کا حصول آسان ہوتا چلا جائے گا (۴) سخت منزل سے مراد دوزخ ہے، ڈھیٹ لوگوں کو اللہ اسی کے راستہ پر ڈالتا چلا جاتا ہے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ⑲ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ⑳ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ㉑

اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ (اس کو) دینا ہو (١٩) سوائے اپنے رب اعلیٰ کی رضامندی کے[1] (٢٠) اور وہ جلد ہی خوش ہوجائے گا (٢١)

سورۂ ضحیٰ

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالضُّحٰى ① وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ④ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ⑤ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ⑥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ⑦ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ⑧ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ⑨ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑩ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ⑪

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

چڑھتے ہوئے دن کی روشنی کی قسم (١) اور رات کی قسم جب وہ تاریک ہوجائے (٢) آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا[2] (٣) اور بعد میں آنے والے حالات آپ کے لیے پہلے والے حالات سے زیادہ بہتر ہیں[3] (٤) اور جلد ہی آپ کو آپ کا رب اتنا نوازے گا کہ بس آپ خوش ہوجائیں گے (٥) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تو اس نے ٹھکانا دیا[4] (٦) اور اس نے آپ کو (حق کے لیے) سرگرداں پایا تو راستہ چلایا[5] (٧) اور آپ کو ضرورت مند پایا تو غنی کردیا[6] (٨) بس جو یتیم ہو اس پر زبردستی نہ کریں (٩) اور جو سائل ہو اس کو نہ جھڑکیں[7] (١٠) اور جو آپ کے رب کی نعمت ہے اس کو بیان کرتے رہیں[8] (١١)

سورۂ انشراح

سُوْرَةُ الَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ② الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ④ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑤ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑥ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ⑦ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ⑧

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا ہم نے آپ کا سینہ آپ کے لیے کھول نہیں دیا (١) اور آپ کے بوجھ[9] کو آپ سے اتار دیا (٢) جس نے آپکی کمر توڑ رکھی تھی (٣) اور آپکے لیے آپکے تذکرہ کو بلندی عطا کی[10] (٤) بس ہر سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے (٥) یقیناً ہر سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے[11] (٦) بس آپ (کاموں سے) فارغ ہوں تو (عبادت میں) اپنے آپ کو تھکائیں (٧) اور اپنے رب ہی کی طرف دل لگائیں[12] (٨)

(١) یعنی وہ کسی کے احسان کا بدلہ چکانے ہی کے لیے خرچ نہیں کرتا بلکہ یونہی اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اس میں دکھاوا نہیں ہوتا، ایسے انسان کو پرہیزگاری وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اس کا رب اس سے خوش ہوتا ہے اور جنت میں اس کو اپنے اعمال کا ایسا صلہ ملے گا کہ وہ بھی خوش ہوجائے گا (٢) نبوت کے بعد شروع شروع میں آپؐ پر کچھ دن ایسے گزرے کہ وحی نہیں آئی تو ابولہب کی بیوی نے طعنہ دیا کہ تمہارا رب تم سے ناراض ہوگیا ہے، اس پر یہ آیتیں اتریں، چڑھتے ہوئے دن اور تاریک رات کی قسم میں غالباً اس طرف اشارہ ہے کہ رات کے اندھیرے کے بعد یہ نہیں ہوتا کہ دن کی روشنی نہ آئے، اگر کسی مصلحت سے وحی میں تاخیر کی گئی تو کسی کا یہ سمجھنا کہ اب وحی نہیں آئے گی حماقت کے سوا کچھ نہیں (٣) ہر لحاظ سے فتح وکامرانی میں اضافہ ہوتا جائے گا یہاں تک کہ آخرت میں آپ کو مقام محمود حاصل ہوگا جو بلند ترین مقام ہے، مقام شفاعت حاصل ہوگا جو معزز ترین منصب ہے (٤) ولادت شریفہ سے پہلے ہی والد کی وفات ہوگئی، چھ سال کی عمر میں والدہ انتقال فرما گئیں لیکن دادا اور چچا کے دل میں اللہ نے ایسی محبت ڈال دی کہ انھوں نے اپنی اولاد سے زیادہ حضورؐ کو چاہا (٥) وحی سے پہلے آپؐ شریعت کی تفصیلات نہیں جانتے تھے، اللہ نے وہ تفصیلات آپ کو عطا فرمائیں (٦) حضرت خدیجہؓ کے ساتھ تجارت میں آپ کو اچھا نفع ہوا (٧) سائل مال کا ہو یا کسی علم کا (٨) نعمت دین کو بیان فرماتے رہیں، علماء کہتے ہیں کہ دین بیان کرنے کو تحدیث کہا گیا ہے، اسی لیے آپؐ کی باتوں کو حدیث کہتے ہیں (٩) نبوت کی عظیم ذمہ داری کا شروع میں آپ کو بوجھ محسوس ہوتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ حوصلہ عطا فرمایا کہ مشکل ترین کام بھی آپ کے لیے آسان ہوگئے (١٠) درود شریف کی کثرت اس کی فضیلت، پانچوں اذانوں میں آپ کا تذکرہ، ←

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶
فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا
لَمْ يَعْلَمْ ۝۵ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷ اِنَّ
اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝۱۰
اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝۱۲ اَرَءَيْتَ اِنْ
كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۳ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝۱۴ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ
لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝۱۵ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝۱۶ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝۱۷

منزل۷

﴿سورۂ تین﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم انجیر کی اور زیتون کی (۱) اور طور سینا کی (۲) اور اس امن والے شہر کی (۳) ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں (ڈھال کر) پیدا کیا ہے (۴) پھر ہم نے اس کو نیچوں سے نیچا گرادیا (۵) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے (۶) پھر تجھے اس کے بعد کون سی چیز جزا وسزا کو جھٹلانے پر آمادہ کررہی ہے (۷) بھلا کیا اللہ سب حاکموں سے بہتر حاکم نہیں ہے (۸)

﴿سورۂ علق﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

پڑھئے اپنے اس پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا (۱) جس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے بنایا (۲) پڑھتے جایئے اور آپ کا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے (۳) جس نے قلم سے علم سکھایا (۴) انسان کو وہ سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا (۵) خبردار انسان ہی ہے جو سرکشی کررہا ہے (۶) اس لیے کہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے (۷) یقیناً (سب کو) آپ کے پروردگار ہی کی طرف لوٹنا ہے (۸) آپ نے اس کو دیکھا جو روکتا ہے (۹) ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے (۱۰) بھلا بتایئے اگر وہ ہدایت پر ہوتا (۱۱) یا تقوی کی بات کہتا (۱۲) بھلا بتایئے اگر اس نے جھٹلایا اور منھ موڑا (۱۳) کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ اس کو دیکھ ہی رہا ہے (۱۴) خبردار اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے (۱۵) وہ پیشانی جو جھوٹی ہے گنہگار ہے (۱۶) بس وہ اپنی مجلس والوں کو بلالے (۱۷)
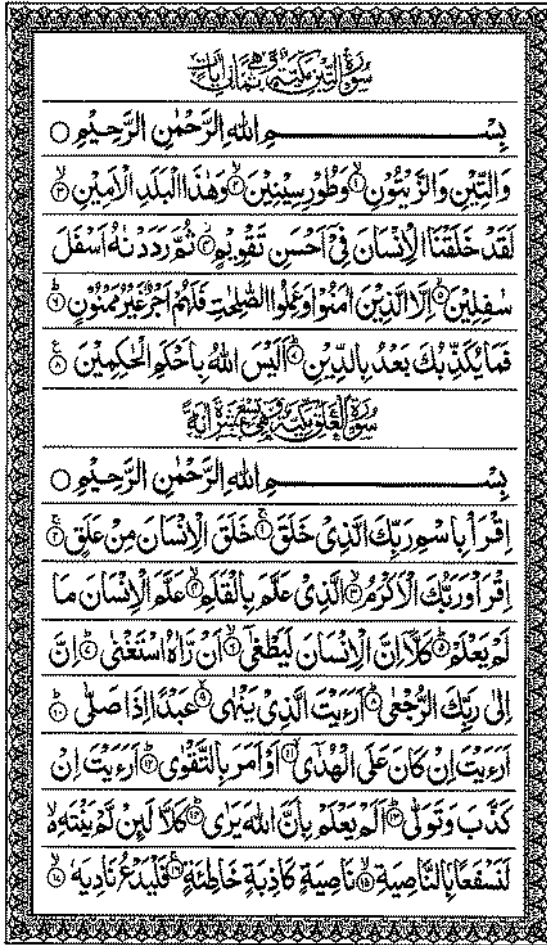
← یہ ساری چیزیں "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" میں داخل ہیں (۱۱) اس میں آپ کو تسکین دی جارہی ہے اور آپ کے واسطے سے پوری امت کو کہ مشکل ہمیشہ نہیں ہوتی (۱۲) دعوت کی ساری مشغولیت عبادت تھی مگر اس کے باوجود خالص عبادت مثلاً نفلی نمازوں اور ذکر وغیرہ میں مشغولیت کا خاص حکم دیا جارہا ہے کہ اس سے ہر کام میں برکت پیدا ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ دین کا کام کرنے والوں کو اس کا زیادہ ہی اہتمام چاہیے۔

(۱) انجیر اور زیتون شام کی پیداوار ہیں جہاں حضرت عیسیٰؑ بھیجے گئے تھے اور طور سینا کی قسم کھا کر حضرت موسیٰؑ کی طرف اشارہ ہے اور البلد الامین سے مکہ مکرمہ مراد ہے جہاں نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ تشریف لائے، حضرت عیسیٰؑ کو انجیل حضرت موسیٰؑ کو تورات اور حضورؐ کو آخری اور کھلی کتاب قرآن کریم کی شکل میں ملی، اس میں اشارہ ہے کہ آگے جو باتیں کہی جارہی ہیں تو تینوں اولوالعزم پیغمبروں کی دعوت کا محور رہی ہیں اور تینوں کتابوں میں اس کو بیان کیا گیا ہے (۲) ہر انسان صحیح فطرت لے کر آتا ہے لیکن پھر وہ آس پاس سے متأثر ہوکر گرتا چلا جاتا ہے سوائے ان لوگوں کے جن کے اندر چار صفات ہوں: ایمان، نیک اعمال، حق کی دعوت اور اس کا ماحول بنانے کی فکر اور صبر کی دعوت اور اس کا ماحول بنانے کی فکر (۳) یہ پانچ آیتیں وہ ہیں جو سب سے پہلے آنحضورؐ پر نازل ہوئیں جب آپؐ غار حرا میں عبادت میں مشغول تھے، حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ "اقرأ" (پڑھئے) آپؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا نہیں ہوں، حضرت جبرئیل نے آپ کو پکڑ کر بھینچا اور پھر وہی کہا، آپؐ نے وہی جواب دیا، ←

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾

سُورَةُ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾

منزل ۷

ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلالیں گے[۱] (۱۸) ہرگز نہیں آپ اس کی باتوں میں مت آیئے اور سجدے کیے جایئے اور قریب ہوتے جایئے (۱۹)

﴿سورۂ قدر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے[۲] (۱) اور آپ کو معلوم بھی ہے شب قدر کیا چیز ہے (۲) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (۳) اس میں فرشتے اور روح (الامین) تمام معاملات لے کر اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں[۳] (۴) وہ سراپا سلامتی ہے یہی (سلسلہ) رہتا ہے صبح کے نکلنے تک (۵)

﴿سورۂ بینہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مشرکین اور اہل کتاب میں جو کافر تھے وہ اس وقت تک باز آنے والے نہیں تھے جب تک ان کے پاس کھلی دلیل نہ آجاتی[۴] (۱) اللہ کی طرف سے ایک ایسا رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے[۵] (۲) جس میں بالکل ٹھیک ٹھیک مضامین ہوں (۳) اور اہل کتاب نے الگ راستہ اس کے بعد ہی اختیار کیا جب ان کے پاس کھلی دلیل آگئی[۶] (۴) جبکہ ان کو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی بندگی دین کو اس کے لیے خالص کر کے کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور ٹھیک ملت کا یہی دین ہے (۵) یقیناً مشرکین اور اہل کتاب میں سے جنھوں نے انکار کیا وہ سب جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے وہ سب بدترین مخلوق ہیں (۶)

← تیسری مرتبہ انھوں نے خود پانچوں آیتیں پڑھیں، اسی طرح اس پہلی وحی سے بتا دیا گیا کہ اس دین کی بنیاد علم پر ہے اور اس نبی امی کے ذریعہ یہ معجزہ ظاہر ہوگا کہ علم کا واسطہ قلم ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر کسی واسطہ کے وہ علوم حاصل ہوں گے جن سے قیامت تک دنیا فائدہ اٹھاتی رہے گی، ساتھ ساتھ یہ بات بھی صاف کر دی گئی کہ علم نفع جب ہی پہنچائے گا جب وہ اللہ کے نام کے سایہ میں ہوگا، اسی لیے "اِقْرَأْ" کے ساتھ "بِاسْمِ رَبِّكَ" کی قید بھی لگا دی گئی (۴) یعنی نیک راہ پر ہوتا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا، اب جو منھ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا۔

(۱) یہ گیارہ آیتیں پہلی پانچ آیتوں کے بہت بعد نازل ہوئیں، آنحضرتؐ نماز پڑھتے تو ابوجہل روکنے کی کوشش کرتا، ایک دن بدبخت نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ اگر آپ نے سجدہ کیا تو میں آپ کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا، آپؐ نے جھڑک دیا تو بولا کہ میری پارٹی بڑی ہے میں لوگوں کو بلالوں گا، اللہ فرماتا ہے کہ اب کر کے دیکھے، اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر ہم اس کو گھسیٹیں گے جو پیشانی جھوٹ اور مکاری سے بھری ہوئی ہے، اور وہ اپنی پارٹی کے لوگوں کو بلائے، ہم دوزخ کے سخت گیر فرشتوں کو بلالیں گے، حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ روکنے کے لیے آگے بڑھا پھر اچانک رک گیا، پوچھنے پر کہنے لگا کہ مجھے اپنے اور محمدؐ کے درمیان ایک آگ سے بھری خندق نظر آئی، جس میں پر رکھنے والی کوئی مخلوق تھی، اس لیے میں آگے نہ بڑھ سکا، حضورؐ نے فرمایا اگر وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی کر ڈالتے، پھر آخری آیت میں محبت بھرے انداز میں آپؐ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ بے خوف ہو کر سجدے کیے جایئے اور آگے بڑھتے جایئے (۲) لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی شب میں اس کو ←

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾

سُورَةُ الزَّلْزَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ﴿٢﴾ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ﴿٣﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿٥﴾ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾

سُورَةُ الْعَادِيَاتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ﴿١﴾ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ﴿٢﴾ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ﴿٣﴾ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ﴿٤﴾ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ﴿٥﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ﴿٦﴾ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ﴿٧﴾ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾

منزل ۷

ہاں یقیناً جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے وہ بہترین مخلوق ہیں (۷) ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، ایسی سدابہار جنتیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ہمیشہ ہمیش اسی میں رہیں گے، اللہ ان سے خوش ہوا اور وہ اللہ سے خوش، یہ سب اس کو ملتا ہے جو اپنے رب سے خشیت رکھتا ہو (۸)

﴿سورۂ زلزال[1]﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب زمین اپنے بھونچال سے جھنجھوڑ کر رکھ دی جائے گی (۱) اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی (۲) اور انسان کہے گا کہ اس کو ہوا کیا ہے (۳) اس دن وہ اپنی ساری خبریں بتادے گی (۴) کہ آپ کے رب نے اس کو یہی حکم دیا ہوگا (۵) اس دن لوگ گروہ در گروہ لوٹیں گے تا کہ ان کو ان کے سب کام دکھادیے جائیں (۶) بس جس نے ذرہ برابر بھی بھلائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا (۷) اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا (۸)

﴿سورۂ عادیات﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ان گھوڑوں کی قسم جو ہانپ ہانپ کر دوڑتے ہیں (۱) پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں اڑاتے ہیں (۲) پھر صبح کے وقت یلغار کرتے ہیں (۳) تو اس سے غبار اڑاتے جاتے ہیں (۴) پھر اسی کے ساتھ فوج کے درمیان گھس جاتے ہیں[2] (۵) واقعہ یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا حد درجہ ناشکرا ہے (۶) اور یقیناً وہ اس پر گواہ بھی ہے (۷) اور بلاشبہ وہ مال کا بڑا متوالا ہے (۸)

← اتارا گیا، اور دنیا میں نزول بھی اسی شب ہوا (۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے سال بھر کے معاملات اسی رات میں فرشتوں کے حوالہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے وقت میں ان کو انجام دیتے رہیں، وہ ان معاملات کو لے کر اس رات میں اترتے ہیں اور جو لوگ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں ان کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں (۴) حضورؐ کی بعثت سے پہلے تمام لوگ منحرف ہو چکے تھے اور اس کی ضرورت تھی کہ ایک عظیم المرتبت نبی بھیجا جائے جو سب کو صحیح راستہ بتلائے، اس کے بغیر کوئی صحیح راستہ پر آ ہی نہیں سکتا تھا (۵) یعنی قرآن پاک کی مختلف سورتیں کہ ہر سورت اپنی جگہ ایک صحیفہ ہے (۶) چنانچہ جب دعوت حق آ گئی تو لوگوں میں دو فرقے ہو گئے، ایک ماننے والے اور دوسرا اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار کرنے والا حالانکہ سب کو حکم ایک ہی دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کو مانیں اور نبی کی اطاعت کریں۔

(۱) یہ اتنی عظیم المرتبت سورت ہے کہ حدیث میں اس کو نصف قرآن کے برابر بتایا گیا ہے، اس میں قیامت کا تذکرہ ہے، پہلی صور پھونکی جائے گی تو قیامت برپا ہو جائے گی، سب کچھ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا جائے گا اور پھر جب دوسری صور پھونکی جائے گی تو سارے مردے اٹھ کھڑے ہوں گے اور زمین اپنے سارے خزانے اگل دے گی، مسلم شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''جس کسی نے بھی مال کی خاطر کسی کو قتل کیا ہوگا یا رشتہ داروں کے حقوق پامال کیے ہوں گے یا چوری کی ہوگی وہ اس مال کو دیکھ کر کہے گا یہ وہ مال ہے جس کی خاطر میں نے یہ گناہ کیے، پھر کوئی بھی اس سونے چاندی کی طرف توجہ نہیں کرے گا'' اس دن جس نے جو کچھ کیا ہوگا زمین اس کی گواہی دے گی پھر حساب کتاب کے بعد لوگ اپنی اصل جگہوں کی طرف واپس ہوں گے، جنتی جنت کی طرف اور جہنمی جہنم کی طرف اور جس نے جو بھی اچھا یا برا عمل کیا ہے ←

اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِۙ‏ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِۙ‏ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَٮِٕذٍ لَّخَبِيۡرٌ ﴿۱۱﴾

سُوۡرَةُ الۡقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡقَارِعَةُ ۙ‏ ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ‏ ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ‏ ﴿۳﴾ يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِۙ‏ ﴿۴﴾ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ‏ ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ‏ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ‏ ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ‏ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ‏ ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا هِيَه ؕ‏ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

سُوۡرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡهٰٮكُمُ التَّكَاثُرُۙ‏ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَؕ‏ ﴿۲﴾ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَۙ‏ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَؕ‏ ﴿۴﴾ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِؕ‏ ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَۙ‏ ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِۙ‏ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَٮِٕذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ﴿۸﴾

منزل۷

کیا اس کو پتہ نہیں کہ قبروں میں جو کچھ ہے وہ سب اتھل پتھل کر دیا جائے گا (۹) اور سینوں میں جو کچھ بھی ہے وہ سب ظاہر کر دیا جائے گا (۱۰) یقیناً ان کا رب اس دن ان کی پوری خبر رکھتا ہے[1] (۱۱)

﴿سورۂ قارعه﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جھنجھوڑ کر رکھ دینے والی چیز (۱) کیا ہے وہ جھنجھوڑ کر رکھ دینے والی چیز (۲) اور آپ کو معلوم بھی ہے کہ وہ جھنجھوڑ کر رکھ دینے والی چیز کیا ہے[1] (۳) جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے (۴) اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے (۵) بس جس کی ترازو بھاری رہی (۶) تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا (۷) اور جس کی ترازو ہلکی رہی تو اس کا ٹھکانا ایک گہرا گڑھا ہے (۸) اور آپ کو پتہ بھی ہے کہ وہ گہرا گڑھا کیا ہے (۹) وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے (۱۰)

﴿سورۂ تکاثر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(دنیا میں) ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے (کی ہوس) تمہیں غافل کیے رکھتی ہے (۱) یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچتے ہو[2] (۲) ایسا ہرگز نہیں چاہیے، جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا (۳) پھر (سن لو) ایسا ہرگز نہ چاہیے ابھی تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے (۴) خبردار! کاش کہ تم علم یقین کے ساتھ جانتے (۵) تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے (۶) پھر تم اس کو بالکل یقین کے ساتھ دیکھ لو گے (۷) پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال ہو کر رہے گا (۸)

← اس کو وہ جنت یا جہنم میں دیکھ لے گا اور ظاہر ہے کہ برا عمل جب ہی برائی کی شکل میں باقی رہتا ہے جب اس پر توبہ نہ کی گئی ہو اور اگر توبہ کر لی گئی تو وہ برائی اچھائی بن کر وہاں سامنے آئے گی (۲) یہ پوری منظر کشی عربوں کے لیے مہمیز کا کام کرتی ہے، گھوڑوں سے ان کا تعلق بے مثال تھا، اپنے آقا کے ساتھ ان کی وفاداری کا تذکرہ کر کے اپنے مالک کے ساتھ انسان کی بے وفائی کا ذکر کیا جا رہا ہے اور اس طرح اس کے دل کے ساز کو چھیڑ کر اس کے خالق و مالک کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) ان سب حالات کا انسان کو آگے سامنے کرنا ہے تو دنیا کی زائد محبت جو اس کو غلط راستہ پر ڈال کر اس آنے والے دن میں تباہ کر دے، یہ کہاں کی عقل مندی ہے (۲) عربی زبان کا یہ اسلوب ہے جو اور زبانوں میں بھی ہے کہ سوالات کے ذریعہ کلام میں زور پیدا کیا جاتا ہے (۳) دنیا کی دولتیں عزتیں ان پر فخر و ناز اور ان کی طلب و محبت ایک آخرت فراموش کے دل پر غفلت کے پردے ڈالے رہتی ہے، اور اس میں خوف وخشیت پیدا ہونے نہیں دیتی یہاں تک کہ موت کا وقت آ جاتا ہے اور آدمی قبر میں پہنچ جاتا ہے، پھر آگے تنبیہ کی جا رہی ہے کہ پہلے ہی اس کے بارے میں سوچ لینے کی ضرورت ہے تا کہ آدمی وہاں کی تیاری کر لے اور جہنم کی آگ سے بچ سکے۔

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

منزل۷

﴿سورۂ عصر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

زمانے کی قسم[1] (۱) یقیناً انسان گھاٹے میں ہے (۲) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور انھوں نے ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی (۳)

﴿سورۂ ھمزہ﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہر اس شخص کے لیے بربادی ہے جو پیٹھ پیچھے عیب لگانے والا، منھ پر طعنہ دینے والا ہو (۱) جس نے مال جمع کیا ہو اور وہ اس کو گن گن کر رکھتا ہو[2] (۲) وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا (۳) ہرگز نہیں وہ ضرور توڑ پھوڑ کر رکھ دینے والی (جہنم) میں پھینک دیا جائے گا (۴) اور آپ کو پتہ بھی ہے کہ وہ توڑ پھوڑ کر رکھ دینے والی چیز کیا ہے (۵) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے (۶) جو دلوں تک جا پہنچے گی (۷) یقیناً وہ ان پر بند کر دی جائے گی (۸) لمبے چوڑے ستونوں میں[3] (۹)

﴿سورۂ فیل﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حشر کیا (۱) کیا اس نے ان کی چال خاک میں نہیں ملا دی (۲) اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیئے (۳) جو ان کو پکی ہوئی مٹی کے پتھر سے نشانہ لے کر مار رہے تھے (۴) بس ان کو ایسا بنا دیا جیسے کھایا ہوا بھوسا[4] (۵)

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو زندگی گزارنے کے لیے ایک زمانہ دیا ہے لیکن عام طور پر انسان اس نعمت کی ناشکری کرتا ہے اور کفر و شرک اور معصیت کر کے بجائے فائدہ اٹھانے کے نقصان اٹھاتا ہے، اس لیے زمانہ کی قسم کھا کر یہ بات عمومی انداز میں کہی گئی کہ انسان گھاٹے میں ہے پھر آگے ان لوگوں کا استثناء کیا گیا جو اپنے اندر چار صفات رکھتے ہوں: ۱- وہ ایمان رکھتے ہوں، یعنی ان کے عقائد درست ہوں، ۲- ان کے اعمال درست ہوں، ۳- وہ صرف اپنی فکر تک محدود نہ رہیں بلکہ سچی بات کو عام کرنے کی فکر و سعی کرتے ہوں اور اس کا ماحول بناتے ہوں، ۴- اس راہ کی سب مشقتیں برداشت کرتے ہوں اور اسی کی تلقین دوسروں کو بھی کرتے ہوں (۲) یہ بار بار گننا خاص شغف اور محبت کی وجہ سے ہوتا ہے جو قابل مذمت ہے اور غلط ذہنیت کی ایک علامت ہے، یہ چیز اس کو غلط راستہ پر ڈال دیتی ہے اور وہ اسی کو مشکلات کا حل سمجھنے لگتا ہے اور دین سے پوری طرح غافل ہو جاتا ہے (۳) یعنی آگ کے ایسے بڑے بڑے شعلے ہوں گے جیسے لمبے ستون ہوں اور وہ آگ کے ان ستونوں میں گھر کر رہ جائیں گے (۴) یہ ابرہہ کے لشکر کی طرف اشارہ ہے جو یمن کا حکمراں تھا اور اس نے آنحضورؐ کی ولادت شریفہ سے ایک سال پہلے بیت اللہ پر لشکر کشی کی تھی اور اس کا ارادہ بیت اللہ کو ڈھانے کا تھا، راستہ میں جس نے بھی اس سے مقابلہ کیا شکست کھا گیا، جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو عبد المطلب نے اندازہ کر لیا کہ اس کا مقابلہ ممکن نہیں اور وہ سب کو لے کر ایک پہاڑی پر چلے گئے اور فرمایا کہ اس گھر ایک مالک ہے جو اس کی حفاظت خود کرے گا اور وہی ہوا وہ مقام مغمس سے آگے نہ بڑھ سکا اور پرندوں کی کنکریوں سے پورا لشکر تباہ ہو گیا اور ابرہہ بری موت مرا۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ ② فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ③ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ﳔ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ② وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ③ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ④ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ⑥ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ⑦

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ② اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ③

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ آيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ① لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ②

منزل۷

﴿سورۂ قریش﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قریش کے مانوس ہونے کی وجہ سے (۱) جو وہ جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس ہیں (۲) بس انھیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں (۳) جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف میں امن دیا (۴)

﴿سورۂ ماعون﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا آپ نے اس کو دیکھا جو بدلہ (کے دن) کو جھٹلاتا ہے (۱) بس وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور مسکین کو کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا (۳) تو ایسے نماز پڑھنے والوں کے لیے بربادی ہے (۴) جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں (۵) جو دکھاوا کرتے ہیں (۶) اور معمولی چیز دینے میں بھی رکاوٹ ڈالتے ہیں (۷)

﴿سورۂ کوثر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کر دی ہے (۱) تو آپ اپنے رب کے لیے نمازیں پڑھیں اور قربانی کریں (۲) آپ کا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے (۳)

﴿سورۂ کافرون﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہہ دیجیے اے انکار کرنے والو (۱) میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو (۲)

---
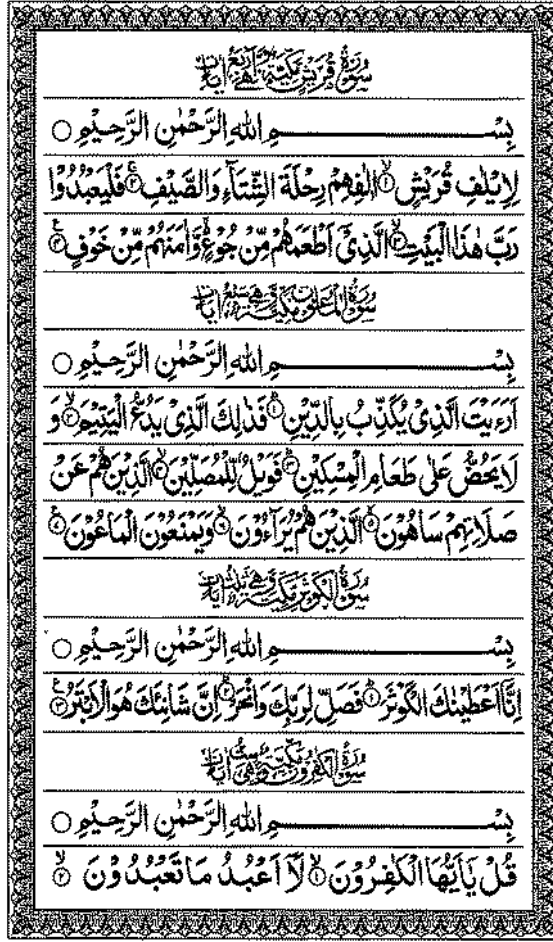
(۱) زمانہ جاہلیت میں قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا اور لوگ سفر کرتے ہوئے ڈرتے تھے لیکن قریش چونکہ بیت اللہ کے خادم سمجھے جاتے تھے اور حجاج کی ضیافت کرتے تھے اس لیے ان کو کوئی چھیڑتا نہیں تھا، ان کا یہ معمول بن گیا تھا کہ وہ سردیوں میں یمن کا اور گرمیوں میں شام کا تجارتی سفر کیا کرتے تھے، اس کی وجہ سے وہ خوش حالی اور امن کی زندگی بسر کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر اس احسان کو یاد دلا رہا ہے کہ یہ سب اسی بیت اللہ کی برکت ہے جو انھیں حاصل ہے، تو ان کو بھی چاہیے کہ وہ صرف اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے ان کو امن واطمینان دیا اور فارغ البالی عطا فرمائی (۲) اس میں یہ وضاحت ہے کہ یتیم کو دھتکارنے اور ضرورت مندوں کی مدد نہ کرنا اور دوسروں کو ان کی مدد پر آمادہ نہ کرنا یہ سب کام ایسے لوگوں کے ہیں جو آخرت کو نہیں مانتے اور دنیا ہی کو انھوں نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے، کسی صحیح مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی، آگے ایسے مسلمانوں کی ہلاکت کا ذکر ہے جو نماز کا اہتمام نہیں کرتے، دکھاوا کرتے ہیں اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ضرورت کی معمولی چیز بھی ان کو دوسروں کو دینا مشکل ہوتا ہے، "مَاعُوْن" گھریلو ضرورت کی معمولی چیز کو کہتے ہیں (۳) "کَوْثَر" خیر کثیر کو کہتے ہیں جس میں یہاں خاص طور پر حوض کوثر مراد ہے جو صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا اور اس سے آپ ایمان والوں کو سیراب فرمائیں گے، اس نعمت عظمیٰ کے مل جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور شکرانہ نماز اور قربانی کا حکم ہو رہا ہے اور مزید تسلی کی جارہی ہے کہ سلسلہ ہدایت آپ ہی کا چلے گا اور دشمن کی جڑ کٹ کر رہ جائے گی اور اس کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

سُوْرَةُ النَّصْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

سُوْرَةُ اللَّهَبِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

منزل ۷

اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں (۳) اور نہ مجھے اس کی عبادت کرنی ہے جس کی عبادت تم کرتے رہے ہو (۴) اور نہ تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے جس کی عبادت میں کرتا ہوں (۵) تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین[1] (۶)

﴿سورۂ نصر﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب اللہ کی مدد آگئی اور فتح (ہوگئی) (۱) اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں[2] (۲) تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے یقیناً وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے (۳)

﴿سورۂ لھب﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو ہی چکا (۱) نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی (۲) اب وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا (۳) اور اس کی بیوی بھی بدبخت لکڑیاں ڈھونے والی (۴) اپنی گردن میں مونجھ کی رسی لیے ہوئے[3] (۵)

﴿سورۂ اخلاص﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بتا دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے (۱) وہ اللہ جو کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں (۲) نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا (۳) اور کوئی بھی اس کے جوڑ کا نہیں[4] (۴)

---

(۱) مکہ کے کچھ سرداروں نے آپؐ کے سامنے پیشکش رکھی کہ کچھ دن آپ میرے معبودوں کی عبادت کرلیا کریں تو ہم آپ کے خدا کی عبادت کرلیا کریں گے، اس پر یہ سورہ نازل ہوئی اور اس میں بات صاف کردی گئی کہ غیروں کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ درست نہیں ہوسکتا جس میں ان کے شعائر اختیار کرنے پڑیں، شرک کی ملاوٹ کرنی پڑے، چنانچہ اس سورہ میں صاف کہہ دیا گیا کہ ایسی مصالحت ممکن ہی نہیں تم جو کررہے ہو، اس کے نتائج تم خود ہی دیکھ لوگے اور میں جس دین پر ہوں اس کے نتائج کا میں خود ذمہ دار ہوں (۲) فتح مکہ مراد ہے جس پر قبائل عرب کی نگاہیں لگی تھیں، اس کے بعد ہی لوگ جوق در جوق دین میں داخل ہونے لگے، اگلی آیتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کا اشارہ کردیا گیا کہ بعثت کا کام پورا ہوا اب اللہ کا شکر ادا کیجیے اور اپنے لیے اور امت کے لیے خوب استغفار کیجیے اور اس میں دعوت کا کام کرنے والوں کو سبق بھی دے دیا گیا کہ اس میدان کی فتوحات کے بعد فخر وغرور پیدا نہ ہو بلکہ عبودیت میں اور اضافہ ہو اور انسان اللہ کی حمد وثنا اور استغفار میں لگ جائے (۳) ابولہب آنحضورؐ کا چچا تھا مگر سب سے زیادہ عداوت رکھتا تھا اور اس کی بیوی اس عداوت کو اور بھڑکاتی تھی، آنحضورؐ کے راستہ میں کانٹے بچھاتی تھی، آپؐ نے کوہ صفا پر جب پہلی مرتبہ دعوت دی تو ابولہب نے کہا "تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ" تیری بربادی ہو سارے دن، اس پر یہ سورہ اتری کہ برباد ہوا تو وہ خود ہوا، مرا تو اس کا جسم سڑ گیا تین دن پڑا سڑتا رہا اور اس کی بیوی جو خود بخل کی وجہ سے لکڑیاں جنگل سے لاتی اور کانٹے لا کر آپؐ کے راستہ میں بچھاتی وہ اسی رسی میں جکڑ گئی اور اس کا دم گھٹ گیا، اور قیامت میں بھی طوق وسلاسل میں جکڑی جائے گی (۴) یہ سورۂ اخلاص ہے جس کی بڑی فضیلتیں حدیثوں میں آئی ہیں، اور اس کو ثلث قرآن ←

سورۂ فلق

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
کہیے کہ میں طلوع صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں(۱) ہر چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی (۲) اور رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ پھیل جائے (۳) اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے (۴) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے(۵)

سورۂ ناس

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
کہیے کہ میں پناہ میں آتا ہوں تمام لوگوں کے پروردگار کی (۱) لوگوں کے بادشاہ کی (۲) لوگوں کے معبود کی (۳) وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے (۴) جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے (۵) جنوں اور انسانوں میں سے(٦)
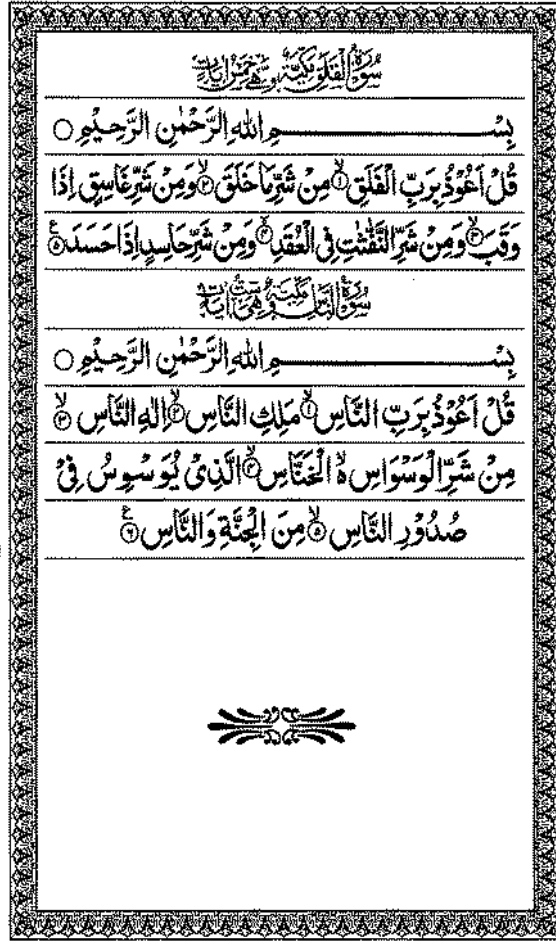
← کہا گیا ہے، اس میں ان بعض کافروں کا جواب ہے جنھوں نے آنحضورؐ سے کہا تھا کہ ذرا اپنے خدا کا حسب ونسب تو بتائیے، صمد کا اردو میں ایک لفظ سے ترجمہ ممکن نہیں اس لیے اس کا مرکب ترجمہ کیا گیا ہے، اس مختصر ترین سورہ میں اللہ کی توحید کو انتہائی جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے، پہلی آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو ایک سے زیادہ خداؤں کے قائل ہیں، دوسری آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو ایک خدا کو باوجود کسی اور کو بھی اپنا مشکل کشا یا حاجت روا سمجھتے ہیں، تیسری آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو خدا کے لیے بیٹا مانتے ہیں اور چوتھی آیت میں ان لوگوں کا رد کیا گیا ہے جو کسی بھی حیثیت سے کسی کو بھی خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

(۱) یہ دو آخری سورتیں "مُعَوِّذَتَین" کہلاتی ہیں، یہ اس وقت نازل ہوئی تھیں جب آپؐ پر یہودیوں کی طرف سے جادو کیا گیا تھا اور اس کے کچھ اثرات آپؐ پر ظاہر ہوئے تھے، ان میں اس کا علاج بتایا گیا ہے، حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سورتوں کی تلاوت اور ان سے دم کرنا جادو کے اثرات دور کرنے کے لیے بہترین عمل ہے، آنحضرتؐ کا معمول رات کو ان سورتوں کی تلاوت کر کے دم کرنے کا رہا ہے، رات کی تاریکی کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر یہی وقت جادو ٹونے کا ہوتا ہے، آنحضورؐ پر چونکہ ایک عورت نے جادو کیا تھا اور ایک دھاگے پر پھونک مار کر گرہیں لگائی تھیں اس لیے خاص طور پر "نَفّاثات" کا ذکر ہے، اب وہ جادوئی عمل مرد کرے یا عورت دونوں سے اس میں پناہ مانگی گئی ہے (۲) خناس شیطان کا لقب ہے، اس کے معنی چھپنے والے کے ہیں، جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو وہ چھپ جاتا ہے پھر موقع ملتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے (۳) جنوں میں شیطان ہوتے ہی ہیں انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں جو بہکانے کا عمل کرتے ہیں، ان کی باتیں سن کر طرح طرح کے برے خیالات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے آیت میں دونوں طرح کے وسوسے ڈالنے والوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی پناہ میں رکھے اور ہر طرح کے شر سے حفاظت فرمائے، آمین!

اس آخری سورہ میں بار بار "النّاس" کا لفظ لا کر تمام انسانیت کو رب کائنات سے جڑنے کی دعوت ہے کہ وہی تمام انسانوں کا رب بھی ہے بادشاہ بھی ہے، معبود بھی ہے، بس سب کو اسی سے لو لگانے اور اسی کے دامن عفو میں آنے کی ضرورت ہے۔

سورتوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی بعزته و جلاله تتم الصالحات

والصلوٰة والسلام علی سیدنا ونبینا ومولانا محمد و علی آله وصحبه أجمعین!

قرآن مجید کی جس خدمت کا آغاز محض اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے جمعہ کے مبارک دن ۱۴؍شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ کو مسجد حرام مکہ مکرمہ سے ہوا تھا، آج ۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ کو وہ مسجد نبوی میں محض اللہ ہی کے فضل اور اس کی توفیق سے تکمیل کو پہنچا[1]۔ حقیقت میں کلام الٰہی کا ترجمہ نہ کوئی کرسکا ہے اور نہ کرسکے گا، جن حضرات کو کلام الٰہی سے جتنی مناسبت اور صاحبِ کلام سے جتنی نسبت رہی ہے وہ اتنا ہی قریب پہنچا ہے، اسی لیے عام طور پر اس کو ترجمۂ قرآن کے بجائے ترجمۂ معانیِ قرآن کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا اور نمایاں نام حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کا ترجمۂ قرآن بعد کے تمام تراجم کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس گنہگار نے اس مبارک فہرست میں شامل ہونے کے لیے محض توفیق الٰہی سے اس کام کی ہمت کی اور خاص طور پر تین باتوں کو دھیان میں رکھنے کی کوشش کی، ایک تو یہ کہ ترجمہ الفاظ سے قریب ہو، دوسرے یہ کہ آسان ہو، اور تیسرے یہ کہ کسی حد تک رواں بھی ہو، تاہم یہ صرف ایک کوشش ہے ایک نہایت ناقص اور نااہل بندہ کی طرف سے۔ کوئی قلم اور کوئی زبان اس مالک الملک ارحم الراحمین کا شکر کرنے سے قاصر ہے جس نے اپنے ایک گنہگار بندہ کو اس عظیم کام کی سعادت بخشی۔

اے اللہ جو کچھ ہوا تیری ہی توفیق سے ہوا، بس تو ہی اس کام کو قبولیت سے نواز دے اور اس کو اس گنہگار کے لیے مغفرت کا ذریعہ فرمادے اور اس کو اس کے مشائخ واساتذہ، والدین، اہل خاندان اور اس کام میں کسی بھی حیثیت سے تعاون کرنے والوں کے لیے بھی صدقہ جاریہ فرمادے[2] اور اس کو قرآن مجید کے پیغام کے عام ہونے کا اور ہدایت کا ذریعہ فرما اور برکت وقبولیت عطا فرما۔

والحمد للّٰہ أولا و آخرا وظاهرا وباطنا، وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آله و صحبه أجمعین برحمتك یا أرحم الراحمین. (آمین)

بلال عبدالحی حسنی ندوی

صفہ نبوی علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام

قبیل مغرب بروز دوشنبہ

۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

---

(۱) ترجمہ کا کام دو سال قبل ہی مکمل ہوگیا تھا مگر حواشی اور تصحیح وتنقیح کا کام جاری رہا جو آج بروز دوشنبہ ۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ کو پایہ تکمیل تک پہنچا۔

(۲) خاص طور پر ہمارے مربی برادر اکبر مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ کے لیے اس کو ترقیِ درجات کا ذریعہ فرما جو اس کام کے لیے بہت فکرمند رہے اور مسلسل ہمت افزائی فرماتے رہے اور چند ماہ پہلے طویل علالت کے بعد ۱۷/ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ کو وفات پائی۔